

مَعْدِنُ الْحَقِّ ۴

شرح اُردو

کنز الدقائق

مع جدید اضافات

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب

فاضل دارالعلوم دیوبند



دارالانشاء دیوبند

مَعْدِنُ الْحَقَائِقِ



مَعْدِنُ الْحَقَائِقِ

شرح اردو

کنز الدقائق

مع جدیدہ اتفاقات

جلد اول

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب
فاضل و معلم و محقق

دارالاشاعت
نور انوار کراچی ۱۹۵۸ء
کراچی پوسٹ آفس ۲۲۰۵۳۵۹

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالانشاء عت کروچی محفوظ ہیں

کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر 3792

باہتمام : عظیم اشرف عثمانی
مباحث : علامہ علمی گرائفٹس کراچی
نقصات : 468 صفحات

﴿..... ملنے کے چے﴾

ادارہ مساحیات سولکن پبکس اردو بازار کراچی
ادارہ مساحیات ۱۹۰۰ لٹری لاء بور
کتب سید احمد شہید اردو بازار کراچی
کتب سید ابوالحسن علی ہادی پبلیکیشنز راولپنڈی
موجودہ کتب کتب خانہ کتب خانہ کتب خانہ کتب خانہ

ادارہ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
اردو مقرران داصم اسلام ۱۹۳۷-۱۹۳۸
بیت کتب المعارف دارالعلوم کراچی
بیت العلوم ۱۹۲۰ء دارالعلوم

کتب خانہ شہید - سید مارکیت رجبہ دارالعلوم کراچی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے چے﴾

Islamic Books Centre
21, Halliwell Road
Bham BL 3HE, UK

Arshat Academy Ltd.
As Conveyors (London) Ltd
Cook's Road London E 3 2PW

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اَوْھٰی زَوْجَہٗ کَلَّمَتْ تَبَاجُہَا، تَلٰی الْفَتْحُ الشَّجِیْمَ . وَاَنْھٰی حَدِیْقَہٗ وَاَبَاحَ نَشْرَہَا اَصِیْبَ مِنْ عَرَفِ النَّسِیْمِ ، حَمَلَہُ نَعَالٰی الْاَذَى زَیْنُ نَحْوِ ہِذَہِ الْاِمَہِ الْمَحْمَدِیَہِ . بِعَقْوَدِ شَرِیْعَہِ الْمَرْضِیَہِ . وَاَوْشَدَہَا سِرَاجَ الْعَنَابِہِ اِلٰی مَرَاقِی الْعِلَاحِ ، وَنَوَّرَ الْاِبَاحَ اِلٰی اِمْدَادِ الْفَتْحِ . لَا یُبْکِنُہُ کُنْہُہٗ فِی الْمُبْدِیَہِ وَالنَّہَیَہِ ، وَہُوَ عَلِیۃُ کُلِّ بِنَیَہِ ، وَتَعَطَّرَ مِنْ اَنْفَاسِ الْمُرَبِّ بِمَا کَرَّہَا الْفَسَادُ ، وَانْظُرْ مِنْ حُدَاقِی الْعِبَاضِ ، نَعَتْ عَلَیْہَا سَابِحَاتِ الْحَمَامِ . صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُہُ عَلٰی سَبِّ مَا مَعْمَدٌ صَاحِبِ الثَّمَرِاجِ کَاشِفِ حَوَائِشِ الْاَسْرَارِ ، الْاَخِی بِالْاَنْدَرِ الْاَلُوْ مَعَ وَغُورِ الْاَذْکَارِ ، وَغُلٰی اِلَہِ رَاصِحِہِ الْمَتَمَسِّکِیْنَ بِشَرْعِہِ حَطَابِہِ ، الْمَتَفَهِّرِیْنَ عَنِ النِّقَاصِ بِسِیْمِ مَسْحِ وَجُوْہِہِمْ بِصَعِیْدِ نَابِہِ .

ایضاح تفسیر و تفسیر کے بعد علوم و دینیہ میں علم فقہ کا یہ مقام ہے کہ کسی کو اس میں نہیں کیا کہ نجات اخروی و سعادت الہی کا یہ دشرقی اصول، مہدایہ کے مطابق زندگی بسر کرنے پر ہے جو علم فقہ کے بغیر ناممکن ہے، نیز صد باب آتب ہدیہ، کہ ایمان کتاب کفر الدنۃ فی مفسدۃ البرکات حافظہ الدین نعمی کا ہونہ م ہے دو بکنی علم پر مبنی نہیں، مگر یہ نہ کہ نہایت مختصر اور نہایت درجہ ادق کتاب ہے اس لئے ضرورت تھی کہ روز ہن میں اتنی اتنی شرب کیجئے جس کے ذریعہ طلباء شمس طالب کے ساتھ ساتھ تشریح و مسائل سے بھی واقف ہو سکیں۔

میں گواہ سلاقی طور پر مصنف یا ناظر نہیں مگر مجھے انہری طور پر قلم و قریط میں سے لگاؤ اور ابتداء ادق سے طلباء کی علمی خدمات انجام دینا کا غیر معمولی ذوق ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہزار بار شکر ہے کہ ”نیل الایمان“ شرح مختصر المعانی اور ”تجملۃ الادب“ شرب فقہ العرب کی طرز میں اپنی یہ فقہی خدمت بھی پیش کر سکی سعادت حاصل فرما ہوں۔

”مؤید الدین“ ہے و شرف

محمد حنیف غفرلہ لکھنؤی

(فائل و راہ دوم دیوبند)



مقدمہ

مہادی علوم

ہر علم کے شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے جن کو مہادی سے تعبیر کرتے ہیں مہادی علوم اسود مغر و مشہور کہلاتے ہیں یعنی علم کی تعریف، زمینیں، موسموں، دیان، غرض، مانت، تقدیر، نفاذ و تہ دفع، واقع علم، مہادی و دیگر تیسرے نمبر۔ ان کی ذکر کرنے سے تفصیل، نظام میں علوم مشہور و مذکورہ ان شاء اللہ میں پیش کیا ہے۔

دول الاموات ہی البادی ۵۰ و نلک عشرۃ علی المراد
المعد والموضوع ثم التامع ۵۱ والاسم واستعداد حکم الشارح
نصور الصنائع ۵۲ والعضیۃ ۵۳ ونسبۃ ۵۴ والنفۃ ۵۵ جلیبۃ

خیر القرون اور تقد فی الدین

تاجدار مدینہ سرور عالم علیہ السلام کے اصحاب میں دہم کے اصحاب تھے۔ ایک دو جو ہر وقت حفاظت پر تھے اور ان کی روایت میں گئے رہتے تھے مثلاً حضرت ابو یوسف، ابن مالک، وغیرہ دوسرے وہ جو انھوں میں تھے اور خود ذکر کر کے دہم میں شامل ہونے کا لئے اس اعتبار سے تقدیر پر ہی پوری طرح صرف ہوتے رہتے تھے۔ مثلاً حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس وغیرہ لوگ احادیث کو پورے تکلیف و تحقیق اور مسطر فہم شریعت پر پہنچنے کے بعد معمول پر لاتے تھے۔ جن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود کا نام سب سے پہلے آتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ

خیر القرون کے مشاہیر اصحاب فضل و کمال اور کثیر لانا، بیٹ ہونے کے ساتھ ساتھ فقہاء، صحابہ میں سے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک رکھا کہ فرمایا تھا۔ تو حضرت اللہ فلاک علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ پر رحم فرمائے۔ تو دنیا میں علم پہنچانے والا تھا ہے۔ آپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے خاص اجازت تھی جب چاہو بیٹو! تم لوگو اور ہر گز ایک اور چلے آؤ حتیٰ کہ صحابہ میں جو نہ تھے نبوت علی کا ایک فرد سمجھتے گئے تھے۔ تکمیل ظلم کے بعد حضورؐ نے اپنی حیات طیبہ اسی میں ان کو درس و تعلیم کی پادرت معارف دہائی کی اور ان کے بعد بیٹ تعلیم من کل ہر ایک کے لئے مصراحت سے یہ کہہ کر شاہد کیا کہ ان مسعود سے حاصل کرنا۔ ایک بار آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ان مسعود بن اسود کو پسند کریں میں ان کو اپنی ساری کائنات کے لئے پسند کرتا ہوں اور جن اسود کو وہ پسند کریں میں ان کی آنکس پسند کرتا ہوں

(کرام اللہ، اقبال علیہ السلام)

علامہ ابن قیم نے ”مقام الوصیٰ“ میں امام سرور قیامت نقل کیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں علوم کا سربراہ پھر چھ اصحاب کو پایا۔ ان مسعود، عمر بن زید، ابو الدرداء، ابی اور ان چھ کے علم کے خزانہ حضرت علی بن ابی طالب مسعود کو پایا۔ ان میں ان کا علم شریعت کی پہاڑیوں سے اٹھا، خود کو کوئی اور اس میں رسا۔ ان دونوں آفتاب رہا، اباب نے دیکھا تھا ان آفتاب کے نور و زور کو چکاڑیا کو فہم میں آپ کے حافظہ اور اس میں ایک رات پورا چار ہزار احادیث شریک ہوتے تھے۔ جس وقت حضرت علیؓ کو پوچھتے تو ان مسعود نے اپنے شاگردوں کو کہنے کے اعتبار کیا تھا۔ یہ ان طلبہ سے بھر گیا۔ حضرت علیؓ نے فرما سرت سے فرمایا۔ ان مسعود اتم نے تو کوئی کو کم وقت سے ملا اہل کردیا وہ یہ شہر تھاماری وجہ سے علم کا مرکز ہو گیا، آخر میں آپ کو نہ سے یہ شریف چلے آئے تھے۔ وہیں آپ نے ۳۲ سال ۳۳ شہرہ وقت پائی۔ علقہ میں میں اس وقت تھی کہ ان میں ان اہل سلیمان صرف تین وہ۔ ان سے اس علم کا تمام مہم جو حقیقت کے علمی خزانہ ان کے مصراحت اعلیٰ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

تقدیم میں مشہور ہوئے۔ چنانچہ ۱۰۱۰ھ میں خلیفہ ہمدانی نے ان کو تاجی بنایا اور بارہنہ رشید نے اپنے زمانہ خلافت میں مملکت اسلامیہ کا تاجی مانتھا اور سفر کردیا وقت سے پہلے کہتے تھے کہ سترہویں امام صاحب کی محبت میں رہا سترہویں دنیا کے کام میں روچکا۔ میرا گمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے اس قول کے چھ مہینہ بعد ۱۰۱۱ھ میں حرمہ ۸۹ سالہ وفات پائی۔

امام محمد

ابو محمد اللہ محمد بن حسن بن قرقہ اشعیاہ بن کا اصل دین و عشق کے قریب ایک نہ گائے ہے جس کا نام "حرمہ" تھا۔ لان کے والد ہیں کے رہے والد تھے یہ دینی فکر میں ملازم تھے اسی سلسلہ میں کچھ مدت تک "واسطہ" میں قیام کرنا پڑا۔ یہیں مساجد میں امام محمد بیچے ہوئے۔ پھر والد بن مستقل طور پر کنہہ منتقل ہو گئے تھے یہیں آپ کی تعلیم تربیت ہوئی چڑا و سلا کی کوکل امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر غلام حاصل کیا۔ چار سال تک حاضر خدمت رہے مگر امام صاحب کا یہ خیر دور وقتا طے امام صاحب کے انتقال کے بعد امام ابو یوسف سے تکمیل کی۔ اور پھر سال کی عمر میں دہریہ شروع کر دیا۔ آپ باطنی اہل طہارت کے بلند پایہ امام ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر و حدیث کے ماہر و وقت و ادب کے جوش و روم کا مسلم استاد تھے ترکہ سے نہیں بڑا اور ہم زمانہ میرے تھے جن سے آدھے طہارت و شعری تحصیل میں گہرا وقت و حدیث کی تحصیل میں صرف کر دیے آپ نے عمر بھر ۱۰۰ سال ۱۰۱۱ھ میں وفات پائی۔

امام زفر

ابو عبد اللہ زفر بن عبد اللہ بن قیس بن سلیم حرمہ و ابو یوسف کا مقام صحابان پیدا ہوئے جہاں ان کے والد حاکم تھے شروع میں ان کو حدیث کا زمانہ توت تھا بعد میں فقہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور میں سال سے زمانہ نام صاحب کی خدمت میں رہے امام ابو یوسف لان کے تعلق تھے اصل فرمایا کرے تھے شعبان ۱۵۱ھ میں عمر زرا تیس سال وفات پائی۔

فقہ کی تعوی تحقیق

"الفہم حقیقۃ الشوق و الفتح و الفہم العالم النبی و عشق الاحکام و یفہم عن حقائقها و یفتح ما استغلق منها فقہ کے لغوی معنی کسی شے کو کھولنا اور واضح کرنا ہے فقہیاس عالم کو کہتے ہیں جو احکام شرعیہ کو واضح کرے اور ان کی حقائق کا سراغ لگائے۔ اور عقل و پیچیدہ۔ اس کو واضح کرے (فانی للزمخشری) الفہم لفہ العالم بالشیء ثم عین بعلم الشریعۃ فقہ کے لغوی معنی کسی چیز کو جاننا ہے پھر یہ علم تربیت کے ساتھ خاص ہو گیا (در مختار) فقہا لفقہ (س) فقہا اہلہ و عقبہ (ک) لکھتے۔ اعلم و کان فقہیا ائمہ (س) فقہا! کسی شے کا جاننا اور کھانا، فقہا (ک) لکھتے۔ فقہ ہوا۔ علم میں غالب ہونا ہے۔

(عقب ابوہریرہ)

فقہ کے اصطلاحی معنی

علم اصول فقہ کی اصطلاح میں علم فقہ کی مشہور ترین ہے۔ "اعلم بالاحکام الشرعیۃ بطریقہ المکتب من اہلہا الخصال" فقہ احکام شرعیہ پر فوریہ کے اس علم کو کہتے ہیں۔ فقہ احکام کی اولہ مفصلہ سے حاصل ہے۔ احکام فوری وہ ہیں جن کا تعلق عمل سے رہتا ہے اور احکام اصلی وہ ہیں جن کا تحقق اعتقاد سے ہوتا ہے احکام کی اولہ مفصلہ چار ہیں قرآن پاک و حدیث و اجماع و قیاس و عرف میں "احکام" کی قید سے علم ذوات و صفات اور "شرعیہ" کی قید سے احکام عقلی جیسے بات کا علم کہ عالم حادث ہے اور احکام حسی جیسے اس بات کا علم کہ آگ جلانے وال ہے اور احکام اصطلاحی جیسے بات کا علم کہ فاضل مرفوع ہوتا ہے اور "مخبرۃ" کی قید سے احکام اصلی (جن کی بحث علم عقائد میں ہوتی ہے) علم فقہ کی تعریف سے خارج ہو گئے اور مطلب یہ ہوا کہ احکام شرعیہ پر علم کتاب اللہ یا ساجد رسول یا اہل اربعہ یا قس صحیح سے حاصل ہوا اس کو فقہ کہتے ہیں۔ مصلحتوں کا اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ان فقرات کے یہاں قطعی فقہ صرف مجھ ہی ہو سکتا ہے نہ

حرم پر قیاس کرتا ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد الحظۃ بالحظۃ، متلاً علی الفصل "وہا" سے ثابت ہے۔ چاہو علمت
حرم جس قدر ہے، قیاس مستحب میں اس اجزاء کی مثال حرمت مہرہ میں دلی اطلاق پر دلی قیاس کو قیاس کرنا ہے جسے حرمت دلی اسلوب کو
حرمت دلی و مہرہ و مہرہ پر قیاس کیا گیا ہے۔

علم فقہ کے متعلق شارع کا حکم

علم فقہ کا یہ کتنا فرض بھی نہیں ہے اور فرض کذا یہ بھی۔ اتنی معلومات حاصل کرنا کہ جن کی دین میں امتیاز واقع ہوگی۔ جو فرض میں ہے اور ہر
فصل کے لئے ضروری ہے اور ان کے الامتداد میں دوسروں کے نسخے کے لئے حاصل کرنا فرض کذا ہے تاکہ دوسرے لوگ بھی مہلک و محرمات سے
بچیں۔ اور علم فقہ کی وجہ سے شارع غیبات، نماز، ہجرت، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، وغیرہ کا معلوم کرنا اور ان میں تحریر کرنا مندوب و مستحب ہے،
لہذا علماء پر مسائل پر زکوٰۃ، حج، ہجرت، زکوٰۃ، طلاق، وغیرہ کے مسائل پر مسائل کا تعلق ہے۔ یہ مسائل طلاق، ہجرت، زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، وغیرہ
مسائل کا تعلق فریضہ، جو شخص جس چیز کا تعلق رکھتا ہے اس پر اس کا حکم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ اس میں از کتاب حرام سے محفوظ رہے۔
مسائل فقہ

برہہ جلد جس کا موضوع بعض مختلف ہوں اس کا محمول احکام فرض۔ فرض وہ جب حرام، مکروہ اور مباح میں سے کوئی ایک ہو وہ علم فقہ کا
مستند ہے جیسے یہ فصل فرض ہے یا واجب ہے یا حرام ہے۔

علم فقہ کی فضیلت

علم فقہ پر اہل بیت علیہ السلام کے بعد جملہ علم سے افضل ہے جس کی شہادت قرآن اور حدیث پروردگار میں موجود ہے جس جہان اجمالی کا ترجمہ ہے۔
"من یؤت الحکمۃ فقد اوتیٰ خیرا کثیرا"
جس کو حکمت عطا ہوئی اس کو بڑا خیر دیا گیا یعنی اس باب فقہ کے ایک ترجمہ پروردگار نے حکمت کی تفسیر علم شرع سے کی ہے اور علم شرع
محفوظ ہے۔

"وقل تعالیٰ وما کان المؤمنون یسئلونکما فلو لا نفر منکم فرقة منهم طافوا فی البقاع و فی الدین"
اور مسلمان ایسے تو نہیں کہ ہرے کوئی کرے سو پر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ کیوں نہ نکالنا کہ ان میں سے کچھ پیدا کریں۔ شاہدین
کے نزدیک یہ بات جو دے کے نہیں طلب طے کرے، ہرے میں سے جس کا حکم مذہبی کی کچھ حاصل کرنا رحمت ربانی ہے۔
برہہ و ما لم یصل اللہ علیہ وسلم و انما ہے۔

"من یؤت اللہ ما یشاء یمضیٰ فی الدین"

(تعلق ہے)

جس کے واسطے اللہ تعالیٰ بھلائی پاتے ہیں ان کو دین کی کچھ عطا کرتے ہیں۔

وقل صلی اللہ علیہ وسلم "فقد و احد اللہ عنی الشیطان من اللہ عابد"

(تہذیب میں یہاں)

ایک عالم شیطان پر برا عبادت سے آزاد عبادی ہے۔ "وقل لعل علی اللہ علیہ وسلم کونوا الذوالا و لا تکتوا و اذ"

(مصحف کلمہ ص ۱۰۱) کہندہ۔ بعض روایت کرتے ہیں کہ اس سے غور قابل شاعر۔

اذا ما اعتبر ذو علم معلوم تعلم انفعہ اولی باعتبار

لکم طیب نفوح ولا کمکم وکم طیب بطیر ولا نیاز

جب کوئی صاحب علم کسی علم سے غور کرے تو ہم فقہ اولیٰ بانقاد ہے بہت سی خوشبو میں بھیجی میں لیکن تنگ کی طرح نہیں اور بہت سے

جواہر پارے

اس عنوان کے ذیل میں ہم دو مسائل پیش کر رہے ہیں جن سے اکثر علماء نے رجوع کیا ہے جو حدیث کتب فقہیہ سے پہلی پاکستانی کے ساتھ کالے گئے ہیں۔ جن کا والد ہر مسئلہ کے آخر میں درج ہے۔

دو مسائل جن میں امام اعظم سے رجوع ثابت ہے (کتاب الطہارۃ)

- (۱) مسیحیہ کے مسئلہ میں امام بویہب سے چند روایتیں ہیں (۱) جو حنفی و اشعی کا ج کافی ہے (۲) جو حدیث شریف سے ملاتی ہے ان کا ج کافی ہے۔ (۳) انہی سے کئی تحقیق ہے مسئلہ (۴) کا اشعی کا ج و اشعی کا ج ہے۔ یہ آپ کا آخری قول ہے۔ اور بھی صحیح ہے (فقہ احمدی، بدائع الصنائع)
- (۲) فیوض قرعے وضو کے حلق آپ سے تین روایتیں ہیں (۱) فیوض قرعے وضو کرے اور تیمم نہ کرے۔ (۲) جامع سننہ روایت) (۳) وضو بھی کرے اور تیمم بھی امام احمدی کے قائل ہیں۔ (۳) صرف تیمم کرے وضو نہ کرے۔ امام ابو یوسف اور اشعی کا ج کا قول یہی ہے اور اسی کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا ہے (از بدع شاہی، بدائع صغریہ)
- (۳) صاحبین کے یہاں فائز الطہارۃ میں کے لئے حکم یہ ہے کہ وضو تریوں کی طرح قیام و قعود و رکوع و سجود کرے (قرأت و غیرہ ذکر ہے امام صاحب نے بھی اسی کی طرف رجوع کر لیا۔)
- (۴) باب اسح علیٰ نعیمین

مسیحیوں کے ہاں میں آپ کا پہلا قول عدم جواز کا ہے پھر آپ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ کہ اگر بخیر و عین (پانچاے) سخت اور گناہ سے ہوئی جن سے پانی نہ چھڑے ہو تو مسجح جائز ہے۔ چنانچہ بدائع میں ہے کہ آپ نے اپنے مرض الموت میں جو زمین پر مسجح کر کے اور اپنے حمار داروں سے فرمایا کہ میں وہ ضل کر رہا ہوں جس سے لوگوں کو مسجح کرتا تھا اس سے لوگوں نے آپ کے رجوع پر استدلال کیا ہے۔ (ادب القادر، کتبہ حبیبہ، بدائع شاہی)

(۵) باب الحیض

امام شافعی کے یہاں حیض کی اکثر حدیث چند روز ہے امام صاحب بھی پہلے اسی کے قائل تھے، بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا: (۲)

(۲) حیض کے زمانہ میں جب طہرہ و خونوں کے درمیان قلیل ہو تو امام صاحب سے ایک روایت کے لحاظ سے اور متوالی کے حکم میں چھوٹا۔ پانچ آخری قول یہ ہے کہ اگر وضو نہ ہو تو غسل نہ دے گا بلکہ دم متوالی کے حکم میں ہوگا۔ امام ابو یوسف بھی ان کے قائل ہیں۔ (ادب القادر، کتبہ حبیبہ)

(کتاب الصلوٰۃ)

۱۱ فصل فی کیفیت ترکیب افعال الصلوٰۃ

اوقات آپ اس کے فائل تھے کہ قادیان میں قرأت قرآن جو تڑپے۔ پھر آپ نے مساجد کے کھلنے کی طرف رجوع کر لیا کہ نماز کے اندر قادیان میں قرأت قرآن جو تڑپیں۔

(۸) ... امام صاحب کے نزدیک مجھ کو کرتے وقت، ایک پراکتھا کن جائز ہے۔ صاحبین کے نزدیک جائز لکھن۔ شریعت الہیہ میں
 برومان سے منقول ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (شمال)

(۹) باب الوتر والنوافل

وتمس لایم صاحب سے تمین رفاقتیں ہیں۔ (۱) قرطبی ہے (دو کو حمار تین زید عث) (۲) حنبل ہے (دو تینوں کو زید بن ابی اسحاق) (۳) صاحبین اور امام شافعی بھی ایک لفظ لایم سے ہیں۔ (۴) صاحب سے لایم حنبل سے لایم کا قول ہے اور کچھ بھی ہے محیط و فی الغالبیہ ہو الاصح و فی العسوط ہو الظاهر من منبعہ۔ (روایہ شافعی صحیحہ)

(١٠)..... باب وحدة التلاوة

[illegible]

(11) ... باب الجواهر

ایک شخص کی چند بیویاں ہیں اور اولاد بھی ہے اس کا انتقال ہو گیا تو امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک اس کی اولاد اس کو غسل دے سکتی ہے امام صاحب بھی اہل احمی کے قاضی تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔ (مباحث)

(برائے)

كتاب الزكاة

(١٢) - باب العاشر

انگوئی خضاب و دودھ ہم شرمعاشر کے پاس ہو کر گزرتے تو اس سے مٹڑیا جاناگیا ایک پسند اول پہا خری تو ان یہ ہے کہ اس سے مٹڑیاں
ایک ایک گھاس جھینا لے ائی کو اختیار کیا ہے۔

(۱۳) ای طرح اگر عہدہ ذوق ان کی رقم لیکر گذرے تو اس سے بھی غریب تر لیا جاسکے گا صاحب کامر موریانہ قول کی ہے چنانچہ کتب فقہیہ میں کسی تصریح اس کا موجود ہے۔
(مزید حکایہ ہند میں جامع منیر فقہی کمالی)

(۱۴)..... باب الزكاة

زمانہ کے متعلق آپ کا جواب قول یہ ہے کہ اس میں توجہ واجب نہیں (امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ اس میں فحش واجب ہے امام جوہر نے اسی کو اقتدار کیا ہے۔)

(۱۵)..... باب المعرف

ایک عورت کو شہر کے انتقال کی خبر ملی اس نے کسی دوسرے کیساتھ نکاح کر لیا جس سے اولاد ہو گئی اس کے بعد اس کا شوہر اولاد گیا تو ماہر صاحب کے نزدیک شوہر اپنی اولاد کو ذریعہ کفر سے کہہ کر گھر سے نکلتے ہوئے عورت کو بلایا اور اس سے بعد میں آپ بخیر جو عورت لیا اور فرمایا کہ ذرا کھینچ دے سکتا۔

(شرائی میں لالہ بچہ)

کر دی ہے کہ جس غلام کا غائب کی بیوی، دونوں اور بیویوں یا مومنوں کی زوجیت کا انکار کر دیا جائے تو امام صاحب کے پہلے قول پر مبنی کہ میں سورج ہو گا۔
دوسرے جو پہلے قول کے لحاظ سے ہیں مومنوں کو صاحبین اسی کے قائل ہیں۔ (فتح معانی)

(۲۳) ... شہر غائب کا کوئی مال موجود نہیں اسکی موت نے اپنے تمام کیا کہ جس مال کا غائب کی بیوی ہوں اور قاضی سے درخواست کی کہ شہر غائب پر میرا عقد مقرر کر دیا جائے اور اس کے ہم پر مجھے قرض لینے کی اجازت دے دی جائے تو امام صاحب کے قول کی رو سے قاضی اسے عقد کا حکم کر دے گا۔ یہی امام زکریا کا قول ہے۔ مگر امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا پس قاضی عقد کا حکم نہ کرے گا کیونکہ یہ قصاصی الزام ہے جو جائز نہیں صاحبین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (فتح معانی)

کتاب العتق

(۲۵) ایک شخص نے اپنے غلام کے متعلق کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، غلام نکال سکے یہاں اس جیسا بیچا جائے یا نہیں ہو سکتا۔ تو امام صاحب کا پہلا قول یہ ہے کہ اس کا نام سے غلام نہ آؤ اور نہ ہو گا دوسرا قول یہ ہے کہ آزاد نہ ہو گا صاحبین اور امام شافعی کسی کی فرماتے ہیں۔ (چاہے غلام)

(۲۶) باب العتق علی جعل

ایک شخص نے اپنے غلام کو چار سالہ خدمت کی شرط پر آزاد کیا غلام نے قبول کر لیا۔ پھر آقا کا انتقال ہو گیا۔ تو امام صاحب کے پہلے قول میں غلام پر چار سالہ خدمت کی قیمت واجب ہو گی امام محمد نے اسی کو لیا ہے آخری قول یہ ہے کہ غلام کی قیمت واجب ہو گی اور وہ اپنے مال سے آزاد کرے گا امام ابو حنیفہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (چاہے غلام)

(کتاب الایمان)

(۲۷) ایک شخص نے نہ تو کسی شرط پر متعلق کیا اور نہ شرط پائی مگر یہ کہ اگر وہ اسے غلام سے بھینہ نہ تو کو چھو کر نہ ہو گا یہ آپ کا پہلا قول ہے۔ آخری قول میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر شرط ایسی ہو جس کا حصول مطلوب ہو جیسے ان شئی اللہ مرہی لعلی کذا تو نذر کو چور کرنا واجب ہو گا اور اگر شرط ایسی نہ ہو تو چاہے نذر پوری کرے چاہے قسم کا غلام دے۔ (بدیع معانی)

(۲۸) باب الیسین فی الاکل والشرب

ایک شخص نے قسم کھائی کہ میری نہ کھوؤں گا تو یحییٰ ہراس میری پر تحمل ہو گی جو نور میں داخل کی جاتی ہو اور شہر میں فروخت ہوتی ہو۔ صاحبین کے نزدیک خاص کر کبھی کی میری پر تحمل ہو گی مگر امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا اور اختلاف و اصل اختلاف نہ نہ پر مبنی ہے۔ صاحبین کے زمانہ میں عرفا کبھی کی میری پر تحمل ہو گی۔ اور امام صاحب کے زمانہ میں عام روایت تھی۔ (بدیع معانی)

(۲۹) باب الیسین فی الطلاق والعتاق

ایک شخص نے اپنے بچے کو اپنے جسم کے کنارہ کی دانگی کی نیت سے خرید لیا تو امام صاحب کے نزدیک غلام اور بچہ ہو گا۔ دوسرا قول امام زکریا کے نزدیک امام صاحب بھی لڑائی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے ان سے رجوع کر لیا۔ (فتح معانی)

(کتاب البیوع)

(۳۶) باب خیار الریۃ

ایک شخص نے کوئی چیز اپنے رکنے ارادت کر دی تو امام صاحب اولاً بعد مکرر بیع کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا ہی بیع لازم ہوئی اور بائع کے لئے خیار ردعت ثابت نہ ہوگا۔ (پہلا جلد صفحہ ۱۰۸)

(کتاب الشہادۃ)

(۳۷) باب الرجوع عن الشہادۃ

مگر کوئی شخص کو حق دینے کے بعد رجوع کر لیں تو امام صاحب کے نزدیک غیر کے حق میں ان کا رجوع کسی حالت میں بھی صحیح نہیں بلکہ صاحبان فرماتے ہیں کسی کو کسی چیز سے جو فیصد ہو چکا نہ ہونے کا اور نہ ملن مقضیٰ مایہ کا وہیں لیا جائے گی آپ کا یہ قول مرجوح الایہ ہے الا آپ ان کے قائل تھے کہ رجوع کندگان کے حالات کو دیکھا جائے گا۔ اگر ان کے حالات اور انکی شہادت کے بعد پیسے سے بہتر ہوں تو ان کا رجوع راجح اور ان کے حق میں بھی صحیح ہوگا اور غیر ہوں کے حق میں بھی۔ اور اگر ان کے حالات پیسے ہی جیسے ہوں یا پیسے سے بھی اتر ہوں تو ان کو سزا دی جائے گی۔ بعد سزا بیع فیصلہ کو لازم ہوگا نہ ہوگا۔ (نارسا دہن ص ۱۰۸)

(کتاب الدعویٰ)

(۳۸) باب التخیلف

اگر بائع مشتری حق میں اور بیع مرد میں اختلاف کریں بائع کہے کہ میں نے تبرعے ہاتھ یہ دیا تو ایک سو میں بیٹی ہے اور مشتری کہے کہ یہ بائع اور نہ کہے ساتھ فلاں بیچ بیچا میں بھی ہے اور وہ دونوں دینے کو نہ کریں تو دشمن کے ہارے میں بائع کا دینے مشتری کو کا دعویٰ حق کے ہارے میں مشتری کا ہو گیا یا آخری قول ہے۔ پہلا قول یہ ہے کہ وہ دونوں مشتری کو ایک سو بیچ میں دلائی جائیں گی۔ (نارسا دہن ص ۱۰۸)

(۳۹) باب دعویٰ الرجوع

ایک دھار پر دو شخصوں کی گڑیاں ہیں۔ ایک کی ایک یا دو گڑیاں ہیں اور دوسرے کی تین یا تھیں سے زائد۔ تو امام صاحب کے پہلے قول پر دھار دونوں میں مشترک ہوگا۔ نہ اس، نہ وہ کسی کے قائل ہیں۔ آخری قول میں دھار مشترک نہیں رہے گی۔ (نارسا دہن ص ۱۰۸)

(کتاب المضاربتہ)

(۴۰) ایک مضارب کے پاس دو ہزار درہم ہیں اور رب المال نے کہتا ہے کہ تو نے مجھے ایک ہزار درہم دے دے تو ایک ہزار کا مجھے نفع دے اور رب المال کہتا ہے کہ میں نے تجھے دو ہزار درہم دیئے تھے تو امام صاحب کے نزدیک مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ یہی صاحبین کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اختلاف در حقیقت مفوض فی مقدار میں اختلاف ہے اور اس صورت میں قاضی کا قول معتبر ہوتا ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ امام صاحب کا یہ آخری قول ہے کہ وہ ان آپ اسکے قائل تھے کہ رب المال کا قول معتبر ہوگا یہی امام زفر کا قول ہے کہ وہ مضارب نفع میں شرکت کا دعویٰ ہے اور رب المال اس کا مشتری ہے والقول قول المضارب۔ (باب مضاربین ص ۱۰۸)

کتاب المآذون

(۳۶) ایک شخص نے اپنے غلام کو کادو باؤ کی عبادت دینی تھی اس سلسلہ میں اسکے ذمہ اتنا فرض آج آکر اس نے انکی کئی اور انکی قیمت سب کو ٹھیکر لیا تو برائی اسنے پاس جو تھا اس کا مالک نہ ہوگا۔ اور اگر اسکی کمائی میں کوئی غلام ہو اور وہ اس کو آزاد کرے تو آزاد ہوگا۔ مہ جہنم کے نزدیک آقا اسکی کمائی کا مالک ہوگا، ٹھیکہ مہ بھی آزاد ہو جائے گا۔ مگر اس کی قیمت دینی پڑے گی۔ اور عبد مالون کا دین محیط نہ ہو تو اسرار غلام آزاد ہو جائے گا۔ یہ آئیکہ آخری قول ہے پہلا قول یہ ہے کہ نہ خدا آزاد ہوگا اور نہ آقا اسکی کمائی کا مالک ہوگا۔ (ہدایہ کلمہ بنامی محمد کر)

(کتاب اشطحة)

(۳۷) اگر کوئی گاؤں میں آرمی ہوگا تو فروخت کر دیا جائے تو امام صاحب کا پہلا قول یہ ہے کہ ہر شیخ صرف اس حصہ کو لے سکتا ہے جو اس کی ملک سے حاصل ہو۔ آخری قول یہ ہے کہ شیخ حق شفعہ سے کل لے سکتا ہے۔ (بدائع)

(کتاب الذبائح)

(۳۸) امام صاحب کے نزدیک گھڑے جو گوشت کھا حرام ہے اور مساجین کے نزدیک جائز بکراہت جزیرہ۔ امام صاحب نے وفات سے تین یوم قبل مساجین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (ہدایہ و مدارج علیہ)

(کتاب انکراہیہ)

(۳۹) فصل فی الاستبراء

ایک شخص نے باندی فروخت کی اور مشتری کے قبضہ سے پہلے حاکم کر لیا تو امام صاحب اذلا اسنے قائل تھے کہ بائع پر مستبراء ہم واجب ہے بخیر بعدہ۔ جب کی طرف رجوع کر لیا جو مساجین کا قول ہے۔ (محمد کر)

کتاب البیایات

(۴۰) امام ابو یوسف نے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ آزاد ولی کے جس عضو کو نصف کر دینے سے دیت لازم آتی ہو اگر وہی عضو نہ ہم کا نصف کر دے جائے تو اس میں قیمت واجب ہوگی۔ اور جس عضو میں نصف دیت واجب ہوگی وہ اس میں نصف قیمت واجب ہوگی۔ اس روایت کے عموم سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص غلام کا کان کاٹ لے یا اس کی عضو کو موندے اور یا لے نہ آگیا تو اس میں نصف قیمت واجب ہوگی۔ چنانچہ امام صاحب سے سن کر روایت بھی ہوئی ہے مگر آپ نے وجوب حکومت بدل کی طرف رجوع کر لیا۔ (بدائع)

(۴۱) اگر باپ نے ماوی نے بچہ کو تار یا تار یا لہر پر مرگ تو امام صاحب کے نزدیک دونوں پر مٹوان آئے گا مساجین فرماتے ہیں کہ اگر عرف و عادت کے مطابق اما تو مٹوان نہ ہوں گے امام صاحب نے وہی کی طرف رجوع کر لیا۔ (مشکوٰۃ و مدارج علیہ)

کتاب الوصایہ

(۴۲) ایک شخص نے وصیت کی کہ میرا غلام فروخت کر کے اس کا جس مساجین پر حصہ کر دیا جائے۔ وہی نے غلام فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کیا اور وہ اسنے پر کسی سے خارج ہو گیا مگر غلام نہ کر کہ کسی اور کا نکل آیا تو وہی مساجین ہوگا۔ لیکن وہی جتنا ثمنیں ادا کرے گا وہ ترکہ سے

اصول کے ساتھ ساتھ انہیں وہ مہم صاحب کا پہلا اثر یہ ہے کہ ترکہ سے وصول نہیں کر سکتا۔ پھر آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ وہ ترکہ سے وصول کر سکتا ہے۔ (بدویہ)

(کتاب الفرائض)

(۵۳) باب ذوقی الارحام

امام صاحب کا پہلا اثر یہ ہے کہ جراثیم پر اصول میت مقدم ہیں لیکن آپ نے اس سے رجوع کر لیا نہیں اصول میت پر جراثیم مقدم ہوگا۔ (شامی)

(۵۴) فصل فی الحرقۃ والخرقۃ

کچھ لوگ آگ میں جل کر یا پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ترتیب معلوم نہیں کہ پہلے کون مروتوں نے مال میں سے لے لیا اور دوسرے کے ارمیان تقسیم کر دیے یا نہ لے لیا۔ اس میں سے کوئی ایک دوسرے کا ورثہ نہ ہوگا۔ یہ امام صاحب کا آخری قول ہے وکان یقول اولاد ہوتے معصومین میں سے تھے۔ (نوی)

وہ مسائل جن میں امام صاحب سے کئی بار رجوع ثابت ہے۔

(کتاب الحکوۃ)

(۵۵) فصلان حملان علیہا نسل کی زکوٰۃ میں آپ کا نظریہ یہ تھا کہ ان میں بھی وہی واجب ہے جو بیویوں میں واجب ہے۔ امام فخر اور امام تفسیر کا یہی قول ہے مگر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور فرمایا کہ ان میں سے کسی مرثیہ واجب ہے۔ لیکن امام ابو یوسف کے قول سے لیکن بعد میں اس سے بھی رجوع کر لیا اور فرمایا کہ ان میں سے جو واجب نہیں لایا کہ ان کے ساتھ بڑے نوروزوں امام محمد نے اسی کو لیا ہے۔ (ہاشم شاہ ۱۶۱ء کا بیان)

(کتاب المہود)

(۵۶) اگر کسی کافر پر اس کے اسلام قبول کرنے سے پیشتر حد نافذ ہو چکی ہو تو اس کی شہادت مقبول ہوگی۔ اور اگر اسلام قبول کرنے کے بعد باری ہوئی تو مقبول نہ ہوگی۔ یہ حکم تو متفق علیہ ہے لیکن اگر کچھ حد اسلام کے بعد جاری ہوئی تو اس میں اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر نافرمانی ہوئے لگائے گئے لے لیا کہ اگر اسلام کے بعد تو اس کی شہادت مقبول نہ ہوگی مگر یہ قول مر جوع حد سے دور اتوں یہ ہے کہ اگر نافرمانی کے بعد کام ہوئی تو شہادت مقبول نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کا نفع صاف ہے مگر اس سے بھی آپ کا رجوع ثابت ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر وہ ایک کوزے کے بعد اسلام لے لیا اور باقی کوزے اس کے ہاتھ لگائے گئے تو اس کی شہادت مقبول ہوگی۔ (کتاب)

(کتاب الاقرار)

(۵۷) ایک غلام کچھ رقموں نے اس سے بھولی کی چوری کا قرار کیا جو اس کے پاس حیدر موجود ہیں۔ آٹھ لاکھ تھوڑے کی رقم ہوگی۔ اس نے یہ قرار دیا کہ اس کا قرار کیا جائے گا۔ وہ رقم سرقہ نہ ہوگا اور اس سے بچ جائیں گے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ ہاتھ تو کام کا ہے لیکن وہ رقم کا کورہ دینے جائیں گے اور نظامہ زامی کے بعد سرقہ حد کے سے آتی مقدار کا ضامن ہوگا۔ امام ابو یوسف

(۵) امام کو چاہئے کہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت پہلے ملائکہ حقیقی نیت کرتے مگر مردوں کی اور عورتوں کی۔ اصل میں یوں ہی مذکور ہے کہ جامع صلہ میں ہفت کو بعد میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے بعض مشائخ نے تو یہ سمجھا ہے کہ مناسبت میں دخول در جہنم نہیں ہوتا اور بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ مولانا صاحب فقہ کیل ملائکہ کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا مگر یہ نہیں کیونکہ کسی شائی دلیل سے رجوع ثابت نہیں۔

(۶) امام صاحب کے نزدیک مردہ کو غسل دینے وقت اتنی دیر گزرا جائے۔ صاحبین کے نزدیک ان کی ضرورت نہیں۔ بعض حضرات نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب نے اس سے رجوع کر لیا کیونکہ ظاہر اور روایہ میں اس سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ مگر رجوع کوئی قہر اور اختلاف محل مروج نہیں۔

(کتاب الاجارة)

(۱) اگر مستاجر کے بارے میں ہفت مکتبے سے سواری ہلاک ہوگئی تو امام صاحب کے نزدیک مستاجر پر کُل قیمت کا تاوان لازم ہوگا۔ صاحبین اور ائمہ شافعیہ فرماتے ہیں کہ اگر اس نے عادت کے خلاف اور گھٹی یا انعام کھینچی تو خاصا ہوگا ورنہ نہیں۔ علیہ بیان میں بحوالہ ترجمہ مذکور ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ علامہ شافعی فرماتے ہیں کہ رجوع ثابت نہیں قال لان مسئلة الدعاء جوی علیہا اصحاب المعون فلو نلت وجوع الامام فہذا لما مشوا علی خلافة لان ملو جمع عنہ الصاحبہم بکن منہا لہ۔

(وہ مسائل جن میں امام ابو یوسفؒ سے رجوع ثابت ہے)

(کتاب الطہارۃ)

(۱) مسجید کے سلسلہ میں امام ابو یوسف کے کئی قول ہیں۔ دل یہ کہ اگر ڈوہی کے کسی حصہ پر بھی مسجید نہ کیا تب بھی وضو ہو جائے گا۔ امام کہہ چکے ہیں ڈوہی کا احتیاج ضروری ہے۔ یہ دونوں تو نہ رجوع نہ ہیں صحیح ہے کہ کُل کا دھونا ضروری ہے۔ (شیخ الحدید برہداری)۔

(۲) کنویں میں پھولا یا پھنسا جانور ملا وہ یہ مسطور نہیں کہ کب گرے تو امام صاحب کے نزدیک جتنا دن تین رات سے کنویں کوٹا چک کہا جائے گا۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اس کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا (ملاحظہ کرو مولانا محمد احسن)۔

(۳) باب السحیم

اذا آپ اس کے قائل تھے کہ تہیم منی اور بالو کے ساتھ جائز ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا کہ صرف منی کے ساتھ جائز ہے اور کسی چیز سے جائز نہیں۔ (۳۱۰۰ بوسطہ بدیع، فتح)

(کتاب الصلوۃ)

(۴) باب الاذان

طریقین کے نزدیک اذان قبل از وقت جائز نہیں۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا کہ قرآن کو اگر فجر کی اذان شب کے نصف آخر میں بھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں و بقل اللہ تعالیٰ (بدیع)

(۵) فصل فی ترکیب افعال الصلوۃ

طریقین کے نزدیک نماز شروع کرتے وقت بھی وجہی للہی احسن یا معنی تکبیر سے پہلے اور نہ اس کے بعد امام ابو یوسف بھی اذان منی کے قائل تھے بعد میں رجوع کر لیا اور فرمایا کہ شیخ کے ساتھ یہ بھی ملائے (بدیع بدیع)۔

(۶) باب انوار النوازل

ایک شخص نے ہمارے کتب خانے کی نیت کی اور قطعہ بنی شروع کرنے سے پہلے نماز کا مہرہ لگا کر بیٹھا تو غریبین کی غذا نہ کرے یہ آپ کا فریضہ ہے پہلا قول یہ تھا کہ فریضہ کی بھی غذا لازم ہے (خلاصہ جواب، منہاج، فتح، شاہی)

(۷) باب صلوات الخوف

آپ کا پہلا قول یہ ہے کہ نماز خوف مطلقاً مشروع ہے جیسا کہ طرفین فرماتے ہیں بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ حضرت سلمہ کی حیات حقہ کے ساتھ وہی تھی (کتاب، منہاج، فتح، القدر، بدائع)

(کتاب الزکوٰۃ)

(۸)۔ زیر کاغذ پر کچھ فرمائیے اور اگر کوئی کاغذ اور پتہ اور قاضی نے غور و نظر فرما دیا تو امام صاحب کے نزدیک یہ ہے کہ فریضہ کی زکوٰۃ واجب نہیں صاحب دوا نے امام ابو یوسف کا تعلق خلاص میں ایام کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ہم زکوٰۃ میں امام صاحب کے ساتھ علامہ ابن الہمام نے بعض حضرات سے نقل کیا ہے کہ ایام ابو یوسف کا پہلا قول ہے کہ فریضہ کی زکوٰۃ واجب ہے، کہ امام ابو یوسف فرماتے ہیں۔ (فتح، القدر)

(۹) باب الزکات

امام ابو یوسف اور ان جتنی شیخس کے قائل تھے اس کے بعد فرمایا کہ اس میں کچھ واجب نہیں۔ (منہاج، کتاب، منہاج)

(۱۰) باب المحصر

ایک شخص نے خزی کے ساتھ معرکہ زکوٰۃ دیکھتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ کی رقم دی پھر معلوم ہوا کہ وہ ملحد اور کافر تھا تو طرفین کے نزدیک زکوٰۃ دینا جو کوئی امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول نہیں ہے۔ بعد میں آپ نے رجوع کر لیا پس آپ کے یہاں امام ابو یوسف زکوٰۃ واجب ہے (منہاج)۔

کتاب الحج

(۱۱) عرفہ کے دن عرفات میں جوامام خطبہ دیتا ہے اس میں طرفین کے نزدیک تو اس وقت ہونی چاہیے جب امام شہر پہنچے ہوئے جیسے جہد کے خطبہ میں ہوتی ہے ظاہر فرمادیا کہ امام ابو یوسف کا بھی یہی قول ہے اور آپ اس کے قائل تھے اور ان لوگوں کے آنے سے خوشتر ہوتی تھے۔ جب ان لوگوں کو پچھلے امام شہر پر آئے اور خطبہ پڑھے (بدایہ، فتح، بدائع)

کتاب الزکات

(۱۲)۔ طرفین کے یہاں خطبہ بعد از مجلس پر متوفی نہیں ہوتا امام ابو یوسف بھی انہی کے قائل تھے بعد میں بدو قوت ہونے کے قائل ہو گئے۔ (فتح، القدر، منہاج)

(۱۳)۔ ایک شخص نے کسی کو تحم کیا کہ کسی عورت سے صبری شادی کر دے اس نے ایک ہی عقد میں دو عورتوں سے شادی کر دی تو طرفین کے نزدیک کوئی عورت لازم نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف اور ان کے قائل تھے کہ غیر مبین طہر کی ایک سے نکاح صحیح ہے شوہر کی ایک کو مبین کر لے گا بعد میں آپ نے طرفین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (فتح، منہاج، کتاب)

(۱۴)۔ شوہر کو عہد کی پائی ایک خط لایا جو ہر دو طرف اور اس نے لکھا کہ میرا یہ خط عہد عورت کے نام ہے عہد لوگ اس پر گواہ رہا تو امام صاحب کے نزدیک یہ جائز نہ ہوا جب تک کہ گواہوں کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ خط کا مضمون کیا ہے۔ امام ابو یوسف بھی انہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے بلا شرط امام جائز فرمایا۔ (فتح، القدر)

(۱۵) ایک موت نے کسی کے متعلق دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے شادی کی ہے اور میرے زہر سے مر گیا اور وہ سب نے اس کو اس کی جیڑی قرار دے دیا مگر خدا تعالیٰ اس نے اس سے شادی نہیں کی تھی تو انہیں صاحب کے نزدیک وہ اس سے محبت کر سکتا ہے۔ امام ابو یوسف بھی ایسا ہی کے قول کے بعد میں آپ نے ہر مرد حجاز کی طرف رجوع کر لیا وہ بقیہ قتال محمد و انصار (جلد پہلے فتح)

(۱۶) باب الاموال

اگر کسی چھوٹے بچے یا چھوٹی بچی کا نکاح آپ مالک کے علاوہ کسی اور نے کر دیا تو یہ طرفین کے نزدیک بطلان نکاح قرار ہوں گے چاہیں نکاح باقی ہو یا نہیں چاہیں نکاح ختم ہو جائے۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول سیکھا ہے مگر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ پس یہاں حق کو حق کا اختیار نہ ہونا (فتح القدیر)

(۱۷) اگر کوئی قریب غائب ہو اور نصیب مطلق ہو تو وہی بطلان نکاح کر سکتا ہے اب محبت مطلقہ سے مراد کیا ہے؟ ۹۹۔ غلاف کے نزدیک اسے غافلہ پر ہو یا نصیب مطلقہ ہے کہ ان قائلے سب میں صرف ایک مرتبہ پہنچتے ہیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جالبقتل سے جالبقتل تک کا مطلقہ نصیب مطلقہ ہے امام ابو یوسف کا رجوع الیہ قول یہاں ہے (فتح القدیر)

(۱۸) باب المہر

ایک شخص نے کسی عورت سے شادی کی اور مہر مستحکم نہیں کیا مگر کسی عقد امر کی تصدیق پر دونوں رضامند ہو گئے اور شوہر نے عورت سے محبت کر لی اس کا انتقال ہو گیا تو عورت کو مہر ملے گا اور اگر دخول سے پیشتر طلاق ہو گئی تو عورت ختم پانے کی امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ تھا کہ مقرر کردہ عقد اور نصف ملے گا (جو یہ فتح)

(۱۹) شوہر نے عقد نکاح کے بعد بیوی کے مہر میں اضافہ کر دیا اور دخول سے پیشتر طلاق ہو گئی تو ازاد عقد اور مطلقہ ہو جائے گی امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ اصل مہر کے ساتھ اس میں بھی تخفیف ہوگی۔ بعد میں اسے کچھ اس سے رجوع کر لیا۔ (جلد پہلے فتح)

(۲۰) ایک ذی لے ذبیحہ کے ساتھ مہینہ شراب و مہینہ شیر کے عوض میں شادی کی پھر دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو کر نماز و امام صاحب کے نزدیک عورت کو شراب اور خمر پر ملے گا اور شراب یا خمر پر مہینہ نہ ہو تو مہر میں ملے گا۔ امام ابو یوسف کے یہاں پہلے قول کے لحاظ سے وہاں صورتوں میں قیمت دی ہو گئی۔ یہی امام محمد کا قول ہے امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے لحاظ سے وہاں صورتوں میں مہر ملے دیا جائے گا۔ یہ مطلقہ بھی اسی کے قول میں (جلد پہلے فتح)

(۲۱) شوہر نے بیوی کے مہر میں کوئی شے دین رکھ دی تو وہ دین رکھنا چاہیے۔ اب اگر وہ مہر ملاک ہو جائے ہو تو اس کی قیمت اتنی ہو جس سے اس کا مہر ملے پھر امام ابو یوسف کا یہ کہ عورت بائعہ دین رکھ کر بیوی اور اگر شوہر بطلان نکاح طلاق دی رہے تو وہ عقد ار حد سے زائد ہو عورت اس کو اس میں کرے گی اور اگر دخول سے پیشتر طلاق کے وقت مہر میں ہونے والا ہو تو عورت خود وصول کرنے کے لئے اس کو ملاک نہیں رکھتی۔ امام ابو یوسف کا یہ آخری قول ہے، پہلا قول یہ ہے کہ ملاک رکھتی ہے جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں۔

(فتح القدیر)

(۲۲) باب نکاح الکافر

اگر کوئی عورت اپنی ذاتی رجم کرے یا رجم کرے تو مہر اس سے شادی کر لے تو مہر اس سے اسلام کے بغیر ان میں نکاح نہیں کی جائے گی۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ اگر کافر کسی کا علم ہو جائے تو وہ عورتی کر دے۔ (مبسوط فتح)

(کتاب الطلاق)

(۲۳)۔ شوہر نے یہی سے کہنا کہ انت طالق واحدہ لولا انما صاحب کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف کا بھی آخری حکم تو یہ ہے پہلے قول میں ایک طلاق رد میں ہوگی جو یا کہ امام محمد فرماتے ہیں بعد میں آپ نے اس سے منع کر لیا۔

(بدلیہ اور عتق کے دفع ثمنی)

(۲۴)۔ یہی نے ہجرت کی اور اس کی وجہ سے نکاح صحیح ہوا اس کے بعد شوہر نے ہجرت کی جبکہ یہی عدت گزار رہی تھی، اور اس حالت میں شوہر نے اس کو طلاق دی تو صاحبین کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، مگر امام ابو یوسف کا آخری قول یہ ہے کہ طلاق ہو جائیگی۔ (صحیح التقریر)

(۲۵) ایک شخص کی مدخلہ یہی کسی بانی عادی تھی اس نے اس کو خرید کر لیا اور کیا پھر عدت کے زمانہ میں اس کو طلاق دی تو صاحبین کے نزدیک طلاق واقع نہ ہوگی، مگر امام ابو یوسف نے اس سے رجوع کر لیا پس ان کے یہاں طلاق واقع ہو جائے گی۔ (صحیح التقریر) دوسری بشرط ایہ کہ عدت مکمل نہ ہو۔ (ثانی)

(۲۶)۔ یہی نے شوہر سے کہا مجھے ایک ہزار کے عوض ایک طلاق دے دو۔ شوہر نے تین طلاقیں دے دیں۔ تو امام صاحب کے نزدیک عدت کے قبول کرنے پر موقوف ہوگی اور صاحبین کے نزدیک تینوں طلاق ہو جائیں گی۔ ایک طلاق ایک ہزار کے عوض اور دو بلا عوض امام صاحب نے علامہ کوفی سے نقل کیا ہے کہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (بدلیہ)

(۲۷) باب اللعان

ایک عورت کہتا کہ وہ عیض دہلی کر لی تھی پھر شوہر نے اس کو تہمت لگائی تو اس پر لہان واجب نہیں اور اگر کسی انہی نے تہمت لگائی تو اس پر عدت واجب نہیں۔ امام ابو یوسف اولیٰ اسی کے کچل گئے۔ جسے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ شوہر پر لہان اور انہی پر عدت واجب نہ ہوگی۔ (بدلیہ)

(۲۸) باب العدة

اگر ایشائے مویش فرقت واقع ہو تو عدت کیسے گزارے؟ امام صاحب فرماتے ہیں کہ پاری عدت نام سے گزارے۔ عدت طلاق ہو تو نوے روز اور عدت طلاق ہو تو ایک سو تین دن امام محمد فرماتے ہیں کہ جس ماہ میں فرقت واقع ہوئی ہے اس ماہ میں نام سے گزارے اور باقی چھ ماہوں کی عدت چاندن کے لحاظ سے اور پہلے صیغے کے پاس آخری صیغے کے نام سے پورے کر لے۔ امام ابو یوسف سے روایتیں ہیں یا ایک ماہ صاحب کے قول کے مثل اور دوسری امام محمد کے قول کے مثل اور یہی آپ کا آخری قول ہے۔ (بدلیہ)

(۲۹)۔ ایک شخص کے نکاح میں دو بیویاں تھیں ایک آزاد ایک باندی اور شوہر نے اپنی سندہ تہمتی کے زمانہ میں ان سے کہا کہ تم میں سے ایک کو دو طلاقیں ہیں اس کے بعد باندی آزاد ہو گئی اور شوہر بیاہ ہو گیا اور باندی کی حالت میں اس نے باندی کو طلاق کے لئے زمینیں کر دیا تو امام محمد کے نزدیک طلاق رد میں ہوگی اور عدت عدت وارت بھی ہوگی۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ اگر وہ شخص عدلیہ طلاق واقع کرنے کو اختیار کرے پھر شوہر طلاق کرے یا نہ کرے یا نہ ہوگی۔ (بدلیہ)

ہوئی، امام ابو یوسف نے پہلا قول یہ ہے کہ کسی پر حد نہ ہوگی۔ لیکن امام محمد کا قول ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ سب پر حد لازم ہے۔ (جواب فتح)

(۳۷) باب القذف

۱۹۱۱ھ فیض کے نزدیک حدود و قصاص میں مکمل نہیں لیا جائے گا امام ابو یوسف بھی پہلے ہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ مکمل لیا جائے گا امام محمد بھی اس پر فرماتے ہیں و نہذا یحس عندہم غیروہی حد القذف و القصاص۔ (فتح)

(کتاب النسیء)

(۳۸) اگرچہ ایک مرتبہ نبی کا فرار کر کے طے طرح لپٹا کرتا تھا اس کا اقرار کیا جائے گا امام ابو یوسف اولیہ فرماتے تھے کہ تم اگر نہ دو مرتبہ فرار کر کے تب تم کا نہ جانتے بعد میں آپ نے طے طرح سے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (جواب کتابی ثنائی)

(کتاب النسیء والنجار)

(۳۹) باب النکاح و قسمین

اگر اہل عرب میں سے کوئی شخص دارالغریب میں مسلمان ہو جائے اور اس کی کچھ زمین زراعت ستمناؤں کا اور مال غریبہ ہو جائے تو امام صاحب نے فرمایا کہ اس کی زمین میں بیعت میں داخل ہوگی، امام ابو یوسف کا بھی آخری قول یہی ہے پہلا قول یہ تھا کہ اس کی زمین کا حکم دیگر اموال کا سا ہے یعنی زمین اس کی دے گی مٹی بیعت میں داخل نہ ہوگی امام محمد اس کے قائل ہیں۔ (جواب ثنائی)

(کتاب النکاح)

(۴۰) امام محمد کے نزدیک مرتبہ بیعتوں کے ساتھ شریعت سے ناسخ امام ابو یوسف بھی پہلے ہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ شریعت صرف امام و انبیاء کے ساتھ جائز۔ پہلی بیعت کے ساتھ جائز نہیں۔ (فتح اللہ)

(کتاب البیوع)

(۴۱) ایک شخص نے دو چیزیں خریدیں جن میں سے ایک تم قیمت کی ہے اور ایک بیس قیمت۔ بیع نے بیس قیمت چیز کے ہلاک ہونے کا دعویٰ کیا اور مشتری نے تم قیمت والی کے ہلاک ہونے کا امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ دونوں سے قسم لی جائے گی اور جو قسم سے انکار کرے مجبور ہے کہ دعویٰ لازم ہو جائے گا اور اگر دونوں قسم لیں تو دونوں میں سے ہر ایک کی نصف نصف قیمت لازم ہوگی پھر آپ نے امام محمد کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ مشتری کا قیصر مستحب جو وہ اس کی قسم کے ساتھ نہ بدو الخ)

(۴۲) باب البیوع الفاسد

ایک شخص نے دو چیز کے عوض میں ایک باندی فروخت کی جس کے گھٹے میں ایک ہزار روپیہ کی قیمت کا رقم باندی کی قیمت بھی ہزار تھی اب خریدار نے ایک ہزار روپیہ نقد یہ خرید لیا کہ قیمت ہوگی اسی طرح اگر کسی نے باندی ۱۰ ہزار میں اسی طرح خرید لی کہ ایک ہزار نقد دے گا وہ ایک ہزار روپیہ کا ہزار روپیہ کا غلط دے گا وہ اس کی قیمت ہوگی۔ اور اگر کس نے ۱۰ ہزار روپیہ کا امام صاحب کے نزدیک باندی ۱۰ ہزار روپیہ کی بیع فاسد ہوگی۔ صاحبین کے یہاں صرف ہر ایک بیع فاسد ہوگی اگر امام ابو یوسف نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (سبوط فتح)

(۴۳) بیعت مشتری سے کہہ کہ میں اس ڈیڑھ سے یہ رتن بخر کر ایک درہم میں فروخت کرتا ہوں تو یہ جائز ہے اور اگر بیع سلم کی

مسورہ اور چونکہ اس صاحب سے حسن کی عبادت ہے کہ دونوں مسورتوں میں بیچنا جائز ہے امام ابو یوسف اور احمد بن حنبل کے قائل تھے بعد میں ہنوز کی طرف رجوع کر لیا۔ (برائے)

(۳۳)۔ ایک شخص نے بصرہ کی بیچ کا سود ایک مکان فروخت کر دیا۔ مشتری نے اس میں عمارت بنائی اور وقت لگائے۔ تو امام صاحب کے نزدیک اس پر مکان کی قیمت واجب ہوئی۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی تھی تو ان کی یہی ہے پہلا قول یہ تھا کہ عمارت توڑ کر اور وقت اکھاڑ کر مکان واپس کر دیا جائے گا امام صاحب بھی کہہ رہے ہیں۔ (ہدیہ بیضا کا فیہ صریح)

(۳۵) فصل فی التصرف فی المبیع والتمس قبل القبض

امام صاحب کے نزدیک قبضہ سے پہلے زمین فروخت کرنا جائز ہے۔ امام ابو یوسف کا بھی یہی تھی تو ان کی یہی ہے پہلا آپ ہم جواز کے قائل تھے امام امام شافعی بھی ہم جواز کے قائل ہیں۔ (فتح)

(۳۶) باب الریاء

زمینوں کو تو زمینوں کے عوض میں یا خشک کے عوض اور پختہ کھجور کو پختہ یا خشک کے عوض میں اور کھجور کو کھجور یا خشک کے عوض میں متبادل فروخت کرنا امام صاحب کے نزدیک جائز ہے امام ابو یوسف کا بھی یہی تھی تو ان کی یہی ہے پہلا قول یہ ہے کہ جائز نہیں امام صاحب بھی یہی فرماتے ہیں۔ (مسودہ ص ۱۰)

(۳۷) فصل فی بیع المفضولی

ایک شخص نے دوسرے کا بیچ اس کی اجازت کے بغیر فروخت کر دی اور مالک مر گیا تو اس کے ورثہ کی اجازت سے بیچ جائز ہو گیا لیکن اگر مالک نے اپنی زندگی میں جائز کر دیا ہو اور بیچ کا مال معلوم نہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بیچ جائز ہو گا امام ابو یوسف کا بھی یہی تھی تو ان کی یہی ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ بیعت اجازت سے بیچ کا نام لیا اس وقت تک بیچ صحیح نہ ہو گا (ہدیہ صریح، فتح، غرر شامی) (۳۸)۔ ایک شخص نے کسی کے مکان کا زمین فروخت کر دیا اور مشتری نے اس کو باقی بنائیں داخل کر لیا اس کے بعد بیچنے والے نے اقرار کیا کہ میں نے اس کو قبضہ کر کے فروخت کیا تھا تو امام صاحب کے نزدیک بیچ باطل اس کی قیمت کا تو منہ دیا امام صاحب کے نزدیک یہ منہ دیا امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا (ہدیہ صریح، فتح، غرر شامی)۔

(۳۹) باب السلم

اگر مائعین سلم میں اختلاف کریں تو دونوں قسم کا بھی گے اور ابتداء مطلوب سے ہوگی، یا امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے ہر جو مائعین سلم پر ہے کہ پہلے طالب قسم کھائے گا امام صاحب بھی کہہ رہے ہیں۔ (رقعہ ص ۱۰)

(کتاب الصرف)

(۵۰)۔ اگر قبضہ سے پہلے چلتے پیسے بند ہو جائیں تو امام صاحب کے نزدیک وہ بیچ نہیں گے امام ابو یوسف بھی پہلے ہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ عدلہ کے ان تین کی جو قیمت بھی دوئے گئی (یعنی ہزار یا وہ فیروہ شامی)۔

(کتاب الکفالت)

(۵۱)۔ طرفین کے نزدیک کفالت تکمیل کے ذریعہ قائم نہیں ہوتا بلکہ تکفول کا قبول کرنا ضروری ہے کیونکہ ان کے یہاں ایجاب اور قبول دونوں رکے ہیں امام ابو یوسف بھی اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ تکفول لڑکا قبول کرنا ضروری نہیں۔

صرف کھیل سے بھی تم ہو جائے گا۔ امام باک، امام سوم، امام شافعی، کا بھی (ایک) قول یہی ہے (ہدایہ نکلیہ، فتح ۱)۔

(۵۲) ایک مصل بائیس نے کہا کہ اگر نکلاں سے نکل ہو پیا اور کیا تو کچھ پرایک ہزار درہم ہیں (یعنی میں اور کروں گا اور یہ فیڈ نہیں لگائی کہ جو روپیہ اس کے مذہب سے دس دس ہوں گا۔ اب کل کا دن گزر گیا اور نکلاں نے روپیہ ڈانٹیں کیا بلکہ صاف کہہ دیا کہ میرے مذہب سے کچھ ہے علیٰ شمس لیکن غالب ایک ہزار نو سو ہے اور کھلیں گی اصل پر روپیہ سے۔ جب کانکر ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک مصل پرایک ہزار درہم لازم ہوں گے۔ یہی امام ابو یوسف کا پیرا قول ہے آخری قول یہ ہے کہ کھیل پر کچھ واجب نہیں۔ (خلاصہ فتح مناشی)

(۵۲) باب الاستحقاق

امام محمد کے نزدیک اثبات تہ تیغ کے لئے مستحق کا حاضر ہونا شرط ہے۔ امام صاحب کے نزدیک شرط نہیں۔ امام ابو یوسف اور انہی کے قائل تھے بعد میں آپ نے امام محمد کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (ذخیرہ مناشی)

(کتاب القضاء)

(۵۳)۔ قاضی کے لئے شاہد کو دس طرح تعین کرنا کہ: اذہات سے متعلقہ امور کا علم حاصل کر لے کر دہنے کی تکہ اس میں احد شخص کی امانات ہے۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور تعین شہد کو مستحسن قرار دیا بشرطیکہ مصلحت سے متعلق ہو (ہدایہ)

(۵۴) باب کتاب القاضی الی القاضی

ایک قاضی دوسرے قاضی کے پاس جرحہ بھیجے اور دوسروں پر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے بغیر مقدمات ہو گا۔ مگر قاضی کے لئے ضروری ہے کہ وہ قضا کو ہواں کو پڑا کر سنائے یا اس کے خصلوں سے قطع کر سکاں بعد گواہوں کی موجودگی میں خط پر مہر کا کر سہ کرے تاکہ کسی کو تہم نہ پہنچے کا وہ ہم یہاں ہو۔ یہ سب چیزیں طرفین کے نزدیک شرط ہیں۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ صرف اتنا کہ پتہ کافی ہے کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے۔ (ہدایہ مناشی، فتح ۱)۔

(۵۵)۔ امام صاحب کے یہاں اصل یہ ہے کہ قاضی ظاہر احسن چیز کی حلت کا فیصلہ کرے وہ اپنا بھی حلال ہوگی، اسی طرح جس جس چیز کی حرمت کا فیصلہ کرے وہ حرام ہوگی خلاف ایک شخص نے عورت پر نفاق کا دعویٰ کیا اور عورت منکر سے مکر اس شخص نے جھوٹے گواہوں سے نفاق ثابت کر لیا اور قاضی نے نفاق کا فیصلہ کر دیا تو امام صاحب کے نزدیک عورت اس شخص کو کوئی کام مٹا دے کہ کتنی ہے اور اس سے وہی کر سکا ہے امام ابو یوسف بھی اولاً اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ نہ عورت کے حق میں وہی حلال ہے نہ مرد کے حق میں امام محمد امام زفر امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔ (کلیہ مناشی)۔

(۵۶)۔ امام ابو یوسف اور انہی کے قائل تھے کہ دینہ اور افراد کے ذریعہ غائب کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاتا جبکہ بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا فقہی کی جامعین (فتح القدر)

(کتاب التہادۃ)

(۵۷) ایک شخص نے کسی معاملہ میں گواہی دی حاکم نے غیبی طور پر گواہوں سے اس کے حقائق دریافت کئے تو سب نے اس کی تائید کی۔ اس کے بعد اس نے ہر گھبراہٹ میں گواہی دی تو اب دوبارہ تائید کی ضرورت نہیں۔ تاہم کہ وہ دونوں شہادتوں کے درمیان طویل زمانہ گزر چکا ہے۔ اب طویل وقت کی مدت نام احمد کے نزدیک ایک ماہ ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک سال۔ مگر یہ قول مروج عام ہے بعد میں آپ نے چھ ماہ کی مدت کو طویل وقت قرار دیا ہے۔ (فتح القدر)

(۵۸) ... سب، موت، نکاح، دخول اور ولایت وغیرہ کے معاملہ دیگر امور میں شاید کے لئے یہ وجوہ نہیں کہ وہ بے دیکھی چیز کے حلقہ گواہی دے امام ابو یوسف نے آخری قول میں دوا کا بھی ششما کیا ہے فائدہ دہیہ جس میں قبولہ ایسا۔ (دوا، بجا، بچ، علاج، عیالہ)

(کتاب الوکالۃ)

(۵۹) باب الوکالۃ فی الخصومتہ والتقبض

ایک آدمی نے قصبت کے دربار میں دوکل کے خلاف کسی چیز کا قرائن دیا تو اس کا قرائن صحیح ہو گا اور قاضی کے خلاف کسی اور کے سامنے قرائن دیا تو صحیح نہ ہو گا۔ ہر شخص کے نزدیک ہے امام ابو یوسف اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ وہیں صورتوں میں صحیح نہ ہو گا امام ابو یوسف کا بھی یہ قول ملتا ہے جس میں آپ نے دونوں قرائن کو صحیح قرار دیا ہے۔ (دوا، بجا، بچ، علاج، عیالہ)

(کتاب الدعویٰ)

(۶۰) باب التخاصف

اگر بائع اور مشتری کے درمیان اختلاف ہو اور قسم کی ضرورت واقع ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک دوا ہائے قسم لی جائے گی۔ یہ آپ کا پہلا قول ہے اور امام شافعی بھی دہی کے ناکل ہیں بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ پیچہ مشتری سے قسم لے جائے گی امام محمد بھی یہی فرماتے ہیں ماوراء یکہ روایت امام صاحب سے بھی ہے۔ (دوا، بجا، بچ، علاج، عیالہ)

(۶۱) فصل فیمن لا یحکون خصما

دعا غلبہ کے لئے کہ میرے پاس یہ چیز فلاں غائب نے بطور امانت یا بطور رہن رکھی ہے یہ میں نے اس سے نصیب کی ہے یا اس نے مجھے اجرت پر دی ہے اور اس پر یہ بھی قائم کر دیا تو اس کے لئے دہی کے درمیان قصبت نہ ہو گی مگر امام ابو یوسف نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ اگر وہ شخص قسٹ ہو تو قصبت نہ ہو گی اور اگر وہ گواہی میں شہر ہو تو قصبت ہو گی۔ (دوا، بجا، بچ، علاج، عیالہ)

(۶۲) باب ما یعد عید الرجلان

دو آدمیوں نے ایک چیز کی ملک اور اس پر بیعت تم کیا تو انہیں ہر دو طرف کیلئے فیصلہ ہو گا اور تائید کا۔ خیال نہ ہو گا امام ابو یوسف بھی اس کے قائل تھے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ اس چیز کا مقدار باقی باقی والا ہو گا۔

(البا، بجا، بچ، علاج، عیالہ)

(کتاب الما جارة)

(۶۸)۔ ایک شخص نے کہہ دیا کہ جانے کے لئے اونٹ کر لیا تو وہ ام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ حجت کا تحقیق پوری مسامتہ طے کرنے کے بعد ہوگا آخری قول یہ ہے کہ جب ایک تہائی یا نصف دھارے طے کر لے تو اس کے حساب سے امانت دے۔

(برائج)

(۶۹)۔ جو رے مستاجر سے امانت کے ذریعہ صرف کر لیا یا بی طور کہ اجرت میں دورانہ پانے والا قصاص نے دینار سے لئے تو امام ابو یوسف پیسہ اس کے حجاز کے وہ کسی تھے جیسا کہ نام لکھ فرماتے ہیں بعد میں آپ نے بعد ان قصہ کی طرف رجوع کر لیا (برائج)

(کتاب المکاتب)

(باب موت المکاتب و غیرہ)

مکاتب غلام نے کوئی ضمانت کی اور اس پر اس کی کتابت کی حالت میں موجب بنایت کا فیصلہ دین کتابت سے کر دیا گیا۔ پھر مکاتب دین کتابت کی نوبت کی سے ملا تو کیا تو اس کے نزدیک بنایت کا اعلان اس کے ذمہ دین ہوگا۔ اور اس سلسلہ میں اس کو فروخت کر دیا جائے گا امام ابو یوسف پہلے اس کے قائل تھے کہ اس پر حجت واجب ہوگی اور فروخت نہیں کیا جائے گا یہی امام ذہبی کا قول ہے بعد میں آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ (باب ضمانت بنی المکاتب و غیرہ)

(کتاب اللقائ)

(۷۰)۔ اگر پہلا آدمی کا انتقال ہو جائے پھر آزاد کردہ غلام ہر جائے تو اس کی میراث لڑکوں کو ملے گی نہ کہ اس کی لڑکیوں کو نیز مردوں کے لئے لڑکیاں نہیں دیتی (لما استأذنوا فی اللہ یث) مثلاً ایک عورت نے غلام آزاد کیا اور ایک لڑکا اور باپ چھوڑ کر مر گئی پھر آزاد شدہ غلام مر گیا تو طرفین کے نزدیک اس کی میراث صرف لڑکے کو ملے گی۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جہاں صاحب کو شک اور شبہ ہو جائے۔ (غایہ)

(کتاب الحج)

(۷۱)۔ سفید و غیر سفید شخص نے بنی قریظہ آزاد کیا تو صاحبین کے نزدیک حق نذر ہوگا اب امام محمد کے نزدیک غلام اپنی قیمت میں سعادت کرے گا امام ابو یوسف پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے عدم سعادت کی طرف رجوع کر لیا۔ (مکملہ و قربان جمع ۱۵۸)

(کتاب الفضب)

(۷۲)۔ ایک شخص نے کسی کی زمین فحش کر لی اور وہ اس کے قبضے میں رہتی ہوئی ہلاک ہوئی تو امام صاحب کے نزدیک وہ فحش نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف پہلے وجہ ضمان کے قائل تھے۔ امام محمد اور امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (باب فحش و غیرہ و غیرہ و غیرہ)

(۷۳)۔ ایک شخص نے کسی کا مکان فحش کیا اور اس میں رہنے لگا مکان منہدم ہو گیا لیکن اس کے رہنے یا اس کے کسی اور محل سے منہدم نہیں ہوا امام صاحب کے نزدیک وہ فحش نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف کا بھی آخری قول یہی ہے۔ (غایہ)

(کتاب الشفیعہ)

(۷۵) باب طلب الشفیعہ

طلب شفعہ کے معنی میں نے متذکر کے خلاف اقرار کیا اور کہا کہ سب کے لئے شفعہ طلب نہیں کیا تھا اور اس نے یہ اقرار کاغذی کی مجلس میں کیا تو حرج ہو گا۔ درجہ شیعہ نہ ہو گا بشرطہ طریقین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے۔ بعد میں آپ نے علی بن ابی طالب صحت اقرار کی طرف رجوع کر لیا (شافعی)۔

(۷۶) ایک شخص نے مجھ کو باغ میں خریدنا اور اس کے قبضہ میں رہتے ہوئے باغ میں پھل پکائی مشتری نے پھل توڑ لیا تو اب اگر شفعہ لینا چاہے تو کل نہیں کے ساتھ لے گا۔ یہ آپ کا فخری قول ہے یا قول یہ تھا کہ پھلوں کی قیمت ملاحظہ ہو جائے گی۔

(مکمل بحر)

(۷۷) ... تاکہ کوئی زمین میں سہل کرے اور ضرورت کی بناءً تو طرفین کے نزدیک شفعہ کو اختیار ہو گا چاہے زمین مال کے ساتھ نہ ہو۔ چاہے میر کر لے یا نہ لے کہ مدت گزر جائے اور مدت گزر جانے کے بعد لے لیکن اگر اس نے شفعہ طلب نہ کیا یا شوش رہا تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ مدت گزرنے کے بعد لے سکتا ہے مگر اس نے فی الحال شفعہ طلب نہ کیا ہو۔ (ہدایہ حلالہ کتاب الاکار، مکمل بحر)

(کتاب القسمۃ)

(۷۸) ایک زمین چند فریقوں کے درمیان مشترک تھی جو ان کے مضاف پر تقسیم کر دی گئی اس سے بعد شرکاء میں اختلاف ہوا مثلاً کسی نے کہا کہ مجھے میرا حصہ نہیں ملا اور کسی نے کہا کہ میں نے کوئی حصہ نہ لیا۔ پھر ایک ایسا پورا حصہ لے چکا تو مضاف کے نزدیک تقسیم نہ کر کے کسی نے قبول ہوگی۔ ہم کہہ کے نزدیک منقبض نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا (ہدایہ شیعہ الاکار، مکمل بحر)

کتاب اللہ بائع

(۷۹) ... زوجہ حلال ہونے کے لئے زمین چار گوں کا فاضل ضروری ہے اگر ان میں سے زمین لگیمیں کاٹ دی گئیں تو امام صاحب کے نزدیک زوجہ حلال ہو جائے گا۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے بعد میں آپ نے امام کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ کہ مکتوم مہر کی اور احد انوثتیں کا فاضل ضروری ہے۔ (ہدایہ حلالہ کتاب النکاح، مکمل بحر)

(۸۰) ... ایک شخص نے بیکار کے سر پر بار اور طرہ لایا مضاف کے دو کھڑے کر دیئے تو طرفین کے یہاں کل شکار کیا جا سکتا ہے امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے فخری قول یہ ہے کہ جو حصہ چاہو تو کوئی دودھ نہ لکھایا جائے۔ (بدیع)

کتاب الشریۃ

(۸۱) خلیفہ زبیب یعنی چھوڑنے کا جو شہرہ پالی جو تھوڑے آدمیوں امام صاحب کے یہاں اس کا اتنی مقدار میں چٹا حلال ہے کہ جو شہرہ آہستہ ہو امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے۔ فخری قول یہ ہے کہ اس کا پورا حلال نہیں۔ (حدیث کتاب، فتح)

(کتاب الجنایات)

(۸۲) باب ما یحدث الرجل فی الطريق

ایک شخص نے کہوں کو دھوا اس میں دھنی کر کر سیر کیا۔ اب کہوں کو دھونے والے اور بیت کے درمیان میں اختلاف ہوا کہ وہاں کو دھونے والے نے کہا کہ یہاں میں قصد اگر اسے دھونے کا ہے تو اسے دھونے کے لیے قول پور دھونے کا قول معتبر ہو گا۔ اور مرجع الی قول پر مائل ہے کہ قول معتبر ہو گا۔ یہی امام کہہ کا قول ہے۔ (بدائع)

(۸۳) فصل اگر کسی نے غلاب کو خضار قتل کر دیا تو طرفین کے نزدیک اس پر غلام کی قیمت واجب ہوگی لیکن دس ہزار سے زیادہ ہوگی۔ دس ہزار سے بھی دس درہم کم کئے جائیں گے امام ابو یوسف کا بھی یہاں قول یہی ہے آخری قول یہ ہے کہ قیمت واجب ہوگی، کم ہو یا نہ کم۔ (بدایہ و نہایہ)

کتاب الفرائض

(۸۴) . معنی کا انتقال ہوا اور اس نے اپنے آقا کا باپ اور آقا کا بیٹا چھوڑا تو طرفین کے نزدیک معنی کا کل ملنا آقا کے بیٹے کو ملے گا۔ امام ابو یوسف کا بھی یہاں قول یہی ہے۔ آخری قول یہ ہے کہ باپ و سونے کا باپ بانی بیٹے کو (شامی)

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف نے استحسان سے قیاس کی طرف رجوع کیا ہے

(کتاب الاصلۃ)

(۸۵) باب سجدۃ التلاوة

اگر وہ کہتوں میں آیت سجدہ مکرر تلاوت کی تو از روئے استحسان ہر ایک کے لئے سجدہ لازم ہے امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے اور قیاس کے لحاظ سے صرف ایک سجدہ کافی ہے امام ابو یوسف نے بھی یہی کی طرف رجوع کر دیا۔

(کتاب الرحمن)

(۸۶) جو چیز میر مثل کے عوض میں رہیں وہ وہ قیاس کی رو سے حد کے عوض میں رہیں نہیں ہوتی امام ابو یوسف کا آخری قول یہی ہے۔ اور قیاس کے لحاظ سے وہ چیز حد کے عوض میں بھی رہن ہوتی ہے۔ امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے۔

(کتاب الجنایات)

(۸۷) . جہاد نام نے کوئی نہاد ان النفس جنایت کی اور آقا نے فدویہ منظور کر لیا۔ پھر غصبی علیہ میرا تو قیاس کے اعتبار سے آقا کو دوبارہ اختیار ملتا ہے۔ امام ابو یوسف کا آخری قول یہی ہے لیکن استحسان کے اعتبار سے آقا کو دوبارہ اختیار نہیں ہے امام ابو یوسف کا پہلا قول یہی ہے اور یہی امام کہہ کا قول ہے۔

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف سے رجوع مرفیض ثابت ہے (کتاب النکاح)

(۸۸) باب الاولیاء

(۱) اگر کوئی آزاد یا مملوک بلا عورت نہ خوشی کسی کے ساتھ نکاح کر لے تو امام صاحب کے نزدیک نکاح ہو جائے گا۔ خواہ عورت ہائیکہ ہو یا ٹیب، ظاہر ائمہ سب یہی ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ نکوہ کے ساتھ جائز ہے غیر نکوہ میں جائز نہیں۔ امام ابو یوسف سے تین روایتیں ہیں۔ اول یہ کہ اگر اس کا کوئی ولی ہو تو مطلقاً جائز نہیں۔ مگر آپ نے اس سے رجوع کر لیا۔ دوم یہ کہ نکوہ میں جائز ہے۔ غیر نکوہ میں جائز نہیں۔ مگر اس سے بھی رجوع کر لیا۔ سوم یہ کہ غلی الاطلاق جائز ہے۔ آپ کا آخری قول ہے۔ امام محمد سے بھی ظاہر ائمہ کی طرف رجوع ثابت ہے۔ مگر اصل میں الجواز ثابت علی الاطلاق یا تعلق بذات علی۔ ذکر ہائیکہ مرفیض (فتح القدیر)۔

(کتاب الاثریہ)

(۸۹) (۲) جو عیسویوں، شہد، جزار اور انجیر سے جو شرابیں تیار کی جاتی ہیں امام صاحب کے یہ مسائل کا بیجا جائز ہے تم ہوں یا زائد پختہ ہوں یا ختم یا ماحم سے یہاں حرام ہے۔ امام ابو یوسف بھی پہلے اسی کے کاکل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ اگر وہ اس روز تک روئتی ہوں اور شراب نہ دیتی ہوں تو مکروہ ہے۔ مگر بعد میں آپ نے اس روز کی تجدید بھی ختم کر دی اور امام صاحب کے قول کی طرف رجوع فرمایا (جواب دافع)۔

وہ مسائل جن میں امام ابو یوسف سے بقول معتبرہ رجوع ثابت نہیں (کتاب النکاح)

(۱) باب المهر

ایک شخص نے کسی عورت سے مبین غلام پر شادی کی بعد میں وہ آزاد ہو لگا تو طرفین کے نزدیک مہر مکمل واجب ہو گا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک غلام کی قیمت واجب ہوگی (جواب دافع)۔

حاکم نے ذکر کیا ہے کہ جرک صورت میں امام ابو یوسف کا پہلا قول وہی ہے جو طرفین کا ہے۔ اسی اہمائی تحقیق یہ ہے کہ اس میں ازہر خلاف کا کوئی اختلاف نہیں (فتح القدیر)

(کتاب البیوع)

(۲) ایک شخص نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اگر تمہیں دن تک شہنشاہ سے حکایت نہ ہو تو تمہیں تو امام صاحب کے نزدیک بیع صحیح ہے اور چاروں کی شرط کوئی صحیح نہیں۔ امام محمد کے نزدیک دھوکہ صورتوں میں صحیح ہے۔ امام ابو یوسف پہلے قول کے خلاف سے امام صاحب کے ساتھ ہیں اور رجوع الی قول کے خلاف سے امام محمد کے ساتھ ہیں کذا فی تہذیب الامیان، شرح مختصر میں ہے کہ امام ابو یوسف سے دو روایتیں ہیں صحیح یہ ہے کہ آپ امام صاحب کے ساتھ ہیں، صاحب بدایہ نے بھی آپ کو امام صاحب کے ساتھ ذکر کیا ہے اکثر من الشیخ عبدہ علی قولہ (مخریج)

اور شوہر صغیر دیا یا بچہ اور شوہر یا سیال ہوئی کے پاس شوہر کی باندی موجود ہو تو یہ غلوٹ سمجھ سے مانع نہیں مگر امام محمد نے اس سے منع کر لیا۔ اور فرمایا کہ شوہر کا دیوانہ ایسا ہو تو اس کی دوسری بیوی یا اس کی باندی کا، یہاں موجود ہونا غلوٹ سمجھ سے مانع ہے۔ (فتح مباح)

(کتاب الطلاق)

(۶) باب تطیق الطلاق

ایک شخص نے طلاق کا قصد کرتے ہوئے وسط کلام میں حرف ندادا مستعمل کیا اور کہا۔ انت خالقی یا زیدہ ان دخلت الدار تو امام محمد نے مانع میں ذکر کیا ہے کہ طلاق دخول دار پر مطلق ہوگی اور وہ شخص کا ذوق نہ ہوگا اور نہ لعلان واجب ہوگا۔ لیکن آپ کا آخری قول یہ ہے کہ وہ شخص کا ذوق قرار دیا جائے گا اور لعلان واجب ہوگا۔ (فتح مباح)

(۷) باب الرجعة

ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینی بھروسے کے مقام برائے طرف بظہر شہوت رکھا تو امام محمد کے پہلے قول میں اس سے رجعت ثابت ہوگی مگر بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا کہ رجعت ثابت نہ ہوگی۔ (فتح مباح)

(۸) باب العدة

ایک شخص نے کہا میں جس عورت سے نکاح کر رہا ہوں اسے طلاق ہے اس کے بعد اس نے نکاح کیا اور عورت پر طلاق پڑ گئی۔ پھر نکاح سے چار ماہ بعد عورت کے بچہ ہو تو نسب ثابت ہو جائے گا امام زفر فرماتے ہیں کہ نسب ثابت نہ ہوگا پہلا کلام صحیح اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے رجوع کر لیا۔ (فتح مباح)

(کتاب النکاح)

(۹) باب العبد الذی یتحقق بعضہ

ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تو پہلا بچہ نہ کرے تو تو آزاد ہے باندی کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی اور یہ معلوم نہیں کہ پہلے کون سا بچہ پیدا ہوا تو فقہین کے نزدیک نصف باندی اور نصف لڑکی آزاد ہو جائے گی اور لڑکا کفارہ ہے گا۔ امام محمد بھی پہلے اسی کے قائل تھے بعد میں آپ نے فرمایا کہ ان میں کسی کی آزادگی کا بصل نہ ہوگا۔ (فتح مباح)

(کتاب الایمان)

(۱۰) باب الیسین فی الاکل والشرب والمکس والکلام

ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں طلاق کے کلام یا اس کی بیوی یا اس کے دوست سے بات نہ کروں گا اس شخص نے کلام فروخت کر دیا یا عورت کو طلاق یا اس کی بیوی یا اس کا دوست دشمن ہو گیا اور مخالف نے ان سے بات نہ کر لی تو عانت نہ ہوگا۔ امام محمد کا پہلا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کے بعد یا دشمن ہو جانے کے بعد طلاق کی عورت یا اس کے دوست سے بات نہ کر عانت ہو جائے گا۔ بعد میں آپ نے امام صاحب کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (فتح مباح)

(کتاب المز ارعہ)

(۱۷)۔ اگر عقد حرارت میں عاقدین کی جانب سے مہن (مہور) کے متعلق حکومت ہو تو مہور و مہن کے نزدیک عقد فاسد ہے۔ امام محمد کے نزدیک جائز۔ (اس صورت میں مہور بیچ والے کا ہوگا) مگر بعد میں آپ نے امام ابو یوسف کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (برالک)

(کتاب المکراہیہ)

(۱۸) فصل فی الاستبراء

خرید کر وہ بائدی۔ کے ساتھ وہی جائز ہونے کے لئے استبراء محرم ضروری ہے اگر بائدی ذوات الخبیث میں سے ہو تو استبراء محرم غشی کے ذریعہ سے ہوگا اور ذوات الشہم میں سے ہو تو استبراء محرم جنسوں کے ذریعہ سے ہوگا اور اگر ان کا طہر جمع ہو جائے تو امام محمد کا یہ قول یہ ہے کہ جن دن چار ماہ نظر کرے آخری قول یہ ہے کہ بائچ دن دو ماہ نظر کرے۔ (شامی)

وہ مسائل جن میں امام محمد سے رجوع مرتبین ثابت ہے۔

(۱۹)۔ فاضل نے ایک شخص سے کہا کہ جن ملکوں شخص پر جم یا قطع یا کفیلہ کر دے سو تو اس کو سنگسار کر دے یا اس کا ہاتھ کاٹ دے تو ان شخص کے لئے قیاس کی مجتہد نہیں ہے۔ مگر وہ اس کا ہاتھ کاٹ سکتا ہے مگر امام محمد نے اس سے رجوع کر لیا۔ اور فرمایا کہ جب تک وہ شخص عجت ثبوت کا محاکمہ نہ کرے اس وقت تک اس کے لئے قدام جائز نہیں۔ امام مالک بھی اسی کے قائل ہیں اور امام شافعی کا بھی یہ قول یہی ہے لیکن اس کے بعد مجاہد، محمد بن یحییٰ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ حال صاحب المکرہین روایت بعد از تک فی شرح صوب بغداد، انشیا از سجہ رحمہ علیہ قول ابی حنیفہ ابی یوسف و ابو شامہ۔ (مذہب سنی و فتح القدیر و عزرائق شامی)

(۲۰)۔ ایک شخص نے کسی ایسی چیز کا اقرار کیا جس سے اس کا رجوع کرنا بھی جیسے تھا اور قرض و غیرہ و وہ ایک فاضل نے دوسرے فاضل کو اس کے اقرار کی خبر دی تو شیخین کے نزدیک فاضل کی خبر قول کی جہ کی۔ امام محمد کا بھی یہی قول یہی ہے لیکن آپ نے اس سے رجوع کر لیا اور فرمایا کہ جب تک فاضل کے ساتھ کوئی دوسرا شاہد گواہ نہ دے اس وقت تک فاضل کی خبر قبول نہ ہوگی اس کے بعد مجاہد آپ نے شیخین کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ (شامی)

محمد حنیف غفرلہ سکنو

اممول موتی

صاحب کتاب نے اپنی اس مختصر تشریح و بیان کا نام اختتام کیا ہے اول یہ کہ اس میں ۱۱۱ فقرہ ہیں جن میں مسائل ذکر کئے ہیں جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں۔ حال صاحب البحر فی ذیل مسئلہ "لما کان یبقی للزوج ذکوة فی العین لانه موضوع لظہر الترویج" (بخاری نمبر ۲۳۲۷)

دوم یہ کہ اس میں زیادہ تر فقرہ مسائل کے وہی اقوال لئے ہیں جو مفتی بہا ہیں مگر یہ کہ مسائل ایسے بھی ہیں جو غیر متعلق ہر الروایہ اور غیر متعلق بہا ہیں (لیکن دو کون کون سے مسائل ہیں جن کے متعلق فتویٰ طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ غیر ظاہر الروایہ ہیں اور یہ غیر متعلق بہا ہیں۔ یہ مسئلہ بہت ہم در وقت طلب ہے کیونکہ مسائل کے متعلق کئی شرح میں تحریر ہے۔ درجہ حواشی میں نقل شدہ ہی ہے۔ بجز چند مسائل کے جن کے متعلق ہر باب حواشی نے مختلف مقامات میں کہا ہے کہ یہ غیر ظاہر الروایہ یا غیر متعلق بہا ہیں۔ لیکن فقہ سے کوئی مایہ ہوں اور یہ مسئلہ بھی نہایت محدود مسئلہ ہے۔ ہم جس نے اپنی وصیت کے مطابق بڑی کاوش اور نہایت عرق و ہری کے بعد معد با کتب فقہیہ کے مطالعہ سے وہ مسائل ترتیب کے ساتھ معہ الحالت جمع کئے ہیں جو غیر ظاہر الروایہ یا غیر متعلق بہا ہیں۔ بعض فقرہ کا وہ یہ تاثرین ہیں۔ لیکن یہ واضح رہے کہ مجھے اپنی کتب و فقہ کا اعتراف ہے اس لئے یہ میری نظر آخری نظر قرار دیتا ہوں۔ وہی مسئلہ بہت ممکن ہے کہ کسی مسئلہ سے میری نظر چل گئی ہو۔ لیکن معد وہ مسائل کے علاوہ جنہ مسائل کتاب و مفتی بہا کی کچھ معمول بہہ تبدیل کر لیا تاہم ان میں بلکہ کسی جدید عالم اور ماہرین مفتی کی طرف مراجعت ضروری ہے۔

کنز الدقائق اور اس کے غیر ظاہر الروایہ مسائل (کتاب الطہارۃ)

(۱) کرمی رابع راہ

ایک مختصر نمبر ۸۷۱ کے اس میں جو فتویٰ سرگرمی مقدار غیر ظاہر الروایہ ہے۔ ظاہر الروایہ میں ہاتھ کی تین انگلیوں کی مقدار ہے۔

(۱۱۱ میں ۱۱۱)

(۲) کالتسمیۃ

ایک جس ۹۱۱ کے وضو کے شروع میں ہر ہاتھ چھ مسنون ہے یا مستحب؟ ماہر طحاوی اور دیگر متاخرین فقہیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مسنون ہے لیکن صاحب بدایہ نے استہاب کو ترجیح دی ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ کچھ ظاہر الروایہ ہے۔ (شامی ص ۷۹۷)

(۳) لا یبغی اوبل

ایک ۱۱۱ کے وہی کرمی کرنے سے اپنی، پاؤں کی تین مسنون ہے اس کو مطلق رکھ کر یہ بتایا ہے کہ مختلف ہر پاؤں کی ہر پاؤں کے ساتھ ہر وضو سے پہلے کرمی ہے مگر یہ غیر ظاہر الروایہ ہے۔ صاحب بدایہ اور شامی نے کہا ہے کہ یہ مستحب ہے۔

(بخاری ص ۹۹۱)

(۴) والعرق کالسور

حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب مدظلہ العالی نے فرمایا ہے کہ جو اس کے اصول کا حکم اس تعلیم سے گدھے کا پسینہ مشکوک ہوا کیونکہ قبولِ جمہور نہ ملے گا جو یہ مشکوک ہے لیکن خدائی کا خصوصی حکم ملے گا کہ ظاہر اور باطن کے گدھے کی پسینہ پاک ہے۔

(شماره ۱۵۹)

(کتاب الصلوٰۃ)

(۵) باب بخود السهو) وهو اليه اقرب

[illegible]

(شانی/۵۴۴)

(۶) باب مصلوۃ المریض (والتاخرت

نرخمس (۱۸۳۸ء) کرپنا دنی اشیا سے بھی عاجز ہو جائے تو اس کے ذمہ سے نماز ساقط نہ ہوگی ہاں سو خر ہو جائے گی۔ ظاہر مہارت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ہر ایک انصاف سے آزاد ہو تب بھی نماز ساقط نہ ہوگی ہاں سو خر ہو جائے گی۔ لیکن یہ قیر ظاہر و باطن ہے۔ ظاہر ظاہر ہی یہ ہے کہ آزاد ہو سکی صورت میں نماز ساقط ہو جائے گی، صاحب دینیہ نے چھتیس میں اور چالیس میں صاحب میقاتین الاسلام، غر الاسلام وغیرہ نے اس کو ترجیح دی ہے (شامی ص ۵۳۸)

(٤) باب صلوة المسافر) بخلاف أهل الأندلس:

تاریخ ۱۸۸۸ء کو لائل آباد جنگ میں پاکستان کی نیت کریں تو قدامت پسندوں سے روایت ہے کہ نیت جنگ ہے وہ قسم جو جانیں گے کی جنگ سے اور اسی پر خوشی ہے لگوں پر غرور والہ راہ سے ظاہر و لہذا کے حالات سے جنگ میں نیت پاکستان جنگ نہیں۔

(۳۹۸/۴۷۷۷)

(٨) (باب مسلوحة الجمعيه) والاؤن العام

الحق اس بات پر اجماع کے لئے اذن عام کا شرط یہ ہوا اور اذات میں سے ہے۔ نگاہ پر طرہ دیا یہ میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ نے بھی یہ شرط ذکر نہیں کی۔ (بخاری ص ۲۱۶، شامی ص ۸۵)

(۹) باب الجمان (بجاء بعد الاولى)

عقلمند / ۱۸۸۱ء جزو کی فراہمی کی تکمیل کے بعد شاہ جہاں علی علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو اپنے پاس بلا کر فرمایا کہ (عقلمند)

(کتاب الصوم)

(۱۰) باب ما یفسد الصوم و ما یفسده بعد و اع وصل الی جو فیہ
الحج جس ۱۳۳۱ھ بروز سے مرنے والے کے فم میں دھونے والی دھواں تک پہنچ گئی تو روزہ طہر ہو جائے گا خواہ وہ انگلی ہو یا ترمیر
غیر ظاہر ادا یہ ہے ظاہر ادا یہ کے لحاظ سے خشک اور تر دھواں میں فرق ہے کا کفر و کفر و کفر علی ان الصبر للوصل۔
(الحج جس ۱۳۳۱ھ معنی ۱۳۳۱ھ)

(۱۱) فصل فی الوضوء و المصلوٰع بغیر غدر

الحج جس ۱۳۳۱ھ غدر قطعی روزہ افطار کرنے کا جزو غیر ظاہر ادا یہ میں ہے۔ ظاہر ادا یہ میں بلا غدر افطار جائز نہیں۔
(فتح جس ۱۳۳۱ھ۔ محرم ۱۳۰۹ھ۔ جمعہ ۱۳۰۹ھ۔ ۱۳۳۱ھ)

(۱۲) باب انما یحکف فی مسجد بصوم

الحج جس ۱۳۳۱ھ بصوم سے شریعت احکام کی طرف اشارہ ہے خواہ احکام قطعی ہو یا واجب۔ یہ امام صاحب سے حسن کی روایت
ہے۔ ظاہر ادا یہ میں قطعی احکام کے لئے روزہ و شریعت (فتح جس ۱۳۳۱ھ۔ ۱۳۰۹ھ۔ ۱۳۰۹ھ)
(کتاب الزکات)

(۱۳) فصل فی الاکفاء و حرقة

الحج جس ۱۳۳۱ھ کفارات کے سلسلہ میں حرقت اور حرقة کا اعتبار غیر ظاہر ادا یہ میں ہے۔ ظاہر ادا یہ میں کفارات نہیں۔
(فتح الحمد ۱۳۳۱ھ)

(کتاب المطلاق)

(۱۴) باب النفقة بقدر حاجتها

الحج جس ۱۳۳۱ھ شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہے جس میں دونوں کی حالت کا اعتبار ہے یعنی دونوں ہمارے ہوں تو ہمارا نفقہ واجب ہوگا اور دونوں تنگ دست ہوں تو ہمارا نفقہ واجب ہوگا اور صرف شوہر یا صرف بیوی ہمارے ہوں تو ہمارا نفقہ واجب ہوگا۔ لیکن ظاہر ادا یہ
میں صرف شوہر کا مال مندر ہے۔ (فتح حجاب جس ۱۳۳۱ھ۔ ۱۳۰۹ھ۔ ۱۳۰۹ھ)

(کتاب ایمان)

(۱۵) باب البیسن فی الاکل و الشرب و اللبس و الکلام) خلف الاستکمال فقرہ القرآن

الحج جس ۱۳۳۱ھ ایک فصل جس میں کھانسی کلام نہ کر دینا جائز ہے قرآن پاک کی تلاوت کی یا سحیح پڑھنی تو حائض نہ ہوگا خواہ نماز
میں پڑھے یا نماز سے باہر پڑھے مگر یہ غیر ظاہر ادا یہ ہے۔ ظاہر ادا یہ یہ ہے کہ اگر نماز سے باہر پڑھے گا تو حائض ہو جائے گا۔
(درمیان روایت جس ۱۳۳۱ھ)

(کتاب الحدود)

(۱۶) باب قطع الطريق (او قطع الطريق لیساً او نہراً)

الحج ۱۳۱۱ھ کو کوئی شخص رات میں درجنی کرنے خواہ تنہا کے ساتھ ہو یا باجماعاً دو یا دون میں تنہا کر کے ساتھ درجنی کرنے کو امام ابو یوسف کے نزدیک حد جاری ہوگی۔ مگر یہ غیر ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ میں حد جاری ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ درجنی بقدر مصلحت سفری آبادی سے دور جنگل میں ہو۔ (شامی ص ۳/۱۰۹)

(کتاب السیر)

(۱۷) باب الفتناء (و القصد)

الحج ۱۳۱۲ھ قبل از حجابی جنگ سلطان قیدیوں کے جلسہ میں کافر قیدیوں کو رہا کرنے کے خواہ عدم جواز میں امام صاحب سے دور رہتے ہیں۔ مصنف نے عدم جواز کو یہ ہے جو غیر ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ یہ ہے کہ قید ماہیر مسلم جائز ہے۔ مگر کبیر میں انکی تقریر موجود ہے اس ضمن کا قول دور اور ۱۳۱۳ھ کا نہ سب کچھ یہی ہے۔
(غایۃ الاوطار ص ۱/۷۷۷ اور الشیخ ص ۱/۶۳۹ مجمع النہر ص ۱/۶۳۹، فتح و غایۃ ص ۳/۳۰۶ و شامی ص ۳/۱۳۶)

(۱۸) فصل فی الجزیہ (و در ایجاب لای اختلاط)

الحج ۱۳۱۰ھ کو ۲۵۰ روپے پر جزیرہ کا نہ ہونا غیر ظاہر الروایہ ہے، ظاہر الروایہ میں جزیرہ ہے جبکہ مکمل پر جزیرہ دور۔
(ہدایہ ص ۱/۶۷۹ و غایۃ الاوطار ص ۳/۵۰۳ مجمع النہر ص ۱/۶۸۰ و شامی ص ۳/۷۷۷)

(۱۹) باب المرتدین (و خصوص شایعہ ایام)

الحج ۱۳۱۲ھ مصنف نے سرور و جس کو مطلق رکھ کے یہ بتایا ہے کہ تین روز کی ہجرت دینا مستحب ہے خواہ مرتد طلب کرے یا نہ کرے یہ شخصیں سے ایک روایت ہے ظاہر الروایہ ہے کہ اگر وہ اسلام قبول نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے گا اور ہجرت نہ دے کی بناء پر کہ وہ ہجرت طلب کرے۔ و اگر وہ شہل ظاہر الروایہ و لو جوب (فی الاموال) کو عن الایام شایعہ مستحب مطلقاً۔
(شامی ص ۲/۴۹۳ و غایۃ الاوطار ص ۳/۵۰۸ مجمع النہر ص ۱/۶۸۸)

(کتاب الملقطہ)

(۲۰) و عرف الی ان علم

الحج ۱۳۵۸ھ ہجری یعنی چارے کا مفتی یہ تھم تو یہی ہے کہ اتنے روز تک اعلان کرے جس میں غالب گن ہو جائے کتاب اس کا نا کدہ اس کو تلاش نہ کرنا ہوگا لیکن ظاہر الروایہ میں اس کی مدت ایک سال ہے خواہ وہ غنی کم ہو یا نادانہ
(بحر ص ۱۱۳/۵، فتح و غایۃ ص ۳/۳۳۵ و شامی ص ۳/۳۳۹)

(کتاب المفقود)

(۲۱) حکم بموت بعد از قتل ہے

[illegible]

(٢٠٠٠)

(۲۲) بخیر انقذ من و آلہ

الحمد للہ ۱۳۲۲ھ میں حضرت مولانا درویش علی خان دارالامین بنامہ کی چاندنی درخیز مسکن کو نے درم چھوڑ دی اور کہا تھا صبح کے پہلے وہ
 کہا تھا صبح نکلیں۔ لیکن جاتے بغیر میں یہ کہہ چکی تھی کہ چاندنی درخیز مسکن سوئے۔ آگے ساتھ بھی کچھ نہیں بناؤ ورنہ میں سب کچھ برباد کر دیتی ہوں۔ (۱۶)

(۲۳) دو طرفہ بحثیں

[illegible]

(کتاب المیزان)

(۴) والا فاقول

[illegible]

(کتاب النعماء)

(۲۵) (فصل فی خمسین) و اگر اشتهای حق لمصدی

نفس و انما جب دعوی کا حق ثابت ہو جائے تو تو فی حق و ماعلیہ ہو ولی کا حق دینے کا حکم کر کے ان کو روک دیتا ہے تو انہما کے لئے یہ حق نہیں ہے اور نہ ہی ان کے لئے یہ حق نہیں ہے۔

(۲۰۸) (شماره ۱۷)

(۲۶) وادھر اوتھیں

[illegible]

(۲۷) باب کتاب القاضی الی القاضی (وکیسب القاضی)

الخ ص ۲۸۰/۲ میان متقدم و امین غیر متقدم اور برائے حق میں ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے پاس خط لکھنے کا جو جو شرط کہ جس سے سائنس ہونے تک ظاہر الروایہ ہے ظاہر الروایہ کے لحاظ سے میان متقدم میں خط لکھنا جائز نہیں۔
(بخاری ص ۱۸۰/۲ مجمع النعمان ص ۱۶۵/۲ شاہی ص ۲۶۵/۲)

(کتاب الوکالۃ)

(۲۸) باب الوکالۃ بالخصوصۃ والقضی (لایملک القضی)

الخ ص ۲۸۰/۲ قاضی نے ضرورت کے بغیر کا ایک قضی نہ یہاں مذکور کے قول پر ہے۔ ظاہر الروایہ ہے کہ وہ قضا کا بھی مالک ہوتا ہے۔
(بخاری ص ۱۸۰/۲ مجمع النعمان ص ۱۶۵/۲ شاہی ص ۲۶۵/۲)

(کتاب الدعویٰ)

(۲۹) باب الطلاق وعتاق الاذن الخ الخ

الخ ص ۲۸۰/۲ قاضی کے صراحت طلاق وعتاق کی قسم لینا غیر ظاہر الروایہ بلکہ قول ضعیف پر مبنی ہے فی البحر فکان ینبغي للمؤلف ذکرہ فی المنہ لانه موضوع طاهر الروایۃ مع انه ضعیف فیضا، وفي الخاتمة وان اراد المنع فی تعلیفہ بالطلاق و العتاق فی طاهر الروایۃ لایجیبہ الی ذالک لان التحلیف بالطلاق و العتاق حرام و منهم من جوزہ فی زمانہ و التصحیح مافی طاهر الروایۃ: (بخاری ص ۳۳۲/۲ مجمع النعمان ص ۲۵۹/۲ شاہی ص ۱۷۵/۲)

(کتاب الاجارۃ)

(۳۰) باب الاجارۃ الفاسدة (وکل شہر مکن ساعۃ)

الخ ص ۲۸۰/۲ اگر چند مہینوں کے لئے مکان گرایہ ہو یا اور کئی مہینے جان نہ دے تو معتد ہے۔ سب جس مہینے کے شروع میں ہو یا ایک ساعت میں ہو یا اس میں بھی اعتدال ہو جائے گا۔ کابینہ و جز متاجر کو اس مکان سے نہیں نکال سکتا۔ غیر ظاہر الروایہ ہے کہ ہر الروایہ یہ ہے کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک دن اس مکان کو اجارہ ہوگا۔ (مذہب) بخاری ص ۳۳۲/۲ مجمع النعمان ص ۲۵۹/۲ شاہی ص ۱۷۵/۲)

(کتاب الاضحیۃ)

(۳۱) و مقطوع اکثر الاذن

الخ ص ۲۸۰/۲ مقتوع یعنی یہ ہے کہ اگر قصور کا ہوتو قریبی نہیں مگر یہ غیر ظاہر الروایہ ہے کہ ہر الروایہ یہ ہے کہ اگر تہائی سے زیادہ کلام ہو جائے تو اس سے بڑھ جائے۔ (کذا فی البدایہ) شاہی ص ۲۸۳/۲)

(کتاب احیاء الموات)

(۳۲) ولا یجوز احیاء ما قرب من العذر

الخ ص ۲۸۰/۲ قرب کا اعتبار امام ابو یوسف کے قول پر مبنی ہے۔ ظاہر الروایہ میں حقیقت اشعار کا اعتبار ہے قریب ہو یا بعید۔ یعنی کما فی قریب سے قریب سے مانا جائے اس سے قریب سے مانا جائے۔ (مذہب) بخاری ص ۲۸۳/۲ مجمع النعمان ص ۲۵۹/۲ شاہی ص ۲۸۳/۲)

(كتاب الرحمن)

(۳۳) باب الرحمن یوضع علی ید عدل (اجر الوکیل علی بیعہ

اے جس ۱۳۶۵ء کو مقتدرہ نے اسے بعد کالت کی شرط نکالی تھی اور ماہین عابہ جو تو مکمل کو عمر بھرنے کے فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔ جو اس نے تو ذخیرہ سے قتل کیا ہے کہ کبھی بھیج ہے۔ بیٹلی لہر تو خیر و غیرہ میں کسی کی ہے جس نے غیر ظاہر برارہ وای ہے ظاہر ملو میں کسی کو فروخت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ ذکر طالعہ۔ اسر صفی المصطفیٰ۔

(مجموعه کتب نسخه‌ای، ۲۹۱/۳ و ۲۹۰/۴)

(کتاب الجہان)

(۳۳) فصل فی الشجاج (ولا قصاص فی غیر الموضیحة)

ترجمہ ۱۳۱۳ھ کے علاوہ باقی روضوں میں قصاص کا نہ ہونا حسن کی روایت ہے۔ ظاہر الروایہ کے الفاظ سے حارثہ، دامعہ، دامیہ، بختہ و علائقہ اور کائنات میں بھی قصاص ہے۔ بعض حضرات نے ای کو صحیح کہا ہے۔

(جاری میں ۲۳۸، ختم میں ۲۴۲/۸، مجموعی ملاحظہ روزنامہ لکھنؤ میں ۲۳۲/۶، غلطی ۱۱۱/۳)۔

(کتاب الوصای)

(۳۵) من رقت الوصية ارج

اگر کسی نے عمل کیا یا عمل کے لئے وسعت کی تو وسعت صحیح ہے بشرطیکہ عمل ہیئت کے اہل سے چھ ماہ سے کم ملائیں پیدا اگر یہ غیر ظاہر
ارواح سے ہے۔ ظاہر ارواح میں موسمی کی موت سے چھ ماہ سے کم نہیں ہوگا مگر جو کذابی البدائع

(၁၃၄) မြန်မာ့အလင်း

کنز الدقائق اور اس کے غیر مفتی بہا مسئل

(مسائل جلد اول)

(كتاب الطهارة)

(۱) و مہاشترہ فاشیہ

اس لحاظ سے امام شافعی کے نزدیک مباشرۃ فاقض وادع ہے۔ صاحب تحفہ نے ہی کی تصحیح کی ہے اور یہی سخن میں مذکور ہے۔ امام صاحب کے یہاں انھیں وضو نہیں ہے تاہم مذکورہ صاحب حقائق نے اس کی تصحیح کی ہے۔ قال الشیخ فی شرح الشیخ اسماعیل عن شروح ہر جندی واكثر الکتاب متطافرا علی ان الصحیح المعنی یہ قول محمد

(شماره ۱۰۴)

(۲) دیکھنا نہ گشت

اگر شخص ۹۴۱ھ کو جس میں مراہوا جالو رہا اور یہ معلوم نہیں کہ کب گرا ہے سو اگر وہ پھول یا پھنسا ہوا ہو تو حقین دن میں دلت سے کوئی شخص کو نہ پاک فرم دیا جائے گا۔ اور اگر پھولا یا پھنسا ہو نہ ہو تو ایک دن ایک رات سے پاک نہا جائے گا۔ یہ تمام امام صاحب کے نزدیک ہے جو بہترین صاحب دعوے حق پر تھما ہیں۔ یہ پانچ دلیل، صمد الشریعہ، وصلی نے اسی بولائی، امام دیکھا ہے لیکن صاحب جو ہر مسئلہ کو کہ فقیہ صاحبین کے قول پر ہے کہ جب سے جو نوکر دیکھ لیا جائے اس وقت سے کب کوں نہ پاک نہا جائے گا، علامہ قاسم نے صحیح قدوری میں فتویٰ منکالی سے نقل کیا ہے کہ صاحبین ہی کا قول بخار ہے (فتاویٰ ۱۵۳۱)۔

(۳) باب التیمم (و خوف فوت صلوٰۃ جوازاً)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں روزتہ فوت ہونے سے غریب سے تيمم جائز ہے فتاویٰ دین ازہ دیلی بولے کوئی عذر بخود بہ الودیع میں ہے نہیں حضرت حسن کی روایت میں جواز تيمم اس وقت ہے جب دلی دینا ہو کوئی اور صاحب دوا ہے خانیہ کافی نے اسی کی تصحیح کی ہے۔
زر القدر بر حنائی ص ۹۰ دلی البرہان میں روایت الحسن بن صالح (حدیث ۱۶۱۹)۔

(۴) باب ارجع علی الخلفین (و مسح علی کل المصنوبہ)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں جبرہ کے متعلق صاحب خلاصہ نے ۱۰۸۰ھ میں ذکر کیا ہے۔ (۱) استیجاب شریعہ (۲) اکثر کتب میں کافی ہے فتویٰ اسی پر ہے اقل المصنف فی الکفر، و یکظی بالمسح علی اکثر ما فی الصحیح (عمر ۱۹۰۰، مجمع الزہری ص ۵۱۲)۔

کتاب الصلوٰۃ

(۵) وجوب البیاضین

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں صاحب کے نزدیک مغرب کا وقت شخص ایضاً تکد جتا ہے اور وہ صحیح کے نزدیک شخص حرکت کرے، مجمع الخایہ اوقیہ روزہ صابر، روزہ الخیار، امام دوا ہے، برہان وغیرہ میں تصریح ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ (فتاویٰ ص ۱۶۱۲)۔

(۶) باب صفۃ الصلوٰۃ (و کبرہ باحدہا)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں صاحب کے نزدیک تکد کرتے وقت رات پر اکتفا جائز ہو، مگر کبرہ ہو، صاحبین کے نزدیک جائز نہیں، مجمع شریعہ مجمع، اوقیہ روزہ، اوقیہ خروج و بقی، عمر خیر وغیرہ میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ (فتاویٰ ص ۱۶۵۰)۔

(۷) باب صلوٰۃ المرئض (و اذ غفرت)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں بیمار رہی ایسا ہے کہ جی نہ اترے اور نہ کھڑے ہو سکے نماز نہ ادا نہ ہوگی البتہ خود روزی جائے گی خواہ بکرشب روزہ سے زائد ہو۔ کم لیکن فتویٰ اسی پر ہے کہ اگر بکرشب روزہ سے زائد ہو تو نماز ساخطہ ہو جائے گی۔ (فتاویٰ ص ۵۲۲)۔

(۸) باب صلوٰۃ العیدین (و من بعد غر غرقتانی ثمان)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں امام صاحب کے نزدیک کعبرات تشریق آٹھ نمازوں تک ہیں حد صحیح کے نزدیک حرم حرمین کی صورت تک ہیں اسی پر فتویٰ ہے۔ (رد المحتار ص ۵۸۸)۔

(۹) باب صلوٰۃ الاستسقاء (و الاقباب و اذ)

اگر شخص ۱۰۸۰ھ میں امام احمد کے نزدیک نماز استسقاء میں تکبہ دو ہے، علامہ شامی نے کہا ہے کہ اس پر فتویٰ ہے۔

(فتاویٰ ص ۵۸۰، اوقیہ روزہ ص ۱۶۱۲)۔

(کتاب - جزو)

(۱۰) باب المصروف (وضع غیرم)

فتح علی شاہ اہل سطر فیروز کے گزرا یک ذی کربلا کو کہ عکبار و دیگر واجبات (معدنہ فخر اطعام) کنکرات و غیرہ کو بخیر معنی ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح نہیں۔ فتویٰ ای بر سے۔ (ترجمہ ص ۲۹۹/۲ و ص ۳۰۰/۲)

(۱۱) باب صدوقہ الغفر (۱۰۷۰ جیب)

ان میں امام صاحب کے نزدیک تشکیک میں مصلحت نظر کی مقدار نہ ہمارا ہے اور ہمارے نزدیک ایک مصلحت ہے ہی پر فوقی ہے۔ (فتاویٰ الامامیہ ص ۱۷۸)

(كتاب الصوم).

(۱۲) والجمع عظیم

و ختم ان کے ہاں اگر مطلع صاف ہو تو ظاہر ہوا یہ کہ ان کے پاس سے ذراعت فطریہ کی شہادت ضروری ہے لیکن امام صاحب سے ایک ذراعت یہ بھی ہے کہ صرف دو آدمیوں کی شہادت کافی ہے آج کل فتویٰ کے لئے یکہ روایت متعین ہے۔ (شامی ۱/۹۵)

(۱۳) فصل و المصروع بغیر عذر فی روایہ

۱۱ مئی ۲۰۲۲ء کو کافی ذخیرہ ملے کے کی فوری تلاش ہو رہے کہ مصلوب کے لئے بلا غدر و خیانت جائز نہیں۔ (فقہ المذہب ص ۹۸)

(۱۰۰)

(۱۴) فصل (ضمیمہ سرسہ)

اگرچہ ۲۹/۱۱/۲۰۱۸ء تک فیض نے دیگر گزرا اس کے بعد احتراماً باقاعدہ باہر کسی دوسرے شخص نے اس کا شمار چھوڑ دیا تو اسے صاحب کے غزوہ کی منزل خاص ہوگا۔ صاحبین کے غزوہ کی خاصیت یہ ہوگا، صاحبین کا توں جی رہا توں ہے۔ لہذا انہوں نے ہی یہ ہونا چاہئے کیونکہ کھڑی آفتاب پر ہوتا ہے بجز چاروں سال کے تو اس سے بھی تیرا دریاں میں سے نکلتا ہے (کنز الدقائق، ترمذی ص ۱۰۸)

(26:15)

(۱۵) فصل فی الحجرات (ولد وظی امرأۃ)

روحِ خاصہ کا حکم جو زوہلی امام صاحب سے نزل کیا ہے۔ صاحبین کے نزدیک اسکی تفسیر نہیں کی جاسکتی ہے۔

$$(H^1(\mathbb{R}^n, \mathbb{R}) / \mathbb{R}) \cong \mathbb{R}^{n-1}$$

(۱۶) باب الاولیاء والاکفاء، نفذ نکاح حرۃ مملکتہ بلا ولی

اس شخص کا نام احمد خان تھا۔ یہ صورت بنا جائزت دینی تاج کر کے جو، محمد موات کے نزدیک علی الاطلاق جائز ہے۔ ظاہر المذہب یہ کہیا ہے لیکن حضرت حسن کی روایت یہ ہے کہ غیر کھنکھوں، میں جائز نہیں کسی شخص کی ہے۔ اضرط لیکھا اسکے ولی کو غیر کھنکھوں کے ساتھ کھانچ کھانے پر حاضر نہیں نہ ہو۔ (مجموعہ روایات ص ۱۰۵)

(۷۱) ولتوالیہا ان اھلغا فی السوت

اس کی سربراہ ۱۹۸۸ء میں انجمن شریعتیہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی کانفرنس میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ کانفرنس نے ایک قرارداد کی منظوری سے پاکستان میں شریعتیہ قوانین کی اصلاح کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل دی تھی۔

(٨) ولما بعد انتم ورج فمعية انما قرب منة القصر

اس میں ہر مذہب، عقیدہ اور ملت میں مختلف اصول ہیں بعض میں مساوات، تسویہ، برادری ہے اور بعض میں اس پر کچھ فرق اور تفریق ہے مگر اسی تفریق کی بنا پر ہم نے دنیا میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو گا اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اسی بنیاد پر ہم نے دنیا میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو گا اس کی بنیاد رکھی ہے۔ اسی بنیاد پر ہم نے دنیا میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ہو گا اس کی بنیاد رکھی ہے۔

(۱۹) نص میں (انا کفار) وودیعہ

[illegible]

(۲۰) باب المہر (وعلیہ السلام)

وہ ص ۹۲۱ فتح القدر میں ہے کہ مفتی بہ قول پر تعلیم قرآن ظاہر ہو، تصحیح ہے (۱۰۷۱) (۱۰۷۱)

(۲۱) فاقہوائے لور میں

[illegible]

(کتاب بطریق)

(۲۲) باب تغویض المطروق وقع المثلث على انفيه

الحق ۳۲۴) یہ امام صاحبؒ کے نزدیک ہے۔ صاحبین کے نزدیک ایک آیت ہر حق یا کفر ہوگی۔ مثلاً : یہ کہ ہے۔
(۱) جیس ۳۲۹/۴، تہذیب الوداع ص ۱۸۷/۴

(۲۳) (باب المیزع) وکذب المتفوق الکذب

اس طرح امام مسکین نے اپنی بیویوں سے کہنا کہ علی حوام اور اس سے صحبت کا بارہا کرنا تو ظاہر الہیہ کے خلاف ہے اسکی تصدیق کیا جائے گی لیکن انہی کا پاس ہے کہ قضاہ اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ (فتح تصدیق ص ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵

(٣٣) رَبِّ اجْمَعْ: أنت طالق، عليك الف

اولیٰ فی ۱۳۱۳ھ میں صاحب کے نزدیک ملاقات ہوئی اور رازداری بنائی۔ دقت ہوئی تو یہی اور غلام مقبول کی طرح اسے صاحب کے نزدیک منہمک ہے کہ سزا نہیں دینے کی گواہی دے گا۔ اور رازداری، قلع ہوگی اور مال بھی واجب ہوگا۔ دینے نہیں، معاہدہ تقدی جس فتویٰ صاحبین کے بقول پر ہے۔ (غایۃ الاعراض ص ۱۸۳)

کے یہاں مسود نہیں دیتی۔ کیونکہ آپ کے نزدیک حق بہم کرنا شرعاً نہیں ہے مگر فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ اس مقام میں علامہ صاحب کے قول پر فتویٰ دیا جائے نہیں۔ (نایہ الاوطار ص ۲۷۷/۲)

(کتاب الایمان)

(۳۲) باب: لیتمن فی الدخول والخروج والاحیان وغیر ذلک (والواقف علی السطح والاضح)

الحق ص ۱۸۹ پر عربوں کے حق میں ہے اہل شیعہ کے عرف میں وقفہ کلمہ کو داخل رائیں کہتے ہیں احانت نہ ہوگا۔ فتویٰ یہ ہے۔ (نایہ الاوطار ص ۳۳۶/۲، مجمع البحرین ص ۳۲۷/۲، مجمع البحرین ص ۵۵۸/۲، شامی ص ۷۷/۷)

(۳۳) باب: لیتمن فی الاکل والشرب واللبس والکلام (وتم الحضر)

الحق ص ۱۸۹ پر عربوں کے گوشت سے حانت ہونا کوفوں کے عرف پر ہے۔ نہادے یہاں ان کے کھانے سے حانت نہ ہوگا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

(مجمع البحرین ص ۳۸۸/۲، شامی ص ۷۷/۷، مجمع البحرین ص ۳۲۸/۲، مجمع البحرین ص ۵۵۸/۲، شامی ص ۷۷/۷)

(۳۴) لا یعذب والیمان

الحق ص ۱۸۹ پر امام صاحب کے نزدیک جب مردن اور طب فوکہ میں داخل نہیں ہیں ان کے کھانے سے حانت نہ ہوگا فتویٰ اسی پر ہے۔ (شامی ص ۷۷/۷)

(۳۵) ولا داسما یسطح

الحق ص ۱۸۹ پر فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ سائن مردہ چیز ہے جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے۔

(نایہ الاوطار ص ۳۶۰/۲، مجمع البحرین ص ۳۵۸/۲، مجمع البحرین ص ۵۵۸/۲، شامی ص ۷۷/۷)

(۳۶) اور ہر محل

الحق ص ۱۸۹ پر عربوں کی صورت میں امام صاحب کے نزدیک نقطہ بزرگی کوئی تحدید نہیں صاحبین کے نزدیک چھوٹے محض ہیں۔ (شامی ص ۱۸۹/۲)

(۳۷) باب: لیتمن فی التبع والشرع والتمزج والصلوۃ والصوم وغیرہا (قالت تزوجت)

الحق ص ۱۸۹ پر عربوں نے کہا تو نے ظن عورت سے شادی کی ہے۔ جو بڑے موجب دیکھ کر امام کا فی طلاق ظن اور ایہ کے لحاظ سے مکلف عورت کو طلاق ہو جائے گی۔ امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ طلاق نہ ہوگی۔ امام شافعی نے کسی کی شادی کی ہے۔ ولی جامع لماضی حلین وہ اخذ عامۃ مثل منحا، ولی شرح الطحاوی قال الزدوی فی شرحہ ان الفتوی علیہ۔

(ورقین روٹھی ص ۱۱۷)

(کتاب الجہود)

(۳۸) باب: الوطی الذی یوجب الجہود والذی لا یوجبہ (وہ الزنا بمستاجرۃ)

الحق ص ۱۸۹ پر عورت کو زنا کے لئے اجرت پر لیا تو عدا جب ہوگی یا نہیں؟ فقہ اندر میں وجوب کو ترجیح دی ہے۔

(مجمع البحرین ص ۶۰۳/۲، مجمع البحرین ص ۳۸۸/۲، نایہ الاوطار ص ۳۶۰/۲)

(۳۹) دیکھ کر مہنگا

الح ص ۱۸۱/۱ صاحبین کے نزدیک عمر و حیرت کیساتھ نفاق کر کے دہلی کرنے سے عداوت ہے۔ یہی مہنگی ہے۔
(غایۃ لا دھار ص ۱۸۱/۲، مجمع الانہر ص ۱۸۱/۲، در مختار دمشقی ص ۱۸۱/۲)

(کتاب السرقة)

(۴۰) باب قطع الطريق (او قطع الطريق لیل او نهار)

الح ص ۱۸۱/۱ اگر کوئی شخص رات میں ہونے والی گزرتی ہوئی جگہ پر ہتھیار کے ساتھ ہوا یا ہتھیار ہونے والی جگہ پر ہتھیار رکھتا ہو تو عامر ابو یوسف کے نزدیک حد جاری ہوگی۔ یہی مہنگی ہے۔

(غایۃ لا دھار ص ۱۸۱/۲، مجمع الانہر ص ۱۸۱/۲، در مختار دمشقی ص ۱۸۱/۲)

(کتاب الوقف)

(۴۱) والملك یزول بالقتضاء

الح ص ۱۸۱/۲ زوال ملک وقف کے لئے تقاضے کا حق کی ضرورت امام صاحب کے یہاں ہے۔ صاحبین کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔ یہی مہنگی ہے۔ وظی فتح القدیر اندہ الحق۔

(مجمع ص ۱۸۱/۲، غایۃ لا دھار ص ۱۸۱/۲، مجمع الانہر ص ۱۸۱/۲، در مختار دمشقی ص ۱۸۱/۲)

(۴۲) ولا یفسد بین مستحی الوقف

الح ص ۱۸۱/۲ عمر کے نزدیک وقف کی ثبوت پھر مستحقین وقف کے درمیان تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے۔ قال الصلح للشیخ والمفقوی علی قولی امی یوسف ترغیباً للناس فی طروق (غایۃ ص ۱۸۱/۲)

(۴۳) الفصل (ومن بنی مستانیہ)

الح ص ۱۸۱/۲ اگر کوئی شخص باغ کی پائیدار قطعاً تعمیر و تعمیر بنائے تو جب تک حاکم وقت اس کا قسم نہ کرے اس وقت تک امام صاحب کے نزدیک ملک زمین نہ ہوگا جس کا حکم حاکم سے پیشتر روبرو کر سکتا ہے مگر فتویٰ صاحبین کے فتوے پر ہے کہ زوال ملک کے لئے حکم حاکم ضروری نہیں بلکہ درجوع نہیں کر سکتا ہے۔ (الح ص ۱۸۱/۲)

مسائل جلد ثانی

(کتاب البیوع)

(۴۴) و من باع صبرة کل صذع

الح ص ۱۸۱/۲ ایک شخص نے غلام ۱۰ ہزار اس طرح بچا کہ ہر سال ایک درہم میں ہے تو انہم صاحب کے نزدیک بیع صرف ایک سال میں صحیح ہوگی باقی میں نافذ۔ اور اگر ایک تھان اس طرح بچا کہ ہرگز ایک درہم میں ہے تو ایک گز میں بھی بیع جائز نہ ہوگی۔ نہ حینان کے نزدیک

اور اس صورتوں میں بھی صحیح ہے۔ مگر الحق میں یہوں۔ ۱۔ اور شرطیہ میں از حدیث سے اور قطعی میں محیط سے معقول ہے کہ تو فی صاحبوں کے قول پر ہے۔ (درقا، دہلوی ۳۱/۴)

(۳۵) وفسد بیع عشرۃ اذ راع

غ میں ۱۱۳/۴ ایک قص کا مکان سو گز ہے اس نے اس میں تری گز فروخت کیا تو امام صاحب کے نزدیک بیع جائز ہے۔ صاحبین کے نزدیک جائز ہے بھی صحیح ہے۔ (درقا، دہلوی ۳۱/۴)

(۳۶) باب خیار الردیۃ (وخاصہر الثوب

غ میں ۱۱۶/۴ ہمارے اردو ۱۱۷ کے یہاں لپٹے ہوئے گز سے اور مکان کے ظاہر کو دیکھ کر کافی ہے۔ امام ہنزہ کے یہاں کافی نہیں بلکہ مختار ہے ہوا میں ہوتی ہے۔ (نہد میں ۱۱۶/۴، مجمع ۱۱۶/۴، غ میں ۱۱۶/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴)

(۳۷) باب خیار العیب (اوکان طعنا فاکلمہ او بطلت

غ میں ۱۱۸/۴ خلاصہ غیر وہی ہے کہ نفی نہ نہیں کے قول پر ہے کہ نقد نقصان رجوع کر سکتا ہے۔

(نہد ۱۱۸/۴، خلاصہ ۱۱۸/۴، غ میں ۱۱۸/۴، مجمع ۱۱۸/۴، غ میں ۱۱۸/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴)

(۳۸) باب المبیع الفاسد (واخل

غ میں ۱۲۵/۴ شہد کی بھی کی جگہ کا جائز ہو۔ شخصین کے قول پر ہے اور نفی امام کے قول پر ہے۔ کہ جائز ہے کذا فی الذخیرہ والمصیط والحوالی (نہد ۱۲۵/۴، غ میں ۱۲۵/۴، مجمع ۱۲۵/۴، غ میں ۱۲۵/۴)

(۳۹) باب التولیۃ والمرئیۃ (فان التفت فاعلم

غ میں ۱۲۷/۴ کسی نے کفر سے کا ایک قوال ایک ہزار میں ہوا خرید اور نظری مرابحہ تیسروں میں فروخت کیا۔ مشتری نے اس کو معیوب کر دیا۔ پھر معلوم ہوا کہ اس نے ہوا خریدی تھا تو بولی فقیر الا جعفر نفی کے لئے کفار یہ ہے کہ ہوا اور نقد کے لحاظ سے قیمت میں جو فرق ہو مشتری اپنی قدر روائیں لے لے۔ (غ میں ۱۲۷/۴، مجمع ۱۲۷/۴، غ میں ۱۲۷/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴)

(۵۰) باب الربوا (ولیس قرض الاخر

غ میں ۱۲۹/۴ دہلوی قرض لینے کے سلسلے میں معتق نے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا ہے کہ وزن کے لحاظ سے لی جائے بعد کے اعتبار سے نہ لی جائے۔ عاصمہ طلحی نے ای ہوتی ذکر کیا ہے لیکن شرح مجمع میں ہے کہ نفی امام کے قول پر ہے کہ دونوں طریق صحیح ہے۔

ای کو کمال مدین۔ فتح میں ۱۲۹/۴، صاحب تو یہ نے اعتقاد کیا ہے۔

(فتح ۱۲۹/۴، غ میں ۱۲۹/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴، مجمع ۱۲۹/۴، غ میں ۱۲۹/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴)

(۵۱) باب السلم (واللحم

غ میں ۱۳۱/۴ صاحب کے نزدیک گوشت میں بیع سلم صحیح نہیں۔ صاحبین کے نزدیک صحیح ہے، بشرطیکہ شمس، نور، صفت، موضع، متدد وغیرہ ان کو دیا جائے۔ غر شرح مجمع ۱۳۱/۴، عین، دہلوی، وغیرہ میں ہے کہ نفی ای ہے۔

(غ میں ۱۳۱/۴، ردیۃ دہلوی ۳۱/۴، مجمع ۱۳۱/۴، غ میں ۱۳۱/۴)

(۶۲) (باب الا جارة: القاسدة) کل شهر سن سائے منہ

الحج ص ۱۳۸/۱۳۹ آخر چند لکھ کے لئے مکان کر لیں پرویاہو کل سچے بیان کر دیئے تو مقدس بھی ہے اور جس ہیئت میں مذکور یک ساعت غمیر سے اس میں بھی ایسا درج ہو جائے گا۔ ہر اس کو مکان سے نہیں نکال سکتا۔ مگر نفی اس پر ہے کہ ہر ماہ کے شروع میں ایک دن ایک رات تک اختیار ہو گا تاہر وہ اب بھی یہی ہے۔ (در مختار شامی ص ۳۳/۵)

(۶۳) (باب اجارة العبد) والا جزو عدہ

الحج ص ۱۳۹/۱۴۰ اگر مالک کہے کہ تو نے غفلت کام کیا ہے اور اجیر کہے کہ اجرت پر کیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک مالک کا قول معتبر ہوگا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر اس میں اجرت کیساتھ معاوضہ ہوتا رہا ہو تو اجرت واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر مالک نے اجرت لینے میں مشہور ہو تو اجیر کا قول معتبر ہوگا ورنہ مالک کا نہیں۔ کھایا نہ یہ شرع مخالف نہ مذہبی زمین ہو تو یہاں تک کہ نفی امام محمد کے قول پر ہے۔ (حاشیہ حایم ص ۱۳۸/۱۴۰، حج ص ۱۳۸/۱۴۰)

(کتاب الحج)

(۶۴) لا رنہ

الحج ص ۱۴۰/۱۴۱ امام صاحب کے یہاں مائل بالغ شخص ہیبت غایت مجبور نہیں ہوتا۔ صاحبین کے نزدیک مجبور ہوتا ہے۔ نفی صاحبین کے قول پر ہے۔ (در مختار ص ۱۴۰/۱۴۱)

(۶۵) کو دین

الحج ص ۱۴۱/۱۴۲ امام صاحب کے یہاں دیون پر مجبور نہیں۔ صاحبین کے نزدیک ہے نفی پر نفی ہے۔ (فیہ الاوطار ص ۱۴۱/۱۴۲، حج ص ۱۴۱/۱۴۲، مکتبہ کرم ص ۱۴۱/۱۴۲)۔

(۶۶) وللمشیع عرضہ وعتقارہ

الحج ص ۱۴۲/۱۴۳ امام صاحب کے نزدیک ہے۔ صاحبین کے نزدیک قاضی مسلمہ دین دیون کا سامان اور اس کی زمین فروخت کر سکتا ہے۔ نفی پر نفی ہے۔ (در مختار شامی ص ۱۴۲/۱۴۳، حج ص ۱۴۲/۱۴۳، مکتبہ کرم ص ۱۴۲/۱۴۳)۔

(کتاب الغصب)

(۶۷) نفیتمہ یوم المصومہ

الحج ص ۱۴۱/۱۴۲ ایک شخص نے کسی کی مثل چیز غصب کر لی اور اس میں چیز کا ملنا ختم ہو گیا تو اس کی قیمت واجب ہوگی جس میں امام صاحب کے نزدیک خصوصیت کن کا اعتبار ہوگا۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک غصب کے ان کا اہل امام محمد کے نزدیک اس دن کا جس دن وہ قطع ہوئی ہے۔ نفی امام محمد کے قول پر ہے۔ (شرعی ص ۱۴۰/۱۴۱)

(۶۸) و ملک فی یہ لم یضمنہ

الحج ص ۱۴۱/۱۴۲ ایک شخص نے کسی کی زمین غصب کر لی اور وہ اس کے قبضہ میں داخل ہوئی۔ فدا نفع ہو گیا تو شیخین کے نزدیک وہ ضامن نہ

ہوگا۔ امام محمد کے نزدیک مٹاؤں کا مسئلہ اوجھل نہیں فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ قال النکھانی۔ القوی علی۔ مدبران اتفاق علی ثلاثة اشياء اولہ ورتقاء وثنائی میں ۱۲۶/۵ غایۃ الاوطار میں ۱۰۹/۴ وفتح میں ۳۵۸/۲ مکمل نہیں (۱۱۸/۵)

(۶۹) فصل (۱) و من کسر مغزنا

اٹھ میں ۱۲۸/۲ مکمل نہیں کسی کے اکتاہہ ہے وغیرہ توڑ دے تو امام صاحب کے نزدیک ضامن ہوگا صاحبین کے نزدیک ضامن نہ ہوگا فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ کہ انہما لکھ (ثنائی میں ۱۲۸/۲ مکمل نہیں ۱۲۵/۵ وفتح میں ۳۶۹/۲ غایۃ میں ۱۱۸/۵)

(کتاب الشفۃ)

(۷۰) باب طلب الشفۃ والخصومت فیہا ثم لا تقطع بالتأخیر

اٹھ میں ۲۹۲/۲ جب شیخ کو مکان یا زمین کی فروخت کا حکم ہو تو اس کو کس علم میں اس بات پر گواہ قائم کرنا ضروری ہے کہ میں اس کو لینا چاہتا ہوں۔ میر زمین یا مشتری یا بائع کے پاس گواہ بنائے۔ بحر قاضی کے پاس۔ اب اگر قاضی کے پاس طلب میں تاخیر ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک حق شفعہ ساقط نہ ہوگا ظاہر ارادہ بھی ہے امام محمد فرماتے ہیں کہ اگر ایک مالک یا غیر کی تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ مگر صاحبی صاحب چاہے صاحب کئی نہ تھا ہے کہ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے اور شرط بلایہ میں برحان سے متحمل ہے کہ صاحب غیرہ و برحان، یعنی کاغذی خالی کی تصحیح چاہیے۔ خارج ہے اور بالکل فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے مبالغہ بحدود غیرہ و غلام۔ مینہ انصافی، مضمرات، مٹاؤں، انوار ازلہ و یہ تھوہہ منشی میں بھی لکھا ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔

(تاریخ نگار میں ۳۳۱/۲ وفتح میں ۳۷۵/۲ ودرقاروشی میں ۱۲۸/۵)

(۷۱) باب ما یحطل بہ الشفۃ ولا یکرہ وانیلۃ

اٹھ میں ۳۰۴/۲ میل کی دھور میں ہیں ایک برائے استقامت اور ایک برائے ثبوت، بعض کے نزدیک دھور میں جانور میں جانتے ہیں بعض نے اسی کو سب سے لیکن دھور کا تار غایہ غیر دھور میں ہے کہ چلنے والے استقامت کا جملہ مکروہ ہے اور چلنے والے اٹھ امام محمد کے نزدیک مکروہ ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں۔ باب شفعہ میں فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے اور باب ذکوہ میں امام محمد کے قول پر (غایۃ الاوطار میں ۱۲۸/۲ وفتح میں ۳۷۶/۲)

(کتاب الزکوۃ)

(۷۲) فان شرطہ علی العاقل فسد

اٹھ میں ۱۳۲/۲ اگر عاقل پر زمین میں بیج ڈالنے کی نیت نہ ہو جائے اور اڑانے کی شرط ہو گئی تو ظاہر ارادہ کے لحاظ سے حرارت کا سر ہے لیکن امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ بیج ہے کسی پر پڑتی ہے وہ اختیار متابع بلوغ۔ قال شمس الانامہ السرعسی عندہو الاصح (مداہم) غایۃ الاوطار میں ۱۵۸/۲ وفتح میں ۳۷۶/۲ ودرقاروشی میں ۱۲۳/۸)

(کتاب الذبائح)

(۷۳) فصل فیما یکلل الکھ واما یکلل وانیل

اٹھ میں ۱۳۶/۲ امام صاحب کے نزدیک گھوڑے کا گوشہ کھانا حلال نہیں صاحبین کے نزدیک جائز ہے مگر کبرامت عزیز ہے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے (درقاروشی میں ۱۳۰/۵)

وہ مسائل جن میں ہر دو قولوں پر فتویٰ منقول ہے

(کتاب الصلوٰۃ)

(۱) باب صفۃ الصلوٰۃ و تکمالہ و اولی الخیر فیہا

مقدمہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ میں شیخین کے نزدیک ہر نماز کی جملہ رکعات میں مسابحات ہونی چاہئے اور نہ فجر کی پہلی رکعت کا ہر دو رکعتیہ بعد از ہر دو رکعتیہ ہونا چاہئے۔ امام محمد کے نزدیک ہر نماز میں پہلی رکعت میں یہاں تک کہ تمام رکعات میں پہلی رکعت کے بعد ہر دو رکعتیہ ہونا چاہئے۔ معراج المدنیہ میں ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ فقہان میں بھی ایسا ہی ہے تا رہائے میں ہے کہ فتویٰ کے لئے نیک اخراجات نماز میں ہے کہ پہلی رکعت میں سے ان کے بعد بھی ایسی ہی طرف داخل ہیں لیکن حنفیہ میں ہے کہ شیخین کا قول پسندیدہ ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے تا ہر دو رکعاتیہ ہر دو رکعاتیہ ہونا چاہئے۔ (اعضد فقہاء صافی الکثیر والناسخ والمختار والہدیۃ)

(۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ)

(کتاب افشاء)

(۲) فی ثلاثین شہراً

مقدمہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ میں امام صاحب کے نزدیک مدت رمضان اذ غائی سال ہے اور مسابحات کے نزدیک دو سال۔ دونوں قولوں پر فتویٰ منقول ہے۔ (عزم ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ، حاشیہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ، مجمع الاضواء ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ، رد المحتار ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ)

(کتاب الایمان)

(۳) باب ایمان فی اندخول والخروج والسنن وغیر ذلک

مقدمہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ میں ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اس سر میں نہ ہوں گا چنانچہ وہ اس سے بھٹکا اور نہ کھانسی اس نے اپنا منہ دھو لیں نہیں کیا۔ کچھ شخص کریم اور کچھ باقی رہ گیا تو امام صاحب کے نزدیک حاشیہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اچھے نزدیک کل مسابحات میں ضروری ہے اور ایک نہیں بھی۔ بی وہ بھی تو حاشیہ ہو جائے گا۔ امام محمد کے نزدیک اتنا مسابحات میں ضروری ہے کہ لیا کافی ہے۔ جبرہاں کے لئے ضروری ہو امام ابو یوسف کے نزدیک اکثر مسابحات میں ضروری ہے کہ لیا ہو لیتے ہیں امام صاحب کے قول کو ترجیح دینی ہے اور صاحب مدنی نے امام محمد کے قول کو مانجھا ہے اور بعض نے اس پر فتویٰ بھی نقل کیا ہے صاحب بیضاوی نے امام صاحب کا فتویٰ امام محمد کے فتویٰ پر ہے۔ (رد المحتار ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ)

(کتاب الکفایۃ)

(۳) و لا قول الطالب

مقدمہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ میں شیخین کے نزدیک کھالت بہ دن قولے منقول صحیح نہیں، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر منقول مدعی کے بعد مطابقت ہو تو صحیح ہے ورنہ اگر یہ شخص، الجہل منہ العیور بخیرہ میں ہے کہ فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے جس میں میں شرطی سے منقول ہے کہ فتویٰ منقول ہے کہ قول پر ہے مگر ایسی نسل نسل ہے شیخ کا مسموع میں کہا ہے کہ مجاہد بن یوسف وغیرہ کے نزدیک یہی خبر ہے۔ (رد المحتار ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ، حاشیہ ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ، مجمع الاضواء ۱۳۸۹/۱۲۸۸ھ)

(مكتتاب الشھادة)

(۵) کوسال عین الشہد وصرز اوعلنا

[illegible]

(چراغی ۲/۱۳۹، فتح و غنا ۱/۱۳۶، مجمع الانهر ۱/۱۹۹، بحر ۱/۴۰۷)۔

(كتاب الوكاله)

(٦) باب الوكالة بالخصومة والقبض والامتناع من القبض

[illegible]

(عمر ۹۳ء، غلجہ الاولیاء میں ۳۰/۷/۳۳۰۰ اور ۳۳۰۱ء میں ۳۳۰۰/۷/۳۳۰۱ء میں)

کتاب الدعوی

(۷) وكفتي مله

اگر جس عالم صاحبِ فہم کے نزدیک میں سے وہ ملوث و مکر کر دیا کافی ہے۔ انا پہاویج۔ حق کے نزدیک دوکا ذکر بھی کافی ہے
نام و ذکر کے نزدیک حدود و اجزائے کثر کا ضروری ہے مگر کسی ایسی ہے لیکن علامہ شامی نے کہا ہے کہ فتویٰ انا پہاویج کے خلاف ہے ہے
وعبدہ فان النفسی یہ خلاص قول و فرقیہا و هو قول انتہا التلویح و علیہ السلام۔

(تاریخ الیوطارلس ۳۷۳/۳ شامی)۔

(كتاب الاجازة)

(۸) باب ضوابط الاجیر) والمحتاج فی ید غیر مضمون

ایک شخص ۱۹۸۵ء کو راجہ ششترک کے پاس سے سامان خالص ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک خاصیت نہ ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک خاصیت ہوگا۔ راجہ ششترک کے پاس سے سامان خالص ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک خاصیت نہ ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک خاصیت ہوگا۔ راجہ ششترک کے پاس سے سامان خالص ہو جائے تو امام صاحب کے نزدیک خاصیت نہ ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک خاصیت ہوگا۔

(كتاب الذبائح)

(۹) فصل فیما یحل اكله و ما لا یحل (قوله) ما لا یحل یطهر لحمه و جنده

ان فصیح ۱۷۱۷ء کے انگریز باکول جانورڈن کو لایا جائے تو جس طرح ذبح کرنے سے اس کی کھال پاک ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اس کا گوشت

بھی پاک ہو جاتا ہے صاحب کنز دہ رو نے اسی کو لیا ہے۔ اور صاحب دواہ، صاحب فقہ، صاحب دواہ نے اسی کی تصحیح کی ہے بغیر میں ہے کہ اسی پر ترقی ہے لیکن قرآن و دواہ وغیرہ کے نزدیک غائب ہے کہ گوشت، لکڑی، شہو، برحقان میں بھی میں سے صاحب معراج نے کہا ہے کہ یہ مضیق کا قول ہے و عمار میں ہے بذال معراجی بہ و عمار خوش ہے و عمار (مثنوی ص ۱۳۱) (محلہ غریب ص ۸۸۸)

ترجمہ صاحب کنز الدقائق

نام و نسب اور سکونت

عبد اللہ نام، ابو لکیم کنیت اور نعا کا نام اور دواہ کا نام محمود ہے۔ (موت) (تقریباً) کے ہاتھ سے تھے۔ دواہ، انیسویں ہجری سے ایک فریادہ ہے۔ اس نسبت سے انیسویں تھے۔ جس آپ بڑے عابد و زاهد، نقل امام کامل فقہ اصول میں بیان دواہ کا اور مشہور تھیں عمار معصوم تھے۔

تحصیل علوم

ابو مثنیٰ نے بڑے محل القدر بلند پایہ محدثین و فقیہین جس الانامہ میں عبداللہ اور کردی حمید الدین سرپرست دواہ بن خواہر زادہ وغیرہم سے علوم کی تحصیل کی اور آپ سے علامہ سخاوی وغیرہ نے سنا کیا۔

صاحب جواہر کی غلطی

صاحب جواہر ضعیف نے حرف میں امام مثنیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ حافظہ موسوف نے علم فقہ سر کردی سے حاصل کیا ہے۔ اور امام مثنیٰ سے زیادت کی روایت کی ہے لاطل جاری نے مثنیٰ کی بیوی کی ہے علامہ کوئی فرماتے ہیں کہ صاحب جواہر نے تصریح کی ہے کہ قرانی کی روایت ہے و عمار میں ہوئی ہے اور امام مثنیٰ کی روایت ہے و عمار (بیان) میں ہوئی ہے جس امام مثنیٰ مثنیٰ سے روایت ہے و عمار مثنیٰ مثنیٰ سے روایت ہے۔

صاحب کنز کا فقہی مقام

ابن کمال پاشا نے آپ کو فقہاء کے چنے چنے میں شمار کیا ہے۔ جو روایات ضعیف کو تو یہ سے تیز کر سکتے ہیں بعض معززین نے محمد بن ابی احمد حب میں سے مانا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح اجتہاد مطلق کا اور احمد ابو جریہ جو یہ ہے اسی طرح اجتہاد مثنیٰ میں آپ پر حق ہو گیا ہے، قابل مذکور ہے اس پر تصریح کرتے ہیں۔ مثنیٰ کی کہ ہے کہ امت پر ان میں سے کسی ایک کی تھوڑی وجہ ہے۔ علامہ بحر العلوم نے شرح تحریر اصول اور شرح مسلمین میں اس قول کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ بڑا نقل اشتباہ نہیں بلکہ یہ قول بالمشورہ و سبب رجحان الغیب ہے۔

امام مثنیٰ کے علمی کارنامے

ابو مثنیٰ بڑے بلند پایہ مصنفین میں سے ہیں انھوں میں مثنیٰ کی تعداد و شمار کا طرۂ امتیاز ہے فرور میں مثنیٰ "دقائق اور ان کی شرح" "کلیان فقہ میں مشہور کنز الدقائق" "اصول میں متداول و قبول مثنیٰ" "النار اور ان کی شرح کشف الاسرار" "معصوم" "شرح منظومہ نسبی" "معصوم" "شرح فقہ فتح و افتاد" "شرح معصوم" "مدارک انشراح وغیرہ کی علمی یادگار ہے۔

صاحب کشف اللغون نے شروہ ہدایہ کے زیر نام امام مثنیٰ کی شرح دواہ یا مثنیٰ تذکرہ کیا ہے فقہین ضیقات نقلی الدین میں بخلاف مثنیٰ مرقوم ہے کہ "ان کی کوئی شرح دواہ معروف نہیں ہے" علامہ سخاوی نے "علیہ اہلین" میں ذکر کیا ہے کہ امام مثنیٰ نے چاہا تھا کہ دواہ کی شرح لکھوں لیکن جب ان کے ہم عصر عالمہ حاج الشریعہ نے یہ سنا اور فرمایا کہ ان کے لئے یہ زیادہ نہیں تو انہیں مثنیٰ نے اپنے اس ارادہ کو ختم کر دیا اور

(۱۳) ودر سقط المهر بقتل النسیہ

اخراج ص ۳۹۸/۱ سید کا مطلق رکھا ہے جو بائع و بائعہ ہر دو کو شامل ہے حالانکہ اگر آقا کا بائع ہو تو بائع قول پر مہر ساقط نہیں ہوتا ہے فقہیہ کیساتھ ملکیت کی قید ضروری ہے۔ (غنیۃ الاوطار ص ۶۷۷/۱، مجمع الانہر ص ۳۶۶/۱، رد ص ۳۵۲/۱)۔

(۱۵) لا یقتل المحرۃ نفسها

اخراج ص ۳۹۸/۱ میرزا قاضی سے محل منکوحہ ہے بول ہے کہ یہاں المحرۃ کی قید ہے حالانکہ اگر بائعہ کی خود کو قتل کر لے تب بھی مہر ساقط نہیں ہوتا (بواسطہ کفائی اللہینہ) آدم سے قتل کی نسبت ذرۃ کی طرف کی ہے حالانکہ اگر حرہ کا کوئی وارث حرہ کو قتل کر دے تب بھی مہر ساقط نہیں ہوتا۔ (مجموع ص ۳۵۱/۱، رد ص ۳۵۲/۱)

(۱۶) واما منکوحہ نہ تاجیض للموت وغیرہ

اخراج ص ۳۶۰/۱ ان کی عدت میں بھی وہی تفصیل ہے جو اس سے پہلے مذکور ہے مصنف نے سابق پر اصرار کرتے ہوئے ذکر نہیں کی مگر ذکر کرنا بہتر قرار ہے مرفوع چار آراء فقہاء کے مذکور مت نہیں جس سے مطلب ہی بخفا ہو جائے۔

(۱۷) والحر فی منہا

اخراج ص ۳۶۰/۱ اگر یہ قید نہ ہو تو کلام سب سے قتل کو شامل ہو جائے۔ (مجموع ص ۱۵۶/۱، غنیۃ الاوطار ص ۶۷۳/۱)۔

(۱۸) الا بعدہ

اخراج ص ۳۶۲/۱ متشابہ کے بعد میں ہونا چاہئے تھا کیونکہ یہ سب چیزیں مباح ہیں۔

(۱۹) وصرح بقصر یض

اخراج ص ۳۶۲/۱ تعلیم صحیح نہیں کیونکہ مصنف سے تقریریں بالا جماع باگز نہیں ہیں "مستندہ ارفاق" کے ساتھ فقہیہ کی ضروری تھا۔

(مجموع ص ۱۶۵/۲، غنیۃ الاوطار ص ۵۳۰/۲، مجمع الانہر ص ۳۶۸/۱، رد ص ۳۵۳/۱)

(۲۰) والحر لہ فی الاقل من نسو

اخراج اگر مرہوقہ نواسہ کم میں بھی ہے تو ثبوت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ (۱) مرہوقہ ہو (۲) اس نے اقصا عدت کا اقرار نہ کیا ہو (۳) اپنے حالہ ہو نیکادہ ہو نہ کیا ہو مصنف نے ایک بھی شرط ذکر نہیں کی۔ ایسا اقصا کو کم کا جو قسم دوں مطلق اطلاق ہو۔

(غنیۃ الاوطار ص ۳۵۵/۲، رد ص ۳۶۱/۲، مجمع ص ۳۶۲/۱)

(۲۱) وحبوسہ بدین

اخراج ص ۳۹۹/۱ اگر یہ یں کی قید نہ ہو تو بہتر تھا کیونکہ اگر عدت فرض کیجئے تو یہاں نہ ہو کہ ظلماً حبوسہ ہو تب بھی فقہاء واجب ٹکڑ۔ کذا فی الذخیرۃ (دعا منشی ص ۳۹۷/۱، مجمع الانہر ص ۳۹۷/۱، رد ص ۱۹۷/۱)۔

(۲۲) الا ان یا ذلن التقاضی بالالا استدلالہ

اخراج ص ۳۹۲/۱ یہاں ایک قید ضروری ہے یہ وہ یہ کہ کھم قرض ہو جانے کے بعد باقی قرض لے لیجئے۔ اگر باقی قرض نہ لیا اور اپنے پاس سے خرچ کیا تو رجوع کا حق نہ ملے گا۔ جس میں اس یوں کہنا چاہئے تھا "الا ان بعد یں یا مرقا نسیا"۔

(مجموع ص ۳۳۳/۱، مجمع الانہر ص ۵۸۲/۱، غنیۃ الاوطار ص ۶۸۸/۱)۔

(۲۳) ہوا شہات القوۃ

الحکم اس آیت ۲۳ حق کی تعریف ثابت کرنا تھا مناسب ہے۔ کیونکہ حق اور عناق مصدر بمعنی وقوع مرتبہ ہے اس لئے تعریف نبوت قوت کرنا تھا ہوئی چاہے ان میں سے کون میں عنوان ”کتاب الاغواق“ بیان کے لحاظ سے تعریف بجا ہے۔

(۲۴) والولد یشیخ الام

الحکم اس آیت ۲۴ لفظ دام کے بجائے نسل یا ائیں ہونا چاہئے کیونکہ ملک حریت، ارقیت وغیرہ جو صنف میں محل پہنچ رہا ہے نہ کہ وہ یہاں تک کہ اگر نداشت کے بعد وہی کو از کو کیا تو پچھڑا دانت ہوگا۔

(۲۵) من ملک ابنہ

الحکم اس آیت ۲۵ لفظ غنی کی قید غفلتی ہے نہ کہ اکثر غنی کیونکہ ہر اس قریب کا بھی حکم ہے جو غریب سے تفرق ہو جائے پس اگر اس کے بجائے قریب نہ رہا تو بہتر تھا کہ حکم میں غلویت آجاتی۔

(۲۶) انت حر بعد موت فلان

الحکم اس آیت ۲۶ صنف سے اس کو بعد برقیہ کی صورتوں کی بنا تھا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ تفسیر میں مطلق نہ مقید۔

(نور ۱۹۰۴ء، علیہ الامام ولامر ۱۲۸۸ھ، مجمع الامامیر ۵۳۱ھ)

(۲۷) ولو اسلمت ام ولد النصرانی

۳۸۸ھ میں درہ نامیاں ہیں ایک یہ کہ عرض اسلام کی قید حزن و غم سے حالانکہ نصرانی کی اصل پر وجوب معاہدہ ہی صورت میں ہے کہ جب نصرانی اسلام قبول نہ کرے درجہ اولیٰ اس کا اصل ہے یہی دوسرے یہ کہ قیمت کو مطلق رکھنا ہے۔ حالانکہ کث قیمت میں معاہدہ واجب ہے۔

(۲۸) من حرم ملک

الحکم اس آیت ۲۸۸۸ھ کے بجائے من حرم شیء ۲۸۸۸ھ تو بہتر تھا کیونکہ ایمان افعال، ملک و مالی ملک غیر، مالی حرام سب کو شامل ہو جاتا۔

(۲۹) ودر شہیا موجود

الحکم اس آیت ۲۹۶ھ میں موجودہ ہے چاہئے کیونکہ رخ سونہ سائی ہے (غایت الہدیان، فتح باقانی)

(۳۰) قول اب مشرک

الحکم اس آیت ۳۰۶ھ میں قول ”وقتی اصلہ العنوک“ لکن اولیٰ لان علیہ الحکم لا یخص الام (حاشیہ کنز نمبر ۱۸۲۱۱)

(۳۱) وحرم ردیم

الحکم اس آیت ۳۱۹ھ میں حریم قیدیوں کو دار الحرب میں لے کر آنا تو عرض ہوگا یا یا عرض دا حرم اوصی ہو تو وہ دار میں داخل ہے اور بار غرض ہو تو وہ من میں داخل ہے۔ پس ردیم اصل دار الحرب کی ضرورت نہیں۔ (۳۱)

(۳۲) ودرینا

الحکم اس آیت ۳۲۱ھ میں مسالمت کا برآمدی مسالمت کو تسلیم ہے اس لئے لفظ دینا بوجہ اس کی ضرورت نہیں الا ان یقال العا صرح بما علم النزل لکان ۱۹۰ صیف فید۔

(۳۳) لا اہم

ایک شخص ۱۳۰۰ ہجری کی صورت میں ایک کافر سے بیوی کا حق ہے۔ ایک باغ نے گھر کے کئی مہام باہن کر دیے ہوں وہ بلا تعین
نہایت کے کو قسود بیع عشرۃ ادرع من مالہ فزاع من دار الیہم ہوتا ہے مگر لان انحصارہ اداء الی الاحیاء۔

(۳۴) فان وطئہا لان یزید

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کو دوا جائیداد کے ذکر کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ امام صاحب کے نزدیک دوا کی جائیداد اس وقت ہے جب دوا شیعہ ہر اگر
بکر ہو تو امام صاحب کے نزدیک بھی جائیداد نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا لو طئ بہنہا و لیس لہ الدیعدہ ما تعیب عندہ۔

(۳۵) والہ خذہ شفیق

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "الصلحہ" کہتا تو بہتر تھا کیونکہ بیع طلب شدہ سے تمام ہو جاتی کوئی نہ لگتی یا نہ ہو۔
(ذاتی امرای)

(۳۶) ولو شرط المشتري اختيار غير صحيح

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "لو شرط احد المتعادلین الاختیار الاجنبی صحیح" تو بہتر ہوتا کیونکہ انہی کے
بیع جاری کرنا مشتری کیساتھ تاسیس کا بھی شرط نہ کہتا ہے و یخرج اشواط احدہما لآخر لان قولہ کفرہ صدق
بالشع و نس بعد اد۔

(۳۷) و لو طئ الدار

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "لو طئ الدار" میں امام زکریا قزوینی نے بیعت ثوب میں امر عمار کا قول اختیار کیا ہے عمار کہہ دے
مسکون میں عمار کا قول امام زکریا کے فکھن و نفی لہ ان یختارہ فی ثوب لیس لہ۔

(۳۸) و من اشترى داراً خیر ان یقیمہ والا لا

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "و من اشترى داراً خیر ان یقیمہ والا لا" کیونکہ "کیونکہ" کی بجائے "بہتر" کی بجائے
اس میں تفسیر ہے۔ (عمر ۳۰۰)

(۳۹) لی قدر الحق

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "لی قدر الحق" کہتا تو بہتر تھا کیونکہ خلاف مقدمہ بیع میں ہوا یا انہی قیمت میں یا قیمت میں ہر مال کا بیع ہی کا
قول بہتر ہوتا ہے۔

(۴۰) لا المکر و الخ

ایک شخص ۱۴۰۰ ہجری کے ہے کہ "لا المکر و الخ" کہتا تو بہتر تھا کیونکہ "لا المکر و الخ" کہتا تو بہتر تھا کیونکہ "لا المکر و الخ" کہتا تو بہتر تھا کیونکہ
جس پر کرا کر شہادہ دیا جائے یا نہ جائے۔ (ذاتی)

(۳۱) لو الما

ان میں ۱۲۱/۱ طبع ہوا مگر تک اور دیکھی گئی ہے اس کے ساتھ ۔ الخ ممکن ہے کہ یہ تحریر تصحیح اور دیکھی گئی ہے ۔ الخ
العرب سمک مبیح ومعلوج وهو المقود الذي فيه المبيع ولا يقبل مانع الا في لغة رديئة (بخاری ۱۶۹۷)

(۳۲) وبما قبول الطالب

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۳) لا إذا كان المستلوع

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۴) لو تعدل الخصم

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۵) ما غرر به عليه

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۶) أو في ذاته

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۷) منذ شهر

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۸) ولم يضمن في المبيع

ان میں ۱۶۹/۱ طبع ہوا کہ کلمہ حق میں کلمہ قبول کرنا کہہ گئے ہاں ہونے کے لئے شرط ہے اور کلمہ ایجاب نہ اصل قبول کا
وہ شرط صحت ہے فلو حذف "الطالب" لكان أولى منه فعل في الإيجاب لا في ذلك عليه في الإيجاب
(بخاری ۱۶۹/۱ طبع میں ۱۶۹/۱)

(۳۹) بكنه لا يعقد ونفسه

الحکم ۱۱۳۲/۲ اس کے بجائے بکلی، یا پھر ”بجہر“ کہہ کر مقتول غیر عقد (خصوصیت) سب کو شامل ہو جائیگا، مستغنیاً عن الرواد بعض الاشیاء (بخاری ج ۱ ص ۱۰۷)

(۵۰) صحیح ابن کثیر

الحکم ۱۱۳۳/۱ قال ”ان بین نوعاً و اسمی شأناً کان اولی لان الرکالہ صحیحہ بیان النوع کما درومی حبشی و ابن لم یسم الثمن (بخاری ج ۱ ص ۱۶۸)

(۵۱) رد المحتار

الحکم ۱۵۱/۱ قال ”لہو و دغنی لموکل“ لکان ولی لان الوکیل لا یحتاج الی خصوصۃ مع الموکل الا اذا کان غنیاً یحدث منہ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۷)

(۵۲) وردود یحییٰ

الحکم ۱۸۳/۱ قالان وردعین لکان اولی لکنہ لا یفرق بین رد الوضیعة و العارۃ و المنعوب و طبع لاسد کما صرح بہ فی الخلاصہ (بخاری ج ۱ ص ۱۹۴)

(۵۳) نوادر شمس

الحکم ۱۱۵/۱ اس کے جائے میں کہنا بہتر تھا ”الوکیل فی الخوارث غنیاً و دغنیاً کیسے میت پر دغنی دین کی بھی مثال ہو جائیگا۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۰)

(۵۴) اختلاف فی قدر الثمن

الحکم ۱۲۷/۱ قالان و کذا فی رد المحتار کہہ کر جو حکم در ثمن کے اختلاف میں ہے وہی حکم دفع و ثمن کے اختلاف میں ہے کافی التہذیب۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۹ مجمع النعمان ج ۲ ص ۲۶۲)

(۵۵) ولیم برضا

الحکم ۱۹۷/۱ اس کے بجائے میں ۲۰۰ چاہے تھا ”ثم یقر واحد منہما یقر سلعہ“ کیونکہ غائب کے لئے کسی ایک کی عدم سائرہ ہے کہ دونوں کی۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۳۹ مجمع النعمان ج ۲ ص ۲۶۲)

(۵۶) بمنازل علی قیسر

الحکم ۹۶/۱ قیمت سے زیادہ نام ضابط کے نزدیک صالح کا جائز ہونا ہو رہتا ہے جبکہ قیسر نے قیمت ۱۰۰ چاہے کرنا ہوا اس سے پہلے ہی سب سے زیادہ اعلان میں نہ نہیں ہیں بلکہ وہی قیسر کا ”قبل قضا و غضا“ کیساتھ متفق کرنا چاہیے۔

(ہدایہ ج ۱ ص ۲۳۳ مجمع النعمان ج ۲ ص ۳۱۳)

(۵۷) فیصلہ استحقاق

الحکم ۲۰۱/۱ اس کے لئے جنہوں میں سے کسی کے لئے ہے ”ثم علی الذین“۔ (مشاہیر ازہری ج ۱ ص ۱۰)

(۵۸) صحیح علیہ

الحکم ۲۰۱/۱ یہ اس وقت ہے جب عدوؤں نے دھن سے غنی طور پر کہا ہو اس نے غنی اعلان کیا کہ جب تک قرمہلت نہ رہے گا یہ کچھ محتاط نہ کرے گا اس وقت تک میرے دین کا اقرار نہ کر اس کا تو اس فی الحال لیا جائے گا جس میں کتنا ہے ہے تھا وہی قابل و آخر سزاوار

صاحب کسز کی تاریخِ وقت

امام اعلیٰ کی تاریخِ وقت میں شدید اختلاف ہے شیخ تو برادر بن ابی عامر علی نقاری نے صحیح ذکر کی ہے۔ وہ بعض حضرات نے اسے حجاز کا قسم میں قطلو ہونے اپنے زمانہ "ادب فی بیان الامم" انصاری "میں لکھ کر بعد میں ہے شیخ حموی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ اکیلاقت۔ تاریخ: اس کے بعد میں جو کئی شب میں ہوتی ہے۔ غلام اللہ نے لکھے وقت "شہر الجن" بتا رہے ہیں اور جاتے ہیں "الجہار" "واللہ اعلم بحقیقہ الاول۔"

تَمَّتِ الْمَقْدَمَةُ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ وَالْجَنَّةُ

مُحَمَّدٌ حَنِيفٌ لِّكُلِّ هِزَابٍ غُفْرَانٌ وَبِوَالِدَيْهِ



فہرست مضامین کتاب معدن الحقہ نق شرح اردو کنز الدقائق

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	مقدمہ شرح کتاب	۵	۲۲	نفاں کا بیان	۱۲۶
۲	خطبہ انکتاب	۸۷	۲۳	باب نمازوں کے بیان	۱۲۷
۳	کتاب الطہارۃ	۹۱	۲۴	استنجہ کا بیان	۱۲۹
۴	فرائض وضو کا بیان	۹۱	۲۷	کتاب الصلوٰۃ	
۵	نہن وضو کا بیان	۹۲	۲۸	اوقات نماز کا بیان	۱۳۱
۶	مسکرات وضو کا بیان	۹۵	۲۹	ضروری تعذر	۱۳۲
۷	نواہل وضو کا بیان	۹۶	۳۰	جدول اوقات اور سایہ سلی	۱۳۳
۸	فصل اور یکے فرائض و نہن کا بیان	۹۹	۳۱	افطین پر بیٹے والے اطفال کیلئے نماز کی تعیین	۱۳۳
۹	موجبات فصل کا بیان	۹۹	۳۲	حکام بقاء و غیرہ	۱۳۶
۱۰	فصل مسنون کا بیان	۱۰۲	۳۳	مستحب اوقات نماز کا بیان	۱۳۷
۱۱	پانی کے احکام	۱۰۳	۳۴	مکروہ اوقات نماز کا بیان	۱۳۸
۱۲	تختہ صبر و محنت و مسرت و غیرہ کے احکام	۱۰۴	۳۵	باب اذان کے بیان میں	۱۳۹
۱۳	استعمال کا حکم	۱۰۴	۳۶	باب نماز کی شرائط کے بیان میں	۱۴۰
۱۴	نہن کے احکام	۱۰۷	۳۷	تختہ و شرط صلوٰۃ	۱۴۱
۱۵	باب نیت کے بیان میں	۱۱۱	۳۸	باب نماز کی صفت کے بیان میں	۱۴۵
۱۶	باب سوز و گریہ پر مسرت کے بیان میں	۱۱۶	۳۹	واجبات نماز کا بیان	۱۴۶
۱۷	باب نیت کے بیان میں	۱۱۹	۴۰	بحث قراۃ و تحفہ امام	۱۵۰
۱۸	مکروہات نماز کے بیان میں	۱۲۰	۴۱	باب نیت کے بیان میں	۱۵۶
۱۹	نہن کی رنگوں کا بیان	۱۲۱	۴۲	ترجمہ مفہوم و مسئلہ نماز	۱۵۹
۲۰	نہن کے احکام	۱۲۱	۴۳	باب نماز میں بے وضو ہو جانے کے بیان میں	۱۶۳
۲۱	طہر و نجس کا بیان	۱۲۲	۴۴	باب مقدمات و ضروریات نماز کا بیان	۱۶۵
۲۲	دہا و شہد کا بیان	۱۲۳	۴۵	بوقت قضا کی طرف رجوع کرنا	۱۶۸
۲۳	مسافر اور مسافرین کے احکام	۱۲۵	۴۶	یا اکی طرف پشت کرنا اور دوسرے	۱۶۸

۲۷	باب در اور فاضل کے بیان	۱۶۹	۷۲	جانوروں کی ذکوۃ کے مختلف مسائل	۲۱۴
۲۸	تعداد رکعات وتر	۱۶۹	۷۳	باب اقدام کی ذکوۃ کے بیان میں	۲۱۹
۳۹	سین اور نقل کا بیان	۱۷۱	۷۴	تقسیم دریا و زراعت	۲۱۶
۵۰	قرآن و ترک قراءۃ کا بیان	۱۷۶	۷۵	تقدیر برائے استخراج وزن سود	۲۱۷
۵۱	تقدیر ترأت و ترک قرأت	۱۷۳	۷۶	تقدیر و اختلاف در وزن اقام	۲۱۸
۵۲	تراویح کا بیان	۱۷۴	۷۷	باب ذکوۃ مومل کرنے والے کے بیان میں	۲۱۹
۵۳	باب فرض نماز میں ملنے کے بیان میں	۱۷۵	۷۸	باب رکوع کی ذکوۃ کے بیان میں	۲۲۱
۵۴	باب قصا نماز میں ہونے کے بیان میں	۱۷۷	۷۹	باب قصر کے بیان میں	۲۲۲
۵۵	باب عید کے بیان میں	۱۷۸	۸۰	باب مصرف ذکوۃ کے بیان میں	۲۲۳
۵۶	باب عید کی نماز کے بیان میں	۱۸۰	۸۱	باب صدقہ فطر کے بیان میں	۲۲۶
۵۷	باب عید و عیالات کے بیان میں	۱۸۲	۸۲	کتاب الصوم	۲۲۹
۵۸	باب نماز عید کے بیان میں	۱۸۶	۸۳	روایت ہلال کا بیان	۲۳۰
۵۹	باب دروغ عید میں کی نماز کے بیان میں	۱۹۱	۸۴	شک کے دن اور نہ کئے کا بیان	۲۳۱
۶۰	باب سورج نکلنے کی نماز کے بیان میں	۱۹۳	۸۵	باب ان چیزوں کے بارے میں جن سے روزہ فاسد ہوتا ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتا ہے	۲۳۳
۶۱	باب طلب باران کی نماز کے بیان میں	۱۹۵	۸۶	سوزات قصہ کا بیان	۲۳۴
۶۲	باب خوف کی نماز کے بیان میں	۱۹۶	۸۷	صور نے کا تعصیل و تشو	۲۳۵
۶۳	باب جنازہ کے بیان میں	۱۹۸	۸۹	سوزات قصہ کا بیان	۲۳۵
۶۴	باب شہید کے بیان میں	۲۰۷	۸۹	سجۃ افطار اور غرض کا بیان	۲۳۷
۶۵	باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کے بیان میں	۲۰۸	۹۰	روزہ کی نذر ماننے کا بیان	۲۴۱
۶۶	کتاب الزکوۃ	۲۰۹	۹	باب اعطاف کے بیان	۲۴۲
۶۷	وجوب اور ایسی ذکوۃ کی شرطوں کا بیان	۲۱۰	۹۲	کتاب الحج	۲۴۵
۶۸	باب چندوں کی ذکوۃ کے بیان میں	۲۱۱	۹۳	شرایع حج اور سواقت احرام کا بیان	۲۴۶
۶۹	کلمے طاری کی ذکوۃ کا بیان	۲۱۲	۹۴	کیفیت احرام کا بیان	۲۴۸
۷۰	بھیر بکری کی ذکوۃ کا بیان	۲۱۳	۹۵	ان امور کا بیان جو حرم کے لئے مسموع ہیں	۲۴۹
۷۱	ایک نئے نئے بھیر بکری کی ذکوۃ کے تعصیل و تشو	۲۱۴	۹۶	عقود مردہ کے ارمیان کی کا بیان	۲۵۱

۲۹۳	کتاب حصار و نکاح وقت باطل ہے	۱۲۳	۲۵۳	۹۷	وقت غرض کا بیان
۲۹۴	باب ہر پرستش بولوں مسروں کے بیان میں	۱۲۳	۲۵۷	۹۸	وقت مرد و عورت اور بی کا بیان
۲۹۸	فصل مسروں کے بیان میں	۱۲۵	۲۵۹	۹۹	طواف رکعتی طواف صمد اور بی صمد کا بیان
۲۹۹	توکل نکاح وغیرہ کا بیان	۱۲۶	۲۶۰	۱۰۰	افعال پنجے سے مشعل متفرق مسائل
۳۰۰	باب ہر کے بیان میں	۱۲۷	۲۶۱	۱۰۱	باب قرآن کے بیان میں
۳۰۳	میر علی صاحب جوئی صورتوں کا بیان	۱۲۸	۲۶۲	۱۰۲	باب حج کے بیان میں
۳۰۵	مقدار ہر میں زمین کا اختلاف	۱۲۹	۲۶۶	۱۰۳	حج تہجد کے باقی احکام
۳۰۶	میر شہزادہ کی کتاب خوف کا فرق	۱۳۰	۲۶۷	۱۰۴	باب جماعت کے بیان میں
۳۰۷	باب سلام کے نکاح کے بیان میں	۱۳۱	۲۶۹	۱۰۵	مفسد حج وغیرہ مفسد حج امور کا بیان
۳۱۰	چھپا کرے صورتوں کا جمالی فرق	۱۳۲	۲۷۰	۱۰۶	بڑا و صغیر کا بیان
۳۱۱	باب کافر کے نکاح کے بیان میں	۱۳۳	۲۷۱	۱۰۷	باقی احکام یہ کیا بیان
۳۱۳	باب نبوت کے بیان میں	۱۳۳	۲۷۳	۱۰۸	تحت احکام صید
۳۱۵	مکتب الرضا	۱۳۵	۲۷۴	۱۰۹	باب عیقات سے بالا احرام بوجہ جائے جان میں
۳۱۷	التمذات کی تفصیل اور انہیں صورتوں کے تفصیلی فقرے	۱۳۶	۲۷۵	۱۱۰	باب ایک احرام سے دوسرا احرام کر لینے کے بیان میں
۳۲۳	کتاب الطلاق	۱۳۷	۲۷۶	۱۱۱	باب رجوع اور عہد سے لڑکے جان میں
۳۲۴	طلاق کی اقسام کا بیان	۱۳۸	۲۷۷	۱۱۲	بصر کے باقی احکام
۳۲۶	باب طلاق مرتع کے بیان میں	۱۳۹	۲۷۸	۱۱۳	باب حج نہ ہونے کے بیان میں
۳۲۸	فصل طلاق کو زمانہ کی طرف منسوب کرنا	۱۴۰	۲۷۸	۱۱۴	باب دوسرے کی طرف سے رجوع کر کے بیان میں
۳۳۰	فصل محبت سے قبل طلاق دینے کے بیان میں	۱۴۱	۲۷۹	۱۱۵	مہارت میں نیابت کے جواز و عدم جواز کا بیان
۳۳۱، ۳۳۱	باب کتابات کے بیان میں جب کتابات کا بیان	۱۴۲	۲۸۱	۱۱۶	باب بیوی کے بیان میں
۳۳۳	فصل صورتوں کی بیوی سے حج ہر صورت	۱۴۳	۲۸۲	۱۱۷	مسائل متفرق
۳۳۴	باب بیوی کی طلاق کے بیان میں	۱۴۴	۲۸۳	۱۱۸	کتاب الزکاح
۳۳۵	فصل دوسرا بیوی کے بیان میں	۱۴۵	۲۸۵	۱۱۹	نکاح کی تہذیب و اس کا حکم
۳۳۶	فصل طلاق کے بیان میں	۱۴۶	۲۸۷	۱۲۰	فصل عورات کے بیان میں
۳۳۸	باب طلاق کے بیان میں	۱۴۷	۲۸۸	۱۲۱	عورات کی تفصیل
۳۴۲	باب غار کی طلاق کے بیان میں	۱۴۸	۲۹۱	۱۲۲	مسائل لا حول کا بیان

۳۷۷	باب نفقہ کے بیان میں	۱۶۹	۳۴۳	صور تعلیق	۱۳۹
۳۷۸	باب نفقہ کے تعمیلی احکام	۱۷۰	۳۴۵	باب رخصت کے بیان میں	۱۵۰
۳۸۰	بقیہ اردو مہنت	۱۷۱	۳۴۷	عزلہ کے احکام	۱۵۱
۳۸۱	کتاب اطفال	۱۷۲	۳۵۰	باب ایام کے بیان میں	۱۵۲
۳۸۳	باب اس قدر کے بیان میں جس کا مجموعہ آزاد و باجیانے	۱۷۳	۳۵۱	احکام ایام و مہنتیں	۱۵۳
۳۸۸	باب آزادی کی قسم کھانے کے بیان میں	۱۷۴	۳۵۳	باب طلاق کے بیان میں	۱۵۴
۳۸۹	باب اس کے عوض آزاد کرنے کے بیان میں	۱۷۵	۳۵۵	باقی احکام طلاق	۱۵۵
۳۹۰	باب بد کرنے کے بیان میں	۱۷۶	۳۵۶	سر سے متعلق سول صورتوں کا نقشہ	۱۵۶
۳۹۱	باب ام و عات کے بیان میں	۱۷۷	۳۵۷	باب کھانہ کے بیان میں	۱۵۷
۳۹۳	کتاب الایمان	۱۷۸	۳۵۹	کھانہ کھانہ کا بیان	۱۵۸
۳۹۹	سورۃ الاحکام	۱۷۹	۳۶۲	باب احکام کے بیان میں	۱۵۹
۳۹۸	باب داخل ہونے والے اور آنے والے وغیرہ	۱۸۰	۳۶۵	باب نامہ وغیرہ کے بیان میں	۱۶۰
۴۰۱	باب کھانے کے بیان میں	۱۸۱	۳۶۶	باب نعت کے بیان میں	۱۶۱
۴۰۵	باب طلاق دینے اور آزاد کرنے کی قسم کھانے کے بیان میں	۱۸۲	۳۶۷	نعت و نعت کے بیان	۱۶۲
۴۰۷	باب فریہ و فریہ و نکاح اور آزاد و فریہ کی قسم کھانے کے بیان میں	۱۸۳	۳۶۹	احکام نعت کی تفصیل	۱۶۳
۴۱۱	باب رہنے والے اور فریہ کی قسم کھانے کے بیان میں	۱۸۴	۳۷۱	شور کے نعت پر نعت کے سوکھانے کا حکم	۱۶۴
۴۱۲	کتاب الحدود	۱۸۵	۳۷۲	باب نسب ثابت ہونے کے بیان میں	۱۶۵
۴۱۸	باب اس میں کے بیان میں اور اس میں جو جب حد ہے	۱۸۶	۳۷۳	نعت نسب کے بقیہ احکام	۱۶۶
۴۲۰	باب نہ پر کوئی اپنے اور اس سے رجوع کرنے کے بیان میں	۱۸۷	۳۷۵	حاصل کی نعت و نعت و نعت اور اس سے	۱۶۷
۴۲۲	باب شراب نوشی کی حد کے بیان میں	۱۸۸	۳۷۶	باب بچے کو گور لینے کے بیان میں	۱۶۸

۴۵۱	جزائے کے احکام	۱۰۳	۴۴۴	باب تہمت زدہ کی مدد کے بیان میں	۱۸۹
۴۵۲	باب مردہ بن کے بیان میں	۱۰۴	۴۴۶	فصل ہزار کے بیان میں	۱۹۰
۴۵۵	مردہ بن کے کاغذ ہم کی تفصیل	۱۰۵	۴۴۸	کتاب السرقت	۱۹۱
۴۵۶	باب دنیوں کے بیان میں	۱۰۶	۴۴۸	موجب قطع و غیر موجب قطع اشیاء کی تفصیل	۱۹۲
۴۵۷	کتاب الملقط	۱۰۷	۴۴۹	فصل مگر عا جید کے بیان میں	۱۹۳
۴۵۸	کتاب الملقط	۱۰۸	۴۴۳	فصل اچھ کاٹنے کی کیفیت اور اسے اثبات کے	۱۹۴
۴۵۹	کتاب الالباق	۱۰۹	۴۴۶	بیان میں	۱۹۵
۴۶۰	کتاب المفقود	۱۱۰	۴۴۷	باب رزق کے بیان میں	۱۹۶
۴۶۱	کتاب الشریک	۱۱۱	۴۴۸	کتاب السیر	۱۹۷
۴۶۲	شرکت مفرد و شرکت عتقان کا بیان	۱۱۲	۴۴۴	باب مال خیمت اور مال تقسیم کے بیان میں	۱۹۸
۴۶۳	شرکت مکمل و دو نیم کا بیان	۱۱۳	۴۴۴	سوار اور پیادہ پانے و مریمان مال خیمت تقسیم	۱۹۸
۴۶۵	شرکت قاسدہ کا بیان	۱۱۴	۴۴۴	نہرے کا بیان	۱۹۹
۴۶۶	کتاب الوقف	۱۱۵	۴۴۵	باب کافروں کے غلبہ کا بیان	۲۰۰
۴۶۷	احکام وقف کی تفصیل	۱۱۵	۴۴۶	باب مستحقین سے بیان میں	۲۰۱
				مستحقین دارالاسلام میں ذیہ مال سے دائرہ	۲۰۱
				نہیں گھر لکنا	۲۰۱
			۴۴۸	باب مشرور و فروع اور تہہ کے بیان میں	۲۰۲

[illegible]

لاکھا عادیث کو بھیج دو پھر جہ کا درجہ ہے وہ شخص جو تین لاکھ احادیث کا علم ہو، اسے بعد حاکم جس کو صحیح احادیث مرویہ بتائیں اصل جرحاً قدحاً تاویذ اور سکاہر حیثیت سے محفوظ ہوں۔ ملت اور دین فرانا تھوچیں اعتبار مختلف، شریعت دین حیثیت کہ جسکی احکامات ہوتی ہے دین کہلمانی ہے اور باہر حیثیت کہ وہ سب کو جمع کر دیتی ہے ملت کہلمانی ہے اور باہر حیثیت کہ وہ دین کی طرف ماضی ہے مذہب کہلمانی ہے (قال البحر جانی) یہ بھی کہا گیا ہے کہ دین منسوب الی اللہ ہوتا ہے اور ملت وضع شریعت کی طرف منسوب ہوتی ہے اور مذہب مبتدع کی طرف وارث الاصحاب یہ ظاہر قول الی صلعم "العلما اور شیخ الانبیاء" ہے شخصی شہرت (بکسر سین) کی طرف منسوب ہے۔ ہوت نہوت سین کو ملتوح ہوتے ہیں جیسے صدف میں مدنی فتح کیا تھو ہوتے ہیں۔ لہذا آیت تامل مولانا کا معقول ہے، اہم جمع بہت قصہ و لوازم۔ اور دت لما کا جواب ہے۔ الوئی: مصنف کی ایک کتاب ہے۔ بوختریب عجیب و بترکیب خوب ہدایہ قدوری، منظوم، زیارات، واقعات، جامع صغیر جامع کبیر، فتاویٰ وغیرہ کے مسائل کثیرہ پر مشتمل ہے کفر الہدٰی قائل اس کا انحصار ہے رفقہ میں قادمہ ظہار دت پر مخلوف ہے۔ ایمان جمع میں غیر رشتی، از غل جمع فصل اخلاص، یعنی ما سے ہوا "ایمان" اہل فاضل، وکافضل ایمان "میں صنعت کس و تہیل ہے۔ انسان: کھدی کی پکی، اللہ کوئی سوانح مخلوق اخلاقی ہونا، جو یہاں جمع حوائض دشوار کام، المستصحات: جمع معصیات۔ نہایت مشکل مسئلہ اس سے مراد جامع وغیرہ جامع کبیر کے مسائل ہیں۔ معدن مسکون میں۔ اہم شخصی علامت لگانا۔ بتلک۔ ان علامات کی طرف اشارہ ہے جو دینی میں مذکور ہیں اور سماوی ائمہ سے ماخوذ ہیں یعنی "امام ابوحنیفہ کے لئے کسی امام ابو یوسف کے لئے کسی امام محمد کے لئے کسی امام زکریا کے لئے۔ کسی امام مالک کے لئے کسی امام شافعی کے لئے۔ یہی علامات کفر میں مذکور ہیں۔ بجز آنکو صرف "ما" سے مسائل عقائد کی طرف اشارہ ہے اور یہ علامت دینی میں نہیں ہے۔

محمد حنیف غفرلہ لکھی۔

میں چہرہ کی حد قصاص شمرے ذکر کی ہے۔ دوسری اصل حد سطح پیشانی کے آغاز سے ہے۔ (۲) اہل حق ۱۴ دن کا عطف "الیٰ اصل و قد" ہے۔ ہذا میں اس حکم حکم میں دانش ہوگا اور معنی یہ ہو گئے کہ لمبائی میں چہرہ کی حد قصاص شمرے ہے یہاں تک کہ وہ سختی ہو پھوڑی کے نیچے تک اور سختی و کانوں کی چونکہ حال نہ کیا نہیں ہے۔ (۳) اہل حق الاذن کے ہمارے اہل حق لاؤ نہیں کہنا چاہئے تھا کیونکہ ایک کان میں دو انیس ہونیس جگہ پر ایک کان میں ایک گونہ لٹی ہے۔ (۴) اس حریف سے یہ لازم آتا ہے کہ آٹھ گونہ کے اندر کے حصہ کا جو حصہ ضروری ہو حال نہ کیا یہ نہیں ہے۔

(۱) کا جواب یہ ہے کہ حریف باقہ بار غالب ہے اور (۲) کا جواب یہ ہے کہ عبارت میں حذف ہے الیٰ حدیث الیٰ العرض الیٰ حق الاذن اور (۳) کا جواب یہ ہے کہ اذن ہم میں ہے جو نفس و کثیر سب کو شرفی ہوتا ہے پس شرف کی حد ثلث تقریر اور وزن کا نون کی طرف ہے اور (۴) کا جواب یہ ہے کہ اشارہ مذکور کا جو حصہ دفع شرح کی وجہ سے ساقا ہو گیا نیز جو لوگ وجہ کی حریف یا جو حصہ لاؤ نہ ان کے ساتھ کرتے ہیں ان کے ہاں اشارہ مذکور جو حصہ میں داخل کیا نہیں۔

قولہ . ویدیدہ معرہ فیہ انہ یوہ کہ بعدو سے فراغت کے بعد و تھ پڑوں کی تھ یہ ہے جس کا بیان یہ ہے کہ آیت "و ابدیک الیٰ العرہ فیہ" میں انہ فیہ کے نزدیک باقہ پاؤں کے دھونے میں کہیں اور غفرہ داخل ہیں اور نام زفر کے نزدیک خارج۔ یہ کہتے ہیں کہ جب کہ ہنر کی ابتداء بیان کی جاتی ہے تو اس میں خود ابتداء داخل نہیں ہوتی جیسے بار بارہ صومحنی تعالیٰ کا اشارہ ہے، الصوا الصمد الیٰ اللیل کے میں غایت معنی دست معنی روزہ میں بالافاق داخل نہیں۔ اسی طرح یہاں بھی کہیں اور غفرہ داخل ہے۔ پڑوں کے ختم میں دانش نہیں ہونے چاہیے۔ ائمہ الاثر کے نزدیک دونوں مقاموں میں فرق ہے بلکہ دوسرے پر قیاس کرتے ہیں کیونکہ باقہ پاؤں کا اطلاق پورے اعضا پر ہوتا ہے۔ اگر یہ ہونے لگا تو بالکل اسی طرح تمام اعضاء پر ہوتا ہے۔ اس کے بیان الیٰ اقسام ثابت کے لئے نہیں بلکہ اسقاط اور وقایہ کے لئے ہے لہذا کہیں اور غفرہ ختم غرض میں داخل ہیں اور ان سے باہر کا حصہ رت بخلاف روزہ کے کہ اس کا اطلاق ایک گونہ لکھانے پہنچے اشارے کے لئے پر بھی ہو سکتا ہے اس لئے وہاں الیٰ بد حکم کے لئے ہے نہ کہ اسقاط کے لئے یعنی روزہ کا حکم صبح سے چھ گھنٹہ تک ۲۱۔ چار روایت کو اس حکم نے خداج کرنا ہے۔

قولہ و مسیح ربع انہ چوتھی سر کے سر کا ضروری وہاں حضرت مغیرہ ابن شعبہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی پر تعریف لائے اور یہ شباب سے فراغت کے بعد و نہ کرتے ہوئے چھوڑ دینا غرضی سر پر اور دونوں نوزوں پر مسکایا (مسلم ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و بخاری و دارقطنی و بیہقی و طبرانی و احمد) یہ حدیث بلا اختلاف صحیح اور نام شامی پر حجت ہے جو تین باتوں کے سر کو کالی سمجھتے ہیں اور نام ایک پر جو تمام سر کے کو فرض کہتے ہیں۔

وَسْتَنْهَ غَسْلُ يَدَيْهِ إِلَى رُغْصَتَيْهِ ابْتِذَاءَ كَالْتَضَمِيْنِ وَالشُّوَاكُ وَغَسْلُ قَبِيْهِ وَاتَّقِهِ بَضَائِهِ
اور وضو کی سنتیں اپنے دونوں ہاتھوں کو رُغْصَتَا ہے انہوں تک ابتداء جیسے ہم اللہ جہاں سوگ کرنا۔ مذکورہ (یعنی گل کرنا) اور تاک میں پانی دینا تین بار۔

سنت وضو کا بیان

عن طوبع اللغة: ... و سنیہ ریح کا حنیہ ہے گنا، پہنچا تہیہ، ہم اللہ پڑھنا، ہم اللہ انف تک، ہم اللہ جمع ما، پانی۔
تقریر لغت: قول و سنت ریح سنت میں سنت کے معنی مطلق طریقہ اور عادت کے ہیں۔ اصطلاح میں اس کی مختلف تفریضیں ہیں۔ مگر سب محدود ہیں، تاہم بیان میں ہے کہ "سنت و غسل سے جس کے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے پر عقاب ہو اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ یہ نفس سنت کی تعریف نہیں بلکہ تعریف بالکلمہ ہے شرح فقہیہ میں ہے کہ سنت وہ ہے جو حضور معلوم کے قول یا فعل سے ثابت ہو اور واجب یا مستحب ہو اس تعریف پر سنت مبارک کو بھی شامل ہوتی حالانکہ سنت اور شنی ہے اور مبارک اور صاحب مبارک ہوتے

تشریح النفاذ: قبولہ و تحلیل لحنہ (خ) (۱) ازہمی کا غلاب کرنا، امام ابو حنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت میں امام محمد کے نزدیک اور ان کو اس کی کیا تائید ہے کہ اگر متر و مخار کی رواجوں سے منع ہو جائے کہ غنہ سے منع۔ نے غلاب پر مابعد و غنہ کی ہے نیز ابو داؤد میں حضرت انس سے روایت ہے کہ جب آپ دیکھ کر متوجہ ہو کر سے تو ایک چل پانی سے ازہمی کا غلاب کر لیا کرتے اور فرماتے میرے رب نے مجھے ایسی نعم دی ہے کہ روایت امام اعظم نے اس کو مستحب فرمایا ہے۔

تسمیہ: امام زکیہ دہلوی سے کہہ چکا ہے کہ جو علم و ادب کا شوق رکھتا ہے وہ اس سے جو علم حاصل کرے اسے حاصل بھی نہیں کر سکتا۔
تألیف: مصنف نے اپنے کتب خانہ میں موجود کتب کا مشورہ لیا ہے اور اس سے جو علم حاصل کرنے میں توفیق ملی اسے کتاب
لازمہ آئی ہے جس کے لئے سنت قرار دیا مناسب ہے۔

تو لوہا صلیبہ منڈ (جسے) انگلیوں کا خال، یا سیرتہ حضور نے ہر شاہ فرمایا ہے کہ اگر وہ انگلیوں کا خال کیا کر دے گا تو اس میں جہنم کی آگ داخل نہ ہونے پڑے (دارقطنی میں ابی ہریرہ) یا تھوڑی انگلیوں کے خال کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ میں بیچ کے طریق سے ڈالے اور پاؤں کی انگلیوں کے خال کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی کئی انگلی کو دائیں ہاتھ کی چھ انگلی میں داخل ڈالے اور حذیبہ اور تمام انگلیوں میں خال کر دیا جانتے ہا کہ تھوڑے عرصے میں پاؤں کی پھچک بڑھ کر ختم کر دے۔

[illegible]

حضراتِ ائمہ و محدثین کا ایک ایک بار دھوا تو فرض ہے اور دوسری مرتبہ دھونا سنت ہے، تیسری مرتبہ دھونا اکل و شرب کے بعد ہے بعض حضرات دوسری دفعہ کو سنت اور تیسری دفعہ کو اکل و شرب کے بعد بھی کرتے ہیں۔ شیخ ابو بکر کا کافی ثبوت ان کے بعد مذکور ہے تو فرض کہتے ہیں۔

[illegible]

قولہ و مسح کل واسعا (۱۰) پر سے سر کا ایک دستا کرنا، اما مشافعی فرماتے ہیں کہ جس طرح اعنت و ضو کو تین سے پانچوں سے وجہا سنت ہے اسی طرح سر کا مسح بھی تین مرتبہ سے چاروں سے سنت ہو گا گو یا سر سے کسی کو دوسرے سے اعنت دے دھرنے پر قیاس کرتے ہیں جو وہ طہیر ہے کہ مسح کا قیاس مسح پر ہونا چاہئے نہ کہ غسل پر، امام شافعی کی نقل و نقلیں حضرت عثمان کی حدیث سے کہ انہوں نے عثمانؓ بار بار مسح کیا اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرنے ہوئے، دیکھا ہے (مسلم و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ)۔

جس سے یا مختلف اگر متحد ہو تو ناقض وضو سے روئے ناقض وضو نہیں ہے تو امام محمد کے نزدیک ہے امام ابو یوسف اتحاد مجلس کا اعتبار کرتے ہیں کہ اگر تھوڑی تھوڑی قس ایک ہی مجلس میں ہوئی تو ناقض وضو ہے روئے ناقض وضو نہیں ہے۔

فائدہ:

چند بات تھوڑی تھوڑی ہے: (۱) تنگی چار صورتیں ہیں (۱) مجلس اور مسجد قبی جو دو متحد ہوں اس صورت میں تنگے بالاتفاق ناقض وضو ہے (۲) پرورد مختلف ہوں اس صورت میں بالاتفاق ناقض وضو نہیں ہے (۳) مجلس متحد ہو اور مسجد مختلف اس صورت میں امام ابو یوسف کے نزدیک ناقض وضو ہے اور امام محمد کے نزدیک غیر ناقض (۴) جب متحد ہو اور مجلس مختلف اس صورت میں امام محمد کے نزدیک ناقض ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک غیر ناقض۔

قولہ و قوم مضطرب الخ اور کثرت کے مل سوتا یا کوٹے (بابرین) پر سہارا دیکھو امام محمدی ناقض وضو ہے کیونکہ اس طرح سونے میں جو زبردست میل ہو جاتا ہے اور عادت کسی چیز کے نکلنے کا احتمال رہتا ہے اور جو بات عادت ہو وہ بھیجی ہی ہی ہوتی ہے اصل دلیل اس بات میں یہ حدیث ہے: آپ نے فرمایا: کثرت کے مل سونے سے وضو باطل رہتا ہے کیونکہ اس وقت جو زبردست میل پڑ جاتا ہے (ابو داؤد، ترمذی، بخاری)

تسمیہ: اس روایات میں صورت کی گنتی ہے کہ کوٹے پر سہارا دیکھو جوئے علامہ ابن قیم نے بحر اوقیانوس میں ذکر کیا ہے کہ تھوڑی تھوڑی مشترک چنانچہ ایک سختی تو یہ ہیں کہ ایک سرزمین یا ایک کشتی پر ایک ناکہ کس طرح سونے کے کھنڈن مکمل چائے سونے کی یہ حالت ناقض وضو ہے اور مصنف کی حد بھی یہی ہے دلیل اس پر: فی الکافی در سرے یہ کہ دونوں پاؤں ایک جانب کا لگ کر اس طرح سونے کہ دونوں سرزمین پر چھ رہیں یہ صورت ناقض وضو نہیں ہے (خلاصہ در مختار) اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ جب احسن اس کھنڈن نے ترجمہ میں بیان کیا ہے کہ دونوں سرزمین پر ناکہ اور پاؤں اپنی طرف لگا کر سونے بھی وضو توڑتا ہے (مجمع البحرین)

فائدہ: سونے کی کل حیرت حائض ہیں۔ (۱) کثرت کے فی لیٹ کر۔ (۲) ایک سرزمین پر سہارا دیکھ کر۔ (۳) تھوپے کر۔ (۴) چار زونہ کر۔ (۵) بیٹہ کر۔ (۶) پاؤں پھیر کر۔ (۷) کشتی ہو کر۔ (۸) کشتی کی بیٹہ پر۔ (۹) بیٹہ۔ (۱۰) سوار ہو کر۔ (۱۱) قیام پا کر۔ (۱۲) کرکشا یا (۱۳) تھوڑی حالت میں دوام کی مجلس حائض ناقض وضو ہے اور باقی غیر ناقض ہیں۔

قولہ و اغشاء الخ اور نہ ہوشی اور بیدار ہیں اور مست ہونا بھی ناقض وضو ہے کیونکہ ان حالتوں میں جو زبردست میل ہو جاتا ہے لیٹ کر سونے سے بھی زیادہ ہے لہذا یہ بطریق اولیٰ ناقض وضو کا عائدہ اور جنوں درجنوں درجنوں سے توئی میں غور و مضمت پیدا ہو جاتا ہے فرق یہ ہے کہ جنوں میں عقل بالکل مفلوج ہو جاتی ہے اور اغشاء میں بالکل مضبوط نہیں ہوتی۔ بلکہ مغلوب ہو جاتی ہے مگر سے مراد وہ سرور ہے جو جنس مکر اور نشاء و چیز کے استعمال سے عقل پر نہ ہو جاتا ہے اس میں بھی عقل غالب نہیں ہوتی۔

قولہ و فہم قہم الخ اور حائل یا بخ نمازی کا کھٹکنا کہ ہنس بھی ناقض وضو ہے اگرچہ سلام پھیرنے کی قدرت ہو۔ مصلح میں صلوات سے مراد صلوات کاملہ ہے یعنی دو رکعت بعدہ الیٰ انما یس نماز جنازہ اور بعدہ صلوات میں قہمہ ناقض نہیں ہے۔ قہمہ میں متعین قیاس تو یہی ہے کہ ناقض نہ ہو کیونکہ قہمہ سے کوئی ناپاک چیز خارج نہیں ہوتی اسی وجہ سے امام شافعی مالک احمد تفسیر وضو کے قائل نہیں ہیں۔ مگر قہمہ کے ناقض وضو ہونے میں چھ صحابہ سے مرفوع روایت ہے اس لئے احناف ترک قیاس پر مجبور ہیں نہ ظاہر لائی نے بواسطہ اہل حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ حضور صلح نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک کلمہ تلاوت کیا اس گڑھے میں گر گیا تو مسجد میں تھا جس نے بہت سے آدمی شہ پڑے تو حضور نے ہنسنے والوں کو فرمایا کہ وضو کر کے نماز کا عائدہ کریں۔

فائدہ: چنے کی تین قسمیں ہیں (۱) تبقیرہ آبی (۲) سے چنسا کر خود کھائی اور قرعہ کے لوگ بھی (۳) آدھا رس میں۔ (۴) چھلک جس کا خورد کن کے دوسرے لوگ نہ کھیں۔ یہ ناقص و ضعیف ہیں لیکن مہل صلوٰۃ ہے۔ (۵) نیم جس میں باقی۔ دوا نہ ہو بلکہ صرف دوا نہ کھلی جائیں یہ ناقص و ضعیف اور نہ مہل صلوٰۃ۔

عمر حنیف - فخریہ گلگم دی۔

وَبِأَنفُسِهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِي الْمَمَالِكِ لَا تَخْرُجُ ذُرِّيَّةٌ مِنْهُمُ اسْمًا خَرَجَ اسْمُهُمْ إِلَى الْفِئَةِ وَلَا يَحْكُمُوا فِي الْعِلْمِ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ

توضیح: اللہ: مباشرۃً حضرت مرگاہ کا غنڈہ کے ساتھ دوسری شردگاہ سے بل حائل مل جائے۔ ورنہ کثیرا جرح دغم میں چھوٹا۔

تشریح لفظ: قولہ و حشرۃ الخ نور مباشرت قاضیہ یعنی ایسی کھلی مرئیت کسی آرزو کے بغیر دونوں شریکوں میں مل جائیں یا قاضی و ضعیف کیوں کہ ایسی حالت میں عموماً مذکر نکل ہی جاتی ہے اس لئے غالب کو امتیاز محقق کے درجہ میں اضافہ کر تحقیق کا حکم دیا ہے یا نہ۔

فولہ لا عود حارج خروج نخس پر موقوف ہونے کی وجہ سے مرفوض ہے۔ اسی کا مصلحتاً اوضہ خروج روده و رحم سے کیزے کا لگانا ناقص و نوسخ اولہ اس لئے کہ کیزہ جاندار ہے جو باعتبار اصل طبع ہے اور غیر مستحکم ہے۔ طبع جرحی کا لگانا ناقص نہیں رہتا اور عیانت جو کیزے کے بدن سے جرتی ہے سودا قلیل ہے اور غیر مستحکم ہے۔ لیکن نجاست کا فروغ ناقص نہیں۔ چنانچہ اس لئے کہ رحم میں کیزہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے یہی کیزے کا لگانا ایسا ہے جیسے گوشت کے ٹکڑے کا گر جانا کہ ناقص و موقوف نہیں۔ مصنف نے "من جرح" کی قید لگائی ہے اس واسطے کہ پیش رسنا یا خانہ کے مقام سے کیزے کا لگانا ناقص و نوسخ ہے۔

قولہ وحسن ذکر الخ عورت یا پیشاب گاہ کو چھونا ناقص انصوفیکس ہے صحابہ میں۔ سے حضرت عمرؓ، علیؓ، ابن مسعودؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، یزید بن ابی بنیہؓ، عمارؓ، ابن حصینؓ، ابو الدرداءؓ، سعید بن ابی وقاصؓ اور تابعین میں سے حسن البصریؒ، مسیح بن المسیبؒ اور غنیمہؒ میں سفیان ثوریؒ سب کی رائے یہی ہے امام تائید شاہیؒ نے اختلاف شرائط کو ذکر کرنا نقل کیا ہے ان حضرات کی دلیل حضرت بسرہ بنہؒ منوان کی حدیث ہے۔ ”من مس ذکر فلیس حلاً“ پیشاب گاہ چھونے والے کو وضو کرنا چاہیے۔ (بخاری اور دہستانؒ) ان کے بعد، (ترمذیؒ) حدیثی دلیل حضرت طلق بن علیؒ کی حدیث ہے کہ اگر حضرت سے دریافت کیا گیا کہ انسان نماز کے درمیان اپنی پیشاب گاہ کو چھو لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا ”قل هو الا بطل حدیثک“ ”جو بھول تو رہا کہ ایک گناہی ہے۔ (ابو داؤد و سنن و ترمذیؒ) جس طرح بدن کو ہاتھ دگا۔ نے۔۔۔ انصوفیکس جو حاشی طرح ذکر چھونے سے بھی نہیں جانتا۔ اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے اس باب میں احسن نقل کیا ہے۔ دہ اس امر کا کام نکل سوار۔ نزدیک اورت ذکر چھونے سے بھی انصوفیکس جانا خود اورت کرنا چھوئے یا بلا شیئت امام شافعیؒ کے نزدیک سے بھی ناقص ہے ثبوت کیرحمہ ہو یا یا ثبوت ضد ابو یوسفؒ و اورت“ کو لا مسیم النساء“ سے استدلال کرتے ہیں مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ کس نہاء تجارت کیا ہے۔ عدم تقص وضو حضرت عائشہؓ کی حدیث کافی ہے فرماتی ہیں کہ جب میں رات کو سوتی ہوتی اور مجھ کو چھونا ہونے کی وجہ سے آپؐ کی عید اوپر میرے پاؤں ہوتے تو آپؐ عید کرتے رکت ٹھہرے دینے جس سے میں پاؤں کیخیر لیتی۔ پھر جب آپؐ عید سے فراغت کے بعد قیام فرماتے تو وہاں پھیلا لیتی۔ ان دونوں مکروں میں چراغ بھی نہ تھے۔

(مجھے)

اور غسل کے فرض دھونا ہے نہ اور تاکہ گوارہ بدن کو نہ کہ اس کو دھونا اور غیر مٹھون کو زائد چھڑے میں پانی بہتی

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حج مکہ کے بعد حضرت علیؓ نے جہاد کے لیے روانہ ہوئے اور وہیں آپؓ نے فرمایا: "اے اللہ! میری قوم کو جو اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے بھیجے، ان کے لیے جہاد کی توفیق دے اور ان کے لیے جہاد کی نجات دے۔" (صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۰۰)۔

قولہ ذیل دلفی مرغلطہ ابن نجیم مصری نے ذکر کیا ہے کہ اس عبارت پر دو اعتراض پڑتے ہیں اول یہ کہ عورت کی منی کو شال نہیں کیونکہ یہاں بوقی کی قید گائی ہوئی ہے اور عورت کی منی انھیں کو نہیں نکلتی بلکہ اس کی منی عینہ سے فرج کی طرف بلوقی منگل ہوتی ہے اور یہ کہ عورت میں تالض ہے اس واسطے کہ فرج کی شرط لگائی ہے تار ہا ہے کو فروج منی ثبوت کیساتھ ہوگا اور ”عند اتصال“ اس کی نفی کر رہا ہے۔ علامہ ابن ماجہ نے ”عند الاتصال“ میں جواب کی کوشش کی ہے فرماتے ہیں کہ لفظ ”وقی“ کو معنی متعدی استعمال ہوتا ہے مگر یہاں ”وقی“ بمعنی ”وقی“ لازم ہے ای ذی ”وقی۔“ اور ”عند اتصال“ ظرف ”فرض“ کے متعلق ہے جیسے ”عند منی“ فرض کے متعلق ہے پس اس وقت ثبوت عند الاتصال یا عند الخروج ہونے کے ساتھ مقید نہ ہوئی پایا کہنا۔ نے کو طرف اول (عند منی) مستند پر ظرف فرض کے متعلق ہے ای عند خروج منی۔ اور ظرف جانی عند اتصال کو فرض کے متعلق ہے یہاں دو ثبوت کو ذکر کرنا اس چیز کی تصریح ہے جس کا کام التزاحا ہے اس صورت سے عبارت عورت کی منی کو بھی شامل رہتی ہے اور ثبوت کے ذکر کا مستدرک ہو: بھی لازم نہیں آتا۔ تاویل۔

محبوبہ: جیسا کہ ہم نے پہلے بتایا ہے کہ عورت کی منی اچھل کر نہیں بھتی بلکہ حضرت اس سے متعلق نہیں۔ چنانچہ غایہ البیان، جامع الرموز، معالم البشرین وغیرہ میں اسی کو بتایا گیا کہ عورت کی منی بھی اچھل کر نکلتی ہے۔ یہ ارباب ہے کہ خدمتِ ممل کی بنا پر اس کی منی بہت سوا عبادت کی کھنکھائی ہے۔ اس لیے اس کو ممل کیساتھ نہ کرنا ہے۔

خود عند انفصالہ اور صرف اپنے متعلق سے ثبوت کیساتھ محلی کے تعلق کا اعتبار طریقین کے نزدیک ہے امام ابو یوسف کے نزدیک عضو کے خارج ہونے پر تو ہمت بھی ثبوت کا حصہ ضروری ہے جس کا انفصال کی وقت ثبوت ہے اور عضو سے ظاہر ہے وقت ثبوت باقی نہ رہے بلکہ پچان انیس کون میں تبدیل ہو جائے تو طریقین کے نزدیک قتل واجب ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک شرط تراکبہ ہوگی بلکہ سے قتل واجب نہ ہوگا اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) انفصال و ظہور دونوں حالتوں میں ثبوت کا وجود نہ ہو۔ اس صورت میں باحاطی قتل واجب نہیں (۲) دونوں حالتوں میں ثبوت کا وجود ہوا اس صورت میں بالاحاطی قتل واجب ہوگا (۳) انفصال کے وقت ثبوت ہو اور ظہور کے وقت نہ ہو۔ یہ صورت نزاعی ہے امام ابو یوسف کے نزدیک قتل واجب نہیں۔ طریقین کے نزدیک واجب ہے عدم واجب محلی برقی کسی سے اور واجب محلی برافضاط۔

تسمیہ: لادائی ظہور میں ہے کو بیج اشہد و غیرہ محققین نے جو طریقے کے مذہب کو توحید میں ذکر کیا ہے وہی نہ ہر شے اور اصول ہے اس بارے میں درختار کا قول (جو کہیں نے بحوالہ جہانی اور لغوی کتاب تاجار نے تو انزل سے نقل کیا ہے کہ وہ بغیر ابن یوسف کا عقائد انہیں علی السکین "قلت وناہیما فی العار ولسر" لائق التفات نہیں اور نہ اس پر فخری دیا جاتا ہے نہ یہاں کہ حرج اور ضرورت ہو۔

قولہ و تو لوی حشفہ الخ اور یہ کتاب یا پاننانہ کے مقام پر صفحہ کے چھپ جانے سے قائل و مقول ہو دو پر غسل فرض ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب مرد عورت کی چار دہنوں (یعنی پانچ دوں) کے درمیان بیٹھے۔ اور ایک خنان دوسرے خنان کو پیچھے (یعنی محبت کرے) تو سب واجب ہو جائے گا (بخاری، مسلم) امام مسلم کی روایت یہ بھی ہے کہ خود اس کو انزال بھی نہ آئے اور جنس و دغاس کے متعلق نہ رہے یہ بھی غسل فرض ہے۔ غسل و دغاس کے احکام مستحق طور پر آئے اسے ہیں۔

ہے جیسا کہ فقہن عباس سے روایہ کی ایک طویل روایت میں ہے۔

مجببہ

صاحب ہادیہ کا نام مالک کی طرف وجوب غسل کو منسوب کرنا غائب کسی غیر معتبر کتاب سے نقل ہے اور نہ علامہ ابن عبد البر مالکی استدراک میں تصحیح میں کہ میں نہیں جانتا کہ کسی نے غسل جمعہ کو واجب کہا ہو بجز فرقہ طائریہ کے اور ابن ذہب سے نقل کیا ہے کہ امام مالک سے غسل جمعہ کے واجب ہونے کو دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ سنت اور صحابی کی بات ہے۔ غرض کیا گیا کہ حدیث میں تو واجب کہا گیا ہے فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ روایت حدیث میں آجائے وہ واجب ہی ہرگز واجب نے روایت کی ہے کہ امام مالک نے غسل جمعہ واجب نہیں کہا ہے نہ کہ واجب۔

قولہ والعبیدین الخ اور عبید بن کے لئے بھی غسل مستنون ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ "ما تحشرت صلی اللہ علیہ وسلم عبید بن کے لئے غسل فرماتے تھے ابن ابی طریقی (اور احرام باندھنے کے لئے بھی غسل مستنون ہے کیونکہ حضور اکرام ہاندھنے سے پہلے غسل فرماتے تھے) ترمذی دار قطنی میں زید بن ثابت اور عرفہ عوف کے واسطے بھی غسل مستنون ہے۔ حضرت طاہرہ بن سعد صحابی فرماتے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم عبید بن کے لئے غسل فرماتے تھے۔" (بزرگ)

قولہ وجوب الخ اور مسلمانوں پر مزے کو غسل دینا واجب۔ یہاں واجب سے مراد فرض کفایہ ہے نہ واجب کی کتاب "وہابی میں اس کی تصریح کی ہے اور ابن عباس سے "نحو التھنیر" میں اس کو بالا جہاں کہا ہے لایہ کہ مرد غلطی مشکل ہو کہ اس کا غسل مختلف ہے۔

قولہ ولعن اسمہ الخ میں لام ہے حقیقی حقیقی نہیں ہے ورنہ دونوں حالتیں مستوی ہو جاتیں۔ بلکہ لام سنی میں ہے بقرہ قول "ما تن" والادب" فاللعن افرغ فی غسل علی من لا علم حال کو نہ جہاں عبارت سے مصنف کی کتاب "الوافی" کی عبارت "وندب لعن اسمہ ولم یکن جہا ولا لا لوم" بہتر ہے عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنی کی حالت میں مسلمان ہو اور اس کو لعن کرنا ضروری ہے اور اگر پہلے سے ناپاک نہ ہو تو غسل مستحب ہے۔

فائدہ: یہاں تک غسل اور اقسام غسل کا بیان پورا ہو گیا کہ اقسام کا نام یہ ہیں کہ اگر وہ غسل کی تکلیف میں ہیں فرض مستحب فرض غسل کی پانچ قسمیں ہیں از اول الخ احوال خشوہ، احتیاج حیض، احتیاج نقاس کی وجہ سے غسل کرنا اور کفر کو غسل دینا (ایک غسل اور فرض ہے وہ یہ کہ مہر یا بدن کھاست آلود ہو جائے یا بعض بدن پر نجاست لگ جائے اور نجاست کا مکان غلیظ و مصنف نے اس کو ذکر نہیں کیا۔) غسل مستنون چار ہیں غسل جمعہ، غسل عبید بن، غسل ابرام، غسل زکوف، ہرگز مصنف نے غسل مستحب کا ذکر نہیں کیا یا غسل مستحب کی تحریر ائمہ و فقہاء میں جو درختار میں مذکور ہیں۔

پانی کے احکام

قولہ وجہ وضوء الطہارت کے یہاں سے فراغت کے بعد پانیوں کی تحصیل ہے جن سے پانی حاصل کی جا سکتی ہے فرماتے ہیں کہ بارش، چشمہ، سردرے، پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے اگرچہ کوئی پاک چیز پانی کے اوصاف مثلاً (رنگ، بو، سردی) میں سے کسی ایک کو بدل دے یا پانی زیادہ دن ٹھہرے کیجے سے بدبو اور ہو جائے۔ بارش کے پانی کے بارے میں ارشاد باری ہے "تم نے آسمان سے پاک پانی برسا یا ہے اور حضور کا ارشاد ہے "پانی پاک چیز ہے جس کو کوئی چیز پاک نہیں کہتی" (حدیث شافعی، دار قطنی، حاکم، بیہقی، حسن، ابوداؤد) حدیث میں کافی زیادتی اور ہے کہ "تا دیکھ اس کے کہ تک حذر اور یوں میں تبدیلی نہ پیدا ہو جائے یہ بدلتی تھیں کہ یہاں تک کہ ہے مسند کی بابت حضور کا ارشاد ہے کہ اس کا پانی پاک اور اس کا سردرے جانور (مصلی) طہار ہے (ابوداؤد ترمذی، تہذیبی، دار قطنی، حاکم، بیہقی، حسن، ابوداؤد) حدیث میں کافی زیادتی اور ہے کہ "ما تن" من جار، حاکم، دار قطنی، علی بن ابی حمزہ، حاکم، حسن ابن عباس، ابن عمر، دار قطنی، علی بن ابی حمزہ، احمد، یحییٰ بن عبد البر، ابن القری

کیونکہ اگر یہ پانی پاک ہوتا تو پانی میں لٹے کے بعد پانی کے مقابلہ میں غوطہ ہونے کی صورت میں مطہر بھی ہونا چاہئے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص گدھے کے جھونے پانی سے سر کا مسح کرے اور بعد میں اسکو مطلق پانی و مطہر پہنچا تو سر کو دھو کر دایب نکلا۔ اگر اس کے پاک ہونے میں شبہ ہوتا تو بلاشبہ سر کو دھو کر دایب ہوتا۔

فولہ بعد حدیثہ لیس و شوکر بخلا اگر گدھے کو سر پر کے جھونے پانی کے علاوہ دوسرا پانی نہ پائے تو جو دھوا اور تخم دونوں کو قح کرنے اور ان میں سے جس کو چاہے پہلے کرے۔ امام زفر فرماتے ہیں کہ پہلے شوکر یا ضروری ہے کیونکہ یہ پانی دایب الاستحسان ہے لہذا مطلق پانی کے مشابہ ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ان دونوں میں سے مطہر چھندہ صرف ایک ہے اس لئے دونوں کا قح کرنا مفید ہوگا نہ کہ ترتیب۔

فولہ بحدیثہ فی النبیذ الخ پانی میں چھلکے ہوئے پھولوں کا آب زلال جس کو فیذہ ترتیب دیتے ہیں۔ اگر تھوڑے سے پھولوں کے دانے معوضی میٹھاں آگئی تب تو بالاقانہ اس سے وضو جائز ہے لیکن اگر اسے زیادہ پھولوں سے مل جائے کہ پانی شیر کی طرح گاڑھا ہو گیا تو پھر بلا جواز اس سے وضو جائز نہیں۔ اور اگر پھولوں سے اتنے ہوں کہ میٹھاں تو کافی ہو مگر پانی کی رقت بھی باقی ہو تو اس میں اختلاف ہے۔ نو امام صاحب کے اس بارے میں دخول ہیں ایک یہ کہ اس سے وضو کرے تخم کی اجازت نہیں۔ احکام القرآن میں ابو بکر کمازی نے ان کو شہور روایت کہا ہے کہ وضو قح لیس و شوکر میں مریم اور سید بن عمرو و حسن بن زیاد کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ وضو جائز نہیں بلکہ تخم کرنا چاہئے امام مالک و امام شافعی و امام احمد و امام یوسف سب کا بھی قول ہے فیذہ ترتیب سے وضو کی دلیل حدیث لیس و شوکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نہ لٹے نہ فیذہ ترتیب سے وضو فرمایا (قال ابو داؤد و ترمذی، ابن ماجہ و دارقطنی، طحاوی، ابن عدی، ابن ابی شیبہ، ابن مسعود، ابن جریر، ابن ابی عمیر، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم و ابن ابی عمیر) وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث لیس و شوکر آیت تخم سے مضبوط ہے۔ کیونکہ آیت تخریرت کے بعد حدیثہ مطہر میں نازل ہوئی ہے اور واقعہ لیس و شوکر آیت میں پیش آیا ہے۔ امام محمد صاحب پر فرماتے ہیں کہ فیذہ ترتیب سے وضو کیا جائے تاکہ بھی کرے کیونکہ حدیث لیس و شوکر میں لیس و شوکر ہے دوسرے آیت تخم اور حدیث لیس و شوکر میں لیس و شوکر ہے چوتھے مرتبہ ہو ہے جن میں سے روایت کہ مطلق میں ہوا ہے اور چار مرتبہ دینہ و غیرہ میں پیش آیا ہے۔ جس بہت ممکن ہے فیذہ ترتیب سے وضو کا واقعہ حدیث کا ہو جو آیت تخم کے بعد میں پیش آیا لہذا الخ کا دعویٰ صحیح نہیں۔ علم مولانا، حسن، اسحاق بھی جواز کے قائل ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حسن بصری سے بھی یہی مروی ہے۔

وہی حدیث لیس و شوکر پر اعتراضی و ادول تو ابی الہمام نے ان کے جوابات دیئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ امام اعظم سے فیذہ ترتیب سے وضو کے سلسلہ میں وجہ ثابت ہے جس کے بعد مشکوکی ضرورت ہی نہیں۔

مؤلف غفرلہ

باب التیمم
باب تیمم کے بیان میں

قولہ باب البسم اور تحم چونکہ وضو کا قائم مقام ہوتا ہے اس لئے معصوف دستور کے بیان سے فارغ ہو کر تحم کا بیان شروع فرما رہا ہے۔ کیونکہ طیف کا مرتبہ اصل کے بعد ہوتا ہے پھر اس میں کلام اللہ کی اجزائیں بھی ہے کیونکہ کلام الہی میں پہلے وضو کا بیان ہے پھر غسل کا اسکی بعد تحم کا۔ لغت میں تحم کے معنی مطلق تصد اور ارادے کے ہیں۔ کمال تعالیٰ "وَلَا تَمُوتُوا حَتَّى تَعْلَمُوا شَرَاءَ بَيْتِ الْقُرْب" پاک منی وغیرہ سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے کسے کرنے کو کہتے ہیں۔ صحیح اور متفق علیہ تعریف یہی ہے۔ تحم کے ارکان اور اس کی شرط کا متفصل بیان تو آگے کر رہا ہے یہاں اجمال طور پر معلوم کر لینا چاہئے۔ سو تحم کے دو درجے ہیں۔ (۱) مرتبہ باب منی وغیرہ پر ہاتھ مارنا (۲) چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا چہرے سے طرہ پر استیباب۔ تحم کے لئے چھ شرطیں ہیں۔ (۱) نیت (۲) مسح (۳) تمہار کرتیں انگلیوں سے۔ تحم کرنا (۴) منی یا اس کے متعلق کا ہونا (۵) زمین وغیرہ کا سطح پر ہونا (۶) پانی کا نہ لایا انسان دوہو یا جانور وہاں نے اسلام کی شرط کا بھی نسخہ نہ دیا ہے نیز حیوان و ناس کا متعلق ہونا اور چہرہ اور ہاتھوں پر چربی وغیرہ کا نہ ہونا بھی شرط ہے جو مانع تحم ہوں تحم میں آٹھ سنتیں ہیں۔ (۱) شروع منی وضو کی طرح بسم اللہ پر صاف (۲) دونوں ہتھیلیوں کے اندر دینی حصہ کو زمین پر رونا (۳) ہتھیلیوں کو زمین پر رک کر آگے کی طرف کھینچنا (۴) ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے ہوئے لوہا (۵) دونوں ہتھیلیوں کا جھڑنا تاکہ زبردستی کھڑ جائے اور نہ مثلاً ہو جائیکہ (۶) انگلیاں کشادہ کر کے زمین پر رانا تاکہ زبردستی ہونا ہو انگلیوں کے درمیان میں آ جائے (۷) ترتیب قائم رکھنا یعنی اس چہرہ و چہرہ بنے ہاتھ ہر بائیں ہاتھ پر سج کرنا (۸) سج میں اس طرح تسلسل رکھنا کہ اگر پانی سے اعضا دھوئے جائے تو آجی دیر میں پہلا عضو خشک نہ ہوئے ہاتھ۔ تحم کی مذکورہ باتیں اور سنتیں اس تفصیل سے معلوم ہیں۔

والاسلام شرط علو و ضرب و نهه
و مسج و تعمم صعيد مطهر
و غرض و رتب و آل اقبل و تدبير
و سته سمي و بطن و فرج

فائدہ: شریعتِ حتم امت محمدیہ کے خواص میں سے ہے اور غائبی ہے "جعلت لی الارض مسجد او مطہراً" یعنی روئے زمین کو خاص طور پر ہمارے لئے مسجد اور وسیع طہارت بنایا گیا ہے۔ حتم کی شریعت غرورہ مسیح میں ہوئی حضرت مائتہ صدیقہ کا بڑی کارنامہ ہو گیا تھا آنحضرتؐ نے لوگوں کو عواش کر کے نکیلے فرمایا اس میں لڑکاؤں کو بھی پانی موجود تھا بعض لوگوں نے اس پریشان کن صورت حال کی شکایت صدیق اکبرؐ سے کی کہ آپ کی صاحبزادی کی وجہ سے آنحضرتؐ معلوم اور دوسرے لوگوں کو زحمت و انتظار گوارا کرنی پڑی صدیق اکبرؐ نے یہ سطر صاحبزادی کو برا بھلا کہا کو تمہارا وجہ سے ایسی جگہ رکنا پڑا جہاں پانی نہیں ہے۔ جس پر آیت "حتم نازل ہوئی اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اس مشکل کو آسان کر کے ہمیشہ کے لئے ضرورت مند مسلمانوں پر احسن عظیم فرمایا۔ اسید بن خبیرؒ فرماتے گئے کہ اسے آل ابوبکرؓ حتم کا یہ نام نہ پڑی کچھ کہنی ہی خیر اب رکعت نہیں ہے کہ نام کو مشین خدا تم پر رحمت فرمائے جب تک آپ کے ساتھ کوئی نامگوار بات پیش آئے تو مانتے حق تعالیٰ نے اس میں کوئی ایسا انعام بھی رکھا جس میں مسلمانوں کے لئے بہت اور آسانی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْبُرَيْثِ أَنَّهَا رَأَتْهُ أَوْ خُوفَ عَدُوٍّ أَوْ سَبَّحَ أَوْ غَطَّرَ
 بِرَأْسِهِ أَوْ سَمِعَتْهُ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَتَيْنِ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ
 أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَتَيْنِ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَتَيْنِ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ
 أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَتَيْنِ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَتَيْنِ أَوْ يَتَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ

باب المسح علی الخفين

باب موزوں پر مسح کے بیان میں

بَشَّحَ وَلَوْ اَمْرًا لَا يَحْتَاجُ بَيْنَ لَيْسَتَهُمَا عَلَيَّ وَهُوَ نَامٌ وَقَدْ اخَذْتَ يَوْمًا وَلَيْلَةً بِلَفْظِهِ
 صحیح ہے اگرچہ محرمیت ہو تب کہ بھی اگر پہنا ہو ان کو ایسے روضہ پر جو کہ بالاد بوقت حد تک دن اور رات تک مسح کے لئے
 وَلِلْفَخْرِ نَشَأَ مِنْ زُلْفِ الْاَخِذِثِ عَلَيَّ ظَاهِرُهَا خَطُّهَا مَرْفُؤُهَا يَنْتَلِ اَصَابِعُ يَدَا مِنْ الْاَصَابِعِ اِلَى الْاُصْبَاقِ
 اور سفر کیلئے تین رات تک حد تک دن سے موزوں کے اوپر کی جانب ایک بار تین انگلیوں کیساتھ انگلیوں سے پانچوں تک۔

تشریح الفقہاء:۔ قولہ باب المسح ان مصنف علیہ الرحمۃ قسم کے بعد موزوں کے مسح کو ذکر فرمادے ہیں اس واسطے کہ دونوں
 طہارت رک ہیں۔ نیز جس طرح تہجد وضو کا بدل ہے اسی طرح موزوں پر مسح کا پاؤں دھونے کا بدل ہے لیکن مصنف نے قسم کو مقدم کیا
 ہے کیونکہ قسم کا ثبوت قرآن کریم سے ہے اور موزوں پر مسح کا ثبوت حدیث متواتر یا حدیث مشہور سے ہے۔

فائدہ:۔ موزوں پر مسح کا جو ازمنت سے ثابت ہے اور اس پر سے مس روایت مشہور ہیں مہموما میں امام اعظم کا قول موجود ہے کہ جب تک
 دیر نہ نزدیک ہو روش کی طرح موزوں کے مسح پر فلاں کا قسم کر دو گئے اس وقت تک مس اس کا قائل نہیں ہوا ان نبی حاکم کہتے ہیں کہ
 مس خفین آیت میں صحابہ سے مروی ہے۔ اشراف میں مس ان اربعی سے معنوں سے ترجمہ ہونے لگتے روایت فقہ کی۔ جہاں میں مس من سے
 مقول ہے کہ میں نے ستر بدی کیا۔ کتب خفین کا قائل پیلا ہے مگر کہتے ہیں کہ میں نے ستر ستر صحابہ کی روایت کو ترجیح کر لیا ہے لہذا ثمرین مسیت
 بیان کی ہے۔ فرض ہے کہ روضہ و خزانہ کے علاوہ تمام مس کا اصرار ہے کہ مس خفین ثابت ہے جس میں کسی طرح شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی
 اسلام فرماتے ہیں کہ انہم ابوہریرہ سے اہل سنت و اجماعت کی تصریح پر بھی مٹی آپ نے فرمایا: ان فتنوا الخفین وحب الخفین وروى الراجل علی
 الخفین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے حضرت علی کا شہداء علی اور اس کے خفین کا قائل ہوں۔

قولہ صحیح ان موزوں پر مسح کرنا درست ہے اگرچہ روضہ عورت ہو لیکن ہاں کہ گئے لئے درست نہیں بشرطیکہ دونوں موزوں کو
 بوقت حد تک کمال مس پر پہنا ہو کہ پینٹ کے وقت کالی نہ ہو مثلاً ایک شخص نے پاؤں دھو کر موزے پہنے پھر وضو تمام کر لیا اس کے بعد
 بے وضو ہوا تو اس شخص کا وضو بے وضو ہونے کے وقت کالی ہے اگرچہ موزہ پینٹ کے وقت فاس تھا جس پر شخص مس کر سکا ہے اب اگر یہ قسم
 ہے تو ایک دن رات تک اور سہ فرسے تو تین دن رات تک مس کر سکا ہے مسح کا طریقہ یہ ہے کہ چپکے ہوئے ہاتھ کی نیچوں انگلیوں
 موزوں کے اوپر کی جانب پانچوں کی انگلیوں پر رکھ کر ایک بار پانچوں تک کھینچے۔

فائدہ:۔ مس خفین کی حد ذکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں وغیرہ انوف میں تک اور بکبر و غیرہ و مس ہے مروی سے بعض حضرات نے
 وقت کی قید پڑھیں کہ لیکن عام مل صحابہ تابعین کے نزدیک وقت محدود ہے۔ امام شافعی کا بھی قول مس کو وہی قول تمام اور ضعیف
 کہتے ہیں حدیث یہ ہے ابوہریرہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما نے اپنی عمار سے سات دن اور اس سے زیادہ کی روایت مرفوعاً نقل کی ہے مس کا
 حواہی یہ ہے کہ خود ابوہریرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے اور عائشہ نے اس کی اسناد غیر ثابت مانی ہے۔

وَالْاُصْبَاقِ الْاَكْبَرُ يُسَنَّ وَهُوَ فَلْزُ نَلَبْ اَصَابِعُ اَلْفَقْدَمِ اَصْغَرُهَا وَتَنْجُمُ فِي مَعْدِ لَا يَحْتَاجُ
 اور زیادہ میں مانع ہے اور پاؤں کی نیچیں چھو لی انگلیوں کے بعد رات اور اس سے کہاں نہیں اور مس کی جائے گی ایک موزہ و جس نہ کہ دونوں میں

بجلاوب النجاة: والانكشاف: وبفضله فاقض الوضوء وزاع غف وغشى المنة ان لم يخط
 بخلاف نجات اور برائی کے اور توڑ دینے کے کو وضو پڑھنے والا چیز اور سوزہ کہ نالہ اور مدت کا ٹکڑا اور فیر نہ ہو
 دعت وحلیہ فقط وعروج اکثر التقدم زاع ولو منسج منسج
 پڑا ہائے جاتے رہنے کا سوزی کے باعث اور ان کے بعد صرف پاؤں جوڑنے اور آخر قدم اکٹھا جانا بھی تھا، چار ٹکڑے کے سوز کی
 فسافر قبل نعام یوم وبلہ منسج ثلثا ولو اقام مسافر تعد یوم وثلثه زاع
 پھر سفر شروع کر دیا ایک دن رات ہونے سے قبل تو جب دن تک سوز کرے اور مسافر ایک دن رات کے بعد سفر ہو کر آئے ہوں
 والایم یوما وثلثه وضع علی الخرمونی والخروب المسجله والفضل واشجیر لاعلی غداہی وفلسوف
 دن ایک دن رات پر کرتے اور سوز ہے کتاب ہر روز چھ روز کی ہوتی اور محنت کا بھی دنوں پر نہ کہ چھ روز کی ہر روز کی ہر
 وافرطع وفقداری والمنسج غنی الحیزہ وجوفہ القرحہ إنسودک کالفضل فلا یفوقہ
 اور پھر پڑا راتوں پر اور مسافر کوئی دن کی کوئی اور سوز کی بی بار اس طرح کی چیز پڑھنے کے کم میں سے اس کے لئے وقت میں نہیں
 ویمنع مع الفضل ویخوز ابن شدہ ملاضوی ومنسج علی یحی العصابہ سواہ کانت نختہا جراحۃ اولاً
 اور سوز کیلئے کتاب کے دھونے کے ساتھ ہر جائز ہے اگرچہ یہ وضو باطل ہو اور سوز کرے چھ روز کی یا اس کے چھ روز ہر جائز ہر
 فان سقطت حیزۃ عن یزوی یطلی والاً لا ولا یفقیرو الی الفیہ الی منسج الفیہ والانس
 ہیں اگرچہ بے شمار ہونے کے باعث تو سوز باطل ہو جائے گا اور نہیں اور ضرورت میں چھ روز کی سوز ہے اور سوز کر کے بھی
 تو منسج الفیہ ... فربی یحیی زاع فنیہ جردی جردی کے اور اس کی حکایت کے لئے پہلے میں۔ حرام اس کو کھانسی مچے ہیں۔

دور جراب۔ مجہ جراب۔ تھیں انا کا دھانس میں پائی نہ تھیں تھکے سناہ پکڑی فلسوف نامی، فلا زین دستانے۔ جبرۃ کوئی
 ہوئی پانی کے باہر سے کی لکڑی۔ بی فرق ہیں ترہ پڑا پھر لائن میں بیس جمع ہو صلاہتی، خراجہ زمرہ اور اجابا جانا۔

قشرک الفیہ ... فوله والخری الکبیری اور سوز میں پڑا وہ جس کا سونا جس کی مقدار پاؤں کی نہیں یعنی ٹھکیوں کے برابر ہے جوڑ
 سوز سے۔ نفع ہر اس سے تم ہو سوز یہ سوز ہے۔ نام زمرہ نام شفی کے نزدیک پانچوں آکر پچھن تم ہو کیونکہ جس حال میں جب خیر
 ہونے والے جس کو صواب پڑا تو پانی اھل کو بھی دھونا چاہئے کہ یہ کہتے ہیں کہ سوز ہے عورت پچھن سے غالی نہیں ہوتے اس لئے ان کے نکالنے
 میں حق لازم آتا ہے۔

فوله وجمع ان کو ایک سوز ہے میں کی جگہ غرضی غرضی پچھن ہوتی کوئی کر کے سوزہ کا اندازہ لیا جائے اگر سب ملک کر
 تم انھیں کی مقدار ہو جائے تو پانی سوز ہوگی ورنہ نہیں اور اگر دونوں سوزوں میں ہوتو پچھن میں کیا لگی مختلف نجات کے کوہ نفع کی
 جائیگی پس دونوں سوزوں کی نجات ایک اور جس کی مقدار ہو جائے تو پاک کے بغیر سوز رست نہ ہوگا اسی طرح سب کھنے کا حال ہے۔

فوله و صح علی البحر عوف الی پانچ پر سوز کرنا ہے۔ نام شفی کے نزدیک جائز نہیں اور سوزے میں کہ اور بدل
 نہیں ہوتا۔ طاری وکیل یہ کہ ختم نہ کر جو پچھن پر کر فرمائی ہے اور جوڑن پر امام صاحب کے نزدیک سوز جائز نہیں لایہ کہ کلام یا صلی
 ہوں اور اگر راستے کاڑھے ہوں جس میں پانی نہ چھتا ہو تو صاحبین کے نزدیک سوز جائز ہے کیونکہ آنحضرت کے جوڑ میں پر سوز کرنے
 کی رویت موجود ہے۔

ہارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہر کیف طہر صبح کی کثرت چند روز ہے۔ لیکن آخر کی کوئی تحدید نہیں۔ ساری عمر بھی وہ مکمل ہے انا یہ کہ خونِ مضر نہ جائے اور موت کی کوئی عادت مقرر نہ ہو تو اس صورت میں اس کی عادت کے مطابق تحدید کر لی جا سکتی۔

فائدہ: طہر منکمل کے سلسلہ میں امام صاحب۔ ہر چار روایتیں ہیں۔ (۱) ان مابو یوسف کی روایت ہے کہ اگر طہر ناقص کو دونوں طرف سے خونِ بکیر سے بوائے ہو خواہ ایک دن یا دو دن یا تین دن کے اندر ہو یا باہر تو طہر منکمل حیض ہوگا، اگر عورت ہفتادہ ہے تو پورے دن اور مکتادہ ہے تو ایام عادت کو حیض شمار کیا جائیگا مثال یہ ہے۔

مہینہ ۱۴

مہینہ ۱۵

خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱	خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱	خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱
ایام عادت حیض..... باقی اتنا	استقامہ	دن ان حیض

(۲) امام محمد کی روایت کہ اس دن یا کم کے حیض میں دونوں طرف خون چیلے ہو تو اس دن حیض کے دو تھے۔ عورت ہفتادہ یا مکتادہ جیسے پہلی اور دوسری طرف میں خون آئے اور خون تک علم یا ساتویں تک طہر پھر ٹھوکیں تو خون تو پہلی صورت میں اس دن اور دوسری صورت میں آخر روز حیض ہو گئے مثال یہ ہے۔

خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱	خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱
---------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------

(۳) ابن المبارک کی روایت کہ کیفیت مذکورہ کے ساتھ ساتھ دونوں طرف کا خون مجموعی طور پر ادنیٰ نصاب حیض تک پہنچ جاتا ہے یعنی تین دن ہونے چاہئیں۔ جس گریبی اور دوسری تاریخ کو خون اور درمیان میں طہر ہو تو کہہ سکتے ہیں نہ ہوگا اور اگر پہلی دوسری کو شرمہ میں اور دوسری کو آخر میں خون آجائے تو کل حیض ہوگا مثال یہ ہے۔

خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱

اس میں دونوں طرف کے خون ملی کر تین دن ہو جائے۔

(۴) حسن بن زیاد کی روایت کہ طہر تین روز یا زیادہ ہوگا واصل رہے گا ورنہ ہو تو حیض شمار ہوگا۔

(۵) امام محمد کا مذہب جس میں تیسرے قول کی شرطوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ درمیانی طہر بھی اتنی مقدار میں ہو جتنا دونوں طرف کے خون کا مجموعہ ہے یا جس سے کہ عادت یا الشریعہ سے شرع ہدایہ میں قیام لیا جائے مثال یہی ہے جس میں پانچوں اقوال آجائیں مثلاً مہینہ ۱۴ کی پہلی طرف میں خون پھر در روز طہر پھر سولہ کی کو خون پھر ایک روز خون آئے ورنہ طہر پھر ایک روز خون سات روز طہر پھر دو روز خون تین روز طہر پھر ایک روز خون تین روز طہم پھر ایک دن خون دو روز طہم اور ایک روز خون آئے تو یہ کل ۵ روز ہوئے جس کا نتیجہ حسبِ ذیل ہے۔

خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱	خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱	خ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱
---------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------

حیض ۱۴ روز صنف حیض ۱۵ روز صنف حیض ۱۶ روز صنف حیض ۱۷ روز صنف حیض ۱۸ روز صنف حیض ۱۹ روز صنف حیض ۲۰ روز صنف حیض ۲۱ روز صنف حیض ۲۲ روز صنف حیض ۲۳ روز صنف حیض ۲۴ روز صنف حیض ۲۵ روز صنف حیض ۲۶ روز صنف حیض ۲۷ روز صنف حیض ۲۸ روز صنف حیض ۲۹ روز صنف حیض ۳۰ روز صنف حیض ۳۱ روز صنف حیض

اس میں ابو یوسف کے قول پر عمل کرنا اور چھٹی، ہائی یعنی سات روز جانے طہر میں سے ایک روز خون تین دن طہر ایک دن خون پھر تین دن طہر کی عادت حیض شمار ہوگی، گویا چھٹی، ہائی شریعتی طہر سے ہونی اور قسم بھی طہر پر ہونی امام محمد کی روایت پر اول کے ہر دو دن طہر کے بعد جو دن دن ہیں جن میں دونوں طرف خون ہے۔ حیض ہو گئے اور اس کی عادت کی روایت پر سات روز طہر جس کے اول میں ایک روز اور بعد میں دو روز خون ملے اگر مجموعہ وہی روز حیض ہیں اور امام محمد کے مذہب پر دونوں آخر خون سے لے کر پہلے خون تک قبولِ جمع ہے

وَهَذَا إِذَا لَمْ يَنْهَضْ عَلَيْهِمْ وَثُتْ فَرَضُ الْإِذَا وَلِذَلِكَ التَّحَدُّثُ يُرْجَى بِهِ وَالْقَاسُ قَدْ يَنْقُصُ الْوَلَدُ
 یاں بحث ہے جب نہ گزے اس پر کسی فرض نماز کا وقت گریہ کہ حدت اس میں موجود ہو اور نفاس روغن ہے جو ہر کی بدنہ اس کے بعد تازہ
 وَقَدْ انْتَابِلِي السَّخَاةَ وَالشَّقِطَ إِنَّ ظَهَرَ بَغْضَ خَلْقِهِ وَلَوْ لَا تَحَدُّثُ بِخَلْقِهِ
 اور حالت کا خون استغفار ہے اور وہ ناقص ہے جس کے بعض امعاء بن گئے ہوں پورے پی کے لحم میں ہے اور کثر نفاس کی کوئی حد نہیں
 وَكَثْرَةُ الْإِبْهَازِ نَوَاحٍ وَالْوَلَدُ لِسَخَاةٍ وَبَغْضٍ التَّوَلُّبِ مِنْ الْإِبْهَازِ
 اور اس کی اکثر مدت چالیس روز ہیں اور نادر استغفار ہے اور جڑواں بچوں کے ہونے سے نفاس نالی سے نکلا۔

مستحاضہ اور معذورین کا احکام

توضیح المسئلة: سئل الاول: یک بیداری ہے جس میں پیشاب کہہ دینے کی طاقت نہیں رہتی۔ احلاق السبلین بیت چلن۔ یعنی بار بار پاخانہ
 لگتا۔ انملات رتغ غروب اور عاف نکیرا جرح ورم ولا یوقاد بندہ نہ تا ہو یعنی بار بار خون پوری رہتا ہو۔ مطلقا تمام بچہ تو آئین جڑواں۔

تشریح المسئلة: قوله وقدم صدم، جس عورت کو استحاضہ کی حکمت ہو یا کسی کو ہر وقت پیشاب جاری رہے گا عارضہ ہو یا ہر وقت
 پاخانہ لگتا ہو، یا ہر خارج ہوتی ہو یا کئی گھیر ہو یا اجماع ہو نہ لازم ہو تو ان سب کو ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرنا چاہیے بجز اس وضو سے
 جتنے چاہے فرض نفل پڑے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہر فرض نماز کیلئے مستقل وضو کرے کیونکہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "استحاضہ
 عورت کو ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا چاہیے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، ابن حبان، ابوالابی شیبہ) نیز مستحاضہ عورت کے لئے طہارت کا اعتبار
 شخص فرض نماز کی ضرورت سے ہوتا ہے لہذا فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد طہارت پانی نہیں دینی چاہیے۔ ہماری دلیل حضورؐ کا
 ارشاد ہے کہ "استحاضہ کو ہر نماز کے وقت کے لئے وضو کر لینا چاہیے۔" (ابن ماجہ، ابوالابی شیبہ، ابن حبان، ابوالابی شیبہ) اور پہلی روایت کی مراد بھی
 یہی ہے کیونکہ اس میں لا یوقاد ہے جسے کہا جاتا ہے "تھینک لصلوة الظہور" اور اگر بعد کا وقت ہوتا ہے نیز آسانی کے لئے وقت کو اور
 کے تمام تمام کر دیا گیا ہے انہی کی پروا نہ ہونا چاہیے مگر جب وقت نکل جائے تو معذورین کا وضو ٹ جائیگا اور دوسری نماز کے لئے نیا
 وضو کرنا پڑیگا۔ یہ طریق کے نزدیک ہے امام زفر کے نزدیک صرف دخول وقت سے وضو نہیں ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر دو سے
 امام زفر کی دلیل یہ ہے کہ مثالی طہارت چیزوں کے ہوتے ہوئے طہارت کا اعتبار بھی ہوا کیسی فرض کی ضرورت سے ہے اور چونکہ وقت
 میں کوئی ممانعت اس عذر سے خالی نہیں ہے اس لئے اس کے باوجود بھی ضرورت کی وجہ سے طہارت کا اعتبار دکر لیا گیا اور وقت آنے سے
 پہلے کوئی ضرورت نہیں اس لئے طہارت کا بھی اعتبار نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف نے فرماتے ہیں کہ ضرورت وقت کے اندر ہی اندھود ہے لہذا
 وقت کے خارج ہونے اور داخل ہونے ہر دو سے وضو ٹ جائیگا طریقین کی دلیل یہ ہے شریعت نے وقت کو اور کے تمام مقام کیا ہے لہذا
 وقت سے پہلے طہارت ہونی چاہیے جیسا کہ لہذا طریق طہارت کا مقدم ہونا ضروری ہے تاکہ معذور وقت آتے ہی فوراً دکر سکے۔

قوله وهذا إذا لم یسعی مستحاضہ اور معذورین کا حکم جو اوپر مذکور ہوا اس وقت ہے جب ان پر فرض کا کوئی وقت ایسا نہ گزرے
 جس میں عذر مذکور ہو جو نہ معذور نہ کہلا نہیں کے دوران کا وضو طہارت کو دے جاتا رہیگا۔

فائدہ: شروع میں عذریات ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ عذر فرض نماز کے پورے وقت کا استیجاب کر لے۔ عام کتابوں میں ایسا
 ہی ہے جسکی قصیر معصفت نے کافی میں یہ لکھی ہے کہ ہر نماز کا پورا وقت اسی عذر میں گزر جائے اور اتنی فرصت ہو کہ وقت نہ لے کہ وضو کر کے نماز
 پڑھ لے اور یہ عذر پیش نہ آئے باقی ایک دوحہ سو قوف رہنے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ بلا اعتبار پورے اتصال کے ساتھ عذر کا مسلسل تو
 بہت ہی نادر ہے پس استیجاب بھی مراد ہوگا۔ اور جتنے عذر کی شرط یہ ہے کہ نماز کے پورے وقت کے کسی نہ کسی عذر میں عذر پایا جائے۔

باب النجاس

باب نجاستوں کے بیان میں

يُظْهِرُ الْيَدَيْنِ وَالْقَوَابَ بِالْفَقَاءِ وَيَتَغَيَّرُ مَوْتُهُ كَالْحَيْلِ وَمَاءُ الْوَرْدِ لَا يُلْغِيهِ وَالْخُفُّ بِالْمَلِكِ
 يَكُ يَجُوزُ فِي يَدَيْهِ أَوْ يَدَيْهِ زَالٍ كَرْنِ وَالْجَزْءُ مِنْهُ سِرٌّ أَوْ مَرَكٌ أَوْ مَرَكٌ كَابُ نَكْرَتِ أَوْ مَرَكٌ أَوْ مَرَكٌ أَوْ مَرَكٌ
 مَنْ نَجَسَ فِي جُزْءٍ وَلَا يُغْسَلُ وَغَيْرُ شَيْءٍ يَأْبَسُ بِالْفَرْكِ وَالْأُفْغُسُ وَالْفَقْدُ وَالْفَقْدُ وَالْفَقْدُ بِالْمَنْسُجِ
 جَمْدٍ (کاؤنی) نجاست سے در نہ دھوا جائے اور خشک نہ ہو چنے کے ساتھ در نہ دھونا جائے اور کھوا دھوئی چیزیں پونچھیں کہ نہ
 وَالْأَرْضُ بِالْمَيْسِ وَالْقَوَابُ بِالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجُ بِالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجُ بِالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجُ بِالْمَنْسُجِ
 اور زمین خشک ہو نہ اور اثر نجاست دور ہونے کے ساتھ قلعہ کے لئے نہ کر کے ہے اور حاف ہے مقدہ اور ہم پھل کی چڑا لی کے برابر نجاست تلید
 كَالْمَاءِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ
 جیسے خون، شراب، ادر کی سیٹ اور ہاں جانوروں کا چھٹاب جن کا کثرت ٹھہر رہا ہو یا نہ ہو۔ لید اور گور اور حاف ہے چھٹائی کپڑے سے کم
 مِنْ مَغْطَفٍ مَخْزُولٍ مَخْزُولٍ لُغْمَةٍ وَالْفَرْسِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ
 بحر نجاست خفیہ جیسے مائل اللحم اور گھوڑے کا چھٹاب، غیر مائل اللحم پر مہرول کی بیت، پھلی کاغیر
 وَالْقَوَابُ بِالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ وَالْمَنْسُجِ
 اور غیر اور گھوڑے کا قمرک اور سبکی کے ٹکے کے برابر چھٹاب کی بھی ہے۔

توضیح اللغة: النجاس جمع نجس۔ مایاکی، مانع ہے والی، اصل زائل کرنے، غل مرکب ما، اور عرق گلاب، اس کی غل، دوک، دھونا، جرم
 جہ، یا میں خشک، مرکب کمر چنا سیف گوار عارض چڑا لی، کف، پھلی، نمر شراب، خرو بیت، دروٹ لید، کشی کو بریک پھلی، مانع مراد پھلی نہیں
 لک جائے، اور سبکی۔

تشریح الفقہ: بقولہ باب النجاس عن نجاست حکمہ یعنی، نجاس، جنابت اور ان کے ذوال و غیر غسل، انہر مس سے فراغت کے
 بعد نجاست جفتی، و اس سے تعلیم کے طریقوں کا بیان ہے نجاس نجس کی جمع ہے جو غسل کے لحاظ سے صدر ہے، لیکن اسم کی صورت میں
 بھی مستعمل ہے، قال قتبی "العا العشر مکن محسن" مانع الشر یہ کہتے ہیں کہ نجاس جمع شیں مانع خون و کمر چہ یعنی مایاکی چھٹاب اور
 نجس مختصین خود مایاکی اور گندگی ہے یہاں اول معنی مراد ہیں جیسے مایاکی بدن، مایاکی کچرا، مایاکی مکان، مصنف نے، کافی میں بیان کیا
 ہے کہ لغت کا اطلاق نجاست جفتی پر، دتا ہے اور عدت کا اطلاق نجس پر اور نجس کا اطلاق دونوں پر۔

قوله يظهر البس ان بدن، کچرا اور غیر چھٹائی کے ذریعہ نجاس پاک ہو سکتا ہے اور ہر اس پاک جیسے والی چیز سے بھی جس سے نجاست
 کا اثر ممکن ہو جیسے مرکب عرق گلاب، غیر مایہ نجس کی مانند ہے۔ امام محمد و غیر مائیں، مانع فرماتے ہیں کہ صرف پانی کے ذریعہ پاک
 ہو سکتا ہے کیونکہ جس سے پاک کیا جاوے ہے وہ مایاکی چیز سے ملے مایاکی پاک ہو جائے گی، مانع ظاہر ہے کہ پاک چیز کی دوسری چیز کو پاک
 نہیں کر سکتی مگر پانی کے سلسلہ میں اس قیاس کو مجوز ترک کر دیتا ہے، کیونکہ اس کی دلیل یہ ہے کہ جیسے والی چیز میں مایاکی کو زائل کر دیا کرتی
 ہیں اور مایاکی کا نجاست کے زوال میں ہی ہے، مایاکی کہ یہاں چیز کا مایاکی ہو مانع سواہ نجاست کی وجہ سے تھا لیکن جب نجاست
 ہی ختم ہو گئے تو پاک کرنے والی چیز پاک ہی رہی، مگر کیف نجسین کے نزدیک پانی کی طرح دوسری پاک اور مرسل چیز میں بھی سفید طہارت

علاوہ مقدار مانع کا اعتبار ہے کیونکہ خود مقام اسے جس میں تو یہ قدر سادہ والا اعتبار ہے۔ امام محمد کے نزدیک مقام اسے۔ میت اس مقدار کا اعتبار ہے۔ اور بڑی امید کھانے اور دہنے ہاتھ سے اسے چھو کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضورؐ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (صحیحین و سنن)
قائدہ:

استحباب کرتے وقت بائیں ٹانگ پر زور دیکر بیٹھے، بٹکہ اور ہوا کے رخ نہ بیٹھے۔ چاندھ و سورت کے مقابل سے شرمگاہ چھپا کر بیٹھے۔
گرہوں میں اول ڈھیلا آگے سے پیچھے اور دوسرا پیچھے سے آگے اور تیسرا آگے سے پیچھے کی جانب آئے اور چاروں میں اول، پیچھے سے آگے کی طرف آئے اور عورت ہمیشہ اس طرح کرتے جس طرح مرد کے لئے کریموں میں بیان کیا گیا ہے۔

محمد عقیقہ گنوی

کتاب الصلوٰۃ

وَقَدْ عَلِمَ مِنَ الصَّحِيحِ لِمَا ذَكَرَ فِي ظُلُوعِ الشَّمْسِ وَالظُّهْرِ مِنَ الزَّوَالِ الْمَوْجُودِ الْبَاطِلِ بِمَنْبُهِ سُبُوهِ الصَّحِيحِ
فَرَقَاتِ نَجْمَ صَدَقَاتِ لَمَحَاتِ كَلَامِ نَبِيٍّ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ وَتَرَكْتِ الْكَلَامَ الْمَطْلُوعَ بِمَنْبُهِ كَلَامِ سَائِلِ الْمَطْلُوعِ

تشریح الفقہ فقولہ کتاب الصلوٰۃ غرض یہ تھا کہ نماز کے اوقات کے بعد اذان اور مسکن نماز شروع کر دے
ہیں۔ نماز عشاء کا شروع کیا جاتا ہے اسی لئے قرآن میں دعوت انسان کے بعد نماز صلوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے اور حدیث میں فرمایا گیا
ہے کہ "بین الاذان والاعمال" (مسئلہ) اذان غامضہ اور ملتزمہ شریعت کے اور میں لائق و مقیم صرف نماز کے وقت کے
استہانت خطا صلوٰۃ صلی "ات مشتق ہے جس نے بھی پیر میں بھی بکری کو گائے کو کہ کر سیدھا کر دینا اسلام میں اہم ترین عبادت کو بھی
صلوٰۃ کی نماز کے کہا جاتا ہے کہ نفس کی امر کی کو ترک کرنا اوقات میں دشوار ہے یہ عبادت اور کرنا ہے انسان اپنی اس کج طبیعت سے
سرتیاری و باری میں نماز کے وقت کے اوقات کی حرمت میں دشوار ہے یہ عبادت اور کرنا ہے انسان اپنی اس کج طبیعت سے
کے معنی رحمت و مدد کے بھی ہیں پھر یہ عبادت ایک پہلو سے حرمت ہے دوسرے پہلو سے رحمت ہے کہ اس کی عبادت جو دنیا میں نفس پر
نہی کر دیتی ہے حرمت میں رحمت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔

اوقات نماز کا بیان

فقولہ وقت انصراح نماز یہ ہیں گھنٹے میں دو گھنٹہ ہوا کی جاتی ہے ہذا میں نے پھر وقتوں کی تعیین ضروری ہے۔ اس لئے
مستحب علیہ ائمہ میں ان اوقات کی ابتداء و آخر کے بارے میں تعینات ذکر کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نماز کا اوقات میں صحت طہور
ہو۔ کے بعد ہے۔ ہذا ہے حقائق آسمان کی چوڑائی میں بھی ہوتی ہے۔ اور نماز کا آخری وقت طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ یہ کیونکہ حضرت
جبریل نے پہلے روز حضور کو صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز کا آخری وقت میں صحت طہور ہوتے ہیں چھائی اور دوسرے روز اس وقت تک خوب اچھی طرح
نماز کا ہو پائی کہ آفتاب اٹھنے سے قریب ہو گیا۔ اور نماز کا اوقات وقتوں کے درمیان جو وقت ہے وہی آپ کے لئے وہ آپ کی
امت کے لئے وقت ہے (اور خبر کی ابتداء زوال کے بعد ہے۔ ہوا کی ہے کہ جب سورج آسمان کے اوج سے اترتا ہے اس وقت کی طرف احوال ۲
ہے اور اس کی ابتداء اس غنیمت کے نزدیک ہے کہ نماز میں صحت طہور ہوا کی کا سورج اور چھوڑ دیا جائے۔ اس پر یہ شرط ہو سکتی ہے کہ عبادت میں تو
یہ سب ایک شرط تک ہے جو آپ کے لئے نماز کا ایک وقت ہے جو میں خدا شواہد واضح ہیں دو چیز کو باطل سمایا ہو نہیں سکتا۔
نفس ٹوٹی ہوئی میں پھر نہ کچھ سمایا ہوئے ہیں اور اصل پر راسخ ہے جس کا کہ میں میں جہاں باطل سمایا ہو سکتا نہیں ہوتا ایک نفس
ہو جائے جس کی میں سب سے صلی اللہ علیہ وسلم تک ہوتا اس پر سب ایک شکل کا نماز و کجا تو لھیا و شکل ہو جائے۔ عاصیوں امام فرما
امام باقر علیہ السلام کہ اگر کسی نے نماز میں صحت طہور کا ایک روایت کے مطابق نماز کا آخری وقت کیا۔ کہ نماز تک رہتا ہے۔
برخلاف و غیرہ میں امام صاحب کے اس قول کو ترجیح دے گی ہے۔

ضروری نقوش

سایا اعلیٰ کی بحث سمجھنے کے لئے پہلے حسب ذیل اصطلاح میں سمجھ لینا ضروری ہے۔

(۱) قدم ہر شے کے قدمے سے مٹا دیں۔ کوئی شے جو ساتھ دیکھ کر کاہٹا ہے۔ (۲) فیکڑ سا ٹھونڈا آن کاہٹا ہے۔ (۳) آٹن، جس میں گیند باریک تھک کہا جاسکے۔ (۴) عزت یا عزتی سا ٹھونڈا ہونے کی جوتی ہے۔ (۵) ٹپٹ سا ٹھونڈا ہونے کی جوتی ہے۔ (۶) رات کا وقت کیلئے مقدار جس میں رات جاتی نظر آتا ہے۔ (۷) کہا جاسکے۔

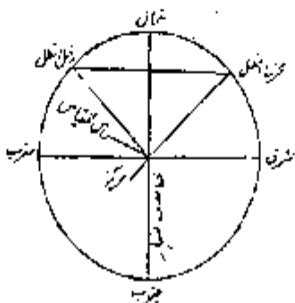
منہ ہرجا، زلفش میں مہمات کھینچ کا حساب اس طرح دیا ہے کہ سداون کا سایہ اصلی ڈیڑھ قدم تقابلاً ہے پھر اس سے پہلے تین میٹروں اور بعد کے تین میٹروں میں ایک ایک کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔



ان سات مہینوں کے علاوہ باقی ماہ و چاندوں میں روزانہ چار سو روپے
 طرف زکوٰۃ دیا جائے جائیگی۔

چیت	بھاکس	گھ	پوس	وہمن
۲/۲	۲/۲	۲/۲	۲/۲	۲/۲

مذہبِ اصلی معلوم کرنا بہتر طریقہ ہے کہ (پائلٹ ہوا مارڈر میں) پر ایک دائرہ بنا لیں اور دائرہ کے باطن میں چار منظر دائرہ کے چوتھوں طرف سے بڑی نوک سے لکھیں کہ ایک ٹکڑی گاڑو، جب سورج طلوع کرے گا تو اس ٹکڑی کا سایہ دائرہ سے باہر نکلا گا، دائرہ کا نصف جس سورج چڑھ گیا ہے کم ہوتا ہوگا، سورج کے اندر داخل ہونا شروع ہو جائیگا۔ دائرہ کے بیچ پر جب یہ سایہ پہنچے گا اور اندر داخل ہونا شروع ہو تو بیچ پر اس جگہ ایک نشان (X) دو جگہ سے سایہ اندر داخل ہو جائے۔ پھر دائرہ کے باہر سے اندر آئے بیچ سے نکلا گا اور دائرہ کے باہر جس طرف بیچ سے یہ سایہ باہر نکلے اس جگہ بھی بیچ پر نشان لگا لیں۔ دو نشانوں کے درمیان ایک خط تقسیم کھینچ کر دو دائرہ اب بیچ دائرہ کے اس قوسی حصہ کے نصف پر جو کہ ان دونوں کے درمیان ہے ایک نشان قائم کرے اس خط تقسیم کے ذریعہ جو مرکز دائرہ پر ہے گزرا۔ یہ جو خط پہنچے وہ یہ خط نصف النہار کا اور جو سایہ اس خط پر پڑے گا وہ سایہ اصلی نکالے گا۔



جدول التدریس

[illegible]

وَالْقَصْرِ مِنْهُ إِلَى الْغُرُوبِ وَالْمَغْرِبِ مِنْهُ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ وَفِي الْبَيْتِ الْغُشَاءِ وَالْغُشَاءِ وَالْغُشَاءِ
اور عصر کا وقت اس وقت سے غروب تک اور مغرب کا وقت غروب آفتاب سے غروب تک اور دو پہر کی چاندی اور تر کا وقت
مِنْهُ إِلَى الطُّلُوعِ وَفِي الْبَيْتِ الْغُشَاءِ لِلزَّيْتِ وَفِي زَيْتٍ لَمْ يَجِدْ وَفِيهَا لَمْ يَجِدْ
غروب آفتاب سے تر تک اور نہ مقدم کیا جائے اور اعتدال و حسیب کی وجہ سے روز بروز غروب آفتاب سے اس پر عشاء و روز و جب تک

تشریح افقہ قولہ والقصير منہ الى الغروب والاعرب منہ الى غروب الشمس وفي البيت الغشاء والغشاء والغشاء
غروب ڈوبنے کے بعد سے ہے اور آخری وقت غروب آفتاب تک ہے۔ ان میں اضافی کہ نزدیک صرف اعتدال پر لکھا ہے کہ یہ ہے کہ
حضرت جبریل نے دونوں دن ایک ہی وقت میں ان وقت فرمائی تھی وہاں کی شکل آپ کا یہ ارشاد ہے کہ "مغرب کا آخری وقت غروب آفتاب
تک ہے" (مسلم ترمذی رحمہ اللہ) پھر اس حدیث کے نزدیک غروب آفتاب سے مراد وہ منظر ہے جو سورتی کے بعد نمایاں ہوتی ہے غروب کی ایک
جماعت۔ نہ جس میں سرور و قلب بھی ہیں یہی بیان کیا ہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق اس میں کہ بعد از ان جملہ اہل بیتین ما من بعد ان
میں اس ہی کے قائل ہیں۔ صاحبین کے نزدیک وہ سورتی ہی مراد ہے۔ وہ کہ صاحب ایک روایت اور ان میں اضافی کہ قول ہے
فوق الطلوع والفرج سے یہی معنی ہے اور صاحب میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما کے کہ ان میں کہ "مغرب کا آخری وقت غروب آفتاب سے
سورتی ہے" (ابن ماجہ) یعنی فی المشرق (امام صاحب کی دلیل یہ حدیث ہے "مغرب کا آخری وقت غروب آفتاب سے یہی معنی ہے۔
تک ہے۔ (ابو داؤد و ابن ماجہ) اور اضافی لے جو روایت میں ہے وہ ان میں مراد یہ ہے جیسا کہ امام مالک نے دعا میں ذکر
کیا ہے۔ نماز ماہ مسلم کی روایت "وقت الصلوٰۃ المغرب والامام یسقط سورۃ الشفعی" (یعنی امام صاحب کے نظریہ کی حمایت ہے کہ وقت
نور کا اطلاق یا ظہر پر ہی ہوتا ہے نہ کہ سورتی پر اعتدال کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور نہ کہ وقت نصف شب تک۔ اور
بطور جوڑہ غروب آفتاب تک باقی وہ ہے یعنی جب غروب آفتاب ہو چکی ہو اس وقت تک اور ان کی جائگاری ہے امام شافعی کے نزدیک یہاں
سات کے بعد لگاتار ہوگی۔ اور روزوں کو اہل وقت عشاء کے بعد سے ہے اور آخری وقت فجر تک ہے حضور کا ارشاد "روزوں کو عشاء اور فجر
کے درمیان چڑھنا ہے اس کی وجہ انہی ہے (ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ) اور قریب کی وجہ سے ذکر عشاء پر مقدم نہیں کیا جاسکتا
کیونکہ ذکر کا وقت عشاء کے بعد ہی ہوتا ہے۔

قولہ ومن لم يجدلہا جو خمس عشاء اور ذکر کا وقت نہ پائے اس پر عشاء اور ذکر کی نماز واجب نہیں جیسے اہل بخارا وغیرہ۔
فما کما وہا یہ مسئلہ نہایت دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے بالخصوص آنکھ کے سامنے دور میں جو بہت ہی دقیق طلب ہے اس لیے ہم کلمات
کا خوف کے بغیر اس مسئلہ کی پوری تحقیق میں اندیہ و طاقت معرفت سوانہ امیر علی صاحب سے پیش کرتے ہیں موصوف نے اس مسئلہ کی جو
تحقیق شرح بہت کیا تھا فرمائی ہے وہ اسی حدیث میں ہے (جزاۃ اللہ فیہ فیہ) فرماتے ہیں "جن مکوں میں عشاء اور ذکر کا وقت نہیں
ہوگا بلکہ شفق غروب ہوئے۔ سے پہلے منہ سج اور جاتی ہے وہ وہاں عشاء اور ذکر واجب ہوتے یا نہیں اس میں دونوں قول ہیں بعض کہتے ہیں
کہ عشاء اور ذکر دونوں فرض ہیں صبح ہونے پر بعد عشاء اور ذکر فرضی وقت کا اندازہ کر کے دونوں پڑھ لے پھر صبح کی نماز پڑھ لے اور صبح
تکے ہیں کہ یہ دونوں نمازیں فرض ہی نہیں ہیں۔

تظہیر پر بیسے والے افسوس کے لئے نماز کی تحقیق

چنانچہ مومن میں لکھا ہے کہ علی بن ابی طالب بہت بڑا شہر بلا ہے۔ اور بقول جبرائیل رحمہ اللہ انہما الفلاح مومن کے
شرع میں جب آفتاب کی کوئی برتن سرخاں میں دلتی ہے تو وہاں ۳۳ گھنٹے آفتاب طلوع کرتا ہے اور صرف ایک گھنٹہ کے لئے غروب

ہوتا ہے چنانچہ ایک بخاری کا بیان ہے کہ ان کے یہاں گرمیوں کے ایک چل بس شخص ہونے سے پہلے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے اور وہاں کے ہر شخص نے وقت کے ایک حصہ کو رات فرض کر کے روز میں ایک دو بار کھالینے میں بلکہ اس ملک سے بھی آگے کے ہر شخص کا بیان ہے کہ وہاں اگر میرا اہل نیک ہوتا تو میرا چاہے لڑکے اہل ملک ان کے برخلاف ایسے ہی ہوتے جہاں بجز چار گنا کے روشنی کا شمس ہوئی۔

یہ چند بات دینی ہے ہر حال خطیبین کے قریب غروب آفتاب برائے نام ہوتا ہے جیسا کہ ہم بحث جانے والوں پر بھی نہیں ہے۔ ہر حال ایک جماعت کے نزدیک جہر عشاء اور وتر کا وقت نہیں ملتا۔ دہلی میں دوسروں خازین پر بھی جائز ہے۔ اور اندازہ سے وقت نکال جائے دیکھ لے لوگ تقدیر کی نیت نہیں کر چکے۔ یہاں کا وقت ہی سو ہوا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں اس پر فتویٰ ہے درانی ہجری کے درانی ہجری نے اور صاحب تحریر نے ہی کو کھارہ بھی اور مذہب قرآن پر ایسا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ایک قول کے مطابق ان لوگوں پر عشاء اور وتر فرض نہیں ہیں کیونکہ وقت عشاء و فجر نہیں جو جب فرضیت ہوتا ہے کثر مطلقاً یا عجزاً یا مطلقاً صرف یا بالشرط ظاہر میں نے بھی اس کی موافقت کی۔ بلکہ بعضی شرح قدوسی میں ہے کہ برمان الاثر کے پاس جب سطران کے کتبوں سے استفادہ کیا کہ یہاں عشاء کا وقت نہیں ہوتا تو کہا عشاء کی نماز پر بھی چاہئے کہ انہوں نے جواب لکھا کہ عشاء کی نماز واجب نہیں ہے۔ لیکن طبعیہ الدین سرخستانی نے فتویٰ دیا کہ نماز واجب ہوتی ہے پھر شمس الاثر حوالی کے پاس بھی لکھنے سے اس مضمون کا استحضار آتا تو انہوں نے بھی عشاء واجب ہونے کا فتویٰ دیا۔ لیکن خواجہ مرہوم سیف الدین قدوسی سے جب اس قسم کے استحضار کا جواب طلب کیا گیا تو انہوں نے لکھا کہ واجب نہیں ہے اس فتویٰ کی اطلاع جب کسی دار علم کو ہوئی تو انہوں نے اپنے ایک اہل شاعر کو بھیج کر ان سے دریافت کر لیا کہ جو شخص پانچ فرض نمازوں میں سے ایک نماز کا کھارہ کرے تو اس کے حصول پر کیا فرماتے ہیں؟ بھائی کچھ گئے کہ اس کا فائدہ کیا ہے چنانچہ بہت فرمایا کہ چھوٹے شخص کے ہمارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ جس کے دونوں ہاتھ کہیں سے گت گئے ہوں یا دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت گت گئے ہوں تو تمہارا کو کھارہ کر کے اس میں سے اس پر کتنے فرض روگئے ہوں؟ شاعر نے عرض کیا کہ چونکہ چار اعضاء میں سے ایک عضو گت ہو چکا ہے اس لئے فرض بھی ایک ہو کر نہیں رہے۔ فرمایا کہ یہاں کی حالت غاروں کا بھی ہے جہاں عشاء کا وقت نہیں ہو سکتا۔ عشاء کی نماز بھی فرض نہیں ہے۔ یہ جواب شمس الاثر کا کہنا ہے۔ نہ صرف یہ کہ یہاں ایک لکھال اپنے پہلے قول سے رجوع کر کے کہتی ہے۔ خانی کریمانی، انیس، نامہ ان، احوال کو نقل کرنے کے بعد برہنہ الکریم کے قول کو نقل کرتے ہیں۔ اور بھائی کا جواب دینا ہے جس کو کہ ایک عضو کے تلف ہو جانے کے بعد کئی فرض میں کی اور جانے درکار کے خطی سبب بھی وقت سے ہونے میں فرق ہے کیونکہ شمس الاثر میں وجہ سبب نقلی سے ثابت ہے۔ مگر وقت کو کھارہ ہی بطور پر اس سبب فتویٰ کی علامت مقرر کر دیا گیا۔ اس غلطی اور خطی سبب کے نہ ہونے سے اصل اور حقیقی سبب کا شمس الاثر میں محدود ہونا لازم نہیں آتا۔ اور شاید اس کے موجود ہونے پر دوسری دلیل چلی جائے، چنانچہ یہاں مشہور ملامت معراج میں جن میں پر اس نمازوں کا فرض ہونا اور تحریر فرضیت کا بیان میں تبدیل ہونا مذکور ہے۔ بعد میں یہی فرضیت تمام نماز کا اور بلاو کے لئے ہی جیسا کہ آپ کی بحث اور رسالت عامہ کا قاعدہ ہے کسی جگہ کی کوئی تفسیر بھی نہیں ہوئی۔ لہذا جبکہ چار نمازیں ہوگی اور بلاو چکے ہوں، ایسی طرح سب کوئی امنہ میں داخل ہوتا ہے تو اسے پانچ وقت کی نمازوں سے فرض ہونے پر ایمان لازم پڑتا ہے اس میں بھی کسی کی کوئی تفسیر نہیں ہے۔

حدیث دو جلد: علی ہذا احادیث غریبہ وہاں ہیں جن میں صحابہ نے آنحضرت سے عرض کیا کہ اہل کتبہ وقت زمین پر ظہر پڑھا۔ چائیں روزیکہ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا۔ اور ایک دن ایک مہینہ کے اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ اور باقی دن تمہارے عام دنوں کی طرح ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک سال کے برابر جو دن ہوگا کیا اس میں ایک روز کے برابر روز پڑھنا کافی ہوگا؟ فرمایا نہیں۔ بلکہ وقت کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھا کرنا (مسئلہ دفعہ) (غابر ہے کہ تین سو سے زیادہ عمر کی نمازیں ایسی ہوں گی جو عشاء بلکہ ایک شمس سے بھی پہلے پڑھی جاتی تھیں کیونکہ ایک ہی دن میں تین سو سے زیادہ عمر کی ایسی ہوں گی جو عشاء اور آفتاب آفتاب ڈھلنے سے پہلے پڑھنا پڑھیں۔ دوسری نمازوں کو بھی ایسی پڑھا گیا جاسکتا ہے۔ مثلاً ٹیکڑوں مغرب اور عشاء اور فجر آفتاب

خراب ہونے سے پہلے واجب ہوگی۔

لیکن معلوم ہوا کہ وجوب کا حلی سبب اوقات معطور نہیں ہیں جن کے نہ ہونے سے وجوب نماز نہ ہو بلکہ اصلی سبب وجوب فنی اور نفسی امر کی منتفی ہیں اوقات تو صرف علامات ہیں۔ اس لئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نفس الامر میں پانچوں نمازیں ہر حال میں گونا گویا فرض پر واجب ہیں۔ ان اوقات معطورہ پر ان کی تعلیم نہیں ہے کہ جب یہ اوقات ہوں تو یہی وجوب ہو جیسے وجوب عام معلوم ہوتا ہے یہ اوقات ہوں یا نہ ہوں بہر صورت وجوب نماز وہی نہیں ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اپنے بندوں پر فرض کر دی ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ پانچ نمازیں اصلی سبب وجوب کے لحاظ سے لازم ہوں اگرچہ ان کے نواقات میں رد و بدل اور تغیر ہوتا ہے چنانچہ قضا کا واجب ہونا اور جب ادا بعد ادا کے بعد ساقط الزمہ ہو جو اس کا متوہ ہے۔

ملک بلغار و غیرہ

دینی یہ بات کہ بلغار جیسے ممالک کے باشندے جہاں ایک وقت ہی نہیں ملتا کہ نمازوں میں ان کو قضا کی نیت کرنی چاہیے؟ تو صحیح ہے کہ قضا کی نیت نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ادائی کا وقت جب نہیں تو قضا کیسے کیا جاسکتی لیکن اس تقریر پر بھی نے یہ گرفت ہے کہ جس طرح پانچ نمازوں کی فرضیت مسلم ہے اس طرح ان کے اسباب و شروط بھی فرض ہیں نہیں اور نماز کی فرضیت مع شرائط اسباب مراد ہے تو صحیح ہے لیکن ایسے ممالک میں وقت جو نماز کا سبب ہے ہے پایا نہیں جاتا اور اگر یہ مراد ہو کہ ہر فرد پر مطلق نمازیں واجب ہیں یا نہ واجب ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ ہر شخص اگر طوع آفتاب نہ دے اگر طوع آفتاب نہ دے کے بعد پاک ہوئی ہے تو اس پر صرف چار نمازیں واجب ہوں گی فجر کی نماز واجب نہیں ہوتی حدیث و جہاں دو خوف و غاف قیاس ہے اس پر قیاس کیسے درست ہو سکتا ہے۔

طبی کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہم فنی اور احوالی کرتے ہیں یعنی نماز میں شرائط اسباب مراد ہے لیکن وقت سبب اصلی نہیں ہوتے۔ بلکہ محض علامات ہوتے ہیں جیسے کہ حدیث و جہاں اور احادیث معمرین اور قرآن میں صریح روایات اس امر کی تائید کرتی ہیں کہ اوقات سبب اصلی نہیں ہوتے۔ اور حدیث و جہاں خلاف قیاس نہیں ہے۔

علامہ حنفی حدیث و جہاں کو خلاف قیاس تو نہیں کہتے البتہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث و جہاں اور مسئلہ ذیل میں فرق ہے وہ یہ کہ حدیث و جہاں میں ایک دن میں تین سو سے زیادہ عصر کی نمازوں کا وقت تو موجود ہے البتہ علامت موجود نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ ذیل میں نہ زمانہ ہے نہ علامت۔ لیکن علامہ کا یہ فرمان صحیح نہیں معلوم ہوا کیونکہ باندہ تو ایک مسئلہ ہے جو مسلسل جاری ہے کہ وہ جہاں والے دن میں ان سیکڑوں عصروں کی علامت کا نشان تک نہیں ہے۔ برخلاف ان ممالک اور دور کے کہ ایک نماز کے علاوہ دوسرے اوقات کی علامتیں موجود ہیں اسی لئے نماز کو بغیر ہونے کی کو یہ کہہ کر روک دیا ہے کہ وقت مقرر کر کے عشاء کے فرض ہونے کی دلیل بہت روشن ہے۔ ۱۱۶۱ھ

فہرست فقہانہ

وَذَلَّكَ فَامْنُوتُوا الْفَجْرَ وَظَهْرَ الْمُصْبِيَّ وَالْمَغْرِبَ مَا تَمَّ بِتَغْيِيرِ الشَّمْسِ وَابْعَثُوا إِلَى الْكَلْبِ
 اور مستحب ہے فجر اور گرمیوں کی گھیر اور عصر کی نماز کو پھر کرنا جب تک کہ آفتاب ظہیر نہ ہو اور عشاء کو چھان دات تک
 وَالْوُتْرَ بَيْنَ اَصْبَحِ النَّهْلِ بَيْنَ يَتْنِ مَا لَيْتِيَا وَتَغْيِيرِ ظَهْرِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبِ
 اور در آخر شب تک اس شخص کے لئے جس کو چاہئے پراختہ ہو اور مستحب ہے جازوں کی ظہر اور مغرب
 وَفِيهَا فَيَنْبَغِي يَوْمَ غَيْبِ زَوْجُوهُ غَيْرُهُ فَيُجِبُ
 اور ان نمازوں کو محل وقت میں پڑھا جن میں غیب ہے اور کے دن ان کے ساتھ نمازوں کو پڑھ کے دن تاخیر سے پڑھا جائے۔

و بعد طلوع الفجر بائنتہ من شفق الفجر ولین المغرب ووقت فلقطیۃ
اور منوں ہے صبح فجر کے بعد وقت فجر سے زیادہ اور مغرب سے پہلے اور غلبہ کے وقت
و عن الخلع بین الضلعین فی وقت یقین ووقت
اور مع کیا گیا ہے وہ زمانہ کہ وقت میں جمع کرنے سے غر سے پڑھو۔

مکر وہ اوقات نماز کا بیان

تشریح الفقہ۔ قولہ ومع ان طلوع آفتاب، زوال آفتاب، غروب آفتاب کے وقت فرض، نوافل، مجتہد عبادت اور نماز جنازہ
ممنوع ہے کیونکہ ان اوقات نماز میں نماز پڑھنے کی ممانعت متعدد صحابہ کی روایت سے ثابت ہے (مساجد) میں ان اوقات میں مقرب صحابین،
خوفا نہ کی گئی ان میں مرد و عورت، انہی میں انصاف کی اور وہ انسانی عمر و ان میں (الحدیث) آج کی عمر غروب کے قریب پڑھی جاتی ہے
کیونکہ وجوب نماز کا سبب وہی چیز ہے جو وقت شروع سے متصل ہے جس غروب کے وقت بھی نماز صحیح و واجب ہوئی دیکھی ہی وہ امر کی
جاتی۔ امام شافعی کہ مستحکم کہ تھو فراصل کی تکلیف میں کرتے ہیں اور امام ابو یوسف جو کہ روز زوال کے وقت نوافل مباح کہتے ہیں
سماعت و علی ان روایت ان مضرب پر بحث ہے۔

قولہ عن الفصل ان روزانہ فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور عصر کے بعد غروب آفتاب تک و نوافل پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ حضور
صلی علیہ وسلم سے منع فرمایا ہے (بخاری میں سنو یہ ایسا راوی ہے، یعنی میں علی، مسلم میں عمر بن عبد العزیز ان اوقات میں قصائد و مجتہد
عبادت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس وقت فرض کیجئے سے ہے تاکہ پورا وقت فرض ہی میں مشغول سمجھا جائے۔
فی غلبہ وقت میں کوئی حرج نہیں ہے اور صلوٰۃ فجر کے بعد نماز فجر سے پہلے بھی سنت فجر سے علاوہ نوافل مکروہ ہیں۔ ان عمر سے
مرفوعہ روایت ہے کہ "طلوع فجر کے بعد پورا رکعت کے اور کوئی نماز نہیں ہے (ترمذی، ابوداؤد) حضرت عائشہ سے مروی روایت ہے
کہ فجر طلوع کرنے کے بعد اٹھنے نہ صرف دو رکعت نماز تکلیف پڑھے تھے۔ (مسلم) غروب آفتاب کے بعد فرض سے پہلے بھی نوافل
مکروہ ہیں کیونکہ اس سے مغرب کی نماز میں تاخیر و نرم آئیگی۔ دیگر وہ بھی ہے جب امام غلبہ کے لئے مغرب کی طرف پہلے اس وقت سے
تغیر غلبہ سے فراغت تک بھی نوافل مکروہ تحریمی ہیں۔ ان المعربوں نے اس وجہ کو قبول کیا ہے اور انکی معج ہے وہم شافعی، امام اسحاق
تخصیص لہ چھ رکعت حضرت جابر کی حدیث کی وجہ سے جائز رکھتے ہیں لیکن حضرت علی، ابن عباس ان میں سے بھی مروی ہے کہ اس
وقت میں مسنونہ و مکروہ ہیں۔

(ابو الیاس)

قولہ وعن الجمع ان ذکر کے باوجود بھی وہ شخصوں کا ایک وقت میں جمع کرنا منسوب ہے۔ مکر و نماز کا یا فرض و مکروہ یا عبادت حج کے
موقوف پر عرق ہے اور مکر و نماز کے دو نماز اس سے مستثنیٰ ہیں امام شافعی و مالک جانتے ہیں کیونکہ حدیث سے اس کا ثبوت ہے ہم یہ کہتے
ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ صرف جمع مکر ہے یعنی ایک نماز کو آخر وقت میں اور دوسری کو اول وقت میں پڑھنا یا تھوڑے جمع کرنا
سوائے مسجد بنائے ہیں کہ "اسم ہے اس نماز کی جس کے سوا کوئی وجود پران نہیں آتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوئی نماز مجرا کے
وقت کے اور کسی وقت میں نہیں پڑھی مکر و نماز میں کوئی طریقہ و عمر عبادت میں اور مغرب و عشاء و عبادت میں۔

تشریح الفقہ ... قولہ و اسقط الیقینہ فی استقبال قبلہ بھی شرط ہے قال تھاق "قولوا و جو حکم منظرہ" بجز وہاں کی طرف اپنے چہرے کو بغیر حضور نے ایک جگہ باز نمازی سے ارشاد فرمایا کہ "جب نماز کے لئے اٹھو تو اچھی طرح منہ کو پھر قبلہ رخ ہو کر تعمیر کو" (مسلم) اس پر یہ اشکال نہیں ہوتا چاہئے کہ جہت تو خدا کے لئے ہے اور خدا کے لئے کوئی جہت نہیں۔ پھر کعبہ کی طرف رخ کرنے کا ضروری ہوئے چنانچہ صحیحی دار و اس واسطے کہ عبادت تو بے شک خدا ہی کے لئے لیکن بقول کے ...

قوم راست رہے دینے و قبلہ گاہے

ہر ملک ہر قوم ہر شخص کا ایک طبعی دھن اور قلبی میلان ہوتا ہے جو اس کو کسی نہ کسی طرف مشتبہ ہونے کا دائمی غنا ہے شریعت نے قیمی ملت اور عیسویہ کو بغیر شیخ سے ممتاز کرنے کیلئے اسی جہت کو اختیار کر دیا۔ یوں کہا جائے کہ اس میں بدی کے آثار داخل تصور ہے کیونکہ مائل بالغ نفس جو خدا کے حق میں جہت کوئی جانتا ہے اس کی اصل پیدا نش انکی متفق ہے کہ نماز میں کسی خاص طرف مشتبہ نہ کرے بلکہ نے انکی بات کا حکم کیا جو اس کی اصل پیدا نش کے مقتضی کے خلاف ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ حکم ہوتا ہے یا نہیں۔ بہر کیف استقبال قبلہ ضروری ہے حتیٰ وہ باطل تھا جیسے اصل کے لئے لیکن کعبہ کی طرف حجب ہو یا ضروری ہے خواہ اس کے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار و غیرہ مائل ہو یا نہ ہو جس کی اگر کوئی کی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اس کے اس طرح پڑھنا ضروری ہے خواہ اس کے اور کعبہ کے درمیان کوئی دیوار و غیرہ مائل ہو یا نہ ہو جس کی اگر کوئی کی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے اس طرح پڑھنا ضروری ہے کسائر دیوار و دیوار کوئی جانے تو کعبہ سامنے ہو جائے، مگر جیسے کعبہ سے دور باشندگان کے لئے صرف جہت کعبہ شرط ہے، جمہور علماء و ثوری، ابن مبارک، احمد، افق، داؤد و سونی ثمالی، اسلاف سب کا یہی قول ہے اور یہی ترمذی نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے۔

قولہ و الخافہ ان فی تحقیق مذکور کی بنا پر خائف ہے کہ حق میں استقبال شرط نہیں جس طرف قادر ہو نماز پڑھے و پھر خوف ہے نام ہے یا نہ و میل و تکرار و درندہ و راجز کی کا وہ نتیجہ اس میں ہے کہ کٹھنی ٹوٹ گئی اور کوئی تہتہ پر نہ گیا اور قبلہ رخ ہونے میں فرق ہونے کا خوف ہے توجہ صحرانور ہو نماز پڑھ لے۔

قولہ و من الخفیت ان فی جس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے کہ کسی طرف ہے اور کوئی نہ۔ نے والا بھی موجود نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ علامات و غیرہ کے ذریعہ خوب غور کرے کہ قبلہ کس طرف ہو سکتا ہے اور جس طرف اس کا دل کو اتلا سنا کی طرف نماز پڑھے لے پھر اگر نماز کے بعد مطمئن ہو کہ سمت چوک گیا تو اعادہ بھی نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر قری سے نماز پڑھنے میں یہ غایت ہو کہ پشت قبلہ کی طرف تھی تو اعادہ واجب ہے کیونکہ خفاء کا یقین ہو گیا ہم کہتے ہیں کہ اس کی وسعت میں صرف قری تھی اور عجم شرع اس کے حق میں جہت قری ہی قبلہ ہے لہذا اس کی نماز شرع کے مطابق ہونی اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں اور اگر قری کرینے کو سمت کا غلط ہو نماز کے اندر مطمئن ہو جائے تو نمازی میں قبلہ کی طرف پھر جائے کیونکہ بیت المقدس سے غایت کعبہ کی طرف قبلہ دینے کا حکم کن اہل قباد کو اس کی حالت میں کعبہ کی طرف گھوم گئے تھے اور حضور نے اس کو پرت کر دیا تھا۔ (صحیحین)

قولہ و لو لدی و ان اگر اندھیری رات میں چند مقتدیوں نے قری کی کو اور ہر ایک نے اپنی اپنی قری کے مطابق نماز پڑھی اور امام کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ اس کا رخ کس طرف ہے تو ان کی نماز ہو گئی کیونکہ ان کے حق میں قبلہ جہت قری ہے۔ وہی امام کی سمت کی مخالفت تو یہ بات نہیں لیکن جس شخص کو اپنے امام کا حال معلوم ہو گیا یا وہ امام سے آگے چلا گیا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ

باب نماز کی صفت کے بیان میں

فَرْضُهَا التَّحَرُّطُ وَالْإِتِمَامُ وَالْقَرَاءَةُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَالْقِفَاظُ لَا يَجِزُ إِلَّا بِالشَّهَادَةِ وَالْخُرُوجُ بِصَلَاةٍ
فَرَاغَةٍ نَازِلَةٍ كَبِيرَةٍ حُرْمَةٍ قِيَامٍ رُكُوعٍ سُجُودٍ قَعْدَةٍ خَيْرٌ مِنْ قَعْدَتَيْنِ أَوْ نَازِلَةٍ كَوْنًا سَلَامَةً أَوْ نَازِلَةٍ كَوْنًا سَلَامَةً
تَوْضِيعُ الْمَنَاسِكِ... قولہ باب صفة الصلوة اربع مقدمات نماز سے قرأت کے بعد مقصود کا آغاز ہے وصف اور صفت دونوں مصدر
ہیں ذمہ و فاعل و مفعول و زمان و ذمہ (معراج اللہ ربیہ) کہا جاتا ہے وصف لفظی و مقصودت پس فاعل کے ماضی میں ہے جیسے ذمہ
وعدہ میں ہے متکلمین کی اصطلاح میں وصف وہ ہے جو قائم یا موصوف ہو۔ "ذکر" "زید علیہ السلام" اور صفت وہ ہے جو قائم یا موصوف ہو
(صراح صواب و نہایہ) یہاں صفت سے مراد نماز کے ذاتی اوصاف (یعنی اجزائے عقیدہ) ہیں جو اجزائے خارجیہ قیام، رکوع، سجود و غیرہ
سب پر صادق ہیں۔ صاحب المسراج الوہاب نے بیان کیا ہے کہ ثبوت ثبوت کے لئے جو چیزیں ضروری ہیں (۱) میں (۲) بہت (۳)
(۴) ارکان (۵) زمانیت (۶) نظم (۷) اثر (۸) بات (۹) غلہ (۱۰) شرط (۱۱) سبب ان جو چیزوں کے بغیر کسی شے کا ثبوت نہیں ہو سکتا
یعنی قیام، نماز ہے اور رکوع قیام پر ثابت، رکوع اور سجود، سجود رکوع کا قائل بالغ تکلف آوی، ہے اور شرط وہ ہیں جن کا انحراف میں ہو چکا
ہے یعنی بہت و غیرہ اور نظم جواز نماز اور آداب ہے اور سبب اوقات ہیں۔

قولہ لم یصحہا اربع نماز میں کل سات چیزیں فرض ہیں (۱) تحریر قال تعالیٰ "وَرُكُوعٌ كَثِيرٌ" یہاں پانچاں مصرعین غیر سے مراد غیر
الانحراف ہے وقال علیہ السلام "مفتاح الصلوة الطهور و تحویبها التکبیر" نماز کی کئی گنا طہارت ہے اور تحریم کعبہ ہے
(اور اور) و غیرہ جن میں (۱) کعبہ شرط ہے یا رکوع؟ سو تحقیق کے نزدیک تو یہ شرط ملوثی نے اس کو صحیح روایت اور بدائع میں مقتضی مشائخ
کا اور غایۃ النہایں میں عام مشائخ کا قول بتایا ہے اور امام محمد، طحاوی، و صاحبان بن یوسف کے نزدیک رکوع ہے (۲) قیام قال تعالیٰ
"وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ" کھڑے ہو چلا اللہ کیلئے، نہایت فطرتاً ہی حالت خاصہ میں باجماع مسرین اس سے مراد قیام فی الصلوة ہے اور یہ
باعتقاد رکوع ہے جبکہ قیام و مجہدہ تار و زور۔ (۳) قرأت قال تعالیٰ "فَاذْكُرُوا مَا فِي الصُّحُفِ" پڑھو جس قدر آسان ہو قرآن سے
بہت فرض اس قدر ہے کہ جتنا آسان ہو جس کی مقدار بقول اربع ایک چھوٹی آیت ہے مگر "عہد حاشا" جیسا ایک گھنٹہ و زور ہوئی اس
پار نہیں پھر علامہ غفرلہ صاحب حاشیہ کو انکی روایت کے قائل نہیں مگر مجہد کے نزدیک رکوع ہے یا اور بات ہے کہ رکوع زیادہ ہے یعنی
ہمارے نزدیک مقتدی سے اور رکوع کی ارکوع سے مراد ہے۔ (۴) رکوع (۵) سجدہ قال تعالیٰ "رُكُوعٌ أَوْ سُجُودٌ" ان کی فرضیت و
رکعت پر بھی اتفاق ہے (۶) قعدہ الخیرہ و بقدر تقسیم اس کے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ارشاد فرمایا کہ
"جب اسے کہہ دو تمہاری نماز پوری ہو جائیگی (اور اور) اور اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا پورا ہونا اس کے کرنے پر معلق ہے خود کہہ کر ہے یا
نہ پڑھے پڑھنے کی مقدار میں نماز فرض ہے اور پڑھنا واجب ہے اور تاکہ زہری، ابو جعفر کے نزدیک سنت سے مراد بقول صحیح ہے (۷)
خروج بعد صلوٰۃ یعنی نماز تمام ہونے کے بعد نماز کی کٹائی (یعنی) یا پوری قیل سے باہر ہو جائے صاحب کتاب اس کو فرض شمار کر رہے ہیں لیکن
قلبی ہند میں ہے کہ فرض نہیں ہے اور یہی صحیح ہے (یعنی) یا پوری قیل سے باہر ہو جائے صاحب کتاب اس کو فرض شمار کر رہے ہیں لیکن
نہیں ہے اور حق میں ہے کہ مقتضی ہی قول پر ہیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی پس آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کر کے جید پر رکھا (الایضی)۔
 خبر یہ ہے کہ اس میں لغوی تین صریح ایک مہمہ کا ذکر ہے جس سے سنت ثابت نہیں ہوتی بخلاف اترہاء کے کہ اس میں سنت
 ہونے کی تصریح ہے بخلاف ان میں حضرت وکیل کی حدیث کے سن اللہ کی تصحیح کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔ ثم وضع یدہ الی علی عکبر
 کعبہ النیسوی (ابو ذر نضلی) نام، کعب کا عکبر مذکور ہے کہ کعبہ محمدیہ کے بائیں اہل اہل مذکور نے کعبہ باندھا بھی اقل کی ہے کوہان
 کے یہاں جود ناقدار اور باندھا کر کے امام اوزار کے نزدیک دونوں برابر ہیں اثر مذکور ان میں پرست ہے علاوہ ان میں کعبہ باندھنے
 کی دیگر صحاح حدیث بھی ثابت ہیں۔ (بخاری میں سنن سنن سعد واکھنن میں میں عباس بن عبد المطلب نے یہی فرمایا ہے)

فَعَلَّ وَادَّاءُ الدُّعُولُ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ وَرُفَعُ يَدَيْهِ جِذَاءً أَذْيَبُ وَلَوْ شَرَعَ بِالصَّبِيحِ أَوْ التَّغْلِيلِ بِالْفَارِثَةِ
 فعل جب نماز میں آگیا ہے تو عکبر کے ہاتھوں کے برابر اٹھ کر اٹھ جائے گا۔ تاہم کعبہ کا ذکر ہے کہ شروا کی پانچوں میں
 مَبْعُ حَذَا لَوْ فَرَأَى مَبَا عَاجِزًا أَوْ دَنَجَ وَاسْمَى بِهَا
 شروا کی جب بھی گنج ہے جیسے عربی سے نہ ہونے کی صورت میں قرآن فارسی میں یہ دو ذوق کیا اور ہم اللہ کا نام میں پڑھی
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَرَضِعَ بِيَمِينِهِ غَنَى بَسَارِهِ نَعَتْ الشُّوْةَ فَسَطَفَتَا وَصَوَّافَ سَبْرًا لِلْفَرَاةِ
 اب اللہ کا ذکر کیا یہاں دست نہ ہوئی اور کعبہ کے بائیں ہاتھ پر کعبہ کے پچھلے ہاتھ پر مزبور اور ہاتھ پر کعبہ کے کعبہ کے
 قَبْلَتِي بِمِ الْمَسْجِدِ لَا الْمَقْدِسِ وَلَوْ شَرَعَ عَنْ مَكِينَاتِ الْعِلْمَيْنِ وَاسْمَى سَبْرًا فِي كُلِّ مَحْمَدٍ
 میں سبوتی پڑھے نہ کہ مکتوی اور مکتوی کے اور کعبہ کے اور ہم اللہ کے ہاتھ پر کعبہ کے اور ہم
 وَهِيَ حَيْثُ مَنْ الْقَوَانِ الْقَوْلُكَ مَقْصُصٌ فَيَسْ شَوْرَتَيْنِ وَلَقَدْ بَنَى الْقَابِضَةَ
 اور یہ ایک آیت ہے قرآن کی جو سورتوں میں مفسر کے کے اتاری گئی ہے اور نہ سورہ فاتحہ کا کتبہ ہے
 وَلَا مِنْ شَكٍّ شَوْرَةٍ وَفَرَأَ الْقَابِضَةَ وَشَوْرَةٍ فَهَذَا أَوَّلُهَا
 اور نہ کسی اور سورت کا اور پڑھے فاتحہ اور سورت پانچ آیتیں

توضیح المقتضی: مذکورہ متذلل جملہ اللہ اللہ کہہ کر مستحکم اور اتنا ایسا نماز پڑھنے والا جو مہدی مسیحا سے نماز کا شروع نہ ہو
 ہو گیا ہو۔

تشریح المقتضی: قولہ حَذَا اذہب انصاف کے نزدیک عکبر تحریر میں کعبہ افغانی حدیثوں کی فوائد ہے اور امام شافعی کے
 یہاں کہ وہ میں تک اور ان کی دلیل حضرت ابیہر مہدی کی حدیث ہے کہ انہوں نے اصحاب رسول کی ایک جماعت میں یہ فرمایا کہ کعبہ
 تم میں سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کعبہ ہے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ جب (ابتدائی) عکبر کہنے کے اپنے ہاتھ کا دعویٰ
 کے برابر اٹھائے گا (بخاری) اسلاف کی دلیل حضرت مالک بن نویرت کی حدیث ہے جو مسیحا میں ہے اور وہ ان میں ہرگز حدیث ہے
 جو اس میں ہے اور سب مدیون میں فطرت کے پیش نظر یہ صورت اختیار کی جاتی ہے کہ شریعت کا دعویٰ کے بالقابل اقصیٰ کون کی لو کے
 رہنے اور ان کیوں کے رہنے کے آخری حد تک پہنچ جائیں۔

قولہ وَاوَّاهُ شَرَعَ وَلَوْ شَرَعَ کرتے وقت خود فرض ہو جائے عکبر تحریر مہدی ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ حدیث
 تحریر العکبر پانچ کتبہ سے مہدی ہے اس وایہ وایہ وایہ اس میں جو حکم وغیرہ نے روایت کی ہے لیکن اگر کوئی شخص عکبر متنی اللہ اکبر
 کی یہاں دیکر اسے انہی خطرات میں اللہ اعظم والرحمن اکبر ویمان اللہ اعظم اللہ اعظم میں سے کسی نام کے ساتھ شروع کرے تو کیا یہ بھی

وَلَمْ يَخْنِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ لِلصَّلَاةِ وَلَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ عَلَى سَمْعٍ وَنَفْسٍ وَأَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ أَوْ التَّوْحِيدِ
اور نماز کے لئے قرآن کی کوئی حدت نہیں تھی اور عقائد قرأت نہ کرے بلکہ سنا رہے اور سنا رہے کوچہ امام آیت، نسبت یا آیت توفیق پڑھے

أَوْ خَطْبَ أَوْ خَلِي غَنِي النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالنَّبِيِّ كَالْقُرْآنِ

یہ خطاب پڑھنے والا ظاہر ہے یا تنقیرت اللہ پروردگار بھیے اور دور پہنچنے والا ایمان والے کے حکم میں ہے۔

تشریح الفقہ: قولہ ولو فرک اگر کسی نے اثناء کی پہلی وارحتوں میں صرف سورۃ فاتحہ کی قرأت کی۔ مگر اس صورت کی قرأت نہیں کی تو وہ آخری دور احتوں میں سورۃ فاتحہ مع صورت پڑھے فاتحہ بطور معمول اس صورت بطور قضا اور اگر کسی نے پہلی دور احتوں میں قرأت فاتحہ چھوڑ دی صرف صورت کی قرأت کی تو آخری رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور اجماعی فاتحہ کی قضا نہ کرے۔ یہ حکم قرعین کے نزدیک ہے۔ امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ ان صورتوں میں قضا نہ کرے کیونکہ سورۃ فاتحہ اور صورت میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر واجب ہے اور بلا کسک واجب کی جگہ اجماعی اور دوسری سبب قضا نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی۔ لہذا فقہانہ دو کی طرف میں کی دلیل یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کی مشروریت اس طرح ہے کہ پہلے فاتحہ پڑھے پھر صورت پھر اس صورت میں اس نے پہلی اور کتوں میں صرف صورت پڑھی ہے اگر فاتحہ کی رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کی قضا نہ کرے تو وہ اس کو واجب سورۃ پڑھی پھر سورۃ اور یہ خلاف موضوع ہے اور یہی صورت میں یہ بات لازم نہیں آتی لہذا دینی کی اور کتوں میں قضا ممکن ہے کہ مسنون کے مطابق سورۃ فاتحہ پڑھ کر صورت کی قضا نہ کرے گا۔

فائدہ: اس مسئلہ میں چار قول ہیں اول یہ کہ جو شخص میں ذکر اور دعا اور سبب ظاہر نہ کر دیا ہے وہ دم کا کس یعنی فاتحہ و قضا نہ کرے نہ سورۃ کو یہ قضا بھی بن ایمان کا قول ہے۔ دوم امام ابو حنیفہ کا قول کہ دوں میں۔ کہ کسی کو قضا نہ کرے چہاں یہ کہ فاتحہ صورت پروردگار قضا کرے یہ حسن بن زیاد کی روایت ہے۔ پہلے پھر پھر کے نزدیک قضا میں صورت کو مقدم کرے اور بعض کے نزدیک فاتحہ کو مقدم کرے۔

قولہ ولو فرک القراءۃ الخ اگر کسی نے قرأت کی کم سے کم مقدار جو فرض ہے وہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایک آیت ہے چھوٹی ہو یا بڑی اور وہ جن کے نزدیک کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت ہے۔ کیونکہ اس سے کم کی صورت میں دو قرأت کرنا اور انہیں کو بلائیگا۔ امام صاحب کی دلیل ارشاد ہادی ہے "فَلَا تُرْوَا نِیْسَمِنْ الْقُرْآنِ" یعنی اس قدر جو چھوٹا سا ہے تو قرآن سے اور سزا میں مستحب قرأت یہ ہے سورۃ فاتحہ پڑھے اور اس کے ساتھ جو صورت چاہے پڑھے کیونکہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں جو آیت کی قرأت فرمائی۔ (اور اور) اس میں صحت، حاکم، احمد، ابن ابی شیبہ، ابی حنیفہ، ابن عساکر اور اقوام کی حالت میں پھر وہ خبر کی تازہ میں اس آیت کی قرأت فرمائی۔ لہذا متصل حتی سورۃ حجرات سے سورۃ بروج تک مسنون ہے۔ اور ہر وقت عشاء میں اوسط متصل یعنی سورۃ بروج سے لے کر تک اور مغرب میں قضا متصل یعنی لکھن سے سورۃ ناس تک، حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس قضا اور قرأت کی یہی تفسیر لکھ کر بھیجی تھی۔ (عبد الرزاق، ابن ماجہ، بیہقی)۔

بحث قرأت خلف الدمام

قولہ ولا یقرأ العوض الخ یہاں سے صنف فیہ الزمہ یہ بیان فرما رہے ہیں کہ امام کے پیچھے مقتدی کچھ پڑھے یا نہیں فرماتے ہیں کہ مقتدی نہ قانت پڑھے۔ نہ صورت خود نو، نہ جہری، نہ یاسری۔ یہی قول اکابر صحابہ کی ایک جماعت کا ہے اور امت میں سے ابن المسیب، عمرو بن زبیر، سعید بن جبیر، زبیری، خثعمی، سہلی، ثوری، ابن ابی لیلیٰ، اوزاعی، مالک، احمد، ابن حنیفہ، ابن المبارک کا ہے مگر اوزاعی، مالک، ابن المبارک نماز جہری میں پڑھتے ہیں۔ امام ثانی کے نزدیک جماعا قضا میں سری نماز میں اور جب داخل حد پڑھ رہی ہو یا جہری ہر نماز میں مقتدی فاتحہ پڑھے۔ اور اوزاعی نے ایک روایت یہ بھی نقل کی ہے کہ سری نماز میں بھی واجب نہیں ہے یہی قول ایٹ۔

فَافِ الْاِثْمَةِ

باب الامت کے بیان میں

قولہ باب الامامة الامت کی دو قسمیں ہیں مغربی، کبریٰ بزرگی کے نام سے اور شرقی، کبریٰ کی تعریف ہے۔ یہی امتیازی تصرف خاص بھی والا ہے۔ یعنی حق خدا پر تصرف عام کا امتیازی امت کبریٰ نے خاصہ طحاوی فرماتے ہیں کہ امتیازی تصرف میں نفس ہے کیونکہ امتیازی تصرف امت کا اثر ہے نہ کہ اس کی حقیقت پس منجھو وہ مقامہ میں مذکور ہے کہ حضرت مسلم کی طرف سے نبوت کے طور پر لوگوں کا دینی و دنیاوی مصالح کی حفاظت کے لئے، امت عام کو امامت کبریٰ کہتے ہیں "مسلمانوں کے لئے کسی کا امام اور امام مقرر نہ کرنا یہ امت ضروری اور واجب دین میں سے ہے۔ نیز کہ امت سے وہ اجابت ثنی الامت پر اذیت ہیں مثلاً احکام جاری کرنا، اعمال جاری کرنا، جہنم کے فطرت سے مسلمانوں کی حفاظت کرنا۔ سہولت و آسانی کرنا۔ سرکشوں کی گردن پھڑکانا۔ پورا اور رازبازوں کو نرم کرنا، مسعود عیدین کو قائم کرنا۔ نبوت حق کے سلسلہ میں کو بیباک سنا، مال غنیمت تقسیم کرنا وغیرہ امت ضروری امام کی نماز کے ساتھ مقتدی کی نماز کے وابستہ ہونے کو کہتے ہیں جس کے لئے اس شرط میں ہیں ۱) نبوت، ۲) امامت مقتدی نے مذکور کی نبوت کی تو نماز نہ ہوگی۔ (۳) اتحاد و انکسار امام اور مقتدی کے درمیان نہ ہو جائے جو تو نماز نہ ہوگی۔ (۴) اتحاد و انکسار امام اور مقتدی کے ساتھ مقتدی کی نماز کے ساتھ مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ (۵) صورت کا برابر میں نہ ہونا کیونکہ صورت کی حمایت مقصد نماز ہے۔ (۶) مقتدی کی اپنی کام سے آگے نہ ہونا اگر نماز یا اس برابر ہوں یا پھر نہ ہوں مقتدی کے پاؤں کی انکسار کے لئے بھی ہوگی ہوں تو اقتداء درست ہے (۷) مقتدی کو اپنے امام کے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہونے کا علم نہ ہونا امام کو دیکھنے سے ہو یا تو رائے سے ہو یا دوسرے مقتدیوں کو دیکھ کر ہو (۸) مقتدی کو اپنے امام کا حال معلوم ہو نہ کر وہ متعجب ہے جو مسافر خود ہی علم نماز سے پہلے ہو یا بعد میں یا امام نے چار رکعت والی نماز میں دو چار سلام پھیر دیا اور لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ اس نے بھائی کر دو چار میں یا ستر کی وجہ سے تو نماز نہ ہوگی۔ (۹) مقتدی کے لئے فائز امت ہونا اختلاف امام اور انکسار سے ہوا کرتا ہوتا مقتدی بھی۔ ضرورت سے کرتا ہو یا مقتدی اشارہ کر لیا۔ ہو اور امام کو اس وجہ سے کرنا ہوتا ہوتا مقتداء درست ہوگی۔ یہ کل شرطیں صحت اقتداء کی ہیں اگر ان میں سے کوئی شرط فوت ہوگی تو اقتداء صحیح نہ ہوگی پھر امامت کے لئے بھی یہی شرطیں ہیں (۱۰) امام کا مسلمان ہونا۔ (۱۱) کامل ہونا۔ (۱۲) بالغ ہونا۔ (۱۳) مرد ہونا۔ (۱۴) بقدر ما یجوز بہ العلمۃ قاری ہونا۔ (۱۵) اعتدال مابعد جریان، تکمیل، شباب، شباب و غیرہ سے ملامت ہو یا مقتداء امامت کی یہ کلی سولہ شرطیں اور بھی جن کو علامہ ابن ماجہ نے ان اشعار میں نظم کیا ہے۔

فذلک عشر فذاکک معدا
به النعم مع کون السکاب واحد
بشوط ولو کان ذنبه لا فذلک
بحال امام حل ام مزارا بعدا
وصحة ماضی الامام من ابتداء
دست شروط الائمة فی المدی
قراة مجزود ونظار مانع القداء

یعنی ان نرم ادراک شرط القیوة
لنعم مؤتم وعلم انتقال من
وكون امام نس دون تبعه
مشاركة فی کل رکن علمه
وان لا تحادبه النی معه اقتدت
کذلک اتحاد الفرہ بذ تمامها
بلوغ واسلام وعقل وذکورة

وَأَمَّا الْفِدَانُ وَجَلَّ بِإِغْرَاءِ الْأَوْصِيَّ وَظَاهِرُ بِمَقْذُورٍ وَفَارَى بِأَقْبَرٍ وَمَنْحَسٍ بِغَارٍ
 اور قاسم ہے سوئی اکتاد، صورت یا بچے کے پیچھے اور ظاہر کی معذور کے اور قاری کی حق پر دے کے اور کچرا اپنے ہونے کی شکل کے
 وَخِصْرٍ مُّوْمٍ وَمَقْصُورٍ بِمَنْفَعَةٍ وَبِغَيْرِهَا لَا الْفِدَانُ مُنَوَّضٌ مُّغْتَنِمٌ
 اور غلاشہ پر دے دے واسطہ کی اشارہ کنندہ کے اور فرض پر دے کی اصل یا دیگر فرض پر دے والے کے پیچھے۔ نہ کہ وہ کوئندہ کی ہم کنندہ کے پیچھے
 وَفَيْسٍ بِمَنْحَسٍ وَقَاتِبٍ بِمَنْحَسٍ وَبِأَخَذٍ وَنَوْمٍ بِمَنْحَسٍ
 اور دوسرے والے کی رعایت کرنے والے کے پیچھے اور کمر ہونے والے کی چھٹنے والے کے اور کوڑہشت کے پیچھے اور اشارہ کنندہ کی اپنے جیسے کے پیچھے
 وَنَقْلٍ بِمَنْفَعَةٍ وَإِنَّ ظَهَرَ أَنَّ إِسْمَاءَ مَعْدُوتٍ غَاثٌ وَإِنَّ الْفِدَانَ أَمْسَى وَقَارٌ بِمَنْحَسٍ
 اور نقل پر دے والے کی فرض پر دے والے پیچھے، اگر ظاہر ہو کہ اسم ہے دروغ تو نماز کو لغاتے اُمر اور قاری نے کسی ای کی اکتادہ کی
 أَوْسَتْ خَلْفَ أَمَّا فَيَ الْأَخْرَجَ نَسَتْ خَلُوتُهُمْ
 یا بھیل اور کھنوں میں ای کوئندہ باریا تو سب کی نماز قاسم ہو جائے گی۔

توضیح الملاحظہ: آئی ان پر کہ مکمل لباس پہنے والا اور دست چھپا کر والا۔ عاریک موی اشارہ کرنا چھ نماز پر دے والا اور کتب کوڑہشت نماز
 محدث تاپاک ہے۔

تشریح الفقہ: قوله وفسد الفداء عن مرد کے لئے صورت کی اکتادہ کرنا صحیح نہیں کیونکہ پہلے گذر چکا ہے کہ امام کے لئے مرد جو شرطا
 ہے گرت امام نہیں ہو سکتا، تاہاں بھی بچہ کی اکتادہ کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ پہلے بھی کی نماز نفل ہوتی ہے اور اکتادہ مضطر فرض نفل اکتادہ جائز نہیں
 مثلاً اگر نماز کے لئے فرض مطلق اور مرد نماز نہیں پچے کے پیچھے بالغ کی اکتادہ کو جائز مانا ہے مگر صحیح یہی ہے کہ فرض نماز ہو یا نفل واجب ہو ملت کسی
 میں بھی اکتادہ صحیح نہیں معذور کے پیچھے غیر معذور کی نماز بھی صحیح نہیں کیونکہ مقتدی کی یہ نسبت امام کا اعلیٰ حال ہو یا کم از کم برابر مرد شرط
 ہے جیسا کہ ہم شرط حالات کے تحت میں متعلق خود پر بیان کر کے آئے ہیں اور یہاں امام کا نفس ہے امام شافعی کے نزدیک اس قول میں
 معذور کے پیچھے تندرست کی نماز جائز ہے۔ خلاف میں سے امام ذکر کا قول بھی یہی ہے اور قاری ای کے پیچھے نہ نہیں پر دے سکتا۔ دیگر امام
 کا مذہب یہ بھی یہی ہے ای طرح مرد واجب اکتادہ کی اکتادہ نہیں کر سکتا ہے کیونکہ ای اور نیک کی حالت کی یہ نسبت قاری اور یہاں
 پہننے واسطہ کی حالت قوی ہے اور جس کی حالت قوی ہو وہ حق امام بن سکتا ہے نیز غیر موی یعنی موی اور مجددہ کرنا اشارہ کرنا والے کے
 پیچھے نماز نہیں پر دے سکتا اور فرض نماز پر دے والا نفل نماز پر دے والے کی اکتادہ نہیں کر سکتا۔ معید بن السبب، اور اجماع فقہی مذہب کی حسن و عیبا
 بن سعید و عیاد سب کا یہی قول ہے، یہی امام مالک سے روایت ہے اور یہی امام احمد کے اکثر اصحاب کے نزدیک عقار ہے اس واسطے کہ اکتادہ
 ایک وجودی چیز ہے نہ کہ عدلی بجز فرض میں اکتادہ وہ ہے کہ مقتدی اپنے فرض کو امام کے فرض میں اکتادہ کے طور پر پیش کرے۔ ہاں اگر
 صورت مفروضہ میں امام کے حق میں وصف فرضیت معدوم ہے کیونکہ وہ نفل پر دے ہاں اکتادہ صحیح نہ ہوگی۔ اور ایک فرض پر دے والا
 دیگر فرض پر دے والے کی اکتادہ نہیں کر سکتا کیونکہ شرط اکتادہ میں سے یہ بھی ہے کہ امام نور مقتدی کی نماز تندرست اور یہاں اتحدہ مقتود ہے
 لہذا اکتادہ ہے سلا ہے۔

قوله لا الفداء الخ: تیم کرنا والے کے پیچھے نماز پر دے سکتا ہے یہ شخصیں کا قول ہے اور یہی امر فلاں کا مذہب ہے امام احمد کے نزدیک
 جائز نہیں کیونکہ ان سے نزدیک حرم وضو کا عطف ہے اور شخصین کے نزدیک یہ حتمی یا نفل کا عطف ہے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی
 حدیث شخصین کے مذہب کی موید ہے جس کو بخاری اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ لنگر کا

سہارہ جائز بھیجا جب لوگ وہیں آئے تو آپ نے عمرو کا مال دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ ایک سیرت ہے لیکن ایک روز ہم کو حالت جنابت میں نماز پڑھائی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو سے دریافت فرمایا تو عرض کیا: یا رسول اللہ! میں سرزدی کی رات میں تکلم ہو گیا اور مجھے اللہ ہیہ ہوا کہ اگر غسل کرتا ہوں تو ہاتھ ہو جاؤ گا جس لئے میں نے اللہ تعالیٰ کے قول "لا تقلید اباہدیکم" الی لفظ لکھا۔ "تو پڑھا اور تم کے نماز پڑھا دی۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کیساتھ فرمایا: "یا لک من لقیہ عمرو وہن لعاص" اور انہوں کو نماز کے اعادہ کا حکم نہیں فرمایا۔

و حاصل اینچ اور پاؤں و حیوان و سوزن پر نہ کرنا لے کی اقتداء کر سکتا ہے کیونکہ سوز و قدم تک حد تک کو پہنچے نہیں و چاہاں لئے حد تک۔ جب پاؤں کی طہارت نہ آئی ہوئی و سوزن پر جو کچھ حد کا اثر ہو اس کو سننے سے زائل کر دیا یا سن لئے سوز سے بدلے کی طہارت پاؤں دھونے والے کی طرح باقی سے نیز کمرے اور نماز پڑھنے والا بیٹہ کر کوں عہدہ کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے، امام محمد کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں اقتداء صحیح نہیں۔ قیاس کا قاعدہ بھی یہی ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں مقتدی کی حالت نام کی حالت۔ یہ قوی ہے نیز صحیح حد تک ہے کہ "جب نام" بیٹہ نماز پڑھے تو تم بھی بیٹہ نماز پڑھو" فقہان مجہود نے اس قیاس کو اس نفع صریح کیجہ سے ترک کر دیا جو صحیحین میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری نماز بیٹہ نماز پڑھی یعنی سب سے آخری ظہر کی نماز تو وہ کے روز بیٹہ نماز پڑھا اور قوم نے اپنے پیچھے کمرے ہو کر اقتداء کی اور ان حدیث مذکور سے حکایت کی ہے کہ یہ منسوخ ہے اور اشلہ و کرنا والا اپنے جیسے اشارہ کرنا والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ ان کی حد تک برابر ہے۔ اور محض اقتداء کے لئے حد تک کی برابری سحر سے اور نقل پڑھنے والا فرض کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے کیونکہ اس میں حد تک مقتدی کی حالت سے قوی ہے۔

قولہ وان طہور اینچ اگر نماز پڑھ لینے کے بعد امام کا حالت حد تک میں نماز پڑھنا معلوم ہو تو نماز کا صلہ و ضروری ہے اور اگر اقتداء سے پہلے معلوم ہو جائے تو بارہا امام اقتداء کرنا چاہتا نہیں۔ یہی صورت میں امام شافعی کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ کیونکہ ان کے یہاں نیز ایک کی نماز علیحدہ ہے ہر ایک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر ہے کہ امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہے (ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی بکر) اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ امام قوم کی نمازوں کا صرف صحت و فساد کے اعتبار سے نہ مدد دے اور جب آدمی حد تک اور بھی ہو تو ان کی نماز بالا جماع باطل ہے لہذا امام جس کی نمازوں کا ضامن تھا ان کی نمازیں بھی فاسد ہو گئی۔ و اما الحدیث "واذا فسدت صلوة الامام فسدت صلوة من خلفه" طبرانی۔

قولہ وان اقتدی اینچ اگر امام آدمی ہو اور اس کے پیچھے کچھ لوگ قاری ہوں اور کچھ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان سب کی نماز فاسد ہے صاحبین کے نزدیک اماموں کی نماز ہو جائیگی کیونکہ مسند و کے پیچھے مسند و کی نماز مکرر ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ کافی نے باوجود تہ قرأت کے فرض قرأت کو ترک کیا ہے کیونکہ اس کے لئے وصت تھی کہ وہ خود امام نہ بنے بلکہ تکریم کو امام بنائے۔ لہذا اگر مسکی نماز فاسد ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب کی فاسد ہو گئی۔ نیز اگر امام نے الجھن میں قرأت کی اور کسی حد سے آخر میں مسکی کو غلط بنا دیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ امام زفر کے نزدیک مسند ہو گئی۔ کیونکہ فرض قرأت ادا ہو چکی ہے۔ اور آخر میں قرأت نہ فرض ہے نہ واجب بلکہ مستحب ہے لہذا امامی و قاری دونوں برابر ہیں۔ ہائی و دیکھ یہ ہے کہ ہر رکعت چھتہ نماز ہے اس لئے کوئی رکعت قرأت سے خالی نہیں ہوتی چاہئے۔ خواہ قرأت چھتہ ہو یا فقہیرا۔ چنانچہ الجھن میں قرأت جو حق ہے اور آخر میں فقرہ۔

مرفیہ غلہ رکعتیں۔

بَابُ الْحَدِيثِ فِي الصَّلَاةِ

باب نماز میں بے وضو ہو جانے کے بیان میں

مَنْ مَنَعَهُ خَلْعُ ثَوْبِهِ أَوْ سَفَلَتْ لُؤْكَانِي إِذَا مَا كُنَّا لَوْ خَضِرَ غَيِّ الْفِرَاقَةِ
 جس شخص کا لباس (نماز میں) اتارتا جائے وہ وضو کر کے بنا کر لے اور خلیفہ سے اگر نام ہو جسے اگر وہ قرأت سے عاجز ہو جائے (خواہ کچھ بچے کی غلطی کرے)
 تشریح الفقہ نقولہ باب الحدیث اس حدیث میں طہارت ایک وصف شرعی ہے جو اعضاء میں سرایت کر جاتا ہے (حلیۃ ولیان)
 اور جب تک کسی میں طہارت کو استعمال نہ کیا جائے اعضاء کیساتھ قائم رہتا ہے اور جن چیزوں کے لئے طہارت شرط ہے ان کی ادائیگی
 سے مانع ہوتا ہے ظاہر ہے کہ حدیث ان موارد میں سے ہے جو بر حال میں مفید صلوٰۃ نہیں بلکہ کئی مفید ہوتا ہے در کئی غیر مفید اس کے
 معنی نے انکی بحث کو مفیدات صلوٰۃ کی بحث پر مقدم کیا ہے حدیث کی صورت میں از سر نو نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں بلکہ نماز میں جس
 جگہ وضو نہ ہو جائے وضو کے بعد وہیں سے شروع کر سکتا ہے جس کو شریعت کی زبان میں بتا کہتے ہیں مگر اس کی صحت کے لئے حرم و غیر میں
 ہیں۔ حدیث تاویل ہو چکی حدیث اور جب حدیث میں بندہ کو اختیار نہ ہو اگر حدیث اختیار دلی ہو تو بخلاف دست نہ ہوگی۔ (۳) نماز کی کے بدن
 سے ہو۔ اگر خارج سے مانع صلوٰۃ کو حاجت تک جائے تو بے وضو نہیں کر سکتا۔ (۴) جو سب غسل نہ ہو۔ (۵) اور ان کو غسل نہ ہو اگر تکلیف اگر
 بنایا ہے ہوش ہو مگر اتنا دیکھو۔ (۶) بھارت حدیث میں کوئی رکعت کا ادا نہ کیا ہو اگر وضو کرنے کے لئے کھڑا ہو اور اپنی جس قرأت کرتا ہو یا تو
 بات نہ سنے گی۔ (۷) کسی حالت میں نماز میں کھڑا ہو کہ درمیان میں کھالیا یا لی لیا یا کسی سے بات کر لی تو نماز جائز نہ ہوگی۔ (۸) کوئی کھالیا
 نہیں نہ کیا ہو جسے نہ کرنے کی نافرمانی ہو اگر اپنی پاس ہو اور وہ اس کو چھو کر ردور چلا جائے تو بجا درست نہ ہوگی۔ (۹) بلا عذر تاخیر نہ
 ہو اگر اندام نہ ہو چکے یا وجود ادائیگی رکعت کی مقدار وقف کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ (۱۰) حدیث سابق کا ظہور نہ ہو اگر مؤخر سے پہلے
 کی دست گدہ رکھی تو بجا جائز نہ ہوگی۔ (۱۱) صاحب ترتیب کو کوئی فائز نماز یاد نہ آئے کیونکہ ترتیب والے کے لئے فائز نماز کا یاد آ جانا مفید
 صلوٰۃ ہے۔ (۱۲) فتویٰ کا اپنی جگہ کے علاوہ دوسری جگہ نہ ذکر پڑنا کرنا۔ اگر مقتدی نے وضو کیا تو اسنو چاہئے کہ اسی جگہ آئے جہاں نماز
 پڑھ رہا تھا الا یہ کہ نماز نماز سے فارغ ہو چکا ہو نیز منفرد کو اختیار ہے چاہے پہلی جگہ آئے چاہے وضو کی جگہ قائم کرے۔ (۱۳) امام کا اپنے
 شخص کو خلیفہ نہ بنانا جلائق درست نہ ہو۔ اگر عزت کو یا نایاب کو خلیفہ بنایا تو سب کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

خو کہ من صلیفہ من اگر کسی شخص کو نماز میں حدیث لائی ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور جہاں تک نماز ہو چکی تھی وہیں سے
 شروع کر کے پوری کر لے اور اگر امام ہو تو کسی کو چاہئے خلیفہ بنادے۔ نیز قرأت سے عاجز ہو جانے والے کا بھی یہی حکم ہے۔ امام شافعی
 کے یہاں ہفتھائے قیاس بناء جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث متواتر ہے۔ نیز وضو کے لئے جانا قبلہ سے تحریف ہوتا اور کفہ صلوٰۃ میں کیا
 یہ حدیث مد کے مشابہ ہوگی۔ نقل دلیل حضور کا ارشاد ہے کہ "جب تم میں سے کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو اسے چاہئے کہ لوٹ جائے اور وضو
 کر کے نماز کا اندازہ کرے۔ نیز حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ "جب تم میں سے کسی کو گھبراہٹ آئے تو اسے چاہئے کہ لوٹ کر نہوٹ
 جائے۔ خون کو دھوے" وضو کرے اور پھر از سر نو نماز پڑھے" بخاری دلیل حضور کا ارشاد ہے کہ "جس شخص کو سنے ہوئی یا گھبراہٹ یا نہی
 نقل ہوئی تو وہ لوٹ جائے اور وضو کر کے اپنی نماز پڑھے۔ جب تک کہ کام نہ کیا ہو"۔ رہا امام شافعی کا استدلال حوالہ اول تو پہلی حدیث میں
 انکی تصریح نہیں ہے جب نماز کی طرف سے تو بیکار کرے یا نہ کرے وہم یہ کہ ان کا تقاضا ہے کہ اسے کر ملی بن طلق کی حدیث صحت کو نہیں
 پہنچی۔ کیونکہ جس مسلم یا مسلمان ابو عبد اللہ جہول ہے دوسری حدیث سوا انکی اسناد میں سلیمان بن ارقم رضی اللہ عنہما کو بخاری و احمد
 ابو داؤد نسائی وغیرہ نے مسترد نہ کیا ہے۔

وَقَدْ خَلَعَهُ عَلَىٰ خَيْرِ امَمَةٍ وَالْجَوَائِدِ بِلَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَزَادَهُ
اور ایسے امام کے ساتھ دوسرے کلمہ دیا اور جواب میں اللہ الا اللہ کہتا یا اس کا جواب دیتا۔

تشریح الفقہ: قولہ وفتحہ الخ اور تعالیٰ کا اپنے امام کے ساتھ دیتا بھی مقصد ہے مثلاً ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا وہ نہیں اٹھتا
مگر قریب میں کوئی نماز پڑھ رہا تھا اس سے اس نے مقصد چاہا نماز نے دعائے غزوان کو پڑھ دیا تو نماز خاسمہ ہوئی کیونکہ یہ تو ایک احمدی
نہیں تھا تاہم اولیٰ امام اس میں شمار ہوگا۔ پھر موطا میں اس فعل کے تکرار ہونے کی شرط ہے۔ نیز کہ یہ فعل نماز کے اثناء میں سے نہیں
ہے اس لئے فعل مخالف ہوگا۔ اور معنی میں یہ شرط نہیں ہے کیونکہ امام تو بدعت خود مقصد ہے اگرچہ فعل اور
فائدہ۔

اپنے امام کو قلم دینے کا حکم سے شمار دیکھی برتھمن نے لکھے ہیں کہ اس پر بھی کلام ہو چکا ہے لیکن کیا اس کو اس لئے ترک کر دیا گیا
کہ مقتدی اپنی نماز کی صحت پر مجبور ہے اس سے قلم دینا معنی اعلیٰ شہادت افعال میں سے ہو گیا اور فعل نماز مقصد نہیں اسکی دلیل یہ ہے
کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نماز میں تھا آپ پھر کثرت کا قلم لیا پھر فراغت کے بعد حضرت کعب
فرمایا تو اسے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباس نے آگے فرمایا پھر تو نے قلم کیوں نہیں دیا (ابن ابی ادر) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہیں کہ ہم اولیٰ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اماموں کو قلم دینے سے (ماکر) حدت بھی فرماتے ہیں کہ جب امام قلم دینے سے قلم چاہتے تو اس کو
قلم دینے سے حضرت منع فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو قلم دیا تو انہوں نے قلم لے لیا کبھی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کوئی آیت جھوٹ کی فراغت کے بعد آپ نے قلم نہ اپنے پر تھپیر فرمایا۔

منہج

مقتدی کو چاہئے کہ امام کے ہوتے ہی فوراً قلم نہ دے بلکہ انتظار کرے کہ کلمہ ہے یا نہ کہ کلمہ ہے۔ امام کو بھی چاہئے کہ مقتدی کو قلم
دینے پر مجبور نہ کرے۔ مثلاً یہ کہ جو لے کے بعد دوبارہ صحت ہے یا خاموشی پھر اہو جائے کیونکہ یہ کہ وہ ہے اسوایا ہے کہ اگر امام مجبور
اصلاً تو قرأت کر چکا ہو تو پھر قلم دے۔ اور مقتدی اگر امام اعظم کے نزدیک ایک آیت اور حدیث کے نزدیک ایک آیت ہیں کیا ممکن
ہے کہ بعض روایات میں قرأت کا احتساب اور اگر انہی مقتدی کوئی ہو تو جس وقت چاہتا ہے اس کو بھیج کر دوسری آیت سے
شروع کر دے۔ یہ ہر مقتدی کو قلم دینے پر مجبور نہ رہے۔ مقتدی نے کافی میں اسی کو اختیار لیا ہے۔

قولہ والی جواب اس لئے کہ کسی نے دریافت کیا کہ تھے علما کوئی اور بھی مجبور ہے نماز میں نے جواب میں کہا اللہ الا اللہ جس ان کلمات
سے جواب دہا وہ نہیں کیا کہ محمد اپنے غلام میں ہونے کا اہتمام کیا تو یہ بلا خلاف مقصد نماز ہے اور اگر جواب کا ادا کیا تو یہ عام ہو گیا۔ دیکھو
مقتدی نماز ہے یہ حکم پر کیا کہ اگر ایک ہے۔ امام ابو یوسف اور امام شافعی کے نزدیک یہ کہ مقتدی نماز میں ہے کہ لا الہ الا اللہ اٹیٹش کے لئے
سے نماز مغت ہے یہاں اپنی اصل وضع پر ہے۔ کہ مقتدی نماز میں ہے کہ لا الہ الا اللہ کے معنی تھیں نہ ہو سکتا۔ مگر لیکن یہ فرماتے ہیں کہ اللہ الا
اللہ ہے شک مگر نماز ہے لیکن ان کوئی آیت کے مقتدی پر وقت کرے کہ اس کا جواب بھی ہے جس میں ان دونوں میں شک کہ وہ اللہ عزوجل کے کسی
ایک معنی کو کہیں نہیں دے کہ نہ یہ مقرر کرنا ضروری ہے اس لئے کہ مقتدی صرف جواب مان کر کلمہ کو جواب قرار دے جائیگا لہذا یہ کہ مقتدی جواب دے
اور سوائے جواب مقتدی ہے سوائے قرأت میں ہے۔ حضرت ابن مسعود نے اندر آئے کی اجازت پائی حضور مصطفیٰ نماز میں تھے تو آپ نے
"ادخلوها" سلام اچھس "پر جواب ممکن نہ حضرت اس پر پڑھتے ہوئے آپ نے زور سے پڑھا تو ان کا کچھ نماز میں نہ اظہار
ادھ سے مگر یہاں وقت ہے جب حدیث مذکور ہے اور نہ جواب کی کوئی حدت نہیں۔ (تکامل میں اللہ عزوجل)

ایک میں قرأت کی اور ایک میں ترک کی قرار ہے۔ تحریر یہ ہے کہ جس میں ہوتا کیونکہ نقل کی ہر دورعت مستقل نماز ہے اور ترک قرأت سے فساد آتا ہے۔ پھر دونوں رکعتوں میں ترک قرأت سے گھرنا بالاجماع ناسد ہے اور ایک رکعت میں قرأت ترک کرنے سے بعض کے نزدیک ناسد ہے اور بعض کے نزدیک ناسد نہیں ہے لہذا ہم نے اس میں احتیاط سے کام لیا کہ وہ جب قضاء کے حق میں ناسد ہونے کا حکم اور وہ شفعہ دوم لازم ہو۔ گئے کے حق میں وہ تحریر کا حکم لیا۔ کیونکہ اختیار ہی میں ہے۔ فقہاء اذہب جو تحریر ہاں نہیں ہوگا کہ وہ شفعہ لازم ہو جائے جب یہ اصول ذاتی ہے تو جسے وہ آپ یہ کہہ سکتے ہیں اس مسئلہ کی سہولت میں ہیں (۱) اجماع میں قرأت کی (۲) پھر وہی میں قرأت ترک کی۔ (۳) شفعہ اول میں ترک کی۔ (۴) شفعہ دوم میں ترک کی۔ (۵) صرف جب رکعت میں ترک کی۔ (۶) صرف درمی رکعت میں ترک کی۔ (۷) صرف تیسری رکعت میں ترک کی۔ (۸) صرف چوتھی رکعت میں ترک کی۔ (۹) پہلی رکعت میں ترک کی۔ (۱۰) پہلی اور چوتھی میں ترک کی۔ (۱۱) پہلی اور تیسری اور چوتھی میں ترک کی۔ (۱۲) دوسری، تیسری اور چوتھی میں ترک کی۔ (۱۳) پہلی اور تیسری میں ترک کی۔ (۱۴) پہلی اور چوتھی میں ترک کی۔ (۱۵) دوسری اور تیسری میں ترک کی۔ (۱۶) دوسری اور چوتھی میں ترک کی پہلی صورت کے بعد یہ ہندو۔ موصوفی ترک قرأت کی ہیں جس میں سے (۱)، (۲)، (۳)، (۴) میں خلیفہ کے نزدیک صرف درہمت کی نذر واجب ہے کیونکہ شفعہ اول میں ترک قرأت سے طرفین کے نزدیک تحریر ہے۔ اسی نے اوامر کے شفعہ شروع کرنا صحیح نہ ہوا۔ صرف اول شفعہ کی فقہاء اذہب کہتی ہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک چونکہ تحریر ہاں نہیں ہے اس لئے شفعہ ثانی شروع کرنا صحیح ہوا۔ اور چونکہ ترک قرأت کرنا سے نذر آ گیا ہے اور اس کی قضاء نہ کرنے سے سبوتا کے حکم میں آتا ہے۔

نمبر	رکعت اول	رکعت دوم	رکعت سوم	باقی وقت کے رکعات
۱	قی	قی	قی	باقی وقت نہیں
۲	غ	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۳	غ	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۴	غ	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۵	قی	قی	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۶	غ	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۷	غ	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۸	قی	قی	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۹	قی	قی	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۰	قی	قی	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۱	قی	غ	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۲	غ	قی	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۳	قی	غ	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۴	غ	قی	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۵	قی	غ	قی	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر
۱۶	غ	قی	غ	اچھو روزہ نہیں مگر عذر اور عذر

وَمِنْ حَافِ ظُوفِ الصَّخْرِ إِلَى الْفَتْحِ مَشْنُوءٌ لِّشَايِ الْبَقْدِي وَرُكْنُهَا وَالْأَلَا لَا وَلَمْ لَقَطِ الْأَنْعَامِ
 لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي كَرَمٌ لِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 وَفَصِي لَقِي خَلِي الْأَكْثَرِ فِي وَفَاءِ قَبْلِ الشَّعْبَةِ رَلِمَ يَصْلُ لِكُلِّهِ بِحَدِّهِ بِأَذْرَاكَ بِكُفَّةِ بَلِي كَرْكَ بِفَضِيهَا
 أَوْ لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 وَيَطْلُغُ قَبْلِي الْفَضِيهِ لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 وَفَرْقِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 رَفِي وَفَرْقِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي

فولہ ومن عطف ان کو زجر سے مسجد میں آیا دیکھ دو عت فجر ہو رہی ہے اور اس نے ابھی صبح فجر میں رہی ہے اگر خدا
 پر ہو کر شرفی ہوئے میں کما کر ایک رکعت بخنے کی توقع ہو مسجد کے دروازے سے پس پیش چلا کر نہایت میں شامل ہو جانے لیکر
 صبح فجر کی پہلی نسیات ہے اس نے مسجد کے دروازے پر افضاؤں کو منع کر لے اور ایک رکعت پہنچنے سے بعد عت کی تعلیمات
 حاصل ہو جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ جس نے فجر کی ایک رکعت پائی اس نے فجر پائی اور اگر سوئے کھائیں فوت ہو یا یہ خوف ہو تو
 نہایت میں شرف ہو جائے۔

فولہ ولَمْ لَقَطِ الْأَنْعَامِ لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 کونکر پودا کھڑا ہے روایت کیا اور محسن ان فجر کے بعد کعبہ اور جلوس آفتاب کے بعد بھی قصد کرنے کی کئی شہین سے کہ ایک رکعت
 فجر میں واقعی کی قضاء کرے۔ امام احمد کے نزدیک یہ نہایت یہ ہے کہ مال کے وقت تک قضا کر لے۔ شافعی اور حنفی نے یہاں یہ ہے کہ
 انھیں سے نزدیک کسی چار دینے میں کوئی عتقاد نہیں ہے۔ حنفی کے نزدیک میں عتقاد ہے کہ امام کی وجہ سے جب کہ آنحضرت سلم نے
 دو رکعت صبح کیلئے فجر میں نے شرعاً ان میں آفتاب منہ ہونے کے بعد قصد کرنا تھا۔ انھیں کی دلیل یہ ہے کہ سنت میں اصل یہ ہے کہ قضا
 کیے کے ایک وقت قضا ہو جس میں وہ ہے۔ اور قضا کا وقت نہایت سے نہ کہ یہ وہ فرض کے پہلے ہو کر اور عتقاد وہاں کے عتقاد وہاں
 انھیں وقت سے بعد تھا تھا ان کی باتیں تھیں۔ اور فرض کے پہلے ہو کر ان کے قضا کر کے جس میں عتقاد کا قضا ہے۔

فولہ ولَمْ لَقَطِ الْأَنْعَامِ لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 موقوفہ امام وہ یہ ہے فرماتے ہیں کہ چار رکعت کا قصد کر کے رکھیں اور عتقاد کا قول ہے امام احمد کے نزدیک وہ عتقاد سنت کا قصد کر کے
 کیونکہ امام وہ یہ ہے کہ امام کی باتیں تھیں۔ اور فرض کے پہلے ہو کر ان کے قضا کر کے جس میں عتقاد کا قضا ہے۔

فولہ ولَمْ لَقَطِ الْأَنْعَامِ لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي لَمْ يَلْجِزْ بِيَرْكِي
 اور ان کے بعد میں لے۔ مرنافعی کی یہی کہتے ہیں۔ امام شافعی میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی عتقاد ہے۔ ان
 کے اس طرح کہ لے۔ یہ قیام پایا تو کوئی عتقاد نہ پائے۔ ان کے قول میں عتقاد وہی ہیں اور ان کی بات ہے۔
 امامی، حنفی، یہ ہے کہ انھیں امام کے ساتھ مشا کہ شرعاً ہے جبہ سے مسج میں صحت ہے اور یہ عتقاد وہی ہیں کہ عتقاد
 میں۔ لہذا ان کو رکعت میں کہہ سکتے۔ اور اگر امام سے پہلے رکعتوں میں چلا جاتے ہیں امام سے بھی رکعتوں کو یہ اور ان کو رکعتوں
 کہ لے ہوئے اس سے راست پائی اور ان کی نماز کی ہے۔

تحقق ہو چکا ہے لئے سجدہ کرنا ضروری ہے اگر نماز ہی میں ادا کر لیا تو ادا نہ ہوگا کیونکہ یہ ادا ناقص ہے اور جو چیز ناقص ادا ہوتی ہے اس کا اعادہ ضروری ہوتا ہے لہذا نماز کے بعد اعادہ ضروری ہوگا۔ اگر امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور اس کو کسی ایسے شخص نے سزا دیا کہ سجدہ نماز میں نہیں ہے پھر اس نے امام کے سجدہ کرنے سے پہلے امام کی اقتداء کی تو امام کی سجدہ وہ بھی سجدہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نہ مٹتا تو بھی سجدہ کرنا واجب تھا بلکہ اب تو بدینہ اولیٰ اور سب سے گہرے امام سے سجدہ سجدہ کرنے کے بعد شام ہوا تو واجب نہیں۔ کیونکہ وہ رکعت پڑھنے کے بعد سے سجدہ پڑھنا اور اگر امام کے ساتھ نماز میں داخل نہیں ہوا تو یہ سجدہ کرے کیونکہ اس کا سبب تحقیق ہو چکا۔

قرنہ ولو فلا یحییٰ خارج قرآن ہے سجدہ و رکعت اور تحقیق ہے سجدہ نہیں کیا پھر کوئی فرض یا نفل نماز شروع کی اور اسی آیت سجدہ کو دوبارہ نماز میں پڑھ کر سجدہ کیا تو پہلا سجدہ بھی اور بونہی اگرچہ پہلے سجدہ کی نیت بھی نہ تھی جو کیونکہ نماز ۱۲ سجدہ ہیں الغرض پہلے سجدہ سے قوی ہے لہذا وہ پہلے سجدہ کو اپنے تابع کر لے گا۔ اور اگر نماز میں پڑھنے سے پہلے سجدہ کر لیا تو نماز میں دوبارہ سجدہ کرے کیونکہ جس بدل گئی اور نماز ادا سجدہ ہوئی ہے پھر یہاں صلیف لہذا یہ سجدہ پہلے سجدہ کے تابع نہ ہوگا۔

بَابُ صَلَوةِ الْمُسَافِرِ

باب مسافر کی نماز کے بیان میں

قرنہ باب صلوٰۃ المسافر علی الرحۃ اس باب کو سجدہ عبادت کے بعد اس سے ہیں اس واسطے کہ ان دونوں میں ایک فرض نہ دیتا ہے اور یہ کہ یہ دونوں ماضی ہیں تلاوت بھی ہر روز ہے اور سفر بھی ہر روز ہے لیکن صلیب نے سجدہ تلاوت کو مقدم کیا ہے اور اس باب کو سفر ہے اس واسطے کہ تلاوت میں اس کا عبادت ہوتا ہے یہ اور بات ہے کہ وہ ریا نمود اور شہرت طلبی یا جہالت یا پاکی کی وجہ سے عبادت نہ ہے اور سفر میں اصل عبادت ہے عبادت و غیرہ کی وجہ سے عبادت بھی نہ ہو تا ہے اور جو چیز باعتبار ماضی و عبادت ہوں کسی کا سفر صحیح پر قدم ہونا ظاہر ہے اس لئے مصنف نے سجدہ تلاوت کے انجام کو مقدم کیا اور صلوٰۃ مسافر کے احکام کو سفر نیز سفر کے چند احکام بدلے ہوئے ہیں۔ مثلاً نماز میں قصر ہونا، روزہ افطار کرنا، روزہ پرست کی مدت کا تین دن تین رات تک بدلتا جانا، جمعہ، عیدین اور قربانی کا واجب نہ ہونا وغیرہ اس لئے بھی اس کو سفر کرنا مناسب۔ بدلتی میں سفر کے معنی ظہور کے ہیں (یعنی سفر (نہ) سفیرا۔ و اسفر السح۔ من دون ہوتی۔ اسفر العجم بادل چھٹ گیا۔ چونکہ سفر میں آدمی کے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں یہ کہ اس سے مذہب کا حال ظاہر ہوتا ہے اس لئے اس کو سفر کہتے ہیں۔ پھر مطلق سفر سے احکام نہیں بدلتے بلکہ جس سفر سے احکام بدلتے ہیں وہ یہ ہے کہ انکی مسافت کا قصد کرے جو عادت تین دن تین رات میں ملے ہو۔ خواہ اونٹ کی رفتار ہو یا پہل کی یا تیل گاڑی کی اور تین دن بھی ہر ایک کے سال میں سب سے چھوٹے موسم کے مستحب ہیں جیسے ۱۲۰ سال سے یہاں ایام سرما، پھر چار سے رات تک مسلسل چلنا بھی شرط نہیں بلکہ مرد و عورت سے وقت زوال تک ہر طرح پر پہنچ کر مسافت و آزار کر کے تین دن و تین رات میں مسافت کا ملے ہونا معتبر ہے۔ بعض مشائخ نے سفر شرعی کا اندازہ تین فرسخ سے کیا ہے فرسخ تین میل کا ہوتا ہے و ایک میل بارہ ہزار قدم کا ہوتا ہے اس حساب سے سفر شرعی کا اندازہ چھتیس ہزار قدم کا ہوا۔ بعض نے مقدار سفر انیس فرسخ اور بعض نے اٹھارہ اور بعض نے چودہ اور بعض نے دس فرسخ قرار دی ہے و دواہی شرح چاہے میں اٹھارہ اور کچھ میں انیس فرسخ و درم کا فونی پندرہ ہے۔ صاحب دہلی نے ان تمام اقوال کو ضعیف سمجھ کر یہ بتایا ہے کہ قصر کا ہر مسافر مسافت پر ہے جو واسطہ خیال سے ممکن ہو نہ ملے ہو۔

شامل ہے اور جو کراہت کا علت صفت ہے پھر یہ کراہت بعض کے نزدیک تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک تنزیہی تو حلالی کی ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ کراہت تنزیہی ہے قطب میں تقریباً ۱۵۱ متنیں ہیں طہارت کا ہونا، عیالت قیام ہونا، دو خلیوں کے درمیان ایک بیضیک کا ہونا، آبی و از سے پھرنا تو کم من کے لئے ماحذ شد سے شروع کرنا، شہادتیں کو اور امر اور دو پر حنا، وحی و نبوت کو، قرآن کی کہ از کم ایک ہونی آیتیں چھوٹی آیتیں پڑھنا وغیرہ۔

قولہ والجمعاعۃ الخ، پھر میں جماعت کا ہونا ہے جس کا کم تر عدد امام صاحب کے نزدیک امام کے علاوہ تین آدمی ہیں، امام زفر لیٹ، داؤد اسی، حنفی کی بھی قول ہے، مسائین کے نزدیک امام کے علاوہ دو آدمی کافی ہیں۔ حضرت حسن بصری بھی لکھی فرماتے ہیں۔ کسی جب امام کے ساتھ دو آدمی ہوئے تو جماعت، پنی لکھی طرفین کی دلیل یہ ہے کہ جماعت کا ہونا مستحق شرط ہے اور امام کا ہونا بیحد و شرط ہے۔ لہذا امام کا شمار جماعت میں نہ ہوگا۔ لکن امام کے علاوہ کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہوگا۔ کیونکہ آیت "وَالَّذِينَ لَا يُلْقُوا أَعْيُنُكَ" مقتضی یہ ہے کہ ایک ذکر کرنا ہونا اور وہ امام ہے اور کم از کم تین ساتی ہوں کیونکہ شیعہ میں گومن جب اجتماع کے حق میں لیکن وہ مطلق جمع نہیں ہے امام شافعی کے نزدیک کم از کم چالیس آدمیوں کا ہونا شرط ہے کیونکہ حضرت کعب بن مالک کی حدیث ہے کہ "اسعد بن زہراء نے مدینہ میں پہلا جمعہ چالیس آدمیوں کے ساتھ پڑھا (ابن ماجہ) نیز حضرت جابر کی حدیث ہے کہ سنت چارویں ہوئی کہ ہر چالیس روزانہ میں جمعہ ہے۔ (بخاری) اور ابو امامہ سے مروی روایت ہے کہ جمعہ چالیس آدمیوں کا ہونا چاہیہ جواب یہ ہے کہ اول تو حضرت سعد بن زہراء کا جمعہ پڑھنا آنحضرت صلی علیہ وسلم کے آنے سے قبل تھا۔ دوسرے یہ کہ اس میں اس پر دالت نہیں کہ اس سے کم نہیں جمعہ کرنا ممکن۔ دوسری روایت کو خود ابو زہری نے ضعیف کہا ہے تیسری روایت کی کوئی اصل نہیں موضوع ہے۔

قولہ فان ضرر الخ نماز بد میں جو لوگ امام کی ساتھ تھے اگر وہ امام کے عہدہ کرنے سے پہلے سب بیٹھے یا کسی تو امام صاحب کے نزدیک جمعہ باطل ہو جائیگا اور اگر ضرر ظہیر پر محتاج لگے۔ مسائین فرماتے ہیں کہ اگر امام نے نماز شروع کر لی تھی تب یہ لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تو امام جمعہ پڑھ لے کیونکہ جماعت تو اتفاقاً جمعہ کے لئے شرط ہے نہ کہ تمام ادا کے لئے لہذا اس کا آفتیک ہونا ضروری نہیں۔ امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ جب جماعت اتفاقاً جمعہ کے لئے شرط ہے لیکن نماز کا اتفاق پوری ایک رکعت پر ہوگا کیونکہ ایک رکعت سے کم نماز نہیں ہوتی۔ اور رکعت کا اختتام جمعہ ہونا ہے لہذا ایک رکعت کے عہدہ تک جماعت کا باقی رہنا ضروری ہے۔

لولہ والاذا ان العلم الخ چوتھی شرط یہ ہے کہ امام یا اسکے نائب کی طرف سے اذن عام ہو مگر صرف کلام شروع نہیں جسے جامع مسجد کے دروازوں کا کھلا رکھنا اور آوازوں سے کسی قسم کی آواز کو کہ نہ ہونا کافی ہے صاحب بدایہ نے اس شرط کو ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ ظاہر الروایہ نہیں بلکہ اقوال میں سے ہے۔

لولہ و شرط و جو دھا الخ وجوب جمعہ کے لئے بھی چھ (۶) شرطیں ہیں۔ (۱) مقیم ہونا مسافر پر جمعہ واجب نہیں کیونکہ اس کو عارضی جمعہ سے حرج لائق ہوگا۔ (۲) مرد ہونا۔ عورت پر واجب نہیں کیونکہ اس پر بدلہ اپنے شوہر کی خدمت واجب ہے اور اگر شوہر نہ ہو تب بھی عورت کو جماعت میں آنا ممنوع ہے۔ (۳) نکاح نہ ہونا۔ (۴) دونوں کا مسافر ہونا۔ (۵) آزاد ہونا۔ (۶) آزادوں یا دونوں کا مسافر ہونا۔

وَيُلْقِيَانِ الْعَيْدَ وَالْمَرْيَضَ أَنْ يَوْمَ فِيهَا وَتَتَعَبُ بِهِمْ وَمَنْ لَا يَغْلُظُ لَهُ فَوْضَلِي الظُّهُورَ فَلَيْلَهَا عُمْرًا سائر مقام اور بیمار کے لئے جمعہ میں امامت کو جائز ہے اور ان سے ہمو مشفق بھی ہو جائے اگر غیر معذور جمعہ سے پہلے تکبیر پڑھ لے تو گروہ ہے فَإِنْ سَعَى إِلَيْهَا يَطْلُ وَشُحْرَهُ لِمُعْتَمِرٍ وَالْمُسْتَحُونَ أَذْوَاءَ الظُّهُورِ بِخِصَاغِهِ فِي النَّبِشِ مگر اگر احد کے لئے جائے تو ظہر کی نماز باطل ہو جائیگی اور معذور اور قیدی کے لئے شیعہ میں غیر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔

عن اقرکھ فی التشہد اذا سجد السجود اقم خضعة وذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام وبحسب السعی
 وجھل بعد تشہد میں یا بعد اہم میں پائے تو پھر پڑھائے جب امام اہم کے لئے نظر اڑاں رات نہ اڑاں تہ بہ تہ عزت اور حمد کے لئے پڑھا
 ولو انک التبع بالاذان الاول فان جلس علی العنبر لکن یزید بن مذبذہ وأقیب بعد تمام الخیضہ
 اور غریب و زید نے اذان پہلے اذان پہلے پڑھائی ہے۔ اگر جب امام اہم پر بیٹھ کر اس کے سامنے اذان پڑھا دے اور غریب و زید نے یہ نہیں کیا ہے۔

تشریح الخیضہ بخولہ وللصاف طریق مسافر امام اور جب بعد میں امامت کر سکتا ہے امام زفر کے نزدیک نہیں کر سکتا جو کہ امام ابن جبر
 فرماتے ہیں۔ البتہ اگر وہ اس طرح کی طرح نہ کی بھی امامت نہ کر سکتے ہیں یہ سچے ہیں کہ اصل جمعہ فرض میں ہے غرض سے اور امام
 وغیرہ کے لئے فرض اور سخت کی وجہ سے رخصت اور غریب و زید نے کی اجازت ہے چنانچہ جب یہ لوگ حاضر ہو گئے تو ان کی نماز فرض کی
 واقع ہوئی۔ رباعہ فرض اور چوں پر قیاس ہو چکا ہے کہ امامت کی اسیت نہیں اور عورت مردوں کی امامت سے انہیں نہیں۔
 مسافر و غلام و حریص کے لئے ہونے سے نہایت
 جمعہ کی سختی اور حاکمی کی وجہ سے یہ لوگ امامت کے لائق ہیں تو
 نہ عمت واقعہ کے لئے بطریق اولیٰ لائق ہوتے

خولہ و ص لا عدد الا ان کسی شخص نے بعد کے دن نماز جمعہ سے قبل ظہر کی نماز پڑھ لی تو اس کو کوئی حرج بھی نہیں ہے تو یہ اس
 کے حق میں ضروری امام ہے۔ پس نماز باجماعہ امام کا ہے اور امام کا یہ قولی ظاہر امام کے لئے ہوتی ہے اور امام کا یہ قولی
 قول امام زفر کے نزدیک نماز باجماعہ کی امامت کے امام اور امام اور غیر ظاہر امام میں امام کا امام اور امام کا یہ قولی
 بنا ہے کہ یہ کسی فرض جمعہ ہے اور ظہر حرام کے لئے ہے۔ اور جب تک اصل پر قدرت ہو دلی کی طرف رجوع ہو کر
 نہیں ہمارے دلیل یہ ہے کہ اصل فرض کو تمام لوگوں کے حق میں ظہر ہے لیکن قدرت واسطے کہ یہ خود دیا گیا ہے کہ وہ اس صبر کو اپنے اصرار سے
 بعد ادا کر کے مسافر کر کے یا کلمہ پڑھا کر کے لئے زہرا اور کر کے بعد قدرت فرض ہے اب اگر اس کے دل میں یہ آیا کہ جمعہ میں
 حاضر ہوا اور امامی اور اسے بعد کی طرف متوجہ ہوا تو وہ امامی کے لئے زہرا اور کر کے بعد قدرت فرض ہے اب اگر اس کے دل میں یہ آیا کہ جمعہ میں
 امید نہ ہو۔ مسافروں کے لئے ایک باطل نہ ہوں بلکہ امام کے لئے جمعہ داخل ہو جائے اور اگر یہ یا بعد نہ ہو تو یہ کسی ظہر کے بعد دینگی
 نہ ظہر کو اپنے پروردگار کے لئے بعد ظہر کے لئے کسی اور جو ظہر سے بڑھ کر ہے جس جب اس نے بعد پڑھا تو وہ ضرور کو قوت دے گا۔ امام
 صاحب کی دلیل یہ ہے کہ جب تک امام جمعہ سے حاضر نہ ہوا اس وقت تک اس پر فرض موجود ہے کہ اسے ساتھ امام کے لئے چاہئے کہ وہ اس
 کھانا جب وہ اس فرض کے لئے چاہے جو اس کی نماز چاہئے اور امام کا حکم نہ ہو۔ یہ کہ اس وقت تک اس پر فرض جمعہ نہیں ہے۔

خولہ وبحسب السعی ان بعد کے روز اذان کے وقت نماز کے لئے چلتا ضروری اور غریب و غرضت میں مقبول روز امام سے پہلے
 اذان سے مراد اذان اول ہے یا اذان ثانی؟ امام اہم کی فرمائے ہیں کہ جو اذان منبر کے سامنے آتی ہے وہی جاتی ہے اور دوسرے جی اور مصطفیٰ احمد
 اور انفرقا کا قول ہے کہ کوئی اذان پہلی میں مقادیر قوی میں پہلی اور دوسری میں گئی کہا ہے کہ یہ کہ نہ اذان کوئی مصلحت اس میں
 بوقت نہ اصل کا حکم ہے اور غرضت صلی فقہ یہ اسلحہ کہ نہ میں پہلی اذان تھی اس سے پہلے کوئی اذان نہیں تھی۔ امام صاحب ہر ایک کے کہا
 ہے کہ اگر صحیح ہے کہ اذان اول مراد ہے جو حضرت عثمان کے زمانہ میں اذان ہوئی جیسا کہ اب فتاویٰ ہے۔ یہ شرط ہے اور وہ اس کے بعد ہوا ہے۔
 سرخس نے فقہ کیا ہے اور نہیں یہ وہاں میں ہے چاہے یہ کہ یہت میں نہ سے مراد امام صلی فقہ کو کیا جائے کہ جب ترکو بعد کے دن نماز
 کے لئے آگاہ ہو جائے تو غریب و غرضت کو چھوڑ کر اس کی طرف چلو۔ میں نہ والی کے بعد جمعہ کے لئے جو پہلا نظام ہے اس پر حکم مرتب ہونا
 چاہئے یہی قول اولیٰ و موافق ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ

باب دونوں عیدوں کی نماز کے بیان میں

تَجِبُ صَلَوةُ الْعِيدَيْنِ عَلَى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَوَاهِلِهَا بِيَزَى الْمُخْتَصَّةِ وَنَذْبُ هِيَ الْفَطْرُ اِنْ يُطْلَعُ
مِيَاكِ نَزَا اِي يَرَوِ اجِبْ يَ جِسْ يَرِمُو اجِبْ يَ اِي شُرُوطِ كَ سَاقِدِ سَاقِدِ خُطْبَةِ كَ اَوِ اجِبْ يَ عِيْدِ الْفَطْرِ يَ اِي كَرِ نَجْمُ كَ هَاجَ
وَيُغْنِي وَبَسْتَكَ وَتَقَطُّبُ وَنَيْسُ اَخْسَنُ يُوَايِهِ وَيُوَايِ ضِدْقَةُ الْفَطْرِ
وَرُفْعُ كَرْتِ سَوَاكِ كَرِي خُشِيدِ كَ اِي سَبْ يَ عَمْدُ كَيْتُ يَ عَمْدُ فَطْرُ ۱۸ كَرِي

تشریح الفقہ: قولہ عاب الی باب جمع کے ساتھ اس باب کی ممانعت یہ ہے کہ دونوں نماز میں بدعت کیساتھ پڑھی جاتی ہیں نیز
نماز عید ای پر واجب ہے جس پر بعد واجب ہے اور اس کے خطبہ کے اور شرطیں بھی دونوں کی یکساں ہیں۔ (جمع میں شعبہ شرط اور مقدم
ہے اور عیدین میں خطبہ ضرور اور سنت ہے) لیکن مصنف نے جمع کو مقدم کیا ہے اس لئے کہ اسکا ثبوت کتاب اللہ سے ہے۔ درحال میں
بیشتر پڑھا جاتا ہے عید عید ہے۔ جس کے متنی میں اولاً، دُعا یا دعا چوک یہ مفہوم اس دن کے اندر موجود ہے اس کے دونوں پر سہا یا
شوال کی پہلی تاریخ اور ماویٰ الحج کی دسویں تاریخ کو آتا ہے پھر عید کب آتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے انعام بندوں پر عائد اور مکرر ہونے
ہیں یہ دن ہر سال مسرت اور خوشی کا پیغام لاتا ہے اور اس روز ہر شخص کی حسب حیثیت عزت و حرمت کا اسماں ہر سال تازہ ہوتا ہے اللہ
نے رمضان میں جو نماز کو مکہ نے پہلے سے روک دیا تھا عید کے بعد اسکا اتمام یعنی انکار بندوں پر رجوع کر رہے اس اسلامی
تقریب میں ان کے مختلف پہلوؤں سے عید کا مفہوم بیان کیا گیا۔ اس لئے اسکو عید کہتے ہیں۔ پھر یہ بھی اہل عرب پر مسرت بخش اجتماع کو
عید سے یاد کرتے ہیں قول اللہ علی

عِيْدُهُ وَعِيْدُهُ دَعَا صَرِي مَجْتَمَعَةٍ

وَجَعَلَ تَحِيْبَ وَيَوْمَ الْعِيْدِ وَالْجُمُعَةِ

آنحضرت صلیم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ و شریف آئے تو ہجرت کے دوسرے سال جب روزے پہلی بار فرض ہوئے تو
رمضان ختم ہونے کے بعد ہجرت الی کو آپ نے منگے پہلے نماز عید کی وصفت اس سے روایت ہے کہ اس حدیث کے دوران تکمل آگئے
تھے جب آپ شریف آئے تو فرمایا اللہ نے تمہارے لئے ان دونوں دنوں سے ہجرت دونوں دنوں کے ایک عید الفطر دوسرے عید الاضحیٰ۔

(ابوداؤد و سنن ابی داؤد)

قولہ تَحِيْبُ اِنْ جِسْ فَمَنْ پر بعد واجب ہے اس پر امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز عید بھی واجب ہے۔ امام عظیم سے منقول ہے کہ ان
روایت ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلیم نے اس نماز پر مواخبت فرمائی۔ امام احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ فرض کمالیہ بنام ہجرت کے
تذکرہ سنت ہے یہی امام مالک و امام شافعی کا مذہب ہے۔ مسنون ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک نجدی انصاری نے حضور صلی علیہ وسلم کے
وسلم سے سوال کیا کہ کیا مجھ پر ان پنج نمازوں کے علاوہ اور بھی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میری کوتاہی طرف سے بطور مکمل ہے۔ جواب یہ
ہے کہ آپ کا پکا شاد یہاں کے حق میں ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں پر واجب نہیں نیز یہ بھی امکان ہے کہ اس وقت نماز عید واجب نہ ہوئی تھی اس
کے بعد واجب ہوئی ہے۔

احادیث میں آپ نے ایک ایک کو کچھ دیکھ کر رکعتیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فقہی تاجروں کے احکام سے خارج ہوں گی کیوں کہ قول حدیث میں امت کے لئے ایک واضح حکم دیا ہے۔ اس لئے جو اس طریق اور قول حدیث میں کوئی تضاد ہو وہاں قول حدیث ہی امت کے لئے قائل اور قریب ازدی جائے گی۔

دوسری بات تہلیل طوطیہ ہے کہ مصاحب کے نزدیک دونوں رکعتوں میں قرات مزا ہے۔ یہی امام مالک اور مالکیہ کا قول ہے۔ صاحبین اور امام احمد کے نزدیک جزا ہے۔ کیونکہ حضرت ہاشم قرطبی ہیں کہ "حضرت اکرم ﷺ نے صوف میں قرات تہذیب سے پڑھی" (۱) امام صاحب کی دلیل حضرت تلمیذ ہاشم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز صوف پڑھی تو آپ سے قرات کا ایک حرف نہیں۔ (۲) اتفاقاً امت کی روایتیں جو کہ مردوں کی ہیں اس لئے ان کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ قریب کہہ۔ صوف میں حال مذکور ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ امام مالک کے نزدیک نماز صوف میں ظہر نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

باب طلب باران کی نماز کے بیان میں

لَهُ صَلَوةٌ لَا يَخْتَارُ وَ دُعَاءٌ وَاسْتِسْقَاءٌ لَا قَلْبَ رِذَاءٍ وَحُطُوٌّ دُعَاؤُ وَاتِّسَاعٌ يَخْرُجُونَ قُلَّةَ الْبَابِ
اس کی نماز تو ہے مگر یا جماعت یا دعا و استسقاء ہے نہ اس میں چاروں کو ہے نہ اقل و کاسر ہو ہوا اور صرف تھے دو تک نماز کیلئے تھیں۔

تشریح الفقہاء: قولہ باب ارغ استسقاء کے لغوی معنی پانی طلب کرنے کے ہیں۔ اصطلاح شریع میں خشک مابی کے معنی ہر شخص کی کیفیت کے ساتھ دعا مانگنے یا نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔ نماز استسقاء اس امت کی خصوصیات میں سے ہیں جس کی ابتدا آہ میں ہوتی ہے۔ استسقاء ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں دریا و بحیرہ چشمہ وغیرہ نہ ہو جس سے سیرابی حاصل کی جاسکے۔ یا یہ چیزیں تو ہوں مگر لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی ہوں۔ استسقاء کا ثبوت کتاب اللہ سنت رسول ﷺ و اجماع سب سے ہے۔ قرآن کریم میں حضرت نوح کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ اقلبت استسقا و ارج حکم اللہ میں نے کہا اپنے رب سے مغفرت چاہو کہ وہ بہت بخشنے والا ہے وہ تم پر کثرت سے برسنے والا ہے بھیجے گا۔ نیز حضور کا بارائے استسقاء کا ثابت ہے۔ اور آپ کے بعد خلفاء نے اور امت نے باکمال کیا ہے۔

قولہ لہ صلوة ارغ امام صاحب کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز چاروں کو ہے لیکن مسنون نہیں امام مالک کے نزدیک مسنون ہے۔ امام شافعی امام احمد کے نزدیک سنت منکوحہ ہے کہ کہ جوں جوں علامہ بھی متر و صحابہ سے نماز پڑھنے کی روایات ثابت ہیں (۳) امام صاحب فرماتے ہیں کہ سنت سے مراد وہ فعل ہوتا ہے جس کو آپ نے بطریق موافقت کیا اور اجماع بھی تعلیم جواز کے لئے ترک کیا ہو نماز استسقاء میں یہ بات نہیں کہ کہ متعدد روایات میں صرف دعا پڑھنا کافی ہے چنانچہ نزہہ جو کہ میں جاتے وقت حضرت عمر کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی التجار دعا کے لئے دست مبارک اٹھائے۔ تو ناگاہ ایک اور کا ٹکڑا لیا اور اس نے مجھ کو پانی برسا دیا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ہم سب کھنڈ میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! سوئس اور اونٹوں کا گھگھانا ہو گیا۔ اور میں بند ہو گئی۔ تو آپ نے دست مبارک اٹھا کر یہ مافرمائی "اللہم اغشاه" (بخند رہی و سوسم)۔

قولہ لا قلب ارغ استسقاء میں امام صاحب کے نزدیک قلب دو معنی ہیں کیونکہ یہ ایک دعا ہے تو جس طرح دیگر اعراب میں قلب دوا

(۱) صحیح بخاری، حدیث ۱۰۰۰، حدیث ۱۰۰۱، حدیث ۱۰۰۲، حدیث ۱۰۰۳، حدیث ۱۰۰۴، حدیث ۱۰۰۵، حدیث ۱۰۰۶، حدیث ۱۰۰۷، حدیث ۱۰۰۸، حدیث ۱۰۰۹، حدیث ۱۰۱۰، حدیث ۱۰۱۱، حدیث ۱۰۱۲، حدیث ۱۰۱۳، حدیث ۱۰۱۴، حدیث ۱۰۱۵، حدیث ۱۰۱۶، حدیث ۱۰۱۷، حدیث ۱۰۱۸، حدیث ۱۰۱۹، حدیث ۱۰۲۰، حدیث ۱۰۲۱، حدیث ۱۰۲۲، حدیث ۱۰۲۳، حدیث ۱۰۲۴، حدیث ۱۰۲۵، حدیث ۱۰۲۶، حدیث ۱۰۲۷، حدیث ۱۰۲۸، حدیث ۱۰۲۹، حدیث ۱۰۳۰، حدیث ۱۰۳۱، حدیث ۱۰۳۲، حدیث ۱۰۳۳، حدیث ۱۰۳۴، حدیث ۱۰۳۵، حدیث ۱۰۳۶، حدیث ۱۰۳۷، حدیث ۱۰۳۸، حدیث ۱۰۳۹، حدیث ۱۰۴۰، حدیث ۱۰۴۱، حدیث ۱۰۴۲، حدیث ۱۰۴۳، حدیث ۱۰۴۴، حدیث ۱۰۴۵، حدیث ۱۰۴۶، حدیث ۱۰۴۷، حدیث ۱۰۴۸، حدیث ۱۰۴۹، حدیث ۱۰۵۰، حدیث ۱۰۵۱، حدیث ۱۰۵۲، حدیث ۱۰۵۳، حدیث ۱۰۵۴، حدیث ۱۰۵۵، حدیث ۱۰۵۶، حدیث ۱۰۵۷، حدیث ۱۰۵۸، حدیث ۱۰۵۹، حدیث ۱۰۶۰، حدیث ۱۰۶۱، حدیث ۱۰۶۲، حدیث ۱۰۶۳، حدیث ۱۰۶۴، حدیث ۱۰۶۵، حدیث ۱۰۶۶، حدیث ۱۰۶۷، حدیث ۱۰۶۸، حدیث ۱۰۶۹، حدیث ۱۰۷۰، حدیث ۱۰۷۱، حدیث ۱۰۷۲، حدیث ۱۰۷۳، حدیث ۱۰۷۴، حدیث ۱۰۷۵، حدیث ۱۰۷۶، حدیث ۱۰۷۷، حدیث ۱۰۷۸، حدیث ۱۰۷۹، حدیث ۱۰۸۰، حدیث ۱۰۸۱، حدیث ۱۰۸۲، حدیث ۱۰۸۳، حدیث ۱۰۸۴، حدیث ۱۰۸۵، حدیث ۱۰۸۶، حدیث ۱۰۸۷، حدیث ۱۰۸۸، حدیث ۱۰۸۹، حدیث ۱۰۹۰، حدیث ۱۰۹۱، حدیث ۱۰۹۲، حدیث ۱۰۹۳، حدیث ۱۰۹۴، حدیث ۱۰۹۵، حدیث ۱۰۹۶، حدیث ۱۰۹۷، حدیث ۱۰۹۸، حدیث ۱۰۹۹، حدیث ۱۱۰۰، حدیث ۱۱۰۱، حدیث ۱۱۰۲، حدیث ۱۱۰۳، حدیث ۱۱۰۴، حدیث ۱۱۰۵، حدیث ۱۱۰۶، حدیث ۱۱۰۷، حدیث ۱۱۰۸، حدیث ۱۱۰۹، حدیث ۱۱۱۰، حدیث ۱۱۱۱، حدیث ۱۱۱۲، حدیث ۱۱۱۳، حدیث ۱۱۱۴، حدیث ۱۱۱۵، حدیث ۱۱۱۶، حدیث ۱۱۱۷، حدیث ۱۱۱۸، حدیث ۱۱۱۹، حدیث ۱۱۲۰، حدیث ۱۱۲۱، حدیث ۱۱۲۲، حدیث ۱۱۲۳، حدیث ۱۱۲۴، حدیث ۱۱۲۵، حدیث ۱۱۲۶، حدیث ۱۱۲۷، حدیث ۱۱۲۸، حدیث ۱۱۲۹، حدیث ۱۱۳۰، حدیث ۱۱۳۱، حدیث ۱۱۳۲، حدیث ۱۱۳۳، حدیث ۱۱۳۴، حدیث ۱۱۳۵، حدیث ۱۱۳۶، حدیث ۱۱۳۷، حدیث ۱۱۳۸، حدیث ۱۱۳۹، حدیث ۱۱۴۰، حدیث ۱۱۴۱، حدیث ۱۱۴۲، حدیث ۱۱۴۳، حدیث ۱۱۴۴، حدیث ۱۱۴۵، حدیث ۱۱۴۶، حدیث ۱۱۴۷، حدیث ۱۱۴۸، حدیث ۱۱۴۹، حدیث ۱۱۵۰، حدیث ۱۱۵۱، حدیث ۱۱۵۲، حدیث ۱۱۵۳، حدیث ۱۱۵۴، حدیث ۱۱۵۵، حدیث ۱۱۵۶، حدیث ۱۱۵۷، حدیث ۱۱۵۸، حدیث ۱۱۵۹، حدیث ۱۱۶۰، حدیث ۱۱۶۱، حدیث ۱۱۶۲، حدیث ۱۱۶۳، حدیث ۱۱۶۴، حدیث ۱۱۶۵، حدیث ۱۱۶۶، حدیث ۱۱۶۷، حدیث ۱۱۶۸، حدیث ۱۱۶۹، حدیث ۱۱۷۰، حدیث ۱۱۷۱، حدیث ۱۱۷۲، حدیث ۱۱۷۳، حدیث ۱۱۷۴، حدیث ۱۱۷۵، حدیث ۱۱۷۶، حدیث ۱۱۷۷، حدیث ۱۱۷۸، حدیث ۱۱۷۹، حدیث ۱۱۸۰، حدیث ۱۱۸۱، حدیث ۱۱۸۲، حدیث ۱۱۸۳، حدیث ۱۱۸۴، حدیث ۱۱۸۵، حدیث ۱۱۸۶، حدیث ۱۱۸۷، حدیث ۱۱۸۸، حدیث ۱۱۸۹، حدیث ۱۱۹۰، حدیث ۱۱۹۱، حدیث ۱۱۹۲، حدیث ۱۱۹۳، حدیث ۱۱۹۴، حدیث ۱۱۹۵، حدیث ۱۱۹۶، حدیث ۱۱۹۷، حدیث ۱۱۹۸، حدیث ۱۱۹۹، حدیث ۱۲۰۰، حدیث ۱۲۰۱، حدیث ۱۲۰۲، حدیث ۱۲۰۳، حدیث ۱۲۰۴، حدیث ۱۲۰۵، حدیث ۱۲۰۶، حدیث ۱۲۰۷، حدیث ۱۲۰۸، حدیث ۱۲۰۹، حدیث ۱۲۱۰، حدیث ۱۲۱۱، حدیث ۱۲۱۲، حدیث ۱۲۱۳، حدیث ۱۲۱۴، حدیث ۱۲۱۵، حدیث ۱۲۱۶، حدیث ۱۲۱۷، حدیث ۱۲۱۸، حدیث ۱۲۱۹، حدیث ۱۲۲۰، حدیث ۱۲۲۱، حدیث ۱۲۲۲، حدیث ۱۲۲۳، حدیث ۱۲۲۴، حدیث ۱۲۲۵، حدیث ۱۲۲۶، حدیث ۱۲۲۷، حدیث ۱۲۲۸، حدیث ۱۲۲۹، حدیث ۱۲۳۰، حدیث ۱۲۳۱، حدیث ۱۲۳۲، حدیث ۱۲۳۳، حدیث ۱۲۳۴، حدیث ۱۲۳۵، حدیث ۱۲۳۶، حدیث ۱۲۳۷، حدیث ۱۲۳۸، حدیث ۱۲۳۹، حدیث ۱۲۴۰، حدیث ۱۲۴۱، حدیث ۱۲۴۲، حدیث ۱۲۴۳، حدیث ۱۲۴۴، حدیث ۱۲۴۵، حدیث ۱۲۴۶، حدیث ۱۲۴۷، حدیث ۱۲۴۸، حدیث ۱۲۴۹، حدیث ۱۲۵۰، حدیث ۱۲۵۱، حدیث ۱۲۵۲، حدیث ۱۲۵۳، حدیث ۱۲۵۴، حدیث ۱۲۵۵، حدیث ۱۲۵۶، حدیث ۱۲۵۷، حدیث ۱۲۵۸، حدیث ۱۲۵۹، حدیث ۱۲۶۰، حدیث ۱۲۶۱، حدیث ۱۲۶۲، حدیث ۱۲۶۳، حدیث ۱۲۶۴، حدیث ۱۲۶۵، حدیث ۱۲۶۶، حدیث ۱۲۶۷، حدیث ۱۲۶۸، حدیث ۱۲۶۹، حدیث ۱۲۷۰، حدیث ۱۲۷۱، حدیث ۱۲۷۲، حدیث ۱۲۷۳، حدیث ۱۲۷۴، حدیث ۱۲۷۵، حدیث ۱۲۷۶، حدیث ۱۲۷۷، حدیث ۱۲۷۸، حدیث ۱۲۷۹، حدیث ۱۲۸۰، حدیث ۱۲۸۱، حدیث ۱۲۸۲، حدیث ۱۲۸۳، حدیث ۱۲۸۴، حدیث ۱۲۸۵، حدیث ۱۲۸۶، حدیث ۱۲۸۷، حدیث ۱۲۸۸، حدیث ۱۲۸۹، حدیث ۱۲۹۰، حدیث ۱۲۹۱، حدیث ۱۲۹۲، حدیث ۱۲۹۳، حدیث ۱۲۹۴، حدیث ۱۲۹۵، حدیث ۱۲۹۶، حدیث ۱۲۹۷، حدیث ۱۲۹۸، حدیث ۱۲۹۹، حدیث ۱۳۰۰، حدیث ۱۳۰۱، حدیث ۱۳۰۲، حدیث ۱۳۰۳، حدیث ۱۳۰۴، حدیث ۱۳۰۵، حدیث ۱۳۰۶، حدیث ۱۳۰۷، حدیث ۱۳۰۸، حدیث ۱۳۰۹، حدیث ۱۳۱۰، حدیث ۱۳۱۱، حدیث ۱۳۱۲، حدیث ۱۳۱۳، حدیث ۱۳۱۴، حدیث ۱۳۱۵، حدیث ۱۳۱۶، حدیث ۱۳۱۷، حدیث ۱۳۱۸، حدیث ۱۳۱۹، حدیث ۱۳۲۰، حدیث ۱۳۲۱، حدیث ۱۳۲۲، حدیث ۱۳۲۳، حدیث ۱۳۲۴، حدیث ۱۳۲۵، حدیث ۱۳۲۶، حدیث ۱۳۲۷، حدیث ۱۳۲۸، حدیث ۱۳۲۹، حدیث ۱۳۳۰، حدیث ۱۳۳۱، حدیث ۱۳۳۲، حدیث ۱۳۳۳، حدیث ۱۳۳۴، حدیث ۱۳۳۵، حدیث ۱۳۳۶، حدیث ۱۳۳۷، حدیث ۱۳۳۸، حدیث ۱۳۳۹، حدیث ۱۳۴۰، حدیث ۱۳۴۱، حدیث ۱۳۴۲، حدیث ۱۳۴۳، حدیث ۱۳۴۴، حدیث ۱۳۴۵، حدیث ۱۳۴۶، حدیث ۱۳۴۷، حدیث ۱۳۴۸، حدیث ۱۳۴۹، حدیث ۱۳۵۰، حدیث ۱۳۵۱، حدیث ۱۳۵۲، حدیث ۱۳۵۳، حدیث ۱۳۵۴، حدیث ۱۳۵۵، حدیث ۱۳۵۶، حدیث ۱۳۵۷، حدیث ۱۳۵۸، حدیث ۱۳۵۹، حدیث ۱۳۶۰، حدیث ۱۳۶۱، حدیث ۱۳۶۲، حدیث ۱۳۶۳، حدیث ۱۳۶۴، حدیث ۱۳۶۵، حدیث ۱۳۶۶، حدیث ۱۳۶۷، حدیث ۱۳۶۸، حدیث ۱۳۶۹، حدیث ۱۳۷۰، حدیث ۱۳۷۱، حدیث ۱۳۷۲، حدیث ۱۳۷۳، حدیث ۱۳۷۴، حدیث ۱۳۷۵، حدیث ۱۳۷۶، حدیث ۱۳۷۷، حدیث ۱۳۷۸، حدیث ۱۳۷۹، حدیث ۱۳۸۰، حدیث ۱۳۸۱، حدیث ۱۳۸۲، حدیث ۱۳۸۳، حدیث ۱۳۸۴، حدیث ۱۳۸۵، حدیث ۱۳۸۶، حدیث ۱۳۸۷، حدیث ۱۳۸۸، حدیث ۱۳۸۹، حدیث ۱۳۹۰، حدیث ۱۳۹۱، حدیث ۱۳۹۲، حدیث ۱۳۹۳، حدیث ۱۳۹۴، حدیث ۱۳۹۵، حدیث ۱۳۹۶، حدیث ۱۳۹۷، حدیث ۱۳۹۸، حدیث ۱۳۹۹، حدیث ۱۴۰۰، حدیث ۱۴۰۱، حدیث ۱۴۰۲، حدیث ۱۴۰۳، حدیث ۱۴۰۴، حدیث ۱۴۰۵، حدیث ۱۴۰۶، حدیث ۱۴۰۷، حدیث ۱۴۰۸، حدیث ۱۴۰۹، حدیث ۱۴۱۰، حدیث ۱۴۱۱، حدیث ۱۴۱۲، حدیث ۱۴۱۳، حدیث ۱۴۱۴، حدیث ۱۴۱۵، حدیث ۱۴۱۶، حدیث ۱۴۱۷، حدیث ۱۴۱۸، حدیث ۱۴۱۹، حدیث ۱۴۲۰، حدیث ۱۴۲۱، حدیث ۱۴۲۲، حدیث ۱۴۲۳، حدیث ۱۴۲۴، حدیث ۱۴۲۵، حدیث ۱۴۲۶، حدیث ۱۴۲۷، حدیث ۱۴۲۸، حدیث ۱۴۲۹، حدیث ۱۴۳۰، حدیث ۱۴۳۱، حدیث ۱۴۳۲، حدیث ۱۴۳۳، حدیث ۱۴۳۴، حدیث ۱۴۳۵، حدیث ۱۴۳۶، حدیث ۱۴۳۷، حدیث ۱۴۳۸، حدیث ۱۴۳۹، حدیث ۱۴۴۰، حدیث ۱۴۴۱، حدیث ۱۴۴۲، حدیث ۱۴۴۳، حدیث ۱۴۴۴، حدیث ۱۴۴۵، حدیث ۱۴۴۶، حدیث ۱۴۴۷، حدیث ۱۴۴۸، حدیث ۱۴۴۹، حدیث ۱۴۵۰، حدیث ۱۴۵۱، حدیث ۱۴۵۲، حدیث ۱۴۵۳، حدیث ۱۴۵۴، حدیث ۱۴۵۵، حدیث ۱۴۵۶، حدیث ۱۴۵۷، حدیث ۱۴۵۸، حدیث ۱۴۵۹، حدیث ۱۴۶۰، حدیث ۱۴۶۱، حدیث ۱۴۶۲، حدیث ۱۴۶۳، حدیث ۱۴۶۴، حدیث ۱۴۶۵، حدیث ۱۴۶۶، حدیث ۱۴۶۷، حدیث ۱۴۶۸، حدیث ۱۴۶۹، حدیث ۱۴۷۰، حدیث ۱۴۷۱، حدیث ۱۴۷۲، حدیث ۱۴۷۳، حدیث ۱۴۷۴، حدیث ۱۴۷۵، حدیث ۱۴۷۶، حدیث ۱۴۷۷، حدیث ۱۴۷۸، حدیث ۱۴۷۹، حدیث ۱۴۸۰، حدیث ۱۴۸۱، حدیث ۱۴۸۲، حدیث ۱۴۸۳، حدیث ۱۴۸۴، حدیث ۱۴۸۵، حدیث ۱۴۸۶، حدیث ۱۴۸۷، حدیث ۱۴۸۸، حدیث ۱۴۸۹، حدیث ۱۴۹۰، حدیث ۱۴۹۱، حدیث ۱۴۹۲، حدیث ۱۴۹۳، حدیث ۱۴۹۴، حدیث ۱۴۹۵، حدیث ۱۴۹۶، حدیث ۱۴۹۷، حدیث ۱۴۹۸، حدیث ۱۴۹۹، حدیث ۱۵۰۰، حدیث ۱۵۰۱، حدیث ۱۵۰۲، حدیث ۱۵۰۳، حدیث ۱۵۰۴، حدیث ۱۵۰۵، حدیث ۱۵۰۶، حدیث ۱۵۰۷، حدیث ۱۵۰۸، حدیث ۱۵۰۹، حدیث ۱۵۱۰، حدیث ۱۵۱۱، حدیث ۱۵۱۲، حدیث ۱۵۱۳، حدیث ۱۵۱۴، حدیث ۱۵۱۵، حدیث ۱۵۱۶، حدیث ۱۵۱۷، حدیث ۱۵۱۸، حدیث ۱۵۱۹، حدیث ۱۵۲۰، حدیث ۱۵۲۱، حدیث ۱۵۲۲، حدیث ۱۵۲۳، حدیث ۱۵۲۴، حدیث ۱۵۲۵، حدیث ۱۵۲۶، حدیث ۱۵۲۷، حدیث ۱۵۲۸، حدیث ۱۵۲۹، حدیث ۱۵۳۰، حدیث ۱۵۳۱، حدیث ۱۵۳۲، حدیث ۱۵۳۳، حدیث ۱۵۳۴، حدیث ۱۵۳۵، حدیث ۱۵۳۶، حدیث ۱۵۳۷، حدیث ۱۵۳۸، حدیث ۱۵۳۹، حدیث ۱۵۴۰، حدیث ۱۵۴۱، حدیث ۱۵۴۲، حدیث ۱۵۴۳، حدیث ۱۵۴۴، حدیث ۱۵۴۵، حدیث ۱۵۴۶، حدیث ۱۵۴۷، حدیث ۱۵۴۸، حدیث ۱۵۴۹، حدیث ۱۵۵۰، حدیث ۱۵۵۱، حدیث ۱۵۵۲، حدیث ۱۵۵۳، حدیث ۱۵۵۴، حدیث ۱۵۵۵، حدیث ۱۵۵۶، حدیث ۱۵۵۷، حدیث ۱۵۵۸، حدیث ۱۵۵۹، حدیث ۱۵۶۰، حدیث ۱۵۶۱، حدیث ۱۵۶۲، حدیث ۱۵۶۳، حدیث ۱۵۶۴، حدیث ۱۵۶۵، حدیث ۱۵۶۶، حدیث ۱۵۶۷، حدیث ۱۵۶۸، حدیث ۱۵۶۹، حدیث ۱۵۷۰، حدیث ۱۵۷۱، حدیث ۱۵۷۲، حدیث ۱۵۷۳، حدیث ۱۵۷۴، حدیث ۱۵۷۵، حدیث ۱۵۷۶، حدیث ۱۵۷۷، حدیث ۱۵۷۸، حدیث ۱۵۷۹، حدیث ۱۵۸۰، حدیث ۱۵۸۱، حدیث ۱۵۸۲، حدیث ۱۵۸۳، حدیث ۱۵۸۴، حدیث ۱۵۸۵، حدیث ۱۵۸۶، حدیث ۱۵۸۷، حدیث ۱۵۸۸، حدیث ۱۵۸۹، حدیث ۱۵۹۰، حدیث ۱۵۹۱، حدیث ۱۵۹۲، حدیث ۱۵۹۳، حدیث ۱۵۹۴، حدیث ۱۵۹۵، حدیث ۱۵۹۶، حدیث ۱۵۹۷، حدیث ۱۵۹۸، حدیث ۱۵۹۹، حدیث ۱۶۰۰، حدیث ۱۶۰۱، حدیث ۱۶۰۲، حدیث ۱۶۰۳، حدیث ۱۶۰۴، حدیث ۱۶۰۵، حدیث ۱۶۰۶، حدیث ۱۶۰۷، حدیث ۱۶۰۸، حدیث ۱۶۰۹، حدیث ۱۶۱۰، حدیث ۱۶۱۱، حدیث ۱۶۱۲، حدیث ۱۶۱۳، حدیث ۱۶۱۴، حدیث ۱۶۱۵، حدیث ۱۶۱۶، حدیث ۱۶۱۷، حدیث ۱۶۱۸، حدیث ۱۶۱۹، حدیث ۱۶۲۰، حدیث ۱۶۲۱، حدیث ۱۶۲۲، حدیث ۱۶۲۳، حدیث ۱۶۲۴، حدیث ۱۶۲۵، حدیث ۱۶۲۶، حدیث ۱۶۲۷، حدیث ۱۶۲۸، حدیث ۱۶۲۹، حدیث ۱۶۳۰، حدیث ۱۶۳۱، حدیث ۱۶۳۲، حدیث ۱۶۳۳، حدیث ۱۶۳۴، حدیث ۱۶۳۵، حدیث ۱۶۳۶، حدیث ۱۶۳۷، حدیث ۱۶۳۸، حدیث ۱۶۳۹، حدیث ۱۶۴۰، حدیث ۱۶۴۱، حدیث ۱۶۴۲، حدیث ۱۶۴۳، حدیث ۱۶۴۴، حدیث ۱۶۴۵، حدیث ۱۶۴۶، حدیث ۱۶۴۷، حدیث ۱۶۴۸، حدیث ۱۶۴۹، حدیث ۱۶۵۰، حدیث ۱۶۵۱، حدیث ۱۶۵۲، حدیث ۱۶۵۳، حدیث ۱۶۵۴، حدیث ۱۶۵۵، حدیث ۱۶۵۶، حدیث ۱۶۵۷، حدیث ۱۶۵۸، حدیث ۱۶۵۹، حدیث ۱۶۶۰، حدیث ۱۶۶۱، حدیث ۱۶۶۲، حدیث ۱۶۶۳، حدیث ۱۶۶۴، حدیث ۱۶۶۵، حدیث ۱۶۶۶، حدیث ۱۶۶۷، حدیث ۱۶۶۸، حدیث ۱۶۶۹، حدیث ۱۶۷۰، حدیث ۱۶۷۱، حدیث ۱۶۷۲، حدیث ۱۶۷۳، حدیث ۱۶۷۴، حدیث ۱۶۷۵، حدیث ۱۶۷۶، حدیث ۱۶۷۷، حدیث ۱۶۷۸، حدیث ۱۶۷۹، حدیث ۱۶۸۰، حدیث ۱۶۸۱، حدیث ۱۶۸۲، حدیث ۱۶۸۳، حدیث ۱۶۸۴، حدیث ۱۶۸۵، حدیث ۱۶۸۶، حدیث ۱۶۸۷، حدیث ۱۶۸۸، حدیث ۱۶۸۹، حدیث ۱۶۹۰، حدیث ۱۶۹۱، حدیث ۱۶۹۲، حدیث ۱۶۹۳، حدیث ۱۶۹۴، حدیث ۱۶۹۵، حدیث ۱۶۹۶، حدیث ۱۶۹۷، حدیث ۱۶۹۸، حدیث ۱۶۹۹، حدیث ۱۷۰۰، حدیث ۱۷۰۱، حدیث ۱۷۰۲، حدیث ۱۷۰۳، حدیث ۱۷۰۴، حدیث ۱۷۰۵، حدیث ۱۷۰۶، حدیث ۱۷۰۷، حدیث ۱۷۰۸، حدیث ۱۷۰۹، حدیث ۱۷۱۰، حدیث ۱۷۱۱، حدیث ۱۷۱۲، حدیث ۱۷۱۳، حدیث ۱۷۱۴، حدیث ۱۷۱۵، حدیث ۱۷۱۶، حدیث ۱۷۱۷، حدیث ۱۷۱۸، حدیث ۱۷۱۹، حدیث ۱۷۲۰، حدیث ۱۷۲۱، حدیث ۱۷۲۲، حدیث ۱۷۲۳، حدیث ۱۷۲۴، حدیث ۱۷۲۵، حدیث ۱۷۲۶، حدیث ۱۷۲۷، حدیث ۱۷۲۸، حدیث ۱۷۲۹، حدیث ۱۷۳۰، حدیث ۱۷۳۱، حدیث ۱۷۳۲، حدیث ۱۷۳۳، حدیث ۱۷۳۴، حدیث ۱۷۳۵، حدیث ۱۷۳۶، حدیث ۱۷۳۷، حدیث ۱۷۳۸، حدیث ۱۷۳۹، حدیث ۱۷۴۰، حدیث ۱۷۴۱، حدیث ۱۷۴۲، حدیث ۱۷۴۳، حدیث ۱۷۴۴، حدیث ۱۷۴۵، حدیث ۱۷۴۶، حدیث ۱۷۴۷، حدیث ۱۷۴۸، حدیث ۱۷۴۹، حدیث ۱۷۵۰، حدیث ۱۷۵۱، حدیث ۱۷۵۲، حدیث ۱۷۵۳، حدیث ۱۷۵۴، حدیث ۱۷۵۵، حدیث ۱۷۵۶، حدیث ۱۷۵۷، حدیث ۱۷۵۸، حدیث ۱۷۵۹، حدیث ۱۷۶۰، حدیث ۱۷۶۱، حدیث ۱۷۶۲، حدیث ۱۷۶۳، حدیث ۱۷۶۴، حدیث ۱۷۶۵، حدیث ۱۷۶۶، حدیث ۱۷۶۷، حدیث ۱۷۶۸، حدیث ۱۷۶۹، حدیث ۱۷۷۰، حدیث ۱۷۷۱، حدیث ۱۷۷۲، حدیث ۱۷۷۳، حدیث ۱۷۷۴، حدیث ۱۷۷۵، حدیث ۱۷۷۶، حدیث ۱۷۷۷، حدیث ۱۷۷۸، حدیث ۱۷۷۹، حدیث ۱۷۸۰، حدیث ۱۷۸۱، حدیث ۱۷۸۲، حدیث ۱۷۸۳، حدیث ۱۷۸۴، حدیث ۱۷۸۵، حدیث ۱۷۸۶، حدیث ۱۷۸۷، حدیث ۱۷۸۸، حدیث ۱۷۸۹، حدیث ۱۷۹۰، حدیث ۱۷۹۱، حدیث ۱۷۹۲، حدیث ۱۷۹۳، حدیث ۱۷۹۴، حدیث ۱۷۹۵، حدیث ۱۷۹۶، حدیث ۱۷۹۷، حدیث ۱۷۹۸، حدیث ۱۷۹۹، حدیث ۱۸۰۰، حدیث ۱۸۰۱، حدیث ۱۸۰۲، حدیث ۱۸۰۳، حدیث ۱۸۰۴، حدیث ۱۸۰۵، حدیث ۱۸۰۶، حدیث ۱۸۰۷، حدیث ۱۸۰۸، حدیث ۱۸۰۹، حدیث ۱۸۱۰، حدیث ۱۸۱۱، حدیث ۱۸۱۲، حدیث ۱۸۱۳، حدیث ۱۸۱۴، حدیث ۱۸۱۵، حدیث ۱۸۱۶، حدیث ۱۸۱۷، حدیث ۱۸۱۸، حدیث ۱۸۱۹، حدیث ۱۸۲۰، حدیث ۱۸۲۱، حدیث ۱۸۲۲، حدیث ۱۸۲۳، حدیث ۱۸۲۴، حدیث ۱۸۲۵، حدیث ۱۸۲۶، حدیث ۱۸۲۷، حدیث ۱۸۲۸، حدیث ۱۸۲۹، حدیث

نہیں اسی طرح جس میں بھی نہیں ہوتا چاہئے۔ لیکن امام محمد اور ابو القاسم صاحب معجم الامام ابو یوسف اور امام مالک شافعی احمد فرماتے ہیں کہ قلب روا کرے۔ کیونکہ مختصر سے جملہ سے قلب روا کی بات ہے (۱) علماء شافعی نے کہا ہے کہ قوی امام محمد کے قوی پر ہے۔ قلب روا کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پشت کی جانب بٹھا کر دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ کا پلو کا پلو کرنا اور بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کا پلو کرنا دونوں ہاتھوں کو اس طرح تھامے کہ دونوں پلو بائیں کا دائیں پر اور بائیں کا دائیں پر آ جائے۔ اس طرح چاروں کی نیت مطلب ہو جائے گی جس میں ہلکے سال کو خوش حال سے بد لئے کا گھٹن ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ

باب خوف کی نماز کے بیان میں

اِذَا اخْشَى الْخَوْفَ مِنْ غَلَوِ اَوْ سَبَعِ رَفَعَتْ الْاِصْطَامَ حَلَاثَةً بِاِزَاوِ الْعَدُوِّ وَصَلَّى بِطَائِفَةٍ رَاحَةً
جب خوف بڑھ جائے دشمن سے ہو یا زندہ سے تو تمام ایک گروہ کو گھٹن کے مقابلہ میں کھڑا کر دے اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے
وَ رَاحَتَيْنِ اَوْ مُتَبَعًا وَفَضَّتْ هَذِهِ اِلَى الْعَدُوِّ وَجَانَتْ بِذَلِكَ الطَّائِفَةُ فَصَلَّى بِهِمْ ثَانِيَةً وَسَلَّمُوا وَفَضُّوا اِلَيْهِمْ
اور دو رکعت اگر تکمیل ہو اور یہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جائے اور سامنے والا گروہ آئے پھر ان کو بائیں پر چاکر سلام پھیر دے اور یہ گروہ چلا جائے
وَجَانَتْ الْاَوَّلَى وَانْعَمُوا بِلَا فِرَاقَةٍ وَسَلَّمُوا وَفَضُّوا ثُمَّ الْاُخْرَى وَانْعَمُوا بِقِرَاقَةٍ
اور پہلا گروہ آ کر بلا قرأت نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور چلا جائے اور دوسرا گروہ آئے قرأت کے ساتھ پوری کرے
وَصَلَّى فِي الْمَغْرِبِ بِالْاَوَّلَى وَرَاحَتَيْنِ وَبِالْثَّانِيَةِ رَاحَةً وَمِنْ فَضْلِ صَلَوةِ اِذَا اخْشَى الْخَوْفَ
اور مغرب میں امام پہلے گروہ کو اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے اور جو شخص نماز کرے اس کی نماز باطل ہو جائے اور اگر خوف اور بڑھ جائے
فَضُّوا وَكُنَّا فَرَادَى بِالْاِصْطَامِ اِلَى اَنْ يَخْفَ غَلَوًا وَلَمْ تَخْزُ بِلَا خَضُّوْ غَلَوًا
تو لوگ سوہ ہو کر جدا جدا اٹھ اٹھ سے کیا نہ پڑھیں جس طرف بھی کار ہو اور دشمن کو جو نہ ہو تو نماز خوف جائز نہیں۔

توضیح المختصر: عدو دشمن سے بڑھ کر دھمکے جماعت یا زار مقابلہ میں رکھا ہوا ہونے کی حالت میں انفرادی تہجد یا نماز شاد نہ

تشریح المختصر: قرآن باب الف ساقی یہ ساتھ اس باب کی مناسبت یہ ہے کہ ان دونوں کی شریعت عارض خوف کہہ سے ہے اور مقدم استقامہ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عارض (اظہار غلہ) سادہ ہے اور یہاں اختیار ہے۔ یعنی تہجد میں کاسب کا غلہ کا کفر ہے۔ نماز ایک ایسا بنیادی فریضہ ہے کہ جب تک انسان کے ہوش و حواس قائم ہیں شب و روز میں پانچ بار ادا کرنا ضروری ہے۔ کسی حالت میں بھی ترک نہ کرنا۔ لیکن انسانی زندگی میں ایسے مراحل بھی آتے ہیں کہ نماز ادا کرنا دشوار ہی نہیں بلکہ بعض اوقات محال ہو جاتا ہے زمانہ امن و امان میں یہ طریقہ کیا تھا اور اگر لینا بہت آسان ہے لیکن زمانہ جنگ اور خوف و خطر کی حالت میں سکون کیساتھ نماز پڑھنا مشکل ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات چند منٹ نماز کے لئے قانع کرنے کا مطلب دشمن کو قہا ہونے کے مترادف ہو سکتا ہے مگر اس طرح کے ہنگامی حالات میں بھی نماز ایک حکم معروف نہیں کی گئی البتہ اس کی ادائیگی کے طریق میں ایسی سہولت دیے اور کمی کی گئی کہ اس میں کسی فریضہ کا ترک نہ ہونے پائے وہاں دشمن کو بھی غلبہ پانے کا موقع نہ ملے۔ صلوة خوف کا حکم قرآن کے پانچوں پورے میں بہت مراحت کیساتھ آیا ہے۔ اور اس کی

أَقْبَلُوا، الْمُسْلِمَانِ أَخِيَّ يَصْلُوْنَهُ وَهِيَ فَرَضٌ كَتَابِيَّةٌ وَشَرْطِيَّةٌ اسْلَامُ السَّبَبِ وَطَلَبُ ذِكْرِ نِيَّةِ الْقَاضِي ابْنِ خَضِرٍ
(أَقْبَلُوا) اور اس کی قربانی کی جگہ کی ہے اور اس کی شرط مرد کا مسلمان اور پاک ہونا ہے۔ مگر قاضی نے اگر موجود ہو
نہ اسماعیل النبی ثم النبی ولا أن یأخذوا بغيره فإن صلی علی غیر النبی والمسلمین أعاد النبی
مگر شرط الحرام کہ اس کا ولی اور اس کو دوسرے کے لئے اجازت دینے کا حق ہے اگر وہی اور باوجود کے علاوہ کسی کے نماز پڑھ لی تو ولی و مسکن ہے
ولم یصل غیره بقدره زان ذوی ملا صلیوہ صلی غنی قدره نائم یتفشی
ولی کے بعد نبی اور نہ پارسے اور دوسرے کا نماز تو فرض پڑھیں۔ بات اگلی قرینہ جب تک کہ وہ نہ پڑھتا ہو۔

تشریح الفقہ: قولہ المسلمان اگر نماز بنا کر پڑھنے کا سبب سے زیادہ مختار و مکرم وقت ہے۔ بشرطیکہ وہ حاضر ہو کہ حضرت
حسن نے بنا کر نماز کی ہے۔ حضرت حسین نے دعوت سید بن العاص کو جو مدینہ کے ولی تھے پڑھا کر یہ فرمایا تھا: والامت والحدیث
الحرام مالک بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ مقدم ہے امام ابوحنیفہ سے حسن کی روایت بھی تھی ہے۔
قولہ وہی فرض اگر نماز بنا کر فرض ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: واصل علیکم تلبیہ اور وہ نماز ہے جس میں تشریح ہے کہ فرض نماز
بنا کر وہی نہایت مستحب و مکرم وقت ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: البتہ فرض میں نہیں ہے بلکہ فرض کا یہ ہے کہ عبادت مختصرت ہے۔ ایک
مقررہ وقت کے بنام پڑھا کر نہیں پڑھی جیسا کہ یہ لایا تھا کہ "صلو علی صاحبکم" مگر فرض میں ہوتی ہے۔ تو آپ نماز پڑھتے تھے۔ مگر ہر مرتبہ
وہ اسے مسلمان کی نماز بنا کر فرض ہے۔ سوائے چار ایاموں کے۔ اول باقی جو امیر و مہتمم کی اطاعت سے ویر ہو۔ اگر یہ لڑائی میں مارا
جائے تو نہ غسل نہ پا چھاننا نماز پڑھی جائے گی۔ ہاں شرطی کے بعد سرے تو فرض پڑھی جائے گی۔ جو لوگ حکم کرنے پر اپنی قوم کی تائید
کریں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ اور نیز القاتی میں تاسی احمد ابویں کو بھی جناح علی کے ساتھ لایا ہے۔ دوم واپس نہ دیکھتے۔ سوم
مبارک جومات میں کسی جگہ نماز پڑھنا ہے کہ جو شخص اس طرف کو نکلے اس کا مال بھیجیں۔ چہارم گیارہ گھنٹے والا جس نے کئی بار کھانکھن کر
دارالاحرام۔ اگر یہ مقابلہ میں مارا جائے تو اس کا بھی باقیوں میں یہ حکم ہے۔

قولہ وشرطیہ اگر نماز بنا کر کے لئے اور ترسروں کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کاثر پر نماز پڑھنا درست نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
"وَأَقْبَلُوا عَلَیْكُمْ اَصْحَابُہُمْ" اور نہ نماز پڑھنا اس میں سے کسی پر جبر جائے گی اور نہ کھڑا ہوا اس کی قبر پر اور سرے اس کا پاک ہونا شرط ہے۔
فصل وہ غیر نماز درست نہیں۔ پس اگر باجسمل نہیں کروایا ہو اور قبر خود سے بغیر کھلا نہ ہو اور ضرورت اس کی قبر پر نماز جائز ہے۔ فتح
القدیر وغیرہ میں تحریر ہے کہ اگر یہ بھی ہے کہ مرد و امام کے سامنے زمین پر رکھا ہو اور جس حالت پر نماز درست نہیں اسی طرح جو مرد کا زنی پر
یا جانور پر یا لوگوں کے مذہبوں پر تھا یا ہوا اس پر نماز درست نہیں۔ نیز اگر مرد و زنی کے پیچھے کھڑا ہو اس پر بھی نماز درست نہیں۔ سوال
مستور اگر کم ہونے سے شادی سے اجتناب یا رعایا بنانا نماز پڑھی ہے۔ دوامہ بہت صحیح سے ثابت ہے۔ جواب شاہ نجاشی کی تحریر کہ آپ
ﷺ کو نہ رید دی ہوئی اور آپ ﷺ نے اصحاب کو نہ کھڑا نماز پڑھی تو بہت ممکن ہے کہ کج حالت اور اگر کے جنازہ آپ کو دکھایا گیا ہو۔
حاکم پر نماز پڑھنا آپ کی ذات کی بات تھی خاص ہو۔ وہاں یہ جواب کہ یہاں صلوٰۃ متعلقہ دعا ہے بقول علامہ شامی مجدد و صواب ہے۔

قولہ ثم القاضی اگر باوجود ہوا کا شخصی نماز یا مساعیہ کیونکہ اس کے لئے ایام ماضیہ ہے اور اس کے ہونا امام محمد (علیہ السلام) نے یہ بھی
ہے کہ جائز ہے مجدد امام بخاری نے بھی ترتیب معصیات و ایامیت محمد (علیہ السلام) میں اگر باپ بیٹے پر مقدم ہے۔ الایہ کہ جنازہ اگر کسی صورت
میں بنا دی ہے۔

زهی اربع تجسرات بشاء بعد الاولی وعلو علی النبی غلبہ السلام بعد اللغویہ ودعاء بعد القافیہ
اور نماز جنازہ کی چار تجسرات ہیں تاہم کیا تھیں اور حضور ﷺ پر درود کے ساتھ دوسری تجسیر کے بعد اور دعا کیا تھیں تیسری تجسیر کے بعد
وتسبیح بعد الزبانیہ فلوحیر حبساً لم یسع ولا یستغیر لبساً ولا یستغنون وغیور
اور دوسرا سون کیا تھیں چوتھی کے بعد جس کو امام پانچویں تجسیر کہے تو پوری نہ کی جائے اور پھر اور مجنون کیلئے اختلافات کرے بلکہ میں کہے
اللہم اجعلہ لنا فرحاً واجعلہ لنا آخراً ودخراً واجعلہ لنا خلیفاً وثقیلاً ونظیر المنوف لیکنہ منہ
کی سوجھ بڑے آگے پڑھنے والا اور درود اخیر اور شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا اور بلا۔ عار انکار کرے سبوت تا کہ تجسیر کیلئے
لا من مکان خاصہ فی عیالہ النحویۃ و یقوم للرحمن والرحیم بعدہ الفضل و لم یصلوا رحمکما ولا فی تسجد
امام کیا تھیں تاہم جس کو سوجھ اور تجسیر کی حالت میں اور کراہت اور امام مراد حضرت کے سید کے مقابل اور نماز نہ پڑھیں مراد جو کراہت ہے سجد
توضیح لفظ: فرما آگے پڑھنے والا پہلے پہنچ جائے بلا تو فرما جس کو ذخیرہ بنا کر رکھا جائے۔ متفق۔ جس کی سفارش قبول ہو۔ رکبا تاہم ہونے
کی حالت میں۔

تشریح لفظ: قولہ وحی اربع نماز جنازہ میں چار تجسیر ہیں اور ہر تجسیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے۔ کیونکہ متعدد روایات
سے ثابت ہے کہ حضرت ﷺ چار تجسیر کرتے تھے۔ (حاشیہ دار قطنی) یعنی "طریقہ میں جناب میں ابن عباسؓ اور قطنی حاشی میں عمرؓ
حادثہ میں ابی اسامہؓ میں ابن عمرؓ اسوئل آنحضرت ﷺ سے پانچ اور سات تجسیر کی بھی ثابت ہیں؟ جواب پانچ تجسیر ہیں تاہم کے لئے
اور سات تجسیر ہیں برہن کے لئے داخل نہیں۔ جو بنا کہ ابو نعیم کی تاریخ اصحاب میں حضرت ابن عباسؓ سے ہے حضرت مروی سے کہ ابن عباسؓ
ﷺ کا کہ کچھ کمال بدرستہ تجسیرات دہلی کی ہاشم خضر تجسیرات تم کا ان آخر صلوات علیہ تجسیرات دہلی ابن خرقہ میں الدینا سوال دیکھا حدیث
سے پانچ چار سات تو تجسیر ہیں ثابت ہیں اس سے ان کی نقل تو نہیں ہوتی جواب آنحضرت ﷺ نے جو بھی پڑھا تو تجسیر کی کہیں۔ اور پھر
وفات شریف تک چار ہی کہتے رہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں پانچ چار سات تو تجسیر ہیں مذکور ہیں وہ آپ کے آخری فعل
سے مستخرج ہیں۔ سوال ناخ کے لئے منقولہ شرط ہے۔ اس کی کیا دلیل ہے کہ یہ واقعہ معترف ہے؟ جواب نجاشی کی موت کا قصہ صحیحین میں
حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے موجود ہے۔ اور ابو ہریرہؓ سے مخر اسلام ہیں اور نجاشی کی موت حضرت ابو ہریرہؓ کے اسلام کے بعد ہے۔ نیز
حضرت عمرؓ میں اس میں ابی الدلی "جابر کی روایات میں تاخیر کی مراد موجود ہے۔

قولہ بشاء اربع نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت اور بعد اکر کچھ اور دونوں کچھ کا نون تک اٹھائے اس کے بعد احسان کے نزدیک انھیں
نہ اٹھائے۔ طحاوی اور ابن کثیر کہتے ہیں کہ سب تجسیروں میں ہاتھ اٹھائے۔ اور چنانچہ روایت ابن اسلم سے بھی ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمرؓ
تجسیر پڑھا اٹھاتے تھے۔ لیکن ظاہر اور روایہ پہلا قوی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ صرف پہلی تجسیر پڑھا اٹھاتے تھے۔ (دار قطنی میں ابن
عباسؓ دہلی ہریرہؓ اور ابن عمرؓ حدیث ابن عمرؓ سے منقول ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عمرؓ مراد حضرت علیؓ سے ہے کہ حضرت صرف پہلی تجسیر پڑھا
اٹھاتے تھے۔ لیکن صحت ظاہر اور فعل النبی ﷺ پہلی تجسیر کے بعد شہ پڑھے پھر دوسری تجسیر کہے اور وہ پڑھے تیسری تجسیر کے بعد
اللہم اغفر لھما اعداء ہرے ہو تو چوتھی تجسیر کے بعد سلام پھیر دے۔ امام شافعی کے یہاں پہلی تجسیر کے بعد سورۃ فاتحہ شمس ہے۔ امام
نارک سے یہ نہ دعا جائز ہے۔ اور یہ نہ قراءت مکمل کر لی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے قراءت فاتحہ ثابت نہیں ہے۔

قولہ ولا یستغفر اربع نماز جنازہ میں پھر اور دہانہ کے لئے منقولہ کی درخواست نہ کیجئے کیونکہ یہ مکلف علی نہیں بلکہ یہ
دعا پڑھے اچھے بعد لانا فرما اعداء شامی فرماتے ہیں کہ عثمانؓ سے مراد وہ ہے جو اصل ہو یعنی موت تک اس کی عقل درست نہ ہوئی ہو۔

اور جو شخص بائیں ہاتھ کے بعد دایان ہوا اور تو اس کے کندہ رو گئی تے سرفا نہیں ہوتے تو اس کے لئے مغفرت مانگی جاتے۔ پھر دوسرے نے انھیں منگوں میں جو مرقہ م ہے کہ دعا و پھین تے بعد دعا کر پڑھے۔ یہ صحیح نہیں پنا عیسیٰ اسرائیل نے افریات کر متان وئی کوئی کا مقتضی اور رزق کا ذکر سرخا ورت ہے کہ صلیب پر دنا ہو عقلان نہ پڑھی جائے بعد دعا کو پڑھی اذکذ کہیے۔ سوالیہ دعا میت کے لئے ہوتی ہے اور اس دعا میں میت کو کوئی غمی نہیں ملے گا۔ وہ پاپ و گناہوں کا ہے۔ جواب پانی کا تیار کرنا اسی وقت ہوگا۔ جب وہ اس شخص پہ پہنچے گا۔ تو اس میں اس لئے آگے بڑھنے کی وجہ ہے۔ نیز قولی فقہاء کے بموجب شہادت کا ثواب اپنے نواسے کے تو اس صورت میں بھی دیا جائے گا۔ لے مفید ہوگی۔ اللہ اعلم۔

قولہ و بظن انہ من شخص فی کچھ گیسریں نام سے ساتھ روئی اداں اور بعد میں شریک ہوا اور وہ طریقین کے نزدیک آتے ہی خیمہ نہ کیے۔ بلکہ امام کی تعمیر کا انتقاد کرتے اور اس کی تعمیر کیہ تھ شروں کر کے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ حاضر ہو تھی نور انکسیر کیے۔ اور شریک ہو جائے کیونکہ اس کی بیٹی نکاح فرمید ہے۔ اور سہوئی تعمیر فرمید کہنا ہی ہے۔ پس یا ایہا آدمیا نہایت کوئی گھر خرید کے وقت موجود ہو۔ و امام کے ساتھ تعمیر نہ کیے کہ وہ باقاعدگی ہاسی اور سہوئی تعمیر کا انتقاد نہیں کرتا طریقین کے قول کی وجہ یہ ہے کہ جنازہ کی ہر تعمیر ایک رکعت کے قلم مقام ہے۔ اور سہوئی اپنی فوت شدہ رکعتوں سے ساتھ شراں نہیں کرتا بلکہ امام کے قول سے ہونے کے بعد اترتا ہے۔ خلافت اس شخص سے جو وقت خرید ہو جائے۔ و آخر یہ کہ وقت موجود رہا۔ نے کے باعث مدد کے۔ غلط ہے۔ امام کے بعد تعمیر کیے کی صورت میں بھی تعمیر اس نے ماننا نہیں تھی کیونکہ

قولہ و یفوق انہ جنازہ مرا کا و باحور کا۔ امام اس کے چونکہ متعلق کھڑا ہو۔ کیونکہ بیڑا وضع کاب ہے۔ جس میں نور اربانی ہے۔ جس کا اس کے سینہ کے متعلق کھڑا ہونا کے ایمان کی وجہ سے شہادت کی طرف اشارہ ہوگا مگر یہ پھر اس انتخاب ہے۔ اگر یہ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تو گناہ ہو جائے گی۔ اور نہ کہ نماز پر نہیں کیونکہ یہ کہیں بیڑا صلوات ہے لہذا باقاعدہ قیام کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ پس کوئی عذر صحت اور بات ہے۔

قولہ و لافہ مسجد ان میت کو کہ مسجد میں رکھ کر جنازہ پڑھا کر دے۔ بعض کے نزدیک تحریمی اور بعض کے نزدیک تنزیہی خواہ مسجد کے اندر صرف میت ہو اور امام باہر نہ پائیت کیساتھ کچھ لوگ اندر ہوں اور کچھ باہر کیونکہ حضور نے اور شر فرمایا ہے کہ جس سے مسجد کے اندر مرا تے پڑنا پڑھی کر کے لئے کچھ روپ نہیں۔

(اور ذرا ان عذری عن ابی ہریرہ ان جبہ منہ لفظ یغلیس فیہ) اس میں ابی شیبہ سے مندرجہ ملاحظہ فرمادے۔
مولیٰ ابن عدی نے اس روایت کو تو مر کے علم حضرت صالح کے مشرعات میں سے قرار دیا ہے۔ ابن حبان سے کہ ہے کہ حدیث باطن ہے۔ امام احمد بن حنبلہ ابن کثیر نے انھیں انھیں انھیں نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ کیونکہ صالح اوی ضعیف ہے۔ امام شعبہ ان سے روایت کرنے سے روکتے تھے امام مالک نے صرف کہا ہے کہ ضعیف ہیں۔ جو یہ صالح کے تصدیق جرح ذکر صرف اس وجہ سے ہے کہ آخر میں ان کا نطفہ غراب برحق تھا اس لئے تو اس نے اس سے اختلاف سے کل احادیث سے ہیں۔ جیسے ابن جریر نے زید بن سعد و غیرہ ان کی روایات بلاشبہ قبول ہیں۔ اور ابن ابی زب اور ابی عبد اللہ کورائی لوگوں میں سے ہیں۔ اس نے ابن قیس نے لایہ کی میں کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔ کیونکہ ان کی روایت سے ہے اور احادیث سے ابن ابی زب کا اثر نہ سمجھے گی۔ ابن حبان نے صالح کی توثیق کیا ہے۔ فرماتے ہیں صالح مولیٰ انور محمد بن احمد بن فضل فرماتے ہیں نہ علم یا امام ابن عدی کہتے ہیں امام اس پر از روی عبدالقدار شمس بن ابی جریز اور بابا بن سعد مولیٰ مسجد کے اندر کھل بن بیزار نے آنحضرت ﷺ کا جنازہ پڑھا حدیث سے ثابت ہے۔ (مسلم) اصحاب سنن فقہاء ابن ہمام نے پھر کر بت کی یہ وہ جواب امام محمد کی فرماتے ہیں کہ کھل بن بیزار نے آنحضرت ﷺ کا جنازہ پڑھا حدیث

كِتَابُ الزُّكُوفِ

ثبوتہ کا بیان

ہوئے خلیفہ کے بعد اس کا نام نہ ہوگا۔ اس کا قطع منقطعہ عن المملکت میں مکمل و جوہر ہے۔

تشریح الفقہ: فوقہ کتاب الخ عبادت کی تین قسمیں ہیں۔ بدنی جیسے نماز روزہ مالی جیسے زکوٰۃ بدنی و مالی ہر دو جیسے حج تزیب کے لحاظ سے نماز کے بعد روزہ کو کھان کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ دونوں عبادت بدنی ہیں۔ مگر قرآن پاک میں لکھا ہے کہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر ہوا اس کی دلیل ہے کہ ان دونوں میں حمایت اور جلا اور کمال اقصا ہے اس لئے معصفا علیہ الرحمۃ احکام نماز سے فراغت کے بعد احکام زکوٰۃ بیان فرمادے ہیں اور زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ جس کی اہمیت و مضلہ کے فرض ہونے سے پیشتر احکام میں ہوئی ہیں اس کا ثبوت کتاب اللہ سنت رسول ﷺ اور اجماع میں ہے۔ قال تعالیٰ اقموا الصلوٰۃ وادوا الزکوٰۃ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ ادوا کو فاعلو الکلمۃ اسی پر اجماع متفقہ ہے۔ پس اس کا منکر کا نادر ثبات فاق ہے۔ اسی لئے حضرت ابو بکر صدیق نے حضور کی وفات کے بعد زکوٰۃ سے باز رہنے والوں کو مرتد کہا اور ان سے جہاد کیا۔

فولہ ہی تسبیح اربعہ لکھتے ہیں۔ زکوٰۃ کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں۔ بقول زکا (ازرع یعنی بڑھ گئی۔ چونکہ خدا کا نام پر دیئے سے مال بڑھتا ہے اس لئے سال تمام پر اسے حصہ دینا چاہیے کہ زکوٰۃ کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک زکا کا معنی پاکی سے شوق ہے۔ تھل توئی فی خبر امدہ زکوٰۃ جو زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوتا ہے۔ قال تعالى: وَخُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ حَقَّهُ لَطَوَّهٖمْ وَتَزَكَّيْهُمْ اِنَّ اِسْلَامَ اِلٰہِکُمْ لَیَکُمْ اَمْرًا۔ اسی لئے کہ زکوٰۃ کرنے سے جس خون نکل جاتا ہے۔ سہ مروج جانور کو سڑی کہتے ہیں (غیاث المظہر) نیز اہل بیت میں اس کے معنی برکت کے بھی ہیں۔ بقول ابی ہریرہؓ کہ ایک شخص نے زکوٰۃ دینے سے کہتا ہے۔ اس لئے اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں (غیاث) اہل بیت نے کہا ہے کہ زکوٰۃ کا اخلاق صحت و بیدار و مدد و بہ نفع حق اور مظلوم پر جاتا ہے۔ اصطلاح فقہاء میں زکوٰۃ کی تعریف یہ ہے کہ تسبیح المال الی یعنی زکوٰۃ .. مسلمان فقیر کو مال (کے سوا حصہ) کا مالک بنانا ہے۔ (جس کو شروع نے زمین کیا ہے) بشرطیکہ فقیر غنی اور اس کا زکوٰۃ دہانہ غلام نہ ہو۔ وہ کس بھانے والے کفالت پر اہل بیت سے منقطع ہو جائے۔ اور یہ مالک بنانا بدینت فعل عظیم خداوندی ہو۔ تعریف میں یہی فقیر تسلیم ہے۔ کیونکہ آیت اور تولا زکوٰۃ میں لفظ ایتا ہے اور ایتا معنی تسلیم ہے۔ معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اہل بیت مخصوص ملام ہے جیسا کہ محققین کی رائے ہیں۔ اور یہی صحیح ہے کیونکہ زکوٰۃ جو جب کبھی اچھے مصنف ہوتی ہے اور جو جب افسانہ کی صفت ہے۔ نہ کہ ذوات کی سزا میں مصنف کو تسلیم المال کے بعد بھی ہو۔ لہذا بدین کی قید بھی لگائی جانی چاہئے تھی۔ (یعنی ایسے طریقہ پر مالک بنایا جائے جو از روئے شرع ضروری ہے) تاکہ کفار و خداوند ہو جائے۔ کیونکہ کفار و اہل بدعت و اہل حق تسلیم برود سے ادا ہو جاتا ہے۔ اور زکوٰۃ میں تسلیم ضروری ہے۔ پس بدینت دہانے زکوٰۃ کسی چیز کو کھانا کھلانے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ جواب لہمال میں اللہ ملام برائے عہد ہے۔ اور شریعت میں مال زکوٰۃ کا اخراج اہل حق تسلیم ہی معصوم ہے۔ پس قید زکوٰۃ کی ضرورت نہیں۔ دوسری قید جسم سے جس سے کافر خارج ہو گیا۔ کہ کافر کو مالک بنانے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ حدیث نوخذ من بغیہم عہد علی فقیرہم میں فقر انہی کی ضرورت کی طرف راجع ہے۔ تیسری قید غیر غنی ہے۔ اس سے خود شہم خارج ہو گئے کہ ان کو مالک بنانے سے بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ چوتھی قید بشرط قطع المصروف کے زیادہ زکوٰۃ دہندہ کی اصل مال و ذریعہ مال باپ دہا دارانی ہوتا تھی۔ بیانیہ پوچھ پچائی تو اسامی و انساب دہ گئے کہ ان کو دینے میں میں زکوٰۃ دہندہ کی صنعت اپنی رہتی ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْمُرَائِمِ^(١)

باب چہندوں کی زکوٰۃ کے بیان میں

[illegible]

توضیح: لغت: سوامی باور چنے والے جانور۔ سوامی کی جمع ہے۔ امریکا نکاس پرانا۔ اہل اونت بہت ہی خاص۔ خاص۔ اور ذرا بہت ہی خاص۔ اونچی کا کچھ جو ایک سال کا ہو کر دوسرے میں لگ جائے۔ شاد کا کہنی۔ بہت لیون۔ لیون: دو ہوا کی بہت لیون۔ اونچی کا کچھ جو تیسرے سال میں لگ جائے۔ حق جو تیس سال میں لگ جائے۔ چند جو پانچویں سال میں لگ جائے۔ تنگ: اوسر تو کرتا بہت۔ جمع یعنی۔ بہت گھری طرف منسوب ہے۔ دواؤں جو ریکی دواؤں کی فصل ہے اہل۔ عرب جمع عربی۔ (الشیخ علیہ السلام) حق عرب) نکاس عربی النسل اونت۔

تشریح الفقہ: قولہ فی النبی ان سائر ملت میں چلے دے لگو کہتے ہیں اور شرعاً اس چاروں کو کہتے ہیں جو سال کے اکثر حصہ میں
سراج جمالی پر اکتفا کرتے۔ ایسے لوگوں کا تعاب پانچ ہے۔ جس کیجور تک ہر پانچ میں ایک بکری ہے۔ اور 25 میں بنت کاغی اور 35
میں بنت لیون اور ۳۶ میں ایک حق اور ۶۱ میں ایک جزدہ اور ۶۷ میں دو بنت لیون اور ۹۴ میں ۳۰ تک دو حقے۔ اس کے بعد از سر نو
حساب لگایا جائے گا۔ جس ہر پانچ میں ایک بکری اور ۱۳۵ تک ۲۵ اس دو حقے ایک بنت کاغی اور ۱۵۰ میں تین حقے اس کے بعد
پھر اصفاف ہوگا۔ اور ہر پانچ میں ایک بکری ہو کر ۱۷۵ میں تین حقے ایک بنت کاغی ہوگی۔ اور ۱۸۶ میں تین حقے اور بنت لیون اور ۱۹۶
میں چار حقے ۲۰۰ تک۔ اس کے بعد پھر ای طرح حساب ہوگا جس طرح فی زہد سو کے بعد پچاس میں ہوا تھا۔ جس ۲۰۵ میں چار حقے
ایک بکری اور ۲۱۱ میں چار حقے دو بکری اور ۲۱۵ میں چار حقے تین بکری اور ۲۲۰ میں چار حقے چار بکری اور ۲۲۵ میں چار حقے ایک بنت
کاغی اور ۲۳۲ میں چار حقے ایک بنت لیون اور ۲۳۶ میں پانچ حقے ۲۵۰ تک اور ۲۵۵ میں پانچ حقے ایک بکری اور ۲۶۰ میں پانچ حقے دو

(فصل میں انصاف) و فی الزکوٰۃ شاة بکری مائۃ واحدۃ و عشرون خشان و فی بانیۃ و واحد ثلث شاة (فصل بھیر بکری کی زکوٰۃ میں) چالیس بکریوں میں ایک بکری اور ایک سو گیس میں دو بکریاں اور ۱۰۰ و ایک میں تین بکریاں و فی الزکوٰۃ النعۃ ثم کل جانبۃ شاة و لعلو کا لضان و یؤخذ ثلثی فی زکوٰۃہا لا الجمع اور پارسہ میں چوبیس بکریاں چار برس میں ایک بکری ہے اور بھیر بکری کے مثل ہے اور لیاہ بکا و دانت بکری کی زکوٰۃ میں نہ کہ ایک سال سے کم

بھیر بکری کی زکوٰۃ کا بیان

توضیح للفقہ: انصاف بکریاں (سائیلے اس نفا سے واحد تین واحد کیلئے لفظ شاة ہے) شیا و جمع شاة بکری (اسم صغیر ہے) بیان بھیر و نہ۔

تشریح للفقہ: قولہ فی الزکوٰۃ شاة بکری مائۃ واحدۃ و عشرون خشان و فی بانیۃ و واحد ثلث شاة (فصل بھیر بکری کی زکوٰۃ میں) چالیس بکریوں میں ایک بکری اور ایک سو گیس میں دو بکریاں اور ۱۰۰ و ایک میں تین بکریاں و فی الزکوٰۃ النعۃ ثم کل جانبۃ شاة و لعلو کا لضان و یؤخذ ثلثی فی زکوٰۃہا لا الجمع اور پارسہ میں چوبیس بکریاں چار برس میں ایک بکری ہے اور بھیر بکری کے مثل ہے اور لیاہ بکا و دانت بکری کی زکوٰۃ میں نہ کہ ایک سال سے کم

انصاب	مقدار واجب	انصاب	مقدار واجب	انصاب	مقدار واجب	انصاب	مقدار واجب
۵	ایک بکری	۲۰	چار بکریاں	۳۶	ایک حصہ	۱۰۰	دو حصے
۹	دو بکریاں	۲۵	بنت کا شری	۶۱	ایک حصہ	۱۰۰	دو حصے
۱۵	تین بکریاں	۳۶	بنت ہون	۷۱	دو حصے ہون	۱۰۰	دو حصے
۱۲۵	ایک بکری دو حصے	۱۳۵	تین بکریاں دو حصے	۱۵۰	بنت کا شری دو حصے	۱۰۰	دو حصے
۱۳۰	دو بکریاں دو حصے	۱۴۰	چار بکریاں دو حصے	۱۵۰	تین حصے	۱۰۰	دو حصے
۱۵۵	ایک بکری تین حصے	۱۶۵	تین بکریاں تین حصے	۱۷۵	تین حصے ایک بنت کا شری	۱۰۰	دو حصے
۱۶۰	دو بکریاں تین حصے	۱۷۰	چار بکریاں تین حصے	۱۸۰	تین حصے ایک بنت ہون	۱۰۰	دو حصے

فصل میں کی زکوٰۃ کی تفصیل

۲۰	ایک بکری چار بکریاں	۶۰	ایک حصہ دو حصے	۸۰	دو حصے دو حصے	۱۰۰	ایک حصہ دو حصے
۳۰	دو بکریاں چار بکریاں	۷۰	ایک حصہ دو حصے	۹۰	تین حصے دو حصے	۱۰۰	ایک حصہ دو حصے

بھیر بکری کی زکوٰۃ کی تفصیل

۲۰	ایک بکری	۲۰	تین بکریاں	۵۰	چار بکریاں	۱۰۰	ایک حصہ دو حصے
۱۲	دو بکریاں	۳۰	چار بکریاں	۶۰	پانچ بکریاں	۱۰۰	ایک حصہ دو حصے

و لا تفسد فی البغیل والبیض والخبث والحب والحنظل والفضلان والفضائل والفضائل والفضائل والفضائل
اور کوئی چیز واجب نہیں گھوڑوں میں نیچروں میں گھوڑوں میں صرف بکری روزنت کے بچوں میں بکروں میں کاسہ ج کے رویشیں اور صحرانے
والظلم والہلاک بئذ الزجوب ولو وحت مبین ولم یؤخذ ذی اقلی جنبھا
والوں میں مقدار صحرانے وجوب کے بعد ہلاک ہوجانے والوں میں اگر واجب ہو کوئی مرد اور عورت گھر میں مروجہ نہ ہو تو مرد عورت کا یہ ہے
وانخذ الفضل اؤخذھا وزد الفضل فؤ دفع القبیحہ فؤخذ الوسط ونضم السیفاد من جس المصاب الیہ
اور اگر ان کے لیے نہ ہو تو ان کے لیے ہے یا قیمت دینے اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد اور عورت کے لیے ہے یا قیمت دینے اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد اور عورت کے لیے ہے
ولو اخذ الخراج والفسر والزلکوة بغلافہ ثم فؤخذ انحری ولو غجل فؤ نصاب لبسین اؤلف نصاب صح
اور اگر اس کے لیے نہ ہو تو ان کے لیے ہے یا قیمت دینے اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد اور عورت کے لیے ہے یا قیمت دینے اور اگر ایسا نہ ہو تو مرد اور عورت کے لیے ہے

جانوروں کی زکوٰۃ کے مختلف مسائل

توضیح الفقہ: ذیل گھوڑوں کا مردہ، بھال جمع بھال، جبر جمع ح۔ ہاتھ کا حصاں مع حمل، بکری کا بچہ، فضلان مع فضیل، اونٹنی کا
بچہ جو ایک سال سے کم کا ہو۔ چار ذیل جمع بھال، بھال جمع بھال، جبر جمع ح۔ ہاتھ کا حصاں مع حمل، بکری کا بچہ، فضلان مع فضیل، اونٹنی کا
جانور۔ غور و تامل کے درمیان کا عدد جن کی ذات میں نہ ہوں۔ یعنی ستر گنا یا اس سے زیادہ۔ ہاتھ کا حصاں مع حمل، بکری کا بچہ، فضلان مع فضیل، اونٹنی کا
بچہ جو ایک سال سے کم کا ہو۔ چار ذیل جمع بھال، بھال جمع بھال، جبر جمع ح۔ ہاتھ کا حصاں مع حمل، بکری کا بچہ، فضلان مع فضیل، اونٹنی کا

تشریح الفقہ: قوله ولا شیئ ان صاحبین کے نزدیک ہر چیز جو بھال میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
ہے کہ سلطان پر اس کے غلام میں اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ (ترمذی سنن ابی ہریرہ) اسی قول پر تفسیر ہے
(خبر بطحاوی) اور اگر مذہبی یہ صحیح جواب دہائی، اس کی قول امام شافعی، امام مالک، امام احمد کا ہے۔ امام الاصفیہ کے یہاں اس میں تفصیل ہے
کہ گھوڑے سائے ہو گئے، غور و تامل میں سے ہر ایک ہر ایک تجارت کیلئے ہوں تو با اتفاق زکوٰۃ واجب ہے سائے
ہوں یا غلوں اور اگر تجارت کیلئے نہ ہوں تو یا بار برداری اور سوداری کیلئے ہو گئے، کسی اور کا نہ کیلئے، اگر بار برداری اور سوداری کیلئے ہو گئے
تو ان میں زکوٰۃ نہیں اور اگر کسی اور کا نہ کیلئے ہوں اور طرف ہوں تب بھی زکوٰۃ نہیں اور اگر ماہ میں اور مردہ، دین و دھنوں میں
اور عربی انفس ہوں تو یا تک کو اختیار ہے چاہے ہر گھوڑے کی طرف سے ایک درجہ درجہ اور چاہے قوس کی قیمت لگا کر ہر دوسرے
پانچ درجہ دے دے نفس و جو ب تو اس لئے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر سائے گھوڑے میں ایک درجہ ہے یا اس درجہ" اور اگر قطعی
یعنی حق ہو کہ اگر تخریر اس لئے کہ حضرت عمر نے ابوبکر کے پاس لکھا تھا: "خیر اربابہا ان ادوم من کل طرس دینار او الا فلو صا
وحذ من کل مائتہ درہم خضعة درہم" انہی مائتہ نے فتح القندیش میں امام صاحب کے قائل کو ترجیح دی ہے۔ اور صاحبین کی
دلیل کا جواب یہ ہے کہ صاحب چاہے یا نہ ہو کہ نہ نہ "لیس علی المسلم فی عبده" میں فرزند سے مراد غازیوں کے گھوڑے
ہیں۔ ان میں زکوٰۃ نہیں، حضرت زید بن ثابت سے یہی دلیل منقول ہے (ابن جریر)۔

قوله والبیض الخ و رنگ میں چرغوں کے لیے زکوٰۃ نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ان کے بارے میں کچھ کوئی
(۱) قال فی المہذاب والفران یصدوا ہا دون الخراج لا ینعم مصارف لکن ینعم مفاصلہ والزلکوة مصر فیہا الفقراء ولا
بصر فوہا الہیم ولیل اذنی بالذلع المصدی علیہم سقط عنہ وکذا الذفع الی کل حذر لا ینعم بہا علیہم من
النبات فقراء والا اول بحرط

چیز باطل نہیں ہوتی۔" (مستحقین میں اپنی ہر چیز کو یہ اس وقت ہے جب یہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔ اگر تجارت کے ہوں تو زکوٰۃ واجب ہونے میں کوئی حکم نہیں کیونکہ اس وقت زکوٰۃ کا حق زیلت سے ہو جائیگا دیکر اہل تجارت میں زکوٰۃ کا تعلق مالیت سے ہوتا ہے۔

قولہ واللعلم ان ذلک بکری الذہب و سکہ کے چھوٹے پگھلے میں زکوٰۃ نہیں ہے یہ اس صاحب کا آخری قول ہے جس کو ان مہم نے اختیار کیا ہے اور یہی بڑی واضحی کا قول ہے و لا امامہ صاحب بکری فرماتے تھے کہ جو بڑوں میں واجب ہے وہی چھوٹوں میں واجب ہے امام زکریا رحمہ اللہ مالک کا قول بھی یہی ہے امام صاحب کا تیسرا قول یہ ہے کہ انہی میں سے ایک دینا چاہئے امام ابو یوسف و شافعی، جوزلی ہی کے قائل ہیں سوال اس مسئلے کی تو کوئی صحت ممکن ہی نہیں کیونکہ جب زکوٰۃ کیلئے حرانِ حول شرط میں اور جب بچوں پر ایک ماہ کی گزر گئی تو وہ چھوٹے کہیں رہے جو اب انہی کی صورت ہو سکتی ہے کہ شروع سال میں بڑے بھی ہو گئے چھوٹے بھی ہوں اور زمین سال میں بڑے ہو جائیں اور چھوٹوں پر سال گزر جائے تو ساری تمام ہونے پر ان چھوٹوں میں زکوٰۃ نہیں صاحبِ عمرے اس کی اور صورتیں بھی لکھی ہیں لیکن اسکا صحیح کلمہ ہے۔

قولہ واللعلم ان ذلک بکری الذہب و سکہ اور اکثر سال گھر رہ کر چارہ کھانے والے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں امام مالک اس میں بڑے خوف ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ حدیث "فی نفس ذودہ اور حدیث "فی کل ثلاثین من البقرہ" اپنے ظاہر کے لحاظ سے متعلق و وجوب ہیں، دیکر دلیل حضور کا ارشاد ہے کہ اس کا حق نہیں ہے (ابوداؤد و دارقطنی، ترمذی، ابن ابی شیبہ، عبد الرزاق، ابن ابی نعیم) و وجوب زکوٰۃ کا سبب مال نامی ہے جس کی دلیل جنگل میں چراگاہوں کی حد تک ہے۔ اور یہاں انہیں سے ایک بھی نہیں۔

قولہ واللعلم ان ذلک بکری الذہب و سکہ کے نزدیک عدد مضوی زکوٰۃ نہیں۔ امام مالک، احمد، شافعی کا قول (جدید) یہی ہے۔ امام محمد و زفر کے نزدیک اس میں بھی زکوٰۃ ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کا وجوب نعمت مال کے شکر میں ہے۔ اور کل مال نعمت ہے۔ پس وجوب کا تعلق کل مال سے ہوگا۔ شیعین کی دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "پانچ سالہ اونٹوں میں ایک بکری ہے۔ اور زکوٰۃ میں پانچویں یہاں تک کہ ان کو جو جائیں میں اگر کسی شخص کے پاس نو اونٹ ہوں اور چار ہلاک ہو جائیں۔ تو شیعین کے نزدیک ہمدی ایک بکری واجب ہوگی۔ اور امام محمد و زفر کے نزدیک اس کے حساب سے زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی۔

قولہ واللعلم ان ذلک بکری الذہب و سکہ اور وجوب زکوٰۃ کے بعد ہلاک ہو جائے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر ادا جتنی پر قدرت حاصل ہونے کے بعد ہلاک ہو جائے تو مالک ضمان ہوگا۔ یہ اختلاف دراصل اس پر مبنی ہے کہ کھانے پر یا مال زکوٰۃ کا تعلق میں شے کے ساتھ ہے۔ اور امام شافعی کے نزدیک اس کا تعلق نہ ہے۔ لیکن یہ کوئی برصورتی ہمارے نزدیک نہیں۔ بلکہ مصنف نے لفظ ہلاک بولا ہے اس واسطے کہ اگر سال تمام ہونے پر اس نے خود ہلاک کر دیا۔ تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔ کیونکہ اس صورت میں بعد کی انکی طرف سے ہے۔

تنبیہ: ایک مال تجارت کو دوسرے مال تجارت کے ساتھ تبدیل کر دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ استحلاک کا مطلب یہ ہے کہ ملک یا ادا و دفعہ کو اپنی ملکیت سے نکال دے اور کوئی دلی اس کا تمام مقام نہ ہو جس کی اگر کسی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہو اور وہ اس سے غلام یا کوئی اور اسباب تجارت کے لئے خریدا۔ اور پھر وہ ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی۔

قولہ و یضم الخ اگر دو سال میں کچھ مانع حاصل ہو جائے (ازدواج، بیوی یا بھتیجی وراثت) تو اس کو اس شخص کے نصاب کے ساتھ مل کر زکوٰۃ دینی چاہیے۔ درمیانی سال میں ساتھ جانوروں کا یا زمین اور مال تجارت میں بیع کا ہر سبب ہی محرم نہیں داخل ہیں۔

قولہ ولو جعل الخ ایک شخص کے پاس ایک مال کا نصاب تھا اسے چند سالوں کی جنگی زکوٰۃ نکال دی تو زکوٰۃ دینا چاہیگی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ ادا نہ ہوگی، جاری و کسب ہوگا۔ سبب وجوب زکوٰۃ صرف نصاب ہے۔ اور وہ موجود ہے۔ رہا حرانِ حول سو یہ تو شریعت کی طرف سے ادا کی زکوٰۃ کے لئے ایک قسم کی مہلت ہے۔ جیسے تاخیر دینے پر اگر کسی شخص نے چند نصابوں کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یہ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ سبب میں اصل نصاب پہنچا ہی ہے باقی اس کے چلے ہیں یا بہت کم زفر سے نزدیک سمجھیں۔

فَمِنْ فِي كُلِّ خُمْسٍ يَجْتَنِبُ وَالْمُعْتَصِرُ وَقَدْ لَغِيَ آثَارُ وَوَحُودًا وَفِي الْقُرْآنِ وَزُنْ سَبْعَةٌ
 بجز ہر پانچ میں جس میں وہی حساب سے ہے اور مستعبر ان کا وزن ہے اور اگر نے اور واجب ہونے میں اور دوسروں میں وزن سب سے
 وَلَوْ أَنِّي لَكُنْتُ الْقَسْرَ مِثْلَ وَزُنْ سَبْعَةٌ مِثْلَ قَلِيلٍ
 اور وہ سو ہے کہ چاندنی کے دن درم سات مثقال سونے کے برابر ہوں۔

تشریح ملاحظہ : قولہ فی خمس الخ خمس حصہ نما، پانچوں حصہ یعنی سونے چاندنی میں چاندنی میں حصہ واجب ہے اور نصاب کے ہر
 پانچ حصہ میں اسی حساب سے دو حصہ بنے ہیں ہر پانچوں درم میں ایک درم اور ہر چار دینار میں دو دینار واجب ہیں اور جو معتد و خمس
 سے کم ہو اس میں بھی پانچوں حصہ کا قول ہے امام شافعی، امام محمد، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ دو سو درم پر جو کوئی گناہ ہو اس کی
 زکوٰۃ اس کے حساب سے ہوگی کہ نہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "ما زاد علی العتقین فی سبائہ" (ابو داؤد و ترمذی علی) امام ابو یوسف کی دلیل
 حضور ﷺ کا ارشاد ہے "لَا تَزَالُ تَطْلَعُ الْكُفْرُ وَشَيْئًا" (دارقطنی عن سواذ) نیز آئے فرمایا "لَيْسَ لِبِعَادُونَ إِلَّا بَعِينَ صِدْقًا"۔
 (عبدالحق بن ابی کار عن عمرو بن مازم)۔

قولہ والمعتصر الخ وجوب زکوٰۃ کے اعتبار سے سونے چاندنی کے نصاب میں بالاتفاق ان دونوں کا وزن معتبر ہے نہ کہ انکی
 قیمت۔ پس اگر کسی شخص کے پاس دو درم کے ہم وزن چاندنی کا برتن ہو اور زکوٰۃ کی ساخت کے اعتبار سے انکی قیمت دو سو درم کی ہو تو اس پر
 زکوٰۃ نہیں عینک اس کا وزن پورے دو سو درم کا نہ ہو۔ نیز شخص کے نزدیک اگر چاندنی زکوٰۃ میں بھی وزن معتبر ہے۔ مگر زر کے نزدیک
 قیمت کا اعتبار ہے۔ امام محمد صاحب فرماتے ہیں کہ جو خیراء کے حق میں انفق ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ پس اگر کسی شخص نے پانچ کھرے
 اور دسوں کی زکوٰۃ میں پانچ کو ملے دو درم دیدیے۔ جن کی قیمت چار کھرے اور دسوں کے برابر تھی۔ تو شخص کے نزدیک زکوٰۃ ادا ہو جائے
 گی۔ امام محمد و زر کے نزدیک ادا نہ ہوگا۔ مگر پانچ کو ملے دو درم کی زکوٰۃ میں چار کھرے دو درم دیے جن کی قیمت پانچ کھوٹے
 درہموں کی قیمت کے برابر ہو تو امام زہری کے نزدیک ادا ہو جائیگی۔ شخص کے نزدیک اور امام محمد کے نزدیک ادا نہ ہوگی۔

قولہ وفي الدر اعم الخ آنحضرت صلی علیہ وسلم اور حضرت ابو جہرہ مہر کے زمانہ میں مختلف لاؤن درہم رائج تھے۔ قرآنی معنی میں ہے کہ
 اس وقت تین طرح کے درہم رائج تھے (۱) وزن عشرہ جس کے ہر درہم دس مثقال کے ہوزن اور ہر درہم میں قیر ط کا ہوتا تھا (۲)
 وزن جس جس کے ہر درہم دس مثقال کے اور ہر درہم بارہ قیر ط کا ہوتا تھا (۳) وزن جس جس کے ہر درہم پانچ مثقال کے اور درہم
 دس قیر ط کا ہوتا تھا۔ حضرت عمر و سیفہ فرماں میں سب سے وزنی درہم کا معیار کرتے تھے لوگوں پر یہ چیز رائج گذری انھوں نے تخفیف
 کی اور خواست کی تو حضرت عمر نے صحابہ کے مشورہ کے مطابق سب وزنیوں کو ایک وزن مساوی نکال لیا۔ جس کو وزن سید کہتے
 ہیں۔ سوائے طور کو تینوں وزنیوں کا مجموعہ ۲۴ درہم ہے۔ جس کو تین چار تقسیم کرنے سے سات ہوتے ہیں۔ ہیں دیوان فاروقی میں زکوٰۃ خراج،
 نصاب مرتبہ نویت قرطبی ہر سالہ میں بھی وزن مقرر ہو گیا۔ ان کہتا ہے کہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں جس درہم کا اعتبار ہے وہ بھی
 وزن سید ہوتا ہے۔ جس کے ہر درہم سات مثقال ہوتے ہیں۔ اگرچہ وزن سید کی کیفیت اس شخص سے معلوم کر دے۔

تشریح : آنحضرت رائج وزن سید

نمبر	اس کے وزنی	ہر درہم درہم	ہموزن	مقدار درہم	مقدار قیر ط	کل مقدار قیر ط	تقدار اخذ (نمبر)	کیفیت
۱	وزن عشرہ	ہر درہم درہم	دس مثقال	۲۰ قیر ط	پانچ	۲۰۰	۶	کل مقدار قیر ط ۲۰۰
۲	وزن سب	ہر درہم درہم	چھوٹا	۱۲ قیر ط	پانچ	۱۲۰	۴	ہے جس کا کٹ ۱۲۰
۳	وزن سب	ہر درہم درہم	پانچ مثقال	۱۰ قیر ط	پانچ	۱۰۰	۳	ہے۔ پانچ
۴	وزن سب	ہر درہم درہم	سات مثقال	۱۳ قیر ط	پانچ	۱۳۰	۱۳۰	کیر ط سب سے

مسئلہ: سورۃ النحر پڑھنا چاہیے۔ اور ذی سے نصف عشر ہر چوکھنوں کے حق میں اہم قرار ہے۔ اس سے ہر چوکھنوں سے وصول کرنے کے لئے کو حاکم قرار دیا ہے۔ جب وہ حاکم ہے اس کی یہ وجہ یہ ہے کہ ماشر کبھی عشر لیتا ہے اور کبھی نصف عشر اور کبھی ربع عشر جس کا حاکم چونکہ بعض سے وصول میں عشر دیتا ہے اس لئے اس کا نام ماشر رکھ دیا گیا۔ صاحب سعدی فرماتے ہیں کہ عشر تو ہر اس چیز کا نام نہیں ہے جو حاکم وصول کرنے والا عشر ہو بلکہ نصف عشر یا ربع عشر لکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ان کے ہر چوکھنوں سے وصول کرے۔ (اس کے لئے چند تفسیریں ہیں) (۱) آزاد و نام نہ ہو (۲) مسلمان ہو (۳) کافر نہ ہو (۴) غیر باغی ہو باغی نہ ہو (۵) چاروں اہل بیوتوں سے چاروں کی حفاظت پر قادر ہو۔ نصف کے ان شرطوں کو ذکر نہیں کیا کہ اس کی اصل عشرۃ شرعاً نام نہ ہو ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ لا یمخل صاحب مکس النحرۃ (۱) اور اگر کسی کو اس کا نام نہ ہو تو لا یمخل میں داخل نہ ہوگا اور برے کام کی رغبت و ناگہی جائز نہیں چاہئے کہ اس کے لئے مقرر نہ ہو۔ جو سبب حدیث ظہر میں ہے الباقی پر محمول ہے اور نصف عشر کے شرعاً نہ ہونے میں تو کوئی کلام نہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت بنی مالک کو کسی وصول کرنے پر مقرر کرنا چاہا۔ حضرت انس نے یہ کہہ کر کیا آپ مجھے نکلیں وصول کرنے پر مقرر کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس کا نام نہ تھی نہیں اس پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مقرر کیا ہے۔

قولہ لیس قال ایک حاکم یا مال نکھر حاکم کے پاس۔ یہ وہ مقرر کیا کہ اس نے زکوٰۃ طلب کی اور حج نے کہ (۱) ابھی اس باب پر پہلا مان نہیں گذرا اس سے یہ کہ (۲) مجھ پر اتنا ہی فرض ہے (۳) یا اس سے کہ کہ میں اس کی زکوٰۃ ذکر چکا (۴) یا دوسرے نہ ضرور سے آزاد (۵) اس مال کوئی دوسرا حاکم نہیں ہوگا اور اگر اس میں سب مسورتوں میں اپنے بیان کو طلب کے ساتھ حاکم کر دے۔ تو ان کی تصدیق کیا جائیگی۔ پہلی اور دوسری صورت میں تو اس لئے کہ وہ مسرور ہو جائے اور قول منقری کا معتبر ہوتا ہے ان کی قسم کے ساتھ تیسری صورت میں اس لئے کہ وہ امانت کو اس کے پاس میں پہنچا دینے کا حق ہے یہ ان کی تصدیق کی جائیگی۔ اس کے ساتھ ساتھ لکھ کر گذرے اور پھر یہ کہے کہ میں زکوٰۃ دے چکا تو تصدیق نہیں کیے گئے۔ تاکہ ان کی زکوٰۃ بھی کمال امام کو ہے۔ قال تعالیٰ اخذ من اموالہم حصلاً۔

قرآنہ و لیساً حصلاً اس کے لئے جو جن میں مسورتوں میں مسلمان کی تصدیق کی جاتی ہے۔ ان سب مسورتوں میں ان کی بھی تصدیق کی جائیگی کیونکہ ان کے لئے بھی اور عین حوالہ ہے جو مسلمان کے لئے نہیں لیکن جہاں کافر کا قول کی صورت میں بھی معتبر نہیں ہے۔ وہ وہ گواہوں سے ثابت کر دے۔ اگر اس کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو وہ اس کے لئے شخص یہ کہے۔ یہ میری اہل بیت ہے تو ان کی تصدیق کیا جائیگی۔

قولہ وعشر الحصر ان ذکر کوئی ذی شراب یا غیر لکھ کر گذرے تو صرف شراب کا عشر لینا جائے گا۔ وہ بھی قیمت لگا کر امام شافعی کے نزدیک وہ دونوں کا عشر نہیں لینا چاہیگا۔ نیز کہ شراب اور ظہر کی کوئی قیمت نہیں۔ اور مقرر فرماتے ہیں کہ دونوں کا عشر لینا ہے تاکہ یہ کہانہ گذار کے بیان اہل بیت کے حق میں دونوں برابر ہیں۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر دونوں کو لکھ کر گذرے تو دونوں کا عشر لیا جائیگا گویا امام ابو یوسف نے اخذ عشر کے معنی میں خیر کو شراب کے معنی میں لیا ہے۔ ہمارے نزدیک وہ دونوں میں فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ شراب زکوٰۃ کا امثال میں ہے۔ لہذا اس کی قیمت لگا کر عشر لے لیا جائیگا۔ اور خیر زکوٰۃ قائم میں ہے۔ اور زکوٰۃ انقیم میں قیمت کا حکم میں لکھی کا یہ ہے کہ میں ظہر کی قیمت کا لکھ کر گواہوں پر ظہر کر لیتا ہے۔ اور یہاں نہیں۔

صاحب کے نزدیک کم و بیش کی کوئی تعین نہیں۔ صاحبین کے نزدیک اس کی مقدار پانچ وقت ہے۔ (فیہما لای کفایت عشر امام صاحب کے نزدیک وہ ہے جب کبھی نکل آئے اور پچاس کا طائر ہو جائے امام ابو یوسف کے نزدیک کتنے کا وقت ہے۔ امام محمد کے نزدیک صاف کر کے طے کر لینے کا وقت ہے۔ مفسر مشرید ہوا کہ کسی آفت ہو یہ ہے ہلاک ہو جانا مالک کا بلا وصیت مر جانا یا مرقہ ہو جانا ہے۔

فولہ یجب ان کے لئے سے نزدیک غیر خرمی زمین کے ٹھنڈے مشر و اجب ہے۔ امام شافعی و امام مالک فرماتے ہیں کہ شمشیر نہیں کیونکہ یہ حیوان سے پیدا ہوتا ہے۔ جس پر اہل حق کے مشابہ ہو گیا۔ کہ اس میں بھی مشر نہیں۔ بیماری دلیل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "فی المصل العتق" پھر امام صاحب کے نزدیک کم و بیش کا کوئی اعتبار نہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک پانچ وقت کی قیمت کا اور ایک روایت کے لگاتار سے دس ملنگہ کا اور امام محمد کے نزدیک پانچ افران کا اعتبار ہے۔ ایک فرق ۳۶۰ مل کا ہوتا ہے۔

فولہ وسطیٰ ان طور جز زمین پانچ کے پانی سے یا چاندی پانی سے یا پانی کی گئی ہوں میں بھی مشر و اجب ہے غلو یہ اور بقدر نصاب اور سال بھر تک۔ یا پودا ہو۔ صاحبین کے نزدیک یہ اول کا بقدر نصاب: ہوا اور سال بھر تک باقی رہنا شرط ہے۔ دلیل حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ پانچ وقت سے کم نہیں مرقہ نہیں ہے۔ امام صاحب کی دلیل ارشاد باری ہے "انفقوا من ضیعت ما کسبتم و مما عمر جنا لکم من الارض من شئ ما فرجا" اپنے مومن کو اپنے سے قبل و کثیر سب کو مثال ہے۔ نیز حدیث "فما سقت المسکاء الا شئ من کل عام" ہے۔ کم و بیش کی کوئی تحصیل نہیں۔ مرقہ چلی حدیث سے اس میں ذکر آئے تو اسے تجارت مراد ہے نہ کہ مشر کیونکہ عرب لوگ اپنی کے ذریعہ خرید و فروخت کرتے تھے اور ایک وقت کی قیمت چار گیس اور ہم بدلتی تھی جس پانچ وقت کی قیمت دس سو درہم ہو کر اور کاہر ہے کہ دوسو درہم سے کم میں ذکر آئے نہیں۔ مشر و اجب میں صاحبین کی دلیل یہ حدیث ہے۔ "لیس فیہا (ای فی النضر اولت حتی) سیز یوں میں کچھ واجب نہیں۔ امام صاحب کی طرف سے جواب یہ ہے کہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

فولہ و حصتها ان تقطع کی عسری زمین سے دوہا خر لیا جائے گا۔ اگر چہ قطعی مسلمان ہو جائے یا اس سے وہ زمین کوئی مسلمان خرید لے۔ یہ پھر طریق کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں زمین عسری ہو جائیگا۔ اور محصول دو چند نہیں لیا جائیگا۔ اور اگر قطعی سے کوئی ذی خرید لے تو پانچ افران دو چند لیا جائیگا۔

فولہ و عراج ان اگر کوئی ذی عسری زمین مسلمان سے خرید لے تو امام صاحب کے نزدیک اس سے عراج لیا جائیگا۔ کیونکہ عسری میں عسری عراج ہے اور کفر عراجت کے معنی ہیں۔ امام ابو یوسف کے نزدیک دو اشر لیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک وہ بھی حالہ عسری رہے گی۔

فولہ و عسرا ان مسلمان نے ایک عسری زمین ذی کے ہاتھ فروخت کی۔ اس سے دوسرے مسلمان نے حق شخص کی بنا پر لے لی تو عسرا لیا جائیگا۔ کیونکہ حق شخص کی طرف خر لیا ہوا۔ لیکن گویا اس نے مسلمان سے خریدی ہے۔ اور اگر ذی نے قسادی کی چیز سے واپس کر دی جب بھی عسرا لیا جائیگا۔ کیونکہ جب قسادی کی چیز سے زمین واپس ہو گئی تو وہ بیع عی نہیں ہوتی۔ لہذا زمین بدستور عسری رہے گی۔

فولہ وان جعل الخ اگر کسی مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنا لیا تو اس کے خبیثہ کا مدار پانی پر ہے۔ عسری پانی سے بیجا تو عسرا اور خرمی پانی سے میراب کیا تو خراج ہوگا بخلاف ذی کے کہ اس سے ہر حال میں خراج لیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس کے لائق ہے۔

(۱) اکابر و ائمہ اہل حق شرع کا جلد اول

(۲) زہری "مسلم" اور ائمہ اہل حق شرع کا جلد اول

(۳) خراج کو عسری چیز میں یا کسی مکان سے حاصل چیز سے جو ہم نے پیدا کیا تھا۔ سے راستے زمین سے۔ ۱۲

(۴) بخاری اور ابوداؤد و ترمذی میں اس امر پر۔ ۱۲

میں ہو تو مکان پر ولایت رکھتا ہوں۔ مصنف نے ان آٹھ میں سے ۴ کو ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ ان کے علماء کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد یہ شخصیں باطنی اور ظاہری وجہ سے مکہ مکرمہ کی ملکیت کو جو زکوٰۃ دی جاتی تھی وہ اسلام کی عزت اور غلبہ کے لئے دی جاتی تھی اور جب وقتہ لہ اسلام زور پکڑا تو اس کی ضرورت نہیں رہی یا اس وجہ سے کہ ان لوگوں کو رعایا کی مختصرت خط کے ارشاد "تو عہد میں اغنیائہم ضرر علی ظہورہم" کے ذریعہ مشغول ہو گیا۔ بعض حضرات نے انصار صحابہ کو تاریخ مانا ہے مگر یہ صحیح نہیں کیونکہ تاریخ کی حیات میں ہوتا ہے اور انصار حیات کے بعد۔

فولہ وہو اسوا ان فی قطعہ میں کو کہتے ہیں جس کے پاس خود اہمیت بل، مگر بعد رخصت نہ ہو۔ اور مسکن اس کو کہتے ہیں جس کے پاس نہ چھوٹا ہو۔ امام ابو حنیفہ مالک ابواحق مروزی اور اصحاب لغت میں سے انھیں "فراغ" منصب کا بھی قول ہے اور یہی صحیح ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "او معسکب اذا منوہ" یا مسکن کو جو (فراغ) اور عبادت میں سے باخاک میں دل نہ ہو نہ سہاغنی (لحاظی) کا قول اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ آیت "اما السفینۃ فلکانت لعمساکن" میں مالک شمش بنوئے کے باوجود مساکین کہا ہے۔ جواب یہ ہے کہ ان کو مساکین کہا نہ رہا ہے یا یہ کہ کشتی ان کے پاس بطور عمارت تھی یا وہ مزدوری پر کام کرتے تھے۔

فولہ لیدفع الخ یعنی صاحب مال کو اچھے رہے چاہے زکوٰۃ کا ناسخ ہو یا اصناف میں سے سب کو یہ دے چاہے کسی ایک صنف کو یہ صنف واحد کے ایک ہی شخص کو دے یا چند افراد کو دے بہر صورت زکوٰۃ دواہر جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ میں جملہ حدیفہ و غیرہ کو بھی کہا ہے۔ اور اس کے خلاف کسی صحابی سے معقول نہیں کہ جس نے اجتماع کے دو حصے میں سے امام شافعی نے نزدیک ہر صنف کے کما از کم تین افراد کو یا ضروری ہے۔ گویا ان کے یہاں ہر زکوٰۃ دہندہ کم از کم آٹھ آدمیوں کو زکوٰۃ دیکر دیا ہے فرماتے ہیں کہ آیت میں اضافت لازم کیساتھ محض اتفاق ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اضافت اثبات اشتقاق کیلئے نہیں بلکہ بیان معارف کیلئے ہیں۔ فولہ و ضررہ فی الخ زکوٰۃ کی رقم سے غلام خریدنا۔ تاکہ اس کو آزاد کیا جائے جائز نہیں کیونکہ اطلاق تمسک نہیں بلکہ استعانہ ملک ہے اور ادا زکوٰۃ کے لئے تمسک رکھنا ہے پس اسحاق سے زکوٰۃ ادا نہ ہوئی امام مالک وغیرہ کے نزدیک جائز ہے کیونکہ ان کے یہاں "دلی الرقاب کی بھی دلیل ہے۔"

فولہ ولو دفع الخ ایک شخص نے انکل کر کے زکوٰۃ ایسے شخص کو دینی جس کے متعلق گمان تھا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف ہے لیکن بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مالدار تھا یا باغی تھا یا کافر تھا یا اس کا پتہ نہیں تھا یا اس کا زکوٰۃ ادا نہ ہوا تھا تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی کیونکہ جو بات اس کے پس میں تھی یعنی ملک نہ ہونا، اگر گزرا، یہ بات کہ وہ کافر یا عریض یا یہ پوچھے کہ تو کون ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟ وغیرہ تو وہ اس کا تکلف نہیں۔ ہاں اگر انکل کئے بغیر یہی تو صحیح نہیں امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں اعادہ کرنا ضروری ہے تاکہ کیونکہ غلطی کا یقین ہو چکا۔ طریقہ کی دلیل حضرت عثمان بن یزید کی روایت ہے کہ ان کے والد سے آنحضرت ﷺ نے ایسے ہی واقعہ میں فرمایا تھا۔ "یا یزید لک قانون و یا معن لک دما اخذت" (خاندان میں عثمان بن یزید میرے لئے دے رہے ہیں جس کی تو نے نیت کی اور اے معن! تیرے لئے دے رہے ہیں جو تو نے سلا لیا۔ اور اگر زکوٰۃ دینے کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ اس کا غلام تھا یا اس کا عہدہ کا تب تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی کیونکہ غلام کی صورت میں مال زکوٰۃ کی ملکیت میں اور اہل کتاب کی صورت میں چونکہ کتاب کی کتاب میں انک کا حق ہوتا ہے اس لئے تمسک تام نہ ہوئی۔

[illegible]

روزہ رکھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے۔ کہ رمضان کا ایک روزہ تو روزائیں اور قوی اس پر ہے کہ خاص لوگ مثلاً غنی اور فاقہ و غیرہ فصل روزہ رکھیں کیونکہ ان کو نیت کی کیفیت معلوم ہے اور عوام کو روزہ ان تک انتظار کرنے کا حکم دیں۔ پس اگر رمضان ثابت ہو جائے۔ تو شہادہ و شہادہ کا حکم یہاں جاری ہے کہ اصل نیت ہی میں تراویح۔ یا نینہ و کھانا اگر کل رمضان ہو گیا تو روزہ رکھ لو گے۔ ورنہ نہیں اس صورت میں وہ روزہ دار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے روزہ رکھنے کا نیت اور وہ ہی نہیں کیا تب ہم یہ کہ نصف نیت میں تراویح ہو گئی ہو نیت کرتے کہ اگر کل رمضان ہو تو رمضان کا روزہ فلاں واجب یا فعل روزہ رکھو گے یہ صورت مفرد ہے۔ کیونکہ اس کو ذکر و صلوٰۃ کے دو مہان تراویح ہے۔ پھر اگر رمضان ہو گیا تو رمضان کا روزہ سو جائے گا۔ کیونکہ اصل نیت میں تراویح تھا۔ اور اگر رمضان نہ ہو تو روزہ جب روزہ نہ ہوگا۔ بلکہ دنوں حالتوں میں نقل ہو جائے گا۔ اور اگر انتظار کرنا تھا تو اس پر تشدد واجب نہیں۔ بلکہ صورت میں تو اس لئے کہ صرف گمان ہی گمان ہے۔ کہ یہ رمضان کا روزہ ہے۔ اور دوسری صورت میں اس لئے کہ اس نے بطریق سے اپنے ذمہ ضروری نہیں کیا۔ و انما اطاعت الکلام فی هذا المقام لان الجعل قد مضى والعلم قد مضى۔

قولہ ومن رای انما ایک شخص نے رمضان یا غیر اضطرار کا نیت کیا تو کوئی قبول نہ ہوئی تو خود اس کو روزہ رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ چاند کو کچھ کر روزہ رکھو اس نے بزرگ چاند رکھا ہے اس لئے اس کو روزہ رکھنا چاہئے۔ ہم انتظار کا مسئلہ حوالہ میں اعتبار کا پہلو بھی نکھر ہے۔ نیز اس دن دوسرے لوگوں نے انتظار نہیں کیا بلکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس دن سے جس دن لوگ روزہ رکھیں اور انتظار اس دن ہے جس دن دوسرے لوگ انتظار کر رہے ہیں۔ لیکن اس نے شہادت دو ہو جائے کہ بعد انتظار کرنا تھا تو اس پر صرف قہر ہے کفارہ نہیں۔ امام مالک اور عاصمہ کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر اس نے حرام کیا تب انتظار کیا تو کفارہ واجب ہے۔ کیونکہ اس نے رمضان میں انتظار کیا ہے۔ حقیقت بھی اور مکمل بھی۔ حقیقت تو اس لئے کہ اس کو روزہ رمضان ہوئے کا یقین ہے۔ کیونکہ رایت تو یقین کا قوی ترین مرتبہ ہے۔ اور حکم اس سے کہ اس پر رویت ہلال کی وجہ سے روزہ واجب ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قاضی نے اس کی شہادت کو ایک شرعی دلیل یعنی تہمت تکلیفی کی جگہ سے روک دیا ہے۔ پس اس میں شبہ ہو گیا۔ لہذا کفارہ اس کی ضرورت ہے کہ اولیٰ شبہ سے مترفع ہو جاتی ہے۔ اور اگر شبہات سے پہلے ہی توڑ ڈالا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ صحیح ہے کہ کفارہ واجب نہیں۔

قولہ وہی طرح اگر قطع صاف نہ ہو اور آسمان پر ابر یا غبار یا غبار وغیرہ ہو تو رمضان کے چاند میں ایک ماضی پہنچے عادل مسلمان کی گواہی کافی ہے۔ آئندہ اعلیٰ غلام نہ ہو یا عورت کیونکہ آنحضرت ﷺ کا رمضان کے چاند میں ایک دیدہ ہوئی کی شہادت قبول کرنا حدیث سے ثابت ہے نیز دوسری کام یعنی لوگوں پر روزہ کے واجب ہونے کی خبر دے رہا ہے۔ اور اس دینی میں خبر واحد مستحب ہے۔ بلکہ وجہ ہے کہ اس میں لفظ شہادت بھی شرط نہیں ہاں عدالت شرط ہے۔ کیونکہ سلسلہ دیانت فاسق کا قول مقبول نہیں۔ لہذا امام غزالی نے یہ کہا ہے کہ ”عدلا کان، و غیر عدل“ سو غیر عدل سے مراد مستور الیٰ ہے۔ بڑا ذیہ معراج و نجست پس اس کی تصحیح موقوف ہے۔ طرانی نے اسی کو لیا ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ یہ حسن کی روایت ہے۔ حاکم شہید جنہوں نے کہ محمد کی کتابوں میں ان کے اقوال صحیح تھے ہیں۔ کافی میں کہا ہے کہ غیر عدل سے مراد مستور الحال ہے۔ امام شافعی ایک قول کے اعتبار سے دو گواہوں کی شرط دیتے ہیں۔

قولہ و حیوان اور عید کے چاند میں روزہ اور عید یا ایک آواز اور دو اور دو آوازوں کی گواہی شرط ہے۔ بلکہ حامی الزہد ایہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس سے حق اعداء مطلق ہے۔ پس جو چیزیں دیگر حقوق کے اثبات میں ضروری ہیں وہ اس میں بھی ضروری ہوگی۔ یعنی عدالت حریت نہ لفظ شہادت صاحب تختہ نے روایت اور اور صحیح کہا ہے۔ کہ اس میں بھی ایک عادل شخص کی گواہی مقبول کی جائیگی۔

(۱) تفسیر فی تفسیر میں علامہ امام غزالی نے فرمایا ہے کہ اگر روزہ نہ ہو تو اس میں بھی روزہ رکھنا ضروری ہے کہ اگر عدل ماضی طرانی نے یہی فرمایا ہے۔ ابن عباس ۳:

قوله والمعتصوم ان فی تعلق روزہ رکعتوں والے کیلئے بھی انفرادی ہے۔ خواہ عذر کی وجہ سے انفرادی کرے یا بلا عذر یہ روایت امام ابو یوسف کی ہے۔ ظاہر کرنا یہ کہ ہمارے سے باخبر انفرادی کرنا جائز نہیں اسی پر فتویٰ ہے (کذا فی الظانی) مصنف نے پہلی روایت کو اختیار کیا ہے کیونکہ روایت اردوئے دلس درجہ تر ہے اسی نے محققین علامہ ابن الہمام نے فتح القدر میں اس کو اختیار کیا ہے۔ اور صاحب ہیماء نے اس کی تصحیح کی ہے لیکن دونوں روایتوں کے لحاظ سے انفرادی کے بعد قضا کا لازم ہے امام شافعی اور امام احمد اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اس نے بخار روزہ رکھا ہے اس میں وہ شہر ہے لیکن جتنا حصہ باقی ہے وہ اس پر لازم نہیں۔ فقہ حنفی "معنی المحسن من سبیل"۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ ادا کر چکا وہ ایک عبادت اور کمال صحیح ہے۔ لہذا اس کو باطل ہونے سے محفوظ رکھ ضروری ہے۔ لقوله تعالیٰ ولا تبطلوا اعمالکم۔

(فائدہ اولیٰ): مصنف نے فقہی روزہ کی قطعاً کوٹھن ذکر کیا ہے۔ جو انفرادی قسدی اور انفرادی غیر قسدی ہر دو کو شامل ہے۔ انفرادی قسدی تو ظاہر ہے۔ انفرادی غیر قسدی کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک صورت علی روزہ رکھے ہوئے تھی کہ بعض آنا شروع ہو کر تو جمع روایت کے لحاظ سے اس کو اس روزہ کی قضا کرنی پڑے۔

(فائدہ ثانیہ): یہ بات تو اوپر معلوم ہوئی کہ ظاہر اور ای کے لحاظ سے بلا عذر انفرادی کرنا جائز نہیں۔ اب ہم جانتے ہیں کہ حیثیت عذر ہے یا نہیں سو اس میں مشابہت کا اختلاف ہے بعض عذر ہاتھ ہیں اور بعض نہیں مانتے۔ لیکن یہی ہے کہ حیثیت عذر ہے یا نہیں۔ انفرادی روزہ رکھنے والے کیلئے "معتصوم" اور "معتصوم" کا فرق ہے۔ قاضی حاکم نے شرح جامع صغیر میں اسی کی بحث کی ہے اور اسی کو حنفی میں ظاہر اور قاضی مانتا ہے۔ قرآنی ظہیر یہ میں بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اگر مرد حسب وجوب کو ترک انفرادی سے تکلیف نہ ہو بلکہ وہ مرد کے صرف ماضی ہونے سے علی غرض ہو جائے تو انفرادی کرے۔ روزہ انفرادی کرے۔ صاحب ذخیرہ فرماتے ہیں یہ سب یکساں وقت ہے جب روزہ مال سے پیشتر ہو۔ زوال کے بعد انفرادی جائز نہیں الہیہ کہ ترک انفرادی میں والد یا والدہ کی نافرمانی لازم ہے۔

تیسریہ: مذکورہ بالا روایت "الغرض" اور "معتصوم" کے بارے میں علامہ زبیری کا یہ کہنا کہ حدیث نہیں ہے بلکہ اقوال صحابہ میں سے ہے۔ کچھ غلط ہے۔ کیونکہ ابو ذر غفاری نے اس کو مسند میں ابو سعید خدری سے اور دار قطنی نے سنن میں معمر بن مہزیار سے صحیح اسناد کیا۔ انفرادی روایت کیا ہے دار قطنی کے الفاظ ہیں "کل وصوم یوماً مکاناً" اس کے علاوہ وہ کتب اندھا حاشیہ سنن ترمذی مصنف عبدالرزاق سوطی، کتب صحیح ابن حبان مسند بزرگ، معجم طبرانی مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے متوطات موجود ہیں۔

قولہ ولو بلغ ان لم یزکولیٰ پیر رمضان میں بالغ ہو گیا یا کوئی کافر اسلام لے آیا تو وہ احرام رمضان کے پیش نظر باقی دن مضررات صوم سے رکے رہیں اور اس دن کی اور اس سے پیشتر تمام کی قضا نہ کریں۔ کیونکہ ان ایام میں ان پر روزہ لازم نہیں تھا۔ اس واسطے کہ اس وقت یہ فرمایا گیا کہ قاضی نہیں تھے۔ نام ابو یوسف ایک روایت ہے کہ اگر کچھ بچہ اور کھڑ زوال سے پہلے زکلی ہو جائے تو قضا لازم ہے کیونکہ اس صورت میں ان کو نیت کا وقت مل گیا۔ ظاہر اور ایہ کیونکہ یہ ہے کہ روزہ میں تجویز نہیں جو باوجود نافرمانی اور وجوب الہیت اول وقت میں عدا ہے۔ لہذا قضا واجب نہیں البتہ اس صورت میں بچہ کیلئے مناسب یہ ہے کہ وہ نفس روزہ کی نیت کر لے کیونکہ وہ نیت کی الہیت رکھتا ہے۔ خلاف کافر کے کہ اس میں نیت کی الہیت نہیں۔

تیسریہ: روزہ کا جو مسئلہ پر مذکور ہوایہ مسئلہ نماز کے خلاف ہے چنانچہ اگر کوئی بچہ نماز کے وقت کے ان ایام میں یا آخر میں بالغ ہو جائے یا کوئی کافر اسلام لے آئے تو بلا تعلق اس پر نماز واجب ہے۔ ان دنوں مسئلوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ سب وجوب صلوٰۃ وقت کا وہ

آخری روز ہے جو ادا کیا جائے مکمل ہوتا ہے اور اس میں ایست پائی گئی لذت نماز واجب ادا ہونے کی۔ درجہ واجب صوم پر موقوف ہوتا ہے اور اس میں ایست مستحق ہے لہذا روزہ واجب نہ ہوگا یہاں ہے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس اصول جو یہ کہتے ہیں کہ واجب صوم میں بھی وقت فعل مکوہ کا موجب اور طرف ہوتا ہے جیسے وقت نماز اور ان کی طبعی سبب و سبب ہوتا ہے جیسے وقت صوم۔ یہ قول جی رہا میں ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ ان دونوں قسموں میں سبب واجب پر وقت ہوتا ہے اور یہاں اس کے خلاف ثابت ہو گیا۔

فائدہ: بطور صحت اور اسلام کا قرآن و سنن و مؤلفوں سے مستنبط ہے کہ ایک کھدو کا یہ کی طرف رش رو کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس شخص کو رمضان میں شروع دن میں کوئی ایسا عذر ہو جو مانع وجوب صوم ہو جس کی وجہ سے لفظ رمضان پر اور مجرد عذر داخل ہو جائے اور وہ شخص ایسی حالت میں ہو جائے کہ اگر ان حالت پر شروع دن میں ہوتا تو اس پر روزہ واجب ہوتا تو ایسے شخص کیلئے باقی دن منقطع صوم سے اس کے رہا ضروری ہے مثلاً کوئی بچہ بالی، کافر سلطان ہو گیا یا نہ کھے جس سے ہے۔ کہ کوئی ایسا سفر ہو جس سے واجب آگیا۔ اسی طرح جس شخص پر سبب وجوب اور ایست کے پائے جانے کی بنا پر روزہ واجب ہو اگرچہ اس کا چارہ روزہ واجب نہ ہو یا مشاکی نے جن کو جو کھ لفظ کرنا یا شک کے دن حالت انظار کی اس کے بعد رمضان ثابت ہو گیا یا صحاحی نہ ادا کرنے کے خیال سے سفر کی حالت میں صوم نہ کرنا ہو چکی تھی۔

فصلٌ وُضِعَ نَفَرٌ ضَوْفٌ النِّعْمِ الْفَطْرِ وَفَضْلٌ وَإِنْ نَوَى يَجْعَلُ كَقَرِّ الْفَضْلِ
(مفسر) چھٹس نماز کے قربانی کے دن روزہ رخصت کی تو انظار کرے در قدر کرے۔ اور اگر تم کی نیت کی تو عذر ہوگی۔
وَلَوْ نَفَرٌ ضَوْفٌ هَذِهِ أَشْفَى الْفَطْرِ كَمَا أَتَى فَهِيَ وَهِيَ يَوْمَ الْيَوْمِ وَالْأَمَامِ الشَّرِيقِ
اور اگر نماز مان لے لے اس مال روزے رکھو کہ تو ایام صیبت یعنی عید و غیر عید اور ایام تخریق میں انظار کرے
وَفَضْلًا لَا إِنْ شَرَعَ فِيهَا ثُمَّ الْفَطْرِ
اور بحر ان کے بعد نہ کرے اور تھا نہیں۔ اگرچہ ان ایام میں روزہ شروع کرے انظار کرے۔

تشریح الفقہ: قولہ عن نفرو انما خوب شد واجب شد روزوں کے جان سے فراغت کے بعد ان روزوں کا جان ہے جن کو آدمی خواہے تو روزہ لازم کرے جس کو نہ کہتے ہیں اگر کوئی شخص ہم غرض روزہ نہ کھنے کی نذر مان لے لے کہ جس سے تمہیں اس کے لئے ضروری ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں تھا کرے تمام روزہ ایسا مشاقق کے نزدیک غرضی نہیں دوسرے فرماتے ہیں کہ یہ نذر مضمیت ہے کیونکہ ان ایام میں روزہ نہ کھنے کی مخالفت ظہری وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے۔ صحیح ہے کہ اس سے صوم شروع کی نذر ماننی ہے اس لئے نہ کہ ہے۔ یہی مخالفت مودوں سے ہے کہ اس میں دعوت خداوندی سے امر میں لازم آتا ہے لہذا اس دن روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں تھا کرے۔ اور اس میں نے ایسا دن روزہ نہ کھنا یا تب بھی ادا ہو جائے گا۔ مان ادا کا مترادف۔

قولہ وان لوی انما اور اگر نہ رکھے ساتھ میں کی گئی نیت کر لی اور مجرد روزہ تو رہا تو تھا یہاں ساتھ ساتھ کفار و یمن بھی ادا کرے صاحب ہدایے نے ذکر کیا ہے کہ اس مسئلہ میں چھ صورتیں ہیں۔ 1۔ نہ نذر کی نیت کی نہ یمن کی 2۔ صرف نذر کی نیت کی 3۔ نہ نذر کی نیت کی نہ یمن نہ جو نے کی نیت کی ان تینوں صورتوں میں نہ ہوگی۔ 4۔ یمن کی نیت کی اور نہ نذر نہ ہونے کی اس صورت میں یمن ہوگی کیونکہ اس کے کام میں یمن کا احتمال تھا جس کو اس نے اپنے روزہ سے یمن کر دیا۔ 5۔ نہ نذر اور یمن دونوں کی نیت کی۔ خرفین کے نزدیک نہ نذر اور یمن دونوں ہوں گی تمام ابو یوسف کے نزدیک صرف یمن ہوگی۔ 6۔ صرف یمن کی نیت کی اس صورت میں بھی طریقین کے نزدیک دونوں ہوں گی۔ 7۔ ابو یوسف کے نزدیک صرف یمن ہوگی۔ لیکن یہ ہے کہ نذر علی نذر دوسری حقیقت ہے اور یمن میں بھی نہ ہو چکا ہے کہ نہ نیت پر موقوف نہیں اور یمن نیت پر موقوف ہے۔ لیکن یہ تمام ہندو یمن بردہ و مخالف نہ ہوگا۔ اور جمع بین الخیرین و انما نذر لازم آگیا جو

تشریح الفتہ • قولہ ولا یخرج الخ مختلف کیسے، ہاضمہ ورت مسجد سے نکالنا چاہو نہیں اُنرا ایک ساعت کیلئے بھی اہل کلمہ کائنات فاسد ہو گیا۔ البتہ حاجت شرعی جیسے ہمدانی لادائیگی یا حاجت طبی جیسے بوسہ براہ راست سے سسکی ہے۔ کیونکہ صحت ست میں حضرت عائشہ سے ثابت ہے کہ "تخفرت" اپنے مختلف۔ جو ضرورت صعبہ کے علاوہ کسی اور ضرورت سے نہیں ہوتے تھے اور چونکہ ہمدانی لادائیگی، ہر جو کچھ دیکھیں کہ تہہ چہ جس کے لئے نکلے بغیر چاروں کلمہ اس لئے یہ بھی ممکن ہے۔ اور ہمدانی سے زیادہ ایک ہمدانی لکھنا بھی متعدد اختلاف ہے۔

قولہ والکھ مختلف کا کلمہ تاج سونا اور جانا، حضرت خدیجہ فریدہ فرغت کرنا سب مسجد میں ہوگا۔ کیونکہ سعادہ دیت سے یہ بات ثابت ہے کہ "امکانہ" کے لئے۔ نہ میں مسجد ہی آنحضرت علیہ السلام کا زاری ہونا تھا اور ان امور میں مختلف سے نکلے گا تو اختلاف فاسد ہو جائے گا۔ امام مالک اور شافعی میں سے ابن شریک ان کے قائل ہیں، امام حنفی اور فاضل شافعی کے یہاں کھانے چنے کیلئے نکلنے کی اجازت ہے۔

قولہ و حکم الخ مسجد میں خدیجہ فریدہ فرغت کا معاملہ حاضر کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ مسجد خاص خدا کیلئے ہے۔ اور مال و متاع خاصہ نے میں مسجد کو حقوق العباد کی وجہ شہنوں کرنا لازم آتا ہے۔ اختلاف میں بالفعل مائوس رہنا بھی مکروہ ہے۔ کیونکہ صوم سکوت واری شریعت میں قرینہ نہیں پڑا شیوہ و جنس ہے مختلف کو یہاں ہے سنن و فاضل دراد و خانقاہ کلاوت آفران قرا، ات حدیث میں بدتر ہیں یہی نہیں قطعاً انبیاء و احیاء صالحین و غیرہ میں اپنے اوقات گزارنے مختلف کیلئے دل اور دوائی دلی (چھوٹا کوسہ لیمہ و غیرہ) حرام ہے۔ اگر کریگا تو اختلاف فاسد ہو جائے گا۔ جان بوجہ کر کرے یا بھول کر دن میں کرے یا رات میں انزل ہو یا نہ تو کیونکہ دلی منافی احکام مختلف ہے۔ قال تعالیٰ ولا یباشر وھن و انھن عما کفون فی المعاصی۔

• قولہ و لزمہ الخ ایک شخص نے صرف یہ کہہ کر دیکھا اور کہا: لا یخفی ان الکھب ثبات امام (وفاقیین چونکہ وہ اس پر توں کا بھی اختلاف لازم ہو گیا۔ کیونکہ ہر کوئی طریق صحیح ذکر کرنے سے اس کے متقاضی کی راتیں بھی و فاضل ہوئی ہیں۔ کہا جاتا ہے "لما ینک من الامام" میں نے تجھے بہت دن۔ کے نہیں دیکھا، اس میں رات اور دن دونوں میں دیکھنے کی بھی مقصود ہے۔ اور اگر وہ ان کے عذوف کے تذاتی تو دور اس کا بھی اختلاف لازم ہو گا۔ کیونکہ شریعہ کا حکم جمع کی بات دہا ہوتا ہے۔

موضعیہ فقہاء انکوری

ایک ساتویں تاریخ کو کہ جس روز نوہ کو عروقات میں سویم گیا ہو میں کوئی جہ میں یہ تجوں خطبہ ایک ایک روز کے فاصل سے دو پورا کرنے
ظہر کی نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ سوائے خطبہ عرفات کے جو زمان کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے ہوتا ہے۔ امام زفر کے یہاں یہ خطبہ
نکاح، ہجر، یعنی آغویں، توہین، موسویں تاریخ کو ان تینوں خطبوں کی ابتدا خطبہ عید کی طرح عجبیر کے ساتھ پھر تہجد کے ساتھ واجب
ہے۔ اور دیگر تین خطبوں میں معنی خطبہ جن خطبہ استقامت اور خطبہ کلاخ میں تہجد سے ابتدا اگر لازم ہے (یعنی خطبہ اولیٰ)۔

قولہ ہم دوح اربع اخصیہ تاریخ کو جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو منی میں آئے اور نوہ کی فجر تک میں رہے پھر نوہ تاریخ کو طوارق
آفتاب کے بعد منی سے عرفات آئے یہاں ظہر کی نماز سے پہلے خطبہ جمعہ کی طرح امام دو خطبے پڑھے جن میں دو قوف عرف، وقوف عرفہ طوارق
دونوں سے دو بجی، دہی، جرو، عقر، ذوق، علی اور طواف زیارت وغیرہ کے احکام سکھائے۔ خطبہ کے بعد دو گون کو ظہر اور عصر کی نماز ایک الزام
اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ ظہر کے لیے اذان اور اقامت دونوں کہے اور ظہر پڑھ کر عصر کے لیے اقامت کہے، کیونکہ عصر کی
نماز ظرافت عادت اس کے وقت سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے اطلاع کرنا ضروری ہے اور ان کے لیے اقامت کو کافی ہے۔ یہ جمع بین
اصلا میں جمع تہم کہلاتی ہے۔ جو اہل نبوت مشہور سے ثابت ہے۔ (مسلم بن ہارم مطروفا)۔

قولہ باذان اربع عروقات میں جو ظہر عصر کی نماز ہوتی ہے۔ اس کے لیے اذان و اقامت کہے، ایک اقامت کہے یا دونوں میں سے
تدہب ہیں لا کہ یہاں خلاف جو اہل مذکر ہوا ایک اذان اور ایک اقامت یہ قول ظاہر یہ حضرت عطاء کا ہے امام احمد کا ہے اور نہ قول کا بھی
قول ہے امام زفر، طحاوی، ابوداؤد نے اس کا اختیار کیا ہے (۱۳) اور ذوالحجہ اور دو اقامتیں یہ حضرت ابن مسعود، حضرت علی اور محمد بن ابی بکر
مروئی ہے (۱۴) صرف دو اقامتیں یہ حضرت عمر، حضرت علی، و سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے، اور یہی ایک قول امام شافعی کا امام احمد کا سفیان
ثوری کا ہے (۱۵) صرف ایک اقامت یہ قول ابو بکر بن داؤد کا ہے، لا کہ اذان اور اقامت یہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے۔

قولہ بشرط الامام اربع امام ابوحنیفہ کے نزدیک جمع بین اصلا میں کا جواز تین شرطوں پر متوقف ہے۔ اول بادشاہ یا اس کے نائب
خاصی وغیرہ کا ہونا اگر بادشاہ یا اس کا نائب نہ ہو تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں نہ ظہر و عصر دونوں نماز میں جمع کا احرام ہونا۔ آخر ظہر کی
نماز عصر کے احرام سے اور عصر کی نماز جمع کے احرام سے پڑھے تو جمع بین اصلا میں جائز نہیں موسم جماعت کا ہونا اگر کسی نے ظہر کی نماز پڑھا
پڑھ لی تو اس کے لئے عصر کی نماز امام کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں وہ عصر کی نماز اس کے وقت میں پڑھے گا صافحین کے نزدیک صرف
احرام جمع کا ہونا کافی ہے امام احمد امام شافعی امام مالک کا بھی یہی قول ہے۔

قولہ ثم الی الموقوف اربع پھر نماز کے بعد موقوف کی طرف جائے اور تین رحمت کے قریب بڑے بڑے سیاح پھروں کے پاس
قبلہ رخ ظہر جائے۔ یہی ظہر باطلت سے محرم جو پہاڑ پڑھ کر کھڑے ہوتے ہیں یہ بالکل بے اصل اور خلاف ملت ہے۔ کئی عروقات
ظہر نے کی جگہ ہے۔ جہاں چاہے ظہر جائے کوئی عروقت میں ظہر پڑھا جائے۔ کیونکہ عروقت میں اس کی ممانعت ہے نہ۔

تاکہ دو قوف عرفہ اور اذان جمع سے ظہر پڑھ کر کہے کہ "انما عرفہ" جمع قوف عرفہ ہے۔ اس کی صحت کیلئے
دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ عروقت کی زمین میں ہو۔ دوم یہ کہ اس کے وقت میں ہو وہاں کھڑا ہونا اور نیت کرنا نہ قوف عرفہ کیلئے شرط ہے اور
نہ واجب یہاں تک کہ اگر کسی نے بیٹھے یا ملے یا کھائے یا دھواں کو تلاش کرتے یا سوتے ہوئے قوف کیا تو قوف صحیح ہے اس واسطے کہ
قوف عرفہ صرف وہاں ہو جودھتا ہے اور اس۔

قولہ داہب اربع عروقتوں کے ان کریم مطلق گاہ پائے رحمت خوب جوش میں ہوتا ہے اسلئے بعد قوف ذوق و ذوق اور نہایت گریہ و زاری
کے ساتھ دعا کرتا ہے۔ کیونکہ یہ دولت قسمت کے سکھروں کو نصیب ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا رونا ہے کہ "افعل دعالیہم عروقتی

دعا ہے "اللهم صب ان زيدا المسك فخرام و انت صب لى سادى الفضل بالصلوة والسلام۔"

فائدہ: مذکورہ میں پندرہ ٹھیکیں لکھی ہیں جہاں ہر دعا قبول کی جاتی ہے۔ اور وہ چھ ٹھیکیں صاحب نبی کے اس تعلق میں منکوم ہیں "وعادہ لیرایا استجاب بحیثہ"۔ پھر وہ ٹھیکیں کہ انحراف: طرفہ دہی مروءتیں طرز: مقام و مہراب: جہازک تختہ: دلائل لاسرار میں متناہک حسن نقاش سے وجہات بھی مذکور ہیں جن میں دعا قبول ہوتی ہے اور وہ ہیں بیت اللہ میں مصر کے بعد دونوں ستونوں کے سامنے (مترجم میں آدھی رات موخف عرث میں بوقت غروب، موخف مروءتیں بوقت طلوع طواف میں بروقت) سنی میں اور صغیر وہ بوقت عصر زحرم کے پاس بوقت غروب، مقام لہرام میں اور مہراب رست کے پیچھے حجر کے وقت جہاز کے پاس بوقت طلوع" ان ٹھیکوں میں دعا بیت اللہ میں مصری کے کتب سے ثابت ہے جو آپ کے نقل کیا گیا تھا شیخ عبد اللہ کلب ابن جلال اللہ بن ملازادہ حصائی نے ایک نظم لکھی ہے جس میں مواضع مذکور مع مراعات قدرے اختلاف کے ساتھ مذکور ہیں وہ یہ ہے

قد ذکرت النفاث فی المساک	وہو لعمری عمدۃ لکسک
ان الدعاء فی خمسۃ عشرۃ	بھکۃ بقل من ذکرہ
وہی العظاف مطلقا والمترجم	نصف لیل لہو شرط ملزم
وداخل البیت یوفت العصر	بین یدی جلعہ لاسطر
وتحت مہراب نہ وقت السحر	وہکذا خلف المقام المقنعر
وعدہ متر زمزم شرب الفحول	اذا دلت شمس النہار ملاقول
ثم الصفا و مروۃ والمصی	یو قت عصر لہو قید یرعی
کذا منی فی لیمۃ القدر اذا	تصف اللیل فخلو ماہمعدی
ثم لدى الجمال والمزدلفۃ	عند طلوع الشمس ثم عرفہ
بموقف عند غروب الشمس قل	ثم لدى السمرۃ ظہو اوکمل
وقنوی هذا الوقوف طوا	بن غیر تغید بما لد مرا
بحر العلوم الحسن البصری عن	خیر الوری ذاتا ورعفا ومن
صلی علیہ اللہ ثم سلما	والہ والصعب ماخیت ہما

ثم البی مرذلفۃ بقل الغروب واثول بغرب جبل فرب واصل بالناس العشائری باذان وبقافہ
بمرکب مراد کی طرف دن چمے اور اتر جبل قریب کے قریب اور ملاز پڑھ تاامت کیساتھ مغرب اور مشام کی ایک اذان اور ایک اتامت کیساتھ
والہ یختر العنوب فی الطریق ثم صل الصلۃ بغلس ثم لفت مکترا متھلا علیک مصابا علی السبی
اور جائز نہ ہوگی ملاز مغرب راستہ میں پھر پڑھ نماز فجر صبح سویرے پھر وقت کر عجیر دیکھ لکھ اور حضور ﷺ پر درود بھیجتا ہوا
فادبنا وکف بہا خیرک ولف علی جنتی فزح ان اکتھک والا فغرب متا وین مؤفف الا یظن منحسر
اسیہ رہے اپنی مراد مانگا ہوا اور عجیر جبل قریح پر اگر تو گئے وہ اس کے قریب اور مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے سوائے اظہن حشر کے

بہتر یہ ہے کہ نیک و صبر، مغرب، عثمان و ہیں پر اچھے۔ اور پھر۔ میں ایک نیکو نیکو خدا سے دعا ہے کہ میں اسی طرح اپنے امام شافعی کے نزدیک سخت نہیں۔ دو یہ فرماتے ہیں کہ آپ کا صوبہ میں اترتا اٹھتا تھا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور صلعم نے بھی میں فرمایا تھا کہ ہم کل سیف بنی کسانہ میں داخل ہو گئے،

تو رخصت اس کے گھر سے دو گھنٹہ کی مسافت پر پہنچا۔ وہاں اس کے والدین نے اس کو اپنے گھر پر بلا لیا۔ اس کے والدین نے اس کو اپنے گھر پر بلا لیا۔ اس کے والدین نے اس کو اپنے گھر پر بلا لیا۔

فَضْلُ مَنْ لَمْ يَنْخُلْ مِنْكَ وَوَقْتُ بَعْرِقَةِ سَقَطَ عَنْهُ كَوَافُ الْقُفُومِ وَزَيْنُ وَفَتْ بِغُرَابِ شَاعَةِ
(اصل) اگر شخص کسی داخل ہو کہ جس اور غیر مباحرات میں تو ساقہ ہو جائیگا اس سے طواف تمام اور جو شخص قوف کرے عرفہ کے روز ایک رات
مِنَ الزَّوَالِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ فَقَدْ تَمَّ حُجَّتُهُ وَزَيْدٌ جَاهِلٌ أَوْ نَانِيًا فَوْ مُعَمَّنٍ عَلَيْهِ وَلَوْ نَخَلَ عَنْهُ
زوالِ شمس سے صبح کی شمع تک اس کا حج اور ایسا کہ بے جا نہ جائے یا سوتے ہوئے یا بیہوش کی حالت میں ہو اگر احرام باندھے اس کی طرف سے
زَيْفُهُ بِأَعْيَابِهِ صَبَّحَ وَالْمَرْأَةُ كَانَتْ رَجُلٌ غَيْرَ أَهْلِهَا تَكْثِيفُ وَخَفِيفُ لَا زَانِيَهَا وَلَا تَلْفِي خَيْرًا
اس کا مسرہ اس کی بیہوشی کی مرہ سے قیاس ہے اور عورت نامہ مرد کے ہے۔ جڑا ایک کہ وہ گولے لپٹا نہ نہ کہ مرد اور نہ لپیک کہے بلند آواز سے
وَلَا تَوَحَّلْ وَلَا تَضَعِ تَيْنَ الْمَيْلَيْنِ وَلَا تَخْلُقْ بِلِ تَغْشُرُ وَتَلْبِسُ التَّمِيضُ وَفَنَ لَقَدْ يَكُونُ نَظَرُ عِزٍّ وَنَظَرُ عِزٍّ وَنَظَرُ عِزٍّ
اور نہ دل اور نہ کسی کرے سہلین کے درمیان ہمارے نہ مزارے بلکہ نہ لڑاے اور چہرہ ہوا کپڑا میں نے چلا لایا یا زائد اس سے وہ دیکھ دلی کرانی
وَنَحْوُهُ وَتَوَجُّهُ مَعَهَا يَوْمَ النَّحْرِ فَقَدْ أَحْرَمَ فَإِنْ بَعَثَ بِهَا ثُمَّ تَوَضَّعَ لَا حَتَّى يَلْحَقَهَا
کے گئے میں اور متوجہ ہوا اسکے ساتھ پارہ داری تو وہ عزم ہو گیا جس اور وہ کرہ اس کو پھر متوجہ ہوا تو حکم نہ ہوا جب تک کہ اس سے نہ لے
إِلَّا عَلَى الْبَلَدَةِ الْمُتَعَدِّ لَأَنْ جَلَّتْ أَوْ أَشْعَرَتْ أَوْ قُلْتُ شَأْنًا لَمْ يَكُنْ مُعْرَمًا وَالتَّيْنُ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ
مگر بدستخت میں ہو اگر اس کی بھول داسے یا دھم لگائے یا بکری کے کتے میں چلا دے تو حکم نہ ہوا اور بدستخت ہو گا کہ کا مہتر ہے۔

افعال حج سے متعلق متفرق مسائل

تشریح الحقد: قود میں لم یہ عمل ان شخص نے یہقات سے اعزام باعد حالہ کہ جاتے کے بجائے رسید عارضات چلا گیا تو اس سے طواف قدوم نافذ ہوگا کیونکہ ایذا رنج میں طواف قدوم کی مشروعیت اس طور پر ہے کہ باقی افعال حج اس پر موقوف ہوں مگر اسکے خلاف طواف کرنا سنت نہیں ہو سکتا۔ مستطاعہ کا مطلب یہی ہے کہ اب اس کے حق میں طواف قدوم سنت نہیں رہا۔ پھر اس پر کچھ واجب بھی نہیں لائنہ ترک مستطاعہ لا یرتفع

قول: من وقف لرفع جوفی تو میں تاریخ کو زوالِ شمس سے دوسری کی فجر تک عرفات میں تھوڑے دلت کے لئے ٹھہراؤں گا۔ اور کاج پر اور مکی گوا اسکے معلوم ہو کہ عرفات پہنچا یا نہ یا بیہوش کی حالت میں ٹھہراؤں گا۔ کیونکہ حج عرفات کے خوف کا نام ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مصرح ہے اور خوف عرفات کے لئے شرط صرف وہاں موجود ہونا ہے۔ خوف کی نیت نہ کرنا عرفات کا معلوم ہونا وغیرہ شرط نہیں۔

۱۔ بخاری میں اس کا نقل ہے۔ نیز، صحیح ابن ابی شیبہ، ص ۲۸۷ (صحیح مسلم میں کن حسان قرظی نے اپنی کتاب حکم قرظی نامہ بطریق منی لکھا ہے اور

بَابُ التَّمَتُّعِ باب تمتع کے بیان میں

هُوَ أَنْ يُحْرِمَ مُعْتَمِرٌ مِنَ الْبَيْتِ فَلْيُطَوِّفَ لَهَا وَيَسْمِيَ وَيُضَلِّلَ أَوْ يَنْقُضَ وَقَدْ خَلَّ مِنْهَا
نَسِيًّا ۖ هِيَ كَأَحْرَامِ عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ
وَيَنْقُضُ النَّسِيَّةَ بِأَوَّلِ الطَّوَائِفِ ثُمَّ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ يَوْمَ الْقُرْبَةِ مِنَ الْحَرَمِ وَيُتِمُّعُ وَيَنْتَهِجُ فَيَنْفِخُ فِي عِزَّةٍ فَقَدْ فُرِ
أَوْ مَوْتٌ كَرِهَ تَكْبِيرَ شُرُوعِ طَوَافٍ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ بَدَلَهُ حَجَّ كَأَنْهُ يَسْتَحْيِي حُرْمَةَ الْحَرَمِ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ هِيَ كَأَحْرَامِ عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ
وَأَنْ صَلَّاهُ فَتَلْهُ مِنَ الشُّوَالِ لَمْ يُعْزَفْ عَنْ التَّلَافُفِ وَصَحَّ لَوْصَافُ تَقْدِ مَا أَخْرَجَ مِنْهَا
كَذَلِكَ جَاءَ فِي الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ
فَلَوْلَا أَنْ يُطَوِّفَ فَإِنْ أَرَادَ سَوِيَّ الْهَذِي الْأَحْرَامِ بَدَلَهُ وَصَافٍ وَقَدْ بَلَّغَتْهُ بِمَعْنَى الْوَسْطَى وَلَا يَنْفِخُ
بَدَلَهُ بِطَوَافٍ سِوَا عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ
وَلَا يَنْفِخُ لَمْ يُعْزَفْ عَنْ التَّلَافُفِ وَصَحَّ لَوْصَافُ تَقْدِ مَا أَخْرَجَ مِنْهَا
أَوْ نَدَّ طَوَافٍ سِوَا عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ
خَلَّ مِنْ إِخْرَاضِهِ وَلَا تَنْتَهِجُ وَلَا لِقَائِهَا لِمَنْحِي وَخَلَّ مِنْهَا
تَوَطَّأَ بِوَجْهِهِ وَنَوَّاسِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ كَمَا يَبْتَغَاتُ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ ۚ كَيْفَ كَانَ فِي حُرْمَةِ الْأَحْرَامِ سِوَا عَمْرَةٍ

توضیح المقتضیٰ: یہاں تردید: ذی الحجہ کی تاریخ: حرامہ: توجہ: من: فعل: یوم: اولاد: حرمہ: ماضیہ: کوئی طہارت: لگا: جس سے یہ معلوم ہو
جائے کہ یہ جانور بڑی کا ہے۔

تشریح المقتضیٰ: قول: یوم: حرمہ: تاریخ: حرامہ: توجہ: من: فعل: یوم: اولاد: حرمہ: ماضیہ: کوئی طہارت: لگا: جس سے یہ معلوم ہو
جائے کہ یہ جانور بڑی کا ہے۔

توضیح المقتضیٰ: یہاں تردید: ذی الحجہ کی تاریخ: حرامہ: توجہ: من: فعل: یوم: اولاد: حرمہ: ماضیہ: کوئی طہارت: لگا: جس سے یہ معلوم ہو
جائے کہ یہ جانور بڑی کا ہے۔

۱۰۱۔ علیہ وسلم نے عمرؓ کو انصاف میں اسلامِ حجاز کے وقت پہلے ختم کیا تھا۔^(۱)

مفسد حج وغیرہ مفسد حج امور کا بیان

قول و رشی یا حج اگر محرم نے شہوت کیمہ تھم عورت کی پیشانی کا دیکھ لی اور شعی حارج ہوئی تو اگر پر واجب نہیں کیونکہ محرم جناح ہے جو پر ل سو جو نہیں۔ نہ صورت نہ عقلی۔ کیونکہ یہاں نہ اطلاق ہے نہ انزال اور اگر بوسہ لے لیا شہوت کیمہ تھم جھوڑا یا مارا تو انفرج میں جناح کر لیا تو ٹکری واجب ہے۔

تعمیم۔ مفسد ہوا نے ام شامی کی طرف منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک ان تمام صورتوں میں اگر مفسد ہو جائیگا۔ ملامت بھی ڈالتے ہیں کہ یہ مفسد بھی نہیں۔ کیونکہ امام نووی نے شریعت مذہب میں تحریر کی ہے کہ ان صورتوں میں تمام شامی کے یہاں بھی صرف لغو واجب ہے۔

قول اولیٰ الخ۔ عرفہ عرفہ سے شمشیر فی یاد میں جناح کر کے حج کا مکرر کیا تو قضا حج کے ساتھ ساتھ ٹکری بھی واجب ہے۔ عرفہ عرفہ کے یہاں حج علیہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا واجب ہونا سو یہ جائز ہے۔ نزدیک ہے۔ اگر شامی کے نزدیک مفسد واجب ہے۔

یہ حضرات وقوف عرفہ کے بعد جناح کرنے پر قویٰ کرتے ہیں۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی بیوی سے صحبت کی اور وہ ان فرج تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا تم دونوں اپنے حج کی قضا کرنا اور عرفہ اقامت اس شہادت کا قیام ہے۔ جو کہ کوئی کوئی شامی ہے۔ اور یہ روایت کو مرسل ہے۔ اگر اکثر احادیث کے نزدیک حدیث مرسل جفت ہے۔ نیز حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کہ جناح سے حج باطل ہو جاتا ہے۔ کسی نے کہا جب حج باطل ہو گیا تو بیعت نہ پانچا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ وہ لوگوں کی نظر حج افعال حج بھلائے۔ اور آئندہ سال اس کی قضا کرے۔ اور ہدیٰ مانگے۔ مگر اس سے کوئی بھی اس طرح منقول نہیں کرتا۔

قول دوم بغیر عرفہ جب زوجین قضا حج کیلئے دوسرے سال آئیں تو کن ہر ایک دوسرے سے صلہ دینا ضروری نہیں کیونکہ ترک جناح کیلئے قضا حج کی مشقت ہی کافی ہے۔ امام زکریا مالکی شافعی فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہاں واجب ہے۔ تاکہ وہ اس موقع کو یاد کر کے ہر جناح میں شکرانہ ہوں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب ان کے درمیان امر جامع یعنی فحاشی واقع ہوئی ہے تو انفرج بے نود ہے۔ اگر ایک کھمبہ قفل اور احرام وہاں لے لے کر اس کے لئے جناح منع ہے۔ اور بعد از احرام اسلئے کہ ایک ذرا ہی وقت حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ اگر جو مشقہ مختصراً سختی ہوئی ہے اسکو یاد کر کے وہاں پہنچ جائیں گے پھر ان حضرات کے یہاں منع انفرج میں خلاف ہے۔ امام مالک کے یہاں گھر سے نکلنے کی بعد از احرام ضروری ہے۔ امام زکریا کے یہاں اس کے وقت اور امام شافعی کے یہاں اس وقت پہنچنے کے وقت جس جگہ انہوں نے جناح کیا تھا۔

قول دوم یہ لو جو وہاں گھر اگر محرم نے وقوف عرفہ کے بعد جناح کیا تو حج کا مکرر ہوگا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ (جو شخص عرفات میں ٹھہریگا۔ کانٹا کھنڈا کر کے اپنے کندھے پر لٹا دے واجب ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث میں انکی تصریح موجود ہے)۔
قول دوم جناح ان ہی امر محرم کا بھول کر جناح کرنا یا یہی ہے جیسے جان بوجھ کر جناح کر کے کہ اگر وقوف عرفہ سے قبل موقوف کا سد ہو جائیگا۔ امام شافعی کے یہاں جناح کا مفسد حج نہیں۔ ہاں عورت سے زبردستی یا سوتی عورت سے جناح کر لینے میں بھی یہی اختلاف ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ نسیان اور نوم واکرہ میں یہ فعل نہایت گنہگار ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حدیث احرام میں اختلاف محسوس مفسد حج کا باعث ہے۔ اور یہ اختلاف ان کو اکثر سے منع دیکھیں ہوتا۔ لہذا حج کا سد ہو جائیگا۔

فَضَّلَ ابْنُ لُقْلُقٍ مُنْجِمًا أَذْوَلُ عَلَيْهِ مِنْ قِتْلَةِ قَعْبِهِ الْخِزَاءَ وَفَوْقَهُ لَصِيدُ بَقُولِهِ الْعَلَاتِي فِي مُنْجِيهِ
(نص) اگر مار اسے لقمہ چکھ کر مارے اس شخص کو جس کو مار لے اس پر مارے یعنی حکام کی قیت اور عادل ظہر کریں اس کے لیے کہ یہ
أَوْ اقْرَبَ مَرْجِعَ فَنَفْسُهُ تَرَى بِهَا هَلْبًا وَنَاحِيَةَ ابْنِ بُلْعَثَ خَلِيًّا أَوْ طَعَامًا وَفَضْلُكَ بِهِ كَالطَّعْمَةِ
یا اس کے قریب میں پس خیر ہے اس سے جہی اور اس کے آگے اگر شک جائے قیت جن کو یا خیر ہے نہ خدا اور حمد کرے۔ بے فہم کے طریق
أَوْضَاعَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مَسْكِينٍ يَوْمًا وَلَوْ فَضَّلِي غُلٌّ مِنْ نَضِيبِ ضَاعِ نَضِيقٍ بِهِ أَوْ ضَامٍ يَوْمًا
یا بر مسکین کے لیے یہ کھانے کے جیسی ایک روزہ رکھے نہ اگر کسی سے نصف صاع سے کہ جو اس کو نہات کرے یا ایک روزہ رکھے۔

جزائے صید کا بیان

[illegible][illegible]

فائدہ: صید فحش کے جانور کو کھیتے ہیں۔ یہ اصل پیدائش کے اعتبار سے وحشی ہو سکتی اگر اسکو بکڑا جائے۔ تو بھانک جائے۔ تو جانور اور بن صید بن کر داخل ہے۔ کیونکہ وہ اصل خلقت میں وحشی ہے۔ اور وحشی اونٹ اور گائے صید سے خارج ہے۔ کیونکہ انکی یہ اصل خلقت میں وحشت نہیں۔ پھر صید، گول وغیرہ کو ببر، کوشک سے۔ نہ کھیر کے لئے افکار حرام ہے۔

وَمِنْ سَوْحَةٍ أَوْ قُلْعٍ فَضْوَةٌ أَوْ تَفْ شَعْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَلِحَبٌ أَلْبَنٌ يَنْتَقِبُ وَيُسَبِّحُ رُفْعُ لُحْمِهِ
اور اگر زخمی کر دیا اس کا مضحکہ اور یا بال اکھاڑے تو اس میں ہلکا کشمان کا اور وہاب ہوگی قیمت اس کے پانچ کمانے سے اور تھو یا دان کا نئے سے
و حلقہ او کسر بھضہ و خروچ طرح میٹ بد و لا شے، بقتل عذاب و جلالة و ذنب و خبیة و غفران و فزاره
اور وہ دھڑ سے ہے اور اگر اٹاؤ نئے سے اور مردار بچ کے ٹکڑے سے اور بکری کھن اڑانے میں کوئے کے اور ذیل بھڑ کے سب کچھ جو ہے

اللهم سلط على قلبه من كلامك "اور اس کو شیر نے پھاڑ کھایا تھا پس بطریق دلائلۃ افعس و زہدہ کے بارے کا جو ازمنہ جاہت ہو گیا۔

قولہ مختلف الخ اگر غرض سہالت و تسہل کی شدت سے بھرا کر نے پر مجبور ہو کر وہ شکار کر لے تو جواز واجب ہے کیونکہ وجوب کفارہ فہم قرآنی کی حکم میں ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ وجوب جڑا میں اصل غفلت کے اذکار سے مستحسن ہونے کا اعتبار ہے۔ اور کچھ اصل غفلت کے اعتبار سے حشمتیہ کو دوائے بھاری ہیں کیونکہ یہ زیادہ اذیتیں سکتا۔ رہا اس کا مانوس ہونا سودا سحر عارضی ہے جس کا اعتبار نہیں۔

قولہ نودنح انحرام کا ذبح کیا ہوا ہے کہ اس کیلئے حلال ہے نہ غیر کیلئے۔ امام شافعی کے نزدیک غیر کیلئے حلال ہے نیز احرام سے حلال ہو جانے کے بعد خرواں کیلئے بھی حلال ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ جب زکوٰۃ حقیقہ موجود ہے تو لایا وہ اپنا مل کر بھی البتہ محرم نے چونکہ سنی منہمک کا ارتکاب کیا ہے اس بنا پر اس کے لئے حبوبہ حرام ہے جس غیر کے حق میں اصل طاعت باقی رہے گی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ محرم کے محرام نے شکار و نصیہ سے اور ذرا ذرا کو حلال کر دینے کی اہمیت سے نکل گیا جس اس کا فعل زکوٰۃ نہیں ہو سکا البتہ وہ منہمک حیدر تو اسلئے ہے کہ آیت "حریم بھیم مہد البر" میں جہن کو حرام فرمایا ہے۔ اور انعام الہیت ذکر کر اسلئے کہ آیت "لا تفسدوا الصید و انتم حرم" میں قتل سے تعبیر کیا گیا ہے نہ کہ ذبح سے۔

تو نہ اصل لہجہ محرم کیلئے اس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے جس کو غیر محرم نے شکار کیا ہمارا کہ چہ غیر مرغی کہ واسطے شکار کیا ہو بشرطیکہ محرم نے شکار نہ اتلا یا جو ہم نے شکار کیا ہو نہ اس پر امانت کی ہو نہ اس کا مالک اور امام شافعی کے نزدیک محرم کیلئے وہ شکار جائز نہیں جو غیر محرم نے محرم سے سوا اسلئے کیا ہو کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے شکار حلال ہے جب تک کہ تم شکار نہ کو یا تمہارے واسطے نہ جائے۔ "ہماری دینی حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے "علی (رضی اللہ عنہ) امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے صرف اپنے واسطے شکار کیا تھا بلکہ محرم و صحابہ کیلئے بھی کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کو مبارک فرمایا رقی حدیث مذکور سوال تو وہ ضعیف ہے چنانچہ ابو داؤد و غیرہ کی روایت میں مطلب بن حطب ہے جس کے تحقق امام شافعی اور ترمذی نے صاف لکھا ہے کہ حضرت جابر سے اس کا سنا ہم کو معلوم نہیں۔ امام نسائی نے عمرو بن ابی عبد کے تحقق کیا ہے کہ گویا امام مالک نے ان سے روایت کی ہے مگر یہ تو یکتا طریقہ کی روایت میں یوسف بن خالد ہے جس کو بخاری نسائی شافعی ابوہریرہ میں نے مطلقاً الحاد میں ضعیف کہا ہے اسی حدیث کی روایت میں عثمان بن خالد ہے جس کے متعلق ابن عدی کا فیصلہ ہے کہ اس کی کل احادیث غیر مخلوط اور صحیح نہیں ہوں تو مطلب یہ ہے کہ جب محرم کے قسم سے شکار ہو تو حلال نہیں۔

قولہ دلواغذہ حلال الخ ذہیک فصیح نے غیر محرم ہونے کی حالت میں شکار چکڑا بھروسے نے احرام کا پیرہا اور کسی نے اس کے ساتھ میں سے شکار لیکر چھوڑ دیا تو تمام صاحب کے نزدیک چھوڑنے والے پر تادھن لازم ہے صاحبین کے نزدیک لازم نہیں کیونکہ اس پر واردہ احسان عدم ارسال حرام اور چھوڑنا ضروری ہے۔ لیکن اس نے موعداً لحدوف غنای عن الحکر کیا ہے۔ وہ باطلی الحکمین من سبیل امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ محرم حلال ہونے کی حالت میں ملک مقیم کیساتھ اس کا مالک ہوا ہے اور احرام کی وجہ سے اس کا احرام باطل نہیں اور مرسل نے اس کو تکلف کر دیا لہذا منافق ہو گا یہی اختلاف آلات ہجو کے قوڑ نے میں ہے کہ صاحبین کے نزدیک تو زینا اے پر مہلن فصیح۔ امام صاحب کے نزدیک مہلن منافق ہے۔ اور اگر نرم کا شکار محرم نے چکڑا بھروسے کا چھوڑنے والا باقیات خاص نہیں کیونکہ محرم شکار کا مالک نہیں ہوتا اس کے حق میں شکار ضرور وغیرہ کا بطور راجح ہو گا۔

عمر جدید مغربیوں کی

کے اعتبار سے دو جہات ہیں۔ اگرچہ ان میں ربا، اور آرمی کی چیز کے حرام سے قبل صحت کے احکامات اور حلال۔ بھی لازم ہوئے اور خون بھی۔
 ازب ہوگا تو اس سے نہ ختم ہوا۔ یا نہ ہو۔ یہ ہے۔ چنانچہ اس صورت میں رسول سے علی نہیں پہنچنے کے احکام سے حال ہونے
 نے لئے ملتیں کر کے جو نہیں اگر صحت کو اس سے ہوتی ہے۔ کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہوتی ہے اور اگر عقل نہیں کہ تاؤ اس کی جہات سے یعنی
 جو نہ ہوئے ہر ہذا کے لئے۔ نیز لازم کہی ہے کہ یہاں سے حلال سے نہ ہو۔

تو اس میں فرق اس کے ہونا چاہئے ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ فقہ سے ہر جہات سے حلال ہے اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 اپنے دور سے ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔

تو اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔

تو اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔

باب الإحصار

باب (ج) اور عرصت (مرکب) جوئے کے بیچ میں

تو اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔
 یہاں تک کہ اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔ اور اس میں ہر جہات سے حلال ہے۔

یہ ہے۔ تاکہ شخصیت کیسے کام کر رہا ہے؟ کیا اس سے مدد کی کوئی چیز ممکن ہوگی؟ کیا یہ لفظ ان مرض میں بھی استعمال ہوتا ہے۔
 حضور خلیفہ کا ارتقاء ہے "ان لوگوں میں اللہ کا راز"

بحالت قرہ ہو کیونکہ عبادت الہ میں بالدار کی آزمائش اور محنت کی حاجت کا دفعہ مقصود ہوتا ہے۔ جو تائب کے فعل سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن عبادت جو یہ حصہ جس کسی صورت سے نیابت جائز نہیں یہ تہہ عبادت جو یہ جس مسئلہ فرض یہ ہوتی ہے کہ انفعال مقصود سے روئے اور بدن پر محنت و مشقت ہے تا کہ جسم اور قوت سرکولی اور روئے کی صفائی اور تہہ بھی حاصل ہو اور یہ چیز تائب کے فعل سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "لا یصوم احد عن احد ولا یصل احد عن احد" جس کا مطلب یہ ہے کہ صورت و مصلوٰۃ میں نیابت مکتزہ پر فرض ماضی نہیں ہوتا۔ اور عبادت مرکبہ میں بحالت غیر نیابت جائز ہے۔ اور بحالت قدرت ہوا جائز۔ عبادت الہ میں نیابت سے حرام ہے اور بدلی ہوئے کے اعتبار سے عدم جواز۔

قول دوم احرام الخ ایک شخص کو دو آدمیوں سے حج کرنے کا حکم کیا اور وہ ان کے حکم کے بموجب حج کیلئے چلے گیا تو اب دو یا قرونوں کی نیت سے حج کا حرام باندھنے کا غیر ممکن طور پر ہم جس کی ایک کی نیت یا مطلق نیت سے لائی نہیں واپہام میں گنج حد کے متعلق سکون ہوگا۔ پہلی صورت میں حج آخری طرف سے نہ ہوگا بلکہ امور یعنی خروج کرنے والے کی طرف سے ہوگا اور اس نے حکم کندگان کا عیناً مان فرمایا کہ اس کا ضامن ہوگا۔ کیونکہ ہمارے ان کے حکم سے خلاف کیا ہے۔ اسی واسطے کہ ان میں سے ہر ایک کو جوار ثروت غیر حج مطلوب تھا اور ہر اس پر قہر نہیں کہ حج ان میں سے کسی ایک کیلئے فرار دے۔ کیونکہ حج یا طرح لازم ہوتی ہے لہذا حج یا امور کی طرف سے ہوگا اس صورت کا حکم تو کتاب میں مذکور ہے۔ وہی دوسری اور تیسری اور دوسری صورت میں اگر وہ ممکن کئے بغیر انھیں کر گزرے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر انفعال حج ادا کرنے سے پہلے پہلے کسی ایک کو متعین کر لے تو طرفین کے نزدیک جائز ہے مگر احتیاطاً قیاس کی رو سے یہ بھی ناجائز ہے چنانچہ امام ابو یوسف اسی کے قائل ہیں۔ کیونکہ اس کو تعین کا حکم ہے۔ اور اجماع تعین کے خلاف ہے۔ احتیاط کی وجہ یہ ہے کہ حرام مقصود باندھنا نہیں بلکہ وہ انفعال حج کا وسیلہ ہے اور وسیلہ کے ذریعہ سے تمہر کی تعین ہو سکتی ہے۔ تیسری صورت کے متعلق کافی میں سے کراسے بارے میں کوئی تصریح نہیں دینی۔ ان یصح التعین ہذا ایضا حال عدم المخالفة۔

قولہ کان مات الخ ایک شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جائے وہی یا اسکے ورثہ نے وصیت کے بموجب ایک شخص کو حج کے لئے مسجد یا کارخانہ یا انتقال ہو گیا تو امام صاحب کے نزدیک سزاوارک کے تہائی حصہ کے ذریعہ وصیت کے ٹکڑے سے حج کرایا جائے گا۔ صاحبین کے نزدیک وہاں سے کہ جہاں ہمارا استعمال ہوا ہے۔ پھر ماہجہ کے نزدیک اس مال کا اعتبار ہے جو ہمارا کو یا گیا تھا پس انھیں سے بتا باقی ہوا اس سے حج کرایا جائے اور باقی نہ ہو تو وصیت باطل ہو جائیگی۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ٹکڑے اول سے باقی اند مال کا اعتبار ہے۔ وادلتہ فی المخطوٰلات۔

قولہ "بعض ارباب" اور جی قرآن (دوسوں کے لئے) کیلئے یومِ غزہ میں ہے اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ایسا جہاد جہادِ باطنی یوم سے مراد مطلق ہوتا ہے جس میں کفر (۱۰، ۱۱، ۱۲) کو ذبح کر سکتا ہے ان کے علاوہ دم نہ زوم نہ جانی اور اہلِ اصرار اور کل جہاد یا مفر کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ کفار سے ہر قسم کا خون حرم کیساتھ مخصوص ہے بقول تعالیٰ "وہدایا لفرع الکعبہ" اور جہاد کا گوشت فقراء و غریب پر صدق کرنا ضروری نہیں جس میں غریب کو چاہئے کہ سب سے پہلے فضل ملے گی ہے کہ حرم سے فقراء پر صدق کرے۔

فائدہ: خونِ چار قسم کے ہیں اول وہ جو دماغ و مکان پر ہو کیساتھ خاص ہیں جیسے دمِ احمد و مرقان و دمِ قطوع (برداشتِ قہوری) اور دمِ اصرار (خاصہ جہاد کے نزدیک) اور دمِ جو صرف وقت کے ساتھ دم ہیں جیسے دمِ اصرار (عام صاحب کے نزدیک) و دمِ قطوع (برداشتِ اصل) سوم "جو صرف وقت کے ساتھ خاص ہیں جیسے دمِ غیب، چار دم وہ جو ان میں سے کسی کے ساتھ خاص نہیں جیسے دمِ ہند (طرفین کے نزدیک)۔ قول و صدق ارباب اور جہاد کے جانور کی جھول اور کھیل خیرات کر دے اور اس کے گوشت میں سے کھانا کو موزوں رکھ دے آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ کو یمن فرمایا تھا اور بلا ضرورت جہاد پر سوار نہ ہو گئے تھے حدیث میں ہے کہ "بدلی پر سوار ہو اور استور کے مطابق جب تک کہ تم کھانا ضرورت نہ ہو" نیز جہاد کا دم بھی نہ دو ہے بلکہ اس کے قصوں پر غصہ نہ پانی کا چھینکا مارو سہ کہ وہ چپکے بند ہو جائے مگر یہ اس وقت ہے جب ذبح کرنے کی جگہ قریب ہو اگر ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳،

تو یہ دلوں کے ایک شخص نے اس کی رہنمائی دی اور وہ اپنے اور نہروہ مالک کی رہی کی اور حرہ اولیٰ (جو مسجد خریف کے متصل ہے) رہی پھر وہی تو بوقت تھا کل عہد کی رہی کرے تاکہ ترتیب وار نہ جائے لیکن اگر صرف بحرہ اولیٰ کی رہی کی تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ ترتیب مستثنیٰ ہے نہ کہ واجب۔

تو وہ من اور جب اس ایک شخص نے یہ وہ حاج کرنے کی اندر کی طواف زیارت سے فارغ ہونے تک پیوں چنانہ ضروری ہے اگر تمام راستہ میں یا اکثر راستہ میں سوار ہو گا تو خون برآمد پتا پڑے گا۔ کیونکہ اس نے اپنے اوپر کامل مشقت کے ساتھ حج کا اثر اس کا ہے لہذا اس کو ای طرح چڑا کر ضروری ہے ہاں طواف زیارت کے بعد سوار ہو سکتا ہے کیونکہ صرف زیارت تک تمام حج کے ارکان پورے ہو سکتے ہیں۔
تو یہ دلوں کے ایک شخص نے باندی خریدی جو اپنے آؤ کی اجازت سے احرام باندھے ہوئی تو مشرعی کیلئے جائز ہے کہ وہ باندی کو اس کے احرام سے ہال کٹوانے یا آخن کاٹنے یا خوشبو لگانے کو ذریعہ سے عادی کر دے اور محبت کرنے پر حرام کرنے کے ذریعہ سے بھی قلیل کر سکتا ہے مگر یہ امر حج کی تعلیم کے پیش نظر بھی نہیں۔

۱۰۔ اور توں کی سوجھ بوجھ میں بھی انھیں ہو جائے گا ماسہ شامی کے یہاں سرحدوں ضرور دی ہے۔ نیز اہلکات یہاں عداوت بھی نہ شروع ہو سکتی بلکہ ۱۱۔ اور وہاں جو بدو و بدوئی انتہائی میں ہو جو کہ میں بھی انکار کیجے اسے ماسہ شامی کا اس میں بھی اختلاف ہے۔ اور یہاں بہت محنت شہادت کیلئے کاہرہ دیکھ یہ ہے کہ کہیں بھی زانی، بہت سے قتل انھیں کا مالک، وکیل ہے کہ وہ وہاں مستعد ہوئے گا مثلاً لاسق اور ذی قعد کا اختیار ہے تو ان کا گاہ بہا بھی درست ہے، اختلاف یہ کہ وہاں اور بہتوں کے کہ ان کو ان کی ذات کا امتیاز نہیں تو ان کی مرضی میں درست نہیں۔

قول دینے اور حکومت و مہر ہو تو شیخین کے نزدیک مسلمان مرد کا نکاح دو بیویوں کی سوجھ بکھج ہو جائے گا امام مہمہ اور دفر نے نیزہ ایک شیخ نے فرمایا کہ وہ فرماتے ہیں کہ کویا چاہے تو جو کوشنای شہادت ہے ہر مسلمان کے حق میں کافر کی شہادت نہیں لیکن بایا نہ دیا جیسے مگویا انہوں نے مسلمان کا کلام سنا ہی نہیں۔ قصصین و فرماتے ہیں کہ ان میں شہادت کا شرط دو ہونا ہے جو ہر کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ شہادت ملک سے اعتبار سے ہے اور اس پر دو دروہوں میں انہذان کی شہادت کا اعتبار کیا جائے گا۔

قول: ہمیں اس بار ایک شخص نے کسی اور سے۔۔۔ یہ کہا کہ تیری چھوٹی لڑکی کا کسی کے ساتھ کالج کروے وکیل نے ایک مرد یا دو عورتوں کی موجودگی میں اس کا کالج کر دیا اور انھیں مجلس میں اس کا باپ سوجھو دھا تو وہیں درست ہو گئی چونکہ اس صورت میں باپ کو سکھانا عائد کیا جائیگا اور وہ لیکن، درحقیقہ مرد یا دو عورتوں کو ساتھ کالج کر دیا جائے گا۔ اور اگر باپ مجلس نکالے گا تو حاضرین، بدو فلاح سمجھ نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں، مکمل عائد۔۔۔ جلدوار کے مرتبہ دو عورتوں کو گواہ ہیں کہ وہ صرف ایک مرد یا صرف دو عورتوں ہی کی موجودگی میں نکالے نہیں جوتے۔

نہایت قندار کنگوڑ۔

فصل في المحرمات

فصل خمرات کے بیان میں

تقریر فصل اخ مشروعیات کا بیان کرنے کے بعد عمرات کو بیان کرتے ہیں کہ مکات و محرمات کے دو مہینہ امتیاز ہو چکے حرمت کے اسباب جو ہیں (۱) قربت یعنی کسی رشتہ داری (۲) مصافحہ کس رشتہ داری (۳) مرضاء یعنی شیر خوارگی کی رشتہ داری۔ (۴) جمع یعنی ۱۰ بیوں کو نکاح میں جمع کرنا (۵) عدم دین سہادی جیسے مجوسی اور بت پرست سے نکاح کرنا۔ (۶) اوقاف الامت علی الحرمۃ یعنی آزاد بیوی کے ہوتے ہوئے باندی سے نکاح کرنا۔ (۷) ملک میں جیسے آقا کا بیٹا باندی سے یا سید کا بیٹا غلام سے نکاح کرنا۔ (۸) حق غیر یعنی دوسرے کی ملکوت یا اس کی معتد یا ثابت النسب حرام سے نکاح کرنا (۹) اطفال و اطفال و ثانی جنس عورت کو تین طلاقیں دے دی گئیں ہوں مصنف نے ان اسباب سے یہاں محرمات کو ذکر کر دیا ہے اور مطلقہ عورت کی حرمت کو اسباب الرحمہ کے بعد والی فصل میں بیان کیا ہے اور عمرہ میں الخیر کی تصریح نہیں کی کیونکہ دوسرے کی ملکوت حرام ہے، مکمل ظاہر ہے۔

فائدہ: بعض حضرات نے اسبابِ حرمت و نکیس ٹیکہ کرائے ہیں جن میں خافضی مشکل ٹیکہ اور دریائی انسٹن کو بھی لیا ہے۔ قادیان حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ کواہوں کی موجودگی میں جانے بوجھت کے ساتھ آتش کا علاج صحیح ہے لیکن زوار اور کچھ پر مٹی کی گولہ کہا ہے کہ آتش کا پانی سے اور جن کا آدھ سے نکال کر مٹی کی مختلف موٹائی والا ٹکڑا بیت "واللہ اعلم بالصواب" میں اسٹیکم ازواج" میں اتمان اتھاہ جس کی صورت میں ہے۔"

خود فی الخمرات اور خمر مرد و عورت کی چیز اول وہ جن کی حرمت دائمی ہے دوم وہ جن کی حرمت موت سے پہلے یعنی خمر مانے سے پہلے واجب ہیں سوچتے ہیں کہ حرمت نسب کے سبب سے ہے جن کا ذکر آیت "حرمت علیکم ابہائکم" میں ہے معصرت ہے اور وہ یہ ہیں ماں باپ بھائی بہن چھوٹی خالہ "بھائی بھائی اور چھوٹی حرمت مصائب کے سبب سے ہے یعنی خود خدا کی ریسہ سب کی منکوحہ اور بھڑوٹا کیا اور عورتیں جو ہمیں سہیلی گئی ہو روضہ محبت کے سبب سے حرام ہیں یہ حرمت موت سے مراد یہ ہیں کہ دو میان میں کرنا چاہ کے دتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرنا آزاد کے ہوتے ہوئے بالحدی سے نکاح کرنا جس عورت سے وطن چاہے ہوئی ہو اس کی عدت میں چوتھی سے شادی کرنا اسی طرح اسی کی بھین سے شادی کرنا اہانت و فتنہ اور اس کے شر کے پائیں نہ مل تھیں عورتیں جس جن کی تفصیل آگے آئی ہے۔

فلو تزوجت أحب أمية الموطورة لم يظا واجدة بلفها حتى ينفقها ولو تزوجت أحبتي
بس وكره الخ كرايا التي موطورة باندی کی محبت سے تو نہ اہی کرے کسی ایک سے یہاں تک کہ فرودخت کر دے یا عدی کو ہوا اگر نکاح کیا اور یہاں سے
فی غفلة ولم يدر الأول قوتی بينة ولفها نصف المهورين المزاخي آية ثم حكت ذكرها حرم النكاح
واقعد من اور اول معلوم نہ، وقرنی کی جائے گی ان میں اور دونوں کیلئے نصف ہر دو کا اور جس کی اور دونوں کو بیع کرے کہ جس ایک کو اور
والزنا والفسر والظفر بشهوا نوحب خواتم الفضاخرة
لرم کیا جائے تو نکاح حرام ہو اور زنا کرنا اور چھو اور دیگر شہوت کے ساتھ جیت کر رہے اور اسی حرامت کو
رخوف تزوج أحب مفعلة واقبة وسبغية والمفعلة وسبغية
اور حرام ہے نکاح کرنا اپنی معتقد کی بہن اور اپنی باندی اور بائیک اور نکوسہ اور بت پرست عورت سے۔
تو قس لافقہ بس چھوڑنا ہر دوسری دوسری انجوسہ قس پرست عورت واپس بت پرست عورت۔

تشریح الفقہ۔ قولہ طوئ الم ان کسی نے اپنی موطورہ باندی سے نکاح کر لیا تو نکاح ہو جائے گا نہیں وہ ان دونوں میں سے کسی کے ساتھ
صحبت نہیں کر سکتا ۲۰ مثلاً وہ ان میں سے کسی ایک کی حلت شام کو اپنے اوپر حرام نہ کر لے مثلاً یہ کہ باندی کو فرودخت کر دے یا کسی
اور سے نہ ساتھ اس کی شان کر دے یا نہ نکاح کو طلاق دے وہ یہ ہے کہ منکوحہ موطورہ ہوتی ہے اگر یہ کسی ایک سے صحبت کرے گا تو
اور یہاں کوئی میں منع کرنا لازم آئے گا۔

قولہ لوزن ان کسی نے دو عورتوں سے یا دوسرے عورتوں سے واقعہ کے ساتھ نکاح کیا اور یہ معلوم نہیں کہ ان میں سے پہلی بیوی
کون ہے تو اس صورت میں قاضی کے حکم سے ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی اور یہ فرقت طلاق کے حکم میں ہوگی نہ کہ حج کے حکم
میں کیونکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا نکاح بائیں بائیں ہے اور عدم اولیت کی بنا پر کسی ایک کی بیعتیں ممکن نہیں اسلئے لا کار تفریق
کیا جائے گی بھران میں سے پہلی بیوی کیلئے نصف ہر دو کا چھوڑنا یہاں سے معلوم نہیں اسلئے نصف ہر دو کا دیا جائے گا۔
تتبعہ۔ وجوب نصف ہر دو شرطوں کے ساتھ ہے (۱) بوقت عقد ہر مہر طین نہ ہو تو نصف ہر کے عوض میں دونوں کو ایک متعہ یعنی
پوشاک دی جائے گی (۲) دونوں کا ہر برابر ہو مختلف ہونے کی صورت میں اگر دونوں کا ہر معلوم ہو تو ہر ایک کو اس کا چوتھائی اور مستحق طور
پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں دونوں میروں سے جو کمتر ہوا اس کا نصف ملے گی (۳) فرقت قبل الدخول ہوا اگر دخول کے بعد ہو تو ایک کو پورا
مہر دیا جائے گا کیونکہ دخول کی وجہ سے میر ثابت ہو جاتا ہے اور اگر ایک بی بی عدولہ ہو تو اس کو کامل میر ملے گا اور غیر عدولہ کو چوتھائی (۴)
دونوں میں سے ہر ایک بیوی بھائی کرے کہ میر (نکاح پیکر) ہوا ہے اور میرہ کسی کے پاس نہ ہو۔

قولہ وزن حرا فقہ ان کسی ایک قاعدہ کلیہ سا ہے کہ ہر ایک دو عورتوں کے درمیان حج کرنا یا نہیں جن میں سے کسی ایک کو مرد فرض
کر لیا جائے تو اس کیلئے دوسری طلاق نہ ہوگی کہ ایک عورت اور اس کی بھوہی کے درمیان حج کرنا کو اگر عورت کو مرد فرض کر لیا جائے
تو ان کا نکاح ہو نہ کیونکہ کیونکہ اپنی بھوہی کے ساتھ نکاح کرنا بائیں ہے اور بھوہی کو مرد فرض کر لیا جائے تب بھی نکاح جائز نہیں کیونکہ بھوہی
سے نکاح کرنا بدست نہیں اسی طرح خالہ اور بھائی کا حال ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نکاح کیا جائے عورت سے اس کی بھوہی پر اور نہ
اس کی خالہ پر اور نہ اس کی بھائی پر ۱۹ انکی دو عورتوں کے درمیان حج کرنا اس لئے حرام ہے کہ اس میں قطع رحم لازم آتا ہے چنانچہ طہرانی
کی روایت میں اس کی صراحت موجود ہے سوال قرآن سے تو صرف بین الاقنین کی حرامت ثابت ہوئی ہے بھوہی اور بھئی کے
درمیان حج کرنے کی حرامت ثابت نہیں ہوئی۔ جواب حدیث نہ کو مشہور ہے جن کے ذریعہ سے آیت کے لغو میں قطع رحم جو شرط ہے۔

قول یہ فرض اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جس ایک کو مرد فرض کیا جائے تو دوسری اس پر حرام ہوگی اگر مرد فرض کرنے کی شرط پر دوسری حرام نہ ہو تو اگر مرد کے نزدیک نکاح جائز ہے۔ مثلاً ایک عورت اور اس کے شوہر کی بیٹی اگر عورت کو مرد فرض کیا جائے تو اس پر عورت کے شوہر کی بیٹی حرام نہیں اور اگر شوہر کی بیٹی کو مرد فرض کیا جائے تو عورت اس پر حرام ہے تو انکی دو عورتوں کے درمیان منع کرنا جائز ہے اس طرح باندی اور اس کے مالک کی بیٹی کے درمیان منع کرنا اگر بیٹی کو مرد فرض کیا جائے تو باندی حرام نہیں اور اگر باندی کو مرد فرض کیا جائے تو بیٹی حرام ہے پس ان میں بھی منع کرنا جائز ہے۔

قول والد انما عورت کی عورت کی عورت کے ساتھ جھوٹا اس کی فرج داخل کی طرف شہوت کی نگاہ سے دیکھنا حرمت مصاہرت کو واجب کرتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں ان چیزوں سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی وہ یہ فرماتے ہیں کہ مصاہرت ایک نعمت ہے کہ وجہ یہ عورتیں اس بات کو کہہ کر اور بعض مرد آباد کے ساتھ لائق ہو جاتے ہیں۔ والد ان میں ایک رشتہ قائم ہو جاتا ہے جس کا یہ حرام کے ساتھ حاصل نہیں ہو سکتی ہم یہ کہتے ہیں کہ وہی عورت جو عورت کا سب سے ہی لئے چھڑو دیکھنا عورت سے ہر ایک کی طرف منسوب ہوتا ہے جس سے عورت کے اصول و فروع کے اصول و فروع کی طرح ہو گئے ہر ایک کو عورت ایک نعمت ہے لہذا اس کا حصول حرام نہیں ہے نہ ہو گا۔ جواب یہ ہے کہ وہی جو عورت مصاہرت ہے وہ بایں خشیت نہیں کہ وہ نہ ہے گا۔ بایں خشیت ہے کہ وہ بچہ کا سب سے کہ بچہ کوئی منع نہیں بلکہ وہ کرم بہتر ہے اور آیت ”واللہ کرم بنی آدم“ کے تحت میں داخل ہے مگر اس خشیت سے جب میں بھی منع نہیں۔ اور شہوت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نگاہ کرنا یا عورت کو چھونا چھو کر وہی کے اسباب و اس کی طرف دانی ہیں اس لئے احتیاطی کے قائم مقام ہیں۔

قول حرم اس ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینی یا طلاق بائن دینی تو جب تک اس کی عورت چھوئی نہ ہو جائے تو اس وقت تک اس کی بہن سے طلاق کرنا حرام ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر اس کی عورت طلاق کی یا طلاق بائن کی ہو تو اس کی بہن سے طلاق کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں نکاح بالکل ختم ہو چکا۔ لیکن جب ہے نہ اگر وہ حرمت کاظم دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ عورت کے ساتھ عورت واجب ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ نکاح بالکل ختم نہیں ہوا کیونکہ طلاق کے احکام باقی ہیں مثلاً نفاذ واجب ہوا عورت کے حق میں فروج کا ممنوع ہونا وغیرہ واحد کا واجب ہونا۔ سو اول تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے کہ اس پر حد واجب ہے جیسا کہ رسول کی کتاب انطلاق میں اس کی طرف اشارہ ہے اور اگر تسلیم بھی کر لیں تو وجہ یہ ہے کہ عورت کی طلاق کے نکاح سے تو مرد کی حکمت: انکی ہو چکی اس لئے اس کیساتھ عورت کرنے سے منع نہیں ہو گیا لیکن امور فہ دور کے لحاظ سے حکمت باقی ہے اس لئے اس کی بہن کے ساتھ نکاح کرنے سے حاجت الاٹھن ہو گا۔ حاصل آنکہ یہاں من وجہ نکاح ختم ہو گیا اور من وجہ باقی ہے۔

قول والد سیدائش پرست اور بت پرست عورت کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے کیونکہ ان خدائی کا وارث ہے کہ ”ولا تنکحوا المشرکات حتی یومن“ مشرک عورتوں سے نکاح نہ کر دو یہ لائق کہ وہ ایمان لے آئیں۔ نیز حضور ﷺ خود مشرک بنائے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی بنائے کہ جو قرآن کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔ بجز اس کے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کر دو اور ان کا بیعت نہ کھاؤ۔ ”فتح القدیر میں ہے کہ آقاب پرست ستر پرست صورت پرست معتقلہ فتنہ بنی باطن اور اہل بدعت سب بت پرست ہیں۔ محمد حنفی غفرلہ لکھتے ہیں۔

وَحَلَّ قُرُوجُ الْيَهُودِيَّةِ وَالْمَنْعَرَةِ وَالْمَنْعَرَةِ وَالْأَمَةِ وَالْمَنْعَرَةِ وَالْمَنْعَرَةِ عَلَى نَفْسٍ لَا حُكْمَ لَهَا
اور حلال ہے نکاح کرنا کتابیہ مجرب سے کہ وہی حرم ہو اور باندی سے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے باندی کے نکاح پر نہ کسی کا نہیں

ہے (۲۱) آقا کا سکوت بوقت تولد امام بعد پیکر اقرار ہے (۲۲) مکمل التوحید صبیح کا سبب ہی کر شری کا سکوت رضا العیوب ہے بشرطیکہ غیر عادل ہو (۲۳) باکرہ کا سکوت ترویج کی معلوم ہو چکے وقت رضا نکاح سے (۲۴) زوجہ کا زمین کو فروخت کرنا اور اس پر خاموش رہنا قرار ہے کہ وہ زمین شوہر کی نہیں کسی طرح اس کا ٹکڑا (۲۵) ایک شخص نے بھی کاٹھا یا اس کا سہا ب فروخت کر دیا اور ایک مدت شستر ہی اس میں شریف کر دیا پھر بھی مالک خاموش رہا تو اس کا سکوت منقطع (۲۶) شرکاء شرکت نکاح میں سے ایک کا یہ کہہ کر کہ اس باندی کو میں نکاح میں لے رہا ہوں اور دوسرے کا خاموش رہنا اس میں وہوں کی شرکت نہ ہوگی (۲۷) دو مکمل نے کہا کہ یہ بی بی مجھ سے لے کر دیتا ہوں اور مکمل خاموش رہا تو وہ چیز دو مکمل کی ہوگی (۲۸) صحن یا قلی کو خرید و فروخت کرتے دیکھ کر دیا کا سکوت ان میں سے (۲۹) غیر کچھ بچی مشکل چھڑا تے دیکھ کر مالک کا سکوت رضا ہے چھڑا نے والا ضمانت نہ ہوگا (۳۰) مالک سے قسم کھانی کہ نکاح سے خدمت نہ لوں گا نکاح خدمت کرنے لگا اور وہ خاموش رہا تو حیات ہو جائے گا۔ (۳۱) ماں نے بیٹی کو بیع میں کچھ دامیاب دیا اور باپ خاموش رہا تو باپ واپس لینے کا قصد نہیں (۳۲) ماں نے بیٹی اور لون کے مطابق چیز دیا اور باپ خاموش رہا تو اس میں سے نہ ہوگی (۳۳) مالک نے زلیخہ سے بیعت نہ کی تو باشرط فروخت کر کے شستر ہی کے حوالے کر دینی اور وہ اس کرنے آیا اور مالک خاموش رہا تو شستر ہی زلیخہ کا مالک ہو جائے گا (۳۴) بوقت قرأت تحمید استاذ کا سکوت غیر لائق ہے (۳۵) بلا غدر نہ علیہ کا سکوت انکار ہے۔ (۳۶) مرد بڑا یا مرد چھوٹے بڑے وقت رات کا سکوت رضا ہے (۳۷) قاضی نے شہادے سے حرکی کا حال دریافت کیا اور وہ خاموش رہا تو یہ شہادے تبدیل ہیں۔ پہلے میں مسئلہ جامع المصنوع وغیرہ کے ہیں اور بعد کے حالت اشیاء کے منصف نے زیادہ کئے ہیں۔ حرمی نے اشیاء کے معاشرہ میں چودہ کا ذکر اضاف کیا ہے۔ مگر ان کیا ان دیتے ہیں۔ وھذا کلھا مشہورۃ لا محصورۃ وقد نظم مھا ابن الشحہ فلان فی قال۔

و حکم الرضا اعطوا سکونا وفکروا	لہ صورا مجموعھا من سادگر
من البکر فی عقد و قبض صدقھا	وعند بلوغ فم لا تنخبو
کذا شائع من بعد علم و ولعب	ذاتی قبض موعوب کذا البکر بلکرو
ومصدق ثبتا علیہ بغضه	عمر نہ بالمال میرا مسطر
کوصی وکیل باشر لفعل موثقا	علیہ وبعض ردہ لایونرو
وقبض مبیع اذ بعض نفاذ	وبالعقب قبل البیع من هو محبر
کذا بیع عہد اوصی ومشر	مشرط عیار المشتري فهو یهدار
ومالک حضور رای بیع فہم	وزوج بمولود یہناء وقدر
لتقوم يوم فواصر لم یکن	لہ ام ولد نم لانتبرر
یخلفہ من البیت لا یخلفہ	کلا السکین ذا والسکوت مفرد
وفول وکیل فی شراء معین	نفسی اشتریہ لہ المملک یظہر
کذا لک عقیب الشق للرق لم یکن	کو صمغ متاع عند من هو بضر
قبول الذی واضعہ لہ جعلہ	صحیحا وعند الاسر مالہ برور
سکوت الذی امسی ابہ مفوضا	ومجهول انساب بیاع فیحصر
ولقد بعض مانقباد و بعد فا	لعت منہ دعواه بالبی محور
وزوجہ او ولده او قریہ	بحضرته بیع العقار بقصور
لمنع دعواه و بعض بجرھا	کوینہ عین والتعرف بقصور
من المشتري دھرا فتونک حفظھا	منظم حکمہ بالانفاۃ جوہر

فَلَمْ يَلِدْ فِي الْأَنْفُسِ مِنْ تَكْثُرِ غَيْرِ كَثَرٍ لَوْ أَنَّ الْقَوْلَ وَرَدَّاهُ الْتَعَصُّ كَالْكُلِّ وَقَطْعُ الْأَنْفُسِ وَرَدَّاهُ
(اصل بسموں کے ہیں میں) جو صورت غیر کفر سے نکال کر لے لڑی جہائی کر سکا ہے اور بعض کی رضا کی رضا ہے اور میرا غیر ہر جہد کرنا میں رضا ہے
لَا الْكُفْرُ وَالْإِسْلَامُ تَعَصُّوْا نَسَبًا فَكُرَيْسُ الْكُفْرُ وَالْمَرْوَةُ الْكُفْرُ وَالْمَرْوَةُ الْكُفْرُ وَالْمَرْوَةُ الْكُفْرُ وَالْمَرْوَةُ الْكُفْرُ
یہ اگر خاص میں اور کثرت سے نسب کے لحاظ سے ہیں کفر کی آج میں اور کفر کی لوگ آج میں کتبہ میں اور آزادی اور اسلام کے لحاظ سے
وَأَنْوَاعُ بَيْنَهُمَا كَالْأَنْوَاعِ وَبَيْنَهُمَا وَجُوهٌ وَلَوْ تَقَطَّ عَنْ شَرْعٍ مَطْلَعُ الْكُفْرِ لَمْ يَكُنْ الْكُفْرُ
اور باپ دادا ان میں مثل چند باپ دادوں کے ہیں اور پدر پدری، الداری اور پدر کے لحاظ سے اور اگر صورت میں سے کم کرے تو قوی جہاد کرے
أَوْفَتْهُمْ مَهْرُهَا وَلَوْ ذُوْنُهَا غَيْرُ كَثَرٍ لَوْ كُنْ فَاصِحٌ مَسْخٌ وَلَمْ يَجْزِ ذَلِكَ لِقَبُولِ الْكُفْرِ وَالْمَرْوَةُ الْكُفْرُ
بائیں کال کر دے اور اگر کئی اپنے چھوٹے بیٹے کا کفر غیر کفر سے باہر سمجھا کر کر دے تو کفر ہے مگر یہ باپ دادا کے سامنے اور کھیلے جاتے ہیں

تشریح لکھو: قول اصل ان کلام کفر کی وجہ سے یعنی نظیر کیا جاتا ہے "کافرا" وہ اس کے برابر ہے۔ باب نکاح میں کلمات سے مراد
ایک مخصوص مرد برابری سے جس کا اعتبار مرد کی جانب سے ہوتا ہے کیونکہ شریف صورت کا کثر کا فراں ہونا گوار ہوتا ہے۔ اور وہ جس کے
پیر ہوا ہے نہیں کفری۔ بخلاف مرد کے کہ وہ طالب فراں ہوتا ہے جس کیلئے کثرت فراں باعث حائض کی کثرت کا اعتبار نکاح میں ہوتا
ہے مگر دیگر نکاح کے وقت مرد و عورت کے برابر ہوا اور بعد میں اس سے کثر ہو جائے مثلاً قاضی ہو جائے تو کالج تک نہ ہوگا۔ یہ بھی یاد رہے
کہ کلمات اولیا کا حق ہے نہ کہ عورت کا۔ پس اگر کوئی عورت کسی سے نکاح کر لے اور عورت کو اس کا حال معلوم نہ ہو اور بعد کو وہ معلوم ثابت
ہو تو عورت کو اختیار نہ ہوگا بلکہ حق اولیا کو ہوگا۔ اور اگر اولیا کو کلمات کا علم نہ ہو اور عورت کا کلام اس کی رضا کیساتھ کر دیں۔ مگر معلوم
ہو کہ شوہر کو نہیں تو نہ اولیا کو حق نہ ہوگا اور نہ عورت کو۔

قولہ واللہ اعلم صنف نے چھ چیزوں میں کلمات کا اعتبار کیا ہے (۱) نسب کیونکہ لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں پس قریش آج
میں ایک دوسرے کے ہمسر ہیں۔ ہاشمی ہوں یا قوی ہوں یا عدوی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمان
کیساتھ کیا تھا۔ حالانکہ آپ ہاشمی ہیں اور حضرت عثمان اموی ہیں نہ کہ ہاشمی۔ اور حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر
کیساتھ کیا تھا حالانکہ آپ ہاشمی ہیں اور حضرت عمر عدوی ہیں۔ نیز قریش کے سوائے عرب آج میں ایک دوسرے کے ہمسر ہیں صاحب
دلیہ نے جو قبیلہ کا استیفاء کیا ہے کیونکہ یہ لوگ خستہ و دانت میں مشہور ہیں مگر یہ ہے کہ تمام عرب ایک دوسرے کے برابر ہیں جو انہر
نہ روز غیر وہ سب میں سنی ہے۔ البتہ کئی لوگ عربوں کے ہمسر نہیں۔

قولہ وحر یہ اصل کلمات نسب کا اعتبار بھیہوں کے لئے نہیں صرف عربوں کے لئے ہے۔ کئی لوگ اپنے نسب کو ضائع کر چکے ہیں
وحریت اللہ اسلام میں برابر برابری ضروری ہے۔ پس جو شخص خود مسلمان یا آزاد ہو وہ اس صورت کا کفر نہیں جس کا باپ مسلمان یا آزاد ہو۔ اور
جس کا باپ آزاد ہو وہ اس صورت کا ہمسر نہیں جس کا باپ اور وہ مسلمان ہیں مگر حریت اور اسلام کا اعتبار صرف باپ دادا تک ہے یعنی دو
پشت کی آزادی اور اسلام میں پشتوں کی آزادی اور اسلام کے برابر ہے۔ کیونکہ داد پر نسب قائم ہو جاتا ہے۔ (۴) دیانت۔ علیہ البیان
میں ہے کہ دیانت سے مراد پنداری اور پیر گداری ہے اس میں بھی سلوات ہوتی ہے۔ کیونکہ پنداری سب سے زیادہ قابل فخر ہے۔
مگر صالح صورت اور فاضل دماغ مرد میں کلمات نہ ہوں گی کچھ ہے امام محمد کے یہاں اس کا اعتبار نہیں۔ کیونکہ اس کا تعلق اخروی امور سے
ہے لہذا یہ کہ وہ اتنا نسل ہو کہ بچے اس پر تکیاں بجاتے ہوں۔

قولہ واللہ اعلم مال میں برابر برابری شوہر بخود راجع نہیں اور نقد پر نکاح ہو (دولہ) نقد کی مقدار میں اختلاف ہے بعض نے
ایک اہر اور بعض نے لاکھ کے نقد کا اعتبار کیا ہے۔ جنہیں میں مال کی کمی ہے۔ جنہیں میں ہے اگر شوہر ہر روز عورت کی کفالت کے بقدر نقد

(۱) حضور ﷺ کی بارہوی پشت عمر بن کثان کی اولاد کو قریش کہتے ہیں۔

تو لے لو گھبرا کر ایک شخص نے عورت سے بیوہ بزرگ اور ہم اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کو شیر سے باہر نہیں لے جائے گا یا اس کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح نہیں کرے گا یا اگر اس شیر میں دیکھا تو شیر ایک چتر اور دو گدے دو بڑاؤ شرط پوری ہونے پر عورت کو بزرگ اور بیوہ نہیں دے گا۔ کیونکہ عورت ہر کسی پر رخصتی ہے ورنہ ہر مثل واجب ہوگا۔ کیونکہ عورت نوات منعت کی وجہ سے ہر کسی پر رخصتی نہیں لیکن آخری صورت میں ہر مثل ہزار سے زائد اور ایک ہزار سے کم نہیں کیا جائے گا۔

وَلَوْ لَمْ يَنْكِحْنَا عَلَىٰ هَٰذَا الْعَهْدِ أَوْ عَلَىٰ هَٰذَا الْغَبِ شُكِبَ مِنْهُ الْبَيْتُ وَعَلَىٰ فَرَسٍ أَوْ جِنْدٍ رَجَبٍ الْوَسْطُ أَوْ لِحْنَةً أَوْ كَلْبًا يَأْمُرُتُ بِهِ اس غلام یا اس کلام پر تو حکم بتایا جائیگا ہر مثل کو اور گھڑ۔ پر یا کدے پر تو واجب ہوگا درمیانی یا اعلیٰ قیمت وعلیٰ ثوب اَوْ خَمِيرٍ أَوْ خَشِيرٍ أَوْ عَلَىٰ هَٰذَا الْغُلُقِ لَهَا هُوَ خَمِيرٌ أَوْ لِحْنَةٌ عَلَىٰ هَٰذَا الْعَهْدِ فَإِنَّا هُوَ خَيْرٌ يَجِبُ مِنْهُ الْبَيْتُ اور کپڑے پر یا خمر پر یا خیر پر یا اس سرکہ پر اور وہ شراب بھی یا اس غلام پر اور وہ آزاد تھا تو واجب ہوگا ہر مثل فَإِنِ انْفَرَقَ الْعَهْدَانِ وَأَخَذَهُمَا حُرٌّ فَقَهَرَهُمَا الْعَهْدُ وَفِي الْكَسَاحِ الْعَهْدَانِ إِنَّمَا يَجِبُ مِنْهُ الْبَيْتُ بِالْوُطْئِ اگر ہر مثل یا دو غلاموں کو اور ایک ان میں سے آزاد نکالا تو ہر صرف غلام ہوگا اور نکاح کا دسم میں ہر مثل صرف دہی سے واجب ہوگا ہے وَقَدْ يَزِيدُ عَلَىٰ الْمُسْتَمْنَىٰ وَيُثَبِّتُ النِّسْبَ وَالْعَهْدُ وَمِنْهُ مَقَالُهُا يَقْتَضِرُ بِقَوْلِهِ إِذَا اسْتَوَىٰ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَا وَغَلَا وَنَلَا اور ادا نہ کیا جائیگا مگر مردہ اور نکاحات۔ ہر کاسب اور عورت کا ہر مثل اس کے پاؤں کا ستر سے تھوڑے دوں یا ہر ہوں شرمسار میں شوہر و بیکار و غصہ و غفلت و ذہن و فتنہ فَإِنِ لَمْ تَوْجَدْ فَبَيْنَ الْأَيْحَابِ وَصَحَّ جَسَدَانِ الْوَلِيُّ الْمَهْرُ زمانہ عقل و عہد اور پاکہ ہونے میں اگر نہ پائی جائے تو پھر اہباب سے اور ولی کا طاس ہونا ہوگا صحیح ہے وَطَلَابِ زَوْجِهَا أَوْ وَلَتِهَا وَلَهَا مَخْطَ مِنْ الْوُطْئِ وَالْإِسْرَاجِ الْمَهْرُ زَانٍ وَهِيَ ا اور مطہر کرے عورت شوہر سے یا ولی سے اور عورت وہ کہ سختی سے ولی سے دو بار لے جائے تو ہر کسی جو سے کہ شوہر ولی کرے گا۔

ہر مثل واجب ہونے کی صورتوں کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ ولو لَمْ يَنْكِحْنَا یعنی اگر نکاح کیا اس غلام پر یعنی ہر میں ہر کسی اور چوں کہ نام لیا جو عہدہ مختلف اور تو ہر مثل دیا ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک ان میں جو عقل ہو وہ دیا جائیگا۔ کیونکہ عقل متین ہے اور اگر ہر میں کسی بیوان کا نام لیا اور اس کی صرف جس بیان کی نوع بیان جس کی مثالوں کہا کہ گھڑے پر نکاح کرنا ہوں۔ تو شوہر کا اعتبار ہوگا جو ہے در میان قسم کا جانور وید۔ اور چاہے اعلیٰ قیمت ہو۔ اور اگر بیوہ یا جس کو مثالوں کے کہ کپڑے پر نکاح کرنا ہو یا کسی حرام چیز کو ہر بتایا ہو جسے شراب اور خمر و غیرہ یا ہر میں کسی ایسا چیز کی طرف اشارہ کیا ہو تو ہر میں سختی ہو اور وہ اس کے خلاف ظاہر ہو مثال کسی نے کہا کہ میں جس ہر کہ نکاح کرنا ہوں دیکھا تو وہ شراب بھی۔ یا کہا کہ میں اس خمر پر نکاح کرنا ہوں اور فقہاء آزاد۔ تو ان صورتوں میں تمام صاحب کے نزدیک تہمیت نہیں۔ لہذا ہر مثل دیا جائیگا۔

قولہ وان انفَرَ عَہْدَانِ اگر ہر میں دو غلاموں کو شوہر کیا گیا حالانکہ ان میں سے ایک آزاد تھا۔ تو تمام فقہ کے نزدیک عورت کا ہر وہی ایک غلام ہوگا بشرطیکہ اہل عہد میں دسم کے برابر ہو ورنہ دس درہم پورے کے چاہیے۔ مثلاً غلام سات درہم کاپے تو تین درہم دیکر پورے کے جائیں گے امام ابو یوسف کے نزدیک ہر وہ غلام ہوگا اور آزادی قیمت ہوگی یعنی دیکھا جائیگا کہ اگر یہ غلام دوتا تو اس کی سختی قیمت دوتی ہوگی جس وہ قیمت بھی دی جائیگی۔

قولہ دینی النکاح اٹھا سداغ نکاح کا دسم ہے۔ جس میں شرط صحت میں سے کوئی شرط مفقود ہو مثلاً زوجه کا ایسا کہ واجب و قبول کر لیا۔ نکاح میں دو بہنوں کو بھی کر لیا۔ ایک کی عدت میں دوسری لیکن سے نکاح کرنا۔ چونکہ عورت کی عدت میں پانچویں سے شادی

باب نکاح الرقيق

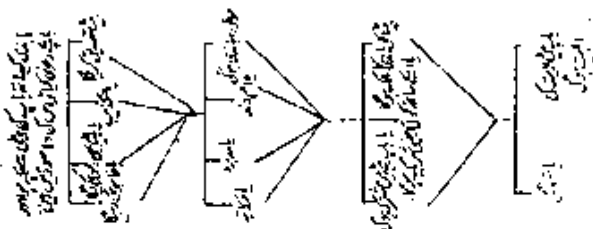
باب غلام کے نکاح کے بیان میں

لَمْ يَخْرُجْ بِنِكَاحِ الْعَدَةِ وَالْأَمَةِ وَالْمُكْتَبَةِ وَالْمُعْتَبَرِ وَأَمَّا الْوَلَدُ الْأَبْدَانُ الشَّيْءُ فَلَمْ يَخْرُجْ عِنْدَ بَازِلٍ بِنِكَاحٍ
 کس جائز ہے غلام یا عورت کا نکاح؟ اور ام ولد کا نکاح؟ آقا کی اجازت سے سو، نکاح کر لیا غلام نے آقا کی اجازت سے تو حریت کی جہانگیر
 فی مَقْرُورِهَا وَسَمِعِي الْمُسْكِنَتِ وَالْمُعْتَبَرِ وَلَمْ يَخْرُجْ فِيهِ وَطْلَقَهَا وَبَعِثَهَا بِإِجْلَاءٍ لِلنِّكَاحِ الْمُنْفَرِقِ
 حریت کے غیر میں اور رعیت کے ایک اور فرد میں نکاح کیا اور آقا کا یہ کہا کہ اس کو دینی طلاق دے دے اجازت ہے نکاح موقوف کی
 لَا تَطْلُقُهَا إِلَّا بِإِذْنِهَا وَالْأَخِي بِالنِّكَاحِ يَتَزَوَّجُ الْفَاسِدُ نَهْيًا وَلَوْ تَزَوَّجَ عَادُونَ أَمَوَاتٍ صُغُرَ
 نہ یہ کہ اس کو طلاق دے دے یا جہانگیر سے نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد ہوگی مثال ہے اور اگر نکاح کیا عیدانوں نے تو حریت سے نکاح ہے
 وَهِيَ أَمَوَاتٌ لِلْفُرْعَانِ فِي مَقْرُورِهَا وَفِي زَوْجِ أَفْعَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ نَوْبُهَا
 اور عورت فرسخوں کی برابر اعتبار ہوگی ہر کے باب میں اور جس نے نکاح کر لیا اپنی بیوی کا تو نکاح ضروری ہے اس پر شبہ باقی کرنا
 فَتَعْبُدُهُ وَتَطْلُقُهَا بِإِذْنِهَا وَالْمُعْتَبَرِ وَالْمُسْكِنَتِ عَلَى النِّكَاحِ وَتَسْتَفْطِ الْعَمْرُ بِغُلِّ الشَّيْءِ
 جس پر عیدان آقا کی نعمت کرے گی اور شوہر اس سے الگ کر لیا کہ سوچ لے اور آقا کو بخیر تر نکاح ہے نکاح پر اس قدر ہوجا ہے ہر آقا کے کل
 أَفْعَ قَتْلُ الْوَلَدِ لَا يَقْتُلُ الْخُرُوفَ نَفْسُهَا قَبْلَهُ وَالْأَخِي فِي الْمَرْءِ بِسَبَبِ الْأَمَةِ
 کرنے سے ذیل یا عیدان کو بی بی سے جیسے ذکر آرا عورت کی خود کشی سے دلی سے پہلے اور اجازت عزل کے سلسلہ میں یا عیدان کے آقا کی ہے۔
 فَوَطَّحَ النَّبِيُّ رَقِيقَ غُلَامٍ عَمِيدَ مَوَدُونٍ وَغُلَامٌ نَحْسُ كَوَا قَا كِي طَرَفٍ سَ فَرِيدٍ وَفَرَحَتِ كِي اجازت حاصل ہو یا اسودہ برادر کا اعتبار فرما، جمع
 فرمایا مرقوم، اجویہ شبہ باقی آرا، فقیر کا صواب ہوئے۔ عزل خارج شرمگاہ و نازل کرتے۔

تشریح الفقہ: قول باب ان نکاح کی اہلیت رکھنے والوں کے نکاح کے احکام بیان کرنے کے بعد ان کو عیدان کے نکاح کے احکام بیان
 کر رہا ہے۔ جن میں نکاح کی اہلیت نہیں ہے جیسے باندی غلام وغیرہ۔ نیز اگر کوئی عورت نکاح کرتے اور عیدان میں غلام مقرر کرے تو تمام
 میریں نکاح ہے۔ اس لحاظ سے باب النحر کے ساتھ منسبت بالکل واضح ہے۔

قولہ نکاح مرفوع حم جاز سے مراد عدم نفاذ ہے۔ یعنی عیدان کے نزدیک غلام یا عیدان کا نکاح ان کے آقا کی
 اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوتا۔ آقا کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے۔ امام مالک کے نزدیک غلام کا نکاح جائز ہے۔ دو یہ فرماتے ہیں کہ
 جب غلام طلاق کا مالک ہے تو نکاح کا بھی مالک ہوگا۔ عیدان کی دلیل آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے، ہر غلام اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح
 کرے وہ ماہر یعنی زانی ہے۔

قولہ والٹھا اگر مالک غلام نے اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ آقا نے غلام سے کہا، اس کو طلاق دے دے تو آقا کا یہ کہہ
 اس کا نکاح موقوف کو جائز یعنی نافذ کرنا ہے کیونکہ طلاق رجعی نکاح کی سے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور اگر آقا نے کہا، اس کو طلاق دے دے تو بھلا
 اسے تو یہ نکاح کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا مقصد عقد نکاح کو روکنا ہو نہ صرف اجازت پر بحمول کیا جائے گا۔
 قول والا بن النکاح ان آقا کا اپنے غلام کو نکاح کی اجازت دینا نکاح صحیح اور نکاح فاسد ہر دو کو مثال ہے جس کو اگر غلام نے کسی
 عورت سے نکاح فاسد کر لیا اور وہ بھی کر لی تو تمام کو میر کے سلسلہ میں فروخت کر دیا جائے گا۔ مسافین کے نزدیک اجازت مذکور میں

[illegible]

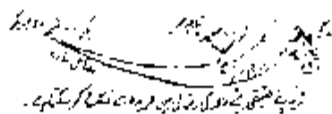
قولہ روز و جہان اور آخری نے اپنی باندی کا نکاح اپنے باپ کے ساتھ کر دیا تو اس سے بچ پیدا ہوا تو باندی باپ کی ام ولد نہ ہوئی۔ کیونکہ اب یہ بچ نکاح کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہے نہ کہ نکاح کے ذریعہ سے اس واسطے کہ جب ہر حیثیت سے بیٹا نکاح سے تو اس کا باپ کا مافیہ ہونہ محاسب ہے اور جب ام ولد نہ ہوئی تو آخر نکاح کی وجہ سے باپ پر صرف میر و اہب اور نکاح کی قیمت واجب نہ ہوگی۔ اور دیگر روز و جہان کیونکہ اس کا باپ اس کا مالک ہو گیا۔ اور قرابت کیوں۔ سے منکوحہ آزاد ہو جاتا ہے۔

تو اگر خالص ایک آزاد صورت کسی غلام کے نکاح میں تھی اس نے اپنے شوہر کے آقا سے کہا کہ اس کو میری طرف سے ایک ہزار روپیہ کے عوض میں آزاد کرادے۔ آقا نے آزاد کرادیا تو کچھ حق سوا سو ہو گیا۔ ام زمار کے نزدیک فاسد نہیں ہو رہا اس اختلاف کی اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک آزاد کوئی امر کی جانب سے ہوتی ہے اس لئے حق دینا امر کو پہنچتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ اس حق سے ادائیگی کا رد نہ کرے تو فاسد نہ ہوگا۔ ام زمار کے نزدیک فاسد نہ ہوگا۔ ام زمار کے نزدیک فاسد نہ ہوگا۔ ام زمار کے نزدیک فاسد نہ ہوگا۔

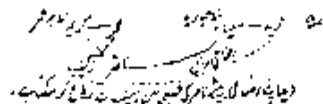
لازم ہوں جسے کسی از اسلام حرام سے تعرض نہیں کیا جاوہ اس لئے نہیں کہ ان کے عقائد کی تعریف و تحیث مقصود ہوتی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ ان سے اعراض کیا جاتا ہے۔ جیسے ازہاء اعراض کفار کو ان کی بدعت پر قہر چھوڑا جاتا ہے۔ خدا سنے کہ بدعت پر قہر ہے نہ نہیں یہ فرماتے ہیں کہ حرمت نکاح صحت نہیں علیہ ہے۔ لہذا ان کو بھی اس کا احترام کرنا ہوگا۔ بخلاف حرمت نکاح بلا شہود کے کہ یہ مختلف ہے۔ ہر چنانچہ امام مالک اور ابن ابی لیلیٰ اس کو حائز کہتے ہیں وہی یہ ان کو لازم نہیں۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ کافر کیلئے حرمت نکاح ثابت نہ تو اس جہت سے ہو سکتا ہے کہ وہ حق شرف ہے۔ کیونکہ کافر حق شرف کا صاحب ہی نہیں اور نہ اس جہت سے ہو سکتا ہے کہ وہ زوجین کا کافر کافر ہے۔ اسی واسطے کہ وہ اس کا معتقد نہیں۔ لہذا نہ نکاح صحیح کہا جائیگا اور نہ نکاح صحیح ہوا تو حالت اسلام حالت بقاء نکاح ہے۔ اور ظاہر ہے کہ حالت بقاء نکاح کے لئے شرط ضروری نہیں۔ اور عدت حالت بقاء کے معانی نہیں۔ اور اگر کافر نے عمرہ عورت سے نکاح کیا اور پھر اسلام لے آئے تو بھائی ان کے ان کے درمیان تفریق کیا گئی۔ صاحبین کے نزدیک تو ظاہر ہے۔ کیونکہ ان کے یہاں نکاح حرام نکاح کے حق میں بھی باطل ہے۔ اور امام صاحب کے نزدیک کفار کے حق میں نکاح حرام کو صحیح ہے تمام عمر بہت بقاء نکاح کے معانی ہے۔ بقدر افرین ضروری ہے۔ قولہ الا نکاح ان مرد آدمی کی صورت کیساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔ مسئلہ ہوا کہ اگر ایسا کیا تو کیونکہ مرد تو واجب عقل ہے اس کو جو سہل ہوتی جاتی ہے وہ صرف اس لئے ہوتی ہے کہ وہ خود غور و فکر کرے۔ اور نکاح کرنے سے وہ عقلیت میں پڑ جائے گا۔ اسی طرح مرد و عورت کسی کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ وہ بھی خود غور و فکر کے لئے متبذ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ان کے درمیان مصالحت نکاح کا قیام نہیں ہو سکتا حالانکہ نکاح کی شرط عیت اس کی مصالحتوں کے پیش نظر ہوتی ہے۔

قولہ والد والد الخ والدین میں جو کوئی دین کے اعتبار سے بہتر ہو گا بھی اسی کے تابع ہوگا۔ اگر باپ مسلمان ہو تو باپ کا تابع ہوگا اور مسلمان قرار پو جائیگا۔ اور ماں مسلمان ہو تو ماں کے تابع ہوگا اور والدین بھی اور کنبی میں تو بچہ کنبی ہوگا کیونکہ کنبی کنبی سے بدتر ہے۔ اس واسطے کہ ان کی کتاب کا دین ان کے دعویٰ کے اعتبار سے آسانی ہے اسی لئے ان کا ذبیحہ حلال ہے اور کتابہ عورت سے نکاح کی اجازت ہے بخلاف بھیجی کے کاس کا دین یا باطل باطل ہے۔

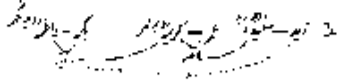
قولہ وذاکم من الذین کذبوا علی انفسہم انہم کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان ہو جائے تو قاضی اور سرے پر اسلام پیش کرے گا اگر وہ قبول کر لے تو عورت اس کی بیوی رہے گی۔ اور اگر قبول نہ کرے تو ان کے درمیان تفریق کر دے گا امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسلام پیش نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر وہ قبل از دخول اسلام لایا تو فی ائول فرقت ہو جائے گی۔ اور اگر بعد از دخول اسلام لایا ہو تو عین حیض کے بعد تفریق کر دیا جائے گی۔ فاری دیکھیں یہ ہے کہ ولید بن مسعود کی مساجزادی حاجہ حضرت منوان بن اسیر کے نکاح میں تھیں پھر حج مکہ کے دن اسلام لے آئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے درمیان تفریق نہیں فرمائی یہاں تک کہ تفریق ایک ماہ بعد حضرت منوان نے اسلام قبول کیا اور اسی نکاح پر برقرار رہے۔ پھر قاضی کا تفریق کر نکاح بائن کے درجہ میں ہوگا۔ اگر شوہر نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اگر زہرہ نے انکار کیا تو طلاق کے درجہ میں نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں طلاق نہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ اس فرقت کے جب میں زوج اور زوجہ دونوں شریک ہیں بقدر فرقت طلاق نہ ہوگی۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ شوہر کا اسلام سے انکار کرنا اس کا بالعمد ہے۔ اس لئے کہ وہ اسلام قبول کرنے کے ذریعہ زوجہ کو روکے رکھنے پر قادر ہے۔ جس زوجہ کو شوہر سے چھٹکارا دلانے میں قاضی ممانع ہو سکتا ہے۔ اور جب قاضی شوہر کی جانب سے واجب ہو تو فرقت طلاق کے درجہ میں ہوگی۔ بخلاف عورت کے کہ وہ طلاق کی اہل نہیں لہذا قاضی اس کی طرف سے ممانع نہیں ہو سکتا۔



(۴) مذہب افغانی میں، پانچ قسمی مشاعرہ کا بیان کیا گیا ہے اور انکی وضاحت بھی کی ہے جو ہے عشق، تہ اور پڑ ہے اسے ایک انسانی صورت و
 ۱۱۱۔ چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

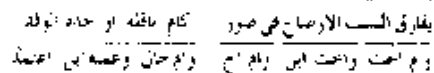


(۵) مذہب افغانی میں اس کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں: مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی۔

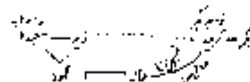


مزید پانچ مذاہب بیان کیے گئے ہیں جن کے نام مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی ہیں۔

(۶) مذہب افغانی میں، چار قسمی مشاعرہ کے نام ہیں: عشق، تہ اور پڑ ہے اسے ایک انسانی صورت و
 ۱۱۱۔ چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

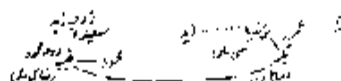


مذہب افغانی میں، چار قسمی مشاعرہ کے نام ہیں: عشق، تہ اور پڑ ہے اسے ایک انسانی صورت و
 ۱۱۱۔ چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔



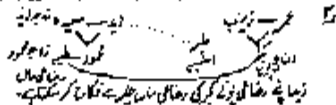
مزید پانچ مذاہب بیان کیے گئے ہیں جن کے نام مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی ہیں۔

(۷) مذہب افغانی میں، چار قسمی مشاعرہ کے نام ہیں: عشق، تہ اور پڑ ہے اسے ایک انسانی صورت و
 ۱۱۱۔ چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔

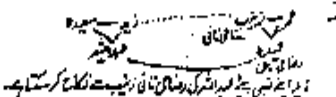


مزید پانچ مذاہب بیان کیے گئے ہیں جن کے نام مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی، مذہب افغانی ہیں۔

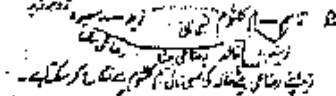
۱۱۱۔ چار پہلوؤں پر مشتمل ہے۔



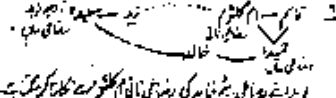
(۳) کسی لڑکے کی رضاعی مائیں مثلاً زید کے لیے عبداللہؑ کو دے دوں گا یا تو میری ماں جو عبداللہؑ کی رضاعی مائیں ہوتی زید کے لئے حلال ہے۔



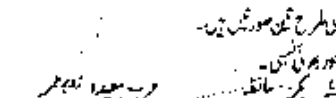
(۵) رضاعی بیٹے کی کسی مائیں مثلاً زید کا بیٹا خالد ہے تو خالد کی کسی مائیں زید کے لئے حلال ہے۔



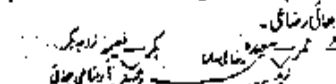
(۶) رضاعی بیٹے کی رضاعی مائیں بھی زید کے لئے حلال ہے۔ جس کی طرح مثال نمبر ۵ کے بعد نہایت آسان ہے۔



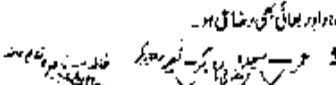
یہ سب فی سب سے زیادہ اہم ہیں۔ لیکن تین امور بھی ہیں جن کا بیان یہ صنف کے قول نام افندہ و اختہ لہ کے دلیل سے خارج امثلہ میں ہے۔



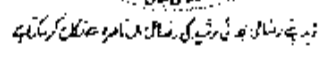
نہی ہے حقیقی بھائی رضاعی مائیں مثلاً خالد کے لئے حلال ہے۔



(۸) ماں کسی بھائی اور بھائی رضاعی۔



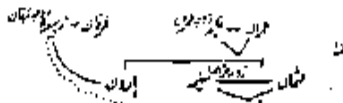
(۹) ماں بھی رضاعی اور بھائی بھی رضاعی۔



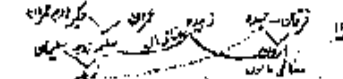
ماسوں کی ماں کی بھی یہی صورتیں ہیں۔

(۱۰) ماسوں کی ماں اور ماں رضاعی مثلاً زید کے کسی ماسوں یا دونوں کو زید اور حبیہ نے دودھ پلایا تو زید کے لئے ماسوں کی ماں

زیدہ حلال ہے۔



زید کا اپنے کسی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح حلال ہے۔
(۱۱) ماسوں رضاعی نو بہنوں کی بھی تو زید کے لئے رضاعی ماسوں کی بہنیں ماں حلال ہے۔



زید اپنے رضاعی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
(۱۲) دونوں رضاعی ماں تو زید کے رضاعی ماسوں کی رضاعی ماں زیدہ کے لئے حلال ہے۔

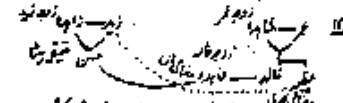


زید اپنے رضاعی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

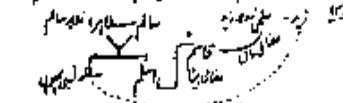
بچے کی بھولی کی بھی یہی صورتیں ہیں۔

(۱۳) بیٹا کسی بھو اور بھولی رضاعی مثلاً زید کا بھتیجی بیٹا حسن ہے اس نے اپنے عورت عابدہ کا دودھ پلایا تو عابدہ کی بھولی زیدہ ہے اور

عابدہ کی بہن نظیرہ ہے تو زید کے لئے نظیرہ حلال ہے جو حسن کی رضاعی بھولی بھی ہے۔



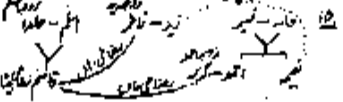
زید اپنے رضاعی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔
(۱۴) بیٹا رضاعی نو بہنوں کی بھی مثلاً حسن کا رضاعی بیٹا ہے تو حسن کی بھی بھولی زیدہ کے لئے حلال ہے۔



زید اپنے رضاعی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

(۱۵) دونوں رضاعی ماں مثلاً حسن کے زیدہ کی ماں اور حبیہ عورت نے زیدہ کا دودھ پلایا تو زیدہ کے عابدہ کی بہن زیدہ

لئے حلال ہے یہاں تک کہ انیس صورتوں کا متصل بیان ختم ہوا۔



زید اپنے رضاعی ماسوں یا دونوں رضاعی ماں زیدہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

اور ماہانہ اگر تمہیں کیا نیت کر۔ یہ تو تمہیں واقعہ ہو جائیگا کہ کیونکہ بعد ازاں جس سے پہلے اگلے جنس کا بارود ہو سکتا ہے جس میں تمہیں فراموشی ہے۔ یہی تمہیں کا حد طلاق کا فرد کامل سے بخلاف دوسرے کہ وہ ضرور واقعی ہے نہ فرد بھی ملتا۔ اس کی نیت بھی نہ ہوگی۔

تو بعد ان اضافات کے اگر کسی قبہ و نہد نے طلاق کی نیت ثبوت کے کل کی طرف نہ بن کر کمال امت حلاق یا ایسے جز کی طرف نہ کی جس سے کل کی تعبیر نہ آتی ہے۔ یہی رد و علی و خلاف یا کسی جز پر یہ معنی کی طرف نہ آئے۔ اور یہاں تک کہ اس میں طلاق نہ ہو سکتی۔

تو اول الیہ واقعہ اگر ایسے جز کی طرف نیت نہ کی جس سے کل کی تعبیر نہیں ہوتی جیسے ہاتھ پاؤں وغیرہ تو طلاق واقع نہ ہوتی۔
 سہ اولیٰ اختلاف یہ ہے کہ اگر طلاق ہوا قرآن سے ثابت ہے اذ قال تعالیٰ ولا تلحقوا بالہدیٰ کم المی الا بعد حکمہ۔ جواب غلط استہلال کا نہیں ہے بلکہ اس کا شائع واقعہ جو ضروری ہے امام ضروری اور ہشامی کے نزدیک ہے۔ انھوں نے طلاق کی طرف نیت سے کہنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے کیونکہ مقدمہ نکاح کے ذریعہ اس جز سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے جس کو اصل نکاح ہونے کی وجہ سے کل طلاق ہوگا اور اس جز میں غیر طلاق ثابت ہو چکے۔ بعد کل میں نہایت کو باجائز نام ہے کہ جس میں کل طلاق وہی بڑا ہو سکتا ہے اس میں معنی قید تصور ہوں اور اجتہاد مذکورہ میں یہ چیز نہیں جس طلاق واقع نہ ہوگی جیسے بالائے مذکور۔ نیت وغیرہ کی طرف مضمون کرنے سے طلاق نہیں ہوتی۔

تو یہ نصف علیٰ حصص طلاق نصف ایک راق و مشروط ہو کر کر کے سے پوری ایک طلاق واقع ہوگی کیونکہ طلاق میں تجویز نہیں ہوتی اور نیت طلاق کلمۃ اللہ تعالیٰ میں تین دہائیوں کی کیونکہ دو طلاقوں کا نصف ایک حلقی ہے اور اس سے تین نصف وضع کیا ہے تو اگر وہ جو یہ تین طلاقیں ہوں۔ ان کی نیت نے کہا تجھے ایک سے دو تک یہ مابین ایک کے دو تک طلاق تو ایک طلاق ہوگی اور اگر یہ کہا کہ ایک سے تین تک یا مابین ایک کے تین تک تو دو طلاقیں واقع ہوں گی۔ یہ تو امام صاحب کے نزدیک ہے صاحبین کے نزدیک یہ ایک صورت میں دو اور دوسری صورت میں ایک طلاق ہوگی۔

کیونکہ مائیت "فیر میں داخل نہیں ہوتی طلاق کوئی ہوا کہے۔" اجعت متک من هذا الحائط الیٰ حائطنا حافظ "تو دونوں دیواریں بیچ میں داخل نہیں ہوتیں۔" صاحبین یہ مائیت نے کہا کہ اس قسم کے کلمہ سے صرف میں نکلیں مراد ہوتا ہے جیسے کوئی کہے عند من عالی من حرم الیٰ عانہ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام میں ایسے اور ذکر کے جائز ہیں جن کے در بیان میں بھی ہو۔ جیسے ایک سے تین تک کہ اس میں دو کا ذکر ہے اس میں ایک سے دو کا ذکر ہے اور اگر ان کے بیان عدوت ہو جسے ایک سے دو تک اس میں اکثر سے مکرر ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ کن کن سنن الیٰ سبعین میری عمر ساٹھ سے زائد اور ستر سے کم ہے جس کی صورت میں ایک اور دوسری صورت میں دو طلاق واقع ہوں گی۔

اللیعنا: اسمعی نے ہادوں سے دو بار میں امام زفر سے دریافت کیا کہ اگر تینوں چوں کہے "انہ طلاق حائیں واحدا الیٰ نیت" تو کے طلاق ہوں گی؟ آپ نے کہا ایک کیونکہ مابین۔ کہ استہلال میں حدین داخل نہیں ہوتیں اس پر اسمعی نے کہا کہ اگر کوئی "نیک" کے جواب میں مابین تین کی استہلال کہے تو آپ کے قاعدہ کے طلاق اس کی عمر نو سال کی ہوئی یا اس امام زفر خمیر ہو گئے۔

تو یہ دو اعدائی تین الیٰ کسی نے کہا "انہ طلاق واحدا فی شخص" تو ایک طلاق واقع ہوئی خواہ وہ مذہب و مذہب کی نیت نہ کرے یا نہ کرے کیونکہ ضرب سے لڑا۔ مثل کثرت ہوتی ہے بعد کے افراد میں بڑھتے اور ضرب سے بڑھتا یا چاہا کہ مے تو دنیا میں کوئی فقیر نہ ہو تاہم اگر ایک اور ایک نیت کی نیت کی تو ان کا عاقل کے معنی میں استہلال پر تو تمہیں واقع ہوں گی اگر وہ بعد حال بہا ہو اور ایک طلاق ہوگی اور اگر نیت کوع کے معنی میں استہلال کیا تو تمہیں واقع ہوں گی اگر وہ بعد فوٹو بہا ہو یہ غیر فوٹو مابین ایک کے معنی میں مستقل ہے فان تعالیٰ عاقل علی فیر عبدی "ابو سعید ہاشمی اور اہل بیت علیہم السلام واقع ہوں گی کیونکہ پہلے گذر چکا کہ بعد اولیٰ اعتبار ہوتا ہے۔

طلاق کر دینے وقت کی طرف منسوب کیا ہے جن میں وہ طلاق کو مالک نہیں ہے اس واسطے کہ طلاق کا مالک دکان کے بعد ہوتا ہے نہ دکان سے پہلے، ہاں اگر نہ وقت پر اس کا بیان کر چکا ہو تو اس وقت طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس کے کلمہ کی صحیح سماعت و تکرار کا ثبوت ہے لہذا یہ اطلاق اور باطل کا فرق نہ لیا جائے گا۔

تو کمال المطلق الخ شہر نے کہا: ائت طلاق ما لم یخلعک او اور پھر خاموش ہو گیا تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ اس نے طلاق کو ایسے زمانہ کی طرف منسوب کیا ہے جو طلاق دینے سے خفی ہو اور جب اس نے سکوت کیا تو طلاق نہ رہا بلکہ طلاق کا ثبوت ہو جائے گا اور اگر ان لم یخلعک او ”کہا تو جب تک اعدا اور چین کی حالت اور اطلاق نہ ہو گیا کیونکہ اس صورت میں اس نے عدم طلاق کے ساتھ مطمئن رہا ہے اور وہ بطریق کا تحقق اس وقت ہو سکتا ہے جب زکوٰۃ سے باخبر ہو جائے کہ اس شخص کے نزدیک اس صورت میں کسی خاموشی ہوتے ہی طلاق ہو جائے گی کیونکہ اگر اس وقت ایسے اقسام شامل ہوتے ہیں تو طلاق کا ثبوت ”قال ابو عمرو۔

واذا نکون مکرہینہ ادعی لہ وادایحاس النجس یمعی جذب
یسی وادایحاسک اور تمی لم یخلعک اذہں یرہ میں امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ نظریۃ اشتراک میں ہو تو مستعمل ہے۔ قال الشافعی۔

واسئل ما اعتاک ویک دلعی واذا نصک حصاصۃ فتجمل
اب اگر وقت مراد ہو تو فی الحال طلاق ہوگی اور شرط مراد ہو
طلاق واقع نہیں کیا جائے گی۔

تو اگر کہہ دے کہ اس نے ایک شخص نے عورت سے کہا کہ جس دن تو تھکے گا تو کہوں تجھے طلاق پھر اس نے رات میں نکاح کیا تو حالت یہ بائیکاہ یعنی طلاق واقع ہو جائیگا کیونکہ اس کلام میں اوم سے مراد مطلق وقت ہے اور اگر وہ کہے ”امرک بھیک“ یعنی تجھے طلاق کا اختیار ہے جس دن کہہ دے گا تو اور یہ وقت میں آگیا تو عورت کو طلاق کا اختیار نہ ہوگا اصل اسکی یہ ہے کہ جب یہ کسی فعل سمجھ کر ساتھ مقرر ہو تو اس سے تمیز مراد ہوتا ہے جیسے امر بالیسیر ہر گز یہ وہم و غمہ اور جب کسی فعل غیر سمجھ کر ساتھ مقرر ہو تو اس سے معنی وقت مراد ہوتا ہے جیسے اجماع طلاق ترون و قول فروج اعتاق و قہ جاد۔

تو اس وقت طلاق میں الخ ایک شخص کے نکاح میں کسی کی باندگی تھی اسے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے وہ طلاق تجھ کو تحریر ہے آخر کے آزاد کرنے کیساتھ وہ قاتلہ اسکو آزاد کرے اور وہ طلاق واقع ہو جائے گی اور رخصت کا اختیار ہوگا کیونکہ یہاں طلاق کے لازمی شرط ہے اور شرط شرط پر مقدم ہوتی ہے تو پہلے عورت آزاد ہوئی پھر ہی طلاق پڑتی اور آزاد عورت سے وہ طلاق کے بعد رخصت درست ہے سو اس کلمہ مع ششہ مقدمت ہے لیکن نقد میرا خبر کی کلمہ کی کسی رضی جواب لفظ نکاح کا ہے پر اسے سائنس میں آتا ہے قال تعالیٰ ”ان مع العسر یسرا“ ہی بعد العسر اور باندگی کے۔ قاتلہ کہا کہ جب کل دن کے آخر تک آزاد نہ ہو تو شوہر نے کہا کہ جب کل کا دن آئے تو تجھے طلاق ہے اور پھر کل کا دن آگیا تو شوہر کو رخصت کا اختیار نہ ہوا کیونکہ اس صورت میں آزادی اور طلاق دونوں ایک ہی شرط نہ تھے ساتھ شرط یہ ہیں لیکن عورت دونوں صورتوں میں تحریر نہیں ہوئی، کیونکہ عورت میں اختیار نہ رہتی جاتی ہے۔

تو اس وقت طلاق و نکاح شوہر نے بیوی سے کہہ تجھے طلاق دے گا تو اسے سب اللہ کا نام لے کر ایک طلاق دے گا اور اس کیونکہ ان سب اقسام میں صفت طلاق صریح ہے اور اگر قاتلہ نے عورت میں تحریر اور باندگی میں اور طلاق کی نیت کی تو نیت صحیح ہوگی کیونکہ مصدر میں قہ اختیار کی کا احتمال ہوتا ہے۔ اب شافعی کے یہاں ان تمام اقسام میں ایک طلاق رخصی واقع ہوتی ہے۔ جو تحریر میں مذکور ہیں بطریق عورت داخل رہا ہو۔

ایک طلاق واقع ہوئی کیونکہ اگر وہ بعدیت کے ساتھ تصفہ نہ کرتا ہے تو بالی طلاق واقع نہ ہوتی تو اب طریق دینی نہ ہوگی اور اگر حالات طلاق واحدہ یا تہا یا ۱۰۰۰ یا کیا تو بطلان واقع ہوگی کیونکہ کسی میں طلاق واقع کرنا بالی المال واقع نہ رہا ہے پس دونوں ایک ساتھ واقع ہوئی (و قصر علیہ الموعظۃ)۔ قرآن و سنت میں یہ ہے کہ اگر ان اہل حق نے اہل باطل کو خالق واحدہ و وحدۃ اور بھی گھر میں داخل ہوئی تو ایک طلاق واقع ہوگی اگر وہ اہل حق و ملت الدین نہ ہو تو اگر کسی نے طلاق کے ذکر کیا تو وہ اہل باطل ہیں۔ واقع ہوئی کسی سے نہیں کہہ سکتے۔ ایک یا دو صورتوں میں دو طلاقیں ہوں گی کیونکہ واحدہ و معتق میں کیے سے نہ کہ ترتیب کیے اور یہ سب دونوں طلاقوں دو جو شرط کے وقت واقع کیا جائے اور اگر شرط کی حالت حالت واحدہ ہے لہذا وہ دونوں طلاق ایک ساتھ واقع نہ ہوں گی۔ انہما صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جب طلاق شرط پر معتق ہو تو واحدہ یا شرط سے وقت تجویزی طلاق کے گھر میں ہوتی ہے۔ اگر یہ حد تک تجویزی طلاق دے تو دوسری طلاق واقع نہیں ہوتی۔ تاہم اگر کسی کو چاہے کہ صورت میں بھی دوسری صورت واقع نہ ہوگی بخلاب اذا اخر القسط لان صدر الکلام خوف علی آخرہ لوجود المعبر۔

بَابُ الْمَكْنِيَّاتِ

بَابُ سَمَوَاتِ كَيْفَانِ مَعْنَى

لَا تَقْلُقْ بِهَا الْإِنْبِيَاءَ أَوْ ذِلَالَةَ الْخُلَاقِ لِقَوْلِهِمْ وَاجِدُوا رَجِيئًا فِي الْغَيْبِ وَاسْتَشِيرُوا رَحْمَتَكَ
طلاق کنیا پائی کتابیات سے تکرار سے ولایت مال نے باعث ہے ایک دفع طلاق واقع ہوگی ان الفاظ سے نواعت میں پڑتا ہے ممان
وَأَنْتَ وَاجِدُهُ وَجْهٌ عَظِيمٌ هَلْبَةً وَأَنْ مَوَى فَتَنْتِ وَأَنْتَ بِنَةِ الْفَلَتِ
تو ذلت سے بطلاق واحدہ اور ان کے جہاد میں پائی واقع ہوگی کہ وہی نیت کرے اور کچھ نہ تھیں کی نیت تو
تشریح کا مفہوم: باب الکلیات میں کئی کئی جہاد (فمن) کا مصدر ہے یعنی غلاموں کو خرید کر ان کا ارادہ کرنا مسائل میں
کر یہ ان کو کہتے ہیں کہ کسی میں کئی ایسے الفاظ سے تعبیر کرنا ہے جس کی ولایت اس پر صحت نہ ہے۔ باب طلاق میں آیت ۱۰ کے یہاں
کر یہ دو الفاظ جو طلاق کیلئے موضوع ہو ہیں اس میں طلاق وغیرہ طلاق کا استعمال ہو سکتا ہے قطع کے واسطے ہر معنی سے باب طلاق اور تہا
تمام مراد: دو معنی صحیح ہوگا اور قطع الفت مراد ہو تو معنی طلاق نہ ہوگا۔ کنایہ کی تعریف لغوی معنی قوم اس کے کسی کسی میں کسی خاص
لفظ کی جگہ میں نہیں شریعت میں ہے کہ کنایہ سے الفاظ دیگر سے بھی زیادہ ہیں تو وہ لفظ طلاق یا ایک قہر و کلمہ سے کہنا جائز ہے طلاق یا
دست حال کتابیات سے طلاق واقع نہیں ہوتی (کہ وہاں تو طلاق صرف نیت پر موقوف ہے) نیت باہر حالت حل کا سوا اس لئے
ضروری ہے کہ کتابی الفاظ میں طلاق وغیرہ طلاق ہی ہو تو کلام کا احتمال ہوگا اور بلا شرح کسی ایک و تفسیر میں نہ جائے انہیں اور مرعیت سے ہر حالت
حال دیکھ کر کسی حدیث کی تفسیر وغیرہ طلاق ہی ہوگا۔ زمین میں طلاق کی تفسیر طلاق ہی ہوگی۔ اس سے ظہر ہے کہ کچھ طلاق
وید سے ظہر ہے کہ احادیث میں یا تفسیر میں طلاق وغیرہ طلاق ہی ہوگا۔ احتمال ہے کہ احادیث میں عدت یا تہا یا ہر ایک سے کہہ سکتے ہوں
کہنے کا احتمال ہے اور اس میں کہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تو اپنے دم کی مغالی حاصل کر۔ کیونکہ تو طلاق ہوتی ہے اور یہ بھی کہ تو ہم
صرف کہ کچھ طلاق دونوں ہی طرف امت واحدہ میں بھی دو احتمال ہیں ایک یہ کہ تو مہاجر ہے و طلاق واحدہ ہو یہ کہ تو میرے نزدیک
نویس کے اعتبار سے اپنی زادی میں ایک ہی ہے۔ بہر کیف تو میں مثالوں میں ہر دو احتمال میں صحیح حالت ہذا اور طلاق ولایت کر رہی
تہا کہ تو ہی مراد طلاق ہے نیز ایک طلاق دوسری طلاق ہو جائے گی۔

كَلَّا أَهْزَى لَا نَدْنَا مَعَهُ مَثَلُهُ
لَا تَكُنْ لِمَرْأَةٍ وَفَدَّ حَلْعُ
وَيُعْطِيهِمْ فِي عِلْمِ الْمَسْأَلَةِ ابْتِغَاءً
وَمِلْحَتِي ابْتِغَاءَنَا كَانَ قَبْلَهُ
سَوَّى، بِنَانٍ قَدْ كَانَ عَلَيْهِ قَدْلُهُ

عَنِ الطَّهْرَةِ أَوْ عَمَلِكُ أَوْ ذَعْبُ مَا كَانَ لِلْمَشْهُورَةِ أَوْ مَطْهُورَةٍ فَلَا طَهْرَ أَوْ كَذَبُ عَنْهُ الذَّائِبَةُ فَلَا طَهْرَ بَقِيَ حَبْلُهَا
 ذَاكَ كَيْدِ بَرِّسٍ كَمَا يَأْتِي بِهَذَا كَشُورَهُ كَيْدِ بَرِّسٍ كَمَا يَأْتِي بِهَذَا كَشُورَهُ كَيْدِ بَرِّسٍ كَمَا يَأْتِي بِهَذَا كَشُورَهُ كَيْدِ بَرِّسٍ كَمَا يَأْتِي بِهَذَا كَشُورَهُ
 زَيْنَ مَنَازِلَ لَا وَالْفَلَاحُ تَحْلِيلَتِ
 اور اگر چل پڑی تو باقی نہ رہے گا اور کھٹی کا حال گھر کا سا ہے

تشریح فقہ: قولہ امرک البع شوہر نے تین طلاقوں کی نیت کرتے ہوئے یہی سے کہہ: ہرک بیدک یہی نے کہا اصغر
 نفسی ہو احدہ تو تین طلاقیں واقع ہوں گی اس واسطے سماعتیہ اور اہلک کا جواب ہو سکتا ہے کیونکہ تفسیر کی طرح یہ بھی تفسیر ہے اور
 عورت کے کلام میں واحدۃ الفیہ کی مفت ہے۔ بشرطیکہ اخترت نفسی بصرفہ واحدۃ کی طرح ہو گیا کہ اس سے تین طلاقیں ہوئی ہیں
 اور اگر عورت نے جواب میں طلاق نفسی واحدۃ یا اصغر نفسی بتطبیقۃ کہا تو ایک طلاق باقی ہوگی ایک تو اس لئے کہ کلفۃ
 واحدۃ مصدر مجزول تطبیقۃ کی مفت ہے اور باقی اس لئے کہ طلاق کے باقی اور جن سے دے میں شوہر کی توفیق کا اعتبار ہے نہ کہ عورت
 کے اختیار کا اور شوہر نے امر بایند کے ذریعہ طلاق باقی کی توفیق کی ہے۔

قولہ ولید عمل البع "ہرک بیدک البع بعد غلہ" میں رات داخل نہیں ہے عورت کو رات میں اختیار کرنے کا حق نہ ہوگا کیونکہ
 شوہر نے ایسے وقتوں کی تصریح کی ہے جن سے عورت میں انہی کی نفی سے ایک اور وقت ہے یعنی رات اور اس کو شامل نہیں لہذا یہ تفسیر
 جدا جدا ہو گیا ہے اگر عورت میں اس کے اختیار کو رد کر دے تو وہ بوجہ کا اور یہ اس کا اختیار باقی رہے گا کیونکہ ایک سے دو کرنے سے دوسرے کا
 ردنا لازم نہیں آتا اور اگر شوہر نے بے امرک بیدک البع وغیرہ اس میں رات داخل ہوگی کیونکہ یہاں دو وقتوں کے درمیان کوئی ایسا وقت
 مذکور نہیں جس کا اسر شامل نہ ہو اگر عورت میں اس کے اختیار کو رد کر دے تو یہ اس کا اختیار بھی ختم ہو جائیگا۔ لان لا امر کو احد۔

موجز مغزو لکھو

(۱) فَضَلَ فِي الْمَصْنُوعَةِ (۱) وَلَوْ قَالَ لَهَا طَلَّقَنِي فَطَنِكَ وَتَمَّ يَنْوِي أَوْ تَوَدَّى وَاحِدَةً فَطَلَّقَتْ
 (مفعل مشیت کے بیان میں) اور یہی ہے کہ باقی ذات کو حدیث دے لے اور جو نیت نہیں کی یا ایک طلاق کی نیت کی یہی نے طلاق دے لی
 وَقَعَتْ وَجَعِلَتْ زَيْنَ طَلَّقَتْ فَلَا تِلَاثَ وَتَوَدَّى وَتَمَّ يَنْوِي وَاحِدَةً فَطَنِكَ
 تو ایک طلاق دہی واقع ہو جائے گی اور اگر یہی نے تین طلاقیں دے لیں اور شوہر نے اس کی نیت کر لی تو نہیں واقع ہو جائیں گی اور اگر یہی نے کہا
 طَلَّقَتْ وَجَعِلَتْ لَا بِاخْتِصَافٍ فَطَنِكَ فَلَا تِلَاثَ فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَقَعَتْ وَاحِدَةً
 کہ میں نے اپنی ذات کو جدا کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کہا کہ میں نے اختیار کر لیا تو طلاق نہ ہوگی اور مرد جو چاہے کرے یا نہ کرے
 وَجَعِلَتْ بِمَصْنُوعِهَا إِلَّا إِذَا رَأَى عَنِّي شَيْئًا وَلَوْ قَالَ لِرَجُلٍ طَلَّقَ لَمَنْعِي لَمْ يَخْلُ بِهَا لِمَنْعِي
 اور اختیار عورت کی مجلس تک نہ جاتا ہے اگر شوہر نے اسے کہہ دیا تو چاہے اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری بیوی کو طلاق دے تو یہ مجلس پر
 إِلَّا إِذَا رَأَى عَنِّي شَيْئًا وَتَوَدَّى قَالَ لَهَا طَلَّقَنِي فَطَنِكَ فَلَا تِلَاثَ فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَقَعَتْ وَاحِدَةً
 قصر نہ ہوگی اگر وہ بھی یہ کہہ دے کہ اگر تو چاہے تو شوہر نے یہی سے کہا کہ باقی ذات کو تین طلاقیں دے لے اس سے ایک دے لی
 لَا يَحِي عَمَلِكُ وَفِي طَلَّقَنِي فَطَنِكَ فَلَا تِلَاثَ إِنَّ شَيْئًا فَطَلَّقَتْ وَاحِدَةً وَعَمَلِكُ لَا
 تو ایک دے لی ہو جائے گی۔ اس کے عکس میں اگر کہا کہ تین طلاقیں دے لے اگر تو چاہے یہی نے ایک طلاق دے لی اور اس کا عکس تو دال نہ ہوگی

دو ٹکڑیوں کے چھوڑ دینا دوسرے سے بچت سے ایک بچہ اور جو ان کو نہ دست ثانیہ جمع ہوگی کیونکہ ولد جانی کا علق مدت کے زمانہ میں دلی حد ہے سے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر شوہر نے غلط استعمال کیا اور عورت کے تن میں بیج مختلف جگہوں سے پیدا ہوئے تو ہر بچہ کی ولادت سے ایک طلاق ہو جائیگی اور دوسرے بچہ کی ولادت طلاق اول میں جمع قرار دی جائے گی کیونکہ اس کا علق مدت کے زمانہ میں دلی حد سے ہوا ہے اسی طرح دوسری اور تیسری ولادت کو بچہ لینے کی تکلف نظر میں شخصی رسوم افعال ہے۔

وَمَنْ كَتَبَ مُبَاقَعَةً فِي الْمُبَاقَعَةِ وَبِغَضِّهَا لَا الْمُبَاقَعَةَ بِأَثَرِهَا لَوْ خَرُفَتْ وَهِيَ الْفَتْنَةُ لَوْ أَنَّهَا
(فصل) اپنی جائزہ منکوحہ سے نکاح کر سکتا ہے عورت میں بھی اور عورت کے بعد بھی لیکن اگر آزاد کو تن میں یا باندی کو دو طلاقیں سے باند کر دیا
خُفِيَ بِطَلَاها غَيْرُهُ وَلَوْ فَرَاغًا نِكَاحَ صَبِيحٍ وَفَتْنَتِي عِدَّتُهُ لَا يَمْلِكُ لِيَصِي
تو نہیں کر سکتا یہاں تک کہ دوسرا اس سے دلی حد کے نکاح سے ساتھ کو دوسرا جی ہی ہو اور اس کی مدت گزر جائے نہ کر تک نہیں سے
وَمَنْ كَتَبَ بِمَنْعَةٍ مِنَ الْفَتْنَةِ وَالْمُبَاقَعَةِ وَالْمُبَاقَعَةُ الْفَتْنَةُ وَالْمُبَاقَعَةُ الْفَتْنَةُ وَالْمُبَاقَعَةُ الْفَتْنَةُ
مرد کو دو سے طلاق کرنے کی شرط کے ساتھ کہیں کیلئے طلاق ہو جائیگی اور ختم کر دینا ہے زوجہ کی جس سے طلاق کو اگر تیسری میں طلاق اول صورت نے
بِغَضِّهَا وَبِغَضِّهَا الْفَتْنَةُ وَالْمُبَاقَعَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ الْفَتْنَةُ
شوہر اول اور شوہر دہائی کی مدت گزر جائیگی طلاق اول مدت میں طلاق دوسری گزر جائیگی تو شوہر اول کی علق مدت کے زمانہ میں دلی حد سے ہوا ہے اسی طرح دوسری ولادت کو بچہ لینے کی تکلف نظر میں شخصی رسوم افعال ہے۔

طلاق کے احکام

توضیح الفتنہ: مہارت عورت جس کو طلاق دینے والی ہو اگر آپ بیکار ہو جائے، دوسرے کیلئے طلاق کرے۔

تشریح الفتنہ: قولہ وصحیح النبی اگر کسی نے اپنی آزاد بیوی کو ایک یا دو طلاقیں سے باند کر دیا یا بیوی باندی تھی اس کو ایک طلاق دے کر باند کر دیا تو وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے عورت میں بھی اور عورت کے بعد بھی کیونکہ علق کی حرمت تین عطاؤں سے ثابت ہوتی ہے اور یہاں ایک یا دو طلاقیں سے باند کیا ہے تو علق کی سلیب باقی ہے اور اگر مرد کو تین طلاقیں یا باندی کو دو طلاقیں دے کر باند کر دیا تو اب وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا یہاں تک کہ کوئی دوسرا شخص اس سے نکاح صحیح کے ساتھ دلی حد گزرنے کے بعد طلاق دے اور اس کی مدت گزر جائے کیونکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ فَمَنْ طَلَّقَ امْرَأَةً فَلَا مَحْلَ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَلَفْظُ كَانَ لَهَا بِمِثْلِ طَلَاقٍ سے مراد تیسری طلاق ہے اور صحیح سے مراد اس سے کہ جو کہ حد طلاق کے معنی تو فتنہ زدن کے الفاظ ہی سے حاصل ہو گئے اگر صحیح سے بھی عقد نکاح میں مراد وہ تو کام میں صرف تا کہید ہوگی، حالانکہ کام کو تا سیم پر محمول کر دینا ہے۔ لَٰنِ الْإِفْلَاحُ خَيْرٌ مِنَ الْإِعَادَةِ بَارِئًا كَمَا جَاءَ فِي دُرِّ زَهْرَةٍ طَلَّقَ كَا
شرط ہونا حدیث مشہورہ سے ثابت ہے جس سے زیادتی علی الکتاب جائز ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اس نے دوسرے شخص سے شادی کر لی پھر اس کو دوسرے نے بھی طلاق دیدی لیکن وہی نہیں کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ کیا وہ عورت شوہر اول کیلئے شوہر دہائی کے دلی حد گزرنے کے بعد طلاق ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ شوہر دہائی شوہر اول کی طرح نہ نہت جمار حاصل نہ کرے۔ شوہر اول کے لئے طلاق نہیں۔ (۱) یہ ایک شوہر دہائی کا دلی حد گزرنے کے بعد شوہر دہائی کے نزدیک شرعاً ہے اس کے بعد اول کیلئے طلاق نہ ہوگی شیعہ اور خوارج جواس کی نفی کرتے ہیں وہ بالکل مردود ہے اور حضرت معین بن اسیب سے جو اس کی تکلف مروی ہے وہ بھی لائق اعتناء نہیں کیونکہ موصوف سے رجوع ثابت ہے (۲) کہ وہی (امید) پھر شوہر دہائی کا باطل ہو ضروری نہیں بلکہ مراد اس سے بھی کام چل سکتا ہے بشرط حرکت کہ وہ نہت جمار شوہر دہائی کے لئے طلاق نہ ہوگی (۳) کہ وہی (امید) پھر شوہر دہائی کا باطل ہو ضروری نہیں بلکہ مراد اس سے بھی کام چل سکتا ہے بشرط حرکت کہ وہ نہت جمار شوہر دہائی کے لئے طلاق نہ ہوگی (۴) کہ وہی (امید) پھر شوہر دہائی کا باطل ہو ضروری نہیں بلکہ مراد اس سے بھی کام چل سکتا ہے بشرط حرکت کہ وہ نہت جمار شوہر دہائی کے لئے طلاق نہ ہوگی۔

قریب نہیں بلکہ گھیر رہے تھے بعد از یہ صاحبہ بھراور طاقی نے اس عہد کے کوئی بھی نہیں پایا اور بعد اس لحاظ علیؓ کا یہ حصہ
 قولہ فلو خالفنا علیؓ فیہ نہ لینی ہوئی ہے شراب یا خمر پر یہ مرد اور خیر کے عوض میں کیا یہ طلاق دینی۔ اور اکیلے لفظ تنفیج
 استعمال کیا تو طلاق بائن ہوئی اور طلاق کے بعد، انشاء اللہ جسٹس کی یہ طلاق دینی ہو سکتی اور یہ مرد و عورت بدل واجب نہ ہوگا کیونکہ انہیں
 مذکورہ ضمانت کے تحت میں مال نہیں ہوا ان کے ملازم اور دوسری چیز بھی واجب نہ ہوئی کیونکہ اس کا ختم ہم نہیں کیا گیا۔ پھر بیٹی صورت میں
 طلاق بائن امر لئے ہوئی کہ یہاں طلاق طلاق بالقول ہے جو یہاں موجود ہے اور عوض باطل ہو چکا تو لفظ مضاعف دل پر یا جو کہ بات میں۔ سے
 یہ اور گواہیات سے خلاف بائن ہوئی ہے دوسری صورت میں طلاق۔ یعنی کا دوا کا طریقہ ہے کہ عہد حاضر میں لفظ طلاق سے نام مالک دائم
 کے یہاں طلاق دینی ہوگی۔ نام نہ نہ کر کے یہاں نہ دیا جائیگا اور نہ مراثی کے یہاں جو مراثی

قولہ کذا علیؓ الخ یا بدل طلاق واقع نہ ہونے میں شک ہے یعنی ایک صورت سے خوب تر ہے کہ نہ نہ جو کہ میرے ہاتھ میں ہے اس
 کے عوض مجھے طلع کرے نہ حالانکہ ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا تو یہ بھی طلاق بنا دلی ہوئی اس لئے کہ حکومت نے مالی مقصود نہیں کیا کیونکہ
 کل مال و خیرہ اس کو شامل ہے اب اگر وہ لفظ میں لیا جائے تو مذکورہ اور ذکر کر کے تو ضمانت میں صورت میں عورت کو میرا نہیں کرنا چکا
 کیونکہ جب عورت نے مال کی تصریح کر لی تو شوہر یا عین اپنی قیمت کے ذوال پر راضی نہیں۔ اس میں مال واجب میں نہیں احتیال میں میر
 واجب یا قیمت یعنی جسے بھی میرے مال سے لیا گیا۔ مال کی تو اس لئے واجب نہیں ہو سکتا کہ وہ قبول ہے اور قیمت نہیں اس لئے واجب نہیں
 ہو سکتی کہ فروغ کی حالت میں شیخ کی کوئی قیمت نہیں ہوئی نہ میرے نہیں ہو گیا۔ اور میں وہاں میں صورت میں نہیں۔ ہم اپنے جزی کے کیونکہ
 وہاں بیع ہے اور بیع کا طلاق۔ کہہ لیں تو یہ ہے کہ سال یہاں ایک یا دو رسم واجب ہونے چاہئے کیونکہ کیا یہ بیع بھی تو ہو سکتا ہے
 جواب یہ کہ اس شخص کے غیر کہ ہر نام ہو یا نہ ہو اس میں کیا ہے۔ ہوتا ہے نہ کہ عین بیع۔ لا حصہ الیٰ جمع من الاولیٰ

قولہ وان خالفنا علیؓ صورت کے اپنے جھگڑے غلام کے عوض طلع کیا اور طلاق سے رہی ہوئے کی شرط لگائی تو عورت بری
 الذمہ نہ ہوئی بلکہ اگر وہ غلام پر قرار ہو تو اس کو کہہ کر کہ عدا۔ کرنا لازم ہوگا۔ اس کی قیمت واجب ہوئی کیونکہ طلع مقدمہ و عدا ہے جو
 ملاقاتی غرض کا مستحق ہے اور برکت کی شرط اس حد تک ہے کہ شرط باطل ہوئی اور طلع کا نذر ہوگا۔

قولہ فلو خالفنا علیؓ عورت نے خوب تر ہے کہ اچھے ایک ہزار کے عوض میں تین حلافیں دیے سے جو میرے ایک طلاق پر ہی تو
 یا پہلے مواضع پر داخل ہوئی ہے اور بعد میں پر ختم ہوئی ہے اس لئے ہزار کی تہائی واجب ہوئی اور عورت ایک طلاق سے۔ نہ کہ ہوا جسکی
 اور اگر عورت نے ہزار کے جوئے محمد علیؓ استعمال کی تو صاحبین کے نزدیک اس کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ مضامعت میں ہوا۔ و علی دواں
 برادر میں لیکن نام صاحب کے نزدیک ایک طلاق راضی ہوئی کیونکہ شیخ شہرہ کیسے استعمال ہوتا ہے۔ فقال لعادلیٰ یہاں تک عینی ان
 لایسیر کھی۔ مذکورہ شرط و اجزاء کے شرط پر ختم نہیں ہوتا جسکی مال واجب نہ ہو لہذا طلاق دینی واقع ہوئی اور ضرورت کے بجائے کلام
 مذکور کا کامل شوہر ہو اور عورت ایک طلاق سے۔ تو کچھ شیخ نے دیکھا کیونکہ شوہر ایک ہزار سے۔ کہہ کر عوض نہیں جاتا الیٰ سے راضی نہیں مختلف
 عورت نے کہ جب مالک ہزار کے عوض میں یہاں سے راضی ہے تو اس سے کہ میں بطریق دینی راضی ہوگی۔

قولہ دست طلاق نافع الخ شوہر نے چری سے کہا تھے ایک ہزار کے عوض میں ایک ہزار کی شرط پر طلاق ہے عورت نے قبول کر لیا
 تو ایک ہزار کا دینا لازم ہوا تو طلاق بائن ہوئی کیونکہ ہاتھ کی صورت میں بعد مضامعت و علی الف کی صورت میں طلاق سے مرد
 عورت جو عوض ضروری ہے اور اگر شوہر نے یوں سے کہا انست طلاق علیک الف یا اپنے نام سے کہ کہ انت حیو علیک الف تو
 یہی اور غلام تو اس کی قیمت یا نہ کریں۔ اسم صاحب نے فرمایا کہ طلاق قرار آزادی ہو جائیگی اور بدل واجب نہ ہوگا کیونکہ علیہ الف مستغنی
 جملہ ہے اس کے باقی کے نہ محمد یا بدل مرہوم۔ ہوا صاحبین اور انشاء اور نام نہ نہ کر کے تو ایک ان کے قبول کرے ہے۔ کہ جب وہ یہ
 فرماتے ہیں کہ وہ ایک میں اوکالی ہے اور ہر ایک جملہ ہے۔

وَضَعُ خَرْطَ الْخَبَرِ لَهَا فِي الْخَلْعِ لَا لَهُ طَلْفَتِكِ امْسِ بِالْقَبْ فَلَمْ تَقْلِبْ وَفَاتَتْ
اور کسی ہے خیار شرط موت کے طے طلع میں شوہر کے سنے میں نے تجھے کل ہزار کے عوض میں طلاق دی مگر تو نے قبول نہ کیا موت نے کہا
قبلت صدق بخلاف النبی ونسقط الخلع والتمارۃ کُلُّ خُفٍّ لَکُلِّ وَاجِدٍ عَلٰی الْاَخْبَرِ
میں نے قبول نہ کیا تھا تو شوہر کی تصدیق ہوئی بخلاف بیچ کے اور ساقف کر دینا سے طلع اور سادات مرد و عورت کے ہر اس حق و وجہ ایک کا جس سے وہ
بالتکاح حتیٰ لو عافها فاولادها بحال فغلزم غنم للزوج منشیئت له
حق و گن سے یہی تک کہ اگر شوہر موت سے طلع یا سادات کرے معین مال نے عوض تو شوہر کے لئے وہی ہوگا جو موت نے غیر ایسے
ولم یبق لایحیہما قبل حاجبہ دعویٰ فی المهر مقبوضا کذلک اَوْ غَیْرِ مَقْبُوضٍ قَبْلَ الدَّخُولِ بِنَهَا
اور کسی ایک کے لئے دوسرے پر وہی میرا اختیار باقی نہ رہے گا نیز تیغش وہ یا غیر تیغش میں مرد و عورت یا بعد از دخول
او بعدا فلا خلع الاکت ضعیفنا معاہدا لہم یخیر علیہا وظلقت
اگر میں کرے میرا کا وہی اس کے شوہر سے سیرہ کے اس کے عوض تو جائز نہ ہوگا سیرہ پر اور حلاق چڑ جائیگی
ولو بالقب علی اکت ضعن ظلفت راولف غلبہ
اور اگر ہزار کے عوض طلع کرے اس شرط ہے کہ وہ نسائی ہے تو طلاق چڑ جائیگی اور ہزار دلی ہے لازم ہوئے

بقیہ احکام خلع

نشر فی الفقہ قولہ وصح الخع اگر عقد طلع میں نیار شرط عورت کیلئے ہو تو امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے اور مرد کیلئے ہوتا صحیح نہیں
صاحبین کے نزدیک دونوں کیلئے صحیح نہیں مگر شوہر نے یہی سے کہا انت طالق بالغ علی انک بالغیا و غلبہ ایاد اور عورت نے
اس کو قبول کر لیا تو امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے اور اگر شوہر نے یہی کہا انت طالق بالغ علی اہی بالغیا تو صحیح نہیں۔ یہ تقدیر
صحیح مگر عورت نے عین دن کے اندر اس کو رد کر دے تو باطل ہو جائیگا اور رد کرے تو طلاق ہو جائیگی۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں
میں نیار باطل ہے جس طلاق بھی واقع ہوئی اور ہزار مرد بھی واجب ہوئے کیونکہ خداوند تعالیٰ کے بعد صحیح کرنے کیلئے ہوتا ہے اور
یہاں زوجین کے تصرفات میں ایجاب و قبول میں کمال کا احتمال نہیں کیونکہ طلع مرد کی جانب سے ممکن ہوتا ہے اور عورت کی جانب سے شرط
اور عین شرط میں کمال کا احتمال نہیں۔ امام صاحب کے نزدیک عورت کی جانب سے طلع بیچ کے وجہ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر عورت
رجوع کرنا چاہے تو رجوع کرنا صحیح ہے اس واسطے طلع میں عورت کیلئے یہ شرط صحیح ہے۔

قوله طلفتک امس الح شوہر نے یہی سے کہا میں نے کل تجھے ایک ہزار کے عوض میں طلاق دی مگر تو نے ہزار رد کر دیا ہم با قبول
نہ کیا عورت نے کہا میں نے تو قبول کر لیا تھا اس صورت میں شوہر کی تصدیق کی کہ ٹکلی بخلاف بیچ کے کہ اگر غلام کا لک کسی سے یہ کہے
کس میں نے اس غلام کو کل میرے ہاتھ ایک ہزار کے عوض میں فروخت کیا مگر تو نے قبول نہ کیا مشتری نے کہا میں نے قبول کر لیا تھا تو یہاں
مشتری کی تصدیق کی یا کتباً بعد فرق ہے کہ شوہر کی جانب سے طلاق بالمان قطعی ہوتی ہے اور طلاق کی تعلیق یہی کے قبول کرنے پر
موقوف نہیں جس بیوی شوہر کے عانت ہونے کی مدتی ہوئی اور شوہر مسخر ہو اس لئے شوہر کا قول معتبر ہوگا اور بیچ کا افراد اگر یہی عید قبولیت
کا افراد کر لیا ہے یا افراد کے بعد قبولیت سے انکار کرنا گویا بیخ کا انکار ہے اس سے بیخ کا قول مسموع نہ ہوگا۔

قوله ونسقط الخع ہذا انت مطلق کا مصدر ہے بقال باوی الرجلی الموالہ ہر ایک کا دوسرے سے یہی ہوا یہاں اس کی صورت یہ
ہے کہ بیوی نے شوہر سے کہا تجھے اسنے مال پر یہی کر دے شوہر کہے کہ میں نے تجھے یہی کر دیا طلع اور سادات زوجین میں سے ہر ایک کے انا

قوله حرم الخ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ انت علی مظلوم امی " تو وہ مظاہر ہو گیا اب جب تک گھبراہٹ کا خدار نہیں دے گا اس وقت تک اس پر بیوی کے ساتھ جلی و دالی دینی بھی یوں و کار اور فحیرہ سب حرام ہیں بقولہ تعالیٰ والذین یظاہرون من سناہم اہام شافعی کا قول جدید اہام احمد سے ایک روایت ہے کہ دوالی دینی حرام نہیں کیونکہ حرمت کا ثبوت آیت مذکور سے ہے اور آیت میں خاص و عام سے کہنا ہے جو اچھے کے خاص کے حقیقی معنی میں ہاں ہے اور جب حقیقت کا مکان ہے تو بخارجہ پر حمل کرنے کی ضرورت نہیں امام محمد سے ایک روایت ہے کہ اگر مظاہر سزا دیا جائے تو وہ بلا ثبوت (اور رادہ نفی و وجہ دالی) ہو جائے اسکا ہے جہاں آتی میں ہے کہ روایت میں سزا کی قدر ترقیف ہے کیونکہ بلا ثبوت ہر لین سزا و حضور دونوں میں درست ہے۔

قوله و صوم علی الخ اگر مظاہر گناہ و نہاد اپنے سے پہلے دلی کرے تو اس کو چاہئے کہ توبہ و استغفار کرے اور ظہار کا صرف ایک گناہ وادارہ سے کیونکہ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کے بعد ادائیگی کا دے تو غلطی کر لی انکسرت صائم نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ جانے کی روشنی میں اس کی پازرہ کی چسپاں کر چھوئے ہاں نہیں کیا آپ نے فرمایا گناہ وادارہ کرنے تک اس سے معذور ہو جانا تک میں " یکف عنہا حتی یستغفر اللہ ویکفر " کے الفاظ بھی موجود ہیں حضرت سعید بن جبیر و کفاروں کے اور فراموشی میں گناہوں کے قائل ہیں مگر مدبرین و ان پر درست ہے

قوله و عودہ الخ یعنی آیت ظہار میں عودہ سے مراد ظہار کا ظاہر نہیں ہے ساتھ دلی کا حرام وادارہ سے معذرت میں عبارت سے وجوب گناہ کا سبب بیان ہوا ہے جب وجوب کہ وہ کیا ہیں " اس میں مختلف اقوال ہیں مگر وجوب وجوب مجموعہ ظہار و عودہ سے انکو ظہار کی رائے میں ہے کیونکہ آیت میں خاص و عام سے ہے لیکن مذکور ہے صحیح گناہ و ثبوت اور عبارت کے درمیان دائرہ ہاں کے سبب کا مظهر واپس آتے کہ درمیان دائرہ ہاں ضروری سے عبارت کا مطلق مظهر یعنی ظہار کے ساتھ ہے اور عبارت کا بعض مہاں یعنی عودہ دلی کے ساتھ ہے۔ مگر ظہار سبب ہے اور عودہ سبب ہے۔ نمبر ۳۲ تا ۳۳۔ ان میں سے ہر ایک سبب بھی ہے اور شرط بھی۔

قوله وادام مطلق اگر کوئی شخص انت علی مثل امی کہہ کر کرامت و برکتی ظہار دلائی کسی کا ایک بھی مراد ذکر ہے تو شیعین کے نزدیک کام گناہ وادارہ کے نزدیک ظہار بھی کیونکہ جب میں کسی کے حضور کے ساتھ شیعہ یا ظہار سے پہلے کے ساتھ بطریق اولی ظہار ہوگا۔ قوله ومانت علی حرام الخ اگر کوئی شخص انت علی حرام مظلوم امی سے حلال یا باطل کا ارادہ کرے تو اہم صاحب کے نزدیک حلال و باطل نہ ہوگا بلکہ ظہار ہی ہوگا صاحبین کے نزدیک نہایت کا اعتبار ہے کیونکہ کلام میں ان سب کا احتمال ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ کلام مذکور صراحت سے ہذا اس میں نہایت بھی کوئی مثل نہیں کر سکتی و باطن حرام اس پر متفق لفظی کا یہ ہے نہ کہ تغییر۔

قوله وادام ظہار میں ہمارے نزدیک ظہار صرف اپنی بیوی سے ہو سکتا ہے باعدی امام ولید کا کہہ ہے گھبراہٹ میں نہیں امام مالک کے یہاں صحیح ہے مگر آیت ظہار میں ان پر حجت ہے۔ کیونکہ عرف میں سارہ فعل اس کی زوجات ہی کہتے ہیں ذکر باعدی وغیرہ کو اگر کسی نے عورت ہے اس کی عبارت کے بغیر کار کیا پھر اس سے ظہار نہ لیا اس کے بعد عورت نے نکاح جائز کیا تو ظہار دہ ظہار ہو جائے گا کیونکہ جس وقت میں نے ظہار کیا ہے اس انت وادام کی ذہنی نہیں ہو کر گھبراہٹ یعنی شیعہ کا ملہ یا بحر نہیں یہ ایما۔

قوله انت علی الخ ایک شخص کے نکاح میں چند بیویاں تھیں اس نے سب سے کہا انت علی مظلوم امی تو یہ سب سے ظہار ہو گیا اور ایک کا گناہ وادارہ ہو گیا امام احمد کے نزدیک ایک ایک گناہ وادارہ کا ہے یہ حضرت ابراہیم قیاس کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں اپنی بیویوں سے محبت نہ کروں گا پھر کسی ایک سے محبت کرے تو ایک گناہ وادارہ ہے سب حرم حلال ہو جائیں گام امام یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک میں حرمت ثابت ہے اور گناہ و حرمت ہی قسم کرنے کیلئے ہے تو جب حرمت متعدد ہے تو گناہ بھی متعدد ہوگا مختلفہ ایسا ہے کہ اس میں گناہ وادارہ کا وجوب حرمت اہم وادامی عرا کہ کی حدت کیلئے ہے اور متعدد نہیں ہے۔

صَلَوْهُ فَخَرَّجَهُ رَقِيبَةً وَلَمْ يَخْرُ الْأَعْمَى وَمَقْطُوعٌ الْيَدَيْنِ أَوْ أَمْنَاهُمَا أَوْ الرُّخْسَى وَالْمُجْتَنُونَ وَالْمُنْفِرُونَ
 (تعلیل) کفارہ ظہار آزاد کرنا ہے ایک غلام کو اور نہیں جائز ہے تاجید اور وہوں یا چھ یا دونوں ان کے یا دونوں یا اس کا ہونا اور وہ آزاد کرنا ہے اور
 زَانِمٌ مَوْلَاہُ وَالْمُكَاتَبُ الْفَقِيرُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ حُرّاً أَوْ قَسْرَى قَرْنَةً نَارِيًا بِالسَّرَّاءِ الْكُفَّارَةُ أَوْ حُرّاً بِصَفِّ عَلَيْهِ
 ام ولد اور وہ مکاتب جس نے کچھ دیا یا جو اور اگر کچھ دیا یا اگر کسی نے اپنے قریبی رشتہ دار کو یہ نیت کفارہ خریدا یا اپنا نصف غلام کفارہ کی طرف سے
 عَمَى كُفَّارَتُهُ ثُمَّ خُرُزٌ بَاقِيَةً عَنْهَا صَحٌّ وَإِنْ خُرُزٌ بِصَفِّ غَلَبٍ مُسْتَرْبِكٍ وَصَلِينَ بَاقِيَةً
 آزاد کیا پھر نصف باقی کو بھی کفارہ کی طرف سے آزاد کر دیا تو صحیح ہے اور اگر مستربک غلام کے نصف کو آزاد کیا اور باقی کا ضامن ہو گیا
 أَوْ خُرُزٌ بِصَفِّ غَلَبَةٍ ثُمَّ وَطِئَ الْبَنَى طَائِفٌ مِنْهَا ثُمَّ خُرُزٌ بَاقِيَةً لَا فِلَانٍ لَمْ يَجْعَلْ غَلَبَتَهُ
 یہ نصف غلام آزاد کر کے بیرونی کر لی اس صورت سے جس سے عہد کیا تھا یہ باقی کو آزاد کیا تو صحیح نہیں اگر نہ پائے غلام جس کو آزاد کرے
 صَاحِبُ شَهْرَيْنِ مُتَابَعِينَ كَيْسٍ مِنْهُمَا وَخَصَانٌ وَإِنَّمَا عَنْهُ فَإِنْ وَطِئَهَا فِيهَا كَيْسٌ غَلَبَةً أَوْ يَوْمًا غَائِبٌ أَوْ لَطَرٌ مُتَابَعٌ
 تو وہ اپنے سے پہلے روز سے رکھے جس میں وہ خاص اور ایام سے نہ ہوں اگر ان کو وہاں سات کو یہ دن کو بھول کر نہ کر لی یا وہ روزہ بھلا کر لیا تو روزہ نہ
 الصَّوْمُ وَلَمْ يَخْرُزْ لِلْعَبْدِ الْأَنْصَرُومُ وَإِنْ أَطْعَمَ أَوْ أَمْتَقَ عَهْدَ مَسْنَدَةٍ فَإِنْ لَمْ يُسْتَطِيعِ الصَّوْمُ
 رکھے اگر نہیں جائز ہے تمام کے لئے مکرر روزہ اگرچہ کھانے یا آزاد کرے جس کی طرف سے اس کا آکا جس اگر وہ روزہ نہ کر سکا ہو
 أَطْعَمَ مِائَتِينَ فَخَرَّجَ الْكُفَّارَةَ أَوْ يَمْنَةً فَلَوْ أَمْرٌ خَيْرُهُ أَنْ يُطْعِمَ عَشْرَةً مِنْ جَلَاهُ فَقَعِلَ
 تو ساتھ مسکینوں کو کھانے ان کو کھانے کی طرح یا اس کی قیمت دے اگر کسی دوسرے کو اپنے کفارہ کی طرف سے کھانے کا حکم کیا اور اس نے کھلایا
 صَحٌّ وَنَصِيحٌ الْأَبَاحَةُ لِمَى الْكُفَّارَاتِ وَالْعَقِيبَةُ خُذُونَ الصَّدَقَاتِ وَالْعَشْرَ
 تب بھی کافی ہے اور صحیح ہے بابت کفارہ میں اور فقہ میں نہ کہ حدیث اور فخر میں۔

کفارہ ظہار کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ وهو ما یجوز بہا من عتاقین غیر کہ وہ ہے یعنی کفارہ ظہار ایک غلام آزاد کرنا ہے جس میں ہمارے نزدیک مسلم
 و کافر صغیر و کبیر نہ کہ حُرٌّ نہ کہ مملوک سب برابر ہیں اور عتاق کا کہ نزدیک کافر غلام آزاد کرنے سے کفارہ ادا نہ ہوگا کیونکہ کفارہ اللہ کا حق ہے جس
 اس کو کفارہ کے کوٹن پر صرف کرنا صحیح نہ ہوگا جیسے کافر پر مالی زکوٰۃ صرف کرنا جائز نہیں ہرگز دلیل یہ ہے کہ آیت میں لفظ رقبہ مطلق ہے جس
 کا مصدر وہ ذات ہے جو پر اور اعتبار سے مملوک ہو اور یہ چیز رقبہ کافرہ میں موجود ہے پس اگر ان کی قید کا زیادتی علی الکتاب ہے جو جائز
 نہیں رہا کفارہ کا حق اللہ و اسوٰء ازاں کرنے سے متعلق کا مقصد یہ ہے کہ معنی اپنے آقا کی خدمات سے سبکو دے اور مولیٰ حقیقی کی اطاعت
 میں لگ جائے اب اگر وہ اپنے کفر پر غایت پر رہتا ہے تو یہ اس کے سوا اعتقاد پر محمول ہوگا۔

قولہ ولم یجوز البیع کہ وہ میں ایسے غلام کو آزاد کرنا کافی نہ ہوگا جس کی جس نعمت فوت ہوگئی ہو جیسے بیچنا جس کو بالکل نہ بیچنا
 ہو یا اس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں یا دونوں گھٹوے کٹے ہوئے ہوں وغیرہ نیز یہ غلام وند اور مکاتب جس نے بدل کتاب کا کچھ
 ملے اور دیا ہو اس کو آزاد کرنا صحیح کافی نہ ہوگا کیونکہ یہ نہ جہ زادی کے حق ہو سکے جس ان میں تحریر و رقبہ کا ملہ مفقود ہے۔

قولہ فان لم یؤد البیع یہاں سے ”صح“ تک تین سکتے مذکور ہیں غیر اور کفارہ ظہار میں مکاتب غلام کو آزاد کیا جس نے ہنوز بدل
 کتاب ادا نہیں کیا تھا تو یہ انداز سے نزدیک صحیح ہے امام ذہبی اور امام شافعی کے نزدیک صحیح نہیں کیونکہ وہ عقد کتابت کی وجہ سے حریت کا مستحق
 ہو چکا ہے کہ جسے میں کر سکتا ہوں رقبہ ہر گز انکسٹ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں کیونکہ کل کتابت سے عام ہے چنانچہ ملکیت آئی۔ کے علاوہ مذکور

لَا يَنْفِلُخُ خَلْعُهَا حَتَّى تَحْضَ وَإِنْ صَلَّحَ زَهْنٌ مِنْ لَأَ يَحْضَ قَالَتْهَا
 اور اگر شوہر اس کی لائی نہ دے تو اس کو دوسرا پہنانا چاہیے اور اگر شوہر تو لینی شہادت ہو لیکن عورت اس میں سے نہ ہو جس پر بہت لگنے والے اور اگر
 فَلَا يَحْضُ عَلَيْهِ وَلَا يَلْعَانُ وَصَفَتْهُ مُعَلَّقِي بِوِ الشَّصْ فَرِي تَلَاغَا بَأَثَ بِغَرِيضِ الْحَاكِمِ
 اور جو کسی سے لگاں پر نہ ہے نہ طحاں اور لعان کا طریقہ وہ ہے جو قرآن میں صریح ہے وہاں جب طحاں کرے گی تو عورت حاکم کی تفریق سے پاک
 وَإِنْ قَلَّتْ يُولَدُ نَفْسٍ نَسَبُهُ بِالْحَقِّ بَأَمَهُ لَائِي كَذَبَتْ لَفَتْ خُذْ
 اور چاہے اگر بچہ کے ذریعہ بہت لگائی تو اس کا نسب نکال کر کے ان کے ساتھ نکالت اور اگر اس نے اپنی عذیب کردی تو سزا دینا چاہیگی
 وَلَهُ أَنْ يَنْكَحَهَا وَكَلَّمَ إِنْ قَلَّتْ غَرْفًا نَعْلًا أَوْ زَيْتَ كَلْعَدَتْ
 اور وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے وہی طرح اگر بھائی کے عداوت کی اور کو بہت لگے اور اس کو سزا ملے یا عورت نہ کرے اور اس کو کسی سزا ملے
 وَلَا يَلْعَانُ بِقَذَابِ الْأَخْوَاصِ وَنَفْسٍ الْمُخَلَّيْ وَنَاوَحَا يُولَدُتْ وَهَذَا الْخُصْلُ بِنَهْ
 اور انھیں ہے لعان کو گت بہت لگنے والے اور اصل کی لائی کرنے سے اور دونوں لعان کریں اس قری سے کہ لگنے والا کہ ہے اور یہ اصل ہی سے ہے
 وَلَمْ يَنْفِ الْخُصْلُ وَلَوْ نَفْسٍ الْوَلَدُ عِنْدَ الشَّهِيَةِ أَوْ بِنَاغِ الْكَا الْوَلَادَةِ صُغٍ وَنَعْلَهُ لَا
 اور اصل کی نفی نہ ہوگی اور اگر نفی کی بچی کے ساتھ کردی کے وقت یا اسباب ولادت کی خریداری کے وقت تو نفی کی ہے نہ کہ اسکے بعد
 وَلَا خِنْ فَيَهَا وَإِنْ نَفْسٍ ابْنِي أَنْوَاعِي وَعَقَرُ بَالِقَانِي خُذْ
 اور لعان کرے دونوں صورتوں میں اور اگر بڑاں بچوں میں سے اول کی نفی اور دوسرے کا اقرار کرے تو سزا دینا چاہیگی
 وَإِنْ عَكْسُ يَرْمِي يَرْمِي لَعْنُ كَرَسٍ أَوْ نَسَبِ ابْنِي سَوْدُوں مِلَّ ثَابِتِ بَوَا
 اور اسکے برعکس ہو تو لعان کرے اور نسب دونوں صورتوں میں ثابت ہوگا۔

تشریح الحنفیہ: قولہ فان لم يصلح الخ اگر شوہر عظام یا کافر ہونے کی وجہ سے شہادت کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور وہ بچی پر بہت
 لگاؤ سے مشا شرع میں نہ ہو لیکن کافر تھا جس کے بعد عورت اس سے لگائی اور شوہر نے اسلام میں آگئے جانے سے پیشتر اس کو بہت لگاؤ
 یا شوہر عداوتی القذف سے تو شوہر پر حد جاری کی جائے گی کیونکہ جب اس کی جانب سے طحاں حذر ہو گیا تو موجب اصلی یعنی حد کی
 طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر شوہر تو شہادت کا لائق ہو لیکن عورت اہل شہادت میں سے نہ ہو مطلقہ یا کافر یا عداوتی القذف یا مسخریا
 مجنونہ یا زانیہ ہو تو شوہر پر حد جاری نہ ہوگی کیونکہ عورت گھٹ نہیں ہے اور لعان ہوگا کیونکہ عورت اہل شہادت میں سے نہیں ہے۔

قولہ فان تلاها الخ جب دو میں میں سے ہر ایک لعان کرے تو قاضی لہذا میں تفریق کر دے گا اور تفریق قاضی سے عورت نہ
 ہو جائے گی امام زفر فرماتے ہیں کہ نفس لعان علی سے فرقت واقع ہو چکی ہو لیکن امام سے مشہور روایت ہے اور لیکن امام احمد سے مروی ہے
 کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لعان کرنے والوں میں کبھی جنگیں نہیں ہوسکتی (۱)۔ امامی دیکھ کر حضرت علی بن سعد کی طرف حدیث
 ہے جس کے آخر میں ابوہریرہؓ کا قول ہے۔ کہایت علیہا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا میں نے اس کو روک لے اور میرے کہا اگر میں اس کو
 روکوں تو اس پر عینا ملاؤں گا۔ اور استدلال یہ ہے کہ میرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس احادیث کے بعد کہا کہایت علیہا یا رسول اللہ
 اور اگر نفس لعان سے فرقت ہو جاتی تو آپ ضرور نہ کر فرماتے۔

فائدہ: تفریق میں قاضی کی ضرورت کہاں ہوتی ہے اور کہاں نہیں ہوتی؟ ان جگہوں کو بعض فضلاء ان اشعار میں کیا ہے۔

(۱) ابوہریرہؓ میں سے حدیث ہے کہ امام زفر فرماتے ہیں کہ لعان کرنے والوں میں کبھی جنگیں نہیں ہوسکتی (۱)۔ امامی دیکھ کر حضرت علی بن سعد کی طرف حدیث

میں اس کی مدت مقرر ہے نہ کے لحاظ سے مدت باطل نہ ہوگی صاحب ایضاً ذکر ہے اور فتاویٰ تاضی خان میں ای پر لکھ گیا
 کیا ہے اسی پر قدوسی اور عباس نے بڑا صفا فرمایا ہے کسی کی صاحب بدائی نے نہایت کی ہے۔ نمبر ۱۰۱۱ میں ایک نمونہ عورت کے کہہ دینے کا
 حکم نہ لایا گیا ہوتا ہے باطل ہو جائیگا اور شکیں جو نہ متعلق رہا کی کو بھی قبول ہے اور اختیار میں کسی کی بھی ہے۔ نمبر ۱۰۱۲-۱۰۱۳ کہ وہ زمانہ کے لحاظ
 سے مدت باطل نہیں ہوگی حتیٰ اگر زمین مالکی مطلق رہے تو عورت بیعت کے بعد یہ عورت آزاد رہی تو قبول میں کسی کی بھی ہے

قولہ والمعتکوف حد الطبع جس عورت سے نکاح نامہ نہ ہو گیا ہو اور اگر نکاح نامہ ہو گیا ہو وہاں باطل حد صحت کا طوطے ہونے اور تم
 کر کے نکاح ہوا تو نیز اس عورت سے وہی باطل ہوگی جس کی ایک عورت یہ بھی ہو کہ تارانتہ تحریر کی عورت سے نکاح کر لیا گیا ہو اور ام
 مالہ جس کا اسے نکاح کر لیا گیا ہو یا آئے کسی کو آزاد کر دیا ہو ان میں سے کسی عورت بیعت کے حساب سے مدت وفات ہو یا مدت طریقت
 مطہر ہے یہ کہ اگر نکاح نہ ہو کر وہ اور موصوفہ ہو کر وہ اور ذوات باطل میں سے ہو تو ان کی مدت تین مہینے ہیں اور یہ حدی ہو تو مدہ میں اور
 حاملہ ہو تو مدہ میں اور آزاد ہو تو مدت تین مہینوں کے اعتبار سے ہوگی علی حسب مامور صاحب

قولہ ولزوجۃ، بصغیر المبع ایک بچی کی عورت بھی ہے کہ انقل وہ کیا تو اس عورت کی مدت طریقت کے نزدیک وضع حمل ہے، امام
 یوسف امام مالک امام شافعی فرماتے ہیں کہ کسی دن چار ماہ ہے کیونکہ اس عورت کا مہینہ ثابت المہینہ نہیں ہے اس واسطے کہ یہ سے طوطی ہو
 گی نہیں مگر ماہ میں یہ ایسا ہو گیا ہے زوجہ کے انتقال کے بعد حاملہ ہوئی اس کی موت سے چار ماہ بعد یا ان سے زیادہ مدت کے بعد بیٹے
 کے جنے اس عورت میں ۱۱ ماہ تک مدت وفات، امام ہے طریقت کی، لیکن یہ ہے کہ آیت واولات الا جعل مطلق ہے جس شہرت ہو یا
 غیر شہرت سے مدت وفات کی یہ باطل ہے، اس کی کوئی مصلحت نہیں۔

قولہ وجب مدہ آخری اس ایک عورت کسی کی مدت گزار دی تھی کہ اس سے وہی بچہ ہوئی مطلقاً عورت ہر بچی کسی نے کہہ دیا کہ یہ
 جاری ہونے سے اس سے وہی کر لی یا کسی کی مدت میں کسی اس سے نکاح کر لیا تو ہر کو یہ معلوم نہیں کہ یہ مدت میں سے ہے کہ یہ عورت
 اس عورت پر دوسری مدت ہوگی وہب ہوگی اور دونوں مدتیں متحدہ باطل ہو جائیں گی اور جو بیعت طہرہ واجب ہونے کے بعد نکاحی
 ہو گیا، وہ دونوں مدتیں متحدہ ہوتی ہیں اور ہر ایک مدت کا پورا کرنا ضروری ہوگا مطلقاً عورت وطلاق ہائیں ہوئی
 وہ اس کو ایک ہار نہیں آیا مگر اس نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور وہی کے بعد طریقت ہوئی جو مرد بارہ مہینے آیا تو یہ بچہ جنم واولوں
 عدول میں شوہر ہوں گے کسی پہلے بیعت اور بعد کے دو بیعت مل کر پہلے شوہر کی مدت پوری ہوگی اور اس سے شوہر کی مدت کے صرف دو مہینے
 ہونے کو جب ایک اور بیعت آئے کا جب دوسرے شوہر کی مدت پوری ہوئی مطلقاً یہ ہوا کہ پہلے بیعت عورت کے ساتھ اور آخری بیعت دوسری
 مدت کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسری ان کے دو بیعت دونوں مدتوں میں مشترک اور متحدہ میں ہیں نیز ان دونوں مدتوں کے درمیان
 تب بھی مدخل ہوگا مثلاً اگر کسی کی مدت میں وہی ہو یہ ہوگی تو اگر پہلے مدت دوسری مدت سے قبل چوری ہوگا اور دوسری مدت کو بھی بیعتوں
 کے ذریعہ پورا کرنا ضروری ہے اور اگر وہ سے متعدد اوقات ہو اور اس سے وہی باطل ہو جائے تو اس کی کسی بیعت مدت نہیں ہوگی۔ کہہ لیں۔ یہ
 یعنی اس دن چار ماہ اور دوسری مدت بیعت کے ذریعہ پوری ہوگی اور اس دن چار ماہ میں بیعت بھی ہوگی تو جب مدت باطل دونوں مدتیں پوری
 ہو جائیں گی اور اس مدت میں بیعت جاری نہ ہو تو اس مدت کے بعد تین مہینے جس کی عادت طہرہ واجب ہوگی۔

موسیٰ ابوہریرہ

فَصْرٌ تَجَدُّ مُعْتَدِلُ الْكَلْبِ وَالْمَوْتُ بِمَرْكَبِ الرِّقَّةِ وَالطَّبُّ وَالْكُفْلُ وَالْأَهْلُ إِلَّا بِعَلْمٍ
 (الحسن) موت کسی کو طلاق یا کسی کو یا شوہر مر گیا وہ جب ازینت و عیسر۔ درختیں زائل کرنے کے ساتھ مگر مدوی جو سے
 والحد؛ وليس الغضفر والمنزغ غير من كلاله بالغة مسلمة ولو انك لا تعتدك العتق والكفاح الغائب
 اور بھتیجی اور مرگ و زنگیا کے زائل کرنے کے ساتھ اور موت بالذکر جو مرگ مانتے وہ عورت جو زوال کی اور نکاح قاضی کی مدت میں ہو

فضل و اولاد انت تم ولد ابی فلا میراث نہا
اور مرنے والے کے وارث ہیں کہ قریب اب کی ہم ملے جو عورت کو نہ لے کی۔

حنبل کی اکثر مدت باطل مدت اور اس سے حقائق مسائل

تشریح الفقہ: یونہی، مکتوب الح نعل کی نقل مدت تو بالحدیث چوہا ورنہ کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "وعدہ وفضلہ فلنوں شہرہ" دوسری جگہ ارشاد ہوا "وفضلہ فی عدہیں" لہذا ان کی دو مساعدت نکلتے کے بعد حنبل کی نقل مدت چوہا ورنہ سے تیز حضرت ابن مسعود کی روایت ہے کہ تینوں میں چار ماہ بعد فتح واقع ہوتا ہے اس کے بعد دو ماہ میں باقی طاقت پوری ہوتی ہے لیکن حنبل کی اکثر مدت میں اختلاف ہے اہل اہل کے نزدیک اکثر مدت دو ماہ ہے کیونکہ حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ حنبل دوسری سال سے زیادہ کس عہد میں تھے دوسری حدیث میں ہے کہ اس کا سر پہنچتا ہے (یا) تھا ہے کہ اس قسم کا مضمون قیاس سے معلوم نہیں ہوتا مگر اکثر حضرت عائشہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا کہ میں روایت کو فروغ نہیں کرتی اس وقت قول صحابی حدیث مرفوعہ کے درجہ میں ہے کہ کذا سقط الحافظ فی النسخہ لیث بن سعد سے اکثر مدت تین سال مرنے کے بعد شافعی کے نزدیک یہ رسول ہے یہی امام مالک اور امام احمد کا مشہور مذہب ہے امام مالک سے ایک روایت اور حضرت علی کا مذہب ہے کہ اکثر مدت چھ ماہ ہے امام ہریری سے یہ روایت کی روایت ہے امام مالک سے دوسری روایت اور بعد ماہ مذہب ہے کہ اکثر مدت سات ماہ ہے حضرت ابو یوسف سے حدیث ہے کہ اکثر مدت کی کوئی حد نہیں ان حضرات کے حرکات و احوالات میں جو اس باب میں مفعول میں چنانچہ روایات میں ہے کہ بعد از فتح مدینہ، ہر ماہ میں جان اور محمد بن عبد اللہ ذوقیہ امام چار سال میں ہر ماہ کی حد ہے نہ یہ صحابہ چار سال بعد ہوتا، دوسری حدیث اس کا نام تھا کہ ابو تمیم حدیث ہے کہ اللہ عز وجل نے جو اس نے لفظ ضحیٰ سے دیا ہے میں تسلیم سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ کی حدیث امام مالک کے سامنے ذکر کی ہے نے فرمایا: "یہاں اللہ ہی کہے ہو سکتا ہے" دیکھو جو یہ جملوں کی حدیث کے بعد اس میں حنبل پہنچا ہوا ہے چار ماہ اور چار ماہ میں ہوا ہے معلوم ہوا کہ حنبل چار ماہ میں تھا، مگر یہ جواب یہ نکالتا ہے جو روایات کے معارض میں ہیں ہر ایک۔

قولہ فلو نکح الخ: یہ لے کر کی ہوتی ہے شادی کی اور قول: "میرے اس واپس یا بھی طلاق دینے کی بجائے کو خرید لیا" اور "اور شراکت وقت سے پہلے" و جملہ یہ ہر مذہب ثابت ہو جائے گا کیونکہ شراکت سے (فیر کے معنی میں اس کی حدیث میں طلاق نہیں ہوتی پس دوسرہ کا چھ ہے اور طلاق شراکت سے بیکھر ہے اور اگر پورے چھ ماہ کے بعد چھ پیدا ہوا تو شراکت کے دعویٰ کے بغیر نسب ثابت نہ اٹھا کیونکہ اس وقت طلاق شراکت کے بعد ہے پس یہ قولہ ہادی کا ہے اس سے دعویٰ کے بغیر نسب ثابت نہ ہوگا۔

قولہ ومن قال لا یدعم الخ: یہ لے اپنی ہادی سے کہہ کہ تم میرے بیٹ میں بھی دیکھو مجھ سے ہے اس کے بعد ایک حدیث نے ملاحت کی شہادت دینی تو وہ اس کی اسولہ دینے کی کہ میرا بیٹا ہے نہ میں روایت صرف نہیں لے سکتے ہے جس میں ایک کی شہادت کافی ہے قولہ ومن قول لا یدعم الخ: یہ لے چہ نام: یہ حقائق کہہ رہے ہیں کہ اگرچہ میرے زیادہ کا انتقال ہو گیا مگر نظام میں اس وقت جبکہ میں زندہ کی یہی اس اور اس کا کرنا ہے تو وہ دونوں زندہ کے وارث ہیں مگر اختلاف قیاس کی رو سے وارث نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ یہ نے صرف نسب ہی کا تو قروا کیا ہے اور وہ نسب کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں مثلاً نسب نادر صبیح، دیکھو کہ اس دعویٰ کے بغیر ملک بحین وہ امتحان یہ ہے کہ مسئلہ کا حکم ہی صورت میں ہے جب اس عورت کا آزاد اور غلام کی اس میں دو اور نظام کا بھی ہوا مضمین ہو یہاں تک کہ ان عورت کی حریت معلوم نہ ہو تو وارث نہ ہوتی یہ تک لفظ حریت دفع رقیق کہتے جوت ہے نہ کہ مستحق وارث کہلے۔ ان

فان تعالیٰ و علی المورودہ رزقہن و کسومہن بالمعروفۃ حدیث میں ہے کہ آپ نے حجۃ الوداع کے شعبہ میں یہ بھی فرمایا تھا کہ تم پر دستور کے مطابق زکوٰۃ و خراج و انفقہ لازم ہے۔ مسلمان حایہ الطول۔

قولہ عجیب الخ وجوب عقد کے سبب محض ہیں۔ نمبر ۱۰ زوجیت، نمبر ۱۱ قرابت، نمبر ۱۲ ملکیت معصفت پہلے زوجہ کے عقد کو بیان کر رہے ہیں کیونکہ کتاب النکاح سے یہاں تک کہ اہل عائد زوجہ کے حکام بیان آتے ہیں چلے آ رہے ہیں اس لئے اس کو مائل کے ساتھ مناسب ہے شوہر پر بیوی کا عقد عین نکاح چنانچہ لباس واجب ہے، غرض بیوی مسلمہ یا کافرہ، کتابیہ یا ضمیمہ ہو یا کبھی ہو یا فقیرہ و باندی یا آزادہ، مسلولہ و عیال فریضہ کیونکہ آیت کو علی المولود کہ وہ جس کوئی تفصیل نہیں نیز اگر عورت مہر میں وصول کر کے کسی وجہ سے خود کو شوہر کے حوالے نہ کرے اور دہلی نہ کرے جب بھی عقد ساقط نہ ہوگا پھر عقد میں شوہر اور بیوی دونوں کے جان کا کٹا ح ہے اگر دونوں میں تو عقد یہاں واجب ہوگا اور دونوں کا دار ہوں تو عقد منہ زار اور اگر شوہر باندہ دار اور عورت بدار تو مالہ اور عورتی کے عقد سے علم ملے گا اور بدار عورتوں کے عقد سے زائد ہے ہذا هو الغنیاء والخصاف وعلیہ الفتری.

فولہ لاماسرفہ الخ اگر موت تاثر ہو یعنی خود کو شہر سے روکنے سے ہوا اور بلا اجازت شہر کے گھر سے جھپٹ گئی ہو یا تکی چھوٹی ہو کر اس سے دلی نکلنے نہ ہو یا قید خانہ میں مقید ہو (قرض کی وجہ سے مقید ہو یا کسی نے غلط مقید کر دیا ہو) یا کوئی اس کو غصب کرے یا گئے ہو یا عورت شہر کے علاوہ کسی اور کے ساتھ تھیلے بٹل لٹی ہو اگرچہ وہ بغیر اس کا کسی دھرم غرم ہو یا عزت بنیادی کی وجہ سے شہر کے حوالے نہ ہوئی ہو تو ان سب صورتوں میں شہر پر نقد واجب نہیں کیونکہ نقد اس لئے واجب ہوتا ہے کہ موت شہر کے پاس اس کے قتل کی وجہ سے نہیں ہوتی ہے اور صورت گور دین یہ اجازت مفقود ہے۔

وَلَا يَخْزِي بِعَيْتِهِ عَنِ النَّفَقَةِ وَلَنُؤَمِّرَ بِالْإِسْتِثْنَاءِ عَلَيْهِ وَيُثْبِتُ نَفَقَةَ الْبَنَاتِ بِطَوَرِهِ
اور چنانکہ کچھ ایسی امر شوہر نفقہ سے عاجز ہو چکا ہو کہ حکم پایا جائے اور نہ شوہر کے نام سے قرض لینے کا اور نہ ایسا جائیگا کہ شوہر کی کاغذ نامہ داری نہیں
وَأَنْ لِّطَلْعِ بِنَفَقَةِ الْإِعْسَارِ وَلَا تَحْتَاطُ نَفَقَةُ مُغْلَصَّةٍ أَوْ الرِّضَاءِ وَيُثْبِتُ أَحْبَبَهُمَا تَسْقُطُ الْمُغْلَصَّةُ
آئے ہو کہ قاضی نفقہ مسئلہ کی کاغذ کر چکا ہو نہیں واجب ہے نفقہ کرنا شوہر کا فرض ہے مگر ایسا تھا کہ اگر کسی عورت سے طلاق کر دی گئی ہو
وَلَا تَرُدُّ الْمُنْعَلَةَ وَلَا نِصَاحُ الْفَرَسِ فِي نَفَقَةِ زَوْجِيهِ وَنَفَقَةُ الْأُمَةِ الْمَكْحُوجَةِ إِنَّمَا تَحْتَاطُ بِالنَّفَقَةِ
سابقہ ہو جائے اور وہ اس نہ لیا جائیگا مثلاً شوہر اور فرزند کا جائیداد عام ہو اس کی بیوی کے نفقہ میں اور شوہر کی عورت کا نفقہ شب و روزی کرانے سے
وَالْمُسْكِنُ فِي بَيْتِ حَالٍ عَنْ قَلْبِهِ وَافْتِنَاهَا وَلَهُمُ النَّظَرُ وَالْكَلَامُ مَعَهَا
واجب ہے اور بیوی کو اپنے گھر میں رکھنا واجب ہے جو ساری بیوی کے اہل سے نکالی ہو اور بیوی کے گھر والوں کو اس سے بات چیت کرنا اور
وَلَمْ يَنْصُرْ لِزَوْجِيَةِ الْمَغَائِبِ وَطَلْعِهِ إِلَى مَالٍ جَدِّ مِنْ يَفْقَرُ بِهِ وَبِالزَّوْجِيَةِ
دیکھنے کی اجازت ہے اور غائب شخص کے بیوی بیویں اور اولاد میں کاغذ قرض کی جائیگا اس کے اس سے بڑے گھر کے بیوی اور جہاں کا اور زویہ کا اثر کرنا ہو
وَيُؤْخَذُ بِتَقْيِيلِهَا مِنْهَا وَالْمُعْتَدَةُ الْطَّلَاقِي لَا النِّسَاءُ وَالْمُغْلَصَّةُ
شوہر عورت سے اپنے غائب سے ایسا جائیداد اور نفقہ واجب ہے مگر اس کی مدت دینی کے لئے نہ ذات کی مدت والی اور اس کی جہاں کی مدت والی کہتے شوہر کی طلاق سے ہو

ما ن نفقہ کے تفصیل احکام

تو چرخ الملقط: استند قرض لینا، پیار والداری، مژدہ و فیش آہ، اعسار و تنگدستی، قن غلام جو تہ شب باشی مکنی جو رہائش۔

تشریح الفقہ: قولہ ولا یفرق الخ اگر شوہر عورت کے عقد سے عاجز ہو جائے اور نہ دے پائے تو اس کی وجہ سے ہمارے نزدیک زوجین میں تقریب نہیں کی جائے گی بلکہ عورت سے کہا جائیگا کہ شوہر کے عہدہ پر کسی سے فرض لے لے کر اسے حضرت علقمہ حسن ثوری، ابن ابی لیلیٰ ابن شبر مرہاد طبرہر سے سب کا یہی قول ہے، اگر نکاح فرماتے ہیں کہ اگر عورت مطالبہ کرنے تو تفریق کر دی جائے گی کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے "فما ساءکم بعد وفاء وانسویح باحدن" اور اس کا بالمعروف یہی ہے کہ شوہر عورت کے حق حقوق بہرہ بنانے فقہاء غیر اور اگر سب اور جب وہ اس سے عاجز ہو گیا تو حاکم کے مطابق چھوڑ دینا متعین ہو گیا پھر امام مالک کے نزدیک یہ تفریق طلاق ہوئی اور امام شافعی و احمد کے نزدیک طلاق جاری دہل ہے کہ "وان کن ذو عسرہ فظفرہ الی مسرہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ فقر و فاقہ ابتدا نکاح سے مانع نہیں ترقیہ بطریق اولیٰ مانع نہ ہوگا علاوہ ازیں تفریق میں شوہر کی ملک کا بطلان لازم آتا ہو اور قرض لینے میں اس کی کمی کی تاخیر اور تاخیر حق بہ نسبت بطلان کے آسان ہے چنانچہ یہی بہتر ہوگا۔

قولہ ولا یحجب الخ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور کئی ماگز رکھتے کہ اس کو ان عقد نہیں دیا اب عورت مطالبہ کرتی ہے تو زید نے مانگا عقد زید کے دوسرے عہدہ نہ ہوگا ایہ کہ عقد شافعی نے مقرر کیا ہو یا عورت نے عقد کی کمی مقدم پر شوہر کے ساتھ صلح کر لی ہو کہ اس صورت میں عقد واجب ہوگا مگر ایسا فرماتے ہیں کہ قضاء و محض اور مصالحت زوجین کے بغیر بھی عقد شوہر کے دوسرے عہدہ ہوگا کیونکہ ہر کی طرح عقد بھی حق واجب ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ عقد ایک قسم کا حرم ہے جس فقہاء کا منی یا مصالحت زوجین کے بغیر اس کا وجوب محکم ہوگا اختلاف ہر کے کہ وہ صحت حرم کا عوض ہے پس اس میں عقد واجب و محض اور زہنی کی ضرورت نہیں۔

قولہ ولا یتعد الخ زید نے اپنی بیوی کو ایک سال کا عقلی عقد دیا پھر ان میں سے کسی کا انتقال ہو گیا تو شیخین کے نزدیک عقلی عقد واجب نہیں آیا چنانچہ امام احمد اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ زندگی کا عقد وضع کر کے باقی حسب ہنگام کر کے بٹھا دیا جائے کہ عقد مصالحت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور جب سال پورا ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو عورت بقیہ عقد کی سخت نہیں ہوتی شیخین یہ فرماتے ہیں کہ عقد ایک قسم کا عہدہ ہے جس پر قبضہ ہو چکا اور مصالحت و مصیات میں موت کے بعد جو نہیں ہوتا۔

قولہ ولا یتعد الخ اگر کوئی شخص یا عہدہ کے ساتھ نکاح کر لے تو شوہر پر اس کا عقد اس وقت واجب ہوگا جب آقا ان کا طبع و مکان میں شب باقی کرانے اور باندی۔ سے نہ مت نہ لے اور نہ شوہر پر اس کا عقد واجب نہیں۔

قولہ والسکبی الخ اس کا مطلب الفقہ ہے جو شرط و اباب میں مذکور ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح شوہر پر بیوی کا عقد ضروری ہے وہی طرح اس کو ایسے مکان میں رکھنا بھی ضروری ہے جس میں زوجین کے اہل و عیال مان، بہن، بھائی، مسر، بیٹھ، دوغ و غیرہ نہ ہوں قال تعالیٰ "المسکون من حیث مسکنکم من وجدکم"۔

قولہ وفوض الخ اگر شوہر غائب ہو اور اس کا مال کسی کے پاس بطور امانت یا بطور قرض ہو تو اس کی بیوی اور بھوٹے بچوں اور اس کے والدین کا عقد اس کے مال سے مقرر کیا جائیگا اور بیوی جو مال عقد میں لے گی اس پر بیوی سے ایک مائیکن لے لیا جائیگا جو اس پر قسم کھائے کہ شوہر نے اس کا عقد نہیں دیا اور عورت نہ شہرہ ہے نہ مظہر (میں کی عدت گزر گئی ہو یا نہیں) عقد مقرر نہ رہے پہلے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ امانت دار اور قرض دہاں اس کا اقتدار کرتے ہوں کہ فلاں عاقب کامل ہوا دے یا اس ہے دوسرے یہ کہ اس کا بھی افراد کرنے ہوں کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے اور یہ سب کے ایسی اولاد ہیں اس اقرار کے بغیر عقد اس کے مال سے مقرر نہ ہوگا۔

قولہ وللمعتدة الخ اگر عورت عورت عورت میں اور قرض کا عقد بھی شوہر پر واجب ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن، اگر عہدہ فرماتے ہیں کہ اگر مظہر ثلاث ہو یا طلاق بالمعوض ہو تو اس کا عقد واجب نہیں ہیں اگر حالہ ہو تو بالجماع عقد واجب ہے لقولہ تعالیٰ "وان کن اولات حمل فانتقوا علیہن حتی یضعن حملہن" اگر عہدہ کی دلیل قاطعہ بہت قس کی حد ہے کہ "ان

اور جو ہے تو غلام سے سعادت کرائے اگر وہ اپنا حصہ آزاد کرنا ہے یا غلام سے سعادت کرائے تو آزادوں مانگوں کیلئے ہوگی اور اگر معنی سے جان بچا ہے تو معنی غلام سے اتنی قسمت وصول کر لے اور وہ صرف معنی کیلئے ہوگی اور اگر معنی شہادت ہو تو شریک آخر چاہتا ہے کہ آزاد کرے اور جو ہے غلام سے سعادت کرائے ہم دوسرے والدوں کیلئے ہوگی یہ حکم امام صاحب کے نزدیک ہے مگر میں فرماتے ہیں کہ اگر معنی مالدار ہو تو شریک صرف جان دے گا اور شہادت ہو تو غلام سے سعادت کرائے گا اور غلام سے وصول نہیں کر سکے گا اور دوسرے صورت میں معنی کیلئے ہوگی یہ اختلاف دو تعلق اصولوں پر بھی ہے ایک افغانی کو تحریر ہوئے اور نہ ہونے پر دوسرے اس پر کہ امام صاحب کے نزدیک معنی کا مالدار ہونا سعادت عہد سے ملے نہیں اور صاحبین کے نزدیک مانع ہے۔

وَقَدْ شَهِدَ نَحْنُ بِعَقْلِ نَصِيبِ صَاحِبِهِ لَهْمَا وَلَوْ عَلَيْنَا احْتِلَافًا عِنْدَ بَعْضِ قُلَانٍ
اگر کسی ایک نے اپنے شریک کے حصہ کے آزاد کرنے پر تعلق دلوں کیلئے سعادت کرائے اور اگر ایک نے معنی یا آزادی کو غلام کے حصہ
عِنْدَ وَبَعْضٍ فَاخْتَرِ زَمْعَانِ وَلَمْ يَلْزَمُوا عَيْنَ نَصْفَةٍ وَبَعْضٍ عَمِلَ لَهْمَا
کے ہیں اور دوسرے نے نہیں کیا اور کئی کارں کہ تھا اور معلوم نہ ہوا تو نصف آزاد ہو جائے گا اور نصف میں دونوں کیلئے سعادت کرائے
وَلَوْ خَلَفَ نَحْنُ وَاحِدٌ بَعْضٍ عَدَمَهُ لَمْ يَنْعِنِ وَاحِدٌ وَلَوْ مَلَكَ ابْنَهُ مَعَ الْاُخَرِ
اور اگر ہر ایک نے قسم کھائی ہے تمام کی آزادی کی تو کوئی بھی آزاد نہ ہوا جو جس مالک ہو گیا اپنے بچے کے اور دوسرے کو مانع
عَلَيْهِ حَقُّهُ وَلَمْ يَضْمَنْ وَلَمْ يَكُنْ اَنْ يَكُنْ اَوْ يَنْتَسِبْ اِنْ اَشْرَى عَقْدَهُ اَعْيُنُ لَمْ اَلَا اَنْ يَنْتَسِبْ لَقَدْ اَنْ يَضْمَنْ اِلَا اَنْ
تو اس کا حصہ آزاد ہو جائے اور غلام کی نہ ہو گا اب اگر کا شریک آزاد کرے یا سعادت کرائے اور اگر بچے نہیں ہے یعنی کوئی دوسرا شریک یا بچہ
اَوْ يَنْتَسِبْ اِنْ اَشْرَى بَعْضُ ابْنِهِ بَعْضُ تَمْلِكُ تَحْتَهُ لَا يَضْمَنْ بَابِهِ
سے غلام لے لیا ہے سعادت کرائے اور اگر فریاد اپنے بچے کے نف کو کسی شخص سے جو کمال مالک ہے تو بچہ یا غلام نہ ہو جائے کے لئے
عَبْدٌ اِلَّا بِوَسْطِ رَجُلٍ ذُو رَهْ وَاجِبٌ وَخَوْفٌ اُخَرُ يَحْسِبُ الشَّيْءُ اَلْمُسْتَوِ
ایک غلام ہے کئی مالدار اس کا ایک نے اس کو مرہ کیا دوسرے نے آزاد کرنا سن کر بایکا سات مرہ کو
وَالْمُسْتَوِ الْغَنِيُّ ثَلَاثَةٌ مَقْبُورًا لَا مَا صَبِيحٌ وَلَوْ قَالَ يَشْرِي بَنِي
اور مرہ غلام بنانے کا حق کو کمات قیمت کا مرہ ہو سکتی حالت میں نہ کہ اس قیمت کا جو اس نے دی ہے اگر کسی نے اپنے شریک سے کہا
مَنْ اَمْ وَلَدِيكَ فَاتَّكُمُ تَغِيْبُهُ يَوْمًا وَتَقُولُفُ يَوْمًا
کہ یہ بھائی میری ام ولد ہے اور شریک نے ہٹا کر کیا تو پندی ایک روز میری خدمت کرے اور ایک روز چھٹی مرے
تَشْرِي لَهْمَا : قَوْلُهُ وَلَوْ شَهِدَ اَلْاُخَرُ بِرَبِّهِ شَرِيكَ دُوسَرَةِ كَيْفَ كُنْ تَوَسَّعَ اَهْلًا عَصَا اَزَادَ كَرِيْمًا اَوْ بَرَّ اَيْسًا اِسْ كَالْاَكْثَرِ مَرَّةً
امام صاحب نے آزاد کرنا دلوں کیلئے سعادت کرائے گا دونوں مالدار ہوں یا کوئی ایک شہادت ہو جو کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے
کے حقائق حق کی اور اپنے حقائق کا کتب کی خبر دے گا ہے میں ہر ایک کا قول خود اس کے حق میں ساتویں مرہ کا اور غلام ہر ایک کیلئے سعادت
کرائے کا نیز دوسری ہر ایک کیلئے کوئی ایک ان میں سے ہر ایک کا قبول یہ ہے کہ میرا حصہ جہت سعادت آزاد ہو جائے صاحبین کے نزدیک
معلم یہ ہے کہ اگر دونوں مالدار ہوں تو سعادت واجب نہیں کیونکہ معنی کا مالدار ہونا ان کے میں مانع سعادت ہے اور دونوں مالدار ہوں تو
دونوں کیلئے سعادت ہے نہ کہ ایک کو ایک وہ دونوں سعادت کے ملے ہیں اور اگر ایک مالدار ہو تو غلام مالدار کیلئے سعادت کرائے گا کیونکہ مالدار

دوسرے شریک پر ضامن کا وہ جتنی بھی غلام پر سود بیت کا نام ہے، خلاف ہمارے کہ وہ مالدار پر جن من کا وہی ہے، پھر لاجتہاد حق کیسے ہوتی ہے اور یہاں ایک دوسرے پر کئی کر رہا ہے اس لئے وہ بیک بھی ایک کے لئے اس پر اتفاق نہ ہو اس وقت تک وہ مالدار رہے گی۔

قولہ ولو علی الخ غلام کے دو ناموں میں سے ایک نہ کہا کہ اگر کل ذریعہ گھر میں داخل ہو تو آزاد اس کے نزدیک دوسرے نے کہا کہ اگر کل ذریعہ گھر میں داخل نہ ہو تو آزاد ہو، کل کا ان پر گھر میں داخل ہونے پر یا نہیں تو متفقین کے نزدیک نصف غلام آزاد ہو گا، نصف باقی میں دونوں شریکوں کیلئے سعادت کرے گا، امام محمد فرماتے ہیں کہ کل قسمت میں سعادت کرے گا، یہ کہ میں سے جس ایک کے حق میں سودا سعادت کا فیصلہ ہے وہ بوجہ اس کے ہر حق کا فیصلہ ہو گا۔ لیکن ہے۔ متفقین یہ فرماتے ہیں کہ یہاں نصف سعادت کا سقوط متفقین ہے کیونکہ ان میں سے کوئی ایک ضرور حانت ہے جس لئے نصف سعادت کا سقوط متفقین ہوتے ہوئے کل سعادت کے وجہ کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

قولہ ولو حلف الخ اگر وہ مالکوں کے دو غلام جدا جدا ہوں اور ان میں سے ایک کہے کہ اگر ذریعہ گھر میں داخل ہو تو میرا غلام آزاد اور دوسرا کہے کہ اگر ذریعہ گھر میں داخل نہ ہو تو میرا غلام آزاد تو کوئی غلام آزاد نہ ہو گا کیونکہ غلام اور حانت ہونے والا ہر دو بوجہ ان میں اختلاف پہلے مسئلہ کے کہ وہاں صرف حانت ہونے والا نہیں تھا نہ کہ غلام کیونکہ وہاں دونوں کا ایک ہی غلام ہے۔

قولہ من ملک الخ اگر کوئی شخص شراہ وہب، صدقہ، ہبیت، بدل، ہب یا میراث کے ذریعہ کسی دوسرے شخص کے ساتھ اپنے خیرینا رشتہ واد کا مالک ہو جائے تو نام صاحب کے نزدیک قربت والے کا حصہ بلا حمان آزاد ہو جائے گا لیکن صاحبین اور ائمہ علماء کے نزدیک اگر مالک مالدار ہے تو ضمان ہو گا اور دوسرے تو غلام سعادت کرے گا، نہایت دراشت کی صورت میں مال حقوق ضمان نہیں ہوا رائے ملائے کے نزدیک مالدار کی صورت میں اس کی ملکیت باقی رہے گی جو چاہے سو کرے صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ ان اسباب کی مباشرت کرنا ہی اس کا آزاد کرنا ہے، لیکن اس نے اپنے شریک کا حصہ غاص کر دیا، یا خدا زمین ہو گا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہم کا مالدار سبب تعدی ہے اور یہاں تعدی موجود نہیں کیونکہ قرضی رشتہ دار کی آزاد داری اس کا اختیار نہیں ہے، نیز امتحان واجب نہ ہو گا، اس کے شریک کو اختیار ہو گا چاہے وہ بھی اپنا حصہ آزاد کرے اور چاہے غلام سے سعادت کر لے اور اگر پہلے کسی شخص نے خرید یا بیع کر لیا تو اس کے باپ نے خرید یا بیع کر لیا، امام صاحب کے نزدیک اس میں کو اختیار ہے چاہے باپ سے قسمت کا ضمان لے لے اور وہ مالدار ہو کیونکہ یہاں اس کی طرف سے تعدی باقی تھی ہے اور چاہے غلام سے سعادت کر لے، بعد ممکن کے نزدیک چونکہ متفق کا مالک نہیں تھا نہ سعادت ہے اس لئے ان کے یہاں صرف ضمان لے گا اور اگر قرضی رشتہ دار کو ایسے شخص سے خرید یا بیع کر لیا تو ضمان لے گا، نہ کہ حقا تو مشتری یا بیع کیلئے ضمان نہ ہو گا، مثلاً خرید و مر کا نام ہے اور مالدار کا بیع اور مالدار نے خرید سے بچا کا نصف حصہ خرید یا بیع کا مالک ہو گیا، ضمان نہ ہو گا کیونکہ غلام کی ملکیت میں خرید کے داخل ہونے کی صحت کا صحیح قول ہے تو یہاں عمرہ نے مالک کو خود ہی پناہ شریک بنالیا۔

قولہ بعد لعمرو صوبین الخ ایک غلام تین آدمیوں کے درمیان مشترک تھا ان میں سے ایک نے غلام کوہر کر دیا، دوسرے نے آزاد کر دیا، تیسرا خاوش رہا، مٹی ناس نہ ہو گیا نہ آزاد شریک اولی کہہ کر کے سے دونوں شریکوں کے حصوں میں نقصان آ گیا، اب ان میں سے ہر ایک کو اپنے حصے میں تدبیر کتابت، ضمان، اقرار، اور سعادت کا حق تھا لیکن جب دوسرے شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس کا حق متفق میں متعلق ہو گیا، دوسرے اختیارات و ممانعت اب صرف تیسرے کا حق باقی رہا تو اس کیلئے ضمان نہ ہو گا، طرف مطلوب ہو گیا، ضمان نہ ہو گا، دوسرا ضمان اقرار اور ضمان ہے کہ وہاں حوالہ ہے، یعنی مالک ہونے کا ضمان ہے اور ضمان اقرار اقرار ہے کیونکہ ہر ایک اجارہ اور امتداد اس وقت سے ہوا اور اقرار میں یہ سبب جائز نہیں اس لئے تیسرا شریک مشترک سے ضمان نہ لے گا بلکہ وہ کر کے والے نے ضمان انہوں نے لیا ہو، یعنی غاص غلام کی تہائی قیمت اتنا ضمان نہیں لے گا بلکہ وہ لے گا، تہائی قیمت لے گا اور ہر کی قیمت غاص غلام کی قیمت سے تہائی آہوتی ہے کیونکہ ملک کی تین حصے سے منافع حاصل ہوتے ہیں ایک علی کر

سے کچھ نسب ثابت ہو جائے گا اور باغی اس کی ام ولد ہونے کی اور مدعی پر باغی کی نصف قیمت اور نصف ہر شے واجب ہوگا لیکن
بچہ کی قیمت واجب نہ ہوگی کیونکہ صانع پر مطلق کے مطلق سے واجب ہے اور بچہ وقت مطلق حق سے ثابت بالنسب ہے پس حد و حد مدعی
کی نہ کہ شے ہوانہ کہ شریک کا ملک شے۔

قولہ ولو ادعی الخ دو امر دونوں شریک مدعی ہوں تو بچہ کا نسب دونوں سے ثابت ہو جائے گا اور باغی دونوں کی ام ولد غیرے
کی امام شافعی نے فرماتے ہیں کہ اس صورت میں قیافہ شناس کا قول معتبر ہوگا جو اس پر ہے کہ قیافہ شناسی حجت شرعیہ نہیں اور نہ احسان شافعی کی
طرف رجوع ہوتا ہے نیز کتب باغی دونوں کی ام ولد ہوگی اب دونوں شریکوں پر نصف ہر شے واجب ہوگا اور متاثر ہو جائے گا یعنی دونوں
شریک اپنا اپنا حق باہم خراج کر لیں گے اور بچہ ان دونوں شریکوں کا وارث ہوگا اور بچے کی وراثت ہوتی ہے وہ چورنی پائے گا اور اگر پیسے
بچہ کا اقتدار ہو جائے تو وہ دونوں شریک اس کے وارث ہوں گے اور چورنی وراثت پائیں گے۔

قولہ ولو ادعی الخ آگاہ نے اپنے مکاتب کی پندی سے دیکھی کہ اس سے بچہ ہو گیا آگاہ نے بچہ کا دعویٰ کیا اور مکاتب نے اس کی
تصدیق کر دی تو قصہ راق کی وجہ سے بچہ کا نسب آگاہ سے ثابت ہو جائے گا اور شہ کی وجہ سے حد سا آگاہ کی اب آگاہ پندی کا صبر مشکل اور بچہ
کی قیمت واجب ہوگی لیکن باغی اس کی ام ولد نہ ہوگی کیونکہ وہ اس کی ملک نہیں اور اگر مکاتب نے اس کی تصدیق کر دی تو نسب ثابت نہ
ہوگا کیونکہ آگاہ کو کسب مکاتب شے تصرف کا حق نہیں اس لئے مکاتب کی تصدیق ضروری ہے۔

روایت مشہورہ کے درج میں ہے فاتھما بھران مساعداً عن علیہ السلام اور فر مشہور سے زیادتی اور تنہید جائز ہے۔

قوله ولا یفکک الخ حاجت ہونے سے قلم اُٹا دینا جائز نہیں امام شافعی کے یہاں کفارہ مالی قتل از حد جائز ہے کیونکہ حدیث میں ہے "فکفک عن یمنک وہ ابنت الذی ہو حیو" اور تیسے معلوم ہوتا ہے کہ اولی کفارہ جب قسم توڑے بعد میں کفارہ واد کرے اور مناسی کے تو "لا کفارہ بعد کھٹ" مستغن باب اُٹا جائے اور حدیث میں کہ تم اور عبد الرحمن بن عمرو دیکھو سے روایات کی قرینہ کی ہے نیز کفارہ کی مشروعت گناہ چھپانے کے لئے ہے اور قتل از حد کرنا نادر ہے نہیں جس کو کفارہ چھپانے کے لئے امام شافعی کے مشرکات موان کا جواب یہ ہے کہ عبد الرحمن بن عمرو سے صحیحین میں جو روایات ہیں اس میں "لا تطلق من قبلک" ہے نہ تعقیب کیلئے اور صحیحین کی روایت چونکہ صحت میں مقدم ہے اس لئے ابو داؤد کی روایت میں بتویل کی جائے گی لفظ ظم واؤ کے معنی میں ہے اور حضرت عائشہ سے بخاری میں روایت ہے "ان الذی یفکک کان اذ احلف" اس میں حد مقدم ہے اور کفارہ کا نصف واؤ کے ساتھ ہے بری ام سلمہ حدیث میں "ولا تطلق" ہے لیکن حد مقدم ہے فکان سو اسوا۔

قوله یمضی الخ جو شخص کسی مصیبت پر قسم کھائے خلتا ہوں کہے ہند اس اپنے والدین سے نہ بولوں گا تو اس کو چاہئے کہ قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے کیونکہ حدیث میں ہے "لا یؤکف من قسم کھائے اور اس کے خلاف میں بخاری جو قسم توڑے اور کفارہ ادا کرے قسم توڑنے میں اس صورت میں ہر ایک کا حکم اس نقشہ سے معلوم کرو۔

صور حسب مع احکام

غیر مشہور	مکلف علیہ	احکام	قسم
۱	فصل ہے اور مصیبت ہے	واللہ لا اقلین الیوم زیداً	حد واجب ہے
۲	بڑک فصل ہے ==	واللہ لا اقلین الیوم ابی	==
۳	فصل ہے اور واجب ہے	واللہ لا اقلین الیوم الظہر	پورا کرنا واجب ہے
۴	بڑک فصل ہے ==	واللہ لا اقلین الیوم الخمر	==
۵	فصل ہے اور غیر ہے اولی ہے	واللہ لا اقلین الیوم الفطر	قسم پر قسم رہنا افضل ہے
۶	بڑک فصل ہے --	واللہ لا اضر ب من ضربی	==
۷	فصل ہے اور اس کا غیر اولی ہے	واللہ لا اقل الیوم البصل	قسم توڑنا افضل ہے
۸	بڑک فصل ہے ==	واللہ لا اضر ب زوجتی	==
مشہور			
۹	فصل ہے اور مکلف علیہ وغیرہ مکلف علیہ اولی ہے اور نہیں	واللہ لا یسین هذا الخوب	قسم پوری کرنا افضل ہے
۱۰	بڑک فصل ہے ==	واللہ لا اقل هذا الخبز	==

۱۱ اور خوار شافعی میں عبد الرحمن بن عمرو

۱۲ امام من عاصی علیہ الخ مطلقاً اور امام من عاصی علیہ الخ مطلقاً اور امام من عاصی علیہ الخ مطلقاً

۱۳ امام من عاصی علیہ الخ مطلقاً اور امام من عاصی علیہ الخ مطلقاً

قولہ لا یسکن الخ ایک شخص نے کہا کہ میں اس گھر میں یا اس مکان میں یا اس محلہ میں نہ رہوں گا چنانچہ وہ وہاں سے نکل گیا لیکن اس کا ساز و سامان اور اہل و عیال سب وہیں ہیں تو حانت ہو جائے گا کیونکہ عرفاً سکونت وہیں کی سمجھی جاتی ہے جہاں اہل و عیال ہیں مثلاً اہل بازار تمام لان بازار میں رہتے ہیں لیکن وہیں کے کہلاتے ہیں جہاں ان کے اہل و عیال اور اسباب ہوتا ہے پھر امام صاحب اور امام احمد کے نزدیک پورا سامان منتقل کرنا ضروری ہے اگر ایک محلہ بھی وہاں رہو گی تو حانت ہو جائے گا امام ابو یوسف کے نزدیک اکثر سامان منتقل کر لینا کافی ہے عید اور فداء فقیر میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ ضروری اسباب خانگی منتقل کر لینا کافی ہے یہی قول آسان تر ہے اور مشائخ نے اسی کو پسند کیا ہے مثنیٰ اور شرح مجمع وغیرہ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اگر یوں قسم کھائی کہ اس شہر یا گاؤں میں نہ رہوں گا تو صرف اس کا نکل جانا کافی ہے مگر چال و عیال اسی شہر میں ہوں کیونکہ عرف میں اس کو اس شہر کا یا شہر کا نہیں کیا جاتا۔

قولہ لا یموت الخ ایک شخص نے کہا کہ میں مسجد سے نہ نکلوں گا پھر اس کو اس کے حکم سے اٹھا کر نکالا گیا تو حانت ہو جائیگا کیونکہ باہر کا فعل امر کی طرف متعارف ہوتا ہے یہی ہے جیسے وہ خود نکلا ہو اور اگر بلا حکم زبردستی اٹھا کر نکالا گیا ہو تو حانت نہ ہوگا اگرچہ وہ اگر اٹھ کر بعد نکلے پر راضی ہو گیا ہو اسی طرح اگر اس نے کہا کہ میں صرف جنازہ کیلئے نکلوں گا چنانچہ جنازہ کیلئے نکلا اور پھر کسی کام کیلئے چلا گیا تو حانت نہ ہوگا کیونکہ گھر سے بارادہ جنازہ نکالنا شرط ہے اور وہ موجود ہے پس دوسری ضرورت کیلئے جانا ممکن کیلئے معتبر نہیں۔

قولہ لا یخرج الخ ایک شخص نے کہا کہ میں مکان کی طرف جاؤں گا یا نکلوں گا اور پھر مکہ کے ارادہ سے باہر نکلا اور مکہ پہنچنے سے پہلے وہیں آگیا تو حانت ہو جائیگا کیونکہ خروج و ذهاب کیلئے مقصود تک پہنچنا شرط نہیں بخلاف لفظ ایتان کے کہ اس کیلئے وصول شرط ہے اس لئے لفظ ایتان استعمال کرنے کی صورت میں حانت نہ ہوگا جب تک کہ وہ نہ پہنچ جائے۔

قولہ لا یموت الخ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا لا یموت الخ الا باذنہی تو ہر بار نکلنے کیلئے مہازت شرط ہو گی اگر بیوی ایک مرتبہ اجازت سے نکلے اور پھر بلا اجازت نکلے گی تو حانت ہو جائے گا اور اگر کل جتنی یا لفظ الا ان استعمال کیا تو ہر بار اجازت شرط نہیں ہے یہ ہے کہ الا باذنہی میں ایماۃ الصالح ہے پس ہر خروج کا صفت لفظ ان کے ساتھ متعلق ہونا ضروری ہے قال تعالیٰ ”واعتزلوا الا باذنہم“ اسی لا یو جہ نزول الا بیدعہ الصنفہ بخلاف کل جتنی کے کہ وہ انتہا کیلئے ہے پس ایک مرتبہ اجازت کے ساتھ خروج منتقل ہونے سے یقین پیشی ہو جائے گی رہا الا ان سودہ کل جتنی پر محمول ہے کیونکہ یہاں کل ان کا مصدر یہ ہونا معتبر ہے سوال آیت ”یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم“ میں الا ان ہے حالانکہ نبی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے ہر مرتبہ اجازت شرط ہے جواب ہر مرتبہ اجازت کا شرط ہونا آخر آیت سے ثابت ہے یعنی ”ان ذلکم کان یؤدی النبی“ سے کیونکہ ایذا ہر مرتبہ داخل ہونے میں موجود ہے یا اس لئے کہ غیر کی ملک میں بلا اجازت داخل ہونا حرام ہے۔

قولہ وصوب الخ باذنہی فی التجرار اور مکان غلام کی سواری اس کے مالک کی نہیں ہے مگر وہ شرطوں کے ساتھ ایک یہ کہ غلام پر دین مستغرق نہ ہو دوسرے یہ کہ حالف نے اس سواری کی نیت کی ہو سو اگر کسی نے قسم کھائی کہ نہ یہ کی سواری پر سوار ہو گا پھر ارادہ کے لفظوں فی التجار ذلک مکان غلام کی سواری پر سوار ہو گیا تو حانت نہ ہوگا اور اگر دین مستغرق نہ ہو اور حالف نے اس سواری کی نیت کی ہو تو حانت ہو جائے گا۔

ہے چھٹا ہوا خوراک دینے میں جائے یا نہ جائے یہی ہر اکھ و شراب و ذوق میں عموم خاص میں مطلق کی نسبت ہے کہ ہر اکھ و شراب و ذوق ہے یہی ہر ذوق اکل و شراب نہیں۔ نیز انہیں جب کسی ایسی چیز کی طرف مضاف ہو جس کی حقیقت متعدد ہو تو قیاس اذہن اس کو ایسی چیز پر محمول کر جائے گا جو خاص کی شکل میں ہو سکے تاکہ عاقل بالغ کا کام نہ ہوئے سے منع ہوئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو مجبوراً قیام کو لکھ جائیگا۔ نیز اس طرح کسی ممکن و ماضی پر ایک خاص وصف کے ساتھ ہوتا دیکھا جائے گا کہ وہ وصف ممکن کی طرف داعی ہے یا نہیں مگر وصف داعی ہو تو اس کا اعتبار ہوگا اور اگر داعی نہ ہو تو صرف نہ ہوگا اس کا اعتبار ہوگا صرف میں وہ وصف معتبر نہ ہوگا اگر یہ اصول ذہن نشین رکھتے تو ہم مسائل میں کوئی دشواری نہ ہوگی باللہ والاعرفین۔

قولہ لا یا کل البیع ایک شخص نے کہا لا اکل من هذا الخلفہ تو اس کا پہلی کھانے سے حادث ہو جائے گا کیونکہ ممکن و درخت کی طرف مضاف ہے اور درخت مالک نہیں لہذا اور فست کا بھی مراد ہوگا اور اگر یوں کہا لا اکل من هذا البیس او الرطب یا نہ لا اعتبار من هذا الخلفہ تو پہلی صورت میں ہند نہ ہوگا اور دوسری صورت میں مجبوراً دوسری صورت میں وہی کہنے سے حادث نہ ہوگا کیونکہ بیعت و طبع صفات قسم کی طرف داعی ہیں لہذا قسم انہیں صفات کے ساتھ متفق ہوگی اور اگر یوں کہا لا اکل من هذا الخلفہ او هذا الشاب پھر ان کے نوز سے ہو جائے گا بعد کام کیا تو حادث ہو جائے گا کیونکہ یہ صفت باعث ممکن نہیں۔

قولہ یحسب بشواء بیع کھانے قسم کھائی لا اشتراکی دھما پھر ایک خوراک یا خرید جس میں کچھ کچھ کھانے کی قسم کھائی نہ ہوگا کیونکہ خریدی یا بیاری داغ ہوتی ہے اور مطلوب غائب کے تابع ہے اس اگر وہی قسم کھائی لا اکل و دھما پھر گدے کے ساتھ کچھ کچھ کھانے کی قسم کھائی تو حادث ہو جائے گا کیونکہ اکل کا نوع یکہ نہ ہوگا لہذا یہاں مطلوب غائب کا تابع نہ ہوگا۔

قولہ ولعم الخیر الخ خیر کا گوشت اور لہان کا گوشت اور گھنی خوراک مجزئی گوشت میں داخل ہے لہذا ان کے کھانے سے حادث ہو جائیگا اگر اس نے پس قسم کھائی ہو لا اکل لعم الخیر صحیح ہے کہ خوراک آدمی کے گوشت سے حادث نہ ہوگا کیونکہ اس کا کھانا شرافت نہیں۔

قولہ والعم الخیر الخ کا کھانا (بیروہ) اس کو کہتے ہیں جو خدا سے آسمان ہو کر بطریق تلذذ کھایا جائے خشک ہو یا تر کھانے اور طعام ہو یا بعد از طعام پس یہ بیروہ و زار و کور و شکار و انجیر کی امر و دافراٹ و بادام و بہت و حب آم، جامن، قالہ، کمن، ڈرنگی، شرین، لہوس، کما اور ہر سب بیروہ میں داخل ہیں کیونکہ لذت کے واسطے کھائے جاتے ہیں لہذا ان کے کھانے سے حادث ہو جائیگا۔ اگر اس نے قسم کھائی ہو کہ میں نہیں کھاؤں گا اور کھائی کہ میں کھاؤں گا اور بیروہ میں داخل نہیں بلکہ بیروہ میں داخل ہے لہذا ان سے حادث نہ ہوگا اور انجور، انار، درنگور، سون میں اختلاف ہے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ بھی بیروہ میں داخل ہیں بلکہ عمدہ ترین و اوجات میں شمار ہیں اور بطریق تلذذ کھائے جاتے ہیں لہذا صاحب کے نزدیک بیروہ میں داخل نہیں کیونکہ انجور اور تر کھانے سے غذا کا کام لیا جاتا ہے اور انار بطریق وہ استعمال ہوتا ہے پس خشک کے معنی میں تصور کیا اور اصل یہ تلذذ و مختلف حالات پرانی ہے اور یہ پہلے ذکر ہو چکا کہ قسم میں صرف کا اعتبار ہے پس اکل صرف جس کو دیکھنا ضرور ہے میں وہ بیروہ ہے اور وہ جب خشک ہے۔

قولہ والا اذہم الخ اذہم (ساکن) اذہم ہے جس میں مدنی تر ہو جائے مراد یہ ہے کہ دوسرے کا تابع ہو کر کھایا جائے یا اس معنی کہ دوسرے کے ساتھ اختلاف ہو یا وہ عادتاً نہ کھایا جاتا ہو جیسے سرکہ اور تان کا تیل خشک (کہ منہ میں کھل کر غوطہ ہو جاتا ہے) یہی گوشت اذہم ایچہ ساکن میں داخل نہیں کیونکہ ان میں مدنی تر نہیں ہوتی نیز ان کو مستقل طور پر کھایا جاتا ہے امام محمد اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اذہم بیروہ چیز ہے نہ کہ کھانے کی قسم کھائی جائے اہل پر نفوی ہے۔

قوله واللہ: اے اگر کسی نے لفظ اللہ ہر ۱۵۰ بار یہ معرذہ استعمال کیا تو پوری عمر سزا دہوگی، اور اگر وہ استعمال کیا تو سزا میں سے اور اسی ۱۵۰ کے نزدیک چھ ماہ پر عمل ہوگا لیکن امام صاحب نے اس میں کوئی تحدید ہی مروی نہیں اوقف ہے کیونکہ لغات کا ادراک قیاس سے نہیں ہوتا اور عرف میں کوئی حد متعین نہیں لہذا اوقف کیا جائے گا مگر ترقی صمدین کا ناول ہے۔

لوگوں والا نام الحج اگر مخالف نے لفظ الایما یا بحر شریف یا مشہور و مہسوں استعمال کیا تو انہم صاحب کے نزدیک الایما میں در روز مشہور میں دریا اور اسٹون میں اس سال مراد ہوئے کیونکہ جمع معروف باللام خاص استعمال جمع کی طرف منحرف ہوتا ہے اور وہ اس ہے کیونکہ لغت عرف میں تین سے دس تک جمع استعمال ہوتا ہے بغیر لکنہ رجال الی عشرہ رجال اور دس کے بعد مفرات استعمال ہوتا ہے بغیر اسلہ عشرہ و جملہ اصحاب فقہین کے نزدیک الایما میں ہر وقتہ اور مشہور میں دریا مراد ہوں گے کیونکہ معروف معبود کی طرف منحرف ہوتا ہے اور معبود ہفتہ کے ایام اور سال کے مہینے جن اور اسٹون میں کوئی بعد معبود نہیں ہوتا پوری ہر پر محمول ہوگا اور اگر تین کو محمول کیا تو ہر ایک کو تین پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اہل جمع تین ہی ہے۔

محمد حنیف اختر کنگوا

باب اليمين في الطلاق والعاق

باب طلق و بیعہ اور آزاد کرنے کی قسم کھانے کے بیان میں

اور ولدت لاقب كذا حثك بالعتب بجلالک فلهو حر فولدت ولداً من ثم احر حثاً عنك العلي وخدا
 اگر تو یہ بتے تو اس کی ہے اس بات پر جو اسے کام دے گا وہ اس سے بخلاف اس کے کہ وہ بچہ آزاد ہے وہ اس کو بچہ ہے بچہ تو صرف آزاد
 اول غلام غلامك فلهو حر فعملك غلاماً عنك ولو ملك غلامين منّا ثم احر
 آزاد ہو گا اول غلام جس کا مالک ہو اس سے آزاد ہے بچہ مالک ہوا غلام کا آزاد ہو جائیگا اگر وہ مالک ہو بچہ میرے کا
 لا غلامين واحد بينهما ولو زاد وخدا عنك الثالث
 تو کوئی غلام آزاد نہ ہو گا اگر وہ دودھ پیرا دیا تو تیسرا غلام آزاد ہو جائیگا۔

تشریح فقہ: قولہ باب الخ ۲۱ باب کے مسائل بھی چند اصول سمجھنے پر موقوف ہیں غیر مصنف نے اپنی کتاب الحاکمی میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی کے مردہ پر پیدا ہو تو وہ مردہ اپنے حق میں والد نہیں ہوتا چنانچہ اس کا نام رکھا جاتا ہے اس کو اصل ایسا جاتا ہے نہ اس پر نماز پڑھی جاتی ہے نہ وہ وارث ہوتا ہے اور اس کے حق میں وصیت جاری ہوئی ہے اور زندہ آزاد ہوتا ہے لیکن دوسرے سے حق میں اس کا حکم والد کا قسم ہے یعنی اگر اس کی ماں حاملہ ہو تو ولادت سے عدت گزار چا جائے اور اس کے بعد جو خون آنے کا وہ خاص ہوگا اور اگر اس کی ماں باندی ہو تو اس وقت وہ بچہ لگی اور اگر اس کی ذرات پر غفلت ہو تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ غیر۲، اول اس کو کہتے ہیں جس پر اس کا غیر مقدم نہ ہو اور آخر ذرات حق کو کہتے ہیں حتیٰ آخر کے مفہوم میں فرد سابق کا وجود لازم ہو اور وسط اس کو کہتے ہیں جو دو برابر اصلوں کے درمیان ہو۔ غیر۳، جزوات: جزوات (ولہذا فرسہ) میں۔ ۱۔ گئی ایک۔ کے ساتھ موصوف ہر وہ کسی دوسرے کے ساتھ موصوف نہ ہوگی مثلاً جزوات لایت کے ساتھ موصوف اور آخریت کے ساتھ موصوف نہ ہوں گے بلکہ ان میں منکافات ہے لیکن فعل میں یہ تین ممکن دو اوریت اور آخریت کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے ان اصول کے بعد مسائل سمجھو ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا ان ولدت غائب طلاق اور اس کے مردہ پر پیدا ہوا تو اسے نہ مثنیٰ طلاق ہو جائے گی کیونکہ مردہ غیر کے حق میں والد ہے ورا کر جو کہا ان ولدت لہو حواء اور اسے نہ لیک مردہ اور ایک زندہ ہوگی نہ تو صرف زندہ ہوگا کیونکہ مردہ اپنے حق میں والد نہیں ہے مثنیٰ کے نزدیک زندہ بھی

وَالْمُحْصَنَاتُ وَصُورُ الْاَوَّلَةِ وَمَا يَخْتَصِمُ بِهِمَا السَّكَّانُ وَالْعَطْلَانُ وَالْمُطَلَّقُ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةُ وَالْمُطَلَّقُ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ وَالْمُطَلَّقُ
 مَدْرُجٌ فِي جَوَاهِرِ كِتَابِ الْاَوَّلَةِ كَمَا رَأَيْتُمْ فِي هَذِهِ السَّكَّانِ وَالْعَطْلَانِ وَالْمُطَلَّقِ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةِ وَالْمُطَلَّقِ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ
 وَالْمُطَلَّقُ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةِ وَالْمُطَلَّقُ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ وَالْمُطَلَّقُ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةِ وَالْمُطَلَّقُ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ
 مَدْرُجٌ فِي جَوَاهِرِ كِتَابِ الْاَوَّلَةِ كَمَا رَأَيْتُمْ فِي هَذِهِ السَّكَّانِ وَالْعَطْلَانِ وَالْمُطَلَّقِ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةِ وَالْمُطَلَّقُ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ
 وَالْمُطَلَّقُ وَالْمُتَلَقِّ وَالْمُكْتَنِي وَالْمُكْتَنِيَّةِ وَالْمُطَلَّقُ عَنْ نِكَاحٍ غَيْرِهِ

تشریح فقہ: فقہ باب النکاح اس باب کے مسکلی سمجھنے کیلئے یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ فقہ جن قسم پر ہیں اولیٰ دو جن کے حقوق
 عائد اور دوسرے متعلق ہوں (بشرطیکہ عائد میں الحیثیت ہو) جیسے خرید و فروخت اور اجارہ وغیرہ دوم وہ جن کے حقوق عائد سے متعلق نہ
 ہوں بلکہ جس کے واسطے عقد ہوا ہے اس سے متعلق ہوں جیسے نکاح، طلاق، حاکمیت، نکاح و غیرہ سوم وہ جن میں حقوق یا نہ ہوں جیسے
 اعادہ، اور ہر اہم وغیرہ قسم اولیٰ میں خود کرنے سے حادث ہوگا اور ثانی و ثالث میں خود کرنے سے بھی نہ حادث ہو جائے گا اور سہم و ثمن وکیل
 کرنے سے بھی حادث ہو جائے گا۔

قولہ ما یبحث النکاح جن امور میں حاکف خود اپنے کرنے سے حادث ہوتا ہے نہ کہ حکم کرنے سے وہ خود یہ ہیں نکاح، شرا، اجارہ، اور سہم
 اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں نکاح نہ کروں گا پھر اس نے بذات خود نکاح کی تو حادث ہو جائے گا اور اگر اس کے وکیل نے نکاح کی تو حادث نہ ہوگا
 کیونکہ فعل کا وجود وکیل سے ہے، اور یہ عقد بھی اور مکمل بھی نہیں ہے کہ ان کے حقوق وکیل کی طرف راجع ہوتے ہیں میں وکیل کی طرف
 سے فعل نکاح نہ ہیئت پڑا گیا نہ مکمل نہ حادث نہ ہو گا اس پر باتی خود کو قیاس کر لو۔

قولہ ما یبحث بعد النکاح اور وہ امور جن میں بذات الی مباحثرت سے بھی حادث ہو جاتا ہے اور سہم کے کرنے سے بھی یہ ہیں نکاح،
 طلاق، طلع، الخ سوا اگر کسی نے قسم کھائی کہ نکاح نہ کروں گا تو حادث ہو جائے گا خود بذات خود نکاح کیا ہو یا اس کے وکیل نے اس کا عقد کیا
 ہو وکیل بذات قیاس بقیہ المستودع:

قائدہ:

حاسبہ غیر نے وہ امور جن میں حاکف اپنے فعل اور دکن کے فعل برود سے حادث ہوتا ہے چھ ایسے گناہ ہیں یا کسی تو یہی جو
 کتاب میں مذکور ہیں یعنی نکاح، طلاق، الخ اور باقی یہ ہیں۔ ہدم، قطع، قتل، شریک، مغرب، زوجہ، مغرب، ولد، صغیر، تنظیم، شفعہ، اذان، مفسدہ،
 وقف، قربانی، بیس، تحریر (یہ بیست حکم) حج، وصیت، حوالہ، کتالہ، قضاء، شہادت، آثار، تولیت، وفی، الیہر، عن، شلوخ، الوہب، نیبہ ان
 والدہ نظم مالا حنت فیہ بفعل الوکیل مشہور الی حنتہ فہما بقی الخصال۔

مبع شر اصطلح مال عسمرہ

کذا قسمہ والحنث فی غیر البت

بفعل وکیل لبس بحث حاکف

اجارۃ استیجار العیوب لایہ

هَذَا غَيْبٌ أَوْ لَا يَجْلِسُ غَلِي هَذَا لِشَرِّهِ فَيُخْفِي فَيُخْفِي سِرِّيًّا أَوْ لَا يَخْفِي
إِنْ كُنَا فِيهِ أَوْ تَحْتَ يَدَيْهِ فَيُخْفِي بِهَذَا تَحْتَ يَدَيْهِ أَوْ لَا يَخْفِي بِهَذَا تَحْتَ يَدَيْهِ
وَالْوَجْهُ غَلِي الْبُحْرَانِ قَرَأْنَا أَوْ غَلِي الْبُحْرَانِ بِسَاطِ الْوَجْهِ خَشِ
أَوْ لَا يَخْفِي بِهَذَا تَحْتَ يَدَيْهِ أَوْ لَا يَخْفِي بِهَذَا تَحْتَ يَدَيْهِ

توضیح الفقہ: صاحب فقہ از روی حکایت احمد بن حنبل بیان فرماتا ہے کہ اگر کوئی شخص در کتب غزل کا نام لے کر کہے تو اس کی بیعت ہو جاتی ہے۔
تلی: جو کہ اس شخص کی بیعت ہو جائے تو اس کی بیعت ہو جائے۔

تشریح الفقہ: فقہ اولہ و دومہ الام الخ ایک ناعدہ کلیدی کی طرف اشارہ ہے جس پر بہت سے مسائل متفرع ہو سکتے ہیں قاعدہ یہ ہے
کہ جن افعال میں زیارت جاری ہو سکتی ہے بیعت بھی شرعاً جاری ہو سکتی ہے۔ ان افعال پر اوپر مذکور افعال ہیں متفقہ تو یہ
ہوتا ہے کہ اگر ملکوف علیہ کے ساتھ اس فعل کے اختصاص کا حکم دے خواہ اس کی ملکیت جو یا نہ ہو اور یہ ہے کہ اگر اختصاص پہلے
موضوع سے اور بعد اس کے بغیر ممکن نہیں ہو سکا اور ضروری نہیں ہے مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ میں نے تمہاری بیعت کر لی ہے بعد لک
جو ملک کے حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا اور ضروری نہیں ہے کہ اگر اس کی بیعت کر لی ہو تو اس کی بیعت کر لی ہو۔ اور اگر
جو ملک اپنے ملک کا بغیر ملک گیر نہ ہو تو ضروری نہیں ہے کہ اس کی بیعت کر لی ہو۔ اور اگر اس کی بیعت کر لی ہو تو اس کی بیعت کر لی ہو۔
یہ توضیح ہے کہ اس وقت جب جب لام ایسے فعل پر داخل ہو جس میں زیارت جاری ہو سکتی ہو اور اگر ایسے فعل پر داخل ہو
جس میں زیارت جاری نہ ہو سکتی ہو جسے دعویٰ صریحاً اکل شرب وغیرہ مثلاً یوں کہ ان دعویٰ لک دارالعبادی حوالہ ام نہیں
تھی یعنی ذاتی و عرضی ہو سکتی ہیں اس سے ان بیعت تو بالکل لغوی ہو۔ تو امام کا داخل ہونا متفقہ ملک ہو گا لیکن اس بات کا کہ صاحب
ملکوف خیر کا ملک اور خواہ اس کا حکم ہو یا نہ ہو غلام یہ ہر ملک کی طرف سے اگر کوئی بیعت کرے ان بیعت تو بالکل لغوی ہو۔ یا کہ
ان اکت دعویٰ عبیدی ہو۔ اور پھر صاحب کا ملک گیر ضروری نہیں ہے کہ اس کا ملک اکت دعویٰ ہو یا نہ ہو۔ اگر اس کا غیر
ملک گیر ضروری نہ ہو۔

قولہ وان نوی غیر الخ اور اگر حکم مذکور بالا دونوں صورتوں میں خلاف متفقہ جاریہ کلام کی نیت کرے تو اس صورت میں اس
پر نیت لازم آئے اس میں تو زیارت اور نذرانہ اور اعتبار سے اس کی تصدیق کی ہو سکتی ہے۔ اور جس صورت میں اس کی زیارت لازم آئے اس
میں اس کی صرف زیارت تصدیق کی جائے گی نہ کہ نذرانہ اور اس نے یہی صورت میں صاحب کا ملک گیر اس کے حکم کے بغیر ضروری کیا
اور اختصاص سے ملک کی نیت کی تو حاکم اور یہ ہے کہ اگر وہ اختصاص ملک کی نیت نہ کرے تو وہ نیت نہ ہوگا۔ یا دوسری صورت میں صاحب کا
غیر ملک گیر اس کے حکم سے نہ وقت کیا اور اختصاص سے امر کی نیت کی تو حاکم اور یہ ہے کہ اگر وہ اختصاص امر کی نیت نہ کرے تو وہ نیت
نہ ہوگا ان دونوں مسئلوں کو برعکس کر دینے سے مختلف کی صورت ہو جائے گی۔ تاہم۔

قولہ ۵ بعد الخ ایک نے اسباب غلام کے متعلق کہا ان بعد فقہ حرم۔ پھر اس کا بشرط خیال ضروری نہ ہو جائے۔
کیونکہ بیعت بشرط کا۔ سے بیعت بائیں کی ملک سے نہیں ہو سکتی۔ پس وہ بشرط کے وقت اس کی ملکیت ہو سکتی ہے۔ بشرط حق یعنی بیعت بائیں کی نہیں
ہوتی ہو جائے۔ اسی طرح اگر کسی نے اس کے خلاف کے متعلق کہا ان اشتریت فقہ حرم۔ پھر اس کا بشرط خیال ضروری نہ ہو جائے۔
ہو جائے۔ کیونکہ یہاں بھی وہ بشرط کے وقت مشتری کی ملک ہو جائے۔ یہ حکم ان کے نزدیک تو اس لئے کہ ان کے یہاں مشتری بیعت کا
مالک ہو جائے اور امام صاحب کے نزدیک مشتری کی ملک نہیں ہوتا لیکن ان کے نزدیک بھی نہ نیت ہو جائے۔ کیونکہ یہاں مشتری نے

قولہ لا یجب علی الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنا قرض ایک ایک درہم وصول نہ کروں گا پھر اس نے قرض اقرض وصول کیا مٹا پانچ یا دس درہم تو جب تک پورا قرض متفرق خود سے وصول نہ کر لے جائے نہ ہوگا اس اگر قرض پوری ضروری متفرق وصول کیا تو جائز ہوگا۔ مثلاً قرض کوئی روزی چرخگی اور وہ جب ایک بار وزن نہیں ہو سکتی تھی اس لئے پندرہ بار وزن کر کے وصول کیا تو جائز نہ ہوگا۔

قولہ ولو حلف الخ ایک شخص سے حاکم نے قسم کھوائی کہ جو مفدہ شخص شہر میں داخل ہو اس کی ضرر اٹھا کرے گا اس نے قسم کھائی تو قسم کو مطلق ہے لیکن اس حاکم کی حکومت باقی رہے تک مفید ہوگی کیونکہ مطلق عین دولت کی وجہ سے مفید ہو جاتی ہے اور یہاں قسم لینے سے حاکم کا مفدہ مفدہ بن کے فساد کو دور کرتا ہے اور زوال حکومت کے بعد دفعہ و ملکن نہیں ہوتا ایمین اس کی حکومت کے ساتھ مفید ہوگی۔ قول بہ الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور یہ کروں گا چنانچہ اس نے کوئی چیز ویسی مکرر ہو ہو بدلنے قبول نہیں کی تو اس کی قسم پوری ہو گئی۔ اب وہ جائز نہ ہوگا اور اگر یہ قسم کھائی کہ فروخت کروں گا پھر اس نے کوئی چیز فروخت کی لیکن مشتری نے بیع قبول نہیں کی تو یہاں قسم پوری نہ ہوگی۔ بعد فرق یہ ہے کہ یہ تحریر ہے جس میں مہووب لکھا قبول کرو ضروری نہیں بخلاف بیع کے کہ وہ عقد معاوضہ ہے اور جائزین سے فعل کا مقتضی ہے۔ اس لئے مشتری کے قبول کے بغیر تمام نہ ہوگا۔

قولہ حلف لا ینتزع الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنا نکاح نہ کروں گا پھر کسی مفدہ نے اس کا نکاح کر دیا اور حلف نے اجازت قبولی سے نکاح جائز کر دیا تو جائز ہو جائیگا یہی قرار ہے (تجربین) اسی پر عام مشائخ ہیں اور اسی پر لڑتی ہے (خانیہ) جس جامع الفوائد میں جو یہ کہا ہے کہ اجازت قبولی سے بھی جائز نہ ہو سکتی تھی۔ کیونکہ اجازت قبولی بمنزلہ کالت کے ہے مگر اس نے اولاً اس کو دلیل نہ لایا۔ اور اگر اجازت فعلی سے جائز کیا تو جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ خلاف علیہ خروج ہے اور خروج سے مراد عقد ہے۔ اور عقد قبولی کے ساتھ حاکم ہے۔ فعل سے نہیں ہوتا۔

قولہ و دلوه الخ ایک شخص نے قسم کھائی کہ نکاح کے گھر میں داخل نہ ہوں گا۔ پھر اس کے ملوک مکان میں یا کرایہ کے مکان میں داخل ہو گیا تو جائز نہ ہو جائیگا کیونکہ اگر سے مراد عرفاً اس کا مکان ہے۔ جس گھر میں دور رہتا ہو وہ قسم میں داخل ہوگا خواہ ملوک ہو یا بطریق اجارہ ہو یا بطریق اعارہ ہو ایک شخص نے قسم کھائی کہ میرا کچھ مال نہیں ہے حالانکہ مجلس مقروض پر اس کا کچھ دین ہے تو جائز نہ ہوگا۔ کیونکہ دین کو عرفاً نہیں کہا جاتا۔

واجبت اني ان كان سبب سرقة ٢٥٠٠ من ضررنا ما يتكفي لان تاخير الشاهد لتأخير الدعوى لا يلزم نفي.

[illegible]

غولہ والو! اختلافِ رائے دو گواہوں نے شہادت دی کہ یہ نے حضرت غلام کو شہید کیا ہے۔ اور دو گواہوں نے شہادت دی کہ محمد کے غلام کو شہید کیا گیا ہے۔ اور انہی گواہوں سے خود دونوں پرہیزگار قاضی جا بیکلی گمراہ ہو گیا۔ کیونکہ ہر شخص مختلف حکایت ہے ایسا طور کہ بہت الٹیک کو شہید ہوئی اور اور اختلافِ رائے سے گواہوں سے۔

فولہ دلو کلاو اللہ پھر گواہوں نے زنا کی شہادت دی۔ لیکن جو دریاں پانی کا کہہ دو دفن اٹھانے کے لئے مشہور بن چکیں اور وہاں گرتے پڑے ہوئے لوگوں کو کہیں پر حد حجاب پر دی گئی ہو۔ اس واسطے کہ جب ان کی شہادت سے باطل ثابت نہیں ہوتا تو جو حرف شہر سے بھی ثابت ہو جاتا ہے نہ سزا جواز داتا ہے نہ شہر سے بھی سزا نافذ ہو جاتی ہے۔ پھر حق اولیٰ ثابت نہ ہوگی مطلب یہ ہے کہ وہ شہادت کے اہل نہیں۔ نیز اگر وہ اہل ہوں تب بھی یہ حکم ہے کہ نہ شہادت کا نصاب پورا نہیں چلتا نہ جو کہہ کر باطل بن معبود اور باطل بن انوار حق نے حضرت خضر بن شعبہ کے متعلق شہادت دی تو حضرت عمرؓ نے انہیں پر حد جاری کی تھی۔

مرحومہ خیرہ خیرہ خیرہ

فَلَوْ رَزَقْنَاهُ أَمْحَدَ الْأَرْبَعَةِ مَعَ الْوَلَدِ الْمَرْحُومِ وَزَعَجَ الْمُغَنَّى وَقَالَهُ خَدَوَا
 اؤر اگر رجوع کیا اور گناہوں میں سے بچنے کے لئے زوج کے بہنوئی کے مکان میں جا لیں اور یہاں پر اس کا والد اور والدہ اور ہم سے مل کر رجوع کرے تو
 لَا زَعَجَ لَهُمْ وَكُلُّهُمْ أَمْحَدُ الْعَصْمَةِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ فَإِنَّ زَعَجَ الْخَوِّ خَدَا
 سب کو کھانسی جانیگی اور اگر رجوع کیا جائے گا تو اس سے ایسا نہ ہوگا جس سے اگر ایک اور رجوع کرنے والوں کو کھانسی جانیگی

وَعَزَمْنَا رُبَّ دِيَّةٍ الْمُؤَخَّرِ وَضَعْنَا الْمَرْشَى دِيَّةَ الْمُؤَخَّرِ بِإِنْ ظَهَرُوا غِيْبًا كَفَا لَوْ قُبِلَ مِنْ أَمْرِ مَرْجِعِهِ
اور جو حقاریت کا تاوان ہے اور جس میں کسی کی شہادت کی دیت کے گرد و غلام لگے جیسے کوئی گناہ کرنے میں نہیں کہ جب تک حکم کیا گیا
فَلْظَهَرُوا كَذَلِكَ وَإِنْ رَجِمَ فَوَجِدُوا غِيْبًا فَلْيَبْنِ عَلَى بَيْتِ الْعَمَالِ وَلَوْ قَالَ شَهَدُوا الزُّنَا نَعْمَدْنَا أَنْظُرْ
تو پھر حکم لگے اور اگر رجم کر دیا گیا پھر گرد و غلام لگے تو اس کی دیت بیت المال میں ہوگی گھر: نہ کہ گواہوں نے کیا حکم۔ نے قصداً کیجی
فَلَيْتَ شَهَادَتِهِمْ وَلَوْ أَنْكَرَ الْإِحْصَانُ فَشَهَدَ عَلَيْهِ زَيْنٌ وَآمِرُ الْفُلَانِ وَوَلَدَتْ زَوْجَتُهُ مِنْهُ رَجِمَ
تو اس کی شہادت قبول ہوگی اور اگر زنی انکار کرے اپنے گھم ہونے کا اور ایک مرد اور دو عورتیں جس کے گھم ہونے پر گواہی دیں
یہ اس کی بیوی کے پرہیزگاروں سے تو رجم کیا جائیگا

تشریح الفقہ فقہاء نے اربع احادیث سے ایک اور احادیث کی شہادت سے مشہور طریقہ کو مسترد کر دیا گیا اس کے بعد ان میں سے ایک نے
شہادت سے رجوع کر لیا تو رجوع کر لینا کے بعد کذب جاری کیجی گئی کیونکہ اس کی شہادت مقبلاً بحدف ہوئی۔ اس پر رجوع نہ کر
تاوان بھی واجب ہوگا۔ کیونکہ اگلا فقہ اس کی شہادت کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور جب اس نے رجوع کر کے اقرار کر لیا کہ اگلا فقہ کسی بلا
حق ہوا ہے تو اس کے حساب سے دیت کا تاوان واجب ہوگا۔

فقہاء نے اربع احادیث سے ایک اور احادیث کی شہادت سے مشہور طریقہ کو مسترد کر لیا اس کے بعد پانچ میں سے ایک نے رجوع
کر لیا تو رجوع کر لینا کے بعد دیت کا تاوان کیونکہ شہادت کا کمال نصب دیتی ہے۔ اور اعتبار باقی رہنے والے گواہوں کا ہے۔ نہ کہ
رجوع کر لینا اس کا لیکن اگر پانچوں کیساتھ ایک اور رجوع کر لے تو وہ اس پر دیت کی لازم ہوگی اور رجوع دیت کا تاوان بھی رہیگا۔
قبولہ وضمن الزکوٰۃ النع قبول شہادت کیلئے شاہدوں کی عداوت کے ثبوت کی ضرورت تھی کچھ لوگوں نے اس کے حلقہ بیان
کیا کہ یہ اہل شہادت ہیں یعنی آزاد ہیں مسلمان ہیں نبی ان کی شہادت کی وجہ سے مشہور طریقہ کو مسترد کر دیا گیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ گواہ
خام تھے یا کافر تھے اور جنہوں نے یہ خبر دی تھی کہ گواہ عادل ہیں انہوں نے بھی رجوع کر لیا اور کھدیا کہ ہم ان کو جاننے تھے لیکن ہم نے
قصداً بھوت ہوا تھا تو یہ ترک کر لینا کے بعد ہم کی دیت کے ضامن ہو گئے۔ اسی طرح اگر قاضی نے عدلیہ شہاد کے بعد ایک شخص کو مسترد
کر دیا کہ حکم کیا تھا کسی نے اس کو رحم کے بجائے قتل کر دیا۔ بعد میں ظاہر ہوا کہ جن کو انہوں کی شہادت سے رجوع کر کے حکم کیا تھا وہ شہادت
کے اہل نہ تھے تو قاتل پر مقتول کی دیت کا ضامن لازم ہے۔ اور اگر اس شخص کو مسترد کر دیا گیا جس پر رجوع کا حکم ہوا تھا پھر گواہ غلام لگے تو
مرجوم کی دیت بیت المال سے ادا ہوگی۔

بَابُ خَذِّ الشَّرْبِ

باب شراب نوشی کی حد کے بیان میں

مَنْ شَرِبَ خَمْرًا فَأَخَذَ وَوَلَّعَهَا فَوَجِدُوا أَوْ شَكَّ أَنْ سَكَّرَ أَوْ لَوْنُهُ الْقَصِيرُ وَشَهَدَ زَيْنَان
کسی نے شراب پی لی جس میں اس کو غما کر لیا گیا اس حال میں کہ اس کی ہوس جو بھی یا ہوست قہراً پیوئی ہے۔ اور اگر وہ اس میں سے حاشیہ دی
أَوْ أَظْهَرَ خَمْرًا خَذَّ مِنْ غَلِيمٍ شَرِبَتْ حُلُوْعًا وَضَحَّ وَإِنْ قَرَأَ شَهَادًا نَعَدَ نَفْسِي وَيَنْهَى لَا يُبَدِّلُ الْقَمْسَافَةَ
اس میں سے ایک بار اذارتا تو یہ جانی جاوے کہ اس کا جوش و ہوس جو ہوا تھا وہ اس کو اذارتا کر لیا گیا حاشیہ دی وستم ہونے کے بعد بلا دوری کا صبر

بَابُ حَدِّ الْقَذْفِ

باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں

وَهُوَ تَحْقِيقُ الشَّرْبِ كَيْفَهُ وَ كَيْفَ قَوْلُهُ فَلَوْ فَلَدَفْ مُنْخَصًا لَوْ مُنْخَصَةً يَزْنَاهُ خُلْدٌ بِطَلَبِهِ مَقْرُوفًا
 ۱۱ حد شرب کی طرح ہے مقدار میں بھی اور ثبوت میں بھی سو اگر تہمت لگائی تھیں یا تہمت کو زنا کی تو حد لگائی جائیگی اس کے طلب کرنے سے
 وَلَا يَتَوَعَّضُ غَيْرَ الْقُرْآنِ وَالْعَقْلِ وَاحْتِصَانَهُ بِكَيْفِهِ مُتَكَلِّفًا خَرُوفًا مُسْتَلْبًا عَقِيقًا غَيْرَ الْوَقْفِ فَلَوْ قَالِي لَقَبْرِهِ
 اور نہ لگا جائیگا اس سے چٹکیں اور نہ لگاوار کے علاوہ اور اس کا کھنسن ہونا ماحل یا رخ آزاد مسلمان اور نہ اسے پاکر اس میں ہے پس اگر کسی سے کہا
 لَسْتُ بِأَبْنِكَ أَوْ لَسْتُ بِأَبْنِي فَلَا فِي غَضَبِ خُلْدٍ وَفِي شَرِّهِ لَا كُتْفِهِ عَنْ جَدِّهِ
 تو اپنے باپ کا کھنسن یا چڑھاؤں کا بیٹا نہیں غصہ کی حالت میں تو حد لگائی جائے گی اور بغیر غصہ کے نہیں جیسے لگائی کہ اس کی اس کے دہار سے
 وَقَوْلُهُ لِقَبْرِهِ يَأْ بَنِيَّ يَا بَنِيَّ مَا يَشَاءُ وَيُسَبِّحُ إِلَهِي عَقِبَهُ أَوْ خَالَهُ أَوْ زَوْجَهُ أَوْ وَلَدَهُ أَوْ قَالِي
 اور جیسے کسی عربی سے بتا دے کہ اے اس کے پانی کے بیٹے اور جیسے اس کے چچا یا سوسا یا پردوش کہتہ کی طرف منسوب کہ اگر کہا
 يَا بَنِيَّ الْوَرِثَةِ وَمَنْكَ نَسَبٌ لَقَبْتُ الْوَالِدَ أَوْ وَلَدَهُ خُلْدٌ وَلَا يَنْطَلِقُ زَلَّةٌ وَخَلَّةٌ
 کر اسے زانیہ کے بیٹے مانا کہ اس کی اس مرد سے جو اس کا لہو لیا دھو لے یا بیٹے لے یا پوتے تو حد لگائی جائیگی اور جس سے ملا کر سکا یا یا قلم
 أَنَاهُ وَمُسَدَّدٌ بِقَذْفِ أَمَةٍ زَيْتَلُّ بِمَوْتِ الْمُغْفُوفِ لَا بِالْوَجُوعِ وَالْعَقْرِ
 اس حد باپ اور آقا کا سنا ہی میں تہمت لگانے کے باعث اور مرد باطل ہو جانے سے مقدوف کے مرنے جانے سے نہ کہ جو جوع اور صاف کرنے سے
 وَقَوْلُهُ قَالِي زَكَاةٌ لِي الْخَلِيلِ وَعَنِي الصُّغْرُودُ خُلْدٌ وَقَوْلُهُ قَالِي يَارَاقَتِي وَعَكْسٌ خُلْدٌ وَقَوْلُهُ قَالِي لَامُؤَلَّهِ بِالْزَانِيَةِ
 اگر کہہ نہات لئی انکس تو حد لگائی جائے گی اور اگر کہہ دے کہ اے زانیہ دوسرے نے بھی یہی کہہ دوں تو حد لگائی جائیگی اگر بڑی سے کہا کہ اے زانیہ بڑی سے
 وَعَكْسٌ خُلْدٌ وَلَا يَنْتَلِقُ زَلَّةٌ وَقَوْلُهُ قَالِي زَكَاةٌ لِي الْخَلِيلِ وَعَكْسٌ خُلْدٌ
 اس کو کہ زانیہ تو ہے تو تہمت کو حد لگائی جائیگی اور لعلان نہ ہوگا اور اگر یہ کہا کہ میں نے میرے ساتھ نہ کیا ہے تو دونوں باطل ہو جاتے ہیں
 وَإِنْ أَقَرَّ بِوَلَدِهِ ثُمَّ نَفَاهُ فَلَا حُجْرَ زَانٍ عَكْسٌ خُلْدٌ وَالْوَلَدُ لَهُ فِيهِمَا وَقَوْلُهُ قَالِي لَسْتُ بِأَبْنِي وَلَا بِأَبْنِيكَ
 اگر یہی کا قراد کر کے لگتی کر دے تو لعلان کرے ہو اس کا کھنسن کرے تو حد لگائی جائے پھر دونوں صورتوں میں وہی کا ہوگا اگر کہا نہ میرا بیٹا ہے نہ میرا
 يَطْلُو وَمَنْ قَالَتْ إِسْرَافًا وَلَمْ يَلْزَمْهُ الْوَلَدُ وَالْبَعَا أَوْ لَا عَكْسٌ يُولَدُ أَوْ زَيْلًا
 تو دونوں باطل ہو جائیگی جس نے تہمت لگائی اسکی صورت کو جس کے بچہ کا باپ مسلم نہیں یا یا اسطو لعلان کر بھی یا ایسے کھنسن لگائی کہ جس نے
 وَطَنِي لِي غَيْرَ بَلِيكِهِ أَوْ أَمَةٍ مُصْفُوعَةٌ أَوْ مُسْتَلْبًا زَيْلًا لِي خَالٍ شَفِيرِهِ أَوْ مُتَكَلِّفًا
 غیر لگے میں وہی کی بھی یا مشترک یا دوسری سے وہی کی یا یا ایسے مسلمان کو تہمت لگائی جس نے کفر کی حالت میں نہ کیا تھا یا ایسے صاحب کو تہمت لگائی
 مَاتَ عَنْ زَوَّاءٍ لَا يَحْتَدُّ وَخُلْدٌ لَذِيفٍ وَطَنِي أَمَةٍ مُصْفُوعَةٌ وَخَالِصٌ وَمُتَكَلِّفًا
 جو چوں کہ تہمت چھوڑ کر مر گیا تو حد نہیں لگائی جائیگی حد لگائی جائیگی آتش پرست یا وہی صاحب دار مکتبہ کہ لکھ دلی کہنے والے کے تہمت لگانے والے کو
 وَمُسْتَلْبٍ مُتَكَلِّفٍ أَمَةٍ لِي غَيْرِهِ وَمُسْتَلْبٍ
 اور اس مسلمان پر تہمت لگانے والے کو جس نے کفر کی حالت میں اپنی ماں سے نکاح کیا ہو حد لگائی جائیگی اس بہتاس کو جس نے تہمت لگائی ہو

فَذَلَّ مُضِلُّنَا زَمَنٌ فَلَذَلَّ أَنْزَلْنِي أَنْزَلَ حَرْبٌ مِمَّا زَا فَعُدُّهُ فَهَوَّ بَخْلَهُ

مسلان پر جس نے بہت لگائی یا زنا کیا یا شراب پی پند یا پھر وہ لگا دی گئی تو یہ حد کل امور کی طرف سے ہوگی۔

تشریح الفقہ: قولہ الفلذ الفلح کے معنی پتھر پھینکا ہے اور شرکازنا کی بہت لگا تا فذالذ باجماع ائمہ ہا میں سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مات فہک گناہوں سے بچو (ان میں سے ایک زنا کی بہت لگتا ہے) البتہ شیخ طبری ثانی کے نزدیک غیر محدث یعنی صغیر یا مسکوک یا بے حیاء اور عورت کو بہت لگتا ہوا کبیرہ نہیں وغیرہ۔ (کہ انی انہو) مگر صحیح نہیں کیونکہ فقہاء نے جو احصاء کر کے شراب لگائی ہے وہ دو جوہرہ کے لئے ہے نہ کہ کبیرہ ہونے کے لئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ذمی کو بہت لگایا اس پر قیامت کے روز آگ کے گڑھے پائیں گے۔

تفسیر: مذہب مکر نے قواعد حق و باطل کو شریعت کی طرف منسوب کیا ہے کہ ان کے یہی ظلمات میں زنا کی بہت لگتا صغیر ہے۔ مگر یہ اعتبار صحیح نہیں۔ لہذا اس لئے کہ فذالذ کا مراد صغیر نہ تو صرف طبری کے نزدیک ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا لہذا اس لئے کہ جمع الجمع میں بن عبد السلام کا یہ عبارت "قولہ" ہے "الظاهر ان فذالذ المصحف فی علوفہ فیس بکبیرہ مع وجہ للحد" اور اس سے صغیر ہونا بہت نہیں ہوتا۔ کیونکہ کلام جب چند قیود کیساتھ مقید ہو تو صرف آخری قید کی ہی مقصود ہوتی ہے پس موجب حد ہو گئی گئی ہوئی نہ کہ کبیرہ ہو گئی۔ "کذا قال المحقق القمي ثم قرأ من صاحب الخزانة کین بھی غلط ہوا کہ "لو اعلنا لا نالہا" ای لعالم اللہ ابن عبد السلام۔ قولہ یا ابنی ماء السمسم النع والین انا اسماء کہنے پر حد فذالذ گھٹا۔ کیونکہ اس سے جو حد کا ضمن وصفا کی تفسیر مراد ہوتی ہے چنانچہ ابن جریر بھی عامر بن حارثہ کا لقب نام لیا۔ تھا وہ اس لئے کہ قیود سال کی نہ تھی اپنے ان باتوں کی طرح ہوا تھا۔ اسی طرح اس البتہ ضمن و حال کی وجہ سے عقب بام اسماء صحیح اور نعمان بن اسلمہ کا لقب بھی کثرت حدت کی وجہ سے ابن دہ اسما تھا۔

(عابد الہیان)

قولہ ولو لاول زنا الف ایک غنیمت ہے جسکی نہ کہ زنا کی آفت اور ہمارا پرانے ہمارا اور لیا تو شیخین کے نزدیک اس کو حد لگائی جائیگی۔ امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک حد نہیں لگائی جائیگی کیونکہ زنا تیسرے نبیوں کے جتنی معنی چڑھنے کے ہیں ثالث امرأۃ من العرب

اشد اہا معیک اوائبہ جملہ ولا تکون کهلوف وکل

فصبح لہی مضجعه قد انجلد وارق الی الخیبرات زناء فی الجبل

شیخین یہ فرماتے ہیں زنا تیسرے نبیوں کا زنا کی حد لگائی گئی ہے اور قیود غضب کی حالت میں بھی معنی میں ہیں۔ قولہ وہ حکمت النع شہر نے نبی سے کہا کہ یا زانیہ بوی نے کہا نازل انت یعنی میں زانیہ نہیں بلکہ زانیہ تھی یہ تو عورت پر حد قائم ہوگی اور احوان ہوگا کیونکہ حد زوجہ اور سہوہ نہ ان کا قاعدہ یہ ہے کہ جب دو حدیں جمع ہوں اور ایک حد کے مقدم کرنے میں دوسرے حد کا استقامہ ہو تو حد ثانی کی غرض سے مسئلہ حد کی تقدیم ضروری ہے پس عورت پر حد قائم کی جائیگی تاکہ وہ احوان کے لائق نہ رہے کیونکہ حد دینی القذف احوان کا لکن نہیں ہوتا بخلاف احوان کے کہ اس کی تقدیم سے حد باطل نہیں ہوتی۔ سوال قاعدہ مذکور ہوا تو اس صورت میں ہوا کہ جب دو حدیں جمع ہوں اور احوان حد نہیں ہے۔ جواب احوان کی مشروعت بھی انز جاہ کیلئے ہے پس احوان حد ہی کے معنی میں ہے۔

قولہ ولو لاول زنا الف ایک غنیمت ہے نبی سے کہا کہ یا زانیہ یہ کیا ہے جواب دیا کہ میں نے تجھ سے زنا کیا ہے۔ تو شک کی وجہ سے حد احوان اور با ساقہ ہو جائیگی کے کیونکہ عورت کی مراد میں دو اشخاص ہیں ایک یہ کہ وہ زنا مارا ہو جو کل الزنا کا ہے دوسرے روزانہ جو نکاح کے بعد ہو یعنی اس نے نکاح کے صحیح کو زنا سے تعبیر کیا اور پہلی صورت میں حد واجب ہوئی نہ کہ احوان کیونکہ زانیہ نے شوہر کی

نظر احتیاط عام کی حد سے (جو پانچ گز سے ہیں) ایک گز انہم زریا۔ امام ابو یوسف نے احزاب کی حد کا اعتبار کیا۔ کوئی حد ہے۔ اصل ہے۔ پھر ہشام کی روایت تو یہی ہے کہ انسانی کوڑے ہیں یہی مفقوتی قیاس ہے اور یہی امام زکریا کرتے ہیں۔ لیکن امام ابو یوسف سے ملے ہر روایت یہ ہے کہ پچھتر کوڑے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ عمر کی انتہائی حد سو کوڑے ہیں اور غلام کی انتہائی حد پچیس کوڑے ہیں۔ پس ہر ایک کا نصف ہونا چاہیے۔ سن پچاس کی حد ہے اور پچاس غلام کی حد کے اس لحاظ سے تعزیر کی اکثر مقدار پچھتر کوڑے ہوتی۔ سو اسی حد سے ثابت ہے کہ قطع حد میں کوڑوں سے زیادہ نہ دینا چاہیے کہ جواب سنا کر ہم کامل ہیں کے خلاف ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ مشوغ ہے۔ ورنہ صحابہ اس کی مخالفت نہ کرتے۔ کیونکہ وہ ان کا مشرور میں ظلم الناس ہیں۔

کتاب السرقة

مِمَّنْ أَخَذَ مِنْكُلِّ خَيْفَةٍ قَدْرَ عَشْرَةٍ فَرَأَاهُمْ مُنْضَوْنَةً مُنْخَرُوزَةً بِسِكِّينٍ أَوْ خَالِفَةً فَوَقَّعَ نَ الْفَرْزَةَ
وہ دیکھتا ہے کہ ہر ایک سے دس دن درہن کے بقدر ہر خنڈہ کو کسی ملک کی کھجیاں کے ذریعہ میں ہاتھ کاڑ دینا اگر قرار کر لے ایک بار
أَوْ شَهْلًا زَخْلَانًا دَلُّوا تَمَقُّدًا وَالْأَحَدُ بِنَفْسِهِمْ فَخَطُّوا بِنَ أَصَابَ لِكُلِّ بَعْدَ بَ
یا مومن! دین دو درہن اگر چائے دانی ایک شامت ہو اور لینے والا محض ہوتا سب کا ہاتھ کاڑ جائے اگر چہ ہر ایک کے بقدر نصیب۔
تشریح مفقوت۔ فقولہ کتاب الحج چونکہ حدود سے قصود حفظ نفس حفظ عقل اور منطاب آ رہے ہیں اس لئے معتطف نے حدود و مقدار کہا۔ اور
مال سے جان اور آدمی کی حفاظت قصود ہوتی ہے۔ اس لئے حدود کے بعد سرقت کو بیان کرنا مناسب ہے۔

فقولہ ہی الحج رتق فتح سین و کمراد ہے۔ اور اہل مکہ میں چار ہے۔ خدا و سر سے کی کوئی چیز چپا کر لینے کو کہتے ہیں۔ بقول
سرق منه مالا مرفقا وسرقا۔ اور کسی مال سے کوئی کوئی چیز زامرت سے چھین کر دے۔ (چ ہیں۔) (غریب اور شریعت میں سرقت کی دو قسمیں
ہیں۔ ایک سرت کے اعتبار سے۔ دوسرے ترتب حکم شرعی کے لحاظ سے۔ سرت باعتبار عرت اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی چیز چپا کر
ناخن لے لی جائے خواہ وہ چیز بقدر نصاب یا نہ ہو۔ اور باعتبار ترتب حکم شرعی کی ترتیب وہ ہے جو معتطف نے ہی افدہ تکلف اھ سے
ذکر کی ہے۔ یعنی ترتب حکم شرعی کے لحاظ سے سرت اس کو کہتے ہیں کہ کوئی مال یا نفس کسی دوسرے کی ایسی چیز چپا کر لے جس کی قیمت مکہ
داروں درہنوں کے برابر ہو اور مکان یا کسی خانقاہ کے ذریعہ سے کٹھا یا دے۔ معتطف نے افدہ کو مطلق رکھا ہے۔ جو افدہ حققی افدہ کہ ہر کوئی شامل
ہے۔ افدہ حققی جیسے خود کسی چیز کو خنڈہ جگ سے نکال لے افدہ بھی جیسے ہندو ساری مکان میں داخل ہوں اور میں چرا ایک شخص کی بیٹھ پر لا کر
تھر سے باہر نکلیں۔ تو سب کے ہاتھ کاڑے جائیں گے تکلف کی قید سے منہ پر ہر بخول لکھ لئے کہ ان پر تن پڑیں یا ان کا مال کا تالان ضرور ہے۔
خفیہ کی قید سے خود دشمنی زبردستی ہاتھ۔ ہر ایک کے پاس سرقت کی قریب سے نکال گیا۔ ہر گز چوری شتم کے بعد درہن میں ہوں ہو تو بدانتہی بھی
اور احتیاط کی افدہ شرط نہ ہو۔ گمراہ میں چوری ہوتی تو صرف بدانتہی افدہ شرط ہے۔ پس اگر چوریات میں خفیہ داخل نہ جائے بلکہ چوری
مال کے لیے ہو تو ہاتھ کاڑا جائے۔ قدر عسقر و درہم کی قید سے وہ مقدار سرت کے حکم سے نکل جاتی ہو اس سے کم ہو۔ (دریائی) معتطف نے کی قید سے کسی
پابندی کے دل خلاصہ جس کی قیمت اس درہم سے کم ہو غلام ہو گئے۔ کہ کھن میں قطع پڑیں۔ اور اگر یہ کیا جائے کہ درہم کی کوئی حد نہ ہو بلکہ درہم
جیسا کہ مغرب میں ہے تو یہ ضروری قید کی ضرورت نہیں۔ عمرزاد کی قید سے غیر مختصا میں نکل گیا جیسے وہ کبھی جو کسی خست کی نہ ہو بلکہ افدہ۔

فقولہ قدر عشرة درہم الحج ہر مال سرقت میں ہاتھ کاڑا جائے یا اس کی کوئی مقدار معین ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ حسن
بصری دار ظاہری ہر خوارج کے نزدیک قطع ہے کہ لئے کوئی مقدار معین نہیں کیونکہ آیت "الساو فی والسوا فہ قطعوا
ابدا بعدہ" میں الحقائق سے کوئی مقدار معین نہیں ہے۔ اگر آیت کو اطلاق کیا پر لکھا جائے تو لازم آئے گا کہ گنہگار کے ایک دانہ میں

فَصْلٌ فِي الْجَوَازِ وَمِنْ سَوَقٍ مِنْ ذِي رَحْمٍ مُجَرَّمٍ لِأَيِّ حَسَاخٍ وَفِيهِ ذَوُجَهَا وَنَسِيْبُهُ وَذَوُجَهَا
(اصل مختصہ عہد کے بیان میں) جس نے مل چرایا اپنے غیر رضائی قرہی محرم کا اپنی بیوی کا یا اپنے شوہر کا یا اپنے آقا کا یا آقا کی بیوی کا
وَذَوُجِ نَسِيْبِهِ وَنَسِيْبَتِهِ وَجِهَتُهُ وَفِيهِ مَقْتَمٌ وَغَنَمٌ وَتَهْتَبُ أَوْنٌ لِي ذَخْوَلُهُ لَمْ يَطْلُعْ
پانی مالک کے شوہر کا یا اپنے صاحب کا یا مالک کا یا غنیمت کا یا محرم کا یا ایسے گھر کا جس میں آنے کی اجازت ہو تو آجھ نہ لگا جائیگا۔

تشریح الفقہ: قولہ فصل الخ وادب الطلوع اور غیر ذالجب الطلوع مل اسرق کے بیان سے فراغت کے بعد درود کو ذکر کر رہا ہے۔ کیونکہ اگرچہ
طلوع کے لئے مل کا کھنک ہو بشرط ہے مگر درود مل چونکہ ہر خارجی ہے اس لئے اس کو بعد میں لایا رہا ہے۔ حزن لکے مختصہ عہد کو کہتے ہیں یہاں
احوزہ الاموال جلد فی المحرم (مغرب) انہر خاں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں عادی مل کی حفاظت کی جائے جیسے مکان بدکن غیر مسدود وغیرہ۔
قولہ ومن سرق الخ جو اصل اپنے کسی قربت وادعوم کی کوئی چیز چائے اور قربت رضاعت کے ناطے سے نہ ہو تو قطع نہ ہوگا
کیونکہ اصل وادعوم کے ناطے سے عموماً اشتقاق حاصل کیا جاتا ہے اور کوئی ناگواری نہیں ہوتی۔ یہی شرط پیدا ہوگی کہ عدم رضاعت کی قید اس
لئے ہے کہ اگر قربت وادعوم نہ ہو رضاعت کے سبب سے ہو شلہ چائی یا مالک کا رضائی بھائی ہو کہ وہ نہایت قربت حد ہے اور رضاعت کے
اضمار سے محرم ہے تو اس کی چیز چائے سے قطع نہ ہوگا۔

قولہ وادعوم علامہ زہلی نے ذکر کیا ہے کہ رضائی باپ بیٹے یا بھائی کا مال چرائے اور جب قطع یہ ہے اور یہ ذی رحم محرم میں
داخل نہیں البتہ اگر رضائی کی ضرورت نہیں۔ علامہ عینی اور صاحب تہر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس قید کی ضرورت ہے کیونکہ
قربت نہیں اور محرمیت رضائی کا اجتماع جائز ہے۔ اس واسطے کہ قربت صرف نہیں ہوتی ہے اور محرم کی کسی حد سے بھی رضائی محرم
رضائی کو خارج کرنے کیلئے اگر رضائی کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں کہ یہ ان حضرات کی غفلت ہے کیونکہ بوقت شرح
علامہ زہلی کے پیش نظر کثر کا بیٹا نہ رہا ہے وہ ان الفاظ کا تھوڑا سا فہم نہ تھا۔ ”فی راحم معوم منہ“ ترجمہ کا بیٹا جو رضائی بھائی ہو وہ اس سے
خارج نہ ہوگا کیونکہ محرم رضائی ہے نہ کہ محرم کسی فقوہ بلا رضاعت لم یعد شیعاً فانہم۔

قولہ ومن ذو جہ الخ شوہر بیوی کی کوئی چیز چائے یا بیوی شوہر کی کوئی چیز چائے تو ہمارے نزدیک قطع ہے نہیں اگرچہ چوری
زومینا کے کرنا خاص سے ہو اس واسطے کہ زومین کے مل میں بے نظمی کا برتاؤ ہوتا ہے یہی حرم میں شریا گیا امام شافعی کے اس مسئلہ
میں میں قول ہیں (۱) قطع ہے امام مالک اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے قطع ہے نہیں ایک روایت امام احمد سے بھی ہے۔ اگر شوہر بیوی
کا مل چرائے تو قطع ہے اور بیوی شوہر کا مال چرائے تو قطع ہے نہیں۔

قولہ وجہ الخ اگر کوئی اپنے مال یا اسرق کا مل چرائے تو اس میں بھی امام صاحب کے نزدیک قطع ہے نہیں صاحبین اور ائمہ متعادل
کے نزدیک قطع یہ ہے کیونکہ یہاں مال اور حرم میں کوئی شے نہیں جس کی وجہ سے قطع نہ ہو امام صاحب پر فرماتے ہیں کہ ہنظان وادعوم کے
ماہین انساب ۲۵۶ سے نیز وہ ایک دوسرے کے گھر میں بلا اجازت داخل ہو سکتے ہیں۔ یہی حرم میں شرط موجود ہے اس لئے قطع یہ نہ ہوگا
”وفی المجموع ابن قوی الامام هو الاصح“ اسی طرح اگر کوئی مال غنیمت چائے تو اس میں بھی قطع ہے نہیں گو اس میں چور کا حصہ نہ
ہو۔ کیونکہ مال غنیمت مباح حاصل ہے یہی شریا گیا وادعوم میں ہے کہ حضرت بل کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے مال غنیمت چرایا تھا
تو آپ نے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک غلام کریش کیا گیا جس نے مال غنیمت میں چوری کی تھی تو آپ نے اس کا
ہاتھ کاٹا نہیں بلکہ یہ فرمایا ”اعمال اللہ صرف بعضہ بعضاً“۔

اور کسی کو قتل بھی کر دے اور تو اس صورت میں کہ تم کو چند امور کا اعتبار ہے واپس آنا تھا اور بایاں پاؤں کاٹنے پر قتل کر دے اس کے بعد سولی پر لڑکا ہے یا صرف قتل کر دے یا صرف سولی پر چڑھا دے۔

قوله: والصلح الراہن ان الامنی اور جہاد کا حکم کو لہذا کہتا ہے یعنی کو امام صاحب کے نزدیک جہاد اور امنی کے ذریعہ قتل کرنے سے منع نہیں لیکن یہاں یہ صورت میں قتل کی وجہ سے کہ جہاد کا حکم نہیں بلکہ جہاد ہی رہا ہے پس الامنی اور کو نہیں کوئی فرق نہ رہا۔
قوله: وان اخذ الخلی علی لیا اور کسی کو قتل بھی کر دے اور تو اس صورت میں رہا تھا جہاد اور بایاں پاؤں کاٹنے کا جہاد اور جہاد کی وجہ سے کہ وہ اب نہ ہوگا۔ کیونکہ جس پر اور عثمان دونوں جمع نہیں ہوئے کافر۔

قوله: وان جرح اللعان چہ مسئلہ میں حد نہیں۔ (۱) صرف زخمی کیا (۲) قتل کیا اور گرفتاری سے قبل تو یہ گری (۳) راہزوں میں کوئی غیر مخفی ہو جیسے پچھلے اند (۴) یا منقطع علیہ کوئی دیکر ہم محرم ہو (۵) اہل غلطی سے یک دوسرے پر فحش زانی ہو۔ (۶) کسی نے دست کو یا دین کو ایک شہر میں یا دوسروں کے درمیان راہزنی کی ہو۔ ان تمام صورتوں میں حد ساقط ہے۔ البتہ حقوق واجبہ کا سوا غزوہ ضروری ہوگا۔ یعنی قتل کی صورت میں قتل اور غزوہ کی صورت میں مال و جان کرنا اگر وہ جہاد میں رہا یا جب نہ ہوگا۔

کتاب السیر

لجہاد هو فرض بکفایۃ ابتداء فان اقدم بہ قوم منقطع عن الكل والایہ الفوا ہنرجہ
بہاد فرض کلی ہے ابتداء میں کہ اگر کچھ قوم کریں تو سب سے ساتھ ہو جائیگا ورنہ سب کو کفر کا رہو گئے

لا یجوز علی ضمی وافتوا و غلبہ و اغنی و منفقہ و القطع
اور الزب نہیں ہے بے بے پر غلبہ پر غلام پر انحراف پر یا بانی پر اور انھو پاؤں تلے ہوئے پر۔

تشریح الفقہ: اقوله: کتاب الحج مدور جہاد پر دو کا مستند دفعیوں کے علاوہ ہے۔ مگر حدود کا معاملہ مسلمانوں سے مشتق ہے اور جہاد کفار سے ہوتا ہے اسلئے حدود کے بعد جمہ و کولہ رہا ہے۔ برسریرۃ کی جمع ہے یعنی مدت خیریت طرز زندگی اور ایست بقال ہر حسن السیورۃ و احسن عادت والا ہے۔ اصطلاح میں اس کا طلاق کفار کیساتھ جنگ کرنے اور ان کے مشقتات بگھراتا ہے۔ جیسے قتل و سلب کا اطلاق انصاف کے پر امام شافعی کے نزدیک اس کا سبب کفر یا کفر ہے اور حد سے زیادہ ان کا دوسرا بیکار ہونا ہے۔

قوله: الجہاد الخ اگر بعض کے کہہ۔ نہ۔ یہ مقصد حاصل ہو جائے سب کی ضرورت واقع نہ ہو تو جہاد فرض کلی ہے۔ کہ بعض کے کہنے سے فرضیت سب سے ساتھ ہو جائیگی اور اگر سب کی ضرورت ہو تو ان مسلمانوں پر چڑھا جائے تو اس وقت فرض نہیں ہے۔ جس فرضیت کی وہیں اور قطعاً ہیں۔ جیسے قاتلو المشرکین کافہ، قاتلوہم حتی لا تکنون لفساد وغیرہ۔ سوال ان آیات کے عموم سے بچا اور یوانہ موت اور بعض خصوص سے۔ اور نام عین عنہ البعض ظنی الدلالۃ ہوتا ہے۔ جس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ جواب بچا اور یوانہ کافہ خروج غلط ثابت ہے اور انکی خصوصیت سے عام ظنی نہیں ہوگا۔ اور موت اور بعض انصافی سے جہاد کے کاغذ نہیں اور فرض کلی ہونا اس لئے ہے کہ جہاد فرض ہے لیکن جہاد کے لئے یہ صرفہ دین الہی کا غالب کرنے اور مسلمانوں سے شر اور کرنے کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ تو یہ سب یہ مقصد بعض سے حاصل ہو جائے تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جہاد۔ سوال ظاہر آیات سے تو جہاد فرض میں معلوم ہوتا ہے۔ مگر فرض کلی کہنا جیسے صحیح ہوا؟ جواب حق تعالیٰ نے آیت "لا یجوز علی القاعدون" کے آخر میں "وعدا اللہ الحسنی" فرمایا ہے کہ اگر جہاد بیش فرض میں ہوتا تو قاعدوں سے ملنے کا وعدہ نہ ہوتا بلکہ وہ مستحق مذاب ہوتے۔

فوائد و حرم الخ کا فرق قید و کر مسلمانوں کے لئے میں نہیں ان کو لازم اور احسان بدین کی حادہ نہ کرے ہا کر یہ جہاں نہیں کے بعد نمازی لوگ ان کے مالک ہو گئے تو اب سنت چھوڑنے میں ان کی حق ظنی ہے امام شافعی۔ نہ اس کو جائز نہ کھار ہے۔ اور دلیل یہ ہے۔ (لما عفا بعد و اعدا فداء) یعنی اس کے بعد یا تو احسان کیجی یا بخیر و نہ لکھو۔ جواب یہ ہے کہ یہ آیت سب افعال الشکیہ ہیں و نہ جو سے مستثنیٰ ہے کیونکہ من و نہاء سورۃ محمد میں مذکور ہے جو مال میں داخل ہوئی تھی اور آیت سب سورۃ براءہ کی ہے جوہ۔ یہ میں داخل ہوئی تھی حضرت قتادہ صحابہ کرام میں ان جرم کو ذرا ہی اس طرف گئے ہیں۔ نیز جو کفار اہل اسلام کے ہند میں قید ہو کر آجائیں ان کو مسلمانان تہذیبوں کے مبادلہ میں چھوڑنا جائز نہیں۔ قوی جنگ سے پہلے۔ اس کے بعد کیونکہ وہ غنیمت حاصل کر کے پھر لڑائی کا سامان میں جائیں گے۔ صاحبین کے نزدیک قوی جنگ سے قبل مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں کافر قیدیوں کو رہا کرنا جائز ہے۔ لیکن اگر مصلحت کا نہ سب ہے اور لیکن امام صاحب سے ظاہر نہ وہ یہ ہے کیونکہ یہ بھی مستثنیٰ کفر کے لئے ہے ہتر ہے۔

فولہ و عفو مومن الخ اگر مال غنیمت میں کچھ مویشی ہوں اور ان کو دارالاسلام میں لانا شاق ہو تو حق کی کوئی چیز نہ کافی جائیں کیونکہ یہ حرم ہے بلکن ان کو ذبح کر کے جلاد یا جائے۔ ذبح سے پیشہ جلانے کی اجازت نہیں کیونکہ جاندار کو اس میں جلنا سوائے خدا کے کسی اور کے لئے جائز نہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر چہ لڑوں کو اس مشکل ہو تو جلایا نہ جائے بلکہ دار الحرب میں چھوڑ دیا جائے کیونکہ اسے حضرت علیؓ علیہ السلام نے کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے نہ مرنے کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے ہم کہتے ہیں کہ کسی غرض صلیح کے پیش نظر جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اور دشمن کی شوق و شوکت بہ مال کرنے سے زیادہ صحیح غرض اور کیا ہو سکتی ہے۔

فولہ و قسمہ القلیبہ الخ رد دار الحرب میں مال غنیمت تقسیم کرنا بھی جائز نہیں لہذا یہ کہ امام کے پس بار برادران کا کوئی انتظام نہ ہو اور اس غرض سے وہ بطور امانت غازیوں پر تقسیم کر دے تاکہ وہ اس پرمانے سے دارالاسلام میں پہنچ جائے اور وہاں پھر از سر نو تقسیم ہو تو جائز ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر مشرکین کو شکست دے تو ہو چکی ہو تو دار الحرب میں مال غنیمت تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن حضرت علیؓ کا قول ہے۔ بیکر امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ شکست تمام دار الحرب میں تقسیم کر لینا چاہیے۔ پھر قیدیوں کے کہ ان کی تقسیم دارالاسلام میں نہیں آ کر کی جائے گی اور یہ اختلاف دراصل اس بات پر متعلق ہے کہ جو دے نزدیک غازیوں کا حق اس وقت تک ثابت نہیں ہوتا جب تک کہ دارالاسلام میں آ کر جمع نہ ہو جائے اور ان حضرت کے یہاں غلبہ حاصل کر لینے کے بعد غازیوں کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ (والا دل فی المعلومات)۔

فولہ و شوک الخ جو دہر تک غازیوں کو دار الحرب میں چاہے کہ ملے وہ انتقام غنیمت میں غازیوں کے برابر ہے پس وہ بھی مال غنیمت میں شریک ہوں گے لیکن لشکر و اہل میں سے جو لوگ بے زاری دلوں و شریک نہ ہوں گے۔ کیونکہ ان کا وہاں جائہ قابل امانیت سے نہیں۔ بال آراء و کفار سے قابل کرنا تو بیشک شریک ہوں گے۔ "و عند انشاع فی فون یسہم لہم مطلقاً"۔

فولہ و یستفی فیہا الخ نہ ذی لوگ دار الحرب میں مال غنیمت چورہ کھانا بکری، اخیار، شیل و غیرہ جس از تقسیم بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نہ دین سے اس کی اجازت ثابت ہے نہ صرف نے ان اشیاء کے انتفاع کو مطلق رکھا ہے لیکن صاحب وقایہ نے اخیار کے انتفاع کو مقید نہ دین سے کیا ہے اور قصور یہ میں کل اشیاء کے انتفاع کو امام کی اجازت سے کھانا مقید کر دیا ہے۔

کو تکمیل یعنی انعام پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ بظاہر روایت کی بہ نسبت جمع میں روایات ہی اولیٰ ہے۔

قولہ ولو له قومان الفتح اگر کوئی غازی و محمڈ سے لیکر جائے تو طرفین کے نزدیک اس کو ایک ہی محمڈ سے کا حصہ ملے گا۔ اہم ابو یوسف فرماتے ہیں کہ وہ محمڈوں سے دو حصے ہیں گے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کے دو گھوڑوں کے دو حصے مقرر فرمائے تھے۔^(۱) طرفین فرماتے ہیں کہ قتال و گھوڑوں پر نہیں ہو سکتا ایک ہی محمڈ سے یہ ہو سکتا ہے۔ لہذا ایک ہی محمڈ سے کا حصہ مقرر کیا جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر جیسا کہ میں اور چار گھوڑوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ م حضرت زبیر کا قصہ سائل تو صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کو چار حصے عطا کئے تھے ایک خول کا ایک ان کی والدہ حضرت صفیہ کا اور دو ان کے ایک محمڈ سے گئے۔ اور اگر چاہیے کہ روایت صحیح بھی ہو تو وہ تکمیل پر محمول ہے یعنی پانچوں حصہ اور چار حصہ جیسا کہ آپ سے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو دو حصے عطا کئے تھے حالانکہ آپ چار حصہ اور چار حصہ کا ایک حصہ ہوتا ہے۔^(۲)

قولہ والصورۃ الفتح سوار اور پیادے کے حصوں کا استحقاق و انت مجاوزت کے لحاظ سے ہے یعنی اگر دارالاسلام سے ہوا ہو تو وقت سوار تھا تو سوار کا اور پیادہ پانچ تو قیدیوں کا حصہ دینے کا ہے اگر کوئی غازی دارالحرب میں سوار ہو کر داخل ہوا جو اس کا گھوڑا امر گیا تو وہ دو حصوں کا مستحق ہے۔ اور اگر دارالحرب میں پیادہ کیا ہو وہاں جا کر گھوڑا خرید لیا تو ایک حصہ کا مستحق ہو گا۔ امہ شافعی کے یہاں تمام ہونے کا وقت معتبر ہے۔ "اخذہ فی عامۃ الکسب و الظاہر من مذہبہ انہ یعتبر مخرجہ و شہود الوافقۃ۔"

قولہ والحصص الفتح آیت "و اعطوا النما غنمکم من شئی" میں مال قسمت کی تخصیص اس طرح کی گئی ہے کہ کل مال کے پانچ حصے کر کے ایک حصہ جس کو فوج کہتے ہیں اللہ کیلئے ہے۔ اللہ کے رسول کے لئے اور رسول کے قرابتہ اردوں اور فقیروں اور یتیموں اور مسافروں کیلئے ہے۔ اس میں اللہ اللہ جہیز کے نزدیک الفتح نظام میں محض تقسیم و ترک کے لئے ہے۔ جیسا کہ آیت "قل الاقلال للہ و امر مولا" میں آیا ہے کیونکہ تمام چیزیں اللہ ہی کی ہیں۔ اس کو حصہ کی ضرورت نہیں حدیث سے یہ غنموں ثابت ہے حضرت ابو الدرداء جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا حصہ غنائم کو بھی نہیں اور ساجد کی ضروریات میں صرف ہو گا یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ فقیر کو اور ساجد کی ضروریات کو پورا کرنا اہل اسلام کا فرض ہے۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کی وفات کے بعد جمہور کے نزدیک ساتھ ہو گیا۔ کیونکہ آپ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔ چنانچہ انھوں نے امیر بنم سے روایت کی ہے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ آپ کا حصہ تھیا وہاں اور اسباب جہاد کی خرید میں صرف کرتے تھے۔ پھر اذہب کی خبر گیری ہمسائی کی اپنی حوائج میں داخل ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی حوائج پر یہ سے ہوا ہو گئے تو یہ حقوق بھی ساقط ہو گئے ہیں فوج کے مصارف صرف نہیں ہے۔ یا مائیں اور مسافریں جن میں جمہور کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور غیر قرابت کی کو قیدی نہیں کوئی اہل امامین العابدین کے نزدیک ان میں قرابت کی قید ہے۔

قولہ و قدیم الفتح اعطاء فوج میں شہادت و قراۃ و ہوا غنم جو اصناف شہادی میں سے ہیں یا مائیں اور مساکین و مسافریں پر مقدم کے جائیں گے یعنی جو شہادت یا غنم اور یتیموں پر مقدم ہو گا اور ان کا مسکین دوسرے مسکینوں پر کہنا۔

قولہ و لدن دحل الفتح اگر مسلمانوں کی کوئی طاقت جماعت دارالحرب مال لائے تو اس میں سے فوج لایا جائیگا اور صاحب قوت نہ ہو تو نہیں لایا جائیگا۔ کیونکہ فوج وغیرہ قسمت ہے اور قسمت وہ ہے جو ظاہر کیا تھا حاصل ہوگی اس کا لایا ہو مال جنھیں چھپ کر لایا جائے گا قسمت۔

قولہ و فلا حام الفتح لوگوں کو قتال پر کسانے کیلئے یا یہ کہ سکا ہے کہ جو شخص کسی کا قتل کرے گا تو مقتول کا فر کا سب ساز و سامان اس کو دیا جائیگا یا کسی دستے کے متعلق کبہ سے کہ تم کو چھٹائی قسمت ملے گی۔ لا نہ نوع فخر بعض و هو مندوب قال تعالیٰ۔ یا ایہا النبی حرض المسلمین علی القتال۔"

(۱)۔ در فضیلت میں امیر عبد الرزاق (وفات ۲۰۱ھ) و تفسیر ۴۴۲

(۲)۔ علی بن ابی حمزہ جانی و تفسیر مسلم بن الحجاج۔ جلد ۱ میں اس کا حکم عبد الرزاق میں اس کی خبر ابو محمد

آجائیں اور حربی خاکرو قید کر لیں (۴) یا غلبہ میں کر کے اس کو قتل کر دیں (۵) غلبہ حاصل کئے بغیر اس کو قید کر لیں۔ مصنف کا قول "فان اسرا لہ" اور (ظہر تعلیم) "تکلیف و رد و کربان ہے۔ اس صورت میں اس کی ذریت کا نصبت جو نہ اس لئے ہے کہ وہ دھت نصبت لے لے کر دے دیتے ہیں اس لئے کہ قیدی میں ہے۔ کیونکہ دوسرا قیدی درجہ کے بقول کی مانند ہوتا ہے۔" فقہیہ فیما یوکل نفسه "اور دین کے ساتھ ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ دین پر قید کا نکاح مطالبہ ہوتا ہے اور یہاں مطالبہ شرط ہو چکا۔ جس کے رد و دین کے اس کا قبضہ مولوگوں نے نصبت سے پہلے ہی لے لیا دین اسی کے لئے مخصوص ہو چکا ہو چکی صورت یہ ہے کہ سلطان و الحارب پر غلبہ آجائیں اور حربی مذکور ہوئے نکلے پانچویں صورت یہ ہے کہ مسلمان غلبہ حاصل کئے بغیر اس کو قتل کر دیں۔ یاد و خود اپنی موت مر جائے۔ جس کو مصنف نے "وان قتل و لم یظہر اوصاف" سے بیان کیا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں حربی مذکور کا مال بھی ملال رہتا ہے۔ جس مذکور و زندہ ہو اس کو دیا جاتا ہے۔ ورنہ اس کے ارشاد ہو گا۔

فوله وان جاء ما یفزع حربی و فر صمدان سے امن لے کر دارالاسلام میں آ گیا۔ ہوا اپنے بیوی بچے (کچھ پانچ کچھ بچا بیٹا) اور الحارب میں مجبور یا اور کسی مسلمان یا ذی حربی کے پاس اس کا کچھ مل بھی ہے۔ اب وہ یہاں "کر مسلمان یا ذی حربی" ہو گیا اور مسلمانوں نے و الحارب پر غلبہ پایا تو اس مستحق کی زوجہ کا مال مذکور سب فقیہین کی نصبت شمار ہو گا۔ بیوی اور بچے کو اس لئے کہ بچہ نہ باپ کے تابع بلکہ بہن مسلمان قرار پاتا ہے، وہی وقت ہے جب دارین قید ہوں اور یہاں دین تہا نہیں ہیں۔ کیونکہ بچہ دار الحارب میں ہے اور باپ دارالاسلام میں ہے۔ جو کہ مسلمان ہوا ہے اور اس کا مال مذکور اس کے نصبت ہوا۔ حربی مذکور کی صرف یہ بات ملاحظہ ہوتی ہے۔ کہ اس کا "مالی لاحلاف الدار من" لیسے لیکل عیجہ۔"

فوله وان مسلم تہد الح و کر حربی مذکور و الحارب میں ہی مسلمان ہو گیا۔ اور وہ اپنی بیوی بچے اور مال و زمین مجبور کر دارالاسلام میں آ گیا۔ پھر و الحارب پر مسلمان غلبہ آ گئے تو اس کو پانچ اول و باپ کے بیوی و ذکر آزاد و مسلمان قرار پائیں گی کیونکہ اس صورت میں رد و تہد ہے۔ اس لئے کہ باپ و امیر و جہاد و مسلمان ہونے سے جہاں دار ہے۔ اور اس کا جو مال کسی مسلمان یا ذی حربی کے پاس دیتے ہو وہی کار ہے گا۔ "لا معنی بد محترمة و بدہ کتبہ و ما سوی ذلک لہو فنی۔"

فوله و من قتل مسلما الفح کسی نے اپنے مسلمان کو قتل کر دیا جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ یا یہ حربی کو قتل کر دیا۔ یا قتل کر کے دارالاسلام میں آ کر مسلمان ہو گیا تھا تو ان دونوں صورتوں میں مقتول کی دیت کا کل کے ساتھ یہ ہوتی۔ جس کے وصون کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہوتی۔ و وصول کرنے دیت اہل میں بیع کر گیا۔ اور اس قتل مذکور ہو تو قاتل کو قصاص قتل کیا جائیگا۔ دیت نہ جانے کی۔ قصہ یہ ہے کہ اس صواب دین پر ہے قصاص و دیت میں سے جو مناسب ہو و کرے۔ یہ نہیں کہ متعلق معاف کرے۔

محکم دلائل و شروحات

فاضل و عظیم و مہذب و بی

باب العشر و الخراج و الجزیہ

باب عشر و خراج و جزیہ کے بیان میں

فصل فی العشر و الخراج و الجزیہ ازہی الغزب و ما نسلم اقلہ او فنیع غنوة و قسہ بین الغاصین عشرینہ
عرب کی زمین اور وہ زمین جس کے باشندے مسلمان ہو گئے۔ جن یا علیہ کی کئی موار و جزیر میں تسلیم کر لی گئی ہو و جزیر ہے
و البیوت و ما فنیع غنوة و اقلہ اقلہ علیہ از ضالہمہم حراجیہ و لقی اخیس مزات
اور وہ زمین اور وہ زمین جو علیہ کی کئی موار اس کے باشندوں کو برقرار رکھا گیا ہو یا صلح کی گئی ہو خراج ہے اور اگر وہاں زمین کو نہ
نعتہ بغیرہ و البیوت عشرینہ و خراج و جزیرہ یصلح للزراع صاع و وہم

جمع انکاف پاران، سب گالی و بیاضف اور چند فقر جمع فقر حد فقر نظر آتی ہیں وہند فادات۔ یہ جو جمع جہر فی زاری جمع زور بیٹا

تشریح الفقہ: قولہ ویو حذمن نفی الخ تقنی غلب (بکسر لام) انہماک میں، یہی کی طرف مطلوب ہے یہ عرب کی ایک قوم تھی جو زائد جہات میں اصرار ہی ہوئی تھی حضرت عمرؓ نے ان سے یہ طلب کی تو انہوں نے جزیہ دینے سے انکار کیا اور کہا کہ جس طرح تم عربوں سے یعنی سفاروں سے مال کا عہدہ وصول کرتے ہو اسی طرح ہم سے لے لو حضرت عمرؓ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ ہم تم کوں سے عہدہ نہیں لے سکتے اس پر ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم سے لے لو عہدہ کے نام سے لی ہوئے چنانچہ اسی پر معاہدہ ہو گیا اور چونکہ زکوٰۃ عورتوں سے بھی لی جاتی ہے اس لئے وہ غلب کی عورتوں سے بھی دینی زکوٰۃ عسقر وکبار۔

قولہ ومولاه الخ تقنی کے اردو غلام۔ یہ بھی جزیرہ اور خراج لیا جائے گا جیسا کہ قریشی کے آزاد غلام سے لیا جاتا ہے اور عہدہ میں "ومولی القوم منهم ہالا جماع" حرمت عہدہ کے ساتھ خصوصاً ہے لیکن جس قوم کو عہدہ لینا درست نہیں تو اس قوم کے آزاد غلام کو بھی عہدہ لینا درست نہیں۔

باب المرتدین

باب مرتدین کے بیان میں

یَعْرِضُ الْإِسْلَامَ غَنِي الْقَرْبَةِ وَتُخْشَفُ شَيْئُهُ وَلِيَعْلَمَ تِلْكَ فَإِنْ تَنَسَّلَ وَالْأُفْلَحُ
عَنِ الْقَرْبَةِ غَنِ الْأَذْيَانِ مَبْرُؤِ الْإِسْلَامِ أَوْ غَنًا بِتَنْظُلِ إِلَيْهِ وَتُخْرُجُ قَتْلُهُ
أَوْ إِنْ كَانَ مُسْلِمًا يَدْعُو بِكَرَاهِيَةِ الْإِسْلَامِ كَيْفَ كَانَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ وَتُخْرُجُ كَرَاهِيَتُهُ
وَلَمْ يَنْصَبْ قَتْلُهُ وَلَا تَقْتُلُ الْقَرْبَةَ بَلْ تَحْبِسُ حَتَّى تَسْلِمَ
رَأْسُكَ أَوْ تَأْتِيَ خَاصِمًا بِيَدِهِ أَوْ تَكْفِي مَرْتَدًا مَرْتَدًا قَدْ كَفَى يَهْدِي يَهْدِي يَهْدِي يَهْدِي
وَيُزَالُ بِكَ الْقَرْبَةُ عَنْ قَتْلِهِ وَوَلَا تَقْتُلُ الْقَرْبَةَ فَإِنْ تَنَسَّلَ غَدَا بِلَيْكِهِ
أَوْ ذَاكَ يَدْعُو بِكَرَاهِيَةِ الْإِسْلَامِ كَيْفَ كَانَ مِنْ بَيْنِ الْأُمَمِ وَتُخْرُجُ كَرَاهِيَتُهُ

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ کفر اصل کے احکام سے فراغت کے بعد کفر بدعتی کے احکام بیان کر رہا ہے عہدہ سخت میں حلقہ بھر جانے کے لئے کہتے ہیں۔ ایمان سے بھرے بائبر ایمان سے اور اصطلاح شرع میں خاص کر ایمان اسلام سے بھر جانے والے کو مرتد کہتے ہیں۔ ارتداد ظاہری یا کفر ظاہری ایمان کے بعد زبان پر کفر کفر ماری کرنا ہے اس کی صحت کے لئے عقل و ذہن و دل و دماغ کی شرط ہے جس کی صورت میں وہ نہیں رہا یہی نفس، انہی سے اور جس شخص کا مرتد ہونا صحیح نہیں جس پر زور دینی کی نفی اور ایشیہ شمس کے کفر مست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نشان میں بدعتی کرے تو قتل کیا جائے گا اور قصور معاف نہ ہوگا لیکن جو کفر انہی میں یہ قید ہے کہ اس کا سکروام چیز سے نہ ہو اور اس نے نشہ آور چیز نوشی استعمال کی ہو اور نہ وہ بھولان کے مانند ہے۔

قولہ بعض الخ بعض مرتد وہ ہے جو عام اس پر اسلام پیش کرے مگر حق انتخاب (صحیح) نہیں ہے اور یہ دین کے معاملہ میں اس کو توبہ دینا ہو گیا ہو اس کو اور کیا جائے اور تین روز تک قید میں رکھ جائے تا کہ وہ توبہ قبول کرے تا کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے۔

فَمَاتَ مِنْهُ أَوَّلُ لَحْنٍ فَجَاءَ مُسَلِّمًا جَنَّةَ صَبَرٍ الْقَاطِعِ بَعْضُ الْغُذْبِ فِي مَالِهِ
 اور وہ اس کی جہ سے تڑپا کر دارالحرب پہنچا کیا اور مسلمان ہو کر آ گیا مگر اس کی جہ سے مر گیا تو قاتل اپنے دل میں --- لعنہ --- کے ساتھ ہوا
 بَوَازِئِهِ فَمَاتَ لَهُ بِالْحَقِّ وَأَسْمَى رِمَاتٍ حَصُونٍ وَأَوَّلُ الْوَلَدِ فَمَكَاتِبَ وَلَحْنٍ
 مرتد کے دوش کے لئے اور اگر وہ دارالحرب نہ جائے اور مسلمان نہ رہے یہاں تک کہ موت کا نہ ہو تو اولاد کا قتل نہ ہوگا اور اگر وہ دارالحرب پہنچا جائے
 فَأَوَّلُ يَدِهِ وَقَتْلَ فَمَكَاتِبُهُ نَسْلًا وَأَمَلَقَى لِوَرِثِهِ وَأَوَّلُ الْوَلَدِ فَمَكَاتِبَ وَلَحْنٍ
 اور "مات" کا تدارک کر رہا ہے تو قبل موت اس کے "کاکا" ہوگا اور "بی" اس کے دوش کا رہے گا مگر اگر وہ دارالحرب پہنچے وہاں اس کے پوتے
 وَوَلَدٌ لَهُ وَوَلَدٌ فَطَنَهُ عَنْهُمْ فَالْوَلَدَانِ فِيهِ فَيُخَيَّرُ الْوَلَدُ عَلَى الْإِسْلَامِ لَا وَوَلَدٌ فَالْوَلَدُ
 ہر ایک کو چن کر جو گیا اور سب پر غلبہ حاصل ہو گیا تو دونوں اپنے قسمت ہونے والے اور "ک" کو واسطہ قتل کرنے پر مجبور کیا جائے گا کہ پوتے کو
 وَأَوَّلُ الْوَلَدِ النَّسَبِيُّ الْغَاطِلُ صَبِيحٌ كَبَشْرُهُ غَلْبَهُ وَلَا يَفْتَنُ
 مگر اگر "ب" کا مرتد ہو جائے تو "ب" سے اس کا اسلام اور اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا نہ "ب" کو چاہیے۔

مرتدین کے احکام کی تفصیل!

تشریح الفقہ - قولہ ذی مات ذیع از مرتد بحالت ارتداد ورجائے یا قتل کر دیا ہے تو اس کے مسلمان دوش دار اسلام کی کفالت کے
 والہ اس کے اور اس کی کفالت کے اس کا ترس نہ لیا جائے گا نہ اس کے ذمہ اسلام کے زمانہ کا دوا کرنا نہ ہوگا اور نہ اس کی کفالت ہوگی اور نہ
 قرعہ نہ اور نہ اس کا دوا کرنا ہوا اس کی کفالت سے چھایا ہے کہ اس کا جنت کے نزدیک دونوں ذمہ اس کی کفالت اور اس کی کفالت کے
 نزدیک دونوں کو نصرت ملے اور اس پر ہو کہ اگر کفر مرتد کا کفر کا دوش نہیں ہوگا یہ "ب" میں نہ نکلا گیا کہ حریفی ہے اس کے مال نصرت ہوا
 بدعتیں یہ فرماتے ہیں کہ دوش کے بعد مرتد کی فکیت اس کے ان دونوں کا نہیں بلکہ اس کے مال ہے اور کفار انہیں اس کے مرنے کے بعد یہ
 ملک اس کے دوش کے طرف منتقل ہو جائیگی اور ریت سے تھوڑے قتل کے زمانہ کی طرف مسند دینی ہوگی تو ریت المسلم لا
 نورث المسلم من الکافر امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کی کفالت ہوگی ہے کیونکہ ریت سے قتل ہو رہا ہے نہیں دور
 ریت کی ممان میں یہ نہیں ملے گی کیونکہ ریت سے قتل ہو رہا ہے۔

قولہ ووقوف الع مرتد کے تحت قاتل کا قسم پر جو قاتل ہو اور جو قاتل نہ ہو قاتل نہیں ہیں جیسے استیعان اطلاق قبول
 یہ تعلیم عقیدہ ہے ذی نام و تصرف سے باز رہنا ان اور میں مرتد کا تصرف نہ تھا قاتل قاتل ہے اور وہ دارالحرب کی نصرت عقیدہ ملت پر
 مگر یہ جیسے کہ ارتداد استعوان مسلم ہو یا کافر یہ مسلم ہو یا کافر وہ ارتداد کا ارتداد ہے اور وہ دارالحرب ان میں مرتد کا تصرف بلا اتفاق
 باطل ہے اور وہ دارالحرب جو دینی مسادات پر تھوڑے ہیں نصرت شرک کا دوش دار الحرب ہے تھوڑے جیسے نصرت جہاد کے چھوٹے پوتے اور نصرت ان میں
 مرتد کا تصرف بلا اتفاق موقوف ہے چہاں کہ وہ دارالحرب میں سہارا باطل ہو جیسے قرعہ دار الحرب کا تصرف صرف عقیدہ مسلم حق تہذیب کلمات جب
 مان کا بارہ مسلمین ان اقرار قاتل دینی نصرت ان میں مرتد کا تصرف امام صاحب کے نزدیک موقوف ہے اور صاحبان کے نزدیک باطل ہے۔

قولہ ولو ولدت الع مرتد کی بائیں لغویہ (یعنی کہیے) کے پورے چھ دواہوں سے آزاد ہیں بچہ ہوا اور مرتد نے اس کا بچہ کیا یہ
 تو بائیں اس کی ام ولد ہو جائے گی کیونکہ ام ولد ہونا حقیقت ملک پر موقوف نہیں اور وہ بچہ آزاد ہوگا اور اس مرتد کا دوا نہیں دواں مرتد کا
 وارث نہ ہوگا کیونکہ اس کا طلق مرتد کے ملک سے جواب الیہ ہوگا وہ بھی مرتد ہوگا وہ یہ ہے کہ دواہوں میں اس سے بھڑوین کے کا تابع ہوتا ہے
 اور یہاں اس کی نہ کہیے ہے اور یہ مرتد تو بچہ اس کا تابع ہوتا ہے یہ بچہ نکلا اس کا بچہ ہے باپ پر جبر ثابت ہوتا ہے تو بچہ بچہ

تاہم ہوئے کسی بچہ کا ظاہر برعاس اسباب پر دل سے اور سب باب مرتبہ بالآخر بچہ بھی مرتبہ رہے گا اور ایک مرتبہ دوسرے مرتبہ کا وارث نہیں ہوگا یہ تفصیل تو اس صورت میں ہے جب باندی گناہیہ ہو اور اگر وہ مسلم ہو تو بچہ وارث ہوگا جو بچہ سے کم میں پیدا ہو ہو یا اس سے زیادہ میں ہو تو بچہ دل کا نالغ ہے اور مسلمان ہے اور مسلمان مرتبہ کا وارث رہتا ہے جبکہ مرتبہ عرب ہے، دار الحرب میں جاتے۔

قولہ ولو اوتد بعد القطع الخ ایک شخص نے قصد اس مسلمان کا قاتل کیا یہ مرتبہ ہو گیا اور اپنی زخم کے عہدہ سے مرگیا یا دار الحرب چلا کر اور حاکم نے اس کے حقوق کا فیصلہ بھی کر لیا پھر اس مسلمان کو مرتبہ کیا اور ایسی زخم کے سبب سے مرگیا تو بچوں میں قاتل پر نصف دیتے گا ۳۰۰۰ ہوگا اور جو وہ مرتبہ سے روٹے کو لے گا جان کی دیت وہ سب نہ ہوگی کیونکہ مسلمان اسی النفس کا مظلوم گل خیر مضمون میں ہوا ہے لہذا اس کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر وہ شخص دار الحرب نہیں گیا بلکہ دارالاسلام میں رہتا ہو اسی مسلمان ہو گیا اور ایسی زخم میں مرگیا یا دار الحرب چلا گیا تو کم حقوق سے ملے گا پس آگیا اور پھر زخم میں مرگیا تو ان دونوں صورتوں میں قاتل پر چھری دیتے ہیں واجب ہوگی کیونکہ ان صورتوں میں وہ ہر حالت میں مضمون الہم تھا ان چاروں صورتوں میں یہ صحیح نہیں اور آخر فلاں کے نزدیک ہے امام محمد وافر کے نزدیک چاروں صورتوں میں نصف دیتے ہیں۔

قولہ ولو رد الزوجان الخ زوجین مرتبہ ہو کر دار الحرب پہلے گئے اور وہاں ان کے باپ ایک بچہ پیدا ہوا پھر اس بچہ کے بھی ایک بچہ ہو گیا، ہر ان سب پر مسلمانوں کا خابہ ہو گیا اور ان کے بعد میں آئے تو بیٹا اور بیٹا دونوں نصیبت ہو گئے کیونکہ بیٹے کی ماں مرتبہ ہے۔ اور مرتبہ کو قتل نہیں کیا جاسکتا بلکہ نہ ہی بایا جاتا ہے اور نہ ہی دیت میں جاتا ہے ۳۰۰۰ چاروں لئے نصیبت ہوں گے۔ اب جی کا مزار قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا کیونکہ ان کے ہمارے میں ازادہ الدین کے قاتل ہوتی ہے تو جب والدین کو اسلام پر مجبور کیا جائے تو بیٹے کو بھی مجبور کیا جائے گا پھر اس کے مقتول اپنے زہم و عہدہ اور اس فرار کی دیت میں ہیں۔

قولہ ولو اوتد ان النفس الخ اگر کوئی بچہ سمجھتا ہو اور وہ اسلام قبول کر لے یا اسلام پانچا مرتبہ ہو جائے تو اس کا کام دینے کے لئے گناہ سے یہ طے اعتبار ہوگا یا نہیں؟ سوائے کی ثابت امام زرگرم شافعی فرماتے ہیں کہ اعتبار نہ ہوگا کیونکہ دین کے بارے میں بچہ والدین کے تابع رہتا ہے اس کو اسلیم نہیں پھر اس کے ہر کسی دلیل یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے کچھن میں اسلام لائے اور حضرت علیؓ اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی قرآن پڑھا جس پر حضرت علیؓ کا فخر مشہور ہے وہم کی بات امام ابو یوسف کا اختلاف ہے اور فرماتے ہیں کہ اعتبار تو حضرت محمدؐ سے اس لئے ہی کوئی نہیں مان سکتے "ولو اوتد انھما جودہ حقیقہ ولا موتہ للعیقہ"۔

میں میں مزار کی

باب البغاة

باب باغیوں کے بیان میں

خرج قوم عن حقاہة الزمام وغلبوا علی نذیذ ذلھم الیہ وکشف منھم ونداء بقاھم
 کہ مسلمان امام کے فرمان سے ایسے ہو کر کسی شے پر تلے آئے تو امام ان کو اپنی اطاعت کیلئے کہہ اور ان کے شہ کو دے کہ وہ ان سے الگ ہو جائے
 ولو کان لھم فتۃ اخیز غلبی خربھم ورائع مولھم والا لا ولفم فبنا ذلھم وعبس
 کہ اگر ان کی کوئی عورت ہو تو ان کے ذریعوں کو مار ڈالے اور ہار گئے وہ لوگ کا پیچہ کرے روٹے نہیں اور ان کی اولاد کو قید نہ کرے

انوالھم حتی یبذلوا وان استنخ فقل بسلامھم وغلبھم
 اور ان کے باپ کو روٹ لے یہاں تک کہ وہ توبہ نہ کریں اور اگر ضرورت ہو تو انہی کے ہمسایوں اور گھوڑوں کو کام میں لائیے

تشریح المقتضی: قولہ کتاب الفصح مستثنیٰ عنہ فقط اور لفظ کو بیان کر رہا ہے اس واسطے کہ جس طرح جہاں جہاں دہلی پر دوسری ہلاکت میں ہوتے ہیں اسی طرح لفظ (پڑا ہوا دل) اور لفظ (پڑا ہوا بچہ) خطرہ میں ہوتا ہے۔ اور لفظ تو اس نے مقدم کر دیا ہے کہ اس کا تعلق جان سے ہے اور جان مال پر مقدم ہے لہذا یہ نہ تو تعلیل یعنی مقبول ہے نہ علت میں اس پر کہتے ہیں نہ وجہ ازادہ اس کا کوئی دلی معلوم نہ ہو گا یا اس پر تفسیر کا اطلاق یا اول کے اعتبار سے ہے جیسے "من قتل قبیلاً فلہ سلبہ" شریعت میں قتل انسان کے اس پر تو کہتے ہیں جس کو لوٹا سنا نہ جانی یا سمیت زنا کہ خوف سے بچنے کا ہے۔

قرہ عقب الخ اگر لفظ کی ہلاکت کا مدینہ ہو تو اس کو اختیار کیا مستحب ہے کیونکہ اس میں ایک ترشفتت ہے۔ دوسرے ایک جان کھانا ہے بوسہ آدیں کو جانے کے برابر ہے "قال تعالیٰ من احیاھا فقد معا احیا الناس جمعہ" اور نہ کہتے کہ نہ پیش ہو تو پھر فقرہ ضروری ہے۔

قوله هو حو الخ جمعیت دار الاسلام مسلمان اور زرافہ اور دیا جانے کا خوف اس کا کھانے والا آزاد ہو یا غلام کیونکہ نئی آدم میں اصل آزاد ہو جاتی ہے۔ رعیت تو اس عارض ہے اور اس کا خرچ بیت المال سے مقرر ہو گا۔ حضرت عمر اور حضرت علی سے بھی مروی ہے جیسا کہ اس کی میراث بیت المال میں جاتی ہے۔ اس اس کے قصور دل کا تاوان بیت المال سے دیا جاتا ہے۔

قوله ومن الخ الخ اگر تفسیر کے تحقق و آدنی یہ دعویٰ کریں کہ یہ خدا سے ہوئی مریخ مروجہ نہ تو اس کا نسب دلوں سے ظاہر ہو جائے گا جیسے کوئی باندی کو دشمنوں کے درمیان مشرک ہوا اور دونوں شریک بچ کر کوئی کریں تو نسب دلوں سے ثابت ہو جاتا ہے۔

کتاب المظاہر

لَقَطَعَةُ الْجَعْلِ وَالْخُرْمِ اَمَانَةٌ اِنْ اخَذْتَ لِزَوْجِكَ عَلَى زَهْنًا وَاشْهَدَ وَهَرَفَ اِلَى
عَلِيٍّ وَجَمْعُ كِيٍّ بَدِيٌّ جَزَاءُ نَسْتِ جَزَاءُ نَسْتِ جَزَاءُ نَسْتِ جَزَاءُ نَسْتِ جَزَاءُ نَسْتِ جَزَاءُ نَسْتِ
اَنْ عَلِمَ اَنْ زَهْنًا لَا يَنْطَلِقُا ثُمَّ كَصَفَقِ خَانِ جَاءَ زَهْنًا نَفْذًا
غائب لمان ہو جائے کہ اب اس کا مالک عاشق نہ کرے گا بھرا اس کو مدد کر دے اب اگر اس کا مالک آجائے تو چاہے اس کو تادم کرے اور چاہے
اَوْضَحُ الْمَقْلُوبِ وَضَحَ الْبَقَاةِ الْبَهْمِيَّةِ وَهُوَ مُشْرَعٌ عَلَى الْاِثْمَانِ عَلَى الْقَبِيضِ وَالْقَطْعِ وَبِأَنَّ الْقَاصِيَّ لَكُنْ زَهْنًا
تو بخانے والے کو نہ من مارے اور بھی ہے چاہے تو کو بکلا لیا اور جو جرح ہو گا قطع اور قطع پر طری کرے میں اور قاضی کے مگر ہے مالک کے امر
وَلَوْ كَانَ لَهَا نَفْعٌ اَجْرُهَا وَانْفَقَ عَلَيْهَا وَلَا بَاقِيَا وَمَعْنَاهَا مِنْ زَهْنًا
قرش ہو گا اور اس سے کوئی مال نہ ہو سکتا ہو اجرت پر دے اور اجرت سے اس پر خرچ کرے جو مدد کر دے اور اس کو مالک سے مالک
سُحْبِي يَأْخُذُ الْقَطْعَ وَلَا يَنْطَلِقُ اِلَى مَذْجِيهَا بَلَا بَيْنَ لَانِ نَيْنِ غَلَانِهَا حَلِي الدَّفْعِ بِلَا جَوْرِ
سکنا ہے خرچہ وصول کرنے تک اور اس سے دعویٰ کرنے واسطے نہ دے یہ دن چننے کے ہیں اگر وہ اس کی مثالیتا دے تو یہ نہ چاہے مگر جرح میں
وَيَنْفَعُ بَهَا لَوْ قَبِيْرًا وَالْاَنْ نَصْدَقِ عَلَى اَجْنَبِيٍّ وَضَعِ عَلَى اَبْنَيْهِ وَزَوْجَتِهِ وَوَلَدِهِ لَوْ تَقَرَّرَ
اور اس سے خود لیا اٹھالے اگر بچہ ہو نہ کسی کو خیرات کر دے اور اپنے والدین اور بیوی بچہ پر بھی صدقہ کر سکتا ہے اگر وہ محتاج ہوں۔

شرعی نرمانے میں کہ آٹا کے شربہ سے بغیر نقصان نہ ملے گا۔ اور مقتضی قیاس بھی یہی ہے۔ کیونکہ آٹا تو اس سلسلہ میں حبیروں سے پہلے گندہ و غلامی میں ملنے ہو گیا۔ ہماری وکیل پتہ کہ نفس مزدوری پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ نہتہ مقدار میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے چالیس روزہ ہم مروی ہے۔ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے ایک دینار یا دو روزہ نیز حضرت عمرؓ سے پچیس روزہ ہم مروی ہیں (۱)۔ لیکن ہم نے مسافت سوسہ چالیس روزہ ہم (۲) واجب کئے تو اس سے کم کسی چالیس سے کم تو فیہا وظیفہ کیا تو جائز۔

قولہ وان افع الخ اگر غلام واپس کرنے والے کے پاس سے بھاگ جائے تو ضمان نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے پاس غلام امانت تھا اور امانت میں بلا حدی ضمان نہیں ہوتا اگر غلام واپس نہ کسی ذیل کام میں لگائے اور غلام بھاگ جائے تو ضمان ہوگا۔

فولہ وجعل الرحمن الخ اگر عہد مرہون مرثیہ سے پاس سے بھاگ جاتے تو اس کی ایسی کا تختہ باز مرثیہ پر واجب ہے بشرطیکہ اس کی قیمت دین کے برابر ہو۔ اس سے کم ہو اور اس قیمت کے زائد ہو تو مرثیہ پر تختہ باز دین کے بقدر ہوگا اور باقی مختارہ راکن پر ہوگا۔ لان حقہ

دالقدر المضمون۔

کتاب الحنفیہ د

كتاب الحفظ و

ہو غائب لم یدر موضحہ و خوفہ و مؤنہ و نصبت لفاسی من یمأخذ حقه و یحفظ ناله
 مستود و عتاب ہے جس کی جگہ اور موت احیاء معلوم ہو اوائے جس کے لئے فاسی کی کو تہر کرے۔ جہاں کا کون چھو کرے اور اس کے ال کے
 و یقوم غلبہ زینب بنت علی قرینہ ولادہ و زینبہ و لافقہ بنتہ و زینبہ
 حاجت کرے اور براہ کبریٰ کرے و رتیج کرے اس کے دل سے حدیث و دت کے فراخدار یا پھر اس کی بیوی یا بعضی اس سے اور اس کی
 و حکم بقومہ بعد تسبیح سقہ و نغمدہ امرئہ و زینبہ منہ جزیبہ لا قبلہ
 ہوئی ہے و حال قرین ذکر ہے اور اس کے بعد بی بی موت کا حکم کرے اور اس کی بیوی حدیث کندہ ہے اور اس وقت اس کا ذکر کہیم
 و لا یرث من أحد و زککان مع المعنود و یرث یحییٰ بہ لم یقط مشی
 کیا جائے ذکر اس سے اس اور کسی کا وارث نہیں ہوتا۔ اگر مستود ہے یا نہ کوئی اس کا وارث ہو جو اس کی بیوی سے ہے یا نہ کوئی اس کا وارث ہو
 و ان التفضی حقه بہ بعضی اقل النصیب و یوقوف لنافع کما یعمل
 اور اگر اس کا حق کم ہو جائے جو تو اس کو کتب میں اور بالی رکھ چھوڑ دے جس کی طرح۔

و تشریح لفظ: قولہ هو جانب الیہ شرح ہے میں مفتوح اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کی کوئی جگہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے اور نہ یہ معلوم ہو کہ آیا وہ زندہ ہے یا مرچکا جیسے شخص کے احکام میں قاعدہ وغیرہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کے تحت میں زندہ و مرچکا ہوتا ہے نہ انکی ہڈی کسی دوسرے کی ہے نہ شادی نہ کر چکی ہے نہ وہ مال و دولت اس شخص پر کیا جائے نہ کلاں نہ اس کا اجارہ و بیع نہ ہو گا بل غیر ذلک اور دوسرے کے حق میں مرد و شاہد ہوتا ہے جس کو کسی دوسرے کا وارث نہ ہو گا اور اگر کوئی اس کے لئے وصیت کرے گا تو وہ مفتوح و وصیت کے مال کا مستحق نہ ہو گا۔ جلد اس کا حصہ اس کے ہاں و صلہ کی موت تک محفوظ رکھو۔ جانکی۔

۱۳. اقیطہ طبرانی، مسطورہ، ابن المثنیٰ بن محمد، دار الفکر، بیروت، ج. ۱، ص. ۱۳۱ (۱۳۱)

[illegible]

٤٥ ان الى الله مرجع الزوال، نقص ١

محنتی خیرگیوں میں سے ہر ایک اور سے کا اکیلے بھی ہوا۔ اس کی طرف سے کھینچا بھی ہوتا کہ قصود یعنی خیرہ کردہائی میں شرکت کا وقت ہو۔ نقصان ہو سکے لیکن ایسا یہ شریک جو چیز خیرہ ہے گا اس کو دوسرے کی ملک میں ہی وقت داخل رکھتے ہے جب اس کو اس کی ولایت حاصل ہو دوسرے میں ولایت و کفالت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ (۱) دونوں شریک اہل میں برہمن ہوں (۲) ضرورت میں برابر ہوں (۳) زمین میں برابر ہوں یہ بھی یاد رکھو کہ اگر وہ شریک شریعت مفروضہ کے جواز کے حاکم نہیں امام، ملک نے تو یہاں تک کہ یہ کہ لا معلول مال المغلول ضرور قیاس بھی لگایا جاتا ہے کیونکہ اس میں مجهول انجمن کی ولایت اور کفالت ہوتی ہے اور یہ جائز نہیں لیکن اتحادہ جائز نہیں اور وجہ نہ تو قیاس اس کے عام طور سے اس قسم کا معاملہ بنا نہیں کیا جاتا ہے۔ نہ تو قیاس اس کے سامنے تو اس مشترک ہونے سے راہ مجهول انجمن کی ولایت کا ناجائز ہونے کو اس کا جواب یہ ہے کہ ولایت با مجهول کو قصود جو شخص مضرباً نہ ہے جسے مخصوص مضاربہ مجهول شخص کی خریداری کی ولایت ہوتی ہے۔

تعلیمی: صنعت نے شرکتِ متحدہ کی مذکورہ چار قسمیں کی ہیں، خاص سے یہ امر ہوتا ہے کہ شرکتِ قسطی دو جو میں شرکتِ معاوضہ و ضمان نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ انہیں ہے۔ اس لئے بہتر قسم یہ ہے کہ شرکتِ اتواء، مال ہوگی یا مالِ اعلیٰ یا بالو جو نہ ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں معاوضہ و ضمان میں جس کی چار قسمیں ہوگی۔ یعنی اعلیٰ و اعلیٰ، اعلیٰ و بالو، بالو و بالو وغیرہ کے متعلق ذکر کیا ہے۔

لولہ فلاصح البع سادات لی تصرف پر تفریح ہے یعنی لوگ آزاد اور غلام کے درمیان پہنچ اور بالغ کے دو جوان شریعت مضامین
میں جس کو کہ آزاد عامل بالغ آری تصرفات کا مالک نہیں نیز ظہر میں کے نزدیک سبب و کار میں جس میں کہ سادات لی اندین
مستقو ہے رایت امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے۔

قولہ و ماہستوفہ الصلح جب شروع نہ کر دے گی سو جو کسی میں شرکت مفاد صریح ہو جائے تو شرکتیں میں سے جو شخص کوئی چیز خریدے یا بیچے
 مشترک واقع ہوئی کیونکہ متفقہ مساوات سے اس شرکت میں سے ہر ایک دوسرے کا کٹھن متاثر ہے لہٰذا کسی ایک کا خریدنا یا بیچنا دوسرے کا
 خریدنا یا بیچنا جوتجزیہ و انکی ضروریات میں داخل ہیں ادا اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے مال و عیال کے لئے کھانا یا سناں لباس۔ بنے کپڑے مگر خرید
 یا بیچا ہر ذرت شرکت و علی کے لئے ہر ذرت خرید یا بیچا ہر ذرت جو چیز و مال سے حل کے ذریعہ معلوم ہوئی ہے سو دینی شریعت کے بارہ ہوئی ہے۔

قولہ وبتطل الخ جس چیزوں میں شرکت صحیح ہے یعنی وہ اہم و تاثیر اگر ان میں سے کوئی بھی ایک شریک بطریق بہ یا بصری وارثت حاصل کرے تو اس میں شرکت مفاد نہ باطل ہو جائیگی۔ کیونکہ شرکت مفاد میں جس طرح ابتداء الی مساوات شرط ہے اس طرح جہان بھی شرط ہے اور صورت مذکور میں جہان وراثت مفاد ہے البتہ اگر بطریق مذکور کوئی سامان یا زمین حاصل کرے تو شرکت مفاد نہ باطل نہ ہوگی کیونکہ ان میں شرکت صحیح ہے لیکن مفاد مساوات بھی شرط نہ ہوگی۔

فولہ ولوباع الحج دو آدمیوں کے پاس یکہ رمان تھان میں سے ہر ایک نے نصف حصہ دوسرے کے نصف حصہ کی عرض فروخت کر دیا اسکے بعد دونوں شریک ہوئے تو شرکت صحیح ہے خود شرکت مغایرہ و با شرکت مثال کے یکہ دو دونوں عقد لفظ کے ذریعہ قیمت میں شریک ہو گئے (شرکت ملک) اگر کسی ایک کو دوسرے کے حصہ میں تصرف کرنا یا جو زمین و املاں کے بعد عقد شرکت کہ جس سے یہ شرکت ملک شرکت عقد ہوگی اگر آپ ہر ایک دوسرے کے حصہ میں تصرف کر سکتا ہے۔

قولہ وصالہ طالع شرکت عقیدہ دوسری قسم شرکت ملا صاحب جو صرف شخصوں و کمالات ہوتی ہے۔ اس میں دھول شرکیوں کا ملال اور نفع ہمارا، یا کہ انہیں انہوں تجارت کر لیا یا صرف ایک یہ صورت شرکت طالع صحیح ہے۔ لیکن اگر چنانچہ کسی ایک کیلئے تو روڈ یا کیا تو سمجھتے ہوگی۔ جو ایک ایسی صورت میں شرکت کی نہیں رہتی بلکہ بہت متباہر قرض ہو جاتا ہے۔ اگر چنانچہ طالعی کے لئے یہ قرض اور صاحب مال کیلئے تو بیعنا صحت اور اگر شر میں ملتا ہے۔ ہر ایک کے لافظ، بل کہ دوسرے جو یہ شرکت صحیح ہے کہ شرکت طالع میں مبادات شرعاً نہیں ہیں۔ مختلف جنس کے ساتھ بھی صحیح ہے کیونکہ اگر سے یہ مبادات کے لئے انکار دوسری قسم شرکاء نیز مختلف جنس کے ساتھ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ ہر سے یہ مبادات کے لئے قسطاً بھی شرعاً نہیں۔

شرکت فاسدہ کا بیان

فولہ فصل المبع اور فعل میں شرکت فاسدہ کے احکام مذکور ہیں شرکت فاسدہ وہ ہے جس میں محنت شرکت کی شرط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے جو چیزیں مباح الاصل ہیں جیسے لکڑی شکار وغیرہ انکے حاصل کرنے میں شرکت صحیح نہیں۔ کیونکہ شرکت مخصوص وکالت ہوتی ہے اور مباح اشیاء کی تحصیل میں وکالت تصور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مباح چیزوں کا خود موکل مالک نہیں ہوتا تو اپنی جگہ دوسرے کو قائم مقام کر دینا بھی مالک نہ ہوگا۔

قولہ والکسب المبع ایک شخص نے کوئی مباح چیز حاصل کی اور دوسرے نے اس کی اعانت کی تو وہ حاصل کرنے والے کی ہوگی۔ اور اعانت کرنا مالے کی معنی واجبی مزدوری مروجہ دستور کے مطابق ہوتی ہو اتنی مزدوری ملے گی۔ یہ حکم امام محمد کے نزدیک ہے جس کے متعلق موسیٰ نے سفارح سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ کے لئے یہی قرار ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بھی معین کو اجرت عی ملے گی۔ لیکن حاصل کردہ غنئی کی نصف قیمت سے زیادہ دلی جائیگی۔ غایت البیان میں ہے کہ یہ قول غنی برائتمثل ہے۔

فولہ والربیع المبع اگر کسی جہت سے شرکت فاسدہ ہو جائے تو اس میں جو بیع ہوگا وہ مال کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زیادتی شرط کر لی تھی جواب اگر سب مال ایک تھا شریک کا ہوتا تو دوسرے شریک کو اس کی محنت کی اجرت دلی جائیگی۔ قصہ میں ہے کہ ایک شخص زاد کا مالک ہے اس نے اپنے ساتھ چار شخص شریک کئے جس شرا پر کہ وہ وہ چلا گئے اور بیع ہو اس کا پانچواں حصہ مالک کا اور باقی چاروں کے درمیان برابر تو یہ شرکت فاسدہ ہے اور جو بیع ہوگا وہ سب مالک کا ہوگا اور باقی چاروں کے لئے واجبی مزدوری ہوگی۔

فولہ لم یزک الخ ایک شریک دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اس کے مال کی زکوٰۃ دے دے کیونکہ شریکین میں سے ہر ایک کو جو دوسرے کی طرف سے تصرف کی اجازت ہے وہ اسود تجارت میں ہے اور زکوٰۃ ان میں سے نہیں ہے اور اگر شریکین میں سے ہر ایک نے دوسرے کو مال کی زکوٰۃ کی اجازت دے دی تھی اور ہر ایک نے ایک ساتھ زکوٰۃ دے دی تو دونوں ضامن ہو گئے اور بچوں یا ہم مجرور کر لیں گے۔ اور اگر دونوں نے یکے بعد دیگرے ادا کی تو جس نے بعد میں ادا کی ہو وہ ضامن ہوگا۔

قولہ وان الذن الخ شریک سے متقاضی کے ایک شریک نے دوسرے کو برائے ذلی یا غریب نے کی اجازت دی اور اس نے باغی غریب یا باغی خاص اس غریب نے دالے کی ہوگی اللہ کھڑے پڑے گا کیونکہ دلی کے لئے خریدنے کی اجازت دینا جہ کو مخصوص ہے کیونکہ یہاں دلی حلال ہونے کے لئے ہر کے علاوہ اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔ وفالا یضمن حصۃ شریک وهو قول الائمۃ الثلاثة۔

ابطال وقت کا اختیار ہے اس لئے امام صاحب کے یہاں وقت کی غلطی کا زوال با حکم واقعی نہ ہوگا۔ کیونکہ جن مسائل میں مجتہدین کا اختلاف ہوتا ہے ان میں واقعی کے حکم کی ضرورت ہوتی ہے۔ امام محمد کے نزدیک وفاق کی غلطی اس وقت زائل ہوتی ہے جب وقت کا کوئی شرط مقرر ہو جائے اور نئے موقوف اس کے قصد میں دیر کی چنانچہ مشارک کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

قوله ولا یضم الخ طرفین کے نزدیک تمامیت وقت کے لئے موقوف کا جہول وناور اس کا مستزاد ہونا ضروری ہے۔ یعنی اگر فرض موقوف قسمت پذیر ہو تو اس کو تقسیم کر کے جدا کرنا ضروری کہے کہ نہ امام محمد کے یہاں بقصد شرع ہے اس لئے ان کے یہاں اوقت مشاع یا زعمیوں بخلاف امام ابو یوسف کہ ان کے یہاں بقصد شرع نہیں اس لئے وقف مشاع جائز ہے لیکن تحمل القصد کا وقف بالاعتق جواز ہے وائے مسجد اور مقبرے کے کہ ان کا وقف عدم احقر قسمت کے باوجود تمام نہیں ہوتا۔ مشاع کا لئے امام ابو یوسف کے قول کو اور مشاع بخلاف امام محمد کے قول کو لیا ہے غلام ازبہ ابوالانیہ بشریح مجمع تحقیق اور غنیۃ البیان میں ہے کہ وقف مشاع امام محمد کے قول پر فتویٰ ہے۔

قوله ولا یضم الخ طرفین کے یہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وقف کی صورت انجام اس طرح کر دی جائے کہ وہ متعلق نہ ہو دیکھ کر دی رہے لیکن انجام کار وقف کا مواد ہو ضروری ہے مثلاً اگر چند خاص لوگوں پر وقف کیا جن کا کسی زمانہ میں نہ ہوگا بھی ممکن ہے تو یہ کہہ کر اس لئے نہ رہے کے وقت وقف کا قطع فقیر و غنی اور غلام کو۔ امام ابو یوسف سے اس کے سلسلہ میں دورداشتیں ہیں ایک یہ کہ تادیہ وقف ضروری ہے لیکن اگر امام شافعی اور مالکی سے امام یہ کہتا ہے اور امام شافعی نہیں۔

قوله ولا یضم الخ تھا۔ میں کو وقف کرنا بالاعتق صحیح ہے کیونکہ یہ متعدد صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہے چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک مکان میں اور حضرت عمر نے اپنا مکان مرو کے قریب اور حضرت عثمان نے اپنا مکان مدینہ میں اور حضرت علی نے اپنی زمین اور مکان مکر میں وقف کیا تھا۔ نیز حضرت عثمان نے ایک چتر چتریں ہزار ہر میں قرعہ کر وقف کیا تھا۔ لیکن شافعیوں کو وقف کرنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر زمین کو اس کے بیلوں اور کارندوں کیساتھ وقف کرے تو صحیح ہے کیونکہ مقصد کے لئے ہے یہی کی جائی اور نہیں ہیں۔ و محمد مع ابی یوسف فی جواز وقف الموقوف بعباد۔

قوله ولا یضم الخ اور مشارک میں تہائی یا نصف زمین کا وقف بھی درست ہے۔ بشرطیکہ کسی نے اسے جواز کا حکم کر دیا ہو کیونکہ جواز وقف مشاع مختلف ہے اس لئے قاضی کا حکم ضروری ہے۔ اسی طرح جو چیزیں تقویٰ ہوں اور ان میں پہلے سے وقف ہوتا یا ہونا کا وقف بھی درست ہے جیسے تیرہ روہا کھارانی، مہولہ، حایات، قرآن پاک، کتابیں وغیرہ وادعوا الکراخ والسلاح فلا خلاف فیہ بین الشیخین للآثار المشہورۃ فیہ۔

قوله ولا یضم الخ جب وقف یا بیع شروع اور قطع موانع تمام ہو جائے تو نہ ان کی بیع جائز ہے نہ تمسک نہ عاریت پر یا یا اسکا ہے۔ اور نہ ان کو کھانا اسکا ہے اور نہ شقیقین وقف کے درمیان تقیم کیا جاسکتا ہے۔ اس واسطے کہ موقوف عظیم کا حق مشاع وقف میں ہے نہ کہ میں اوقت میں اور ملک و قسمت اس کے معافی ہے۔

قوله ولا یضم الخ اگر اوقت نے وقف کی بعض اہل آمدنی کو یا کسی ثروت کو اپنے لئے نہ قرار دے لیا تو شخصین کے نزدیک صحیح ہے۔ امام محمد کے نزدیک دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک پہلی صورت صحیح نہیں۔ لیکن یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سلم نے موقوفہ صدقہ سے کھاتے تھے اور اسی وقت آدمک ہے کہ جب آپ پہلے شراک لیتے ہوں۔ کیونکہ باشرع کھانا تو بلا حرج جاری نہیں معلوم ہو کہ اپنے لئے آمدنی کی شراک لانا صحیح ہے۔

(دریہ ل)

لَقُلْ مَن فَنی فَمَسْجِدًا فَمَ بَرَزَ بِلُكْهُ فَنَ حَسْبِیْ بَعْرَاہُ مِن مَّذْہَبِہِ بِطَرِيقِہِ (اصل) میں نے مسجد خالی کر دی ہے اس کی غلطی زائل نہ ہوگی یہاں تک کہ اس کو مارتا کی بات لائی تک سے جدا کر دے

وَيَكُونُ لِلنَّاسِ بِالشَّلْوَةِ فِيهِ فَإِنْ صَلَّى فِيهِ وَاجِبُهُ وَإِلَى بَلَدِهِ
اور نماز پڑھنے کی اجازت دینے سے پہلے اگر کسی میں کوئی ایک ٹھکانہ بھی نماز پڑھنے کے لیے تو اس کی کلیتہً وہی ہوگی۔

تشریح الفقہ: قولہ من ہی الحج جو شخص مسجد بنائے تو وہ اس کی ملک ہے کی وجہ یہ کہ وہ اس کو اپنی ملک سے مع راستہ کے جدا کر دے اور اس میں لوگوں کو نماز پڑھنے کی اجازت نہ دے، ملک سے جدا کرنا تو اس لیے ضروری ہے کہ اس کے بغیر مسجد کا خاص خدا کے لئے نہیں ہو سکتی اور نماز کی اجازت دینا اس لیے ضروری ہے کہ زمین کے نزدیک وقف میں تسلیم یعنی قبضہ کرنا ضروری ہے اور یہاں حقیقی قبضہ حذر ہے۔ اس لیے وقف سے جو مقصود ہے یعنی نماز پڑھنا اس کو حقیقی قبضہ کے قائم مقام کر دینا جائیگا۔ اب اگر اجازت کے بعد ایک شخص نے بھی نماز پڑھ لی تو ملک کی ملک ختم ہو جائیگی۔ نام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر مالک نے ایک کعبہ یا کمرے میں سے اس کو مسجد بنادیا تو صرف اتنا کہہ ہی سے اس کی ملک ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ اس کے یہاں تقسیم نہیں۔

وَمَنْ بَنَى مَسْجِدًا مَّحَبَّةً سِرًّا فَإِنَّهُ يَنْتِ وَيَجْعَلُ خَلْفَهُ الْبَيْتَ الطَّرِيقِ وَغَيْرُهُ
اور جو شخص مسجد بنائے جس کے نیچے نہ خانہ ہو یا اس کے اوپر نہ خانہ ہو اور اس کا دروازہ راستہ کی طرف کرے اس کو جدا کر دے اور انھیں وسعت دے اور مسجد بنائے وَأَمَّا لِلنَّاسِ بِالشَّلْوَةِ فِيهِ لَمْ يَكُنْ وَتَوَزَّوْا عَنْهُ
یا اسے گھر کے اندر مسجد بنائے اور اس میں لوگوں کو آنے کی اجازت دینے کے لیے وہ اس کو فروخت کر سکتا ہے اور وہ اس کے اہل بیت ہو سکتے ہیں بَنَى مَسْجِدًا أَوْ خَانًا أَوْ زَانِيًا أَوْ مَعْقِرَةً لَمْ يَكُنْ بَلَدُهُ عَنْ غَضِي يَحْكُمُ بِهِ خَائِمُ
اور جو شخص مسجد بنائے یا خانہ یا زانیہ یا مہکھڑا کرے۔ لہٰذا کوئی جگہ یا قبرستان نہ بنے تو اس کی کلیتہً وہی نہ ہوگی یہاں تک کہ حکام اس کا حکم کرے
وَأَنَّ بَنِي بَنِي خَلْفَ الْبَيْتِ مِنَ الطَّرِيقِ مَسْجِدًا صَحِيحًا تَحْتَكِبُهُ
اور اگر کچھ راستہ مسجد بنادیا گیا تو درست ہے چھپے اس کا محسوس ہے۔

توضیح الفقہ: سراداب نہ خانہ عزت جہاں کر دیا۔ تہا یہ پانی جمع کرنے کی جگہ، بیتہ خانہ سراداب و رہا وہ جگہ جہاں لشکر حفاظت سرحد کے لئے قیام کرے، مقبرہ قبرستان۔

تشریح الفقہ: قولہ من بانی ای ایک شخص نے مسجد بنائی اور اس کے نیچے ایک نہ خانہ بنایا۔ یہ اس کے کوہ گھر بنایا اور مسجد کا دروازہ راستہ کی طرف نکال کر اس کو اپنی ملک سے جدا کر دیا۔ اپنے مکان میں ایک مسجد بنائی اور لوگوں کو آنے کی اجازت دینی تو ان سب صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک مالک اس کو فروخت کر سکتا ہے اور اگر وہ مر جائے تو ترکہ میں اس کے وارثوں کو ملے گی، مطلب یہ ہے کہ وہ مسجد وقف کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ اس میں ترکہ العبد باقی ہے نہ وہ مالک خدا کے لئے نہ ہوئی۔

قولہ ومن جعل الحج اگر مسجد کی توسیع کی ضرورت ہو اور حسب ضرورت راستہ کا کچھ حصہ مسجد میں شامل کر دیا جائے یا اطراف کی زمین خرید کر مسجد میں شامل کر دی جائے۔ یہ جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسجد حرام کی توسیع اسی طرح کی تھی، نیز اگر مسجد کے حصہ میں سے کچھ زمین راہ میں شامل کر دی گئی تو یہ بھی جائز ہے۔

بسم الله الذي من علينا بما نعلمه الصلوة الأولى ومن عوامن رحمة الواسعة
ان بسم الصلوة الثانية في ايام معدودة عليه نعدو ومة تسعين

محمد حنیف غفرلہ لنگوئی
تاریخ الثانی ۱۳۸۸ھ

مَعْدِنُ الْحَقِّ ۴

شرح اُردو

کنز الدقائق

مع جدید اضافات

مولانا محمد حنیف گنگوہی صاحب

فاضل دارالعلوم دیوبند



دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

مَعْدِنُ الْحَقَائِقِ

شرح اردو

کنز الدقائق

مع جدید اضافات

جلد دوم

مولانا محمد حنیف کشمیری صاحب
قلم، لاہور

دارالاشاعت
لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

کالی راکٹس رجسٹریشن نمبر (3792)

مہتمم عظیم الشرف مولیٰ

ضمیمہ : ۳۵۳، علمی مرکز انکسار مراچی

الطعام . 415 صفحات

$$\left(\text{---} \frac{22}{2} \text{---} \frac{22}{2} \text{---} \right)$$

۱۔ یہ اسلام ہے سو بچیں جو کہ اسلام | اڑا کر چلیں

! رد سما صحت - ۹ - کارگی : ۱۰۰

کے سوا شہداء اور ان کے عہدے

[illegible]

وہی کہ جس نے اسے لکھا ہے کہ اس نے اسے لکھا ہے

الامانة مع الله ومع رسوله الخاتم النبي

بعد از آن روز از برای

437 في مدينة تونس

www.ck12.org

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

مفتی خاندہ رشید ہے۔ بدینہ، دکنیٹ راجہ، وزیر اعلیٰ

﴿الکلیفہ مرہونے کے ہیں﴾

فہرست مضامین کتاب معدن الحقائق شرح کنز الدقائق (جلد دوم)

۶۶	اور جو باطل نہیں ہوتے	۱۱	کتاب البیوع
۶۸	کتاب الصرف	۱۵	مقتضی شروط بیع
۶۹	احکام بیع صرف		جو چیز پر قیمت بیع داخل ہوتی ہیں اور جو داخل
۷۱	کتاب صرف کے باقی احکام	۱۸	نہیں ہوتی
۷۲	کتاب الکفایہ	۲۱	باب خیاری شرط کے بیان میں
۷۳	کفالت ہائیں اور ان کے احکام	۲۷	باب خیاری ویت کے بیان میں
۷۵	کفالت ہائیں اور ان کے احکام	۲۹	باب خیاری جب کے بیان میں
۸۰	کفالت کے متفرق مسائل	۳۳	باب بیع فاسد کے بیان میں
	باب دو مصلوں کے اور غلام کے اور غلام کی طرف سے	۳۴	بیع فاسد کے احکام
۸۳	خاص ہونے کے بیان میں	۴۰	شمن و بیع میں بائع اور مشتری کے تصرفات کے احکام
۸۵	کتاب الحوائج	۴۱	بیعت مکروہ کا بیان
۸۷	کتاب القضاء	۴۲	باب اقالہ کے بیان میں
۸۹	احکام قضاء کا بیان	۴۳	باب قولیہ اور مراسمی کے بیان میں
۹۰	باقی احکام قضاء	۴۸	باب سوہ کے بیان میں
۹۲	خیل خانہ کے احکام	۴۹	سستی رہا اور غفلت رہا کی تحقیق
	ایک قاضی کی جانب سے دوسرے قاضی اور قیروہ کی جانب	۵۰	احکام رہا کی تفصیل
۹۳	خط گھسنے کے بیان میں	۵۳	باب حفرق کے بیان میں
۹۸	باب بیع بنانے کے بیان میں	۵۵	باب تحقیق کے بیان میں
۹۹	حفرق مسائل	۵۷	بیع فضولی کے احکام
	کتاب الشہادۃ	۵۸	باب بیع مسلم کے بیان میں
۱۰۵	مقتضی شروط شہادت	۵۹	وہ چیزیں جن میں مسلم جائز نہیں
۱۰۶	مقتضی شروط شہادت کا بیان	۶۱	شروط بیع مسلم کا بیان
۱۰۷	باب گواہان مقبول و غیر مقبول کی شہادت کے بیان میں	۶۲	عقد مسلم کے باقی احکام
۱۱۳	باب شہادت کے اندر اختلاف کے بیان میں	۶۴	باب مسائل متفرق کے بیان میں
۱۱۸			وہ امور جو شرط فاسد سے باطل ہو جاتے ہیں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶۰	اور جن میں واجب نہیں ہوتا	۲۶۶	باب اہل بیت کے بیان میں
۲۶۲	باب ان چیزوں میں جن سے شغل باطل ہو جاتا ہے	۲۶۸	مکرمی مسائل
۲۶۳	تدابیر حقوق شغل کا بیان	۲۶۹	کتاب الکاتب
۲۶۵	کتاب القسمة		باب مکاتب کیلئے جن افعال کا کرنا درست ہے ان کے
۲۶۶	احکام قسیر کی تفصیل	۲۶۶	بیان میں
	جن صورتوں میں قسیر ہوتی ہے اور جن میں نہیں ہوتی	۲۶۷	ہر اور دم ولد وغیرہ کی کتابت کے بیان میں
۲۶۸	ان کا بیان	۲۶۸	باب مشترک نظام کی کتابت کے بیان میں
۲۶۹	مرفی تقسیم کیفیت قسمت کا بیان		باب مکاتب کی موت اور اس کے جز اور آقا کی موت
۲۷۰	دو حوالہ مکانوں کی تقسیم کا بیان	۲۶۸	کے بیان میں
۲۷۱	بدی مقرر کر لینے کا بیان	۲۶۹	کتاب الوفاء
۲۷۲	کتاب المزارعة	۲۶۹	احکام و نام کی تفصیل
۲۷۳	حرارہ فاسدہ کا بیان	۲۷۲	ولا و موالہ کا بیان
۲۷۴	کتاب المساقات	۲۷۳	کتاب الماکراہ
۲۷۶	کتاب الذبائح	۲۷۵	تفصیل احکام ماکراہ
۲۷۶	کس کا بیچ حلال ہے رک کا حلال نہیں	۲۷۷	کتاب الحجر
۲۷۹	فصل ان میں جن کا کھانا حلال ہے اور جن کا حلال نہیں	۲۷۹	فصل بہت بلوغ میں
۲۸۳	کتاب الاضحية	۲۸۱	کتاب المازون
۲۸۵	تفصیل احکام اضحیہ	۲۸۲	مازون کے احکام کی تفصیل
۲۸۶	کتاب النکاح	۲۸۶	کتاب المنصب
۲۸۷	نکاحات ضروریہ کا بیان	۲۹۰	غصب سے متعلق مقررہ سرگ
۲۸۸	نکاحات لایہ کا بیان	۲۹۳	کتاب الفسخ
۲۹۰	حرامت کو یکھنے اور چھونے کے احکام	۲۹۳	اقسام فسخ و تحلیف شغل
۲۹۱	اختیار و دم وغیرہ کے احکام		باب شغل طلب کرنے اور اس میں خصوصیت
۲۹۲	فصل بیع اور غلہ بھرنے اور بارود وغیرہ میں	۲۹۲	کرنے کے بیان میں
۲۹۶	کتاب احياء الموات	۲۹۶	تصریحات مشترکی کے احکام
۲۹۷	کتاب بیع و غیرہ کے احکام کا بیان		باب ان چیزوں میں جن میں شغل واجب ہوتا ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۳۳	موجب قتل کی طرف سے صلح کر لینے کے بیان میں	۲۹۸	گناہ کے احکام
۲۳۵	فہرست جنایات کا بیان	۲۹۹	گناہ کے باقی احکام
۲۳۷	باب قتل کے متعلق کواحق دینے کے بیان میں	۳۰۰	کتاب الماشریۃ
۲۳۹	باب قتل کی حالت کے معتبر ہونے میں	۳۰۰	گرام شرہوں کا بیان
۲۴۰	کتاب الدیات	۳۰۳	میراث شرہ بات کا بیان
۳۴۱	دینہ خطا وغیرہ کے احکام	۳۰۴	شہت علی کا تحقیق بیان
۳۴۲	اطراف یعنی اعشار کی دینہ کے احکام	۳۰۷	کتاب اللہید
۳۴۳	رضعوں کی دینہ کے احکام	۳۰۹	تفصیل احکام صید
۳۴۴	باب شکیک بچہ کے بیان میں	۳۱۰	کتاب الرہن
۳۴۸	باب جانب داری کوئی فی چیز بنانے کے بیان میں	۳۱۲	تفصیل احکام رہن
۳۴۹	جھگڑا ہوئی دیوار کے احکام	۳۱۳	باب ان چیزوں میں رہن کا رہن دکھانا رہن کے عوض
۳۵۱	دفعہ دینے کے بیان میں	۳۱۴	میں رہن دکھانا جائز ہے اور جس میں جائز نہیں
۳۵۳	باب قہر ملک اور اس پر جنایت کے بیان میں	۳۱۷	باب مردانہ چیز کو کسی معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان میں
۳۵۷	موجب قتل عید کے احکام تفصیل	۳۱۷	باب مردانہ میں تعریف کرنے اور اس میں نقصان
۳۵۹	باب غلام اور غلامہ پر راجح کے غصب کرنے کے وراث	۳۱۹	ڈالنے اور دوسروں پر مردانہ کی جنایت کے بیان میں
۳۶۱	اثار میں ان سے قصود واقع ہونے کے بیان میں	۳۲۲	رہن سے متعلق حقوق مسائل
۳۶۱	باب ضمانت کے بیان میں	۳۲۳	کتاب الجنایات
۳۶۳	تفصیل احکام ضمانت	۳۲۳	قتل عمو کا بیان
۳۶۵	کتاب المعاقل	۳۲۵	قتل شہرہ قتل خطا وغیرہ کی بکری خطا قتل باسبب کا بیان
۳۶۷	کتاب اوصیاء	۳۲۶	باب موجب قصاص وغیرہ موجب قصاص امور
۳۶۸	تفصیل احکام وصیت	۳۲۶	کے بیان میں
۳۶۹	باب تہائی مال وغیرہ کی وصیت کے بیان میں	۳۲۷	تفصیل احکام قصاص
۳۷۰	تہائی مال کی وصیت کے حکم کی تفصیل	۳۲۹	مسئلہ قتل کا موجب قصاص اور دیگر احکام قصاص
۳۷۳	باب مرض الموت میں آزاد کرنے کے بیان میں	۳۳۱	باقی احکام قصاص
۳۷۶	باب دشت داروں کے لئے وصیت کرنے کے بیان میں	۳۳۲	باب جان کے غلام کے قصاص کے بیان میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۹۹	علاقہ (باپ شریک) امین کی میراث کا بیان	۳۷۸	باب خدمت و رہائش اور بھل کی وصیت کے بیان میں
۴۰۰	انڈیائی (ہاں شریک) امین کی میراث کا بیان	۳۷۹	باب ذی کی وصیت کے بیان میں
۴۰۰	عصابت کا بیان	۳۸۰	باب وصی کے بیان میں
۴۰۲	حبس کا بیان	۳۸۳	شہادت وصی کا بیان
۴۰۲	ذوب کر یا بھل کر مرنے والوں کی میراث کا بیان	۳۸۳	کتاب الجحی
۴۰۳	ذوی الارحام کی میراث کا بیان	۳۸۵	حقوق مساکین
۴۰۳	خارج فروع کا بیان	۳۹۳	کتاب انفرادی
۴۰۵	عول کا بیان	۳۹۴	باپ کی میراث کا بیان
۴۰۶	کسر پوری کرنے کی ترکیب	۳۹۵	داد کی میراث کا بیان
۴۰۹	مسائل دو کی تفصیل	۳۹۵	ہاں کی میراث کا بیان
۴۱۲	مسائل کے احکام	۳۹۶	داد کی میراث کا بیان
۴۱۳	مثالی مسائل	۳۹۷	شوہر کی میراث کا بیان
۴۱۳	صحیح میں ہر فریق کے حصے کی شناخت کا طریقہ	۳۹۷	بیوی کی میراث کا بیان
۴۱۳	صحیح سے ہر فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ	۳۹۸	بہن کی میراث کا بیان
۴۱۵	در شہ پر تقسیم ترکہ کی ترکیب	۳۹۸	پوتی کی میراث کا بیان
۴۱۵	خارج کا بیان	۳۹۹	حقیقی امین کی میراث کا بیان

كتاب الميوع

فہرہ کتاب الخ حقوق الذی یعنی عبادات و عقوبات سے فراغت کے بعد حقوق انہما یعنی بیویا و غیرہ کو ذکر کر رہا ہے اور جو عہد کو وقف کے بعد اور ایسا کرنا ایک حکم ہے پر وہیں ذوق ملک ہوتا ہے مگر وقف میں ان ذوق ملک لایا نامک ہوتا ہے اور یہ شیخ نے ان ذوق ملک کے شیخ شریفی کی ملک میں داخل ہوجائی ہے جس وقف مولا سفر، ذوالفقار، سحر، آب اور مندر در مندر ہے۔

قرآن البیوع اور غنای کی بیع کے جو مصدر ہے اور مصدر مستفید مع نہیں ہوتا مگر چونکہ اس کی متعدی انواع ہیں اس لئے مصدر منفی نے مسیۃ مرفوع اختیار کیا ہے، چنانچہ بیع کی چار قسمیں ہیں: نافذ و مؤوق، فاسد و باطل، اور بیع کے اعتبار سے بھی چار قسمیں ہیں، کیونکہ بیع میں دو ہی پار ہیں جس کی چار صورتیں ہیں (۱) بیع جن میں بائعین اس کو متعہ نہ کر سکتے ہیں (۲) بیع اللہ بنی بالہ ہیں اس کو صرف کہتے ہیں (۳) بیع اللہ بنی بالہ ہیں اس کو بیع مطلق کہتے ہیں، عام و جزوی ہے۔ یہی قسموں کے ہے اور عند الاطلاق یہی اعتبار ہوتا ہے، نیز غرض کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں، کیونکہ بیع یا تو ضمنی دلی ہے۔ یا مذکور ہوئی کی کو مراد کہتے ہیں یا ضمنی اول کے برابر ہوگی اس کو تالیف کہتے ہیں، یا ضمنی لاول سے کمتر ہوگی اس کو راجح کہتے ہیں، یا بالاعتقاد ضمنی اوس ہوگی جس پر باطل اور مشرق و فساد ہوگا یا اوس کو سوا سے جتنے ہیں۔

[illegible]

عَوْنَهُ اَنْتَ اَلْاَمَلُ بِالْاَرْحَمِي وَيُنْزِلُ بِالْاَغْيَابِ وَ قَبُولُ وَجْهِكَ لِمُتَحَضِرٍ وَ تَهْطِطُ

وہ یوں ہی ہے بلکہ وہی ہے۔ خداوندی کے ساتھ اور لازم وہابی ہے اعیان و قبول کے ساتھ جو موضوع ہوں یا کسی سے لے

وَأَيُّ قَامَ عَنِ الْمَجْلِسِ قَبْلَ الْفُتُوْلِ نَضْلُ الْإِبْجِثِ

اور لازم ہو چوٹی ہے تقاضی سے اور ہو کر اٹھ جائے مجلس سے قبول کرنے سے خوشتر تو نضل و بجا

وَلَمْ يَسْتَسْئِرْ مِنْهَا اُطْلَالًا مَغْلُوفَةً صَحَّ كَيْفَ يَزِي فِي مُسْتَلَبِهِ وَبِإِقْلَ فِي قُشْرِهِ وَاجْتَرَهُ الْكَلْبُ عَلَى الْبَاقِعِ
اور اگر استہارہ کر لیا تو اس سے چند زمین دشمن کا فروغ ہے جیسے بچ کیوں کی اس کی دہی میں اور لوہے کی اس کے چمکے میں اور مردہ کی اس کے
وَأَجْرُهُ نَقْدُ الثَّنِيِّ وَزَوْجُهُ عَلَى الْمُشْتَرِي وَفِي بَاعٍ مَبْلُغُهُ بَيْنَ سَلْمَةِ تَزْلَا وَزَلَا مَعَا
یاں ہے بلکہ مردہ کی دام پر کھنے کی دوا اس کے فروغ کی مشتری پر ہے اور جس نے بچا کوئی مابین اللہ کے عوض فرواے سامان اولاد و خلیک ساتھ
تو فروغ المثلث: اور حال میں فروغ میں ہیں مشتری تو فروغ یا فروغ یا فروغ چمک سلف سامان۔

تشریح الفقہ: قولہ وینو مصحی الحج ایک شجر کے درختوں پر گھسے یا کٹے ہوئے پھولوں کو فروخت کیا کہ چند زمین در حال کا استہارہ کیا تو
بلکہ ظاہر ایسا استہارہ کرنا صحیح ہے امام مالک بھی کہتا ہے اسے ہیں امام صاحب سے زمین کی ملکیت ہے کہ استہارہ نہیں۔ نام بھاری نے اسی کو
اثر کیا ہے۔ اور امام شافعی نے امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ یہ کہ استہارہ کے بعد باقی ماندہ بیچ نہیں ہے بلکہ ظاہر اور ملے یہ قول ہے کہ استہارہ صحیح ہے
کیونکہ جو چیز فروخت ہو سکتی ہو اس کا استہارہ صحیح ہے اور جو چیز فروخت نہ ہو سکتی ہو اس کا استہارہ صحیح نہیں۔ اور گھسے کے دھیرے ایک
فحیر کی بیج اور پھول کے چند زمین دشمن کی بیج جائز ہے تو اس کا استہارہ صحیح ہے نہ وہ کہ اختلاف میں اور اطراف حیران کے کلن کی بیج تو جائز نہیں تو
استہارہ صحیح نہیں ہوگا۔ لم محل الاختلاف مائل على معناه فان المصطفى جزا كسويك وثقت فانه صحيح فقهاء۔

قولہ کھجور بالغ یا نل کیساتھ صحت و جواز میں تنبیہ مقصود ہے۔ یعنی زمین در حال کا استہارہ صحیح ہے جیسے ہمارے نزدیک گھسے کی بیج
اس کی بال میں رہتے ہوئے اور لوہے کی بیج اس کے چمکے میں رہتے ہوئے جائز ہے۔ امام شافعی کے نزدیک سبز لوہے کی بیج جائز نہیں اور
گھسے کی بیج کے متعلق دو قول ہے ایک یہ کہ جائز ہے اور دوسرے یہ کہ ناجائز ہے۔ یہ کہ فرماتے ہیں کہ معقولہ فی غیر مستقیم چیز کے ساتھ مستور ہے
اور اس کا وجود ہو جو کچھ معلوم نہیں۔ یہ کہ کہتے ہیں کہ جو گھسے ہیں: لول میں ہیں وہ قابل اشعار اور مال مستوم ہے۔ لہذا اس کی بیج جائز
ہو جسے پالوں میں رہتے ہوئے جو کی بیج بالامار جائز ہے۔

قولہ و اجترہ الکلب الکبل بالغ جب کسی چیز کی فروخت کی جائے تو یہ نہ کرنے کی اجرت اسی طرح متعدد موزون قدر و چیز کی بیج
میں شمار کرنے تو لے کر اس کے کی ضروری یا بیج پر ہے کیونکہ بالغ پر استہارہ بھی واجب ہے۔ اور تسلیم بیج ان اٹھالی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی تو
ان کی ضروری یا بیج پر لازم ہوگی بلکہ مردہ پر کھنے اور اس کے بولنے کی اجرت مشتری پر لازم ہے لہذا هو اللہ محتاج الی فیلیم۔

قولہ ومن جاء الحج اگر کوئی سامان اور ہم یا زائید کے عوض میں فروخت کیا جائے تو اولاً قیمت دین جائے گی تاکہ زمین میں بالغ کا حق
معیّن ہو جائے کیونکہ بیج میں مشتری کا حق نہیں عقد سے معین ہو جائے ہے لیکن زمین میں بالغ کا حق قبضہ کے بغیر معین نہیں ہوتا اس واسطے کے
اٹھان میں معین نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اگر کسی زمین مشتری سے کوئی چیز خریدے تو اس کی جگہ دوسری اشرفی دے سکتا ہے۔ اور اگر سامان کو
سامان کے عوض یا زمین کے عوض میں فروخت کیا جائے تو دونوں بدل ساتھ ساتھ دے جائیں گے۔ کیونکہ سامان کی صورت میں دونوں غیر
معین ہیں تو کسی ایک کو پہلے یا تخریج بلا مرغ ہے۔

ارادہ اس کی سوت سے مستطیع ہو گیا لہذا اس میں وارثت جاری نہیں ہو سکتی۔ اور خیار شرط خارجہ و خیار قیاسی قیاس کرنا صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ صورت اس خیال کا مستحق ہے جو غیب سے سہم ہو تو اس کا وارث بھی صحیح سالہا کا مستحق ہو گا کیونکہ وہ اس کا خلیفہ ہے۔ پس وارث کے لئے ثبوت ذیہ بطور خلافت ہونا نہ کہ بطور وارثت۔ اسی طرح وارث کے تعیین کا حکایت ہونا اس سے نہیں کہ وہ وارث کے خیار کا وارث ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اس کی ملک دوسرے کی ملک کے ساتھ سقوط ہے۔ (۲) مدت خیار کا گزر جانا۔ غرض خیار مانع کے لئے ہو یا مشتری کیلئے۔ اگر صاحب خیار کو بیاداری یا بیچش کی وجہ سے معلوم نہ ہو کہ مدت خیار گزر گئی بہر حال بیع قریباً تمام ہو جائے گی۔ کذا فی الاختیار خلاصاً لکھا گیا۔

قولہ والا عنانی الفی (۳) صواب خیار کا آزاد کرنا۔ بلکہ اگر تمام کا کچھ حصہ آزاد کیا ہو (۴) تو ابغی امتناع یعنی تہذیب اور کتابت کا بااعمال۔ ترانہ دونوں کے ذریعہ بیع تمام ہونے کے لئے شرط ہے کہ خرید مشتری کے لئے ہو اور اس سے ان کا فعل کا صدور ہونا ہو کہ خیار یا بیع کیلئے ہو کہ تو بیع تمام ہوئی بلکہ بیع ہو جائے گی۔ (۵) پس مکان کو خیار شرط یا تھڑا ہوا اس کے واسطے شرط طلب کرنا۔ مثلاً یہ نہ کہ ایک مکان بشرط خیار خرید یا بیع اس کے عوض میں دوسرا مکان فراغت ہوا اور یہ نہ کہ پہلے مکان کے جب سے اس دوسرے مکان کا شفعہ طلب کیا تو پہلے مکان کی بیع تمام ہوئی تو اسے مانگی وہ مکان نہ لیا ہو۔ کیونکہ شفعہ طلب کرنا بیع تمام کی دلیل ہے۔ اس واسطے کہ حق شفعہ یہ ملک نہیں، و لکن جب اس نے ملک اختیار کر لیا تو شرط خیار مانع ہو گئی لہذا بیع تمام ہو جائے گی۔

قولہ ولو شرط للمعشوری الفی اگر مشتری نے (بیع مانع) کسی ایسی چیز کو خرید کر لیا تو یہ بھی بیع ہے مگر اس کا تمام قیاس کی رو سے جائز نہیں۔ چنانچہ امام زہری کے قائل ہیں اس واسطے کہ خیار احکام عقد میں سے ہے۔ جس غیر کیلئے اس کی شرط کرنا۔ مقتضی عقد کے خلاف ہے۔ علیٰ ائمتنا۔ یہ کہ اکثر اوقات بیع میں اس کی بھی ضرورت واقع ہوتی ہے کہ خریداری ایسے ایسی کیلئے ہو جو خرید و فروخت کے معاملہ میں مبادرت لیتا ہو۔ غیب فیہ کے لئے ثبوت خیاری اور صورت میں یا تو بالاسامہ ہو یا بالخیالہ۔ پہلے صورت میں اصل ہے کہ جو کہ غیر کیلئے بالاسامہ ثبوت خیار کے کوئی معنی ہی نہیں ہوتا۔ اور یہ صورت اختیار کی جانے کی۔ جس خیار اول مانع کہیں ہو گا اس کے بعد بھی اس کا نائب قرار پائے گا اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر نائب و نائب میں سے جو کوئی عقد بیع کو نافذ یا نسخ کرے صحیح ہے لیکن اگر ایک نے جائز کیا اور دوسرے نے منع کیا تو جو پہلے نافذ یا نسخ۔ یا اس کی اعتبار ہوگی۔ اور اگر دونوں نے ایک ساتھ نافذ یا نسخ کیا تو اس کی ہو گا کہ اسے الاختیار و صحیحہ قاضی خان و قال المر بلیغی هو الاصح و بد جزم المصنف و کثیر من اصحاب المتون۔

قولہ ولو باع علیین مانع ایک شخص نے دو غلام فروخت کئے اور ایک غلام میں اختیار کی شرط کر لی تو اس نے ہر ایک کی قیمت لیچھو خرید لی اور اس غلام میں اختیار کی شرط کی اس کو نہیں کرنا۔ ایسا ہیوں کہا کہ اس نے حیرے تھوہ۔ دونوں غلاموں میں سے ہر ایک کو بیچ جائے گا۔ کہ بعض میں اس شرط پر فروخت کیا کہ کچھ میں خاص غلام میں اختیار ہے اور میں اور بیچ ہر دو معلوم ہونے کی وجہ سے بیع صحیح ہے۔

لأنکہ اس مسئلے کی صورت میں ایک شخص نے غلام دو خریدے ہیں۔ صحیح صورت تو نو پر مذکور ہو چکی۔ باقی تین صورتیں یہ ہیں (۱) انہ میں کی تفصیل دونوں غلام کی تعیین میں اختیار ہے۔ یہ صورت میں اور صحیح ہو رہی ہو لے کی وجہ سے قاسم ہے۔ جہالت میں تو ظاہر ہے۔ جہالت صحیح کی وجہ یہ ہے کہ اس غلام میں اختیار ہے وہ تو کو باحققتی سے خارج ہے۔ اس واسطے کہ خیار کے ہوتے ہوئے صحیح حکم کے الفاظ سے مستثنیٰ نہیں ہوتی تو وہ اصل عقد صرف ایک غلام پر ہاروہ قبول ہے۔ (۲) جن کی تفصیل ہو اور غلام کی تعیین نہ ہو۔ (۳) تمام کی تعیین ہو اور جن کی تفصیل نہ ہو یہ دونوں صورتیں بھی قاسم ہیں۔ کیونکہ ایک میں صحیح بھول ہے اور دوسری میں جن میں بھول ہے۔ لیکن چار صورتیں اس وقت بھی ہو سکتی ہیں جب خیار مشتری کے لئے ہو اور صورت تفصیل میں تعیین کا بیع صحیح ہوگی اور اگر دونوں نہ ہوں یا صرف تعیین ہو یا صرف تفصیل ہو تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

وَصَحَّ جِبَارُ التَّحْنِثِ بِنِهَا خُلُونِ الْأَرْبَعَةِ وَلَوْ اِسْتَرْفَا عَلَيَّ اَنْتَهَا مَا لَجِبَارُ فَوَجِئِي اَخَذْتُهَا لَانْخَرُ لَانْخَرُ
 اور صحیح ہے خیانت میں چار سے کم میں اور اگر چار یا دو آدمیوں نے اس شرط پر کہ: ہوں کہ اختیار ہے میرا ہے۔ اس ہو گیا تو وہ اس کو بائیں نہیں کر سکتا
 وَلَوْ اِسْتَرْفَا عَلَيَّ اَنْتَه عَاذُ اَوْ كَتَبْتُ لَمَكَانٍ بِيَعْلَانُوهُ اَخَذْتُهَا بِكُلِّ الْقَضِي اَوْ تَرْكُهُ
 اور اگر فریاد تمام اس شرط پر کہ دو یا بائیں یا کتابت ہے اور وہ اس کے خلاف نکال دے تو اسے اس کو کل نہیں کیا تھا یا چھوڑے

تشریح الفقہ: قوله وصح الخ چار سے کم یعنی دو تین چیزوں میں مشتری کے لئے خیانتیں صحیح ہے۔ مثلاً بائع مشتری سے کہے کہ
 میں نے اسے ان غلاموں سے ایک تیرے ہاتھ فروخت کیا اس شرط پر کہ تین میں سے ایک کو پسند کر لے۔ خیانتیں کا جواز بھی یہ احسان ہے
 قیاس کی رو سے جائز نہیں کیونکہ صحیح یہ ہوتا ہے۔ چنانچہ امام زفر اور امام شافعی جواز کے قائل نہیں۔ وہ احسان یہ ہے کہ خیانت کی
 ضرورت نہیں سے بچنے کیلئے ہے نسب یا کسی طرح سوچ کر جس کو اپنے لئے مناسب سمجھے خرید لے۔ اور یہ ضرورت خیانتیں میں بھی متحقق
 ہے اس لئے خیانت شرط کی طرح خیانتیں بھی جائز قرار پایا۔ پھر اس ضرورت کا حل چونکہ غن میں قربی ہو سکتا ہے کیونکہ غن میں عمدہ ناقص
 اور متوسط قبول رہے ہوتے ہیں اس لئے غن سے زائد میں خیانتیں کی حاجت نہیں۔

تتبع: خیانتیں صرف قیمت والی چیزوں میں صحیح ہے مملکت میں صحیح نہیں۔ قیمت والی چیزیں وہ ہیں جن کے فروغ میں تفاوت ہو
 جیسے باندی غلام کپڑا کتاب غیرہ اور مٹی چیزیں وہ ہیں جن کے فروغ میں ہوں جیسے ٹیکہ اور دھڑلی چیزیں تو جب مملکت میں تفاوت
 نہیں ہوتا تو ان میں خیانتیں کی شرط کرنا بے فائدہ ہے۔ ولہذا ذکر المصنف خیال الشوط مع خیال الصغیر للاختلاف فضیل
 يشروط وقيل لا۔

قوله ولو اشترى بالبيع دوا آدمیوں میں بالشرک کوئی چیز بشرط خیانت پر ہی مقرر نہیں ہے بلکہ بائیں ہو گیا تو امام صاحب کے
 نزدیک دوا ناقص اپنے حصہ کو بائیں نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کا خرید بائیں ہو گیا۔ صاحبین اور اکثر علماء کے نزدیک بائیں کر سکتا ہے۔ یہی
 اختلاف خیانت پر اور خیانت کی صورت میں ہے یعنی ایک نے اس چیز کو دیکھ کر پسند کیا اور دوسرے نے نا پسند کیا۔ یا ایک شخص عیب کے
 ساتھ بائیں ہو گیا اور دوسرا دوا تمام صاحب کے نزدیک دوسرا شخص بائیں نہیں کر سکتا۔ صاحبین کے نزدیک کر سکتا ہے۔ صاحبین یہ فرماتے
 ہیں کہ شرطیں کے لئے خیار ثابت کرنا اس سے میں ہر ایک کیلئے ثابت کرنا ہے جس ایک کے ساتھ کرنے سے دوسرے کا خیانت مطلق ہوگا۔
 امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ: نہیں کرنے کی صورت میں بائع کا نقصان لازم آتا ہے۔ کیونکہ اس سے قبل وہ اس کا خیانت کرنا مالک تھا۔ اور
 اب اس کا دوسرا شخص شریک ہو گیا اور شرکت بلاشرع عیب ہے۔ کیونکہ مشترک چیز میں ہر شریک بالاشتغال تصرف نہیں کر سکتا۔

قوله ولو اشترى الخ ایک شخص نے غلام اس شرط پر فریاد کیا کہ وہ غن پر یا کتابت ہے یعنی جس اس کا پیشہ ہے۔ پھر وہ اس کے خلاف
 ظاہر ہوا یعنی اس میں یہ عذر پایا گیا تو مشتری کا اختیار ہے چاہے پوری قیمت دے کر لے لے اور چاہے چھوڑ دے۔ لینے کی صورت میں پوری
 قیمت اسنے لازم ہے کہ لو صاف کے مقابلہ میں قیمت نہیں۔ کیونکہ لو صاف صحیح ہوتے ہیں نہ کہ اصل۔ اور چونکہ غن پر ہی ضرورت
 مرغوب لو صاف ہیں۔ اس لئے ان کے نہ ہونے کی صورت میں مزید کا اختیار ہوگا۔

محمد حنفی غفرلہ

قوله ومن اشترى اليه کسی نے کپڑا خریدا کر بیعت کر لیا، صریح یہ ہے کہ یہ کپڑا مظلوم پر معلق ہوا تو بعد از موت۔ جن دنوں وہ اس کے مستحق ہے۔ کیا وہ ایسے نہیں۔ نہ کسکا کیک نہ کسٹ جانے کی وجہ سے کپڑا عیب وار ہو گیا ہاں اگر کپڑا کٹا ہوا کپڑا ویسے پر عرض ہو تو وہ ایسے کر سکتا ہے کیونکہ کپڑا کٹے اپنا حق خوراک ساقہ کر دیا ہو اور اگر کٹانے کے بعد مشتری نے کپڑے کو فروخت کر دیا تو اب کپڑے پر جو عیب تھیں کر سکتا کیونکہ کپڑا فروخت کرنے سے پہلے بائع کی رضا مندی سے بیع ہو کر اس کے پاس تھا اور جب اس نے فروخت کر دیا تو بیع صحیح ہو کر کوئی عیب والا ہو گیا۔ فلاہو جمع بالافصان۔

قوله فلو قطعہ الخ اور اگر خریدا ہو اگر اینٹوں کرسی ڈالیا رنگ دیا یا ستون خریدھا اس میں بھی ملاو یا اور بھر عیب قدیم پر مطلع ہو اور بقدر نقصان شمن واپس لے سکتا ہے معجے واپس نہیں کر سکتا اگرچہ بائع اور مشتری دونوں درمیج پر واپس ہوں اس واسطے یہاں مشتری کی طرف سے حاصل معج میں زیادتی ہوگی اب اس زیادتی کے ساتھ واپس ہو تو شہدہ لازم آتا ہے اور بلاخر زیادتی ابھی ممکن نہیں اس زیادتی کو کچھ نہیں کیا جاسکتا البتہ معجہ اللہ واصل ہو اور اگر مشتری نے نہ ذکر دیا واسطے ہوئے یا رنگے ہوئے کپڑے کو یا لکھی کے ساتھ لئے ہوئے ستون کو عیب دیکھ لینے کے بعد فروخت کر دیا تب بھی یہی حکم ہے کیونکہ فروخت کرنے سے پہلے معج کی واپس منتزع ہو چکی تھی تو مشتری اس کو فروخت کرنے سے روکنے والا نہ ہو اس طرح اگر خرید کردہ غلام مرگیا (غلام کے مر جانے سے بیچ کا کلام کہ ہو جائے غلام ہو یا کوئی اور شئی) یا مشتری نے بلا عوض مال غلام کو آزاد کر دیا تب بھی بقدر نقصان شمن واپس لے گا موت کی صورت میں تو اس لئے کو آدمی میں حاک کا ثبوت اس کی مالیت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور موت کی وجہ سے اہلیت فسخی ہو چکی تو ملک بھی فسخی ہوگی پس واپس منتزع ہوئی اب اگر رجوع یا نقصان بھی جائز نہ ہو تو اس میں مشتری کا نقصان لازم آتا ہے وہی صورت اتفاق ہو یا اس کو یہی چاہتا ہے کہ رجوع جائز نہ ہو کیونکہ یہاں سبب رجوع راجع خود اس کا فعل ہے۔ پس یہ ایسا ہو گیا جیسے اس کو کھلی کر دیا کہ اس صورت میں رجوع نہیں کر سکتا مگر چونکہ حق سے بھی ملک فسخی ہو جاتی ہے اس لئے احتساب رجوع یا نقصان جائز ہے۔

قوله فان اعتقه العبد اور اگر مشتری نے خرید کردہ غلام کو مال کے عوض میں آزاد کر دیا یا اس کو ربا یا بیع المظہر سے خلاص کیا یا اس میں سے کچھ کھایا تو اس صاحب کے نزدیک مشتری رجوع نہیں کر سکتا صاحبین کے لئے: ایک طعام کی صورت میں رجوع کر سکتا ہے خلاصہ اعتاق و رخصانی وغیرہ میں ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ ولو باع الصبیح الخ ترجمہ نے خالد کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی خالد نے عمرو کے ہاتھ فروخت کر دی عمرو نے عیوب کی وجہ سے وہ چیز خالد کو واپس کر دی تو اگر عمرو نے قاضی کے حکم سے واپس کی ہے تب تو خالد اسے بائنا زید کو وہ چیز واپس کر دیا کیونکہ بائنا حکم تصفیہ کا واپس دینا ان سب کے حق میں صحیح کا حکم رکھتا ہے تو گویا بیچ سرے سے ہوئی ہی نہیں اور اگر عمرو نے بائنا حکم تصفیہ صرف خالد کی رضا مندی سے واپس کی ہے تو خالد زید کو وہ چیز واپس نہیں کر سکتا اس واسطے کہ یہ واپسی گو عمر اور خالد کے حق میں صحیح ہے لیکن ان کے غیر کے حق میں صحیح نہیں ہے بلکہ بخلاف ان کے فیصلہ ہے۔

فوله ولو قبض الممشتری بالغ مشترى سے بیع پر قبضہ کر لینے کے بعد کسی ایسے عیب کا انوکھا کیا جو بیع یا نقصان میں نہ تھا یا عیب جو مشتری کو کچھ نہ رہا ہو نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دعوے میں سچا ہو بلکہ وہ گواہوں کے ذریعہ عیب ثابت کر چکا یا بیع سے انہی عیب پر قسم لے گا اگر وہ قسم کھائے تب خود وہ بری الذمہ ہو جائے گا اور قسم نہ کھائے تو عیب ثابت ہو جائے گا اور مشتری یہ کہے کہ میرے گواہ یہاں نہیں ہیں ملک شام میں ہیں مثلاً اور بالغ نئی عیب پر قسم کھائے تو مشتری بالغ کو کچھ نہ دے گا اس کے بعد جب وہ گواہ پیش کر دے تو قسوں کو واپس لے لے۔

انہما صاحب فرماتے ہیں کہ حجت حق کو حقیقت حق کے ساتھ اس کی جگہ میں لاحق کیا جاتا ہے۔ جو حقیقت حق کو قبول کرے ۱۲ اور اس کو ادا اور
در حقیقت حق کو قبول نہیں کرتے۔ جسی رعایت کی طرح غیر مضمون در ہیں گے۔

فولہ و السمک الخ شکر کرنے سے پہلے بھجلی کی بیج جائز نہیں۔ کیونکہ اس کا لکڑی نہیں۔ نیز انہما حسنہ عرفہ فارہ اباحت کیا ہے "لا تشنوا السمک فی الماء فانه غرور" سمندر اشر بیونہ شرع وکایہ میں کہا ہے کہ جو بھجلی شکر نہیں ہوتی اگر اس کو رواہام کا دانہ کے خوش فروخت کیا جائے تو بیع باطل ہوتی چاہے یا رواہام کے خوش فروخت کیا جائے تو کاسد ہوتی چاہے۔ کیونکہ وہ شکر ہونے سے پہلے غیر منقوع مل ہے۔ اس واسطے کہ تقوم احراز سے ہوتا ہے۔ اور یہاں احراز حاصل نہیں۔ فضا میں رہتے ہوئے یہ کہ بیج باطل ہے کیونکہ غیر ملکوک ہے۔ اور اگر کاسد ہے جو روزے کے بعد فروخت کیا تو بیع کاسد ہے۔ کیونکہ وہ غیر مقدور یا منقسم ہے۔

قولہ والحمل الخ اصل کی کج باطل ہے (غزیرہاں حصری) کیونکہ وضع حمل سے قبل اس چانور کی خریدی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ جو بیٹے میں ہو۔^(۱)

جہ نرا ہے۔ ہم صاحب کے یہاں اس کی نفاذ جائز نہیں کیونکہ یہ حضرات علاؤش میرت ہے۔ لیکن فتویٰ مد معمر کے قبول پر ہے۔
 قولہ والابی الخ ترجمہ: لا بیع مکن جائز نہیں کیونکہ یہ حضرت مسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ البتہ جو شخص یہ اثر اور اثرات
 کے خلاف میرت جائے۔ اس کے ساتھ دوست کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حدیث میں منشی سے بیع اس غلام کی ہے جو متعلقین کے حق میں
 کرنا منع ہو اور یہاں وہ مشتری کے حق میں کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے قس کے مطابق وہ اس کے پاس ہے۔

فوتی و بیس امرا اہل بیت سے یہاں دعوت کے دعوہ کی نفع جاننا نہیں، نہ ہر شافعی کے پیروں میں جاننا ہے۔ کیونکہ وہ ایک طہر مشروب تھی۔ جو ہم یہ کہتے ہیں کہ دواؤ کی کار کا ہے۔ اور اس کی اپنے صیغہ الخزام کے ساتھ اختلاص بالحق سے مخلوق ہے۔ بھڑکھڑا کر لوہے کے لحاظ سے آزاد اور باندی کے دعوہ میں کوئی فرق نہیں۔ لیکن امام ابو سعید نے ایک روایت ہے کہ ہادی کے دعوہ کی نفع جاننا ہے۔ کیونکہ ہر مسک دعوہ کے کوہ سے ہادی کی ذات فروخت ہو سکتی ہے تو اس کے جزا کی نفع بھی جاننا ہوتی۔ جو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہادی کا دعوہ حاصل ہے۔ اور دعوہ میں مہیات نہیں، بخیر کے مال کی نفع بالحق ہے۔ کیونکہ وہ نہیں مہین ہے۔ اور اس کی ہاں کے کسی جزا کی نفع جاننا ہوتی جس کا اصل نازل دہا تا ہے۔ لیکن ضرورت کی وجہ سے مولود و زنی کے نام میں امام ابو سعید سے۔

تعمید سوکا بال سر کی جانب سے جلد رجسٹر تفت ہوتا ہے اور اس کے بعد حصہ کے میں کر دینے کے لئے فرم ہوتا ہے اس لئے قد کے میں موچی اس سے جو تیاں اور نوے سے پتے تھے۔ آج کل موٹی انجیر وہی جڑ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں رہی، لہذا اس سے انقل جاز نہیں۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت تھی کہ کہ بال سے مراد دینا کہ وہ ہے اسی لئے علم و صف میں میری وجہ و ایمان و نور نہیں بنے تھے۔

لوگو! وعلو سقہ الخ اگر با۔ خانہ بہم ہو جائے تو اس کی بیچ نہ کرنا کہ قوط کے بعد صرف حق خالی باقی ہے۔ وہ وہاں نہیں
نیز وہ جگہ جس میں پانی بہتا ہے اس کی بیچ اور اس کا بیچ کرنا نہیں کیونکہ جو پانی مکان کی بنیاد پر چھتا ہے اس کی مقدار معلوم نہیں۔

قولہ و اما الخ کسی نے ایک شخص کو اس شرط پر فروخت کیا یا خرید کر دیا کہ اس کے بعد میں ظاہر ہو گا کہ غلام ہے یا اس شرط پر کہ غلام ہے پھر وہ بھائی ظاہر ہوئی تو یہ خرید و فروخت امتحان کی رو سے باطل نہیں کیا ان کے حکم سے جائز ہے۔ غلام زفر اسی کے کال میں لینگڈ کر وٹ ہوئے گا کہ اصل اوصاف کا اختلاف ہے اور اختلاف اوصاف سے عقد فاسد نہیں ہوتا۔ بلکہ اختیار کرتا ہے۔ جو اوصاف میں یہ تصریح تھی کہ مذکورہ اوصاف کا اختلاف و مختلف جنوں کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک کے مقابلہ میں دوسرے ہیں۔

فوائد و مشورہ ماہاج الغایہ فصیح نے کوئی چیز اس درجہ میں فروخت کی اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا لیکن بائع نے ابھی مشتری سے اس درجہ وصول نہیں کئے تھے کہ وہی چیز مشتری سے پانچ روپے میں خرید لی تو یہ بدتر نہیں۔ اہم شرعی کے یہاں جو شرط کوئی کہ قبضہ ہو جانے کی وجہ سے مشتری کی ملک تمام ہوگئی۔ اب دواپنے بائع کے ہاتھ فروخت کرے یا غیر کے ہاتھ۔ ثمن اولی کے ساتھ فروخت کرے یا اس سے زائد کے ساتھ۔ جاری و دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے کہ ”ام کو جو دے گا وہ اس سے کہلا۔ ام المؤمنین! میرے پاس عقیقہ باندھی تھی جس نے اس کو حضرت زید بن ارقم کے ہاتھ دے دیا مگر آٹھ سو روپے کے عوض فروخت کر دیا اور کے بعد اس نے جو دے دیا وہم عقدہ عقیقہ میں خرید لیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: یہی خرید و فروخت بہترین ہے۔ زید سے کہہ دے کہ تو نے ناجاہا کھو دینا اور کوئی نہ کرے۔“

سوال اس حدیث کی روایہ مساقہ علیہ دوادر قطعیہ اور ابن الجوزی نے مجملین بتایا ہے کہ اس کی روایت مقبول نہیں جزیبہ کل
نقطہ ہے جو مشہور و معروف دروز سے مرتبہ کی صورت ہے مابین سحر نے ان کا تقاریر کرتا ہے تو نے کہا ہے "الغالبہ بئس الیقع میں

ر. طبرستان، قزوین، آمل، ماسی

شواہل امرأۃ الی اسحاق السبئی سمعت من عائشہ صاحبہ جو فرماتی ہیں کہ یہ مشہور معروف حدیث ہے اس کے صاحبزادے یحییٰ اور اس کے شاہرازی سمعی نے اس سے روایت کی ہے۔ اور یہ دونوں بزرگ حدیث کے وہ ہیں کہ ان حبان نے ان کی کلمات میں ذکر کیا ہے۔ اور امام نووی اور زائی ابوسفیانک ابن حنبل اور حنن بن ساریہ وغیرہم نے ان کی احادیث قبول کی ہیں۔

قولہ وضع یصا صم الفع یہ مسئلہ مسئلہ ہائیکہ فرج سے ہے یعنی اگرچہ لعل کیساتھ ہو گا تو چھ لائی گی تو اس کی بیچ کا تارے مثلاً ایک تخت اس پر بیٹھا فرحت کیا اور وہ بیچ پر قبضہ کیا تو کسی دوسری چیز مثلاً کپڑے کیساتھ ہو دے میں فرج نہ پاتا تو بیچ کو لے کر تخت میں بیٹھا تو کبھی اور بیچ کا تارے سے بیٹھا ہوا کہ اس کی قیمت پر قسم پر بیٹھا لعل کیساتھ بیچ کو لے کر بیٹھا نہ ہو گا کیونکہ یہ نہایت حدیث ہے۔

وَرَبَّتْ عَلٰی اَنْ يَزِنَهُ بِظَرْفٍ وَتَطْلُوْحَ شَعْنَةً مِّمَّكَانٍ تَحْتِ خُرُوفٍ حُمْبَيْنِ وَظَلَا وَضَحَ فَوْضُوْطٌ اَنْ يُّطْرَخَ غَنَةً
اور جان نہیں باندھیں گے تل کی بیچ اس شرط پر کہ اس کو بیٹھ رہتا تو بے گاہہ ہر دین کے عوض بیچاں تم کرے گا اور بیچ ہے اگر یہ شرط ہو کہ کرے گا
بِوَزْنِ الظَّرْفِ وَاِنْ اِخْتَلَفَا فِي الْوَزْنِ فَالْقَوْلُ لِلْمُشْتَرِيْ وَلَوْ اَمَرَ ذِمَّتًا بِشَوَابِ غَمَرٍ اَوْ يَبْعُهَا صُحْبُ
اس سے ہوتی ہے ہم وزن خود اگر اختلاف کر میں حکم کے وزن میں یہ مشتری کا قول مستتر ہوگا اگر ہم کہانی کو کثرت دے گئے یا بیچ کا تو جیسے
وَأَمَّا عَلٰی اَنْ يُبَيِّقَ الْمَشْتَرِيْ اَوْ يَذْنُرَ اَوْ يَكْتَابَ اَوْ يَسْتَوِلِدَ اِلَّا عَمَلُهَا اَوْ يَسْتَعْدِمُ الْبَايِعَ شَهْرًا
اور جان نہیں باندھیں گے کہ اس شرط پر کہ مشتری اس کو آزاد یا بده یا کتاب یا بیچ جائے اور اس کے عمل کیساتھ کر یا یہ کہ بیچ خدمت سے کواکب
اَوْ ذَارًا عَلٰی اَنْ يَسْكُنَ اَوْ يَقْرَضَ الْمَشْتَرِيْ دِرْعًا اَوْ يَهْدِيْ لَهُ اَوْ لَا يَسْلَمُهُ اِنِّيْ كَذَّابٌ
اذاک اور جان نہیں باندھیں گے کہ اس شرط پر کہ بیچ اس کو یا مشتری سے دیر یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
اَوْ يُوْبَ عَلٰی اَنْ يَقْطَعَهُ الْبَايِعُ وَتَحْتَظَهُ قَبِيْضًا وَصُحْبُ بَيْعٍ نَقِيٍّ عَلٰی اَنْ يَحْدُوْهُ اَوْ يَشْرُوْهُ
کرے گا اور کپڑے کی بیچ اس شرط پر کہ بیچ اس کو کاتھ کرے یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
لَا الْبَيْعَ اِلَى التَّيْوُوْزِ وَالْمَهْرِ حَانَ وَصَوْمُ النَّصْرَةِ وَقَطْرُ الْبُھُوْزِ اِنْ لَمْ يَذَرِ الْعَالِدُ اِنْ ذَلِكِ وَالْحِي قُدُوْمُ
کادے یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
الْخَاجِ وَالْحَصَادُ وَالذِّيَابَةُ وَالْقَطَافُ وَلَوْ كَحْمَلٍ اِنِّيْ طَلِبُ الْاَوْكَافِ صُحْبُ وَاِنْ اُسْقَطَ الْاَبْجَلُ قَبْلَ حُلُوْلِهِ صُحْبُ
اور ممکن گئے یا بده دے یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَ حُرٍّ وَعَبْدٍ اَوْ بَيْنَ شَاہِ ذَكِيَّةٍ وَفِيْئَةٍ بَغْلٍ اَتَبَعَ بَيْنَهُمَا وَاِنْ جَمَعَ بَيْنَ عَبْدٍ وَعَبْدٍ
جو ہائیکہ اور جس نے جمع کیا آزاد اور غلام یا مذکورہ اور مردہ بکری کو تو چھ لائی ہوگی بیچ دونوں میں اور اگر بیچ کیا غلام اور مردہ
اَوْ بَيْنَ عَبْدٍ وَعَبْدٍ غَيْرِهِ لَوْ بَيْنَ بَلْبَكٍ وَوَقْفٍ صُحْبُ فِي الْفَيْئِ وَغِيْلِهِ وَالْمَلْبَكِ
یا بیچے اور دوسرے کے غلام کو یا ملک اور موقوف کو تو بیچ ہوگی بیچ غلام اور اپنے غلام اور فنی ملک میں

(۱) امام نووی نے بیچ اس شرط پر کہ بیچ اس کو یا مشتری سے دیر یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
انسان اور غلام یا بده دے یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ
قد فرج علی ہر دین کی حدیث اور اس کا معنی یہ ہے کہ اگر بیچ اس کو یا مشتری سے دیر یا غم کرے یا بده دے یا کاتھ مت تک مشتری کے حوالے نہ

کائنات ہے جو شہ فیضیت ہے اپنے کے لئے دشمن ہے از حقائق اور ہم نواز ہے اور ہمارے بار آور نفع ہے۔

قواعد و مباحات کے مخصوص نے کوئی چیز نریہ کی اور وہ اس کے پس کسی سخت اور یہ کسی اور سے مضروب ہوئی یا شیبہ باندھی تھی اس سے کوئی کوئی تو دولا یا تین میل فر وقت رکھتا ہے میں یہ بیان کر ضرور نہیں کہ میں نے صحیح مسلم کی بھی یہی ہے مطلب نہیں کہ شخص جب بھی بیوی نہ کرے اور اگر خود اس کے گھٹن سے مضروب ہوئی یا باندھی ہو کر تھی اس سے وہی کرنا تو اوقات سراسر ایسا کہ میں بیان کرنا ضروری ہے کہ انکا اوصاف کے مقابلہ میں وقت نہیں آتی لیکن اختلاف کی صورت میں اوصاف بھی مقصود ہو جاتے ہیں اس لئے ان کے مقابلہ میں قیمت کے آتی نام و فرقا نہر خلافت اور ایک روایت ہے کہ اس سے نام ابو جحش کے نزدیک ہر حال میں شیبہ باندھ کرنا ضروری ہے فقیر ابو نعیم نے اس کو بیان کیا ہے کہ کمال اللہ بنے سے فرج بھی سے اس کی کوئی اور ہر حال میں حاکم رکھا ہے۔

قولہ وقلوا انشری الخ ایک شخص نے کوئی چیز اپنے ارادہ میں دھار خریدی اور جو مال اس نے فروخت کیا اور یہ بین نہیں کیا کہ میں نے اسے دھار دیا ہے تو مشتری کو خریدنا ہے چاہے کل ٹھن کے ساتھ لے اور چاہے وہ اس کو کدے سے نہ دے کہ کچھ سود میں جو مدت دوتی ہے وہ بھی صحیح کے مقابلہ ہوتی ہے اس لئے اصرار مسورت میں ٹھن زادہ ہوتا ہے اور باب مر اسو میں ہے مگر حقیقت کے درجہ میں بحث ہے جس میں یہ ہے نہ تو گناہ ہے اس نے وہ چیز خریدی ہوں اور دونوں کو ٹھن کے ساتھ بطور مر اسو فروخت کیا ہو پس جب اس کے خلاف حکامبر و ائمہ مشتری کو انکار دیا اور دکر مشتری نے کپڑے کو میوب کر دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ راست نے اصرار خریدے تھا تو اب کل ٹھن کے ساتھ لینا نہ تو ان تمام مسائل میں بولہ کا بھی یہی حکم ہے۔

قولہ ومن وی فی الحج ایک شخص نے کوئی چیز منظور فرما دیتا ہے اور کہہ کر جتنے میں مجھے پڑی ہے: سنے شیہ ہے اور شستر کی کو معصوم نہیں کر اس کو سکتے ہیں پڑی ہے تو ختم معصوم نہ ہونے کی وجہ سے بیع حاسد ہے اور اگر کمال عقد شستر کی کو معصوم دوجائے تو اس کو اختیار ہوگا جا سے لے جا سے لے۔

[illegible]

مشرع فقہاء: قولہ صحیح الطبع بعد سے پیشتر وہی فقہاء کی خلق بالاطلاق ناچار ہے۔ کیونکہ حدیث میں اس کی حمایت موجود ہے۔ لیکن اشیاء متصورہ یعنی زمین کی سطح فقہ سے پہلے بن چکی تھیں اس لیے اختلاف ہے۔ امام محمد امام طبرانی امام مالک کے نزدیک ہر شخص کیو کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منقول وغیرہ کی کوئی قطعیت نہیں۔ مگر ان کے نزدیک ہرگز ہے وہ یہ فرماتے ہیں۔ حدیث میں نہیں کہ حدیث یہ ہے کہ بلاکٹ چلی کی صورت میں انفساں خلق بالاطلاق سے اور زمین کی پادست اور اروجو ہے۔ اور مذکور کا اعتبار نہیں ہوتا۔ پس جب صحیح علماء میں علت ذکر ہو نہ اپنی جائے توحق چار ہوئی۔ اور علت ذکر ہو پائی جائے مثلاً زمین اور یا کے کنارہ پر واقع ہو۔ اور اس کے بلاکٹ ہونے کا قدرتی ہو تو قطعاً نہیں اس کی امارت نہیں رہے۔

قوله ولو احدثی الحج اگر تکلیف چیز کو مکمل کے طور پر خیر یا تو جب تک اس کو مکمل سے نہ آپ لے اس وقت تک اس کو فروخت کرنا اور کھانا حرام ہے لیکن اگر وہ گھر میں ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے حج عدا سے منع فرمایا ہے جب تک کہ اس میں دو صاع چارکی نہ ہو۔ ایک صاع بائع کا اور دوسرا مشتری کا۔ اس حدیث میں کوئٹہ دے صنف ہے لیکن اکثر طرق روا ہیں اس امر اور بعد کی وجہ سے قائل حجت اور واجب العمل ہے۔ یہی حکم روزی اور حدودی چیزوں کا ہے۔ کہ تو لے کر دے اور شرا کرنے سے پہلے کھانا اور فروخت کرنا جائز نہیں۔ البتہ بیع غہ دریا میں بیعہ کے بعد بیعہ سے پہلے تعارف جائز ہے گو بشرط بیعہ یا اس کی خرید و اس واسطے کہ بیعہ غہ دریا میں ذرا غ (گڑا) نصف ہے نہ کہ برابر میں کل مزدور مشتری کا ہو چکا خواہ اس کو زائد پاسے یا کم۔

تخصیص: کہی چیزوں میں مکمل کے بغیر تصرف کا جائز نہ اس وقت ہے جب بائع نے انعقاد حج سے قبل مشتری کی حرم موجودی میں مکمل کیا ہو اور اگر بائع نے بعد انعقاد حج مشتری کی موجودگی میں مکمل کیا ہو۔ بھول جھگ بائع کا مکمل کر لینا کافی ہے۔ کیونکہ مکمل واحد سے حج کی مقدار معلوم ہوگی نیز بیع غہ دریا میں بیعہ سے قبل تعارف کا جائز ہو اس وقت ہے جب ہرگز کارش جہ ایجاب یا نہ کیا۔ ورنہ بیعہ سے قبل بیعہ غہ دریا میں بھی تعارف جائز نہیں۔

قوله وصح التصرف الحج قبلہ کرنے سے پہلے میں تعارف کرنا جائز ہے۔ بطریق بیعہ یا بطریق بیعہ۔ شخص مبین ہو جاتا ہو جیسے مکمل یا مبین نہ ہونا ہو جسے خود یا غیر میں بیعہ یا بیعہ کرنا بھی جائز ہے۔ (بشرطیکہ بیعہ بلاک نہ ہو) مشتری کی مانت سے ہو یا اس کے وارث کی جانب سے یا بیکم مشتری کی انجمنی کی جانب سے اور بائع کی جانب سے بیعہ میں زیادتی کرو یا بھی جائز ہے۔ (بشرطیکہ زیادتی مسلمہ نہ ہو) اسی طرح شمن اور بیعہ میں کی دینا بھی جائز ہے۔ (بشرطیکہ کہ بیعہ دین ہو) امام زفر اور امام شافعی کے یہاں بیعہ اور شمن میں کی بیعتی کو مولا اور بیعہ کے لحاظ سے صحیح ہے۔ لیکن ان کے یہاں کی بیعتی اصل بیعت کہ تھانہ لائق نہیں ہوتی۔ بہرہ کہنے ہیں کہ حوالہ بین بیعہ و شمن میں کی کر کے عقد بیعہ کو ایک نصف شرا سے دوسرے نصف شرا کی طرف تبدیل کر رہے ہیں۔ اور جب وہ بیعہ یا شمن عقد کی کوٹھانہ کتنے ہوگی بیعتی کے عقد پر بیعتی اولیٰ ہوں۔ گئے بھری بیعتی کے بعد جس مقدار پر عقد قرار دیا گیا۔ بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اس کا اتنا حق ہوگا۔ مثلاً بائع نے بیعہ میں اضافہ کیا تو اضافہ کے ساتھ دینے کا لازم ہوگا۔ اور اگر بیعہ و شمن کی وجہ سے بیعہ و شمن کی گئی تو مشتری میں بیعہ زیادتی واپس کرے گا۔

قوله وقاجیل نکل دین الحج ہر قسم کے دین کی تاویل صحیح ہے۔ غلو دین بذریعہ عقد ہو یا بسبب احتیاج کہ البتہ قرض کی تاویل صحیح نہیں۔ پس اگر عینہ بھر کے دے سے پر قرض دیا ہو تو قرض خود غلو قرض سے فی الواقع مطالبہ کر سکتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں قرض کی طرح غیر قرض کی بھی تاویل صحیح نہیں۔ جواب یہ ہے کہ جب صاحب دین کو معاف کر دینا جائز ہے تو تاخیر مطالبہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ امام مالک کے یہاں دیگر دیون کی طرح قرض کی بھی تاویل صحیح ہے۔ جواب یہ ہے کہ قرض ابتدا کے اعتبار سے عام اور صا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ عدا سے صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب عدا بھرا تو تاویل لازم نہ ہوگی۔ کیونکہ حیرہ عدا کو مدت سے پہلے سے لے سکتا ہے۔ اور اتنا، کے لحاظ سے قرض صا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں روکش واجب ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے تاویل صحیح نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ تمام بیعہ و شمن کی سے ادھار اور بیعہ یا شمن پر بیعہ جو متفقہ فی سادہ ہے۔ والہ حال ان الشرا عتب الیہ واجمع الامۃ علی جوازہ۔

محمد رفیع غفرلہ

۱۔ امام شافعی نے فرمایا کہ اگر عینہ بھر کے دے سے پر قرض دیا ہو تو قرض خود غلو قرض سے فی الواقع مطالبہ کر سکتا ہے۔ امام شافعی کے یہاں قرض کی طرح غیر قرض کی بھی تاویل صحیح نہیں۔ جواب یہ ہے کہ جب صاحب دین کو معاف کر دینا جائز ہے تو تاخیر مطالبہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی۔ امام مالک کے یہاں دیگر دیون کی طرح قرض کی بھی تاویل صحیح ہے۔ جواب یہ ہے کہ قرض ابتدا کے اعتبار سے عام اور صا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ عدا سے صحیح ہو جاتا ہے۔ اور جب عدا بھرا تو تاویل لازم نہ ہوگی۔ کیونکہ حیرہ عدا کو مدت سے پہلے سے لے سکتا ہے۔ اور اتنا، کے لحاظ سے قرض صا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں روکش واجب ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے تاویل صحیح نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ تمام بیعہ و شمن کی سے ادھار اور بیعہ یا شمن پر بیعہ جو متفقہ فی سادہ ہے۔ والہ حال ان الشرا عتب الیہ واجمع الامۃ علی جوازہ۔

دوسرے باعتبار معنی تو مکمل اور وزن سے مماثلت سوری حاصل ہوئی۔ اور ساتھ لکھیں ہوئے سے مماثلت معنوی۔ اس لئے کہ ہم بوضیفہ نے فرمایا کہ اگر ہم ہوا کی علت شمار کریں گے ساتھ مکمل یا وزن کا ہونا ہے تو ان کا صاحب کے نزدیک بھولوں میں اور ان چیزوں میں جو وزن اور پیمانہ سے فروخت نہیں ہوتیں۔ یہ بات ہو گا وہ قابل احمد علی روایت ہے۔

قوله لا يحرم المبيع حسب ما ثبت ثابت ہوگی کہ طہریت و حرمت و باقہ روایتیں ہیں تو جہاں یہ دونوں چیزیں پائی جائیں وہاں زیادتی اور اور حدوں و حرام ہیں۔ پس ایک لکھیں کہ ایک قبیلہ گیسوں کے عوض فروخت کرنا جائز ہوگا اور زیادتی کے ساتھ کرنا گیسوں اور جو دلوں کی ہیں یہ صرف جنس پائی جائے جسے قلم کو قلم کے عوض یا ہر وہی کپڑے کو ہر وہی کپڑے کے عوض فروخت کرنا کہ غلام اور کپڑا نہ کیلی ہے نہ وہی ان دلوں و سورتوں میں کسی بیشی جائز ہوگی اور اوہا فروخت کرنا حرام ہوگا۔ اور اگر دلوں نہ پائی جائیں تو دونوں سورتوں میں جائز ہوگا۔ سولہ اور دلوں کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو ایک اونٹ دو اونٹوں کے عوض بدت کیا ساتھ خریدنے کا حکم فرمایا۔ نیز سولہ اس روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک اونٹ تیس اونٹوں کے عوض میں اوہا فروخت کیا۔ معلوم ہوا کہ اوہا جس سے اوہا کی حرمت ثابت نہیں ہوئی تمام شافعی کی رائے بھی یہی ہے۔ جواب اصحاب سنن ترمذی کا یہ ہے کہ حضرت سرحد بن جب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جیوں کو جان کے عوض اوہا فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ طہریت و احکام ایک چیز یعنی اتھا جس تحریم نہ کی پوری علت ہے۔ یعنی پہلی اوہا میں سورت و دونوں صحیح ہیں اور حدیث سرحد بن جب غرم ہے اور منع و غرم کو تحریم ہوتی ہے۔

قوله ولا يصح بيع المكمل فتح جن اشیا کو شروع نے کیلی قرار دیا ہے جیسے گیسوں جو کھجور تک و غیرہ ہمیشہ کیلی رہی ہیں کی۔ گو دلوں نے ان میں مکمل کو ترک کر دیا اور جن اشیا کو شروع نے زنی رکھا ہے جیسے سونا یا چاندی وہ ہمیشہ زنی رہیں گی تو جب ان اشیا کو انہیں کی بیشی کی عوض میں فروخت یا جائے تو مسادات ضروری ہوگی۔ کسی بیشی جائز ہوگی اور مسادات کا اخبار کیلی میں مکمل کیا ساتھ ہوگا اور زنی میں وزن کے لحاظ سے ہوگا۔ سوا کر کسی نے گیسوں کو گیسوں کے عوض وزن کے لحاظ سے مساوات کیا ساتھ فروخت کیا تو صحیح جائز نہ ہوگی۔ کیونکہ گیسوں شرعاً مکمل ہے نہ کہ زنی و نفس علی هذا۔

وَمَا يَنْتَبِ إِلَى الزُّطْلِي بِجَنْبِهِ مَتَسَاوِيًا لَا مَقْضَاهَا وَجُودُهُ تَكُونُ قِيَّةً وَيَقْتَضِيهِ التَّغْيِينُ
اور ان چیزوں کی جو منسوب ہوں زطل کی طرف انہی کی بیش سے ہمارا یہ نہ کہ کسی بیشی کے ساتھ اور اس کا کھرا کھوہ ہزار ہے اور ستر ہے نہیں
لَا التَّغْيِيلُ فِي غُلْبِ الصَّرْفِ وَصَحَّ بَيْعُ الْخَفِيفِ بِالْخَفِيفِ وَالْثَقِيلُ بِالْثَقِيلِ وَالْغَلِيظُ بِالْغَلِيظِ
نہ کہ غلبہ میں صرف بلکہ اور صحیح ہے ایک ٹھکی لک کی دھکی سے اور ایک سیب کی دھکیوں سے اور ایک انڈے کی دھکیوں سے
وَالْخَوِزْزَاءُ بِالْخَوِزْزَاءِ وَالْعَمْرُؤُ بِالْعَمْرُؤَيْنِ وَالْفُلْسُ بِالْفُلْسَيْنِ وَالْأَهْلُ بِالْأَهْلِ
اور ایک انڈے کی دو خوزز سے اور ایک عمر کی دو عمروں سے اور ایک فلس کی دو فلسوں سے۔

احکام ربوہ کی تفصیل

توضیح لفظ: جب ہمہ ربوہ کی کھلیا محذوب ہر خفا و سبب کی حد و اجزہ اثرات و لکھیں
تشریح لفظ: قوله وجهه الخ اسول ربوہ میں ہمہ اور کھلیا کا کوئی اثر نہیں۔ بلکہ دونوں برابر ہیں۔ پس جب کوئی کے عوض میں کسی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ حد شد یا جو شروع و لکھ میں مرقوم ہو چکی وہ طلق ہے۔

روٹی کے عوض میں اور سوت کے عوض میں جائز ہے۔ برابر برابر ہو یا کم بیش کیونکہ یہ دونوں جنس کے اعتبار سے مختلف ہیں باقی سنی کہ کھڑا اچھڑنے کے بعد سوت اور روٹی میں برابری۔

قولہ والرطب الخ پختہ کھجور کے عوض متماثل فروخت کرنا تو بلا خلاف صحیح ہے لیکن امام صاحب کے نزدیک کھجور کو چھوٹے کے عوض میں کے اعتبار سے برابر برابر فروخت کرنا بھی جائز ہے۔ صاحبین اور محدثوں کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ ان کے یہاں فی افعال مساوات کا ہونا کافی نہیں بلکہ باعتبار انعام بھی مساوات ضروری ہے۔ دیکھیں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پختہ کھجور کی بیچ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا وہ خشک ہونے کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ انھوں نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ! کم ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا تو بخرائے جائز نہیں۔ امام صاحب کے یہاں بوقت عقد مساوات ہونی چاہیے۔ انعام کے لحاظ سے مساوات کا نہ ہونا اس کے متناظر نہیں۔ بشرطیکہ اس کا موجب ہر شئی ہو لیکن امام صاحب فرماتے ہیں کہ رطب اور صل خشک نہیں یا تو دوسرے یا تر نہیں ہے اگر خریدا تو آغا حدیث "التمر بالتمر ماہ" کی رو سے صحیح جائز ہوئی اور اگر تر نہیں ہے تو آخر حدیث "الاختلف انواع علیٰ فیہا کیف قسم" کی رو سے صحیح ہوئی۔ یہ مسئلہ مذکور اس کا جو پ یہ ہے کہ اس حدیث کا مآخذ یہاں عیاش پر ہے جس کے متعلق ماہدین حدیث کا کام ہے۔ دوم یہ کہ اس میں فی بخرائے نہیں سے منع کرنا مفہوم ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سے اسی کے متعلق روایات کیا جاتی ہیں چنانچہ سنن ابی داؤد و مستدرک حاکم دارقطنی کی روایت میں اس کی تصریح موجود ہے "الظہیر" بھی رسول اللہ ﷺ ہی بیع الرطب بالتمر نسبتاً "سوال دارقطنی میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ "آنحضرت ﷺ نے پختہ کھجور کو خشک کھجور کے عوض فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جواب دارقطنی میں یہ مضمون دو طریق سے مروی ہے ایک میں لکھی بن حنیہ راوی ہے اور ایک میں موسیٰ بن حمیدہ ربیع راوی ہے۔ دونوں نقل ابن جوزی متروک فی الدیلمت ہیں۔ واما بیع العنب بالزیت فبیع عندہ حلالاً لکن تقدم والوجه ماہناہ فی الرطب والتمر من المحتیین وقول لا يجوز خفلاً۔

وَحَلُّ الدَّقْلِ بِخَلِّ الْعَنْبِ وَشَعْمِ الْبَطْنِ بِالْأَلْبَانِيَةِ أَوْ بِاللَّحْمِ وَالْخُبْزِ بِالزَّيْتِ أَوْ الدَّقْلِ بِشَعْمِ الْبَطْنِ
اور کھجور کے سر کے فی انگری سر کے۔ اور پیٹ کی چوٹی کی چوٹی یا کرست سے اور روٹی کی ٹہپیاں یا آنے کی کھٹی کرست
لَا يُبَيْعُ الْبُزُّ بِاللَّحْمِ أَوْ بِالشَّوْبِيَّ وَالزُّيْتُونُ بِالزَّيْتِ وَالسَّمِ بِالشَّيْبِ
نہ کہ سمیوں کی آلے یا ستر کے ساتھ اور زیتون کی اس کے تیل سے اور حل کی روٹی حل سے
خَبْزٍ يُخَوَّنُ الزَّيْتُ وَالشَّوْبُخُ أَكْثَرُ مِمَّا فِي الزُّيْتُونِ وَالسَّمِ وَيُسْقَرُ خَبْزُ الْخُبْزِ زَيْتًا لَأَعْدَا
یہاں تک کہ جو روٹی زیتون اور روٹی حل زیادہ اس سے زور زیتون اور حل میں ہے اور قرطبی نے چائے روٹی زیتون سے نہ کہ شربت
وَلَا زَيْتًا قَيْنَ الْفُولِ وَغَنَبِهِ وَلَا لَبَنَ الْمَسْلُومِ وَالْخُبْزُ قَيْنَهُ
اور جس سے سو آگ اور اس کے تیل سے درمیان اور نہ مسلمان اور حل کے درمیان عابہ رطب میں
توضیح المسند: نقل سرکہ نقل روٹی کھجور عابہ کھجور، لحم جہاں میں عابہ کھجور، شحم آلا ساقی ستون شہر محل زیتون شہر کا
تیل شحم حل شیرین کافجس۔

تشریح الفقہ: قولہ لا یباع البز الما صاحب کے نزدیک یہاں کھانے یا ستر کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں نہ طریق تداوی

یہ بطریق تقاضا۔ تقاضا تو اس لئے جائز نہیں کہ دونوں میں وہ حد نکالے کیونکہ آٹھ سو توبہ جوں کے اجزاء ہیں اور سادہ اس لئے بڑ نہیں
 کہ دونوں کا معیار مکمل ہے اور مکمل سے تصویر نہیں ہو سکتا کیونکہ توبہ جوں کے انوں کا کھل پہنے کے بعد شکر ہوا ہے۔ نہ جان کی بیج روغن
 زیتوں کے میں اور جس کی بیج روغن جس کے خوش جائز نہیں۔ یہاں تک کہ روغن زیتون اور روغن تل اس روغن سے زیادہ ہو جو زیتون اور تل
 سے نکلے والا۔ چہ کا کہتا کہ تل جس کے مقدہ میں وہ جاتہ روزانہ جس کی کھل کے مقابلہ میں۔

قولہ و يستقرض الخ اگر روغن قرض لینا چاہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک ہر دیکھ کے لئے سے نہ بے ہمتی اور نہ کر کے سبب
 صاحب کے نزدیک کی غرض بھی اجازت نہیں۔ وہ مجھ کے نزدیک دونوں طرح لئے نکلتا ہے۔ شرح مجمع میں ہے کہ فتویٰ امام محمد کے
 قول ہے یہی کہ کوکل اللہ نے نے مستحسن کہ ہے اور اسی پر صاحب توبہ نے اجتہاد ظاہر کیا ہے۔ لیکن امامہ زہبی نے امام ابو یوسف کے قول
 پر فتویٰ ذکر کیا ہے۔

قولہ ولا يجوز الخ آقا اور اس کے حکام کے درمیان۔ یہ واضح نہیں ہوتا۔ کہ مکہ ظلام کے پاس جو ہیں سے وہ تو اس کے آقا ہی کا ہے
 جس طرح چاہے لہذا یہ اس وقت سے جب قدام و ذونہ ہو اور اس پر دین مستغنی نہ ہو درجہ ان کے درمیان بالائتلاف و بواجاد کا۔ لیکن
 بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے کہ قضیہ یہی ہے کہ دین مستغنی ہو یا غیر مستغنی کی طرح رہا نہیں۔

قولہ ولا بین المسلم الخ جس مسلمان کو اہل حرب کی طرف سے امان حاصل ہو سکے درمیان اور کافر حربی کے درمیان
 دار الحرب میں رہتے ہوئے طریقہ کے نزدیک رہا نہیں ہے۔ کہ امام ابو یوسف اور ائمہ اثنی عشریہ کے خلاف ہیں کیونکہ یہ اصولی حرمت رہا
 مطلق ہیں دار الحرب میں رہا دار السلام میں بہرہ و صورت رہا اہرام ہے۔ ہذا شہرہ دیکھنی کی مرکز سے پٹ متبہل ہوئی ہے۔ نیز دار الحرب
 میں حربی کو اہل سہاں ہوتے ہیں وہ ضمانہ کی کمر تو بھیجے چاہئے ہے۔

فائدہ: حرب رہنے سے پانچ صورتیں متعین ہیں۔ کہ ان میں رہا اہرام نہیں۔ (۱) آقا اور اس کے حکام کے درمیان (۲) شرکت
 معاوضہ کے دار شریکوں کے درمیان (۳) شرکت ملان کے دار شریکوں کے درمیان (۴) دار الحرب میں مسلم اور حربی کے
 درمیان۔ (۵) مسلم اور اس شخص کے درمیان جو دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو۔

قوله مبيحة الخ یہ مسئلہ پہلے قاعدہ پر متفق ہے مسئلہ کی توضیح یہ ہے کہ ایک شخص نے بائیس سے ایک بائیس خریدی مشتری کے یہاں بائیس بیلا باندی کے بچہ پیدا ہوا اور پھر باندی بندہ کے آزاد کیے کی مستحق قرار پائی تو وہ حسب جہت باندی کو رخ اس کے بچہ کے لئے لگا اور اگر مشتری نے کسی شخص کیلئے باندی کا آزاد کر لیا تو مقررہ مال صرف باندی کے لئے کا ہے فرق اسی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ بینہ جہت مطلقہ متعدد ہے لہذا صاحب جہت اصل یعنی باندی کا مالک ہوگا اور اگر بچہ اس کا تابع ہوگا۔ بخلاف آزاد کے کہ وہ جہت قائم ہے لہذا بقدر اقرار بچہ کا مالک نہ ہوگا۔

قوله وان قال الخ یہ مسئلہ دوسرے قاعدہ پر مقرر ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ ایک شخص غلام خریدے بچہ جہت قاعدہ غلام کے لئے لگا تو مجھے خریدے میں خالی کا غلام ہوں اس نے اس کو خرید لیا اور وہ آزاد نکلا تو اس کی باندی کا تابع ہے اور صاحب جہت اس کی کوئی جگہ معلوم ہو تو غلام پر کچھ واجب نہ ہوگا کیونکہ باندی کے سے وصولی بالی ممکن ہے اور اگر تابع داخل نہ ہو تو اس کی جگہ معلوم ہو تو مشتری غلام سے جس وصول کرے گا اور غلام حسب کسی تابع کو پائے گا تو وہ اس سے لئے لگا۔

قوله وبخلاف الرحمن الخ ایک شخص نے عمر بنی سے کہا کہ مجھے عمر بن رکھ لے میں غلام کا غلام ہوں تو اس نے عمر بن رکھ لیا اور وہ آزاد نکلا تو مشتری اس پر جو عمر بن کی کسائی کیونکہ یہاں عمر بن کو دھوکا ہوا ہے اور عقد عمر بن میں دھوکا ہو جب ضمان نہیں ہوتا کیونکہ عمر بن عقد وثیقہ ہوتا ہے۔ نہ کہ عقد عارضہ بخلاف بیع کے کہ وہ عقد عارضہ میں دھوکا ہو جب ضمان ہوتا ہے۔

قوله ومن ادعى الخ ایک شخص نے کسی مکان میں حق بھول کا دعویٰ کیا کہ ایک سو روپیہ پر بیع ہوئی۔ پھر اس مکان کے کچھ حصے میں دوسرے کا حق غلط یا تو دعویٰ علیہ ہوئی اور جو اس میں کر سکا۔ کیونکہ ممکن ہے دعویٰ کا دعویٰ واقعی میں ہوتے کہ مستحق میں باوجود اس دعویٰ نے کل مکان کا دعویٰ کیا پھر اس کا کچھ حصہ مستحق قرار پایا تو دعویٰ علیہ دعویٰ پر چند اختلاف رجوع کر سکا ہے۔ کیونکہ ایک سو روپیہ پر بیع کل مکان کی طرف سے ہوتی تھی لہذا استحقاق حقیقی منہا رجوع بحساب ہے۔

فصل

تشریح لفظ: قوله فصل الخ اس فصل میں تعریقات فضولی کا بیان ہے جس کا مضمون باب الاستحقاق کے بعد آ رہا ہے۔ کیونکہ حقیقی دعویٰ کی قدرت یہ کہتا ہے کہ یہ بیع ہماری ملک ہے۔ پھر جس نے حیرے یا بعد فروخت کی ہے اس نے میری اجازت کے بغیر فروخت کی ہے اور یہی احمیہ بیع فضولی کی معنیت ہے۔ اس لفظ سے باب الاستحقاق کے بعد لانا بالکل سبب ہے۔ فضولی فضول جمع فضل بمعنی زیادت کی طرف نسبت ہے۔ فی المغرب وقد علمت جمیعہ علی ملاذ خیر لہذا حقیقی فضول بلا فضول و من بلا من و طول بلا طول و عرض بلا عرض۔ نسبت میں فضول اس شخص کو کہتے ہیں جو بے قاعدہ کام میں مشغول ہو۔ اور اصطلاح فقہ میں فضولی وہ ہے جو بلاذن شری اور دوسرے کے حق میں تصرف کرے۔

فائدہ: تصرف فضولی کے فائدہ موقوف ہونے کا وہ حکم ہے کہ اگر بوقت عقد اس کے تصرف کو جائز کرنے والا کوئی مجوز ہو تو اس کا تصرف معتقد ہوگا۔ اور اگر کسی جہازت پر موقوف ہو گا تو وہ تصرف ملک کی ہو جیسے بیع اور بیع یا بصورت اسقاط ملک ہو جیسے طلاق و حاق اور اگر کسی نہ ہو تو اس کا عقد معتقد نہ ہوگا۔ مثلاً ایک بچہ نے اپنا مال فروخت کیا اور دلی کے جائز نہ ہونے سے پہلے بائع ہو گیا اور بائع ہونے کے بعد اس نے بیع ساقی کو چارہ کر دیا تو بیع جائز ہو جائے گی۔ کیونکہ بوقت عقد اس کا دلی موجود تھا۔ اور اگر بچہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر بائع ہو کر اس کو چارہ رکھا تو طلاق نہ ہوگی۔ کیونکہ بوقت عقد کوئی مجوز موجود نہیں اور اس واسطے کہ بچہ عدم بلوغ کی وجہ سے طلاق کا اہل نہیں بلکہ اس کے دلی و طلاق دینے کا اختیار نہیں۔

۱۔ یہ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی ہے۔ اور متفقانے قوی بھی یہی ہے۔ یوں کہ حضرت عطاء کا ارشاد ہے "لا یحق
 ۲۔ من اذہم فیہ لایسئلک" جواب ہے کہ یہ ہیں وہ خلق مراد ہے جن کی اہل نافر ہو۔

قولہ ولو قطع الخ ایک فقہی نے کوئی عام فریضہ پر اور مشتری کے یہاں آ کر کلام کا ہاتھ دکان کی مشتری نے اس کی صورت
 نے اس کے بعد غلام کے مالک نے اس کو جان لیا تو قطع یعنی اسے اسے مشتری کی ہوئی۔ کیونکہ مالک کی اجازت کے سبب سے مشتری کی
 مال سے دینی اور نہ وقت نہ اس کی طرف منسوب ہو یعنی وہ خرید کے وقت ہی سے مالک قرار پیا۔ جس قسم یہ اسی کی ملک میں ہوا تو
 اسے بھی دینی کے مال کے لئے اسے نصف ثمن۔ نہ مالک ہواں کو تجارت کر۔ بیانیہ دینی ہے۔ کیا ملک اس کے حلال میں دینی ہی اہل ہے۔

قولہ ولو جامع عبد غیرہ الخ ایک فقہی نے دوسرے کلام اس کی اجازت کے بغیر فروخت کر دیا۔ اس کے بعد مشتری نے بائع
 فقہی یا اصل مالک کے قرار پر بیعت قائم کیا کہ مالک نے اس کو فروخت کرنا نہیں پایا اور بیعت کو پس کرنا چاہا تو مشتری کا بیعت منقول نہ ہوا
 کیونکہ اس کا قائم ہو کر یہ اقدام کرنا صحیح نہ تھا۔ اس کے بعد یہ دینی بھی نہیں ہوا اور بیعت کا مقبول ہو نہایت دینی ہوئی
 ہے ابتدا منقول نہ ہو بلکہ اور اگر ایک فقہی نے یہ قرار کر لیا کہ مالک نے مجھ کو فروخت کیا تو قطع نہیں کیا تو بائع ہو جائے گی۔ مشتری کہ مشتری
 جان لیا کہ مالک اس کے لئے مالک تھا جس پر اسے قرار کرنا صحیح ہے۔

قولہ ومن جامع داو غیرہ الخ ایک فقہی نے دوسرے کلام اس کی اجازت کے بغیر فروخت کر دیا۔ اس کے بعد اس نے امر کیا
 کہ اس نے مکان خرید دینی کے لئے فروخت کیا ہے۔ اور مشتری نے اس کو ہمنہ بتایا تو بائع مکان کی قیمت کا نشان نہ ہوا۔ اس واسطے کہ
 مشتری کے خلاف بائع کے امر کی تعمیل نہیں ہوئی۔ بلکہ صاحب دکان کا بیعت قائم رہا اور وہی ہے۔ اور جب اس نے بیعت قائم نہیں کیا تو
 اعراف دار اس کے یہ قائم کرنے سے خارج نہ ہونے کی طرف متعلقہ ہوگا۔ کہ بائع کے عقد کی طرف اس تقریر سے یہ طوطی ہو گیا کہ
 "صنف کقولی" فاد حلہا مشتری فی بناء الخ فی بناء الخ۔ اذ لا یشر لاد حال فی البناء فی ذلک۔

باب المسلمۃ

وبیئ الخ مسلم کے بیان میں

ما مکن مسلط صعبہ ومفرقہ قدرہ ضح المسلم فیہ وملا فلا فزیح فی التخیل
 ۱۔ مجزیب۔ ۲۔ حدیث کریمہ اور اس کی سند کا معنی ہوا کہ جس کو ان میں مسلم تھا ہے اور جن میں یہ نہ ہوا ان میں کچھ نہیں کچھ ہے یہی
 ۳۔ ان تفسیر (الغادی المتغارب) کالخیزر والنجی والفلس والسن والأخیر ان نسبی مبین مغفور
 اور ان میں سے وہاں کہ وہاں میں بھی انہیں انہیں۔ ۴۔ چھ بڑی بڑی واپس آکر ان کا سا بیعت نہیں کر دیا کہ ۵۔
 ۶۔ الخ یعنی الخلوب ان بین الذواغ والصفۃ والصفۃ
 ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔

توضیح مختصراً: ستر روایں جس میں سے پر تبصرہ کرنے سے پہلے غور کیا جائے۔ مثنیٰ ثانی والی۔ تجوز اخذ ہے۔ جس میں صحیح و ضعیف اور فلسفہ
 نہیں بلکہ اس آیت کی ایک مصلحت اس لئے ڈھانے کا ہے۔

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ جن یومئذ میں خوشن یا اعدا خوشن پر قبضہ ضروری نہیں۔ اس کے بعد ان بیچ کو ذکر کر رہا ہے جن میں یہ ضروری ہے یعنی صرف مسلم۔ اور مسلم کو صرف پر اس لئے منع کر رہا ہے کہ مسلم میں اعدا خوشن پر قبضہ ضروری ہوتا ہے۔ یہ صرف اس زمین پر۔ سخت میں مسلم اور ظلم دونوں قبیح اقل معنی ہیں۔ جب زمین پہلے دیا جائے تو حرب جوتے ہیں مستحب ہی کذب و مسلمہ و اسلف (مغرب) اصطلاح شرع میں مسلم بیچ والا اصل و باعناصل کو کہتے ہیں۔ اصل سے عدا مسلم نے عدا اور اصل سے اس ال اصل صاحب اصل کو رہا المسلم و مسلم معاخذہ عدا مسلم ایہ بیچ کو مسلم فیہ اور خوشن کو دس مال کہتے ہیں۔

فائدہ: از روئے قاس مسلم ہائز نہیں کیونکہ بوقت مقدمہ مسلم فیہ بیچ (بیع) ہو چکا نہیں ہوتی۔ تحریر کتاب و سنت پر اجماع سب سے ثابت ہے۔ قاس کو ترک کرنا پڑا حضرت ابن عباس فرماتے ہیں "بخذ حق تواری نے سلف یعنی ہم کو طار فرمایا ہے۔ اور اس کے بارے میں الطول آیت یعنی "ایہا الذین امنوا اذا تبایعتم اعداءکم لا تکرہوا ان ینزل فرما رہی ہے۔ نیز روایت سند سے بھی رخصت حکم ثابت ہے۔ قولہ ما ممکن الخ جنما چیزوں کی صفت ضبط کرنا ممکن ہو مثلاً انکا عدا یا ناقص ہو نہ ہو اس کی مقدار معلوم کرنا ناممکن ہو جیسے کئی روزی عدا ہی پر تقارب المقدار اثرات اندازنے میں ممکن ہے۔ غی کی بجائی یا کئی بیش و غیرہ ہر ایسی چیز میں بیچ منع صحیح ہے اور زمینیں یہ ممکن نہ ہواں میں بیچ نہیں کیونکہ حضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی چیز میں سہم لے لے چاہے کہ مکمل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک مسلم کرے۔

قولہ الخ الخ اس قیاس سے اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ گوہر زین میں جس میں نہیں بلکہ غر زین قریب یہ مسلم نہیں ہو سکتے خلافاً لک۔

لَا فِی الْخَبْزَانِ وَطَرَفِهِ وَالْخُلُودِ غَلْدًا وَتَحْطَبِ شَرَحًا وَالْمُطَبَّةِ خُزَا
 مسلم نہیں چاہا اور ان کے آٹھ پاؤں وغیرہ یا اور کھانوں میں عدا کے کھانا سے اور کڑی میں کھیت کے اعتبار سے اور کاروں میں گدڑوں سے
 وَالْخَوَظَرِ وَالْمُغْوِرِ وَالْمُشْکِ الْقَرْعِ وَصَحْ زُونًا لَوْ مَالِخًا وَالْمُشْمِ
 اور جابر اور پتھروں میں اور نہ لے دلی چیز میں اور تازہ چھلی میں اور حج ہے یا ل کر اگر تک آلود ہو اور گوشت میں
 وَبِحِجَالٍ أَوْ بِزَوَاجٍ لَمْ يَنْزِلْ فَنَزْدُ وَنُزْفَرِيَّةٌ أَوْ نَحْرِ نَخْلَةٍ نَعْنَدِ
 اور ایسے پتھروں یا گڑے جس کی مقدار معلوم نہ ہو اور خاص بستی کے گھبوں میں اور صحن درخت خرما کی بھدروں میں۔

وہ چیزیں جن میں مسلم جائز نہیں

توضیح الفقہ: اطراف جمع طرف مردہ یا مردہ پاؤں وغیرہ۔ جابر جمع جلد کھان۔ طرب لکڑی حرم جمع حرمہ کھار و غیرہ ترکاری۔ جز جمع جزوہ لکڑی خرد و چوبند چھلی نظری ہذا فاعل ملک لکڑی خرد و چوبند چھلی کی حالت۔ مجبور کا درخت۔

تشریح الفقہ: قولہ لاهی الحيوان الخ جن چیزوں کے افراد اور ان کی مالیت میں عقاوت ہو اور ضبط ممکن نہ ہواں میں مسلم صحیح نہیں۔ اس جائداد میں مسلم صحیح نہیں خواہ کوئی جائداد ہو، ہم مثال کے اس صحیح ہے۔ کیونکہ حضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو ایک لشکر روانہ کرنے کا حکم فرمایا۔ سو وہیں شہم ہو گئیں تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ کی باتیں لے لادھکان یا خطا الحیر بالعبیرین ہی اہل الصلحہ ہمارے دلیل یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے جائداد میں مسلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ دلی حدیث قدورہ سوال تو وہ ضعیف مضرب الاستاد ہے دوسرے یہ کہ مسلم بن جابر اور مردہ زمین دین حریش: دونوں راوی مجہول الحال ہیں ابو نعیم کے متعلق بھی کلام ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے

معاذ اللہ! یہ ہے کہ میونخ کی فوج میونخ کے غرضی میں بطور سیر جاتا ہے۔ لاکھوں اعداد و شمار سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان سے سب فرمایا ہے۔

قولہ واعطوا للفق البیع اطراف حیوان (سری کلہ پان ذلیفہ ہا وروں کی کمال میں بھی سلم جہ نر نہیں کہتے یہ سب عدوی اشیائیں جن میں غیر معمولی تفاوت ہوتا ہے۔ اما مالک کے یہاں سری اور کمال میں عدوی کے لحاظ سے سلم جہ نر ہے۔

قوله والمنقطع فتح جو چیز عقد کے وقت سے اتفاق کے وقت باز موقوف میں وسیع نہ ہوگی وہاں سے بھی علم جائز نہیں امام شافعی اور امام سہروردی ہیں کہ اگر وہ چیز بوقت عقد موجود نہ ہو اور طلاق مدت کے وقت موجود ہو تو بھی عقد جائز ہے۔ عادی کہ مکمل حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”مہنوں میں سمجھ نہ کرو یہاں تک کہ کندہ لائق منقطع ہو جائے۔“

فولہ والے مسک الخ تازہ پھل جس کو مسلم جائز نہیں۔ کیونکہ تازہ پھل ہر موسم میں دستیاب نہیں ہوتی تھی۔ اسے موسم میں پانی خشک ہو جانے کی وجہ سے اس کا طعم خراب ہوتا ہے۔ شرع علماء کی یہ ہے کہ اس کی چند صورتیں ہیں۔ پھل تازہ ہو سکی یا خشک خشک آلود پھل پر جسے مسلم بعد کے اعتبار سے ہو سکتی یا وزن کے اعتبار سے۔ سو اگر حد کے اعتبار سے ہو تو پھل جس کو مسلم مطلقاً جائز نہیں۔ کیونکہ اس کے آلود افراد میں تفاوت ہوتا ہے۔ اور اگر وزن کے لحاظ سے ہو اور پھل ملوٹن (شک آلود) ہو تو مسلم جائز ہے اور اگر پھل تازہ ہو اور عند مسلم سے طویل مدت تک دستیاب ہو سکتی ہو تو مسلم صحیح سے روایت نہیں۔

قوله واللحم الخ لم صاحب کے نزدیک گوشت میں مسلم جائز نہیں اگرچہ بے ہڈی کا گوشت ہو صاحبین اور ائمہ عوام کے نزدیک جائز ہے۔ جبکہ اس کی مجلس نوع مفت و مباح اور مقدار بیان کر دی جائے کہ گوشت بکری کا ہو گا یا گائے کا۔ جائز اور کس کا ہو گا یا کہ میں ترک ہو گا یا مکروہ ہو گا یا حلال۔ پہلو کا ہو گا یا نہان کا۔ اس سے یہ ہو گا یا کبوتر کا۔ جو مرغ جمع ہے کہ نہ فحش صاحبین کے قول پر ہے۔

فولہ بدکمال البغ جس معین پر نہ اور تو کی تقدیر معلوم نہ ہو اس سے بھی بیخ مسلم درست نہیں کہ کوکب اس کو کاٹ دے میں ممکن ہے وہ ضائع ہو جائے اور بعد میں غرض واقع ہو تو نیز کسی شخص کا زنا کے گہبوں وغیرہ میں یا خاص درخت کے بیڑے میں بھی بیخ مسلم درست نہیں۔ یہ کوئی آفت نہ ہے۔ اور اس کاٹوں میں کچھ پھانسیں اور اس کو کاٹ دے اور والیہ اشجار علیہ السلام بقولہ "ادامع اللہ شجرہ فیہ مستحق احدکم ملل العیہ" اس امر کا کہ اس کی طرف نیست برائے جان فروع و بولوں اس میں کوئی حرج نہیں۔

وشرطه ثبوت الجنس والنوع والصفة والقدر والاخذ واقفة شهر وقدر رأس المال في المكمل والمؤدب
اور شرط سوم کی بیان ہوتا ہے جس نوع مفت مقدار اور مدت کا اور کمزرت ایک ماہ ہے اور بیان ہوتا ہے اس لعل کا علی اور ذلی
والصغیر و مکان الايقاع یعنی لہ خصلیٰ من الاشياء

اور عدی چیزوں میں اور ادائیگی کی جگہ کا بیان ہوتا الٹا چیزوں میں میں میں بارہوی کی ضرورت ہو
وَعَالَا جَسَلٌ لَّهُ يُوَفِّيهِ خَيْثُ شَاءَ وَفُتْنَى زَائِلٌ الْعَالِي قَبْلُ الْاِغْتِرَاقِ
اور میں میں بارہوی کی رحمت نہ ہو تو حوالہ کرے جہاں چاہے اور جمعہ کرنا ایسی اہل پر ہدایت سے پہلے
فَلَمَّا اسْلَمَ بِمِثْقَلِي دِرْهَمٍ فِي كُفْرٍ مَرَّةً دُبْنًا غُلْبَةً وَمَرَّةً نَقْدًا فَلَا اسْلَمَ فِي الثَّقَلَيْنِ نَاطِلٌ
میں آؤ مہر سلم کیا دہم کے ماضی ایک کریموں میں انگریزوں سے اس پر قرض تھے اور ایک سو نقد تو عدم قرض میں باقی ہے۔

۱۱۔ درود خاتمہ کا حکم میں فرماتا ہے: "عالم دارالافتاء نے اس میں کہا ہے کہ:۔۔۔ میں جو کہ "میدانِ حق" اور "مفتی کا دفتر" کے نام سے مشہور ہے اس میں اس کی جگہ پر میری سرور تشریف لے جا رہی ہے۔ میں نے اس میں صرف ایک نام لکھا ہے جس کا نام "مفتی محمد امجد علی" ہے۔ میں نے اس میں ۱۲۔۔۔ لکھا ہے: "مفتی محمد امجد علی"۔

شروط بیع سلم کا بیان

توضیح: اہل سنت و جماعت اور ائمہ اربعہ کے مسلمانوں نے کرب نہ کی نفی کی ہے۔ اور فقیر کا کہنا ہے۔ اور فقیر آٹھ کلوک کا اور کلوک ذریعہ صانع اور صانع آٹھ کلوک کا اور کلوک ایک سو تیس اور ہم کلوک۔

تشریح الحنفیہ: اولاً و شروط الخ یہاں سے صحت مسلم کی شرطوں کا بیان ہے مصنف نے صحت مسلم کی آٹھ شرطیں ذکر کی ہیں (۱) مسلم فیکہ جس بیان سے نہ پہنچا ہے یا بخیر (۲) نوع بیان ہو کر آدمیوں کے طبقے ہوئے ہوں گے یا دانش کے (۳) صفت بیان ہو کر جوہر قسم کے ہوں گے یا جنس (۴) مقدار بیان ہو کر وہاں کن ہوں گے یا تین کن۔ کیونکہ ان چیزوں کے اختلافاً سے مسلم فی مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے بیان کر دیا ضروری ہے کہ اگر بعد میں مقلد ہو تو (۵) مدت بیان ہو کر پندرہ دن بعد لے گا یا تیس روز بعد امام شافعی کے یہاں بلاعت یعنی فی الخلاف میں نہ مسلم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ "وَرِثَ عَصَى أَبِي السَّلَمِ" حقیقی ہیں۔ جواب یہ ہے کہ دوسری حدیث میں "فَلْيُأْمَرْ مَوْلَاهُ" کی تصریح موجود ہے۔ لہذا بلاعت صحیح نہ ہوگی۔ پھر چوتھے مسئلہ میں اختلاف قول ہیں۔ ایک قول یہ کہ زہری کا ہے۔ کہ نصف قیمت و کثیر اقل مدت ہے اور اقل احمد بن حنبل اور ابن ماجہ کا ہے کہ اقل مدت و کثیر دن ہیں۔ تیسرے قول امام احمد سے مروی ہے کہ اقل مدت و کثیر اقل مدت ہے جس میں مسلم فیکہ کی تحصیل ممکن ہے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اقل مدت و کثیر دن ہیں۔ پانچویں قول امام احمد سے مروی ہے کہ اقل مدت ایک ماہ ہے یا تھوڑا دیر وغیرہ جس کے لیے کسی پر ہوتی ہے۔ (۶) اور اس لفظ کی معنی بیان ہو کر مقدار اس لفظ کی مقدار سے متعلق ہو جیسے کہ زہری اور دوسری چیزوں میں صاحبین فرماتے ہیں کہ وہ اس لفظ کی طرف اشارہ ہو جائے تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ جواب یہ ہے کہ ممکن ایسا ہوتا ہے کہ مسلم فیکہ کی تحصیل پر کا دیکھیں۔ دوسرا اس لفظ کی ضرورت کرنے کی احتیاج ہوگی۔ اور اس لفظ کی قبول ہونے کی صورت میں دوسری حدیث ہے۔ (۷) جن اشیا میں پروردگار کی کلفت ہو ان میں مکان یا بیابان جو صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جہاں عقد ہوا ہے جہاں کے لئے دو جگہ متعین ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ تسلیم مسلم فیکہ فی الخلاف واجب نہیں۔ جس تسلیم کے لئے مکان عقد متعین نہ ہوا۔ (۸) قبل از اختلاف و اس المسائل متبوع ہو "لان المسلم یبنی عن اخذ عاقل باعقل وذلك بالقبض قبل الاختراق لیکون حکمہ" علی وفق ما یقتضیہ اسناد کما فی الموالاة والكفالة والمصرف۔

فولہ فنان اسلام الفی صرف شرطا میں یعنی فیض راس المال پر قرض ہے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کے ایک سو دو ہزار دوسرے پر قرض تھے اس نے مقرض کو ایک سو دو ہزار بمقام بھوکے عوض ایک کمریہ دیوں میں مقدمہ تسلیم کیا ایسی راس المال ایک سو دو ہزار تھی۔ باوجود ایک سو دو ہزار دین تو راس المال کا جو حصہ دین سے اس میں قسم اٹھانے کے لئے یہ ہزار دین والدین سے جوئے غرض نہیں۔

تم بنیف قطره منگوستی

وَلَا يَصِحُّ التَّصَرُّفُ فِي زَامِي الْمَالِ وَالْمُسْلِمُ فِيهِ قَبْلُ الْقَبْضِ بِشِرْكَةٍ أَوْ تَوَلِيَّةٍ فَإِنْ نَسِيَ السَّلَامَ
 اور صحیح نہیں تصدیق کر: ماس المال اور مسلم یہ میں قبضہ سے پہلے شرکت یا تویہ کے ذریعہ اگر اہل ایمان کا
 لَمْ يَشْرَ مِنْ الْمُسْلِمِ إِلَيْهِ بِرَأْسِ الْمَالِ شَيْئًا وَلَوْ اشْتَرَى الْمُسْلِمُ إِلَيْهِ تَكْوًا وَافَرَزَتْ السَّلَامَ بِغَيْبِهِ قَصْدًا
 تو نہ خریدے مسلم ایسے ماس المال کے عوض میں کوئی چیز اگر خریدے مسلم یہ نہ ایک کر اور حکم کیا رہ مسلم تو اس پر قبضہ کر لے اپنے حق میں
 لَمْ يَصَحَّ وَضَعُ قَوْلُ قَرْنٍ أَوْ أَمْرَةٍ بِغَيْبِهِ لَمْ يَصِحَّ بِغَيْبِهِ لَفَعْلٌ وَلَوْ أَمْرَةٌ رَثَّ السَّلَامَ أَنْ يُكَيِّلَهُ فِي ظَرْفِهِ
 تو صحیح نہیں: صحیح ہے اگر قریش اور حکم کیا ہو اس کے لئے قبضہ کرنے کا اور اس نے اپنی ہی کیا ہو وہ اس نے مسلم ایسے کیا کو اس کو میرے
 فَعْلٌ وَهُوَ غَائِبٌ لَمْ يَكُنْ قَتَا بِمَخْلَابِ الْمَبِيعِ وَلَوْ اسْلَمَ نَفَذَ فِي تَكْرُرٍ
 برتن میں اس سے اس نے تپ دیا ملا لگ رہا مسلم موجود ہے یہ قبضہ ہوگا خلاف صحیح کے، عقد مسلم یا نہ ہو: بے کر ایک کر یہوں میں
 وَبُيِّضَ الْأَمْرُ لِقَائِلًا فَصَحَّتْ نَوْ خَاتَمُ ظِلَالِ الْإِقَالَةِ بَقَى وَضَحٌ وَغَلَبَهُ لُغَتُهَا
 ہر قبضہ کر لیا گیا ہو نہ کی بلکہ اقرار کر لیا ہو نہ کی مرنے یا قبضہ سے پہلے مرنے تو افعال باقی اور صحیح رہے گا اور اس پر باندی کی قیمت ہوگی
 وَغَلَبَتْهَا بِشَرَاؤُهَا بِالْبَقِيَّةِ وَالْقَوْلُ لِمَنْ يَحْيَى الْوَدَّاءُ وَالْمُتَابِعِي لَمْ يَلْزَمْ لَنَا فِي الْقَوْصِ وَالْإِنْجَالِ
 اور اس کا حکم ہے انہی کو ایک ہزار میں خریدنا اور قوں میں روایت، وہی عدت کا معنی ہے نہ کہ نصف اور عدت کے منکر کا
 وَضَحَ السَّلَامَ وَالْإِسْتِضَاعُ فِي نَحْوِ عَفْ وَطَسْبِ وَتَنْظِيمِ وَذَلِكَ الْخِيَارُ إِذَا زَادَ
 اور صحیح ہے سلم اور سالی پر انوکھا موزہ ہر عدت اور آفتاب وغیرہ میں اور خزانے دالے کو اختیار ہوگا جب وہ اس کو دیکھے
 لِلصَّانِعِ يَتَخَذُ قَبْلَ أَنْ يَبْرَأَهُ وَفَوْجَلَهُ سَلَمَ
 اور اگر نہ کر کا اختیار ہے بچے کا خزانے والے کو دیکھنے سے پہلے اور سالی پر خزانے میں عدت ممکن ہو اس کا حکم سلم کا ہے

عقد سلم کے باقی احکام

توضیح للغة: خود کو وہ لائیکل کر کے تعریف کرتا یا نہ احسان کار کر کے کوئی چیز سالی پر عطا خف موزہ مستطت۔
 تشریح للغة: قولہ ولا يصح التصرف بالغ قبضہ سے پہلے ماس المال میں تصرف کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں قبضہ کا وقت کرنا
 لازم آتا ہے جو اس عقد کی وجہ سے ضروری ہے نیز قبضہ سے پہلے مسلم فرمیں بھی تصرف جائز نہیں کیونکہ مسلم فرمیں ہے۔ اور صحیح مقول میں
 قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں۔ بلکہ تصرف ہو کر بطریق شرکت ہو یا بطریق تویہ بہر صورت ممنوع ہے شرکت کی صورت یہ ہے کہ وہ
 المسلم دوسرے سے پرکھے کر کے جو کچھ نصف ماس المال کے بقدر دے دے نہ کہ نصف مسلم قریب سے لئے ہو جائے۔ اور تویہ کی صورت
 یہ ہے کہ دوسرے سے کہے کہ بھتا دے یہ میں نے مسلم ایہ کو دیا ہے اتنا تو مجھے دے نہ تا کہ مسلم قریب سے لئے ہو جائے نصف نے تویہ کی
 تصریح میں آؤ گویا ہر دے کے لئے ہے جو بلکہ دوسرے تویہ مسلم نے کی کچھ بجا کر کہتے ہیں لا کا جزم بنی القادی کا بعد دیر ہے کہ یہ قریب
 ضعیف ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔

(۱) نحو ما لا يجوز في السلم لو كالة وطعمه والكلالة والافالة والرهن. ومصلحة احياء لا يجوز السلم كقول القوله ربه ان القرض ولا عياض
 عن المسلم فيه ولا عياض هي راسي المال بعد الافالة كلفي عرفة في التوثيق ۱۲ منة العتاق۔

قوله ونو اسلم الخ اربعاً رب اسلم اور مسلم الیہ نے عقد سلم کے بعد قالہ کر لیا تو اچانک بعد رب اسلم کے لئے سلم الیہ سے بعض
 اس المال کوئی چیز نہ تھی جس تک کہ وہ اس المال پر قبضہ نہ کر لے۔ کیونکہ حضور کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اے لوگو! تم میرا اسم
 (یعنی مسلم فیہ) در صورت قبضہ عقد سلم یا انبار اس المال (در صورت انقباض) ملے گا۔"

قوله ولو اسلم الخ ایک شخص نے گھوڑوں کے ایک کر میں بیع سلم کی اور جب اس کی مدت آتی تو اس مال نے یہ دوسرے
 شخص سے ایک کر گئی جس پر یہ کہ رب اسلم سے کہہ کر میرے ذمہ ہو گیا، ایک کر گئی جس سے وہ اس سے وصول کرنے اس نے وصول کر لیا تو
 یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ اس واقعہ جمع ہونے کے ایک مسلم الیہ ہوا اس کے باقی کے درمیان اور قبضہ مسلم الیہ وہ رب اسلم کے ادا بیان اور
 حضور اکرم ﷺ نے امانت کی کٹا سے منع فرمادیا ہے جب تک کہ اس میں دو صاحب باری نہ ہوں۔ ایک صاحب بائع کا اور دوسرا مشتری یا اس
 حدیث کا عمل دوسرے جس میں دو عقد جمع ہوں، بلکہ یہاں وہ مال دوسرے ہوا چاہے اور وہ مال غنیمت کیا۔ لہذا صحیح نہیں ہے کہ وہ مال ایک کر
 قرض ہوا اور دوسرا قرض کرنے کا حکم کرے۔ یا سلم الیہ رب اسلم کو سلم کر کے بیع میرے لئے بعد کر بچا اپنے لئے۔ اور وہ مال
 غنیمت کو جمع ہے کیونکہ اس صورت میں بیع صحیح ہوا کیونکہ میں نے ذکر کیا ہے۔

قوله ولو اسلم الخ رب اسلم نے مسلم سے یہ کہہ کر تو مسلم کو رب اسلم سے برسرے برتن میں رکھنے سلم الیہ نے رب اسلم سے
 عدم ضرورتی میں تاپ کر برتن میں رکھنا یہ تو رب اسلم کا بیع صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر بیع مطلق کی صورت ہو اور مشتری بائع سے کہے کہ بیع تو
 تاپ برسرے برتن میں رکھ دے اور بائع مشتری کی عدم ضرورتی میں تاپ کر اس کے برتن میں رکھ دے تو مشتری کا بیع صحیح نہ ہوگا۔
 گا۔ دوسری یہ ہے کہ مشتری کا بیع صحیح نہیں ہوتا ہے تو اس عقد سے اس مال کا ایک مالک نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مسلم الیہ کا بیع صحیح ثابت
 فی الذم ہوتا ہے تو وہ بعد کے بغیر مالک نہیں ہو سکتا۔

قوله ونو اسلم الخ ایک شخص نے بائع کر لیا گھوڑوں کے ایک کر میں عقد سلم کیا اور مسلم الیہ نے باندی پر قبضہ کر لیا اس کے بعد
 رب اسلم اور مسلم الیہ نے سلم کا عقد کر لیا تو اس مال کو دوا اور بھی رب اسلم انھما قالہ بائع پر قبضہ نہ کر لیا تھا۔ یعنی اگر بیع کا عقد نہ ہوتا
 رہے گا۔ اور اگر باندی کا مال سے پہلے ہی خریدنے کے اس کے بعد کہ وہ بیع کی امانت ہو گا اور وہ بیع صحیح نہیں ہے مسلم الیہ پر باندی کی
 قیمت لازم ہوگی جب یہ ہے کہ صحت اقلہ بقا و عقد پر مؤثر ہے۔ اور بقا عقد کا معنی بقا بیع ہے۔ اور یہاں بیع یعنی مسلم الیہ کے
 ذمہ میں باقی ہے تو اقلہ صحیح ہوگا۔ اور جب بقا اقلہ صحیح ہو اور بقا و بصر حق اولی صحیح ہوگا۔ لان البقاء اسهل من الاجتداء۔ پس صحیح عقد
 کی وجہ سے باندی کا مال دوا ضروری ہوا۔ اور مسلم الیہ باندی کو مال نہیں کر سکتا۔ کیونکہ باندی مر جمل اس لئے جس کی قیمت ادا نہ کرے گا۔

قوله وعكس الخ سلم کے برعکس ہے یعنی دونوں صورتوں میں اقلہ بائع ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص نے ایک چار کے عوض
 میں ایک باندی خریدی یا خریدی کا عقد کر لیا اور باندی مر جمل کے لئے پہلے ہی مر جمل کی قیمت میں اقلہ بائع ہوا تو اس صورتوں
 میں اقلہ صحیح نہ ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ بیع سلم میں اقلہ میر صورت صحیح ہے تو وہ باندی کا مال کرنے سے پہلے مر جمل کے اقلہ کے بعد۔ اور بیع کی
 صورت میں اقلہ صحیح نہیں۔ دوسری یہ ہے کہ عقد بیع میں باندی مقبوضہ ہے اور مقبوضہ کے مالک ہونے سے عقد ختم ہو جاتا ہے اس
 لئے اقلہ صحیح نہ ہوگا نہ باندی اور نہ باندی کا مالک بیع سلم کے کمال میں باندی اس مال میں ہے نہ کہ سلم فیہ۔

قوله والقول الخ مختلفہ بین سلم کے درمیان شرط جو ذرا زیادہ شرط جو ذرا زیادہ یا تاویل و عدم انقباض میں اختلاف ہوا ایک
 نے کہا کہ میں نے نامیہ کی شرط لگائی تھی دوسرے نے کہا کہ کوئی شرط نہیں تھی ایک نے کہا کہ بیع نہ شرط ہو تھی۔ دوسرے نے کہا کہ
 کوئی مدت شرط نہیں تھی تو اس صورت میں تمام صاحب کے نزدیک وہی وصف دہی اس کا قول صحیح ہوگا نہ منکر ہوگا۔ کیونکہ اس وقت
 سلم کا مدی ہے۔ اس واسطے کہ سلم نہ بیان نہ تھا اور بیان و عقد ضروری ہے۔ پس ظاہر مال دہی کے حق میں شاید ہے۔ لہذا اس کا قول

توضیح المختصر: کتب کتاب القیمہ میں اس بار دہشت کے بطور جمع طور پر اس روئے کا ذکر ہے جس کو بیت المال نہ لیتے ہو تو ہار لے لیتے ہوں: دید کہ اس فریق بطور میں ہوتا ہے۔ ہر دے کے لیے کمال کیا جس (میں) اس کو دے۔ ہر کسی۔ ہر کسی اپنے کھانے میں دے گی۔

تشریح المختصر: قولہ صحیح البخاری میں اس کے لیے صحیح ہے۔ "علم وہی غیر مسلم عقوبہ غیر موقوفہ علیہ بلکہ انہی ہر ایک روایت ہے کہ کتب عقود کاٹ کھانے والا کہ اگر تعلیم و توفیق نہیں کرتا اس کی بیع جائز نہیں۔ قال فی المصنوع هذا هو المصنوع من الصنوع الامم ثانی اور امام احمد کے یہی کہنے کی بیع مصلحت جائز نہیں، بعض موانع بھی ہیں کہ قال ہیں لیکن امام مالک سے مستثنیٰ ہے کہ بیع جائز ہے۔ ہم جو ازانی میں حضور ارم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "انہی کی اجرت کے لیے قیمت اور بیچ چھوٹا کھانے کی کوئی ممانعت نہیں۔ ہادی دلیل یہ ہے کہ "تخفرت ﷺ نے کہنے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔ اور شاکلانی کا استثناء کیا ہے نیز امام صاحب نے اس میں سے حدیث حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ "تخفرت ﷺ نے شکاری کے کتے کی بیعت کی جائز دئی ہے سوال حدیث مذکور سے استدلال میں نہیں اس واسطے کہ وہی عام ہے۔ دراصل خاص۔ کیونکہ حدیث سے صرف شکاری کے کتے کی بیعت ثابت ہوئی۔ جواب شکاری کے کتے کے مدار پر کہنے والا ان کے ساتھ حق ہیں والجمیع کو مد مستعینہ حرمہ و اصطلاحاً وغیرہ ذلک (تدبر) حدیث میں سورہ بقرہ میں مقرر ہے۔ کیونکہ ابتدا اسلام میں کتوں کے معاملہ میں جو کچھ بھی دو بعد میں انھار کی گئی تھی۔

قولہ واللعنہ: لعن ذی لوگ جملہ معاملات عرف المسلمین اور افراد میں مسلمانوں کی طرح ہیں کیونکہ وہ بھی مملکت کے مکلف اور بشارت اسباب کے متعلق ہیں جو معاملات مسلمانوں کے لئے جائز ہیں وہ ان کے لئے بھی جائز ہیں۔ اور جو مصلحتوں کے لئے جائز نہیں وہ ان کے لئے بھی جائز نہیں البتہ خیر اور شراب اس سے مستثنیٰ ہے کہ ان کی خرید و فروخت ان کے لئے جائز ہے ہمارے لئے جائز نہیں۔ کیونکہ وہ شراب اور خمر کی بیعت کے متقد ہیں و معن امر فایان شرکیم و معینون۔

قولہ ولو فاللعن: بقرہ نے نادم سے کہہ کر تو ہم غلام زید کے ساتھ ایک جزیرے میں فرمایا ہے فروخت کر دے کہ تیرے لئے ایک جزیرہ کے غلام ایک سو کھانے ہیں۔ خالد نے اس شرط کے ساتھ بیچنا۔ فروخت کر دے۔ ذابک: زید کے عوض بیچ کر دے۔ اور سلطان و طس ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ غلامی فروخت ہے اور اگر نہ مایہ کے بعد لفظ "من" انھیں "اور" بجا آئے اس صورت میں ایک سو روپیہ اصل عقد کے ساتھ لائق ہو جائے گا۔ ایک جزیرہ زید پر لازم ہوں گے۔ اور ایک سو روپیہ پر امام ثانی کا اس میں اختلاف ہے۔ و لہذا موطوہ ہذا مذکور۔

قولہ و طس الح ایک شخص نے باندی خریدی کہ بقیہ کرنے سے پہلے کسی کے ساتھ اس کی شادی کر دی اس سے اس کے شوہر نے ولی کر لی کہ نکاح صحیح ہے۔ کیونکہ سبب دلالت یعنی ملک و قبضہ بطریق کامل موجود ہے۔ اور شوہر کا ولی کر لینا مشتری کا قبضہ کر لینا ہے کیونکہ ولی کا حصول مشتری کے مسلک کرنے سے ہوا ہے۔ پس شوہر کا مکمل مشتری کے تسلیم کے۔ نہ تو یہ کیا لیکن صرف عقد نکاح سے مشتری کا قبضہ نہ ہوگا۔ کیونکہ مشتری کی جانب سے ولی نہیں۔ اور صارتیں جو باندی کی ذمت میں سبب بقیہ ہو فان الترویج تعیب حکمی

قولہ و من اشتری الخ ایک شخص نے کوئی موقوفہ غنی تمام خرید اور نام پر قبضہ کرنے اور منہا دہانے سے پہلے عاب ہو گیا یا بیع نے اس امر پر حین قائم کیا کہ میں نے غلام کے ساتھ غلام فروخت کیا تھا اس نے منہا انہیں کیا اور عاب ہو گیا۔ گو یا وہ اپنے دین سے حامل میں غلام فروخت کرنا چاہتا ہے۔ تو اگر مشتری نے باندی کو مکمل دیا تو وہ ایک ہے تو قاضی اس غلام کو بیع کے کرنا میں فروخت نہ کرے کیونکہ بیع مشتری کے پاس جا کر وصول کر لیا ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کیا ہے تو بیع کے دین میں غلام کو فروخت کرے بیع کا مطالبہ چر کر دیا جائے گا۔

لا حسم العين للباقين فهي فاسدة والاجازة بان آجر داره بشرط ان يهدى اليه والاجازة بان باع فضولي عبده فقال اجزه بشرط ان يهدى الي ' والرجعة بان قال لمطلقة الرجعية راجعتك على ان تقرضني كذا والصلح عن مال بان قال صالحتك على ان تسكنني في الدار سنة والابراء عن الدين بان قال ابرهك عن ديني على ان تعلمني شهرا وهزل الوكيل بان قال هزتك على ان يهدى الي شئ ' والاعتكاف بان قال اعتكفت ان شئ الله مريضى والمزارعة بان قال زاعتك ارضى على ان تقرضني كذا والمعاطفة وهي المصلحة بان قال صالحتك شجرى او كرمى على ان تقرضني كذا والاقرار بان قال لفلان على كذا ان اقرضني كذا والوقف بان قال رقت دارى ان اخبرني بقدوم زيد ' والتمكيم بان يقول المحكمان اذا اهل شهرا وقالا لهداو كالمز اذا اعتقت واسلمت فاحكمم بيننا .

قوله انقرض الخ بان قال اقرضتك هذه المائة بشرط ان تعلمني شهرا واليه بان قال وهبتك هذه الجارية بشرط ان يكون حملها لي والمصلحة بان قال تصلفت عليك على ان تعلمني جمعة والمكاح بان قال تزوجتك على ان لا يكون لك مهر والطلاق بان قال طلفتك على ان لا تتزوجى غيرى والمخلع بان قال صالحتك على ان يكون لي انخيار مدة كذا والعق بان قال اعتقتك على نى بالمعيار والرهن بان قال رهن عندك عبدي بشرط ان استخذه والابضاء بان قال اوصيتك اليك على ان تتزوج ابنتى والوصية بان قال اوصيتك ثلث مالي ان اجاز فلان والشركة بان قال شلوكتك على ان يهدى كذا والمقاربة بان قال شلوكتك في الف على نصف في الربح ان شاء فلان والقضاء بان قال الخليفة وليك قضاء مكة على ان لا تعزل ابدا والا مارة بان قال الخليفة وليك امانة الشام على ان لا تتركب والكفانة بان قال كتلت غريمك ان اقرضني كذا والحوالة بان قال احلتك على فلان بشرط ان لا ترجع على عبدالنوى والوكالة بان قال وكلتك ان ابرأني عمالك والاقالة بان قال اخلتك عن هذا البيع ان اقرضني كذا والكتابة بان قال المولى لعبده كتبك على الف بشرط ان لا يخرج من البلد واذا ائتمنى النجاسة بان قال المولى لعبده اذنت لك في التجارة على ان تنجز الي شهر او سنة ودعوة الولد بان ادعى المولى نسب وله بشرط ان لا يرث منه او ان رخصت امرته بفلان والصلح عن دم الممد بان صلح والى المقتول عمدا القاتل على شئ بشرط ان يقرضه او يهدى له شئ وانجز احد بان صلح هها بشرط اراض شئ اولعده وعقد المدة بان قال الامام لمحرمي بطلب عقدا ثلثة ضربت عليك الجزية ان شاء فلان وتعلق الرم بالمعيب بان قال ان وجدت ناسيع عيا ارده عليك ان شاء فلان او بخيار الشوط بان قال من له خيار المشروط في البيع اسقطت خيارى ان شاء فلان وعزل المأضي بان قال الخليفة للمأضي عزلتك عن القضاء ان شاء فلان . ١٢

بِكَلْبٍ بَغِيْبَةٍ زَيْنَا غَيْرُ مَعْنٍ الْمَنْ وَبَعْرَاءُ شَيْخٍ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 وَمُصَفِّدٌ زَيْحَلِيٌّ وَأَتَتْ زَيْنَا زَعِيمَةً بِهِ وَقَبِيلٌ بِهِ لَا يَأْتِي صَاحِبُ الْبَغِيْبَةِ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 فَإِنْ خَرَطَ تَسْلِيمَةً فِي رَقَبَةٍ بَغِيْبَةٍ أَخْضَرَةٍ فَلَيْدٌ إِنْ خَلَّتْهُ فَإِنْ أَخْضَرَةٍ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 وَلَا حَسَنَةُ الْخَلَاكُمُ فَإِنْ غَابَ الْفَيْلَةُ مُدَّةً دَهْرٍ زَيْنَا فَإِنْ فَضَّلَ رَأْيَهُ لَخْضَرَةٍ خَسَنَةً
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 وَإِنْ غَابَ وَلَمْ يَكُنْ مَكَانَهُ لَكَيْطَابٍ بِهِ فَإِنْ سَلَّمَ بِحَيْثُ يَقْدِرُ الْفَيْلَةُ لَهْ إِنْ يُنَاجِمُهُ كَمَضْرُ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 نَبْرِيٍّ وَنَوْ شَرِيٍّ تَسْلِيمَةً فِي مَخْلُصٍ الْفَاضِلِ سَلَّمَ ثُمَّ وَتَبَطَّلَ بِغَوْبٍ أَنْظَرُوبٍ وَالْكَيْبِلِ لَا
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 الطَّالِبِ وَنَبْرِيٍّ بَغِيْبَةٍ إِلَيْهِ وَنَ لَمْ يَنْشُ إِذَا ذَلَعَتْهُ الْبَيْكُ فَاتَا بَرِيٍّ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 وَتَسْلِيمُ الْمَنْظُورِ بَغِيْبَةٍ مِنْ خَفَالِهِ وَبَسْلِيمٍ وَبَيْكُ الْكَيْبِلِ وَبَسْلِيمٍ
 یہ ہے کہ میں نے لکھ لیا جو یہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 اور انہوں نے اس کے خود حاضر ہونے سے نہ کہیں کہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے

کفالت بالانشاء اور اسکے اداکار

توضیح مفقود: فی صیغۃ التزام ہے فی معنی علی ہے، نیز معنی نہیں ہے، یہاں مہلت دے کر کتاب لکھا
 تشریح الفقہاء: اولیٰ وہی کہ کفالت بالانشاء کہہ دینے سے کہ "میرا والد نے تم کو اپنا وارث لکھا" اس کی ذات کا نام ہوا، صحیح
 ہو جاتی ہے، اور اگر فقہاء نے کہا ہے کہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 اولیٰ جو شیخ و ذکر کرتے کہ وہی کی ذات کا والد بننا ضرور کرے جس سے کہی ہوا کی تعمیر ہوئی ہے یا نہ ہو، شیخ و ذکر کرتے
 ہو جائے گی کہ کفالت بالانشاء کی صورت میں ایسی طرح لکھا جائے کہ یہ میرا التزام ہے، یہاں لکھا جائے کہ یہی میں نے لکھا ہے۔
 اولیٰ علیہ السلام، ومن ثم کہ کفالت بالانشاء کی صورت میں ایسی طرح لکھا جائے کہ یہ میرا التزام ہے، یہاں لکھا جائے کہ یہی میں نے لکھا ہے۔
 وہی ہے کہ کفالت بالانشاء کی صورت میں ایسی طرح لکھا جائے کہ یہ میرا التزام ہے، یہاں لکھا جائے کہ یہی میں نے لکھا ہے۔
 اور اس وقت کے ذرا کیساں سے کہی ہوا ہے کہ "میرا والد نے تم کو اپنا وارث لکھا" اس کی ذات کا نام ہوا، صحیح

۱۔ یہاں علیہ السلام کی صورت میں ایسی طرح لکھا جائے کہ یہ میرا التزام ہے، یہاں لکھا جائے کہ یہی میں نے لکھا ہے۔
 ۲۔ یہاں علیہ السلام کی صورت میں ایسی طرح لکھا جائے کہ یہ میرا التزام ہے، یہاں لکھا جائے کہ یہی میں نے لکھا ہے۔

نہ کہ وہ شرط تسلیم الخ اگر مکتول ہو تو کسی کی مجلس میں حاضر کر کے شرط کر لی تھی تو مکمل اس کو وہیں حاضر کرتے اگر زیادہ فیہ میں حاضر کی تو یہی قدر ہے کہ یہ قول مامور کا ہے اس کی طرف سے ہے۔ اگر شرط کے یہیں بازادک حاضر کر دینے سے اس کی مجلس بری ہو جائے گا۔

فان اول ابن لم یؤای بہ عدا فهو صاحبہا بتاعلیٰ فتم یؤای بہ او ماث المظلوبت ضمن المثل
 اور کہ جب میں حاضر نہ کرے تو یہی اس کا ممانع ہوں ہوں یہ ہے ہر حاضر نہ کرے یا ممانع ہو جائے تو یہی کا ممانع ہوں
 وغیرہ اذعی غلی اخر مائة وینار فقال زجلی ان لم یؤای بہ عدا فعلی الجائہ فلم یؤای بہ عدا فعلیہ لسنہ
 جس نے دعویٰ کیا دوسرے پر ممانع ہونا کہ اس نے کہا کہ میں اس کا ممانع ہوں اور میں نے کہا کہ میں اس کا ممانع ہوں
 ولا یجوز غلی المکاتبہ بالنفس فی حدہ وفودہ ولا یجوز فیہا حتی یشہد شاہدان او عدلی
 اور یہ نہیں کیا جائیگا کہ اس کا ممانع ہو اور قعاس میں اور قید نہیں کیا جائیگا ان میں یہاں تک کہ قوی دین دو گواہ یا ایک عادل
 وبالعمال ولزمہو لا اذا کان ذینا ضعیفاً یکتفل غنہ بالغب وبعالک غلیہ وبعالک غلیہ فی هذا البیع
 اور یہ کفالت مال کی کفالت ہو ممانع نہ ہو کہ جس کو ممانع اس کی طرف سے ہر ممانع اس پر ہے یا ہر ممانع اس پر ہے
 وما یبغض فلیاقل فلیاقل وما ذاب لک غلیہ فعلی وما غضبک فلان فعلی فطالب فکفیل او القمیلون
 یا ہوتے ہیں سے حق کی یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو
 الا اذا شرط الزیادۃ فلیع شکون حوالہ کما ان الخوالہ بشروط ان لا یبترأ بها المجل کذلک
 کر کے اگر شرط کر لے ہر وقت کی کو اس وقت یہ کفالت حوالہ ہو جائی ہے جسے ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو
 ولو طالب اخذھا لہ ان یطالب الآخر ونصب تعلیق الکفالة بشرط ملازم کفیل وخبوب الحق
 اور اگر کسی ایک سے مطالب کیا تو دوسرے سے بھی کر سکتا ہے اور بھی ہے ممانع کر سکتا ہے کہ اس سے مطالب کیا تو دوسرے سے
 کان استحق المبیع او لا مکان الاستیفاء کان قدیم زید وهو مکفول غنہ او یبغضہ کان غاب عن البصر
 اگر ممانع کسی اور کی ہے یا مکان اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو

کفالت بالمال اور اس کے احکام

توضیح اللغۃ: یا قہ سمانہ ہر کرنا تو وہ ممانع اس کی ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو

توضیح الفقہ: قولہ فان قال البیع فیکفیل۔ نے کسی کی ذات کی ضمانت لیا اور یہ کہا کہ اگر میں اس کو مکمل حاضر نہ کروں تو ہر ممانع اس کے ممانع ہو
 ہے اس کا ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو
 مکتول ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو

(۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اگر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو یا ہر ممانع اس کے ممانع ہو

اور وہ دین میں نہ ہو گا لہذا صبح اٹھ علیہ السلام لعن الواسی و السعدی و العرائس۔

(فائدہ اولیٰ) اگر کوئی دینی رشتہ ٹکریں لے کر تو اس کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا؟ اس میں تین قسم ہیں جن کو صاحب نے فصل اول میں سے نقل کیا ہے: (۱) جس مقدمہ میں رشتہ نہ ہو اس میں حکم دفع ہوگا۔ مگر مقدمات میں نافذ ہوگا۔ قول تیسرا اگر کا مختار ہے۔ (۲) کہوں میں غیر نافذ ہے۔ (۳) کہوں میں نافذ ہے۔ یہ زیادہ کی بات ہے۔ اور اس فقیر میں یہ کہہ رہا ہے کہ رشتہ سنی فتنہ ہے اور پہلے کہہ چکا کہ فتنہ موجب عزل جس کو اس کی ولایت قائم رہے لہذا فتنہ نافذ ہوگا۔

(فائدہ ثانیہ) رشتہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ (۱) جو بیٹے والے اور بیٹے والوں پر خرام ہے جیسے قطعیہ قدمہ اور مات پر رشتہ رہا۔ (۲) زوجہ کی کوکم مکہ واسطہ دے پہلے دونوں حرام ہے خواہ نکاح ہو یا حق۔ (۳) جو اس لئے دے کہ رشتہ۔ لیکن اس سلطان اور حاکم کے پاس اس کا کام نہ دے تو وہاں سے ضرور ہو جائے حاکم سے لینے والے پر حرام ہے۔ (۴) جو دفع الیہ عالم کے خوف سے نہ ہو وہاں کا خوف ہو یا نہ ہو لینے والے پر حاکم سے لینے والے پر حرام۔ (۵) حاکم کے خوف سے لینے والے پر حرام۔

فولہ و لحدس یصلح لہ حق میں حاکمیت آتا ہے یا نہیں؟

جس کہتے ہیں کہ وہ مطلق ہو سکتا ہے کیونکہ حق اس خوف سے کہ کیا اس کو غلامی نہ کہے محض مسئلہ بتانے کی کوشش کر رہے۔ معنی نے اس قول کو مقدم کر کے اس کی قوت کی طرف اشارہ کیا ہے مگر صاحب نے یہ کہنے کے صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ظاہر تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حاکم سے توئی لینے اور مسئلہ جو چھوٹا لا تھا حال نہیں۔ اشارہ اشکال بھی یہی قول ہے۔ اسی پر صاحب نے بعض طویر کیا ہے۔ علامہ بھی فرماتے ہیں کہ بہت سے مفسرین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

وَالْأَخْبِيَاذُ شُرَاطُ الْأَوَلِيَّةِ وَالْمُطْعَمِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ هَكَذَا وَ نَحْوُهُ انْقَلَبَ لِنَحْوِ عَوَاقِبِ الْحِجَابِ
اور مجتہد ہونا شرط ہے مجتہد کے کی اور مطلق بھی ایسا ہی ہونا چاہئے اور کہہ دے مقدمہ تھا کہوں کر اس کے لئے جس کوکم کرنے کا اندیشہ ہو
وَأَنْ أَمْنَهُ لَا وَلَا يَسْأَلُهُ وَيَجُوزُ تَقْلِيدُ الْقَضَاءِ مِنَ السُّلْطَانِ الْعَادِلِ وَالْأَخْبَارِ وَمِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فَإِنْ تَقْلَدُ
مگر اس سے مامون ہونا نہیں اور اس کا سوال نہ کرے اور جائز ہے مقدمہ تھا کہوں اور عام بادشاہ سے اور بانہوں سے جب قس تو دے
يَسْأَلُ دِيْوَانَ قَاضٍ قَبْلَهُ وَهُوَ الْخَوَاصُّ الَّتِي لَهَا الشَّجَاعَاتُ وَالْمَخَاصِرُ وَغَيْرُهَا وَيَنْظُرُ لِي خَالٍ
تو یہ کہہ دے پچھے قاضی کا دفتر اور وہ دیکھتے ہیں جن میں حکام کے رہنما اور جہاد ہیں اور مجتہد ہوتی ہیں اور مجتہد قاضیوں کی عانت میں جو حق
الْمُخَوَّصِينَ فَسَوْ أَمْ يَخْلُفُ أَوْ قَامَتْ عَلَيْهِ بَيْتُ الْوَلَاةِ وَلَا تَدْرِي عَلَيْهِ وَغَيْرُهَا لِي لَوْ ذِي وَغَلَابِ الْوَلَاةِ
کا اقتدار ہے یا اس پر جہاد قائم ہو جائے تو اس پر حق لازم کر دے اور مادی بھرا دے اور قس کرے۔ دوسروں میں در وقت کی چیز اور اس میں
بَيْتُهُ أَوْ الْفَرَادِ وَلَمْ يَفْعَلْ بِغُلَامِ الْمَرْزُوقِ إِلَّا أَنْ يُقَرَّ ذُو الْوَلَاةِ أَنْ سَلَّمَ إِلَيْهِ فَيَسْتَلِ قَوْلُهُ قَبْلَهُ
جہاد اور در وقت کی بات پر مگر یہ کہ اقتدار کے کا حق کسی پر اس وقت کا حق اصول سے دے دے تو اس میں اس کا قول قبول کرے

احکام قضاء کا بیان

توضیح مختصہ۔ یہ قلم جاریہ ظاہر الامداد و شرط برہان کلمات جمع میں دوسرے جس میں دے اور احکام وغیرہ لکھے جاتے ہیں یہ مقررین
مفسر و مفسرین۔

فَضْلِي وَإِذَا قُتِبَ الْحَقُّ لِلْمَشْعُوبِ أَمَرَهُ بِذَلْعِ مَا عَلَيْهِ فَإِنَّ أَمِيَّ حَبِشَةَ هِيَ الشَّعْبُ وَالْقُرْصُ وَالْمَهْمُورُ الْمُنْجَبِلُ
 (اصل) حسب ثابت ہوئے حق مدنی کا تو حکم کرے وہ جا علیہ کو اس کے یہ ہے کا کردہ انکار کرے تو اس کو قید کرنے میں قرض ہر تھیں اور اس کے
 وَمَا الْتَزَمَهُ بِالْكَفَالَةِ لَا فِي غَيْرِهِ إِنْ دُعِيَ الْفَقْرُ إِلَّا أَنْ يُقْبَلَ غَيْرُ لَمْ يَنْفَعُ
 بارے میں جس کا اس نے التزام کیا ہو کفالت سے نہ کر اس کے علاوہ میں اگر دعویٰ کرے فقر کا کریہ کفالت کرے قرض خواہ اس کی الدار
 فَيُجْبِلُهُ مِمَّا دَامَ ثُمَّ يَسْأَلُ عَنْهُ فَإِنْ لَمْ يَجْهَرْ لَهُ مَالٌ خَلَاوًا وَلَمْ يَهْلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ غُرْمَانِهِ
 جس قید کرے جس قدر مصلحت ہو ہر گز ہر تھیں اس کے متعلق اس کا کوئی مال ظاہر ہو تو چھوڑ دے اور حال نہ ہو اس کے اور اس کے قرض تھیں ہوں نے
 وَرَدُ الْبَيْتَةِ عَلَى الْإِثْمِ قَبْلِي حَبِشَةَ وَبَيْتَةُ الْمَيْسَرِ أَسْفَلِي وَأَيْدِي حَبِشَةَ الْخُوصِ
 درساں اور درکار سے چند جواں کے اتفاق پر جو قید سے پہلے اور تو انگری کا یہ زیادہ تھیں سارا ہے اور اپنے قید رکھے الدار کو
 وَيَجْبِسُ الرَّجُلُ لِنَفَقَةِ زَوْجَتِهِ لَا فِي ذَيْنِ وَلَيْهِ إِلَّا أَمِيَّ مِنَ الْإِتْفَاقِ عَلَيْهِ وَاللَّهُ دَاخِلُ
 اور قید کرے مرد کو اس کی بیوی کے متعلق کی بات نہ کہ ہے کے دنیا کی بہت مگر اس وقت جبکہ وہ اس پر غرض کرنے سے انکار کرے۔

جیل خانہ کے احکام

توضیح مختصراً: قضا الداری خانہ رہا کرے علم محل حال نہ ہو تو مراد مع فریم قرض خواہ اتفاقاً غریب تیار مالہ اداری آبد تاید سے ہے
 پیش کرنا و سر مال دار اتفاقاً خرچ کرنا۔

تشریح مفصلہ: قمر لہ فصل فتح اس فصل میں جیل خانہ کے احکام ہیں اور یہ احکام تمام احکامات تقاضی سے متعلق ہیں مگر ان میں سے بہت
 سے احکام مخصوص بائیس ہیں اس لئے مصنف کو علیحدہ فصل میں ذکر کر رہا ہے جس لذت مع کرنے اور نہ کرنے کو کہتے ہیں جو سوسہ
 (ص) حصہ کا مصدر ہے۔ مگر اس کا اطلاق موضع جس میں جیل خانہ ہو سکتا ہے۔ مجمع علی جیسوں کفلس وکلیں۔ (معنی) شرفیت
 جس پر قرآن کریم سے ثابت ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَيَفْعُو أَمِنْ الْأَرْضِ" (یعنی) (اکوڑل کو) زمین سے نکال دیا جائے۔ اس
 میں بھی زمین سے مراد جس ہے۔ کیونکہ تمام ہوائے زمین سے نکال دیا نہیں۔

فاکدہ: حضرت مصلح علیہ السلام مدین اکبر سرکار دکن عثمان علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں کوئی مستقل جیل خانہ نہیں تھا بلکہ سید
 میں یا دہلیز میں جوں کر دیا جاتا تھا (ایک قول یہ بھی ہے کہ عمر فاروق نے کہ حضرت میں ایک گھر چار بزار درہم میں خرید کر بیٹھ خانہ بنایا تھا)
 جب حضرت علی کا دورہ آیا تو آپ نے قید خانہ ایسا دیکھا جو بائیس سے بنایا گیا تھا اور نافع کے نام سے موسوم تھا مگر اس میں چار دیا کرتے تھے
 کو کوٹھل (لقب) لگا کر اور قید یوں کو نکال لیتے تو حضرت علی نے مٹی کے ڈھیلوں سے ایک قید خانہ بنایا جس کا نام تھیں تھا یعنی موضع
 تہ لیل یا دہلیز کرنے والا مکان وغیرہ جی

الاقرائی کیرا نکلیا جیت بعد از فتحین

(۱) یعنی القدر اللطیف الایحس لاصل فی حق فرید و القدر فی حق عبدہ الصلوات غیر الصلوات و لہدین مولاد و العولی بدین متکاف ان کان
 و حسب بدین المتکاف بدین المتکاف و القدر علی ذین الاستعلاک و الحفلة فی بیت و نرش ملاکان لہم عظم فی البحر لایحس
 قہ... ۱۰۱۸ م قاضی ان لہ مالاً علیاً و غیرہ عورت عورت... قصبات بسط ۶۲ دحر۔

قولہ وادانت الخ جب مدنی کا حق ثابت ہو جائے تو قاضی کا علیہ کو قید کرنے میں مشابہت نہ کرے بلکہ اس کو ادنیٰ حق کا حتم کرے خواہ مدنی کا حق اس کے اقرار سے ثابت ہو یا ہو بیحد ہے۔ اب اگر مدنی علیہ ادنیٰ حق سے بیکار کرے اور مدنی کا حق دور میں دور میں کا عمل ہے یا کسی عقد کے ذریعہ لازم کر لیا ہے جیسے کن (مگر بعض دفعہ نہ جیسے اجرت) قرض (مگر کسی ذی کا ہو) مگر سخی اور دین جو اس کو عقد کفالت کی وجہ سے لازم ہو بلکہ کفالت بالدرک ہو یا خاص کا طمان ہو یا مگر خاص میں بکثرت ہوں) تو ان میں بقیوں سے قاضی مدنی نہ یہ کو قید کرے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں محتاج ہوں تو اس کی بات نہ مانے کیونکہ بخوبی فقیر الکفلاں امورہ کو دے سکتا ہے اس واسطے کہ جب اس کے پاس مال ہو گا شیخ اور قرض آیا ہے اور ان کی دین پر قدرت ثابت اور ان کی نیز قبول ہر درجوں حالات پر قائم اس بات نہ ہو کہ اس سے کوئی ایسا نہ ملے کہ اس پر قیاد ہو یا میں محتاج ہوں میں محتاج نہ ہو کہ اور محمدی کا حق شیخہ اور بد مذکورہ کے علاوہ ہر جس کی نو صورتیں ہیں (۱) مدنی کا حق بدل خلع (۲) بدل مضموب اور (۳) ان چیز کا بدل ہو جو اس نے وقف کر دیا (۴) بدل عمر (۵) بدل حق نصیب شریک (۶) ارض بیعت ہو (۷) اتر انداز کا عقد ہو (۸) بیوی کا عقد ہو (۹) مہر مہر محل ہو اور ان امور میں مدنی عاید ہے غلام کا بخوبی کرے تو قاضی اس کو قید نہ کرے اس واسطے کہ ہر شخص کے حق میں اصل صرت و داری ہے کیونکہ ہر شخص مدیم المال پیدا ہوا ہے۔ اور مدنی سرمدی مدنی مالدار کی کا دعویٰ کر رہا ہے تو اس کا دعویٰ بلا شہادت مقبول نہ ہوگا۔ ہاں اگر مدنی اس کی تو انگری ثابت کرے۔ یہ تو قاضی اپنی صوابیہ کے مطابق اس کو قید کرے اور لوگوں سے اس کے متعلق پوچھو گچھو کرے کو آئے اس کے پاس کچھ مال ہے یا نہیں اگر مدنی بلا برتہ ہو تو اس کو مہر کر دے کیونکہ بآب و ماندہ ہونے تک جہت دے پائے کا سکتی ہو چکا ہے۔ تو اب قریب کو قید نہ حکم ہے۔ پھر اگر مدنی کے بعد از باب دیوانہ اس کے ساتھ لگے ہو چاہیں تو ان صاحب کے نزدیک تاقی ان کو قید نہ کرے۔ کیونکہ میں غلام کو ایسا حق پر قدرت کے حصول تک مہمت ہے اور حصول قدرت ہر وقت ممکن ہے اس لئے وہ اس کے پیچھے لگے ہیں تاکہ وہ کل مال چھین دے صاحبین اس کے مخالف ہیں۔

قولہ وادانت الخ اگر یہ بیان قید ہونے سے پہلے اپنے الکفلاں پر بیحد کا حکم کرے تو بیحد محکم نہ ہوگا۔ اور اگر اسلاف اور مادرہ الہیہ کے خلاف ہشتاخی نے اس کی تصدیق ہے (الہدایۃ والنہیۃ) کیونکہ یہ بیحدی غلط ہے تو بلا تاخیر مؤید مقبول نہ ہوگا بخلاف اس کے کہ وہ قید ہونے کے بعد بیحد قائم کرے۔ کماں صورت میں اس کا بیحد مؤید ہے کیونکہ یہ کچھ مدت تک قید رہے۔ کے بعد یہ ظاہر ہو گیا کہ اگر اس کے پاس مال ہو تو وہ جیل خانہ کی سختیاں نہ اٹھاتا۔ اور مہر سے ایک روایت ہے کہ قتل اور جس بھی بیحد مقبول ہے۔ اور مہر میں افضل اسکیل بن عمار بن ابی سفینہ اور عمر بن یحییٰ وغیرہ کا فتویٰ بھی روایت ہے اور یہی امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے۔

قولہ وادانت الخ اگر شہر ہر مدنی کے عقد سے بڑھے اور نہ دے تو اس سلسلہ میں خود کو قید کیا جائے گا کیونکہ وہ اقرار کیجے کہ ظالم ہے۔ اور جس ظلم و بدل ہے لیکن اگر شوہر کے ذریعہ بیوی کا ترشہ نقدین ہو گیا تو اس کی وجہ سے قید نہیں کیا جائیگا۔ کیونکہ وہ دست گزر جانے کی اجازت نہ دیکھ جاتا ہے۔

قولہ لافنی ذین الخ باپ کو اس کی نواہ کے دین کے سلسلہ میں قید نہیں کیا جائے گا اس واسطے کہ جس ایک قسم کی غنویت ہے۔ اور جب والدین کو ہو جب نہیں فرمائی کہ کہہ بھی تمام ہے تو غنویت جس کے کب سبب ہو سکتے ہیں۔ ہاں اگر پہلا دود پر خرچ کرنے سے بڑے قید کر دے یا کچھ کیونکہ عوام انداز کی صورت میں بچوں کی ملامت کا اندیشہ ہے۔

سب چیزیں طریقے کے ذریعہ ضروری ہیں امام بیہود بھی پہلے ہی کے ذہن تھے بعد میں آپ نے شروع کر لیا اور فرمایا کہ صرف کوئی بات پر کلام نہ کرنا کافی ہے۔ یہ طاعن قاضی کا عندیہ ہے۔ لیکن الاثر سرخسی نے لوگوں کی سہولت کی خاطر اس کو اختیار کیا ہے۔ ہر جہاں یہ فقہ مکتوب الیہ قاضی کے پاس ہو سچے تو قاضی اس خط کو قاضی کو کہوں کی عدم موجودگی میں نہ پڑھے۔ کہہ نہ پڑھے اور اشد بات کے بعد جس سے اس کا حاضر بہ تضرع ہوئی ہے۔ اور جب شہدائے بات کی کوئی نہ ہو سکیں کہ یہ طاعن قاضی کا خط ہے اس نے ہم کو اپنی مجلس قضا میں آیا ہے اور ہم کو پڑھ کر ناخواندہ اور بیگانی ہے تو اب کتاب الیہ قاضی اس خط کو کوئی کہہ کر کے سامنے نہ پڑھے اور جو کچھ اس میں اور اس کا قسم پڑا کر دے۔

قولہ و یطل الخ اگر مکتوب الیہ قاضی کے پاس خط پہنچے اس کے پڑھنے سے پہلے قاضی کا تب کا احوال ہو جائے تو اس کا وہ باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ شہادت بر شہادت کے بعد پیش ہے۔ اور فروری الاصل شہادت سے پہلے اگر اصل کا انتقال ہو جائے تو فروری کی شہادت باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن طریقہ یہاں اس کا خط پیش ہو جائے گا نام ہو جو مسطورہ شہادت کے یہاں قاضی کا خط کی طرح باطل ہو جائے۔

قولہ و یقضی الخ حد اور قصاص کے معاملہ میں حقوق میں عورت قاضی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ وہ عورت کو بے عمل اسفل ہے لیکن حدود و قصاص کے معاملہ میں عورت کی شہادت کی اصل ہے اور یہ پہلے ثابت ہو چکا کہ عورت شہادت سے بے عمل تھا بھی ہے۔ البتہ عورت کو قاضی بنانا جائز ہے کیونکہ بخاری کی حدیث ہے کہ اس قوم کا عطا ہے جس نے اپنے مادر بارگاہ عورت کے پروردگار پر۔

و لا یستحلل خاص الخ ان یقوض الخ ذلک بخلاف النماز بالجمعة و اذا رفع الیہ حکم خاص الخ اور قاضی کی دایا کتاب نہ پڑھے مگر یہ کہ اس کو اس کا اختیار دیا ہو بخلاف اس کے جو نام ہو جو کسی امامت کا سبب آئے اس کے پاس حکم قلنا انقضاه ان لم یحالیف الکتاب و السنة التشریفة و الاخذاع و یفتقد القضاء بشهادة الزور فی القفود بحد قاضی و اس کو تائید کر دے اگر قرآن و حدیث فقہ و ادب احکام کے خلاف نہ ہو کہ قاضی کا فیصلہ قبول کرنا ہی سے حق و سورت میں و القسوع ضحیر و فاطمہ لا فی الاملاک المرسلة ولا یفتی علی غائب الا ان یحضر من یقوم مقامه خیار بھی اور باطل بھی نہ کہ املاک مرسلة میں اور نہ فیصلہ کیا۔ لیکن غائب پر مگر یہ کہ حاضر ہو اس کا قاضی بنام نکالو کتب و الوصی ان یحکون فایذیع علی الغائب منبأ لیا بذیعہ علی الخاضع یحکم الذی غنای یذیعہ و اگر کسی اور میں یا دہ چیز جس کو کوئی کہتا ہے غائب پر جب اس کا جس کا کوئی کہتا ہے ضرر ہو جیسے کوئی کرے لیکن جو کا کوئی نہیں کہہ سکتا غیرہ نذا اشرافہ من فلان الغائب و یقرض الغاضی مای المینم و یکتب النصک لا الوصی والایہ سے کہ یہ حق میں۔ اگر کوئی ہے فلان غائب۔ ہے اور فرض و۔ ہر جگہ ہے قاضی میرا لا اور کھانے تک ذکر میں در باب توضیح الفقہ: زور جمعیت۔ املاک مرسلة میں جس تک کا کوئی نہیں جب ذکر کرتا ہو۔ ملک معرب چک۔

تشریح الفقہ: قولہ و لا یستحلل الخ قاضی ہو۔ فقہ میں کسی دوسرے کو ایٹا کتاب نہ پڑھے کیونکہ حکم وقت نے اس کو قاضی بنایا ہے۔ اس کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی طرف سے دوسرے کو قاضی بنائے۔ اس اگر کسی طرف سے اجازت ہو مثلاً وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے اس کو ایٹا ہے یا میں نے تجھے قاضی انشاء کرنا کوئی صراحت اور وہ اللہ اجازت۔ ہر اجازت میں دو نائب بن سکتا ہے۔ بخلاف اس کے جو بارگاہی نائب سے اوستہ بعد یا مامور ہو کر وہ یہ صورت نہ بن سکتا ہے کیونکہ وہ حد و اوقات میں ہے اور انسان کو قاضی نہیں کرتا۔ چہ چیز قاضی جمع کی اجازت ایٹا کتاب نہ پڑھنے کی بھی اجازت ہے۔ ورنہ ہر ایٹا قاضی ہو جائے گا۔

قولہ و اذا وقع البيع بفسخ قاضی کے پاس کسی دوسرے قاضی کے حکم کا مرتبہ ہو اور قاضی اول کا حکم کتاب سنت اور اجازت کے موافق ہو تو قاضی ثانی اس کو نافذ کرے بشرطیکہ وہ حکم مجتہد فیہ ہو یعنی اس میں مجتہدین کا اختلاف نہ ہو اور بر قول مستند بالحدیث ہو اور قاضی جائز ہو کہ اس میں مجتہدین کا اختلاف نہ ہو اور وہ اختلاف مجتہدین سے واقف ہو تو نافذ جائز نہیں۔ پس قاضی ثانی اس کو نافذ نہ کرے۔

قائد: جب قاضی نے مجتہد فیہ امر کو مختلف جان کر حکم کر دیا تو وہ مجمع علیہ ہو گیا اور دوسرے قاضی پر اس کی عقیدہ واجب ہو گئی جب کہ قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا ہو اگر حکم مذہب کے خلاف ہو اور نہ کیا ہو یا ہو تو امام صاحب کے نزدیک قاضی ثانی اس کو بھی نافذ کر سکتا ہے۔ اور اگر محمد ایسا کیا ہو تو اس میں حنفیہ و عدم عقیدہ دونوں روایتیں ہیں ظاہر تر روایت حنفیہ کی ہے صاحبین کے نزدیک محمد اور نسیان دونوں صورتوں میں نافذ نہیں کر سکتا۔ حیثاً پہلے شرعاً قاضی فقہریہ غیر میں ہے کہ کوئی صاحبین کے قول پر ہے۔

قولہ و بفصل المیع اگر کوئی مدعی یا مدعیہ میں کسی چیز کا دعویٰ کرے کہ جو نے گواہوں سے اس کو ثابت کر دے اور قاضی اس کے متعلق حجت یا حجت کا فیصلہ کر دے تو امام صاحب کے نزدیک یہ خود (کلی و شرعاً) ناجائز اور باطل ہے (فرق وطلاق و بالعجب و اجماع) میں قاضی کا فیصلہ کاہر اور باطل ہے اور اعتبار سے نافذ ہوگا۔ صاحبین امام زعفران علیہ السلام کے نزدیک صرف ظاہر نافذ ہوگا کہ باطل قاضی ہی پر ہے۔ بخلاف الماک مرسلہ کے کہ ان میں قاضی کا فیصلہ باطل و جرح صرف ظاہر میں نافذ ہوتا ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مرسلہ گواہی صرف ظاہر میں حجت ہوتی ہے۔ نہ کہ باطن میں تو فیصلہ بھی صرف ظاہر میں نافذ ہوگا۔ کیونکہ قضا کا نافذ بقدر حجت ہوتا ہے امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی کے سامنے ایک حجت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور اس کو جو گواہوں سے ثابت کر دیا۔ حضرت علی نے ان دونوں کے درمیان ثبوت نکاح کا فیصلہ فرمایا اس پر حجت نے کہا: امیر المومنین اگر اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں تو اس سے میرا نکاح کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے دونوں شاہدوں نے تیرا نکاح کر دیا۔ یہاں استدلال یہ ہے کہ یہاں شاہد بلاشبہ کاذب تھے اور حجت غالب نکاحی اور مردی کا رعب تھا اس کے باوجود آپ نے نکاح کی تجدید نہیں فرمائی معلوم ہوا کہ شاہدوں سے فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے۔ ورنہ آپ تجدید نکاح سے پہلے ہی نہ فرماتے۔ نیز قاضی کا فیصلہ قطع مزاحمت و طلاق تصرف کیلئے ہوتا ہے۔ جس کا نافذ ظاہر اور باطل ہے اور اعتبار سے شرعیہ میں معصوم ہے۔ چنانچہ زوجین کے درمیان بقرنی اللعان باطل نافذ ہوتی ہے۔ حالانکہ حد مطلقہ اور کذب زوج کا احتمال موجود ہے۔ اسی طرح اگر متعقدین باہم اختلاف کریں اور حکم کھالے تو قاضی حقد کو حاکم کر سکتا ہے اور یہاں باطل بھی نافذ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بائع کے لئے کہ سودہ کیساتھ دہلی جاتا ہو تو ہے۔ تو باقی خود و فتوح میں بھی قاضی کا فیصلہ نافذ ہوگا۔

تنبیہ: جو گواہوں کے ذریعہ قاضی کا فیصلہ کو مختلف ہے کہ امام صاحب کے نزدیک ظاہر اور باطل ہے اور اعتبار سے نافذ ہے۔ اور اگر امام کے نزدیک صرف ظاہر نافذ ہوتا ہے۔ لیکن مدعی کے مرتکب کبیرہ اور لائق ہاڑی ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ سب کے نزدیک وہ گناہار ہوگا۔ نیز امام صاحب کو نفقہ کے قائل ہیں لیکن بخلاف چند شرطوں کیساتھ مشروط ہے جن کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اگر قاضی قضا دہ کرے کسی حجت پر یا جمعی سکوت دہے کہ دعویٰ کیا حالانکہ حجت کا شور ہو جو وہ یا دہ مستند یا مردہ ہے۔ یا معاہرت یا رضاعت کے سبب سے مدعی کی حرم ہے۔ خود قاضی کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا نہ ظاہر نہ باطل۔ کیونکہ قضا قاضی کا حق ہے اور قاضی کا اٹھنا ہے اور یہاں تک قاضی کا نکاح نہیں ہے۔ دوم یہ کہ قاضی شاہد کے کذب سے جو حجت ہو اگر وہ جائز ہو کہ گواہوں نے ہیں تو فیصلہ نافذ ہوگا۔ سوم یہ کہ فیصلہ الماک مرسلہ میں نہ ہو (الماک مرسلہ کی شرح آگے آ رہی ہے) چہلم یہ کہ مسئلہ زوجین میں بوقت قضا شہادہ موجود ہوں (اکثر قضا ہی کے قائل ہیں) اگر ان کی عدم موجودگی میں فیصلہ ہوا تو نافذ نہ ہوگا۔

نوہ فی القصد و اذاع مثلاً مشتری نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے اپنی باغی بانی قیمت میں میرے ہاتھ فروخت کی ہے اور اپنے لئے اس کا انکار کیا اس پر مدعی نے جو گواہ قائم کر کے بیع ثابت کی۔ اور قاضی نے مشتری کے حق میں باغی کا فیصلہ کر دیا۔ تو امام

صاحب کے نزدیک فیصلہ ظاہر اور بالظاہر ہے۔ اور شہری کے لئے پابندی کی ضرورتی حال ہے۔ انی ضرر کیا عورت نے اپنے شوہر پر تین طلاق کا دعویٰ کیا۔ اور مجھ سے گواہوں سے دعویٰ ثابت کر دیا۔ قاضی نے ان کے درمیان تفریق کا فیصلہ کر دیا۔ اور عورت نے نہت کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو قاضی صاحب کے نزدیک یہ پہلے شوہر کیلئے اس عورت سے وہی طلاق نہیں رہے۔ ظاہر اور بالظاہر اور شوہر جانی کے لئے ہر طرہ حلال سے خود اشیقت حال سے واقف ہو پات ہو ہی پر پائی خود افسوس کو کیس کر لو۔

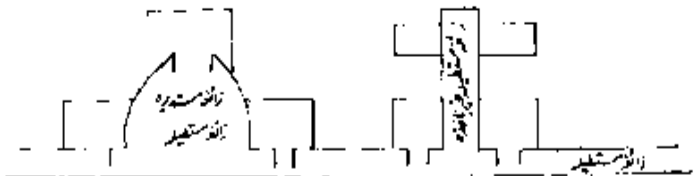
قرہ لہ لاطی الاملاک الخ ملک کا کوئی تعین سبب مذکور نہ ہوں ان میں قاضی کا فیصلہ بالاتفاق ہے۔ لہذا یہ تین آفتہ ہوتا ہے اس واسطے کہ ملک کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں بھی ملک شر سے ظلمت ہوتی ہے بھی اور سخت سے الی غیر وہ آری یہاں بطریق اعتقاد ثابت سبب ساقط علی اعتقاد ممکن نہیں۔ بخلاف نکاح جو غیر محدود کے کسی نظر بقی نقصا قاضی پر مقدم ہو جاتے ہیں اس لئے ان میں اعتقاد بھی کی صحیح ممکن ہے۔

قرہ لہ ولو بقضی الخ اختلاف کے یہاں قضا پر غائب صحیح نہیں فرمادو اس کے حق میں منیہ ہو بہ معزز۔ یہ کہ اس کا کوئی نائب موجود ہو اس کی موجودگی میں قضا علی الغائب جائز ہے خواہ نائب حقیقی ہو جیسے اس کا وکیل ایسی اور حوالی وقت پاناب بھی ہو۔ اس کی بہت سی صورتیں ہیں جن میں سے تیس صورتیں بھی میں مذکور ہیں ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ مدعی جو کوئی غائب ہو کر رہا ہے اور دوسری کا سبب ہو جو دعویٰ فیصلہ حاضر ہے۔ مثلاً زید کے قبضہ میں ایک مکان ہے کسی نے اس مکان کا دعویٰ کیا اور قاضی نے کو قائم کئے کہ اس نے یعنی مدعی نے یہ مکان قاضی غائب سے خرید لیا ہے۔ حاکم نے تا بغیر حاضر کے خلاف فیصلہ کر دیا تو یہی فیصلہ فیصلہ غائب پر بھی ہو جائے گا۔ اب اگر وہ حکم کے بعد وہ نائب غائب آ کر بیچ کا انکار کرے تو معتبر نہ ہوگا۔ انہما ثانی کے یہاں فیصلہ علی الغائب جائز ہے بلکہ دلیل یہ حدیث ہے "الین علی المدعی والبعین علی من انکر" اس حدیث میں حضور دوحہ حضور کی کوئی قید نہیں۔ جس حضور غصہ کی شہرہ انکا تازیادی بلکہ دلیل ہے۔ ہمارے وکیل یہ ہے کہ جب حضور ماکرم ﷺ نے حضرت علی کو یمن کا تاجی بنا کر بھیجا تو ارشاد فرمایا تھا کہ احد انصحن کیلئے حکم نہ کرنا جب تک کہ تو دوسرے کا کلام نہ سن لے معلوم ہوا کہ دوسرے کے کلام کا معصوم نہ اور مامور حکم ہے بلکہ ظاہر ہے کہ جب غصہ یا اس کا نائب غائب ہو تو ان کے کلام کا غصہ نہیں ہو سکتا اس لئے عدم موجودگی میں فیصلہ نہیں کیا جاسکتا نیز شہادت پر عمل کرنا قطع مزاحمت کیلئے ہوتا ہے اور مزاحمت اس وقت ہوگی جب دوسرے کی طرف سے انکار ہو اور یہاں انکار نہیں پایا گیا۔

موصوفہ مذکور گندی

مَسَائِلُ فَتَى: لَا يَنْبَغُ خَوْفٌ بِلَا رِضَى ذِي الْعُلُوِّ زَانِعَةً مُسْتَبِطَةً يَنْشَغِبُ عَنْهَا
 (مترقی مسائل) تنگ نگاہی سے بچو! اللہ تعالیٰ میں اور نہ سوچو کہ بے بلا اندیشہ! کی رضا کے بغیر ایک کسی کی ہے جس سے ایک اور کل بھی ہے
 مَطْلَعُهَا: عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْفُخُ أَهْلُ الْأَوَّلِيْنَ فِيْهِ يَأْتِيَا بِعِلَاقِ الْمُسْتَبِيْهِ ذَعِيْ خَارِا لِّهِ يَنْدُجِلُ
 ایسی ہی مگر وہ تو نہیں کسا کسا کل بھی لگی ہوگی کہ میں اور وہ تو مختلف کوس لگی کے وہی کیا ایک کھر کا جو دوسرے کے پاس سے کہو
 اِنَّهُ وَهْمُهَا لَهُ هِيَ وَاقْتُ كَذَا فَسَيَلُ الْبَيْتَةَ فَقَالُ جَعَلْتُهَا فَخَشَرْتُهَا وَتَرَفُّنَ عَلٰى الْمَشْرَءِ
 کہ جس نے اس کو بہرہ کر دیا تو اس وقت اس سے یہ مطلب کیا کیا تو کہ اس سلسلہ سے اس کا کہہ رہا تھا جس میں نے اس کو نہ بے نیاز دینے اور فریاد
 قُلِ الْوَلَدُ الَّذِي يَدْعُوْهُ يَتَّبِعْهُ اِلٰهًا لَا تَتَّخِذْ وَنَعْدَةً فَقُلِ
 اس وقت سے پہلے جس میں یہ گامی ہے تو قبول نہ ہوگی اور اگر اس کے بعد ہو تو قبول ہوگی
 تَوْضِيْحُ الْمَلَا: لَقِيَ مَعَ شَيْخٍ مَّتْرَقٍ كَالْجَدِّ كَمَلٌ نَّكَارَةً كَوَاطِرُ نَدْوٍ مَّطْلُوبَةٍ اَلْبَابُ تَجْتَمِعُ بِمَعْنَى مَحْرَجٍ مِّنْهُ رِبَا تَقُولُ يَدُ نَبِيٍّ
 اس نے مجھ سے اس کا انکار کر دیا تھا۔

تشریح کا لفظ: قولہ لا یبغ الخ ایک مکان در منزلت ہے نیچے والا ایک شخص کا ہے اور دوسرا دوسرے کا ہے تو ہاں صاحب سے نزدیک نیچے
 والا اور پر دے کی اجازت کے بغیر دوسریں کوئی گاہر نے یا طاق کو دے گا نماز میں کیونکہ اس میں دوسرے کا کھنڈہ کھنڈہ نقصان لازم آتا
 ہے ہر انسان پر فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو ایسے فعل کی اجازت ہے جو دوسرے کیلئے مفرت ہو۔ جن قولہما تفسیر لفظ لہ۔
 قولہ زانعة الخ ایک لمبا کو چہ ہے جس سے ایک اور لمبا کو چہ بچو نہ رہا ہے مگر وہ نافذ نہیں بلکہ دوسری جانب سے نہ ہے تو پہلے کو چہ
 والے اس غیر نافذ کو چہ میں دروازہ نہیں کھول سکتے۔ کہ اگر دروازہ برائے مرد ہوتا ہے تو اس کا غیر مرد کو چہ نافذ ہوتا ہے۔ نہ کہ غیر نافذہ
 میں ہاں اگر لمبے کو چہ سے کوئی گول کو چہ نکلتا ہوتا اس میں دروازہ کھول سکتے ہیں۔ کیونکہ گول کو چہ بھی مشرک کے مانند ہے کہ اس میں سب
 کیلئے حق مرد ہے جس وجہ سے کہ اگر گول کو چہ میں کوئی مکان فروخت ہو تو حق شفعہ سب مشرک ہر گز کو چہ مستطیع اور کو چہ مستند ہر
 نافذہ غیر نافذہ کو اس نقشہ سے سمجھو۔



قولہ ادعی المیزان علی عمرہ پر ایک مکان کے تعلق کوئی کیا کہ عمرہ نے کچھ کو یہ مکان ماہ رمضان میں بہرہ کر یا تھا۔ زید سے اثبات
 پر ہر کو اس خطب کی کسی اس سے کہا کہ عمرہ بہرہ کر کے مگر ہو گیا تھا اس سے جس نے دو مکان اس سے خرید لیا اور خرید لیا وہی بیعت سے ثابت
 کہ یہ ایسی خریداری کا جو امت اس سے ثابت کہ یہ دو گز سے پہلے ہے جس میں سب کا مدی ہے مثلاً وہ جس نے کہ کہ شعبان میں خرید
 ہے تو کوئی متبادل نہ ہوگی یہ نہ کہ وہی اور وہی میں حاضر ہے ہاں اگر وہ بیعتی وقت بہرہ کے بعد بیعت کرے تو قبول ہوگی کیونکہ اب
 تو مدی و شہادت شہاد میں حاضر نہیں تھیں ممکن ہے۔

فَافْهَرُوا لِلْقَاضِي وَخُذُوا تَوْفَاقَ فَضِيلَتِ بِفِطْعِ بِنْدِكِ فِي حَقِّ

تو ہاتھی کا توفی منتر ہر کسی طرح اُتر گیا کہ تم کیا تھا میں نے میرے ہاتھ کاٹنے کا حق کے طور پر
اذا تَمَادَ لِمَنْفُوعٍ يَذُو وَالْمَاخُودُ مِنْهُ أَلْمَالُ مُقْبَرًا اللَّهُ فَضْلُهُ وَهُوَ قَاضٍ
بیر منقطع الہ اور وہ شخص جس سے مال نہیں ہے اگر دوسرے کو اس نے یہ نکل قرض ہونے کی حالت میں کیا ہے۔

تشریح مفقود۔ قولہ ولو لئال قاضی الخ قاضی لہذا ہے۔ کہنا کہ میں نے فلاں مال پر تم کا مال غصب پر قطع یہ کیا فلاں قاضی پر
حد قاضی کا حکم کہ وہ ساتویں سوسہ دار کر دے یا اس کا تھ کاٹ دے یا اس کو کورٹ لگا دے تو تحقیق کے نزدیک یہ کہلئے امور مذکورہ کی
گنجائش ہے۔ کیونکہ غاصت اولی الامر آیت سے ثابت ہے۔ اور محمد صاحب لولہ اس کے قائل تھے۔ حد میں آپ نے اس سے رجوع
کر لیا۔ اور فرمایا کہ جب تک زیادہ جہت ثبوت امور مذکورہ کا معاملہ نہ کرے اس وقت تک اس کے لئے امور مذکورہ پر اقدام جائز نہیں امام
ملک بھی یہی فرماتے ہیں اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے لیکن امام محمد نے اس کے بعد بجز تحقیق کے قوی کی طرف رجوع کر لیا۔ فقال
صاحب البحر لیکن ویت بعد ذلک فی شرح ادب القضاء للصلو الشہید اللہ صحیح رجوع محض الی قول الہی
حتیفہ دانی یوسف رواہ هشام عہ شیخ ابونصور ماریڈی فرماتے ہیں کہ اگر قاضی مذکور عادل و عالم شخص ہو تو امتثال امر اور تکفل حکم کی
گنجائش ہے۔ بعد اسد اسمعیلی نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب سے یہاں علم قاضی کے بموجب عمل کر: اسی صورت میں ہے جب قاضی عادل
اور عالم ہو کیونکہ جابل و طہم قاضی نہ لائق قضاء ہے اور نہ اسی کا حکم لائق امتثال ہے تو گویا شیخ ابونصور ماریڈی کا قول مذہب امام کی توضیح
ہے۔ معصفت نے عدل نہ لہم کی تہدنگا ماری کو اختیار کیا ہے۔

قولہ وان قال قاضی الخ معزول قاضی نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار روپیہ لئے ہیں اور فلاں مقدمہ میں جو زی
کے ہزار روپیہ میں نے تجھ پر ثابت کئے تھے وہ اس کو دے دے عمرو نے کہا نہیں بلکہ تو نے مجھ سے ہزار روپے طلبائے ہیں یا قاضی۔ نے کہا
کہ میں نے تیرا ہاتھ حق کے معافی کا نا بے زب نے یہاں نہیں اٹھا کا ہے تو دونوں صورتوں میں قاضی کا قول منبر ہر گاہ کہ وہ مروی ہے کہ قطع
یہ اور احتیاج میں حالت قضاء ہو۔ ہے یا نہ۔ کہے کہ قائل از تعبد یا معزول ہونے کی بعد ہوا ہے ووجهان الظاہر شامد للقاضی المعزول
لا یقضی بالاجور ظاہر۔

[illegible]

عرد شہادت کا بیان

تشریح الحقیقہ: غفرلہ و شروط النسخ شہادت کے چار مرتبے ہیں اول شہادت رائے اثبات نہاں کیلئے ضروری ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ آیت واللاہی یا قہن فاستشهدوا علیہم من نسائکم فاستشهدوا علیہن اربعہ منکم "میں چار کے بعد کی تصریح موجود ہے۔ ہذا کا مکرر ہونا یہاں سے "عظم ہوا کہ قضا اربعہ تا یکہ" تھو ہے اور دہرنا مای وقت ماضی ہوئی ہے جس کا سہارا نہ کرے۔ سوال آیت سے تو صرف یہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس بعد قرض کیا جائز ہے لیکن اس سے کم پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ آیت میں اس کی نفی نہیں اور احتیاط مفید کے قائل نہیں پھر چار سے کم کا دم جو قرض کہیں سے ثابت ہوا جواب شرعی تقاضا یا تو زانی سے منع کرنے کیلئے ہوتی ہے یا کسی سے والا نہ دروں سے اور یہاں فقہ زبانی سے منع کرنے کیلئے ہے۔ تو اگر کسی سے بھی منع کرنے کیلئے نہ ہو تو اس فقہ کا کوئی قائل نہ ہو سکتا۔ چنانچہ سوال آیت مذکورہ اور آیت فاستشهدوا علیہم من نسائکم کی تفسیر ہو گیا۔ جواب ہے یہ آیت کا مقصد اور آیت مذکورہ ہذا سے یہ سوال حضرت علامہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اگر زمانے کے متعلق نہیں مگر دار و دوزخ و نفس کو ان کی دین تو مقبول ہے۔ جواب حضرت زہری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروں خلفاء سے یہ سنت جاری ہے کہ بعد دوس من جو دوس کی کوئی معتبر نہیں "شخصی انہی حسن شماک سے بھی" یہی مروی ہے کہ بعد دوس جو دوس کی کوئی جائز نہیں "نیز حضرت علی کا ارشاد ہے کہ بعد دوزخ و دار و دوزخ یعنی قصاص میں جو دوس کی کوئی جائز نہیں۔

قولہ و لقیۃ الخ دوسرا نیز شہادت برائے اثبات بقیہ حدود ہے یعنی حد صرف حد مرقہ اور برائے اثبات نقد عملی اثبات اسلام کا ضرورت مسلم ان کیلئے دوسروں کی گواہی ضروری ہے لقوۃ تعالیٰ و امت شہیدو الضعیفین من وجعلکم تحرقوں کی گواہی ان کیلئے بھی یا تو نہیں۔ لہذا ذکر من حدیث انہو ہی۔ سوال یہ آیت تو ہر اثبات کے بارے میں ہے تو حدود و قصاص میں یہ کیسے جہت ہو سکتی ہے۔ جواب محمد بن خلف کا اعتبار یہ ہے کہ خصوصیت سبب کا سوال الحسن البصری لا یقبل علی القتل کا نا و الحیۃ علیہ ما ذکرنا۔ لقوۃ و النولۃ الخ تیسرا مرتبہ یہ ایک شہادت برائے ولادت و بکارت و استحصال مصلیٰ اور یحییٰ سبب نسا ہے جن پر مردوں کو آگاہی نہیں ہوتی جیسے عورت کی شرمگاہ میں بذریعہ گھسٹ کا اجرا آنا وغیرہ ان کیلئے دو دواؤں میں اولیٰ بہتر ہے ورنہ نیک آزاد مسلمان عورت کی گواہی بھی کافی ہے کیونکہ حضور مسلم کا ارشاد ہے کہ ان چیزوں میں غوغول کی شہادت جائز ہے۔ جن کی طرف مرد نظر نہیں کر سکتے۔ یہ روایت مرسل و جب انھیں ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس میں لفظ النساء کا محلی بالغ و وام ہے جس سے مراد جنس ہے جو مکمل و دیگر سبب کو شامل ہے۔ اس سلسلہ میں امام احمد و تواتر سے ساتھ ہیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ دو دواؤں میں نیک مرد کے برابر ہوتی ہیں۔ اور جہت دوسروں کی گواہی ہے نہ کہ ایک ہذا چار دواؤں میں ہوتی چاہیے۔ یہی حضرت عطل کا قول ہے امام مالک و امام ثوری فرماتے ہیں کہ جب مرد و نسا کا اعتبار ساتھ ہو گا تو عدد معتبر رہا۔ لہذا دو دواؤں میں ہوتی چاہیے مگر روایت مذکورہ ان سبب پر جہت ہے۔

تنبیہ: بچہ اول کیلئے صرف ایک عورت کا شرط ہو تا نماز کے حق میں تو محکم علیہ ہے کہ اگر کچھ عازروں کی نماز رجمی جائیگی۔ لیکن میراث کے حق میں ایسا صاحب کے نزدیک ایک عورت کی کو کافی نہیں۔ صاحبین اور ائمہ فرائض کے نزدیک جائز ہے کہ فقہانہ پریم میں ایک ہی راج ہے۔

وَلَا تَعْمَلْ شَأْنًا وَلَا حَاجَةً وَلَا حَاجَةً إِلَّا لِمَنْ يُنْفَعُ بِهَا وَلَا يَشْهَدُ بِهَا لِمَنْ يَنْفَعُهَا إِلَّا النَّسَبَ وَالْقُرْبَىٰ وَالْمَحَاجِرَ
اور عمل نہ کرے گا نہ حاجتی اور روادی خوشی پر اگر ان کو مقدمہ پار نہ ہو اور نہ کوئی دے اس کی جس کو نہ دیکھا ہو سوائے نسب موت نکاح
وَالْمَحْشُورِ وَذِلَّةِ الْقَاضِي وَأَهْلِ الزُّلْفِ فَلَمَّا أَنْ يَشْهَدُ بِهَا إِذَا أَخْبَرَهُ بِهَا عَنْ يَمِينِهِ يَمِينُ يَمِينِهِ يَمِينُ يَمِينِهِ
داخل ولایت قاضی اور صل وقت کے کہ ان میں کوئی دے سکتا ہے جبکہ اس کو خبر دی ہو کسی میسر شخص نے ہر جس کے (تھیں کوئی چیز ہو غلام کے
الرَّقِيقِ لَكَ أَنْ يَشْهَدَ اللَّهُ ثُمَّ إِنَّهُ فُسِّرَ لِلْقَاضِي أَنَّ يَشْهَدَ بِالنَّاسِخِ نَوْبُ بَعْضَانِيَةِ الْبَيْتِ لَا تَقْبَلُ
علاوہ تو کوئی دے سکتا ہے کردہ کسی کے ہے اور اگر کہہ دیا قاضی سے صاف صاف کہ کوئی اس کو باخبر نہ کرے کہ وہ قبول نہ ہوگی
وَمَنْ شَهِدَ اللَّهُ حَظْرَ ذَيْنِ فَلَا يَنْفَعُ عَلَىٰ جَنَازِهِ فَيُؤَيِّدُ بَعْضَانِيَةِ خَشْيَ لَوْ فُسِّرَ لِلْقَاضِي قَبْلَ
جس نے کوئی روئی کہش قاضی کے کہ میں حاضر تھا یا اس کے جنازہ کی نماز پر میں سے تو یہ سنا کہ کے برابر ہے یہاں تک کہ اگر قاضی کے دربار اس
کی تشریح کر دی جب بھی قبول ہوگی۔

تشریح الفقہ قولہ وَلَا تَعْمَلْ شَأْنًا وَلَا حَاجَةً وَلَا حَاجَةً إِلَّا لِمَنْ يُنْفَعُ بِهَا وَلَا يَشْهَدُ بِهَا لِمَنْ يَنْفَعُهَا إِلَّا النَّسَبَ وَالْقُرْبَىٰ وَالْمَحَاجِرَ
کہ اندوختہ اچھی طرح محفوظ ہو یعنی نہ شہادہ اپنے خوشی کو کہہ کر کوئی دے نہ قاضی حکم کرے اور نہ روئی ہدایت کرے۔ غلام ہے
کہ امام صاحب نے بیع اسرار میں تک روئی اختیار کی ہے۔ اسی لئے آپ سے حدیث بہت کم مروی ہیں حالانکہ آپ کو بارہ سو محدثین
سے تاریخ حدیث حاصل ہے۔ جس جب تک شاہ کوئی کی مقدار اور اس کی صفت یاد نہ ہو اس وقت تک کوئی دینا امام صاحب کے نزدیک
جائز نہیں (فَالْحَلَالُ فِيمَا أَكَلْنَا مَحْضُورًا فِي بَدَنِهِ) بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ صاحبین کے یہاں علی الاطلاق جائز ہے
اور امام صاحب کے یہاں ناجائز۔ لیکن اگر وغیرہ میں ہے کہ امام محمد کے یہاں تینوں کے لئے عمل جائز ہے اور امام ابو یوسف کے یہاں
روئی اور قاضی کے لئے جائز ہے۔ اور شاہ کے لئے ناجائز۔ شمس المائر طوقی فرماتے ہیں کہ تو کی امام محمد کے قول پر مناسب ہے۔ اجناس
میں بھی ایسا ہے۔ اور بزاز میں بھی اسی پر جرم و حقیقت ظاہر کیا ہے۔ ولعی السراج وعلقہ ابو یوسف هو المعقول علیہ۔ ولعی
المنح وقولہما هو الصحيح. وفي الحقيقة وعليه الفتوى

قولہ وَلَا يَشْهَدُ شَأْنًا وَلَا حَاجَةً وَلَا حَاجَةً إِلَّا لِمَنْ يُنْفَعُ بِهَا وَلَا يَشْهَدُ بِهَا لِمَنْ يَنْفَعُهَا إِلَّا النَّسَبَ وَالْقُرْبَىٰ وَالْمَحَاجِرَ
جائز نہیں مگر دو مسئلوں میں بلا ممانعت کوئی درست ہے۔ (۱) نسب تو جس شخص نے ایک جماعت سے (امام صاحب کے نزدیک) یا دو
عزائوں سے (صحابین کے نزدیک) یا کہ زہد (مثلاً انسان کا بیٹا افلاس کا بھائی ہے تو وہ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ ۲۳ خانہ میں محیط
سے متحول ہے کہ اگر کوئی شخص باہر سے آکر شہر میں بس جائے اور وہاں ایک عرصہ تک رہے ہے تو وہاں والے اس کے نسب کی گواہی
نہیں دے سکتے جب تک کہ اس کے شہر کے دو عادل آدمی خبر نہ دیں کہ امام خفاف نے اس کے لئے دو شرطیں ذکر کی ہیں ایک شہرت خبر
دہرے اس کا وہاں کم از کم ایک سال تک رہنا۔ وروی عن ابی یوسف نہ فخرہ بسببہ لشہر۔ (۲) موت سوجس شخص نے قابل
ایمان لوگوں سے سنا کہ فلاں شخص مر گیا تو اس کی موت کی گواہی دے سکتا ہے۔ (۳) نکاح جو شخص ایک جماعت سے (امام صاحب کے
دیکھ ایک یا دو ماہوں سے (صحابین کے نزدیک) اس کو نکاح فلاں عورت فلاں شخص کی بیوی ہے تو وہ اس کی زوہیت کی گواہی دے سکتا
ہے گو وہ عقد نکاح میں حاضر ہو (۴) داخل تو اگر کوئی شہر سے نکاح فلاں شخص نے فلاں عورت کیساتھ نکاح کر کے محبت کی ہے تو وہ اس کی
گواہی دے سکتا ہے۔ (۵) ولایت قاضی۔ مثلاً زہد نے کچھ لوگوں کی زبانی سنا کہ فلاں شخص فلاں شہر کا قاضی ہو گیا تو وہ اس کی شہادت
دے سکتا ہے۔ (۶) عزرائلی میں معراج سے متحول ہے کہ امیر قاضی کے مانند ہے تو شہادت ہدایت بھی جائز ہوئی چاہے (۷) اصل وقت۔

تشریح الفقہ۔ قولہ علی سرقہ بالغ او گواہوں نے گواہی دی کہ قاضی شخص نے گائے چرائی ہے اور اس کے رنگ میں دونوں نے اختلاف کیا۔ مثلاً ایک نے سرخ رنگ بتایا اور دوسرے نے لالہ ساری کا کچھ کام چائے گا۔ اور اس اختلاف میں کے زور و مادہ ہونے میں ہر طرف ایک کے گائے قحی اور دوسرے کے کرش تھا۔ گواہی غصب پر ہو۔ ایک کے کہے مفید گائے غصب کی ہے اور دوسرے کے کہے کہ گائے غصب کی ہے تو ساری کا کچھ کچھ جانتا ہے۔ صاحبین اور اسٹوٹ کے نزدیک دونوں صورتوں میں کچھ نہیں مانا جائے گا۔ یعنی اختلاف رنگ میں ہو یا نہ ہو۔ وہ ہونے میں۔ اس واسطے کہ گائے کا سرخ طبع سے دوسرے لالے کا طبع وہیں ہر ایک فعل پر شہادت کا نصاب ہر وقت ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ رنگ کے اختلاف میں عظامی ممکن ہے کیونکہ چوری اکثر رات میں ہوتی ہے تو رنگت میں جھوک ہو سکتا ہے۔ اختلاف زکوٰۃ ۱۵۰۰ کے گائے کی بکلی، حدیث میں آئی ہے۔

قولہ ومن شہد لوجہ البیغ ایک شخص نے گواہی دی کہ زید نے لداں شخص سے کلام ایک ہزار میں خرید لیا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ چندہ سو میں فریاد تو شہادت۔ ظاہر ہے۔ یہی قسم کتابت اور طبع کا ہے۔ مثلاً ایک نے گواہی دی کہ بدل آیت ایک ہزار ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ چندہ سو ہے تو یہ گواہی باطل ہوگی کیونکہ یہاں مقصود ثبات عقد کثرت بہ اثبات عقد طبع ہے۔ اور عقد اختلاف بدل کی جہ سے مختلف ہو۔ چنانچہ ایک پر شہادت کا نصاب ہو۔ نہیں جواز گواہی باطل ہے۔ بخلاف گائے کے کہ وہ ایک ہزار پر بھی ہو۔ نہ گائے کی گائے میں مال بالغ ہوتا ہے اور متعدد علت و ملک ہوتی ہے اور اس میں گواہوں کو اختلاف نہیں بلکہ اختلاف طبع میں ہے تو قاضی اس کا حکم کرے گا۔ کیونکہ گائے پر دونوں گواہوں کا اتفاق ہے۔ صاحبین کے نزدیک چنانچہ ممکن باطل ہو گا۔ وہ کہتے ہیں۔ یہاں قاضی عقد میں اختلاف ہے لای المقصود من الحاشین منسب پس عقد کچھ مقدر ہے کہ غائب ہے۔

قولہ ملک کثرت بالغ وارث کیلے اس وقت تک ملک مورث کا فیصلہ نہ ہوگا جب تک کہ جرمیراث نہ ہو و شکار زہد کے پاس ایک چیز ہے وارث نے لٹوئی لیا کہ میرے باپ کی میراث ہے اور دوسرے نے لٹوئی لیا کہ میراث ہے انہوں نے گواہی دی کہ کوئی ایسی چیز اس کے باپ کی تھی تو طرفین کے نزدیک سرف وئی گواہی۔ وارث کیلے اس چیز کا حکم نہیں کیا جائیگا۔ جسے وہاں کوئی بھی ثابت کرنا پڑے گا کہ وارث کا انتقال ہو گیا ہو۔ یعنی کیلے یہ چیز بطور میراث پہنچی ہے المذکر کو گواہوں نے گواہی دی کہ تاجر ہر ملک وارث کا مالک ہے۔ یا دوسرے اس کے بعد میں یا اس کے تصرف میں رہی ہے۔ یا کسی ایسے شخص کا قبضہ یا تصرف ہو کر میں جو مورث کا قائم مقام ہو جیسے مستاجر یا دوسرا غاصب یا وراثت اس صورت میں جرمیراث بیان کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ شہادت ملک یا تصرف فی حق کافی ہے۔ یا مہاجر یا مسافر کے نزدیک جان جرمیراث لازمی نہیں۔ کیونکہ وارث اپنے مورث کا طایفہ ہوگا۔ مالک ہوتا ہے تو ملک مورث کی گواہی بعد ملک میراث کی گواہی ہے۔ حرمین یہ فرماتے ہیں کہ مال میراث کیلے ملک چھ پر پورا ہوتی ہے۔ یعنی وہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا عورت یا عورت ہوتی ہے تو میراث میراث ہے اسی طرح اگر مورث کی مورث فقیر یا عورت یا عورت غنی کے لئے مال ہو جاتی ہے اس لئے اس کے لئے عورت یا عورت میراث یا میراث ہے تاکہ اس حساب میں قیمت نہ فقیر۔

قولہ ولو شہد الی غیر شہدین نے ذلہ فقہ کے بقدر یا اس کے تصرف میں گواہی دی تو شہد پر قبول ہوئے کی وجہ سے وفاق مقبول نہ ہوگی کیونکہ اس لائق سے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ اس کا قبضہ بطریق ملک تھا یا بطریق بیعت یا بطریق جاری یا بطریق غصب تو اس مسئلہ کی وجہ سے قاضی اس چیز کا حکم نہیں کر سکا۔ اور اگرچہ اس صورت میں گواہی مقبول ہے کہ نہ ملک کی طرح قبضہ بھی مقصود ہوتا ہے تو اگر واقعہ وارث کی وجہ سے مورث کی ملکوتی حق کو گواہی مقبول ہوتی ہے تو شہادت فی حق میں بھی مقبول ہوگی۔ اور اگر نہ۔ علی اس کا اثر فرماتے کہ اگر قبضہ کی وجہ سے گواہی دی جائے کہ مال میراث تھا تو اب وہ چیز مال میراث کی جاتی ہے کیونکہ اثر کی صورت میں مقرب مقبول ہے اور مقرب کی جہات مطلق اثر نہیں ہوتی اور لائق کی صورت میں مقرب و اثر ہے جو معلوم ہے۔

افسانہ آؤنی شہد سے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ وعند الخلافة تقبل فیہما فیضاً۔

قولہ ان شہید وجہاں الخ ہمارے یہاں دو شاہدوں کی شہادت پر دوسرے دو شاہدوں کی گواہی مقبول ہے۔ امام شافعی کے یہاں چارہواں ضروری ہے کیونکہ فرغ کے بعد شاہد اصل کے ایک شاہد کے قائم مقام ہیں۔ ہماری دلیل حضرت علی کا در شاہد لا یجوز علی شہادۃ الیست الا حلالاً۔ ”نیز حضرت عیسیٰ سے مروی ہے لا تجوز شہادۃ الشاہد علی الشاہد حتی یمکو ذالین۔“

قولہ فان عدلہم الخ اگر شہد فرغ نے شہود اصل کی تعدیل کی تو ان کی تعدیل قبول کی جائے گی کیونکہ دو اولی تعدیل ہیں۔ اور اگر ان کی تعدیل نہ کریں تب بھی ان کی شہادت قبول سے لیکن اس صورت میں قاضی شہود اصل کے متعلق پوچھ گچھ کرے گا اس شخص کے نزدیک شہادت مقبول نہ ہوگی کیونکہ شہادت باعداوت مقبول نہیں ہوتی۔ اور جب انہوں نے تعدیل نفس کی تو ان کی طرف سے شہادت نقل نہیں کی۔ امام ابو یوسف یہ فرماتے ہیں کہ شہود فرغ پر صرف نقل شہادت واجب ہے نہ کہ تعدیل تعدیل کی صورت میں قاضی ان کے حالات دریافت کرے گا۔

قولہ وقطع الخ اگر اصل شہود نے شہادت سے انکار کر دیا مثلاً میں کہہ یا کہ ہم اس حادثہ کے گواہ نہیں یا ہم نے ان کو گواہ نہیں بتایا اور یہ کہ کر مری گئے یا غائب ہو گئے پھر شہود فرغ نے ان کی شہادت پر گواہی دی تو ان کی شہادت مقبول نہیں کیونکہ قبول شہادت کیلئے مکمل شرط ہے اور وہ یہاں پائی نہیں گئی کیونکہ اصول اور فرغ کی خبروں میں تضاد نہیں ہے۔ لیکن اگر شہود اصول سے شہود فرغ کی شہادت کا سوال ہو اور دو خاوندوں میں سے کسی نے شہادت قبول کر لیں نہ ان کا فرغ فرغ کی شہادت مقبول ہوگی (خلاصہ) گویا اس مسئلہ میں سلوک الحق کے اند ہے۔

قولہ ولو شہدا الخ نہ اور ضرور دوسرے آدمیوں کی گواہی پر گواہی دی کہ ظاہر عورت (مثلاً غافلہ) جو ظاہر شخص (مثلاً حامد) کی زانیہ ہے اور ظاہر تو ہوالی ہے مثلاً مصریہ ہے اس پر ایک ہزار روپے لایا جاتا ہے میں اور فرغ نے یہ بھی کیا کہ ہم کو شہود اصول نے بتایا کہ ہم اس عورت کو پہچانتے ہیں اس کے بعد وہی (مقررہ) اسے ایک عورت کو حاضر کر جس کے متعلق شہود فرغ نے یہ کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ یہ عورت کونسی ہے جو نہ نا علیا ہے۔ ہوئی اور یہ خود ہی سے دو گواہ طلب کیے جائیں گے جن سے یہ ثابت ہو کہ یہ عورت ان کے ہاں علیا ہے۔ کیونکہ شہادت شاہدین سے تشریف یافتہ ثابت ہو چکی ہو کہ یہ خودی کر رہا ہے کہ وہ نہایت اسی موجودہ عورت میں ثابت ہے۔ اب ہو سکتا ہے کہ وہ عورت وہی ہو یا کوئی اور وہ اس لئے گواہی سے اس کو ثابت کرنا پڑے گا۔ ایک شخص کا خط جو دوسرے قاضی کے پاس جائے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ وہی شہادت پر شہادت کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اگر ان دونوں صورتوں میں شہود فرغ عورت کا لاپرواہا خاوندان ذکر کریں شافعی کہیں کہ وہ تجویز ہے تو یہ کافی نہ ہوگا بلکہ یہ نچوڑے کسی خاص قبیلہ کو ذکر کرنا پڑے گا کیونکہ اوپر والا خاوندان ذکر کرنے سے بھی طرح پہچان نہیں ہوتی۔

قولہ فی حقہما الخ صاحب ہادیہ نے لفظ (بسر خا) کی تفسیر قبیلہ خاصہ کیساتھ ہی ہے اور ظاہر ہے کہ ہادی نے جہاں علی کے ساتھ۔ و زخری نے ذکر کیا ہے کہ عرب کے چوتھات میں شعب۔ بالفتح قبیلہ عارہ ملن نجد قبیلہ ”مومعزہ بنہ“ حمیر اور راج شعب ہیں یا بنی معنی کہ ان سے تباہل مشتبہ ہوتے ہیں۔ اور کثرت قبیلہ ہے اور تشریف ہاں اور قاضی ملن اور باہم لفظ اور عباس فیصلہ۔

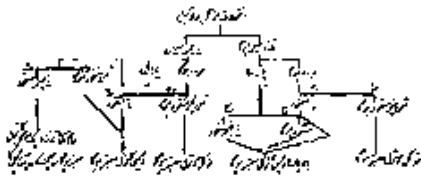
قولہ ولو افواہ الخ اگر کوئی شخص گواہی کے بعد اقرار کرے کہ میں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو انہیں صاحب کے نزدیک اس کو ہرا نہیں دی جائے گی بلکہ اس کی تسمیہ کی جائے گی و علیہ القوی کہ معنی السراجہ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر وہ شخص باز آوری ہو تو ہزار میں اور تیس ہزاری ہو تو اس کی قوم میں اعلان کر لیا جائے گا کہ یہ شخص شاہد اور ہے۔ لہذا ہم اس سے خود بھی بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ ساجینا اور امام شافعی کے نزدیک اس کو باز بھی لگائی جائے گی۔ اور قید بھی کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت عمر نے شاہد زور کے چالیس

سے مسابروہ کی وجہ سے اور انہیں کی شہادت پر جو قضی کا حکم ملے ہے لہذا اختلاف انہیں کی طرف منصفانہ ہوگا۔
 قولہ لا شیوہ الاصلی الخ اگر شہود اصل یہ کہیں کہ ہم نے شہود فرما کر ان کی شہادت پر شہادہ نہیں دیا تو وہ شہود اصل خاص ہیں۔
 اور نہ شہود فرخ شہود اصل تو سب سے کم نہ ہوں گے کہ ان کی طرف سے اختلاف نہیں ہے۔ اور شہود فرخ اسلئے خاص نہ ہوں گے کہ انہیں
 سے شہادت سے رجوع نہیں کیا اور اگر شہود اصل یہ کہیں کہ ہم نے شہود فرما کر ان کو دوبارہ پایا ہے لیکن ہم سے غلطی ہوئی ہے تو انہیں کے نزدیک
 اب بھی ضمان نہ ہوگا۔ ہم اور انہیں کا جو یہ شہود علی کو اختیار کرنا ہوگا جو ہے اصول سے ضمان لے چکا۔ جو رجوع سے رجوع نہ ہوگا۔
 لے کر کاخی کا حکم نہیں کی شہادت سے واضح ہوا ہے۔ کیونکہ قضی نے انہیں کی شہادت کا معائنہ کیا ہے اور اصول سے ملنے کے شہود فرخ
 ان شہادت میں اصول کے نائب ہیں۔

قولہ وضمن العزم بھی الخ مزکی جس شہود کی عدالت ظاہر کرنے والا اگر استدلال سے رجوع کر لے (غیر وہ جانتا تھا کہ شہود مثلاً
 نام ہیں) تو ان کا صاحب کے نزدیک وہ قہ میں ہوگا۔ صاحبینا کے نزدیک صاحبینا نہ ہوگا کیونکہ اس نے شہود کی غولی بیان کی ہے اور
 صاحب یہ فرماتے ہیں کہ حکم شہاد کی طرف منصفانہ ہے اور شہادت بلا عدالت حجت نہیں ہوتی اور عدالت بلا تہ کی ہے۔ لیکن مولیٰ تو حرج کی کا
 یہ حکم کے لئے عدالت ہوا۔ اور اگر مزکی صاحبین کا حکم یاد ہے کہ اختلاف نہ ہوگا اس وقت ہے جب مزکی جانتا ہو کہ وہ شہادہ ظاہر میں ہو
 رہی ہے تو عدالت کرے۔ اور اگر مزکی یہ کہے کہ میں نے تو کیا شہادہ نہیں غلطی کی ہے تو اس پر بلا تعلق ضمان نہیں ہے۔

قولہ وضمن العزم بھی الخ گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنے مقام سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو تو آزاد ہے۔ یا عدالت نے
 گواہی دی کہ شہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو تو تعلق ہے (حالا کہ بیوی سے قریب نہیں کی) پھر دوسرے دو شہادہ دیا
 نے وہ شرط یعنی دونوں کی گواہی دی اور قضی نے فیصلہ مرد بائیں کے بعد فریقین نے شہادت سے رجوع کر لیا تو ضمان شہادہ لیکن پر ہوگا
 نہ شہادہ شرط پر۔ کیونکہ شہادہ لیکن عدالت حکم کے شہود پر۔ اور تحقیق با شرط مانع حکم بھی تو شرط پائے جانے کے وقت تک بی عدالت کی طرف
 منصفانہ ہوگا۔ اسی طرح جو گواہوں نے زنی کی گواہی دی اور دوسرے گواہوں نے لے کر کہ انہیں نہیں ہے۔ اس کے بعد تمام گواہوں نے
 شہادت سے رجوع کر لیا تو ضمان شہادہ نہ ہوگا نہ کہ شہادہ عدالت پر۔ کیونکہ نہ عدالت ہے۔ اور عدالت صرف علامت ہے نہ کہ شرط تحقیق۔
 عدالت نہ ہوگی۔

فائدہ اس مسئلہ کی آٹھ صورتیں ہیں اور مصنف کی عبارت ان سے قاصر ہے اس لئے ہم زمرہ اس کی تفصیل کرتے ہیں۔ واللہ اعرف۔
 منوکل نے جس غلام کو خریدنے کے لئے وکیل بنالیا ہے اگر وہ صورتیں ہیں۔ غلام ممکن ہوگا یا غیر ممکن۔ ان کی پچھر دو صورتیں ہیں۔ بوقت
 اختلاف غلام مرد ہوگا یا زائد۔ ان میں سے ہر ایک کی پچھر دو صورتیں ہیں جن میں منوکل ہوگا یا غیر منوکل۔ سو اگر غلام جنس مرد ہو اور مرد ہو اور منوکل ہو
 تو بالا جس وکیل کا قول معتبر ہوگا اگر غیر منوکل ہو تو منوکل کا قول معتبر ہوگا۔ اور غلام ہندو ہو تو بالا جس وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ ان میں منوکل ہوگا یا غیر منوکل ہوگا۔
 غیر منوکل ہو اگر غلام ہندو ہو اور جنس منوکل ہو تو بالا جس وکیل کا قول معتبر ہوگا۔ اور جنس غیر منوکل ہو تو بالا صاحب کے نزدیک منوکل کا قول معتبر ہوگا۔ یہ کہ
 اس صورت میں قیمت کا ارکان ہے یعنی وہ کس کا ہے کہ وکیل نے اپنے لئے خرید لیا۔ اور جب اس میں نقصان دیکھا تو منوکل پر ڈال دیا۔ اور
 صاحبین کے نزدیک وکیل کا قول معتبر ہوگا ان سب صورتوں کو اس نقش سے محفوظ کر لو۔ نقشہ سند درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں۔



قولہ بھی ہذا لائحہ زیر نے غور سے کیا کہ یہ غلام میرے ہاتھ کر کیلئے فروخت کر دے۔ عہدے فروخت کر دیا اب یہ کہتا ہے کہ میرے
 نے مجھ کو خریدنے کا حکم نہیں کیا تو میرا اس سے وہ غلام لے لے گا۔ کیونکہ یہ کہ اس مرد سے یہ نہا کہ غلام کو میرے ہاتھ کر کیلئے فروخت کر دے تو منوکل
 ہے۔ جس کی اسکا اکل کر بالفور ہوگا کیونکہ یہ اسکا اکل کر تو منوکل کی خلاف ہے اس کا کر کہ اس کے من لئے خریدنے کا حکم نہیں کیا تو اب وہ نہیں لے
 سکا۔ کیونکہ اس کے مرد کرنے سے زیادہ کا اثر مرد ہو گیا لیکن اگر وہ نے غلام کو میرے حوالے کر دیا اور کرنے لے لیا تو غلام میرے ہاتھ کر کا اکل ہو
 جائے گا۔ گوشتن کی امانت زانی جائے۔ کیونکہ میرے مرد کرنے سے زیادہ کا اثر مرد ہو گیا لیکن جب آپس میں لین دین ہو گیا تو ان کے درمیان
 بطریق معافیت مقدمہ یہ مقدمہ ہو گیا اور بیع باعہالی میں بی بی بالفور میں کی ہو اسکی ضرورت نہیں کیونکہ صرف میں رانی میں مرد ہے۔

قولہ وان امرہ الحج ایک شخص نے کسی کو دو معین غلام خریدنے کا حکم دیا اور ان کی معین نہیں کی۔ مامور نے ان میں سے ایک غلام
 انکی قیمت کے مطابق یا قدر سے زیادتی کے ساتھ خرید لیا تو بالا اتفاق صحیح ہے۔ کیونکہ اس کی چاہیہ سے تو منوکل مطلق بھی ہو گا اگر من قاضی
 کے ساتھ خرید لیا تو بالا اتفاق صحیح نہیں کہنے کیلیں یا بشرائیں میں قاضی کے ساتھ خرید لیا تو بالا اتفاق صحیح ہے۔

قولہ و بشر انھما الحج اور اگر دو معین غلاموں کو ایک بزار میں خریدنے کا حکم دیا اور انوں غلاموں کی قیمت برابر ہے مثلاً پانچ سو اور
 مامور نے ان میں سے ایک کو پانچ سو یا پانچ سو میں سے کم خرید لیا۔ تو اس صاحب کے نزدیک خرید صحیح ہے۔ اور اگر پانچ سو سے زیادہ میں
 خرید تو صحیح نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر اس نے ایک بزار کو ان دونوں کے مقابلہ میں خریدا ہے۔ جس میں دونوں کے درمیان جو نصف تقسیم
 ہو گئے۔ تو اس نے جو باہر ایک کو پانچ سو میں خریدنے کا حکم کیا ہے۔ اب اگر وہ پانچ سو میں خریدتا ہے تو یہ اس کے حکم کے موافق ہے۔ اور اگر کم
 میں خریدتا ہے تو اس کے حکم کے خلاف ہے۔ لیکن اگر اس کے من میں مفید ہے۔ نہ انوں صورتوں میں خرید صحیح ہوگا۔ اور اگر پانچ سو سے
 زیادہ میں خریدتا ہے تو یہ اس کے لئے معتبر ہے۔ اسلئے خرید جائز نہ ہوگی۔ البتہ کہ وہ دراصل غلام کی قلیل اور خصوصیت ذاتی فائدہ دے خریدنے کے اس
 صورت میں بھی ہر اتفاق خرید صحیح ہوگی اگر اتھما۔ امام۔ کہ اور شافعی کے نزدیک صحیح نہ ہوگی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کا مقدمہ یہ تھا کہ انوں
 غلام ایک بزار میں مل جائیں وہ یہ مقدمہ حاصل ہو گیا۔ فلا اعتبار بالمختلفہ۔

وَبَشَرَاءِ هَذَا بَعْدَ غَلِيٍّ عَلَيْهِ فَاشْتَرَى صَحُّ وَلَوْ غَيْرُ غَلِيٍّ نَقَضَ عَلَى الْمَأْمُورِ
 اِذَا كَانَ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 وَبَشَرَاءِ اَمَّا بِأَلْفٍ دَفْعَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَى فَقَالَ اِشْتَرَيْتَهَا بِخَمْسٍ مِائَةٍ وَقَالَ الْمَأْمُورُ بِأَلْفِهِ
 بِرَبِّهِ دِيْنٌ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 وَصَلَتْ نَائِلُهُ وَقَالَ اَلْاَمْرُ بِبَعْضِهِ تَخَالَفًا وَبَشَرَاءِ نَفْسٍ اَلْاَمْرُ بِسَبِيْعٍ بِأَلْفٍ
 خَرِيْدَةٍ بِرَبِّهِ اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 وَدَفْعَ فَقَالَ لِسَبِيْعٍ اِشْتَرَيْتَهَا بِبَعْضِهِ لِقَاعُهُ عَلَى هَذَا غَلِيٍّ وَوَلَاؤُهُ بِسَبِيْعٍ
 بِرَبِّهِ اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 وَانْ قَالَ اَلْوَكِيْلُ اِشْتَرَيْتَهَا بِبَعْضِهِ لِقَاعُهُ وَدَفْعَ اِلَيْهِ اَلْمَشْرَى اَلْفٌ مِثْلُهُ
 اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 وَانْ قَالَ لِعَبْدٍ اِشْتَرَيْتَهَا بِبَعْضِهِ لِقَاعُهُ مِنْ مَوْلَاكَ فَقَالَ لَلْعَوْلَى بِبَعْضٍ نَفْسِي لِقَاعُهُ
 اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ
 فَفَعَلَ فَهَوَّ بِالْاَمْرِ وَانْ لَمْ يَفْعَلْ اَلْعَلَّانُ غَلِيٍّ
 اِسْمُ دِيْنٍ بِرَبِّهِ خَرِيْدُهُ لَمْ يَكُنْ لِيْ اِسْمُ دِيْنٍ كِيْ فَوْضٍ جَوَاسِمٍ بِرَبِّهِ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ لِيْ تَوَجُّعٍ بِهِيَ لَدَا اِسْمُ خَرِيْدَةٍ بِهِيَ دِيْنٌ بِرَبِّهِ

تشریح الفاظ۔ قولہ وبشراء هذا الخ زیادہ کا مرد پر کچھ فرض تھا اس نے مرد سے کہا کہ تو میرے فرض کے عوض اس غلام کو میرے لئے
 خرید سے مرد نے خرید لیا تو خرید بھی ہوگی۔ اور شکل (زیادہ) پر بند ہوگا۔ اور اگر زیادہ سے غلام کو نہیں لیں کیا اور مرد نے خرید لیا تو یہ خرید زیادہ
 پر نافذ نہ ہوگی۔ بلکہ (مرد) پر نافذ ہوگی۔ یہاں تک کہ اگر غلام ہوا کہ ہو جائے تو بلاکت کا نقصان، سورہ برائی پر کیا یا امام صاحب
 کے نزدیک ہے۔ صاحبین نے فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں خرید امر کیلئے لازم ہوگی۔ اس اختلاف کا اصل خطاب ہے کہ جسے تو کیل
 بالشرکاء میں کی طرف متصف کیا جائے درجہ بالا بیانی متعین ہو یا امام صاحب کے نزدیک صحیح ہے۔ اور اگر کتب اربعہ متعین نہ ہو تو صحیح نہیں
 صاحبین کے نزدیک بہرہ و صورت صحیح ہے۔

قولہ وبشراء الخ ایک شخص نے دوسرے کو باندی خریدنے کے لئے ایک ہزار درہم دیے اس نے باندی خریدی۔ اب امر کیا
 ہے کہ تو نے پانچ سو میں خریدی ہے ماسور کہتا ہے کہ ایک ہزار میں خریدی ہے تو ماسور کا قول معتبر ہوگا۔ کیونکہ مالکین ہے جو ماسور است سے
 لکھے کا حدی ہے۔ اور آراء پر پانچ سو کے ماسور کا کوئی کردار ہے۔ وہ ماسور ہے۔ تو ماسور کا قول معتبر ہوگا۔ مگر یہ اس وقت ہے جب
 کہ ہزار کی قیمت کی ہو اور اگر پانچ سو کی قیمت کی ہو تو امر کا قول معتبر ہوگا۔ اور اگر آراء ماسور کو ایک ہزار درہم دیے اس اور پھر اختلاف
 ہو تو اگر باندی پانچ سو کی قیمت کی ہو تو امر کا تو معتبر ہوگا۔ کیونکہ ماسور نے امر کی مخالفت کی ہے۔ اور اگر ایک ہزار کی قیمت کی ہو تو دونوں
 قسم صاحبین کے۔ اور قسم کھانے کے بعد متدرج ہو جائیگا اور باندی ماسور کا لازم ہوگی۔ بذاتہ التوصل هو الاصح وان اطلق المصنف۔

نفسی کے نزدیک یہی قافری ہے۔ اور یہی امام مجہول کے نزدیک ہے۔ صدر الشریعہ اور مولیٰ نے بھی اس کی موافقت کی ہے۔
 قولہ وبقصد الخ وکیل بالشراء خریدی غلہ قیمت اور عین میسر کے ساتھ مقید ہے۔ یعنی اگر اس نے اتنی قیمت میں خریدی یعنی
 قیمت میں ادا عام طور پر فروخت ہوئی ہے یا قدرے زیادتی کے ساتھ خریدی جو زیادتی قیمت لگانے والے اور افکار لوگوں کی توہم میں داخل
 ہو کر خریدی ہوئی ہو۔ کیونکہ یہاں قیمت کا امکان ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ اس نے اپنے لئے خریدی ہو مگر جب اس نے دیکھا کہ اس
 میں خرابی ہے تو مشکل کے ذمہ لائی۔

قولہ وبقصد الخ ایک شخص نے غلام فروخت کرنے کیلئے کسی کو وکیل بنایا اور اس نے نصف غلام فروخت کر دیا تو امام صاحب
 کے نزدیک صحیح ہے۔ کیونکہ وکیل مطلق ہے۔ اجتماع بافرائض کی کوئی چیز نہیں مباحین اور شرعاً خلاف ہوتے ہیں کہ اس نے نصرت
 سے پید نصف آخر کو بھی فروخت کر دیا تو صحیح ہوگی اور نہ نہیں کیونکہ نصف غلام فروخت کرنے سے غلام مشرک ہو گیا۔ اور شرعت ایسا
 حرام ہے جس سے قیمت کم ہو جائے۔ لہذا اطلاق مراد نہ ہوگا۔ اور اگر وکیل بالشراء اور وہ نصف غلام خرید لے لے لے اطلاق خرید منظور
 ہو گیا۔ اگر نصف آخر کو بھی خرید لے لے لے تو خرید صحیح ہوگی اور نہ نہیں کیونکہ شرکی صورت میں قیمت کا امکان ہے جس کی بخرع کر رہی۔

وَلَوْ ذَا الْمُشْتَرَى الْمُبْتَاعُ عَلَى الْوَكِيلِ بِالنَّبْعِ بَيْتَةً أَوْ نَكْرًا عَلَى الْأَمِيرِ وَشَكَّلًا بِالْأَمْرِ لَيْسَ بِمَحْلُومٍ
 اگر وہ مشتری صحیح ہے تو وکیل پر عیب کی وجہ سے بیع باطل کر دیا تو نہ: بے اصل وکیل پر ایسا طریقہ عیب کے انکار سے جو یہ ہے نہ
 وَإِنْ بَاعَ بِبَيْتَةٍ فَقَالَ أَمْوَنُكَ بِنَقْدٍ وَقَالَ الْمَأْمُورُ أَطْلَقْتُ فَأَقُولُ بِالْأَمِيرِ وَبِهِ الْمَضْرُوبُ
 اگر وکیل ادا ہو چکے اور وکیل کے کہنے سے نقد کے لئے کہا تو اور وکیل کے کہنے سے مطلق حکم کیا تھا تو وکیل کا توں مستر ہوگا اور نہ وہیت میں
 وَلَوْ أَخَذَ الْوَكِيلُ بِالنَّبْعِ وَخَصَّ قَضَاعَ أَوْ كَفِيلًا فَتَوَصَّى عَلَيْهِ لَمْ يَضَعْنَ
 مضارب کا اگر وکیل جس کے مرض میں کوئی چیز گروی رکھ لے اور وہ ضارب ہو جائے یا کفیل لے لے اور وہ ملاک ہو جائے تو ضارب نہ ہوگا
 وَلَا يَضَرُّكَ أَخَذَ الْوَكِيلَ وَخَصَّ إِلَّا فِي خُصُومَةٍ وَطَلَايَ وَعَجَابٍ بِلَا بَذَلٍ وَوَدْعَةٍ وَقَضَاءٍ ذَيْنِ
 تصرف نہ کرے دوسرے سے ایک کفیل تھا مگر جو دعویٰ ملاک طلاق حراق امات کی واپسی اور قرض کی واپسی میں
 وَلَا يَضَرُّكَ أَخَذَ الْوَكِيلَ بِلَا بَذَلٍ أَوْ بِالنَّبْعِ بِبَابِكَ فَإِنْ وَكَّلَ بِلَا إِذْنِ الْمُتَوَكِّلِ
 اور وکیل نہ کرے وکیل غیر اجازت سے یا یہ کہنے سے کہ اپنی دانستہ کے مطابق کر رہا ہے اگر وکیل کی اجازت کے بغیر وکیل کیا
 فَعَلَهُ بِخُصُومَةٍ أَوْ بَاعَ أَجْنَبِيٍّ فَاجْتَاوَزَ صَحَّ وَإِنْ زَوَّجَ عَتِدَةً أَوْ مُكَتَبَةً أَوْ كَالْفَرَسِ
 اور اس نے جس کی موجودگی میں حلال کیا یا کسی اجنبی نے بیچا اور اس نے جائز دے تو صحیح ہے اگر نکاح کر دے غلام یا مکتوب یا کافر
 صَحَّ لَهُ الْخُرُوفَةُ الْمُسْلِمَةُ أَوْ بَاعَ لَهَا أَوْ اشْتَرَى لَهَا لَمْ يَضُرْ
 اپنی بیوی آزاد مسلمان لڑکی کا یا اس کے لئے قریدہ فروخت کرے تو جائز نہیں۔
 توضیح الفقہاء: قولہ نکاح کرنا مسیئہ ادا کرنا تو یہاں ہونا اور نہ امتداد میں قرض۔

تشریح الفقہاء: قولہ ولورد الخ وکیل بالبیع نے کوئی چیز مثلاً غلام فروخت کیا اور مشتری نے عیب کی وجہ سے غلام وکیل کو واپس
 کر دیا اور واپس مشتری کے بیع قائم کرنے سے ہوئی۔ یا وکیل پر قسم نہ ہوئی اور اس کے انکار سے واپس ہوئی یا وکیل نے عیب کا انکار

کر لیا اور اس کے اقرار سے واپس ہوئی (بشرطیکہ عیب ایسا ہو جو اتنی مدت میں پیدا نہ ہو) تو ان سب صورتوں میں وکیل اس تلام کو منکحل پر واپس کرے گا۔ کیونکہ جینے کی مطلق ہے۔ اور وکیل انکار کرنے پر مجبور ہے نیز وہ فدا کرنا لازم ہوگا۔

قولہ وان باع الخ وکیل کا بیع نے کوئی چیز اور عذر فروخت کی بجز ان میں اختلاف ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ کما کہ میں نے نظر پیچے کا حکم کیا تھا وکیل نے کہ نہیں بلکہ مطلق حکم کیا تھا تو اس صورت میں منکحل کا قولی مستحب ہوگا۔ اور اگر مضاربیت کی صورت ہو اور اس میں اختلاف واقع ہوئے مضارب کا قول مستحب ہوگا۔ لیونکہ اصل یہ ہے کہ نکاح میں تخصیص ہوتی ہے اور مضاربیت میں تعمیم۔ ہے اس لئے نکاح میں منکحل کی تصدیق نہ ہوگی۔ اور مضاربیت میں مضرب کی۔

لہذا ولا یتصرف الخ ایک شخص نے ایسے معاملہ میں جس میں رائے کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً بیع متعلق مضاربیت فقہاء مجتہدین تواریت اور دفت وغیرہ میں دو آدمیوں کو ایک ساتھ وکیل کیا تو ان کے لئے تجزیہ کیا تعریف کرتا جائز نہیں۔ کیونکہ دو آدمیوں کی رائے سے معاملہ میں جو خرابی اور نواقص آتی ہے وہ ایک کی رائے سے حاصل نہیں ہوتی۔ اور منکحل وکیل رائے سے راضی ہے نہ کہ ایک کی رائے سے۔ انہی لئے اس سے دو وکیل کئے جائیں۔ لہذا وہ دونوں مطلق تعریف کریں۔ تجزیہ کسی ایک کا تعریف منکحل پر مبنی نہ ہوگا۔ مگر چند تعریفات اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) انصورت اس میں تجزیہ وکیل کا تعریف نافذ ہوگا۔ کیونکہ دونوں کا اتفاق معتبر ہے۔ اگر دونوں جوہری کریں گے تو نکاح قضا سے شہر و شتب ہوگا۔ (۲) طلاق بلا عوض (۳) عتاق بلا بدلہ (۴) رد بیعت (۵) تصادم دین (۶) تدبیر عہدین (۷) مرد عاریت (۸) مرد مغبوب (۹) مرد بیع بائع (۱۰) تسلیم ہے۔ ان تعریفات میں بھی ایک وکیل کا تعریف نافذ ہوگا۔ کیونکہ ان میں رائے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف منکحل کے کلام کی تعبیر ہوتی ہے۔ جس میں ایک ہی اور دو کی تباہی نہ رہے۔

قولہ ولا یتزکل الخ جس شخص کو کسی کام کیلئے وکیل بنایا گیا ہے وہ اس میں کسی دوسرے کو وکیل نہ بنائے کیونکہ منکحل کی طرف سے اس کو تعریف کی اجازت ہے۔ نہ کہ تو وکیل کی۔ بجز انگوٹھی رائیہ مختلف ہوتی ہیں۔ اور منکحل اپنے وکیل کی رائے سے راضی ہے۔ نہ کہ غیر کی رائے سے۔ لہذا وکیل کسی دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا۔ ہاں اگر منکحل نے انکی اجازت دیدی تو وہ مطلقہ اس کی رائے پر چھوڑ دیا ہو۔ مثلاً یہ کہ : ہو کہ تو اپنی صوابیہ کے مطابق عمل کر تو اس صورت میں وہ دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے۔ البتہ اگر وکیل نے منکحل کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنایا اور وکیل غالی نے وکیل اول کی وجوہ میں معاملہ کیا کسی اجنبی سے بیع کی اور اور وکیل اول نے اس کی بیع کو جائز رکھا تو صحیح ہے کیونکہ قصور تو وکیل اول کی رائے ہے اور وہ یہاں موجود ہے۔

قولہ وان زوج عبد الخ اگر غلام یا نکاح یا کسی کافر نے اپنی چھوٹی آزاد مسلمان بچی کا نکاح کر دیا تو ان میں سے کسی نے اس کے لئے اس کے مال سے خرید و فروخت کی تو انکے یہ تعریفات جائز نہیں ہیں۔ اس واسطے کہ ان لوگوں کو اس کی ولایت نہیں ہے چنانچہ غلام بہت خود اپنا نکاح نہیں کر سکتا۔ تو غیر نکاح کرنا گناہ کا۔ نیز مسلمان پر کافر کی کوئی ولایت ہی نہیں۔ اسی لئے مسلمان کی بابت اس کی شہادت مقبول نہیں ہوتی۔ یہاں کا جب سود و جب تک پورا بدلہ نہ رہتا اور نہ اسے غلام ہی رہتا ہے۔

بانی مضاع لا ادا حتمہ عند الذفع أو لم يصدق على الزمالة ودفعه اليه على اذعابه
اور اس کا یہ بھی شرط نہیں ہے کہ صدقہ وقت یا بعد وقت کی ہو اس کی وکالت پر اور یہ ہمارے یہاں ہے کہ اس کے بعد بھی
دلو قال ہی وکذل بقض النوبغیة فصدق المودع لم يؤمر بالذفع اليه وکذا لو اذعاه الشراء
اگر کیا کہ اس نے اسے ہاتھ سے کا وکیل کو ادا کر دیا ہے اس کی تصدیق کر دی تو عمرہ کی چاہا جائے دینے کا یہی طرح اگر کوئی کی خریدنے کا
وضدق و لو ادعى ان المودع مات وغیرهما میراث فہ وضدق دفع اليه
اور تصدیق کر دی اس نے کہ کوئی کی کہ یہ مال میراث میں ہے لے میراث بعد مراد ہے اور سورج نے اس کی تصدیق کر دی تو یہ۔ اس کی
فان وکله بقض غایه فادعی الغریب ان رب المال اخذہ دفع المال واتبع رب المال
اگر کوئی کیا یا ہاں وصول کرنے کے لئے اور کوئی کی متروک ہے کہ صاحب مال نے چاہا تو وکیل کو مال دے اور صاحب مال کا چھوڑ کر
واستخلفه وان وکله بقض ہی ایضا فادعی المانع رضا المشری ثم یزق علیه
اور اس سے تم لے کہ۔ دیکھ کیا یہ کہ جو چاہی میں نکالے یہی کوئی کی یا جس نے مشتری کی رضامندی کا تو یہ دینے سے
حتى یختلف المشری ومن دفع إلى رجل عشرة لیسفها علی اقله
یہاں تک کہ تم لکھائے مشتری ایک شخص نے اپنے گھروں پر خرچ کرنے کے لئے جس کو وہی روپے دے
فانفی علیہ عشرة من عنده فانعشره بالعشرة
اس نے ان پر اپنے مال سے خرچ کر دیا تو یہ اس کی ہی کے متعلق ہیں ہو گئے۔

توضیح الملاحظہ: غریب متروک نہ ہے۔ مال متروک جس کے پاس مال نہ رہی جائے۔ تو یہ بھیجنا ہے۔

قولہ وبطل البع تو بطل صدقہ اپنے منقولہ (کفیل) کی طرف منصف۔ چنانچہ قاض (حلیہ) مقدم ہے اور ہمارے ہاں بطل کا
صدقہ اور کفیل کا صدقہ (مقتضی الدین) مقدم ہے۔ ہی تو کفیل لفظ طالب الکفیل بقض الدین الذی فکفلہ وہ باطل یعنی کفیل
ہمارے ہاں دین پر مقدم کرنے کیسے کہیں کہ باطل ہے۔ صورت اس کی یہ ہے مثلاً زید کا عمر و یونس۔ یہ حال اس کا کفیل ہو گیا۔ اب زید نے
عمر و یونس پر مقدم کرنے کے لئے خالد کی کو وکیل بنادیا تو یہ تو کفیل باطل ہے۔ کیونکہ وکیل وہ ہوتا ہے جو غیر کے لئے عمل کرے اور
یہاں اگر تو کفیل کو کفیل مانا جائے تو وکیل خود اپنے لئے مال خریدے گا یعنی وہ اپنے بڑے خدمت دہن کی سہی کرے گا تو زید کو کفیل نہ پایا گیا
لہذا وکیل باطل ہے۔

قولہ ومن ادعی الخ ایک شخص نے ادعی کیا کہ میں لال صاحب کی طرف سے اس کا مال وصول کرنے کا وکیل ہوں اور جس شخص
پاس کا دین ہے اس کی اس تصدیق کر دی تو یہ یوں کہہ لیا جائے گا کہ وہ دہی وکالت کو دین ادا کرے کیونکہ اس نے میراث وکالت کی
تصدیق کر کے خود ہی اقرار کرنا پڑا۔ اب اگر وہ جب شخص اس تصدیق کی تصدیق کرے اور کہے کہ میں نے اس کو وکیل بنا دیا تو یہ جواب تو کوئی بات
اسی نہیں اور اگر وہ تصدیق نہ کرے تو وہ یوں سے کہا جائے گا کہ اس کا دین دوبارہ ادا کر۔ کیونکہ جب عاتب شخص نے قسم کھا کر وکیل کر دیا

(۱) اگرچہ بطلان تصدیق اور بطلان کفیل ایک ہی چیز ہے لیکن اس میں فرق ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نے میراث وکالت کی تصدیق کر دی تو وہ میراث وکالت کی تصدیق کر دیا اور اگر وہ تصدیق نہ کرے تو وہ میراث وکالت کی تصدیق نہ کر دیا۔
(۲) اگر کوئی شخص نے میراث وکالت کی تصدیق کر دی تو وہ میراث وکالت کی تصدیق کر دیا اور اگر وہ تصدیق نہ کرے تو وہ میراث وکالت کی تصدیق نہ کر دیا۔
(۳) اگر کوئی شخص نے میراث وکالت کی تصدیق کر دی تو وہ میراث وکالت کی تصدیق کر دیا اور اگر وہ تصدیق نہ کرے تو وہ میراث وکالت کی تصدیق نہ کر دیا۔

میرا کوئی نہیں ہے۔ تو اس کو تین دن یا نکلنا ہوا لہذا دو دن رو کرین اور اگر چاہے گا۔ اب جو یوں مد یوں نے مدی وکالت کو دیا تھا اگر وہ اس کی پاس بانی ہو تو مد یوں اس سے ملے گا کیونکہ اوائل دین کا مستحق یہ تھا کہ مد یوں کی امداد ہو جائے اور یہ مستحق حاصل نہیں ہوا لہذا وہ اس سے واپس ملے گا اور اگر وہ منافع ہو چکا ہو تو مد یوں مدی پر جو غنیمتیں کر سکا۔ کیونکہ جب اس نے مدی کی تصدیق کر کے دی ہے تو یہاں کا قصور ہے۔ ہاں اگر مد یوں نے مدی کو اسے مل کا ضامن بنادیا ہو جتنا مال اس مد یوں سے واپس ہو پڑوے ملے یا مد یوں نے مدی وکالت کی تصدیق کئے بغیر مل دیا ہو تو مد یوں مدی پر جوع کر سکا ہے۔

قوله فان وكله البع ایک شخص نے کسی کو مد یوں سے اپنا مال وصول کرنے کے لئے وکیل بنایا۔ وکیل نے مد یوں سے ملی غصب کیا مد یوں نے جواب دیا کہ صاحب اس مجھ سے مل لے چکا تو مد یوں کو مال دینا چاہیگا۔ کیونکہ مد یوں کے قول مذکور سے وکالت تو ثابت ہو چکی۔ ہاں اگر اوائل دین کا دعویٰ سودہ شخص اس کے کہنے سے ثابت نہیں ہو سکا لہذا مدی غصب ہاں کے حق میں تاخیر میں نہیں کی جا سکتی بلکہ مد یوں صاحب مال کا چھپا کر عا کر وہ انکار کرے تو اس سے قسم لے کر تو مجھ سے ملے چکا ہے۔

قوله وان وكله البع ایک شخص نے خرید کر وہ باندی میں کوئی غیب پایا اور غیب کی وجہ سے لوٹنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا وکیل باندی کو دے کے لئے پانچ کے پاس آیا۔ پانچ نے دعویٰ کیا کہ مشتری اس میں غیب سے راضی ہو چکا تھا تو جب تک مشتری قسم کھا کر یہ نہ کہے کہ میں غیب سے راضی نہیں تھا اس وقت تک وکیل باندی کو واپس نہ کرے اس واسطے کہ اگر یہ اس کی واپس کو فیصلہ کیا جائے تو عقد صحیح ہوگا کیونکہ وہی غیب کی وجہ سے ہے اور اگر بائیس صحیح عقد ہوتا ہے۔ اور قصداً موقوفہ منسخت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ امام صاحب کے یہاں قصداً ظہور امور پلٹنا ہر دو اعتبار سے نافذ ہے۔ پس یہاں نہ لوگ مانگن ہے اختلاف مسئلہ بین کے (جو پورہ کوروا) کہ وہاں مقبوضہ وکیل واپس لینے کے رد رجوع نہ کر سکتا بلکہ وہاں قصداً صرف ظہور نافذ ہے نہ کہ پلٹنا۔

باب عزل الوکیل

باب وکیل کو برطرف کرنے کے بیان میں

وَيُعْزَلُ الْوَكِيلُ بِغُزْلِهِ أَوْ غَلِيمٍ بِهِ وَغُزْبٍ أَوْ عَدِيٍّ وَخُتُولِهِ وَخُتُولِهَا

اور باطل ہو جائے وکالت ہوگی کے معزول کرنے سے اگر اس کو یہ معصوم ہو جائے اور کسی ایک کے سر سے اور وہی بیٹوں سے

وَلِخُوتِهِ مُرْتَدًّا وَآلِغِيَابِ الشَّرِّفِيَّاتِ وَجَعِزٍ مُّوَكَّلِهِ لَوْ مُكَلَّتَا

اور مرتد ہو کر دار الحرب ملے جانے سے اور دو شریکیں کے جدا ہونے سے اور وکیل کے مجاز سے اگر وہ مکاتب ہو

وَجَعِزِهِ لَوْ مُنَادَتْهُمَا وَنُصْرَتُهُ بِنَفْسِهِ

اور اس کے مجاز ہونے سے اگر ملازم ہو اور وکیل کے خواہ تفرق کرنے سے

تشریح الفقہ: قوله وَيُعْزَلُ البع مذکورہ ذیل امور سے وکیل وکالت سے معزول ہو جاتا ہے۔ (۱) وکیل کے معزول کر دینے سے کیونکہ وکالت ہوگی کا حق ہے۔ تو جب چاہے اپنا حق باطل کر سکا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وکیل کو اس کا علم ہو جائے تاکہ اس کا اطمینان نہ ہو۔ (۲) موت ہوگی سے (۳) موت ہوگی سے (۴) وکیل کے مجنون ہو جانے سے بشرطیکہ مجنون مطلق یعنی دائمی ہو مجنون مطلق کی تصریح میں مختلف اقوال ہیں۔ دور میں سال بھر کے مجنون کو مطلق کہا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے جمیع عبادات ساقط ہو جاتی ہیں۔ یہ امام شریک

قولہ والعدعی النج اور دعوی علیہ کے درمیان فرق معلوم کر لیا جائے تو ضروری ہے کہ کوئی قسم سناں دھجی انی فرق سے کہنے پر مبنی ہے اس لئے مصنف نے دونوں کا فرق ظاہر کر رہا ہے کہ عدعی اس شخص کو کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنا کفر کسی ترک کرے تو اس نے معتاد ان دونوں کا فرق ظاہر کیا ہے کہ عدعی اس شخص کو کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنا کفر کسی ترک کرے تو اس کو چھوڑ دیا جائے یعنی حاکم اس کو دعوی ترک پر مجبور نہ کر سکے۔ اور عدعی نہ یہ وہ ہے جس کو ترک ضرورت سے چھوڑنا چاہئے بلکہ ضرورت پر مجبور کیا جائے۔ بقول ابوالکلام: "وہ جب چاہے یہ ایک بات، دین و عرف ہے، تو بچائے خود گئے۔ بعض مشائخ نے فرق میں طے کر دیا ہے کہ عدعی وہ ہے جو باجائز است مسکت نہ ہو۔"

جیسے وہی ضروری شخص کن کے پاس کوئی چیز رکھے کہ یہ کہنے کے لیے یہی ہے فلاں حق الا بعبادة ورمی علیہ دینے کو یا جنت صرف اپنے قول ان سے مستحق ہو جیسے بعض کہ کر دوائی متوفیہ شکی کے متعلق یہ کہے کہ یہ میری ہے تو دوائی کی دین ہو کہ توں سے بعض اپنا اتفاق ثابت نہ کرے۔ بعض نے کہا ہے کہ عدعی علیہ وہ ہے جو کسی چیز کا ترک کرے اور وہی وہ ہے جو غیر ظاہر یا نہ تھا ترک کرے۔ پھر حجت دعویٰ کے لئے دعویٰ جس اور کسی کی مقدار کا معلوم ہو ضروری ہے۔ مشایخوں کے کہنے سے میرے خیال میں کھلی پر اتنے کیوں لگے ہوں؟ یہ۔ کیونکہ دعویٰ کا متعبد ہے کہ ہوا، بندہ، دست خصم پر چڑھ گیا یا نہ ہو اور مجبوراً وہ کا کفر نہیں کیا یا نہ کیا۔

فائدہ: صحت دعویٰ کہنے کی شرطیں ہیں: (۱) نہ ما معلوم ہو: (۲) عقل والوں کا یہ ہو: (۳) عدلی کی زبانی ہو: (۴) عدلی اور: (۵) عدلی کا علی بول: (۶) مجلس تھا: (۷) امت مل حاضر ہو: (۸) دعویٰ میں تائید نہ ہو: (۹) دعویٰ خصم پر ظہم ہو: وقد نظمها الحموی بقولہ۔

ایہ علی لیس شرط دعوة	فلک نعال من نظامی لہا حد
محضرہ خصم و انتفاء نفا قض	ومجلس حکم با لعدالة سوعدا
کذلک معنویہ المدها به	وامکان العقل دام لک انعدا
کذلک لسان العدعی من شروطها	و الزامه خصمه النظم کعدا

قولہ ادعی النج اگر کوئی زبانی نہ ہو تو صحت دعویٰ کے لئے حدود بیان کرنا شرط ہے جو زمین مشہور ہو۔ (مسلمین کے نزدیک مشہور و معروف ہونے کی صورت میں تجدید شرط نہیں) کیونکہ مدعا میں اصل تو یہی ہے کہ وہ مدعا ہو لیکن زمین کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے کہ کون کونساں کی مجلس میں اٹھا کر انہا شخص ہے اس لئے تجدید کی طرف رجوع کیا جائے کیونکہ لیکن تجدید سے معلوم ہو جاتی ہے۔ پھر شرطیں: (۱) نہ ما معلوم ہو: (۲) عدلی کی زبانی ہے۔ لان فلا کثر حکم الکمل اما ابو یوسف کے نزدیک صرف دو حدود کا ذکر ہوئی ہے۔ (کنہا فی البحر معربا فی اللغاتیہ) مگر امام زفر اور ان کے شاگرد کے نزدیک حدود دو ہیں: (۱) ضروری ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر پوری تعریف نہیں ہوتی۔ نیز سبب حدود کے نام بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور اگر وہ غیر مشہور ہوں تو ان کے نام واضحاً ذکر کرنا ضروری ہے۔ اور یہی دعویٰ علیہ کے لئے ہے۔ ہذا کہ وہ مختصر اور پائے اور یہی ذکر کرے کہ میں اس کا مطالبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ دعا الہی کا حق ہے جو اس کی طلب پر موقوف ہے۔

وَلَا تَكُنْتُ الْبُدَّ فِي الْبُعْدِ بِنَصَادِفِهِمَا بَلْ بَيْنَهُ أَوْ بَيْنَهُمَا فَلَاحِظٌ بِخِلَافِ الْمُنْفِقُونَ وَإِنَّهُ يُطْلَقُ عَلَيْهِ
 اور ثابت نہ ہوگا بقدر زمین میں یا کسی تعارض سے بلکہ بینہ سے یا قاضی کے حکم سے بخلاف منقول کے اور یہ کہ وہ اس کا طالب ہو رہے
 وَإِنْ كَانَ قَرِيبًا ذَكَرَ وَضَعَهُ وَإِنَّهُ يُطْلَقُ بِهِ فَإِنْ صَلَحَتْ الدُّعْوَى سَأَلَ الدَّعِي عَنْهَا عَلَيْهِ عَهْدُهَا
 اور اگر وہ قریب ہو تو ذکر کرے اس کا وضع اور یہ کہ اس کو چاہئے یہ دعویٰ صحیح ہو جائے تو جواب طلب کرے دینی علیہ سے
 فَإِنْ أَفْوَرَ وَأَذْكَرَ فَيُزْهِقُ الْخُشْعِي لُغْطِي عَلَيْهِ وَإِلَّا خَلَّفَ بِطَلْبِهِ
 اگر وہ ختم کرے یا اٹھ کرے اور دینی بینہ قائم کرے تو حکم کرے اس پر اور نہ ختم کرے اگر دینی طلب کرے
 وَلَا يُوَدُّ يَجِئُ عَلَى مَذْعٍ وَلَا يَنْتَ لِيَذَى الْيَدِ فِي الْعَلِيكَ الْمُطْلَقِي وَبَيْنَهُ الْخَارِجِ أَخُو
 اور جس کی قسم دینی پر اور بینہ مستحکم نہیں ہو بھی کہ ملک مطلق میں اور غیر تصرف کا بینہ زیادہ قابلِ سامت ہے۔

احکام دعویٰ کی تفصیل

تشریح الفقہ قولہ ولا یت ایضا زمین میں قبضہ کا ثبوت دینی اور دینی عید کے یا کسی تعارض سے نہیں ہوتا بلکہ بینہ یا حکم قاضی کا ہونا
 ضروری ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تمام زمین پر یا ایسا حصہ کے واسطے اپنے آپ کو دینی اور دینی سپر علیہ ہو بخلاف اشیاء بقولہ کے کہ وہ
 میں تعارض قائم یا ثابت نہیں ہے لَانِ الْبَيْتُهَا مَعَابَةِ فَلَا حَاجَةَ إِلَى اِسْتِزْاطِ الزُّبُلَاةِ

قولہ ولا یردائع قاعدہ ہے کہ اثبات دینی پر دینی کے لئے بینہ قائم کرنا ضروری ہے اگر بینہ نہ ہو تو دینی منہ سے حکم لے کر فیصلہ
 کر دیا جائے گا اور اگر دینی علیہ حکم کھائے سے نکال کرے تو دینی پر حکم وارد نہ ہوگی۔ یعنی اس سے حکم نہیں لے لیا جائے گی۔ بلکہ قاضی دینی علیہ پر
 دینی کا دعویٰ کرے گا۔ اسی طرح اگر دینی نے یہ گواہ پیش کیا کہ اور دوسرا گواہ پیش نہ کرے گا تو ہمارے یہاں دینی سے حکم نہیں لیا جائے
 گی مگر دینی کو دینی از دہری یعنی شعنی معنا: حکم کرنا عید: اہل حق میں ہونا ضروری نہیں ختم ہوگی۔ یعنی اس سے حکم نہیں لیا جائے گا۔ بلکہ قاضی دینی علیہ پر
 ہیں اشیاء غرضات ہیں کہ دینی علیہ حکم سے انکار کرے تو دینی پر حکم وارد ہوگی اگر وہ حکم لے تو فیصلہ کر دیا جائے گا۔ نیز اگر دینی دوسرا
 گواہ پیش کرنے سے عاجز ہو تو اس سے حکم لے لیا جائے گی اور ایک شہود حکم سے فیصلہ کر دیا جائے گا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے ایک
 شہود (دینی) حکم پر فیصلہ فرمایا ہے۔

اہل دین کی صورت میں کارشاد ہے کہ اگر لوگوں کو شخص ان کے عمروں کی وجہ سے دیدہ و جانے تو لوگ تو اس کی جانوں اور مالوں پر دعوے
 کر بیٹھیں گے لیکن بینہ دینی پر ہے اور شخص اس پر ہوا کار کرے "دوستہ لال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سختی میں تیسیر فرمائی ہے کہ
 بینہ دینی پر ہے اور حکم (دینی علیہ) پر حکم دینی سے حکم لے لیا جائے تو حرکت لازم آئے گی یعنی دینی اور دینی علیہ دونوں حکمیں شریک ہوں
 گے و حرکت معنی قسمت ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ "الْبَعِیْنُ عَلٰی مَنْ اَنَکَرُ اَمْسَ الْقَبْلَ لَمْ يَنْتَفِزْ" ہے کیونکہ لاف قریب استراق پر
 محض ہوتا ہے۔ اور قریب حقیقت پر مقدم ہوتا ہے (جب کوئی معبود نہ ہو تو مطلب یہ ہوا کہ معبودان منکرین پر ہیں۔ اب اگر دینی پر بھی
 لیکن ہوتا اس لیے کہ ان کی نسبت لازم آئے گی۔ یہاں سے لے کر ان کے اعتقاد میں اس کا جواب بہت کچھ ہے کہ اول تو حدیث ان میں اس حکم کا اصرار ہے۔
 دوم اگر دینی نے اصرار کیا کہ اس کے پاس ہے کہ میں نے اس حدیث کے متعلق امام بخاری نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اب نے فرمایا کہ عمروں و بیاد نے

.....

بعد حدیث حضرت ابن عباس سے بھی سنی۔ ابن اخطان نے کہا ہے کہ کونا مسلم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے مگر اس میں دو جگہ قطار ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت ہے کہ متعلق بطحاوی نے بھی سے نقل کیا ہے سید ریحہ نے سہیل بن ابی صالح سے روایت کی ہے اور سہیل خود اس روایت کا منکر ہے جو حدیث کا مل جت نہ رہی۔ اور اس کے باقی طریق بھی ضعیف ہیں حضرت علیؓ کی حدیث کے متعلق ابو نعیم نے غریب میں کہا ہے کہ جعفر صادقؓ نے اس حدیث کو بھی موصوفہ ذکر کیا ہے اور بھی مرسل اور امام ترمذی نے کومرسل کی حجت ہے لیکن امام شافعی کے یہاں اس حدیث مرسل تو ملنا صحیح نہیں۔ لیکن اس حدیث جابرؓ کی روایت کا ہے۔ حضرت سہیلؓ کی روایت میں بھی قطار ہے۔ محدث ابن ابی شیبہؓ زہری سے مروی ہے کہ عقبہ بن اشعثؓ بدعت ہے۔ اور اس پر سب سے پہلے اسیر معاویہ نے نقل کیا ہے۔ ابراہیم نخعی اور شعبی سے بھی اس قسم کی روایت ہے۔ ورنہ اگر حدیث ترمذی صحت تسلیم بھی کر لیا تو سب قریب بھی یہ حدیث ضعیف عموم میں ہو سکتی۔ کیونکہ اس میں ایک خاص واقعہ ذکر ہے جس کوئی نہیں کہ تو ہو سکتا ہے کہ یہ صحابی واقعہ واقعتاً واقعہ اس کے ساتھ عام ہو جس کو حضرت علیؓ نے حضرت خزیمرہؓ کے ثمرات و درختوں سے قائم تھا کیا ہے جو آپؐ کی کے ساتھ خاص ہے۔ قال الامام فخر المبین قولنا نصحابی بھی النبی صلعم عن کذا اقصیٰ مکننا لا یجد العموم لان العجبة فی المحکم لافی العکابة والمحمکی فلیکن معاصراً

قوله ولا یبذل الذم ملک مطعن سے مراد وہ ہے جس کا سبب نہ ہو نہ جو سبب غریب ہو میراث اگر نہ بعض سے نہ ملک مطعن پر نہ قائم کیا تو اس کا یہ قول قبول نہ کیا اور اگر قائل ہے کہ مطلق کا کوئی کر ہی کہ اور ایک حصہ سے نقص نے بھی ملک مطعن کا کوئی کیا اور انوں نے ملک متعلق پر نہ قائم کیا تو اس دوسرے نقص کا یہ غرض قبول نہ کیا اور امام شافعی نے یہ کہ قائل ہے کہ حق فیصلہ کوام کے کا کہ اس کے یہ نہ کہ نقص کی وجہ سے تقریر حاصل ہے۔ ہر جہ سے کہتے ہیں کہ اس دوسرے نقص کا یہ زیادہ مثبت ہے اس واسطے کہ اس کے نقص نہ جہ قصبات کہ ہے اس کوہ نہیں کا یہ ثابت نہیں کرتا نہ کہ یہ حاصل لازم ہے مگر یہ ہے کہ وہ ملک مطلق کی دلیل ہے نہ کہ وہ اس کا ثبوت ہے۔

وَقَضَىٰ لَهُ اِنْ نَکَلَ مَرَّةً بِلَا اَخِيْفَ اَوْ سَکَنَتْ وَغَوَّصَ النِّجْمَ فَلَا تُدْبَا وَلَا يَسْتَخْلِفُ فِي بَنَکَاجٍ

مگر اس کے لئے اگر نکلا کرے ایک بار نہ کہ میں قسم نہیں مانتا یا مانتا رہتا اور کہ قسم کیلئے تیار ہوں یا نہیں اس کا جواب اس میں ہے

وَرَجَعَهُ وَفِيهِ وَاسْتَبْلَايَ وَزَقَّ وَنَسَبَ ذَوَلَاءَ وَخَعَدَ وَلَغَانِ قَالَ الْقَاضِي الْاِمَامُ فُخْرُ الدِّينِ

ان میں رجعت میں آیا ہے جو رجعت میں ہر ولد کے عمر تمام ہونے میں نسب میں، امام میں، میں اور اہل میں، کہا ہے نام فرعون

اَنْفَعَنِي عَلَيَّ اَنَّهُ يَسْتَخْلِفُ الْمُسْكُو فِي الْاِثْتِبَاءِ السَّنَةِ وَيَسْتَخْلِفُ السَّوَادِي لِأَن نَکَلَ ضَمِيمٌ وَنَسَبَ يَفْطَعُ

نے کہ فرعون اس پر ہے کہ قسم کی پہلے سفر سے جو چیزوں میں اور قسم کی جائے چور سے اگر نکلا کرے تو قسم میں ہوگا اور ہاتھ نہیں کھوگا

وَالزَّوْجَ اِذَا اِشْعَبَ الْمَرْأَةُ خَلَالًا لِّبَلِّ الْوَعْدِي لِأَن نَکَلَ ضَمِيمٌ يَنْصَفُ الْعَهْرَ وَنَسَاجِدَ الْفَوْدِ لِأَن نَکَلَ

اور جوڑے بیک وقت کرے بیوی طلاق میں اور وہی کا اگر نکلا کرے تو قسم میں ہوگا نصف عمر کا اور عمر تمام سے اگر نکلا کرے تو ان کے تقاضا میں

فِي الطَّبَسِ حَسْبُ حَتَّى يَفْرَأَ اَوْ يَخْلِفَ وَلَيْسَ دُونَهُ يَفْتَضُ وَلَوْ لَانَ الْمُدْبِي لِي بَيْتُهُ خَاصَرَةٌ وَطَلَبَ النِّبَسِ

تو قید یہ جائے یہاں تک کہ اگر ان کے قسم سے اور ان کے معاہدہ میں تقاضا یا جائے مگر کہہ دیں کہ یہ ہے کہ وہ معاہدہ میں اور سب کے سب

لَهُ يَسْتَخْلِفُ وَقَبْلَ لِيَخْصِيهِ نَقِطَةً كَفَيَا نَسَبُكَ فَاتَّهَمَ فَإِنْ أَسَى لَا مَدَ اِثِي ذَا غَفَ

تو قسم میں اس کا حق ہے کہ اس کو قسم دینے سے پہلے جان کا نہیں دینا تک اگر وہ تہہ سے تہہ میں اس کے لئے ہے

حَبِثَ سَمَاءٌ وَلَوْ غَرِبْنَا لَأَزَمُنَا فَلَمْ يَخْلُصِ الْقَاضِي

جہاں وہ جائے اور اگر وہ مسافر ہو تو اس کے ساتھ رہے صرف قاضی کی مجلس تک

تو جمع الفلحہ: حتی بلغ نہ رجوع کر رہی غلامی سادق پور نکل نکار کرے باہر نکلتا کہ نہ خود نکلتا فریب مسافر۔

تشریح الفقہ: قولہ وقضی لہ النکاح مدنی غیہ قسم کھانے سے نکار کر دے ایک ہی یا قسم نہ کھانے سے قاضی اس پر فیصلہ کر دے خواہ نکاح حلیہ ہو مثلاً وہ صاف طہر ہے۔ دے کہ میں قسم نہیں کھاتا یا حکماً ہو یا یہ طور نہ وہ قسم کھانے سے غاصب اس اختیار نہ ہے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ قاضی اس قسم کھانے کیلئے تین بار کہے۔ اگر پھر بھی قسم نہ کھائے تو قاضی فیصلہ کر دے ذکرہ الخصاص وصحة فی المہذبۃ۔

قولہ وبست حلف النکاح مذکورہ ذیل امور میں امام صاحب کے نزدیک مدنی علیہ پر قسم نہیں (۱) نکاح خلا زید مدنی نکاح زور و عورت منکر ہو یا برعکس ہو (۲) اگر بیعت خلا عت گذرنے کے بعد زید دعوی کرے کہ میں نے بیعت کے اندر رجوع کر لیا تھا اور عورت اسکا نکاح کرے یا برعکس ہو (۳) مدنی مشاہدت الیما کرنے کے بعد زید سے دعوی کیا کہ میں نے عت الیما میں ایلا سے رجوع کر لیا تھا اور عورت اس کی تحریر ہو یا اس کے برعکس ہو (۴) استیذان خلا نہ کی آقا پر دعوی کیا کہ میں انکی اہم دلا ہو اور یہ چاہی سے ہے اور آقا اس کا منکر ہے (۵) مدنی مشاہد زید نے ایک بھول غصب پر دعوی کیا کہ میرا غلام ہے اور وہ شخص منکر ہو (۶) غصب۔ مثلاً زید نے ایک شخص پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور وہ شخص منکر ہے (۷) اور۔ مثلاً زید نے کسی پر دعوی کیا کہ اس پر میرے ہے دلا دلا تو یہ ہے دلا دلا مالا ہے اور وہ شخص منکر ہے (۸) اور۔ مثلاً زید نے دوسرے پر کسی وجہ سے امر کا دعوی کیا اور مدنی علیہ نے اس سے انکار کیا (۹) لیکن مثلاً عورت نے شوہر پر دعوی کیا کہ اس نے مجھ کو زوجہ لیا تو بیعت لگائی ہے اور شوہر اسکا منکر ہو یا تمام صورتوں میں امام صاحب کے نزدیک منکر یعنی مدنی علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی۔ کیونکہ مذکورہ اختلاف فقہ بانگول ہے اور قول بھی اقرار ہے۔ کیونکہ کمال اس کے کاذب ہونے پر دلائل سے اور امور مذکورہ میں اقرار پر دلی ہے اختلاف بھی جاری اور انکے نیز امور مذکورہ دلیے حقوق میں جو شہ کے دلیہ ثابت ہو جاتے ہیں لہذا ان میں اختلاف جاری ہوگا۔ جیسے امور میں جاری ہونے سے بخلاف حد: کہ وہ دلی شہادت بھی اٹھ جاتی ہیں واسطے ان میں اختلاف ہے دلی نہ ہوگا۔ اور حد حد اتی کے معنی میں۔ ہر اہل اس میں اختلاف جاری نہ ہوگا۔ امام صاحب نے فرماتے ہیں کہ یہاں کمال یہ کہ نہیں (۱۰) زید نے مجلس قضا شروع نہ ہوئی بلکہ ایک قسم کی حاجت ہے کہ مدنی طہر نے دلی خصوصیت کی خاطر اس طرح کر دیا اور امور مذکورہ میں حاجت جاری نہیں ہوتی لہذا ان میں کمال سے مراد فیصلہ نہ ہوگا لیکن دلی قاضی میں اور اعتبار وغیرہ میں ہے کہ دعوی میں حاجت کے قول پر ہے یعنی ساتویں امور میں قسم لی جائے گی۔ نہایہ میں ہے کہ حق فرین اس پر ہیں کہ مدنی حجت ہو تو قاضی صاحبین کا قول اختیار کرے اور منظور ہو تو امام صاحب کا قول اختیار کرے۔ واقعہ الفقہ انسانی و انہر جددی۔

قولہ فی الإیاء المسئلة اربع سوال: پہل میں ۹ چیزیں مذکور ہیں پھر یہ کیا مطلب؟ جواب ہوا اور لیکن تو جمع علیہ ہے۔ یعنی ان میں با حقائق قسم نہیں تو اب سات باتیں ہیں۔ سات میں سے استیذان غصب کے ساتھ دلی کے ساتھ ملتی ہے۔ کیونکہ اس میں ایجاب کا دعوی ہوتا ہے یا حجت کا۔ لیکن مختلف ہے چیزیں ہیں۔

قولہ وبست حلف المسارح النکاح اگر چہ چودہویں سے انکار کرے تو مال کے لئے سے قسم لی جائے گی اگر وہ قسم سے انکار کرے تو مال کا مالک اور پھر وہ نکاح جائے گا اس واسطے اس کے نہیں سرت سے (۱۱) چیزیں حقیقی ہیں۔ ایک مال کا مالک اور دوسرے قلعہ۔ اور ستروں ایک کسی وکیل ہے جس میں یہ موجود ہے تو اس سے ملتی ہے اس وجہ سے کہ حد۔ اسی طرح عورت شوہر پر دلی لگاتی دینے کا کہی کرے تو شوہر سے قسم لی جائے گی اگر وہ انکار کرے تو اس پر نصف میرا واجب ہوگا کیونکہ حلق میں بلا لگائی قسم لی جاتی ہے

۱۱۔ علی مرم الاخوان غلامی ذہ و شہادتی ایچہ ان اختلاف انی احد دلی میں خلع۔ بعض اختلاف یہ بعض حق یہ جان حد۔ انصاف۔ و انہر جددی۔

و فتح رعد و کی ک بیان

تقریباً عقدہ: قولہ واصل الطبع یہ فعل اس بارے میں ہے کہ حق علیہ اپنے اوپر حق کا جو بھی نہ آنے دے گا۔ اب تک انکا ذکر تھا جو انصاف ہو گئے ہیں اور اب ان کا ذکر ہے جو مصمم نہیں ہو سکتے۔ ہر نئے نئے کس طرح دعویٰ قبل از برائان حق میں ہے اسی طرح وہ بعد از برائان حق میں بھی ہے۔ اور جس طرح بعد از علم تک ہے اسی طرح قبل از علم بھی صحیح ہے۔ نیز جس طرح دفع لہ فی معج ہے اسی طرح دفع لہ فی معج بھی صحیح ہے۔

فولہ قال المدعی عنہ الخ مدعی المدعی نے مدعی کے جواب میں کہا کہ یہ ٹکی جو میرے ہاتھ میں ہے اور تو کسی کلاہوں کی کہہ رہا ہے۔ یہ میرے پاس قال انہ سب (مشترک) یہ سب بطور وارثہ تھی ہے۔ (۱) یا بطور کرایہ یا بطور عاریت دے دی ہے۔ اس کے تصور میں دیکھی ہے۔ یا میں نے تو اسے غصب کی ہے۔ اور ان امور کو اس نے اپنے ساتھ نکالت کر دیا اور شائع فیہ ٹکی علی مالہ موجود ہے۔ تو انہ صاحب کے نزدیک مدعی مدعی سے مدعی کی خصوصیت دفع ہو جائے گی۔ کیونکہ مدعی علیہ دو چیزیں ثابت کی گئی ہیں ایک ملک غائب۔ دوسرے اپنے سے اس کی خصوصیت قبول ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ اس میں کوئی متہ نہیں ہے۔ اور اس کی ثابت ہوجاے گی۔ کیونکہ اس میں مدعی مدعی ہے۔

[illegible]

فولہ وں قبل بعد الخ شرمہ کی کہ کیا کہ میں نے یہ چیز اٹلاں غائب سے خریدی ہے یا مدی نے انوی یا کہ میری ہی چیز تو ہے
غصب کی ہے یا میری یہ چیز جو اٹلی کی ہے اور مدی غلبہ انکا کہ میرا ہاں ہے چیز غائب ہے۔ اب غلبہ اٹلاں مدی سے۔ اور اس پر اس
نے پیش کا کر دیا۔ تو ان صورتوں میں دشمن کے نزدیک مدی غلبہ سے غصہ وں نہ ہوگی۔ کیونکہ مدی غلبہ نے خود قرار کر لیا کہ میرا
بغیر غلبہ غصہ وں ہے۔

فولہ وان قال الصمدی الخ اگر دی نے دعویٰ کیا کہ میں سنیہ پیچہ ہمدانی علیہ کے قبیلہ میں ہے تو یہ سے خریدی ہے ہمدانی علیہ کہا کہ یہ چیز زانیہ میرے پاس امانت رکھوائی ہے تو وہی علیہ سے خصوصاً راقمہ ہوا جائے گی کہ وہی علیہ اپنے بیان پر بیٹ کا حشر نہ کرے۔ کیونکہ صورت میں دہی نے اس کا اقرار کر لیا کہ دہی علیہ کے پاس وہ چیز زانیہ کی طرف سے پہنچی ہے۔ تو وہی علیہ کا قبیلہ قبیلہ سے خصوصاً نہ ہوا۔

تاریخ بیان نہ کی ہو۔ اور اگر تاریخ بیان نہ ہو تو مکمل تاریخ سابقہ ہوتی عورت کی ہوگی۔ اور اگر گواہ قائم ہونے سے قبل عورت نے کسی کی ملکوت ہو چکا تھا تو عورت اسی کی ہوگی۔ پھر اگر دوسرے نے ملکوت ہونے پر بینہ قائم کر دیا تو عورت اسکو اور اسی ہو سکتی کیونکہ بینہ اقرار سے قویٰ ہے۔ حاصل یہ کہ عورت کا سب پر ہونا ہے پھر عورتی پھر اقرار پھر عورتی۔

فولہ و علی الشراء الخ درۃ دیوں نے ایک چیز کا کوئی یہ کہہ کر غلطی سے خریدی۔ پھر ہر ایک کو اختیار ہو گا چاہے نصیب دشمن کے خواہ آدی سے لے چاہے مجبور سے۔ یعنی اور نہ لینے کا اختیار اسے ہے کہ صلہ حق ہوگی یعنی اس کے لئے اور چیز ہوگی باقی رہی اور ہو سکتا ہے کہ اس کو پوری کی ضرورت ہو۔ اور اگر قاضی کے فیصلہ کے بعد کسی قیاب نے اپنا حصہ مجبور دیا۔ واک دوسرا شخص وہ پوری چیز نہیں لے سکا۔ کیونکہ قضاہ قاضی کے بعد قاضی کو بھی اور اگر دونوں کے توہوں نے تاریخ کہاں کر دی تو جس کی تاریخ مقدم ہوگی یعنی اس کو ملے گی۔ اور اگر کسی قیاب نے یا دونوں نے تاریخ بیان نہ کی تو حقیقی قاضی کی ہوگی کیونکہ بعض ناقصہ بہت شرابور دل ہے۔

فولہ و انشراء الخ ایک شخص نے دھوکا کیا۔ میں نے یہ چیز زید سے خریدی ہے۔ دوسرے نے دھوکا کیا کہ دھوکہ دہنہ چیز زید نے یہی ہے۔ اور دونوں نے گواہ قائم کر دیے لیکن کسی گواہ نے تاریخ بیان نہیں کی تو دھوکا شرا کوئی پر یہ مقدم ہوگا۔ کیونکہ شرا بخیر مثبت ملک ہے بخلاف زید کے کہ وہ بدعت پر مصروف ہے نیز شرا کا بیان سے معاف ہے اور یہ دھوکہ دہنہ کسی ہے عموماً کے بعد۔ میں ایک غلام ہے زید نے دھوکا کیا کہ میں نے یہ غلام عمرو سے خرید دیا ہے اور عمرو نے دھوکا کیا کہ عمرو نے اس غلام کو میرا ہی مقرر کر کے مجھ سے لے گیا کہ ہے۔ اور دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں کے گواہ دینے پر ہر دونوں کے کیونکہ شرا اور زید دونوں معاف اور بخیر مثبت ملک ہیں تو قوت میں ہوں برابر ہوئے۔ لہذا ہم کہہ کر دھوکا دہنہ اولیٰ ہے۔

فولہ و انشراء الخ ایک شخص نے دھوکا دیا کہ میں نے یہ غلام عمرو سے خرید دیا ہے اور عمرو نے دھوکا کیا کہ عمرو نے اس غلام کو میرا ہی مقرر کر کے مجھ سے لے گیا کہ ہے۔ اور دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں کے گواہ دینے پر ہر دونوں کے کیونکہ شرا اور زید دونوں معاف اور بخیر مثبت ملک ہیں تو قوت میں ہوں برابر ہوئے۔ لہذا ہم کہہ کر دھوکا دہنہ اولیٰ ہے۔

فولہ و انشراء الخ ایک شخص نے دھوکا دیا کہ میں نے یہ غلام عمرو سے خرید دیا ہے اور عمرو نے دھوکا کیا کہ عمرو نے اس غلام کو میرا ہی مقرر کر کے مجھ سے لے گیا کہ ہے۔ اور دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں کے گواہ دینے پر ہر دونوں کے کیونکہ شرا اور زید دونوں معاف اور بخیر مثبت ملک ہیں تو قوت میں ہوں برابر ہوئے۔ لہذا ہم کہہ کر دھوکا دہنہ اولیٰ ہے۔

فولہ و انشراء الخ ایک شخص نے دھوکا دیا کہ میں نے یہ غلام عمرو سے خرید دیا ہے اور عمرو نے دھوکا کیا کہ عمرو نے اس غلام کو میرا ہی مقرر کر کے مجھ سے لے گیا کہ ہے۔ اور دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں کے گواہ دینے پر ہر دونوں کے کیونکہ شرا اور زید دونوں معاف اور بخیر مثبت ملک ہیں تو قوت میں ہوں برابر ہوئے۔ لہذا ہم کہہ کر دھوکا دہنہ اولیٰ ہے۔

خَارُ لِي يَدِ اخِي اِذْ عَمِي وَجَلِي بَصَفَهَا وَخَوَّ كَلْهَا وَزَرَحَا فَبَلَاوَلِي وَفَعَلَا

گھر ہے دوسرے کے قبضہ میں دھوی کیا ایک نے اس کے نصف کا اور دوسرے نے کل کا اور دینے لے آئے تو چھال پہلے کے لئے ہوا

وَالْيَلِي لِلْاَخِي وَتَوَكَّلْتُ لِي اَلْبَدِيْهَا فَهِيَ بِلَتَانِي

اور باقی دوسرے کے لئے اور گھر دونوں کے قبضہ میں ہو تو گھر دوسرے کا ہوگا

تشریح الفقہ: قوله ولو يوهن الخراج الملح يها من "المن" تک نہیں مسئلے میں جن میں قاض کا بیٹہ مقدم ہوتا ہے (۱) قصص خارج اور قاضی دونوں نے ملک میں پرینہ قائم کیا۔ اور قاضی کی تاریخ سالانہ ہے تو زمین کے نزدیک قاضی کا بیٹہ مقدم ہوگا۔ امام غزالی سے بھی ایک روایت ملتا ہے۔ مگر یہ روایت مرجوحہ ہے۔ خروج الیہ روایت یہ ہے کہ قاضی کا بیٹہ مقبول نہ ہوگا کیونکہ دونوں کے بیٹے ملک مطلق پر قائم ہیں اور انہوں نے بہت ملک سے کوئی خرچ نہیں کیا تو مقدمہ تاخر برقرار ہوگا۔ زمین کی دلیل یہ ہے کہ قاضی کا مورخ بیٹہ معنی دفع بیٹہ خارج کو زمین سے کیونکہ جب ایک وقت میں کسی کے لئے ملک ثابت ہوا تو اس وقت کے بعد دوسرے کے لئے ملک کا ثبوت اسی کی جانب سے حاصل کرنے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ لہذا دفع خصوصیت پر قاضی کا بیٹہ مقبول ہوتا ہے لہذا قاضی کا بیٹہ مقدم ہوگا (۲) قصص خارج اور قاضی دونوں نے ملک کے ایک سوپ پر بیٹہ قائم کیا جو مکرر واقع نہیں ہوتا ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے تاج یعنی کسی حد ان کے پیچھے ہوتا۔ دہائی کے کہنے کی عادت درمی کا سارا اور ہوتا پھر نہ قانون تراشاد فرموا کہ یہ اسباب ایک ہی بار ہوتے ہیں مکرر نہیں آتے۔ سب قصص خارج اور قاضی دونوں نے بیٹہ سے یہ ثابت کیا کہ یہ پچھلے سے جانور کا ہے اور میری (۱) میرے ہاتھ یا میرے سورت کی ایک شے پیدا ہوتی ہے تو قاضی کا بیٹہ مستر ہوگا۔ کیونکہ روایت میں ہے کہ ایک شخص نے ایک اونٹنی کا دودھ لیا اور بیٹہ ثابت کیا کہ یہ میری شے ہے۔ پھر قاضی نے بھی اسی طرح بیٹہ سے ثابت کیا تو آنحضرت ﷺ نے کوئی قاضی کو دیکھ کر (۲) قصص خارج نے ملک مطلق پر بیٹہ قائم کیا اور قاضی نے اس بات پر کہ میں نے قصص خارج سے خریدا ہے تو قاضی کا بیٹہ مستر ہوگا۔ کیونکہ قصص خارج کو بیٹہ ملک کو ثابت کر رہا ہے۔ اور قاضی اس سے ملک حاصل کرنے کو ثابت کر رہا ہے اور ان دونوں میں کوئی منافات نہیں۔

قوله ولو يوهن كل الملح مگر قصص خارج اور قاضی میں سے ہر ایک نے دوسرے سے خریدا ہے پر بیٹہ قائم کیا یعنی قصص خارج نے ثابت کیا کہ میں نے یہ مکان قاضی سے خریدا ہے اور قاضی نے ثابت کیا کہ میں نے قصص خارج سے خریدا ہے تو زمین کے نزدیک دونوں جیسے ساتھ لانا اعتبار ہوئے اور مکان قاضی کو دیا جائے گا۔ امام غزالی کے نزدیک دونوں جیسے مقبول ہوں گے۔ اور مکان قصص خارج کو دیا جائے گا۔ کیونکہ بیٹوں پر اس طرح عمل ہو سکتا ہے کہ کہن ہے قاضی نے قصص خارج سے خریدا کہ قصص خارج کے تھ خریدا کہ قاضی کو دیا اور قبضہ نہ کر لیا۔ زمین کی دلیل یہ ہے کہ خریدا پر مقدمہ ام کار دوسرے کی ملک کا اقرار کرتا ہے۔ تو گو یا ہر قصص کا بیٹہ دوسرے کے اقرار پر قائم ہوا اور اس صورت میں آنحضرت کی وجہ سے بالاجار دونوں جیسے ساتھ لانا اعتبار ہوئے ہیں تو یہاں بھی ساتھ لانا اعتبار ہوں گے۔

قوله واتهم جميع الخج حور کثرت شہادت کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جا سکتی مثلاً ایک کے دو گواہوں اور دوسرے کے چار تو اقامت شہادت مانع ہو میں یہ دونوں برابر ہوں گے (اسی طرح عدالت کی کسی نشانی کا بھی اعتبار نہ ہوگا خلافاً لملک) اور یہ ہے کہ مرد و شاہدوں کی شہادت ملتے جلتے ہے اور ترجیح کثرت ثبوت سے نہیں ہوتی بلکہ قوت ثبوت سے ہوتی ہے مثلاً ایک طرف دلیل متواتر ہو اور دوسری طرف قمار متواتر کو ترجیح ہوگی۔ اور یہ ہوگا کہ ایک طرف دو حدیں ہیں اور دوسری طرف ایک تو دو حدیں کو ترجیح ہو جائے اسی طرح ایک طرف دلیل مسلمہ ہو دوسری طرف محمل تو مسلمہ و محمل پر ترجیح ہوگی و علیٰ ہذا التفہام۔

قولہ جارح ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے (اس کا دوا دیوں نے دوا کیا ایک نے کل مکان کا اور دوسرے نے نصف کا اور دلوں نے بیڑ قائم کر دیا تو امام صاحب کے نزدیک بطریق منازعت مدعی کل کے لئے مکان کے نہیں رہتے ہوں گے۔ اور مدعی نصف کیلئے ایک مدعی بطریق منازعت کا مطلب یہ ہے کہ جب مدعی نصف نے اسے مکان کا دوا کیا تو دوسرا آحاد مدعی کل کے لئے سامہ اور ایک نصف میں دلوں کی منازعت قائم رہی اور اس نصف کو دلوں میں نصف نصف کر دیا جائے گا۔ صاحبین کے نزدیک بطریق مول مضاربت مکان اصلاً تقسیم ہوگا۔ یعنی مدعی کل کے لئے دو شلٹ اور مدعی نصف کیلئے ایک شلٹ۔ کیونکہ مسئلہ کل میں کل اور نصف بیڑ ہیں تو مسند دوسرے ہوگا۔ کیونکہ نصف کا مخرج دوسرے ہے اور دو کا عدد تنہا کی طرف مول کرتا ہے تو دو کم مدعی کل کے لئے اور ایک کم مدعی نصف کا ہوا اور اگر وہ مکان دعووں کے قبضہ میں ہو تو پورے مکان مدعی کل کیلئے ہوگا نصف بطریق تعدیل نصف بلا تعدا اس واسطے کہ جب مکان دلوں کے قبضہ میں ہے تو ہر ایک کے قبضہ میں نصف نصف مکان اور تو نصف مدعی کل کے قبضہ میں ہے اس کا تو کوئی مدعی ہی نہیں لہذا وہ تعدا قاضی کے بغیر ہی اس کا ہے اور جو نصف مدعی نصف کے قبضہ میں ہے اس کا مدعی کل کا مدعی ہے اور وہ شخص غار ج ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ شخص غار ج کا بیڑ معتبر ہوتا ہے نہ کہ قابض کا تو وہ نصف کل قاضی اسی کو دلا ہوگا۔

فائدہ۔ تقسیم کی چار قسمیں ہیں۔ اول وہ جس میں تقسیم بالاتفاق بطریق مول ہوتی ہے۔ اس کی آٹھ صورتیں ہیں۔ قسمت ۱۔ میراث ۲۔ زوج ۳۔ وصیت ۴۔ کتابات ۵۔ درامہ ۶۔ سلع ۷۔ سہابت ۸۔ بیعت ۹۔ شریعت ۱۰۔ زوجہ وہ جس میں قسمت بالاتفاق بطریق منازعت ہوتی ہے۔ اور وہ دو قسموں کے مسئلے میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک فضولی نے کسی کے ہاتھ غلام بزرگ اور ہم میں غرضت کیا۔ اور دوسرے فضولی نے ہی غلام کا نصف دوسرے کے ہاتھ بانٹو میں غرضت کیا اور آقائے دلوں نے اس کو ہا بزرگ کھا تو دلوں نے غریبوں کو اختیار کیا اور دوسرے فضولی نے چاہا تو مشتری کی کل تنہا مدعی کے لئے اور مشتری نصف ایک مدعی دوسرے جس میں قسمت بالامساخ کے نزدیک بطریق منازعت ہوتی ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک بطریق مول جیسے کہ مسند کتاب میں اور یہ مذکور ہوا (اس مسئلہ وہ مسئلہ اور ہیں) چہاں وہ جس میں قسمت امام صاحب کے نزدیک بطریق مول ہوتی ہے اور صاحبین کے نزدیک بطریق منازعت یہ بانٹے مسئلوں میں جاری ہے۔ اگر ہر ایک کی تشریح مطلوب ہو تو معطلات مذہبی یعنی تکر و غیرہ کی طرف رجوع کرو۔

وَلَوْ بَرَهْنَا عَلَى بَدَاحٍ ذَاتِيهِ وَأَرْخَا فُجْصِي لَمَنْ وَافَقِي مِسْطَهَا تَارِيخُهُ وَإِنْ أُنْشِئَ ذَلِكَ فَلَهْنَا
وَبِلَاةٍ أَيْ جَعَلَهُ بِرَدِّ دَلِيلِ بَرَهْنَا بِإِلَاحٍ كَرَفِي تَوَيْلَهُ وَكَاسِ كَلَمَةِ جَمْعٍ كِي بَرَهْنَا كِي مَوَاقِي هُوَ بِي كِي مَرَّ كِي بِحُكْمٍ وَطَرَدُو
وَلَوْ بَرَهْنَا أَخَذَ الْخَارِجِي عَلَى الْعُقُوبِ وَالْأَخْرَجِي عَلَى الْوَجْهِ مَسْتَوِيًا وَالْمُزَاجِي وَالْأَلْبَسِي أَخُو مِنْ أَخِي
كَلَمَةِ هُوَ أَيْ كَرَفِي بِلَاةٍ أَيْ جَعَلَهُ بِرَدِّ دَلِيلِ بَرَهْنَا بِإِلَاحٍ كَرَفِي تَوَيْلَهُ وَكَاسِ كَلَمَةِ جَمْعٍ كِي بَرَهْنَا كِي مَوَاقِي هُوَ بِي كِي مَرَّ كِي بِحُكْمٍ وَطَرَدُو
الْخَارِجِي وَالْمُزَاجِي وَالْأَلْبَسِي أَخُو مِنْ أَخِي كَلَمَةِ هُوَ أَيْ كَرَفِي بِلَاةٍ أَيْ جَعَلَهُ بِرَدِّ دَلِيلِ بَرَهْنَا بِإِلَاحٍ كَرَفِي تَوَيْلَهُ وَكَاسِ كَلَمَةِ جَمْعٍ كِي بَرَهْنَا كِي مَوَاقِي هُوَ بِي كِي مَرَّ كِي بِحُكْمٍ وَطَرَدُو
نَصَبَتْ حُجَّتِي يُعَيِّرُ عَنْ نَفْسِهِ لَفْظًا أَنَا خَرُفَ لَفْظِي لَمْ زَانٍ قَالِ أَنَا غَيْدُ لَفْظَانٍ أَوْ
تَوْضَعْتُ لَفْظًا كَرَفِي بِلَاةٍ أَيْ جَعَلَهُ بِرَدِّ دَلِيلِ بَرَهْنَا بِإِلَاحٍ كَرَفِي تَوَيْلَهُ وَكَاسِ كَلَمَةِ جَمْعٍ كِي بَرَهْنَا كِي مَوَاقِي هُوَ بِي كِي مَرَّ كِي بِحُكْمٍ وَطَرَدُو
لَا يُعَيِّرُ عَنْ نَفْسِهِ لَفْظًا لَفْظِي لَمْ زَانٍ قَالِ أَنَا غَيْدُ لَفْظَانٍ أَوْ
نَصَبَتْ حُجَّتِي يُعَيِّرُ عَنْ نَفْسِهِ لَفْظًا أَنَا خَرُفَ لَفْظِي لَمْ زَانٍ قَالِ أَنَا غَيْدُ لَفْظَانٍ أَوْ
تَوْضَعْتُ لَفْظًا كَرَفِي بِلَاةٍ أَيْ جَعَلَهُ بِرَدِّ دَلِيلِ بَرَهْنَا بِإِلَاحٍ كَرَفِي تَوَيْلَهُ وَكَاسِ كَلَمَةِ جَمْعٍ كِي بَرَهْنَا كِي مَوَاقِي هُوَ بِي كِي مَرَّ كِي بِحُكْمٍ وَطَرَدُو

مذکورہ دینی اور بشری کے حقوق و شراکے بطران کی ہیں یہ ہے کہ جب دونوں کا نسب ثابت ہو گیا تو جس طرح وہ بچہ حاصل ہے جس کی بیوی نہیں ہوئی۔ اسی طرح وہ بچہ بھی حرام حاصل ہوگا۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ بچہ ایک شخص سے پیدا ہوا ہو اور اس سے ایک آزاد ہو دوسرا غلام۔ اور جب وہ حرام حاصل ہوا تو حق و ظل ہو جائے گا کیونکہ دراصل یہ حق سے نکلتا ہے۔

قولہ صبی الطبع ایک شخص کے پاس ایک بچہ ہے اس سے کہا کہ یہ بچہ کس کا ہے (حاصل ذیل) کا بیٹا ہے پھر نتیجہ نکالا کہ یہ تو میرا بیٹا ہے تو انام سے جب کے ذرا بچہ دو بچہ کس کا کرنا تھا؟ اس کا جواب یہ تھا کہ اس کے نزدیک اس کا آزاد ہے۔ ہمیں فرماتے ہیں کہ اگر میرے بچے کا نکار کرنا تو وہ بچہ اس کا ہے اور جو اس کا ہے اس کا ہے۔ اب مقرر کیا کہ اس کے انکار سے مقرر کیا قرار ہے۔ مگر یہ تو اقرار کا نام لیکن ہو گیا لہذا وہ بھی صحیح ہے۔ نام سے جب یہ فرماتے ہیں کہ نسب ان چیزوں میں ہے تو ثابت ہونے کے بعد یہ حقیقی نہیں ہوتی۔ اور اسی چیز میں کیا قرار دیا کہ نہ۔ نہ وہ نہیں ہوتا تو مقرر۔ کہ حق میں اقرار علی حادہ باقی رہا نہ۔ بچہ حق میں یہ بھی کہنا باطل ہوگا۔

قولہ ولدت مشرق الفلج ذیل نے ایک باندی کو پڑائی اس سے اس نے ایک بچہ اور ذیل نے اس سے نسب کا دعویٰ کیا پھر وہ دعویٰ کی دوسری کی انکل آئی تو باپ (یعنی یہ بچہ) کی قیمت کا تبادلہ اسے گا اور قیمت میں قصور سے اس کا اعتبار ہوگا اور بچہ آزاد ہوگا کیونکہ ولد امیر دوسرے عہد میں اس کا بیٹا کی قیمت سے آزاد ہوتا ہے مگر اس شخص کو کہتے ہیں جو ملک میں یا ملک نکالنے کے حکم پر کسی صورت سے صحت نہ ہو اور اس سے بچہ ہو جائے پھر وہ صورت کی امور کی نظر آئے۔

قولہ فان مات بالغ صورت مذکورہ میں ان کے لئے قصور سے اس کا اعتبار ہو جائے تو اس کے باپ کی کوئی تاوان نہ ہوگا بلکہ وہ صرف باندی کی شقی کے حوالے کرے خاص واسطے کے اگر اس بچہ کو نکھر کر ہو تو اس کا وارث اس کا ہے نہ وہ کا بچہ نہ وہ کا کیونکہ وہ بچہ کے حق میں وہ بچہ آزاد ہے۔

قولہ وان قتل الفلج دراصل اس کی کوئی نہ تھی۔ البتہ اس کا باپ اس سے اس کی قیمت کے بقدر اس کو خون بہا لیا تو بیعت اس کی زندگی میں باپ نے تاوان نہ تھا ایسے نہ تھے اب بھی اس کا بچہ مستحق کو بچہ کی قیمت کا تاوان۔ اس کا اور وہ بچہ کی قیمت اور اس کی مال یعنی دعویٰ کا نہیں اپنے مال سے وصول کر سکا کیونکہ بچہ کی باندی کا بچہ اس کا باندی ہی تھا اور باندی ہی کی بیعت کا تاوان نہ ہوتا ہے۔ تو قتل مادی میں بیعت کی صورت میں مشتری بچہ سے وصول کرنے کا حق اس کا نہیں باندی کا ذرا مقرر (یعنی غیر شقی) مستحق کو بچہ کا تاوان نہیں لے سکتا۔ کیونکہ وہ مادی غیر مادی نہیں کہنے پہل ہے۔ و بعد الانفة الفلج بر جمع بالغ الفلج

باب الاستثناء و ما فی معناه

باب استثناء و ہم معنی کے استثناء کے بیان میں

صَحَّحَ بِسْتِثْنَاءِ بَعْضٍ مَا أَقْبَرَهُ مُتَّصِلًا وَلَوْ لَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى مُسْتِثْنَاءِ الْكُلِّ وَضَحَّحَ بِسْتِثْنَاءِ الْكُلِّ الْكُلِّيَّ وَالْوَرَقَ
 صحیح ہے استثناء بعض کا اس میں سے جس کا اثر کیا ہے صلا اور لازم ہوگا اس پر باقی نہ کہ کل کا استثناء اور صحیح ہے استثناء کیا اور ورنہ چیز کا
 بِنِ الْغَوَاہِمِ لَا غَوَاهِمَا وَلَوْ وَضَلْ بِالْغَوَاہِمِ اِسْتِثْنَاءُ اَللّٰہِ بَعْضٌ اِفْرَادًا
 درہم سے نہ کہ اس کے علاوہ کا اگر لابد اقرار کیا تو اتمام اللہ تو باطل ہو جائیگا اس کا اقرار

تقریباً مفقود: قولہ باب النسخ بل ما من وجوب اقرار کے بیان سے واضح ہو کہ وجوب اقرار منکر کو شروع کر رہا ہے۔ جو چیزوں سے
 کچھ نکالنے کے بعد باقی ماندہ کے نظم اقرار سے یہاں استثناء کہتے ہیں۔ اس کی صحت کے لئے مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ کے بعد موصلاً ذکر ہونا شرط
 ہے اگر کچھ تو کے بعد کر کے تو صحیح ہو گا لایہ کو نقد کی ضرورت کی وجہ سے جو ہمیں دینا چاہیے اس کا آئیو بیو ہے۔

قولہ صحیح النسخ مقرر ہے جس کا اثر کیا ہے یہاں بعض کا استثناء کرنا صحیح ہے بشرطیکہ موصلاً ہو ورنہ استثناء ہم کا یا یا اذ کا جواب
 ہو نہ کچھ باقی رہے گا وہ خبر پر لازم ہوگا لیکن کل کا استثناء کرنا صحیح نہیں ہے۔ (یو بیو) کیونکہ استثناء کے بعد کچھ نہ کچھ باقی رہنا ضروری ہے
 ۔ فراغی کی سزا دیکھ کر اکثر کا استثناء صحیح نہیں۔ کیونکہ اس پر اس کا نظم نہیں کرتے۔ مام و فریجی اس کے قائل ہیں لیکن اکثر حکماء کے نزدیک
 جائز ہے۔ اور بدلی جواز ہے۔ "ثم الدلیل الاقلیلا لخصه او الغص منه قليلا اور د علیہ"

قولہ و صرح النسخ امر کوئی شخص درہم و دینار سے کل یا ورنہ غیر متساوات عدائی چیزوں کا استثناء کرے مثلاً یوں کہے "لہ علی مائتہ
 دوہم الا تھیز ہو او الا وینا او الا مائتہ جوز تو تھیز کے نزدیک بطریق احسان صحیح ہے۔ اور اگر ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کا استثناء
 کرے مثلاً یوں کہے "لہ علی مائتہ دوہم الا وینا او الا مائتہ جوز تو تھیز کا صحیح نہیں۔ مام و فریجی کے نزدیک دونوں صورتوں میں صحیح نہیں۔
 متھیز کے قریب بھی یہی ہے۔ مام، کب اور امام شافعی کے نزدیک دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔ امام شافعی اسلئے یہ ہے کہ استثناء اس وقت صحیح ہے کہ
 اگر وہ نہ ہو تو صحیح مستثنیٰ موصلاً اور غیر موصلاً یہ چیز مخالف فعل کی صورت میں ہو لیکن کئی اس لئے درہم و دینار سے ان کے غیر کا استثناء
 نہیں ہو سکتا فرماتے ہیں کہ ان سے پہلی چیز کا استثناء ہوا غیر کی چیز کا ہو و صورت مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک کے اعتبار سے متحد نہیں ہیں
 لہذا استثناء صحیح ہے۔ تھیز یہ فرماتے ہیں کہ پہلی ورنہ بعد وہ نہ ہو۔ مام و فریجی کے نزدیک یہاں تک صحیح نہیں ہے کہ اس سے سب
 محسوس ہو کہ اس کی ابتدا سے یہاں استثناء کا مستثنیٰ سے خلاف غیر ملکی یعنی ثواب ثناء و ذمہ وغیرہ کے ان کی ایک بات معلوم نہیں کیونکہ یہ اشیاء
 فی عقد قیمت کے لحاظ سے متساوات ہوتی ہیں تو ان کے استثناء سے ہمیں کا استثناء معلوم سے لازم ہے گا اور یہ جائز نہیں۔

وَلَوْ بِسْتِثْنَاءِ الْبَيِّنَاتِ مِنَ الْقَدَرِ فَهِيَ بِالْمَقْصُورِ لَهُ وَإِنْ قَالَ بِمَا وَفَّاهَا لَمْ يَنْقُصْ لَكَ فَحَقًّا قَدْ
 اگر استثناء بایک امارت کا کہ ان سے خود دونوں مقرر کے ہوں گے اگر کہے اس کا عہد رت میری ہے اور مجھ جیسا تو یہ بھی ہے جیسا اس نے کہا
 وَلَوْ قَالَ عَلَيَّ اَلْفٌ مِنْ لَمَنِ عَلَيَّ لَمْ اَقْبِضْهُ فَإِنْ غَلَبَ الْعَقْدُ وَضَلْعُهُ اِلَيْهِ لَوْ لَوْ لَمْ اَلْفُ
 اگر کہا کہ مجھ پر ہزار ہیں تمام کے مٹانے کے جو میں نے اس کی کہیں کہیں اگر تمام نہیں کرو اور مقرر نے اس کے قول کو دیا تو یہ لازم اور صحیح

مدونہ احکامی شرح اردو ترمیمی مکتبہ: ہذا مام و فریجی کے نزدیک مستثنیٰ منہ کے بعد کچھ نہ کچھ باقی رہنا ضروری ہے۔ اور اگر ان چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کا استثناء کرے مثلاً یوں کہے "لہ علی مائتہ دوہم الا تھیز ہو او الا وینا او الا مائتہ جوز تو تھیز کا صحیح نہیں۔ مام و فریجی کے نزدیک دونوں صورتوں میں صحیح نہیں۔
 مدونہ احکامی شرح اردو ترمیمی مکتبہ: ہذا مام و فریجی کے نزدیک یہاں تک صحیح نہیں ہے کہ اس سے سب محسوس ہو کہ اس کی ابتدا سے یہاں استثناء کا مستثنیٰ سے خلاف غیر ملکی یعنی ثواب ثناء و ذمہ وغیرہ کے ان کی ایک بات معلوم نہیں کیونکہ یہ اشیاء
 فی عقد قیمت کے لحاظ سے متساوات ہوتی ہیں تو ان کے استثناء سے ہمیں کا استثناء معلوم سے لازم ہے گا اور یہ جائز نہیں۔

کہ مقررہ سب وجہ میں اس کی تصدیق کر دے کہ اس صورت میں بھی مقرر کی تصدیق کی جائے گی۔ ووجہ الہ یہاں تغیر فیضیح
موجوہ لا مفسوہ لا۔

قولہ کفو لہ البع ذیہ نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ایک ہزار درہم ہیں جو شراب یا خمر کی قیمت کے ہیں۔ تو امام صاحب کے
نزدیک ذیہ ہزار درہم ہیں اس میں خمر صاف کیے یا مفسوہ سب سے کوئی نہیں خمر کہنا افراد سے رجوع کرنا ہے۔ کیونکہ خمر خمر کا نہیں
واجب نہیں۔ درود کلام یعنی کھانسی وجوب پر دلی ہے۔ تو یہاں افراد سے رجوع ہوا جو جو نہیں۔ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر
اس سے یہ مفسوہ کہ تو مال ناز نہ ہوگا۔ کیونکہ اس نے افرام سے یہ بیان کر دیا کہ میرا مقصد سبب نہیں ہے اور یہ بیان دیکھا جیسے وہ نہ
علی الخ کے بعد مفسوہ وادھ کہہ رہا ہے۔ جو یہ ہے کہ انشاء اللہ کوئی غلطی ہے اور یہ نہ باطل ہے۔

قولہ ولو قال الخ ایک شخص نے اقرار کیا کہ مجھ پر فلاں کے ایک ہزار درہم مسلمانان کی قیمت یا قرض کے ہیں مگر وہ کھانے یا غیر
مروج تھے تو امام صاحب کے نزدیک اس پر کہے درہم لازم ہوں گے۔ اور اس کا یہ قول کہ مفسوہ یا غیر مروج تھے اصلاً مقبول نہ
ہوگا مفسوہ کیے یا مفسوہ صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اتھال کی صورت میں اس کی تصدیق ہوگی۔ کیونکہ فقہ وادھم میں کھرے اور
کھانے سب کا اتھال ہے مگر جو اتھال کھرے مراد ہوتے ہیں۔ اور جب اس نے وہی ذیہ خوف کہہ کر تصدیق کر دی تو یہ بیان غیر
ہو گیا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں تدریس رجوع ہے۔ کیونکہ مطلق مقرر صحیح سالم بدل جی رہا ہے۔ اور مفسوہ یا غیر مروج ہوا واجب ہے۔
در جب کا کوئی کرنا نہ ہو کر رہا ہے۔

قولہ بعد الخ ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں کے ایک ہزار درہم غصب کئے ہیں یا اس نے مجھے بطور
ودیعت دیے ہیں مگر وہ کھانے یا غیر مروج ہیں تو مفسوہ کیے یا مفسوہ ہر مفسوہ اس کی تصدیق ہوگی۔ اس واسطے کہ ویدیعت اور غصب مفسوہ
مطلق نہیں کیونکہ غصب جو چاہتا ہے چھین بھاگتا ہے۔ جس طرح مروج کو جو چاہتا ہے رکھ لیتے ہیں۔

قولہ وان قال الخ ذیہ نے عمرو کے متعلق اقرار کیا کہ میں نے تجھ سے ایک ہزار درہم بطور ویدیعت لئے سو وہ میرے پاس ہلاک
ہو گئے۔ عمرو نے کہا نہیں بلکہ تو نے بطریق غصب لئے ہیں تو مقررہ میں ہوگا۔ یعنی ذیہ کو ہزار درہم۔ پھر پڑیں گے۔ اگر عمرو ذیہ نے عمرو
سے یوں کہا کہ تو نے مجھ سے ایک ہزار درہم بطور ویدیعت دیے تھے وہ میرے پاس ہلاک ہو گئے اور عمرو نے جو یہ کہہ نہیں بلکہ تو نے مجھ
سے غصب کئے ہیں تو اس صورت میں ذیہ ضامن نہ ہوگا۔ پھر فرقی ہے کہ پہلے مسکے میں جب ذیہ نے لینے کا اقرار کیا تو اس پر اطلاق آیا
اس کے بعد وہ سبب راء (یعنی اذان و اخذ) کا نہ ہوگا مقررہ (عمرو) اس کا منکر ہے تو مقررہ کا قول معتبر ہوگا۔ اور دوسرے مسکے میں
اس نے سبب ضمان یعنی اپنے لینے کا اقرار نہیں کیا بلکہ اس کے ذیہ نے کا اقرار کیا ہے اور دوسرے کا منکر ہے جو موجب ضمان نہیں تو مقررہ
سبب ضمان کا نہ ہوگا اور مقررہ مقررہ کا توں مستحب ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا۔

قولہ وان قال الخ ہذا الخ ذیہ نے عمرو سے کہا کہ میری یہ چیز تیرے پاس ویدیعت تھی سو میں نے تجھ سے لے لی۔ عمرو نے کا کہ
نہیں بلکہ وہ میری ہے تو مقررہ (عمرو) جو مقررہ (ذیہ) سے لے لے۔ کیونکہ ذیہ نے لوں عمرو کے ذیہ میں دئے کا اقرار کیا ہے۔ اس کے
بعد وہ اپنے اتھال کا کوئی کر رہا ہے۔ اور مقررہ اس کا منکر ہے تو مقررہ (عمرو) کا قول معتبر ہوگا۔ عمرو ذیہ سے یوں کہا کہ میں نے اپنا
ودیعت یا کیا اطلاق کو کر لیا ہے پھر اچھا اس نے پڑا لیکن مقررہ لوٹ پر عمرو کو مجھے واپس کر دیا اور اطلاق اس نے جواب میں کہا کہ یہ ویدیعت یا کیا تو میرا
بہتہ اس صورت میں امام صاحب کے نزدیک مقررہ کا قول معتبر ہوگا۔ امام صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کا قول معتبر ہوگا جس سے وہ
ودیعت یا کیا کر لیا گیا ہے۔ اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے۔ یہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر امام صاحبین یا فقہ معتقد
علیہ یعنی حصول منافعی کی ضرورت کے واسطے ہوا ہے۔ تو قبضہ کی ضرورت کی حد تک محدود رہے گا۔ اور اس کے دوران میں معدوم سمجھا جائے
گا۔ یوں آباد کا اقرار اس کی ملک کی دیکھ نہیں ہو سکتی بخلاف ویدیعت کے کہ اس میں قبضہ مقصور ہوتا ہے۔ مقررہ مقررہ ہوگی۔

قوله و اخر الخ ردین سے گناہ میراث پر مقدم ہونے کی وجہ سے میراث کا ذکر اس وقت تقسیم ہوگا جب ہر شخص کا دین ادا ہو چکے گا کہ میراث پر آخرت کا مقدمہ ہو جائیگا۔ یہ وجہ الزامی عصر قبل ۱۵۵۱ھ المرجع فی مرفعه معین لرجلی غیر وارث فائدہ جلتز وان احاط ذلک بحالہ۔

قوله وان اقر العوض الخ اقر مریش اپنے وارث کیلئے کسی عین یا دین کا قرار کر کے تو اقر مریش نہیں۔ امام شافعی کا اس قول یہ ہے کہ اقر مریش ہے کیونکہ یہ ایک نئی ثابت کا انشاء ہے۔ جو جیسے ایسی کیلئے اقر مریش ہے ایسے ہی وارث کیلئے بھی۔ پہلی دلیل مندرجہ کر کے ٹھٹھا کا ارشاد ہے کہ نہ وارث کیلئے میراث ہے نہ دین کا قرار۔ نیز ان کے دلی سے نسخہ وارث کی وجہ سے ہے۔ اور کسی ایک کیلئے اقرار کرنے میں کسی وارث کا حق باطل ہوتا ہے۔ لہذا ماہر نہ ہوگا۔ ۱۱۰۱ھ کہ اس کی تصدیق کریں۔ لہذا اقرار کا معتبر نہ ہوگا تو انہیں کے حق کی وجہ سے ہے اور جب انہوں نے اس کی تصدیق کر دی تو اقر مریش ہو گیا۔ لہذا اقر مریش ہو گیا۔ رہا پیش کیسے اقرار اور وہ اس لئے صحیح ہے کہ اس کو معاملہ کی الٹ تین ہے اور دیکھا کہ معاملہ کا وقوع بہتر ہوتا ہے۔ زیادہ تر اجاب ہی یہ تھا تھا ہوتا ہے۔ در اگر پیش کیلئے اس کا اقر مریش کرنا جائے تو لوگ اس سے حادثہ نہ کریں گے اور اس کی ضروریات کا رد و اندہ ہو کر رہ جائے گا۔

قوله وان اقر لاجسی الخ مریش۔ کسی کی انہی کیلئے اقر مریش کر کے اور کسی کی فرد زندگی کا مدی ہو کر اس کو نسب ثابت ہو جائے گا اور اقر مریش ہو جائے گا بشرط یہ کہ وہ انہی کیلئے لیسب ہو اور مریش کی تصدیق کرے۔ اور تصدیق کرنے کی نیابت رکھتا ہو۔ خلافاً للشافعی فی الاصح و مالک اذالم یہم الخ اور اگر مریش کسی اجنبیہ عورت کیلئے اقرار کر کے کے بعد اس سے نکاح کرے تو اقر مریش رہے گا۔ امام شافعی کے نزدیک صحیح نہ ہوگا۔ ہمارے یہاں جہ فرق یہ ہے کہ دینی نسب و دین طلاق (ابتداء و بعد) کی طرف سے ہوتا ہے۔ دینی نسب کیلئے اقرار مریش ہو کر یہ جائز نہیں۔ متخاف زوجیت کے کہ وہ وقت زوجین کی طرف سے ہوتی ہے تو اقر مریش کیلئے ہو۔ اور یہی ہے لیکن اگر جہ کیلئے میراث کی یا کوئی چیز پر کسی پھر اس سے نکاح کر لیا تو وصیت اور میراث صحیح نہ ہوگا۔ اور یہ کہ وصیت بعد الموت تسلیم ہوتی ہے اور بعد الموت میراث اس کی وارث ہے لہذا وصیت صحیح نہ ہوتی۔

قوله وان اقر لمن طلقها الخ اگر مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین بار طلاق یاں دے دی پھر اس کے لئے اقرار کیا تو میراث اور اقرار میں سے جو کمزور ہو وارث کو ملے گا۔ کیونکہ یہاں زوجین قرار میں قسم ہو سکتے ہیں یاں مطلقاً نہ ہو سکتا۔ موجود ہے اور باب اقر و سند و تو لیکن یہ اس نے میراث سے زیادہ لانے کیلئے طلاق پر مقدم کیا ہو اور کمتر مقدار میں بہت کا ادکان میں کسی لہذا کمتر مقدار میں ہوں۔

فائدہ: طلاق یاں کی قید اس لئے لگائی کہ طلاق زوجین میں آزادانہ فی ذاتی ہے مگر مذکور کیلئے یہ شرط ہے کہ مستراحہ مدت میں مر گیا، مدت کے بعد مگر اقر مریش ہوگا۔ اور یہی شرط ہے کہ شہرے عورت کی نسب پر طلاق دے گی اور طلاق باطل ہو۔ عورت کو میراث ملے گی اور اس کے لئے اقر مریش نہ ہوگا۔

و اقر اذھا بالزبدین و الزوج و بالمولد ان شہدت قابلاً او صدقھا زوجھا و لا یلذ من تصدیق حولا۔ اور صحیح ہے عورت کا اقر مریش کے متعلق میں بیاب یا شوہر یا تو بیٹا ہو سکتا یا شوہر کی کہانی دے دے۔ دلی تصدیق کرے اس کی اس کا شوہر اور مردی ہے و وضع التصدیق یغلب مؤنب المقتول الا تصدیق الزوج بعد مؤنبھا و ان اقر بنسب نحو الاج و العلم۔ اس سے کسی تصدیق اور صحیح ہے تصدیق کر سکتی ہے۔ عورت کے بعد مگر شوہر کی تصدیق زوج کی موت کے بعد اگر اقرار کیا جائے یا بیٹے وغیرہ کے نسب کا

حق صرف اس کی قیمت میں ہے تو اس سے زائد لینا سود ہوگا۔ لہذا صاحب یہ خواہتے ہیں کہ اس کا حق ہلاک نہ ہوئے والے غلام میں رہتی ہے۔ قیمت کی طرف جو اس کا حق منتقل ہوتا ہے، وہ انفعاض کا بھی کہلا رہا ہے۔ اور وہ یہ تھا کہ انسانی سے بیشتر زندہ قیمت پر مرخص ہو گئے تو کئی مہینے غلام کا عوض ہوگا۔ نہ کہ سو دینے اس وقت سے جب غاصب نے وہ ستم کو مستحق کر لیا۔ اگر اس نے اسباب پر اس کی تو بالاعتبار ملتا جائز ہے۔ خواہ اسباب کی قیمت زائد ہو یا کم۔ کیونکہ اختلاف جس کے وقت سے ہوئی کہ تہور نہیں ہوتا۔

قوله ولو اعني هو سر الختام غلام میں دو شخص شریک تھے ان میں سے شریک دیگر نے اپنا حصہ فروا یا اور دوسرے شریک سے غلام کی نصف قیمت سے اندر پر کر لی تو بالاتفاق مسلح ناجائز اور بدعتی باطل ہو گیا۔ صاحبان کے نزدیک تو یہ اطلاق دینی ہے خواہ پر مذکور ہوگی (یعنی زیادتی کا راجح الہام) امام صاحب کے نزدیک جب اطلاق یہ ہے کہ حق میں صورت میں قرآن کا مقتدا نہیں عید ہے کیونکہ مختصر کا لفظ شایع ہے من اعني شخصاً من عند مشترک بینہ ومن ضرر کہ فہم عیدہ سبب ضرر کہ ان میں قیمت پر زیادتی جائز نہ ہوگی۔ بخلاف صاحب کے کسار میں قیمت مخصوص عید نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ صورت شرعی عید قیمت مسلح جائز ہوگی۔

فقولہ ومن وکلای الخ ایک شخص نے نقل کی عموماً طرف سے صلح کرنے کے لئے یا اس پر جس قدر دین کا جزی ہے۔ اس جزی پر صلح کرنے کیلئے دوسرے شخص کو مکمل بنایا تو قبل صلح مناکل پر نازم ہو گا نہ کہ مکمل پر کیونکہ یہ صلح کو مکمل سے استیصال قضا میں ہے اور بدی مالہ سے استیصال بعض دین تو وہ مکمل بغیر شخص شجرہ کا کہ عائد ہذا حقوق مناکل کی طرف راجع ہوں گے۔ اس امر کی مکمل صلح کرنے وقت بدل صلح کا ضامن ہو گا جو صلح قبل بدی مالہ نازم ہو گا لیکن تو مکمل کیوں ہے نہیں لکھا اس کے ضامن ہونے کی وجہ سے۔

فولہ وان صالح عہ النع ایک فاضل شخص نے دوسرے کی طرف سے رسالت کی تو انکی چند سواریوں میں ایک اونٹنی نے صلح کی اور صلح کا ضامن ہو کر پہلے صلح کی نسبت اپنے مال کی طرف متوجہ ہوا کہ میں فتح سے اپنے فلاح میں کامیاب ہوں۔ یہاں تک کہ کی طرف اشارہ کیا مثلاً میں ان کہا کہ میں ان ہزاروں سواروں پر صلح کرتا ہوں کہ اپنے پاس کی طرف نسبت کی اور انہیں کیا بدلتی رہتے ہوئے ہیں کہا کہ میں ہزاروں آدمیوں کو جیتا ہوں اور ہزاروں آدمیوں کے حوالے کر دیتے ہوں ان میں صلح کی طرف سے صلح تو ان میں صلح کا جز ہے۔ کیونکہ مدنی غیہ کی وجہ سے صلح سے اور برادرت سے آخر میں صلح کی اور انکی دونوں ساری ہے۔ تو اس شخص کا صلح میں ملتا ہے۔ لیکن اگر غصہ کی طرف سے کہے کہ میں ہزاروں آدمیوں پر صلح کرتا ہوں اور انکی پیروی کرتے تو اس صورت میں صلح موقوف ہوئی۔ اگر مدنی غیہ میں کو جائز نہ کہ تو جائز ہوگی اور نہ جائز نہ رہی۔ لہذا العاصی ہوا و هو الغاصبی لا لازمیہ لہ علی المظلول فلا یفد تصرّفہ علیہ۔

لحم حنظل - قندار الحرنج -

فَعَلَّ: قَدْ بَيَّنَّاهُمَا صَالِحَ أَخْلُقْنَا عَنْ نَصِيْبِهِ عَلَى تَوْبٍ بِشَرِيكِهِ اَنْ يَنْبَغِ الْمُتَلَوْنِ بِبَضْعِهِ
(اصل) قرض ہے وہی شریک کا حصہ کر لی اس میں سے ایک نے اپنے حصہ سے کپڑے پر تو دوسرے شریک مطالبہ کرے تو قرض سے نفع اُترے گا
اَوْ يَأْخُذَ بِبَضْفِ التَّوْبِ مِنْ شَرِيكِهِ اِلَّا اَنْ يَضْحَنَ رُبْعَ الَّذِيْنَ وَلَوْ قَبْضَ نَصِيْبِهِ شَرْكَهُ فِيهِ
اپنے حصہ سے کپڑے پر تو اگر ایک شریک نے اپنے حصہ سے کپڑے پر تو دوسرے شریک مطالبہ کرے تو قرض سے نفع اُترے گا
وَرَجَعَا بِاِلٰى عَلَى الْغَرِيْمِ وَلَوْ اشْتَرَى بِبَضْفِهِ شَيْئًا ضَمَّهٖ رُبْعَ الَّذِيْنَ
اور اے میں کے بانی قرض سے اگر غریب کی چیز سے حصہ کرے تو دوسرے شریک مطالبہ کرے تو قرض سے نفع اُترے گا۔

دین مشترک کا بیان

تشریح الفقہ قولہ و دین الخ دین مشترک اس کو کہتے ہیں جو جب مقدار کے ذریعہ واجب ہو جیسے اس بیع کا حق جس کی قطعیت معلوم
واحد ہوئی ہو یا وہ دین جو آدمیوں کا سموت ہو یا عین معجلہ مشترک کی قیمت ہو اس کا حکم ہے کہ جب ایک شریک دین مشترک
سے کچھ حصہ لے لے تو دوسرے شریک کو اختیار دیتا ہے چاہے وہ اس اصول کو دوسرے شریک سے چاہے اور چاہے اس دین سے
اپنے حصہ کا مطالبہ کرے تو اگر ایک شریک نے اپنے حصہ کی طرف سے کسی کپڑے پر صلح کر لی تو دوسرے شریک کو اختیار دیتا ہے چاہے وہ اس
کپڑے سے چاہے کسی دین سے یا حصہ طلب کرے لیکن اگر شریک مصالح اس کے لئے چھوڑ دین کا خاصاں ہو جائے تو پھر دوسرے شریک
کا کپڑا جس میں باقی نہ رہے گا اور اگر شریک میں سے کسی ایک نے اپنا حصہ دین سے واپس کر لیا تو دوسرے شریک اس اصول کو دین میں
شریک ہو جائے گا اور باقی تمام دین کا مطالبہ وہ دوسرے شریک دین سے فرمائے گا اور اگر ایک شریک نے اپنے حصہ کے عوض دین سے
کوئی چیز خرید لی تو دوسرے شریک اس سے دین کا دین کا دین لے چاہے اصل دین کا مطالبہ کرے کیونکہ اس کا حق دین سے لے کر باقی ہے۔

وَيُظَلُّ صَالِحُ أَخِيهِ دِنِي السَّلَامِ مِنْ نَصِيْبِهِ عَلَى مَا دَفَعَهُ وَإِنْ أَخْرَجْتَ الْوَرْدَةَ أَخْلَقْنَا عَنْ غَرْضٍ أَوْ عَقْدٍ بَعَالٍ
بِأَمْرِ سَلَامِ الْوَلَدِ فِي سَائِرِ الْأَنْبَاءِ فِي الْأَمْرِ وَالْأَمْرِ فِي الْأَمْرِ وَالْأَمْرِ فِي الْأَمْرِ وَالْأَمْرِ فِي الْأَمْرِ وَالْأَمْرِ فِي الْأَمْرِ
اَوْ عَنْ ذَنْبٍ بِبَضْفِهِ أَوْ بِالْمَكْسُ صَالِحٌ أَوْ كَثُرَ وَعَنْ تَقْلِيْدٍ وَغَيْرِهِمَا بِأَخِيْدِ النَّقْدِ لَا مَانَهُ يَنْبَغِي الْمَنْعُطِ
پاس سے سے یا چاہے نہ کر یا اس کے برعکس تو چاہے جو غرض کہ وہ یا زائد اگر نکال دین وغیرہ سے وہ یا چاہے نہ کر یا اس کے برعکس تو چاہے
أَخْضَرَ مِنْ خَطْبِهِ جَنَّةً وَلَوْ فِي الشَّرْكَهٖ ذَوْنٌ عَلَى النَّاسِ فَأَخْرَجُوا خُفُوَ الَّذِيْنَ لِيَكُوْنُ الذَّنْبُ لَهُمْ يَنْظُرُ
عوض زیادہ اس کے وراثت کے حصہ سے اگر ترکہ میں قرض ہو تو اس پر اور دوسرے کو طبعہ کر دیں اس پر کہ قرض ہو یا نہ ہو تو اس سے
وَإِنْ شَرَطُوا اَنْ يَتَرَاءَ الْغَرَامَةُ جَنَّةً صَالِحٌ وَلَوْ عَلَى الْغَنِيِّ ذَوْنٌ فَجَبَّطَ يَنْظُرُ الْمَطْلُوعِ وَالْفَنَسَةِ
اور اگر وہ شرط کر لیں کہ وہ یا زائد اگر نکال دین وغیرہ سے وہ یا چاہے نہ کر یا اس کے برعکس تو چاہے جو غرض کہ وہ یا زائد اگر نکال دین وغیرہ سے وہ یا چاہے نہ کر یا اس کے برعکس تو چاہے

تشریح الفقہ قولہ و يظلل الخ وہ دینوں سے کسی ایک شریکوں میں عقد مسلمہ کیا اور ایک سودی دین اس ذیل میں ملے پائے اور ہر ایک نے
اپنے اپنے حصہ کے پچاس پچاس دین دیے۔ اس کے بعد ایک بطلان کے لئے نصف کر کے دے دیں پچاس دین دیے۔ ہر ایک نے
سے صلح کر لی اور دوسرے دین لے لئے تو طرفین کے درمیان ایک صلح ہو جائے گی۔ اس طرح صرف کے درمیان ایک صلح ہو جائے گی کہ ہر ایک نے اپنے خاص حق میں

فَرَلَدَتْ وَلَدًا مُسَادِيًّا أَلْفًا فَادْعَاهُ مُوسِيًّا فَتَلَعَتْ لَبْمَةً أَلْفًا وَخَمْسَ جَانِبَةٍ
اس نے بچہ بنا دیا ہزار کے برابر تھا ہر مضارب نے اس کا دعویٰ کیا تو تھری میں اور پونہی بچہ کی قیمت ڈیڑھ ہزار
منفی بڑھت اُمال لبی ألف وزنجه أو اغتطفه فلان قبض الألف ضمن الضمعي
تو کہنے پر چار ہزار کے لئے سا ہزار یا آزاد کر دے اس کو اب اُمال میں اگر کہنے لے اب اُمال نے بچہ سے ہزار تو اُمال میں ہر ہزار مضارب

تفصیل ادا کام مضاربت

تشریح الفقہ۔ قولہ وکل شرط الخ اگر عقد مضاربیت میں کوئی موجب چہالت نفع شرط لگا لے گی مثلاً رب المال نے مضارب سے
بغیر نفع خرید کیا کہ جسے لے نصف نفع ہے یا مثلاً کوئی ایسی شرط لگا لے گی جو تمام شرکت ہو مثلاً کسی ایک کیسے معین وراہم کی شرط کر لیا
تو ایسی شرطوں سے عقد مضاربیت فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ مضاربیت میں نفع مستحق علیہ ہوتا ہے اور جہالت مستحق علیہ مفید عقد ہوتی ہے
اور اگر کوئی ایسی شرط لگا لے گی جو موجب چہالت نفع اور موجب تعلق شرکت نہ ہو جیسے مضارب پر لے لے اور نقصان کی شرط کرے تو ایسی شرط سے
عقد فاسد نہیں ہوتا بلکہ خود وہ شرط باطل ہو جاتی ہے جیسے وکالت اور عقد بیعہ کی شرط فاسد سے فاسد نہیں ہوتے۔

قولہ وبيع الخ یہاں سے اس امور کا بیان ہے جو مضارب کے لئے جائز ہیں مگر عقد مضاربیت کی مکان و زمان اور تصرف
خاص کیساتھ تنقید ہو چکے مطلق ہو تو مضارب کیلئے وہ تمام امور جائز ہیں جو تجارت کے یہاں مستاد ہوں جیسے انچورہ، عجمی اور دھاریہ و فروخت
کرنا (مگر غلام کے نزدیک بلا اجازت اور عداوتیں بیچ کرنا) مکمل بنانا سفر کرنا، بطریق بیعت مال دینا کسی کے پاس مال اور بیعت رکھنا
گروہی لینا گروہی رکھنا کر اس پر بیع کرنا یا دینا وغیرہ کیونکہ یہ سب امور رب مال کو اس کے یہاں مستاد ہیں اور تجارت کے سلسلہ میں ان
کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ اس میں مضاربیت سے خرید کر دہ غلام یا باندی کا نکال نہیں کر سکتا کیونکہ وہ تو تمام مالک افعال تجارت سے
نہیں ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کو مال مضاربیت پر دے سکتا ہے۔ لہذا یہ کہ رب المال کی طرف سے اس کی اجازت ہو یا اس نے کہہ دیا ہو کہ
اپنی رائے کے موافق کام کرنا یا نہ کرنا رب المال نے تجارت کے لئے کوئی خاص شرط یا کوئی خاص سالام یا کوئی خاص وقت یا کوئی خاص آدمی
معین کر دیا ہو جس کے ساتھ وہ معاملہ کرے تو مضارب کیلئے اس کے خلاف کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ مضارب جو مال میں تصرف کرنے کا
مالک ہوتا ہے وہ اب اس مال کی تصرف سے ہوتا ہے۔ اور رب المال نے تو بعض کو مورد ذکر کر دیا تھا خاص کیا ہے جو مذکورہ سے خارج نہیں
کیونکہ تجارت اختلاف ملکہ وائحدہ اور اختلاف اوقات و اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے مضارب کو اس کی خصوصیت کے
تلافی کرنا جائز نہ ہوگا۔ لہذا شافعی فرماتے ہیں کہ اگر رب المال نے اس چیز میں کسی تمین کر لی تو مضاربیت اس کی صحیح نہ ہوگی۔

قولہ ولم يشتر الخ اگر کوئی غلام رب المال کا ذمی و حر خرید ہو یا اس نے قسم کھائی ہو کہ اگر میں غلام غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے تو
مضارب کے لئے ایسے غلام خریدنا جائز نہیں۔ کیونکہ عقد مضاربیت تحصیل منفعت کیلئے ہے اور تحصیل منفعت اسی وقت ہو سکتی ہے جب وہ
چارہ دے تصرف ہو۔ اور غلام مذکور کی خرید میں یہ چیز مستحق نہیں۔ کیونکہ وہ رب المال کا حصہ آزاد ہو جائے گا (انام صاحب کے نزدیک غلام
صاحب اس کا حصہ بن جائے گا۔ کیونکہ وہ صاحب کے نزدیک اس کی بیع جائز نہیں مگر یہ اس وقت ہے جب مال مضاربیت میں غلام ظاہر
ہو۔ اگر غلام ظاہر نہ ہو تو غلام مذکور کو مضاربیت کیلئے خریدنا درست ہے۔ ظہور نفع سے مراد یہ ہے کہ غلام کی قیمت اس مال میں
کیونکہ جب غلام کی قیمت اس مال کے برابر ہو یا اس سے کم ہوگی تو اس غلام میں مضارب کی ملک ظاہر نہ ہوگی بلکہ غلام اس مال کیساتھ
مشغول ہے۔ چنانچہ اگر اس مال مال اولیٰ یا بجز ہزار ہو چکر ہی ہزار ہو جائے اس کے بعد مضارب اس غلام کو خریدے جو اس پر آزاد ہو جائے اور

اس کی قیمت ایک ہزار بائیس سے کم ہو تو وہ اس پر آزاد رہتا ہے۔

قولہ فان طهر انتع محلی: جب وقت مضارب نے فراغت اور غلام مریضہ کو اس وقت تو اس کی قیمت میں اضافہ کے بارے میں فرمائی کہ جس میں اس کی قیمت بڑھ گئی تو فقیر اور مدعیہ بیت غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ وہ اپنے قرائن اور کام کے ہو گیا لیکن مضارب پر وہ مال کے حصہ کا حاکم نہیں نہ ہونا کیونکہ غلام کے وقت نہ مضارب کی کوئی شے ہو بلکہ یہاں فقیر اور مضارب قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے آزاد ہوا ہے۔ پس لغام مضارب مال کے حصہ کی قیمت میں معاوضہ کرتا ہے۔ لہذا مستحب و مایہ عندہ۔

قولہ معہ الف: الف مضارب کے پاس تھا لہذا غلام فقیر پر ایک جز ضرور نہ تھے۔ جس نے اس سے ایک جز ضرور ہم قیمت کیا دعویٰ کر دیا۔ اگر کسی کی جس سے ایک جز ہزار کی قیمت کا ہے اور مضارب نے مالہ مریضہ کی حالت میں اس پر ایک جز کا دعویٰ کیا ہے اور اس کی قیمت بڑھ کر ہو گئی تو مضارب کا دعویٰ سب نافذ ہوگا کیونکہ غلام ہونے کی وجہ سے مضارب کی ملک پائی گئی اور جب مضارب کا دعویٰ نافذ ہوا تو وہ بچہ اس کا فرزند ہو گیا۔ لہذا وہ فقیر اور مضارب آزاد ہو جائے گا اور مضارب پر وہ مال کے حصہ کا حاکم نہ ہوگا کیونکہ یہ مریضہ ملک و نسب کی وجہ سے لاپتہ ہو گئی جس میں مضارب کے فعل کو دخل نہیں۔ ہاں وہ مال کو اختیار ہوگا چاہے وہ اس بچہ سے مراد ہے یا نہ ہو۔ ہم میں معاوضہ کرنا یعنی ایک ہزار اس مال کی بابت ہر مال حاکم کو شرط کی بابت لایا ہے اسے آزاد کرانے۔ پھر جب وہ مال بڑھ کر اسے جز ضرور ہم وصول کر دے گا تو وہ مضارب سے باقی کی قیمت کے پانچواں جز وصول کرے۔ مریضہ غلام کی

فَإِنْ خَضِرَ الْمُضَارِبُ بِلَا بَأْنٍ قَمْ يَضَعُ مَالَهُ يَفْعَلُ الثَّانِي فَإِنْ ذَفَعَ بِأَدْنَى الْبَاطِلِ وَقَبِلَ لَهُ
 كَرِهُتَابِ لَمْ يَصْرَفْ كَرِهُتَابِ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ لَمْ يَصْرَفْ
 مَلَاوَزِي أَفْ قَبِلْنَا بَعْضَانِ فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ وَاللَّائِي الْمُسَلَّمُ وَاللَّائِي النِّصْفُ
 کہ جو کچھ غلام نے اسے اور ہم میں تھا نصف ہے تو مالک کے لئے نصف ہوگا اور مضارب اول کہے علی اور مضارب ثانی کہے ثانی
 وَلَوْ قَبِلَ لَهُ مَلَاوَزِي أَفْ قَبِلْنَا بَعْضَانِ فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ وَاللَّائِي بَيْنَ الْعَالِكِ وَاللَّائِي
 اور اگر کہہ لیا ہو اس سے کہ جو کچھ تھا جو کہ وہ ہم میں تھا نصف نصف ہے تو مضارب ہائی کہے ثانی ہوگا اور باقی مالک اور مضارب اول کے
 نِصْفَانِ وَلَوْ قَبِلَ لَهُ مَلَاوَزِي أَفْ قَبِلْنَا بَعْضَانِ وَذَفَعَ بِالنِّصْفِ فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ
 اور میان آدھوں آدھوں ہوگا اگر کہہ لیا کہ جو کچھ تھا وہ ہم میں تھا نصف ہے اور باقی اس نے نصف ہے تو باقی اس نے نصف ہوگا
 وَاسْتَوَى فِيمَا بَيْنِي وَلَوْ قَبِلَ لَهُ مَلَاوَزِي أَفْ قَبِلْنَا بَعْضَانِ فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ وَاللَّائِي بَيْنَ الْعَالِكِ وَاللَّائِي
 اور باقی میں دونوں برابر ہوں گے اور اگر کہہ لیا کہ جو کچھ تھا وہ ہم میں تھا نصف نصف ہے اور باقی اس نے نصف ہے
 فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ وَاللَّائِي النِّصْفُ وَلَا شَيْءَ لِلْأَوَّلِ وَلَوْ غَرَضَ لِلثَّانِي فَلِلْمَالِكِ النِّصْفُ
 تو مالک کہے نصف ہوگا اور اس کے لئے نصف اور ہمیں ہوگا مضارب اول کے لئے اور شرط کی مال کے لئے اور باقی اس نے نصف ہوگا اور
 لِلثَّانِي مَسْأَلَةٌ وَإِنْ شَرَطَ لِلْمَالِكِ ثَلَاثَةَ وَلِعَبِدَ ثَلَاثَةَ عَلَيَّ أَنْ يَفْعَلَ مَعَهُ
 مال کے لئے مجھے کچھ کا شرط نہ کی مالک کے لئے تین کی اس شرط پر کہ وہ بھی کام کرے اس کے ساتھ
 وَيَنْفَعُهُ ثَلَاثَةَ خِصْمٍ وَيَنْظِلُ بِمَوْتٍ أَخِيهِمَا - أَوْ يُلْعَقُ الْعَالِكِ مَوْتًا وَيَنْفَعُهُ بَعْضُهُ
 اور اسے لئے تھائی کی کوئی ہے یا اس پر ہائی ہے کہ ایک کے لئے یا تھائی کے اور اگر کہہ لیا کہ جو کچھ تھا وہ ہم میں تھا نصف نصف ہے اور باقی اس نے نصف ہوگا اور

وَإِنْ عَلِمَ وَإِنْ عَلِمَ وَالضَّامُّ مَعْرُوضٌ بِأَعْيُنِهَا ثُمَّ لَا يَنْصَرِفُ فِي ثَلَاثِهَا.
 گرد چرخ سے اگر کسی کو معلوم ہو جائے اگر معلوم ہو اس حال میں کیا اس میں سے تو اس کو فروغت کر دے پھر اس کے ضمن میں تعریف نہ کرے۔

آفریقہ گفت: قرآن صواب الخ مضارب سے رب المال کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو مضاربیت پر مال دینا یا تو مضارب اول پر صرف مال دینے سے ضمان عائد نہ ہوگا۔ جب تک کہ مضارب مالی نکل تجارت نہ کرے تو وہ مضارب اپنی کوٹھن حاصل ہو یا نہ ہو کا ہر اثر نہ ایسا ہیکی ہے اور یہی صاحبین کا قائل ہے (قبیل وہ بعض) کہ صاحب سے حسن کی روایت ہے کہ جب تک مضارب جتنی کو بیع حاصل نہ ہو اس وقت تک مضارب اول پر ضمان نہ آئے گا۔ امام زہری کے نزدیک صرف مال دینے ہی سے ضمان لازم ہو جائے گا۔ خواہ مضارب جتنی عمل کرے یا نہ کرے۔ یہ ایک روایت امام ابو یوسف سے بھی ہے اور ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ کیونکہ مضارب کو بطریق ذریعہ مال دینے کا حق ہے نہ کہ بطریق مضاربیت صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ مضارب کا مال دینا درحقیقت اجراء ہے۔ مضاربیت کے لئے قودہ اس وقت ہوگا جب مضارب مالی کی طرف سے غش پائی جائے گا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ دفع مال کل اصل ایضاً ہے اور بعد از کل البطلان اور مضارب کیلئے دخول طرح دینے کا حق ہے۔ جس نہ یہ اس سے خصا من ہوگا اور نہ جس نہ سے بلکہ جب مضارب مالی کو دفع حاصل ہوگا اس وقت خصا من ہوگا۔ کیونکہ اب مال میں مضارب مالی کی شرکت ثابت ہوگئی۔

قرآن طبع الخ مضارب نے رب المال کی اجازت سے دوسرے شخص کو مضاربیت بانٹتے ہوئے دیا جبکہ رب المال نے مضارب کو ملے ہوئے رقم کا نصف حصہ لے گا وہ ۱۰ مارے درمیان نصف نصف ہوگا تو رب المال کو اس کی شرط کے بموجب کل نفع کا نصف ملے گا اور مضارب ملے گا ایک ٹکٹ کیونکہ مضارب مال نے اس کے لئے کل نفع کا ایک ٹکٹ ہی مقرر کیا تھا اب باقی رہا ایک سدر دو مضارب مال کو ملے گا مثلاً مضارب مالی کو چھ ہریم کا نفع ہو تو تین ہریم رب المال کو ملیں گے اور دو مضارب مالی کو ہر ایک مضارب مال کو۔
قرآن طبع الخ اور اگر رب المال نے بوقت مضاربیت اول یہ کہا ہو کہ تجھ کو جو نفع ہوگا سو چار سے دو میں نصف نصف ہوگا اور باقی مسئلہ علی حالہ ہو تو مضارب مالی کو ایک ٹکٹ ملے گا اور باقی دو ٹکٹ مضارب اول اور رب المال کے درمیان نصف نصف تقسیم ہوں گے
یہیں اسی صورت میں تینوں کو دو ہریم ملیں گے کہ ٹکٹ یہاں رب المال نے اپنے لئے نفع کی اس مقدمہ کا نصف مقرر کیا ہے جو مضارب اول کو حاصل ہوا وہ یہاں دو ٹکٹ ہے۔ لہذا رب المال کو اس کا نصف یعنی ایک ٹکٹ ملے گا بخلاف پہلے مسئلے کے کہ اس میں رب المال نے اپنے لئے کل نفع کا نصف مقرر کیا تھا۔

فولہ و لو قيل له عاوبحت النخ اور انہر رب المائل نے مضارب سے یہ کیا کہ تو جنت حاصل کرے ورنہ تیرے درمیان نصف نصف ہے اور مضارب اول نے مضارب ثانی کو مضاربیت باصف پر مائل دیا تو مضارب ثانی کو اس کی شرط کے بموجب نصف طے گا اور باقی نصف میں رب المائل اور مضارب اول دونوں پر ہر شریک ہوں گے یعنی ایک رب المائل کا ہوگا اور ایک و بضع مضارب اول کا نہیں مضارب ثانی کا نہیں و درہم میں گئے اور رب المائل اور مضارب اول کو بیڑہ بیڑہ اور اگر رب المائل نے مضارب اول سے یہ کیا ہو کہ جو کچھ ہندو گے گا اس کا نصف میرا ہے اور مسئلہ حل حال ہو تو نصف مضارب اول کا ہوگا اور نصف مضارب ثانی کا اور مضارب اول کو کچھ ہندو نے کیا کیونکہ اس نے نصف مضارب ثانی کو دیا اور اگر مضارب اول نے مضارب ثانی کے لئے نفع کے روٹ لٹ کی شرط کر لی تو مضارب اول مضارب ثانی کو نفع کا ایک سدر اسے پاس سے دیکھا کیونکہ کل نفع کا نصف رب المائل کا ہوا اور مضارب ثانی کل نفع کے روٹ لٹ کا منتفی ہے تو اس کے حصہ میں جو سدر کی گئی ہو نفع ہوئی اور مضارب اول اسے پاس سے چوری کر گیا۔

(۱) ان اشترى العلم بكون اشترى العلم فكذلك اشترى العلم بخلق الخلق (۲) لا شك في من يشترى العلم بكون العلم بكون العلم

(۳) ابن المزیل انما لم یصل شهره، و معرفته راس المال بولده انه قصت جث صانعة المتعلی المزمل ۱۲ ای-

فَقُلْ: وَلَا تَقْسُدُوا الْمَغْضَرُونَ بِذَلِّحِ: الْمَالِ إِلَى الْمَالِكِ بِضَاعَةٍ فَإِنْ سَفَرُوا لَطَعْنَاهُ وَبَشْرَاهُ وَبِكَمُولَتِهِ وَبِزَكْوَتِهِ
(العلل) کا معنی یہ ہے کہ مال دینے سے مالک کو بطریق جنسیت اگر مضارب سفر کرے تو اس کا کھانا پینا اور سوار ہونا
ہی خالی المغضربانہ و ان غمیل لی انصبر فَنَقُصُّهُ لِي غَالِبِهِ كَالَّذِينَ فَإِنْ رَزَحَ أَخَذَ الْمَالُكَ مَا أَتَقَى
مال مضارب سے ہو گا اور اگر کام کرے شہر میں تو اس کا خرچہ ای کے مال سے ہو گا جیسے وہ انصار اگر ملے ہوئے ہے مالک وہ حج اس نے خرچ
مِنْ زَائِرِ الْمَالِ فَإِنَّ نَاعَ الْمَتَاعِ مُوَاجَهَةً خَصِبَ مَا لَقِيَ عَلَى الْفَتَاخِ لَا عَلَى نَفْسِهِ
کیسے اس مال سے اگر پہلے یہ مال سے خرچہ کیا تو حساب میں لگے اس کو جو خرچہ کیا ہے وہاں پر نہ کہ اپنی ذات پر۔

مصارف مضارب کے احکام

تشریح الفقہ: قَوْلُهُ وَلَا تَقْسُدُوا: مضارب کل مال مضاربیت یا بعض مال مضاربیت رب المال کو بطور بضاعت دینے سے تو
ہمارے اندر غلبہ کے نزدیک اس سے مقدم مضارب قاسم نہیں ہوتا۔ اما سفر کے نزدیک ذمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ رب مال اپنے مال
میں بذات خود مصروف ہو جائے وہ اس میں ہو کل نہیں ہو سکتا تو گویا اس کی مضارب سے اپنے مال و اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ مضارب اور
مال کے درمیان جھگڑا مہم ہو چکا۔ اور مضارب تصرف کا مقدار جو مہماتو رب مال اس کی طرف سے وکل ہو سکتا ہے اور بطریق بضاعت اس
دینے تو کل ہی ہے۔

قَوْلُهُ فَإِنْ سَفَرُوا: الخ جب مضارب ہرے تجارت سفر کرے تو کھانا، پینا، لباس و جو شاک ہو ساری خرچ کا کل اپنے من و خادم
تمام مطلق کی اجرت خراج اعلیٰ تمام ضروریات مال مضاربیت سے چھٹی کرے گا لیکن دستور کے مطابق فضول خرچی جائز نہ ہوگی۔ اور اگر
مضارب اپنے شہر میں رہے کہ سفر کرے (قوله وافرہا کی جائے پیدائش ہو جائے) قاسم (تو وہ اور وہ علاقہ جو چاہے اس کا ذاتی
خرچہ بھی خود ہی کے مال سے ہو گا نہ کہ مال مضارب سے ہے بلکہ مضارب کو جو مال حاصل ہو گا اس سے رب مال بقدر سفر خرچہ کرے گا۔
تا کہ اس مال مال پورا ہو جائے اور جو باقی رہے وہ اس میں تقسیم کر لیں۔

تنبیہ: یہاں سفر سے مراد سفر شرعی نہیں بلکہ جب مضارب شہر سے آتی اور کل جائے کہ رات میں اپنے گھر آئے تو اس کا حکم سفر
کا ہے۔ اور اگر شب میں گھر آئے تو اس کا حکم شہر کے بازاروں کا ہے۔

قَوْلُهُ فَإِنْ جَاعَ الْخَبْرُ: الخ اگر مضارب مال مضاربیت میں سے کوئی چیز سرایت کر دے تو کچھ اس چیز پر صرف ہے، جیسے
بار، داری، دال، دھوپ، دیگر وغیرہ کی اجرت نہ صرف اس کو کل لاکھ یا ساٹھ لاکھ اور کہے کہ۔ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے۔ اور جو
لیکھا ہے اپنی ذات پر صرف کیا ہے اس کو شامل نہ کرے۔ لان المعروف جود بالحق الاول دون الثاني۔

وَلَوْ قَسَدَ أَوْ حَقَّنَهُ بِغَلَبِهِ وَقِيلَ لَهُ الْغَمْلُ بِوَابِكَ فَهُوَ مُنْطَرَجٌ وَإِنْ حَبِطَ أَخْضَرُ
تَمْرٌ أَوْ حَبْلٌ أَوْ بَابٌ: الخ مال سے لے کر کیا یا تھا اس سے کہ اپنی دانے کے مطابق کرے وہ احسان لکھو ہوگا اور اگر لکھا یا اس کو سرخ
فَهُوَ ضَرْبٌ بَعْدَ زَادِ الضَّمِّ فِيهِ وَلَا يَضْمُنُ نَفْعَ أَلْفٍ بِالصَّفِّ فَالْضَّرِي بِهِ بَرًّا
وَأَوْ شَرًّا ہو گا نہ کہ جو بدعتی ہے قوت رکھتے سے اور خاک نہ ہوگا مضارب بصفت کے پاس ہزار میں اس نے اس سے پڑا خرچہ کر
وَبَاغَةُ سَائِفِينَ وَاشْتَرَى بَعْدًا غَبِيًّا لَصَافًا غَرَمًا أَلْفًا وَالْمَالُكَ أَلْفًا

وہ ہزار میں چار اور وہ اس سے غلام خریدے اور وہ ہزار میں دو گئے تو مالک اور مضارب دونوں ایک ہزار میں اور وہ ایک ہزار اور وہ
 وَزَنَعَ الْقَبْدَ لِلْمُضَارِبِ وَبَاقِيَهُ عَلَى الْمُضَارِبَةِ وَوَأَصَّ الْمَالِ الْفَقِيرَ وَخَسْبَ الْغَنَى عَلَى الْفَقِيرِ
 اب چوتھائی غلام مضارب کا ہوگا اور باقی مضارب پر رہے گا اور وہ مال اور حال ہزار ہوگا اور مروت کرے گا اور ہزار پر
 وَإِنْ اشْتَرَى مِنَ الْمَالِكِ بِالْقَبْدِ عِلْدًا بِشَرْطِ أَنْ يَبْذُلَهُ مَعَهُ أَلْفَ بِالنِّصْفِ
 اگر خریدے مالک سے ہزار میں غلام جو مالک نے باقی سونے خریدے تو مروت کرے باقی سو پر مضارب بھصہ کے پاس ہزار میں
 فَاشْتَرَى بِهِ عِلْدًا وَنَمَتَهُ الْفَقِيرَ لِقَوْلِهِ لَوْ تَبَاعَدَ الْفَقِيرُ عَلَى الْمَالِكِ وَزَنَعَ الْقَبْدَ عَلَى الْمُضَارِبِ
 اس نے اس سے غلام خریدے اس میں قیست وہ ہزار ہے غلام نے کسی کو اسے اشتراک کیا تو اس میں چوتھائی نہ مالک پر ہوگا اور ایک چوتھائی مضارب پر
 وَالْعَبْدُ يَنْعَلِمُ الْمَالِكُ نَفْلَهُ أَجَلًا وَالْمُضَارِبُ يَوْمًا مَعَهُ أَلْفَ فَاشْتَرَى بِهِ عِلْدًا فَهَلْكَ النَّسْنُ قُلْتُ الْقَبْدُ
 اور غلام نہ مروت کرے گا، لہذا جس دن اور مضارب کی ایک دن مضارب کے پاس ہزار میں ہیں جس خریدے اس سے غلام اور مالک ہر ایک میں سونے مالک سے پہلے
 فَفَعَلَ الْمَالِكُ أَتَمًّا آخَرَ ثُمَّ وَفَّاهُ وَزَكَرَ الْمَالِ جَمِيعُ مَذْلُوعٍ مَعَهُ الْفَقِيرُ
 تو مالک ایک ہزار اور اگر پھر ایک سو چار دے اور اس مالک وہ کسی دن ہوگی جو اس نے دی ہے مضارب کے پاس دو ہزار ہیں
 فَقَالَ ذَلِكُمْ بَلَى أَلْفًا وَزَكَرْتُ الْفَقِيرَ وَقَالَ الْمَالِكُ ذَلِكُمْ الْفَقِيرُ فَالْفَقْرُ لِلْمُضَارِبِ
 وہ کہتا ہے کہ ایک ہزار تو رہے دیے تھے اور ایک ہزار کا مجھے معہ ہوا ہے مالک کہتا ہے کہ دو ہزار رہے تھے تو قول مضارب کا مستحق ہوگا۔

تشریح فقہ: قولہ ولو قصود الخ رب الدال نے مضارب سے کہا کہ تو اپنی مروت پر کے موافق کام کر۔ مضارب نے مال
 مضارب سے کوئی سدان خریدے اور اس کا مروت اپنے پاس سے دیا یہ مثلاً کپڑے کی دھالی یا دھنی ساہن کی دھالی تو مضارب کا یہ سلوک
 اپنی طرف سے ہوگا اور یہ مروت مالک سے ہے نہ کہ وہ خود ہوگا اور اگر مضارب نے مال مضارب سے سفید حقن خریدے اس کا یہ پاس سے وہم
 دیکھ سرفراں کیا تو تنگ کی وجہ سے جو قیست پر مسمیٰ مضارب اس میں شریک ہوگا اور مالک کیلئے سفید حقن کی قیست کا وہ مردار ہوگا۔
 کیونکہ مالک سے اس کو اس کی مروت یعنی پیر کا مروت کرنے کا اجازت دینی تھی۔

مَعَهُ أَلْفَ فَقَالَ هُوَ مُضَارِبَةٌ بِالنِّصْفِ وَقَدْ وَفَّاهُ أَلْفًا وَالْمَالِكُ بِنِصْفِهِ فَالْفَقْرُ لِلْمَالِكِ
 مضارب کے پاس ہزار ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ مضارب بھصہ کے ہیں اور ہزار کا نصف ہوا ہے مالک کہتا ہے کہ پیر یا قیست کے ہیں تو حقن مالک کا مستحق ہوگا

فَوَافَقَهُ مَعَهُ أَلْفَ بِالنِّصْفِ الخ صنعت کے مضارب نے مضاربیت کے ایک ہزار وہم سے کپڑے کے حقن خریدے مرد ہزار میں
 فروخت کئے پیر ۱۰ ہزار اس ایک غلام خریدے یا اس کا غلام کی قیست نہیں دے پایا تھا کہ وہ ہزار وہم ملاک ہو گئے۔ تو مضارب بھصہ
 نقل یعنی دو ہزار کی چوتھائی (پانچ سو وہم) کا وہم دیا اور وہ باقی چوتھائی دھنی دھنی دھنی (دو ہزار) کا مروت مالک پر ہوگا۔ اس
 واسطے کہ جب کپڑا فروخت کرنے کے بعد وہ مالک ہزار سے دو ہزار ہو گیا تو مال میں ایک ہزار کا نصف ظاہر ہوا اور وہ دونوں میں نصف نصف
 ہو گیا تو مضارب کے پاس اس میں سے پانچ سو وہم پہنچے اس کے بعد جب دو ہزار کا تمام خریدے تو وہ دونوں میں مشترک ہو گیا۔ یعنی
 چوتھائی غلام مضارب کا ہو اور تین چوتھائی مالک کی ہوگی۔ پھر اور تنگی حقن سے نقل دو ہزار ملاک ہو گئے تو تان دونوں پر مقدار ملک
 ہوگا۔ پس ایک ربع یعنی پانچ سو وہم مضارب پر پڑیں گے۔ اور باقی ڈیڑھ ہزار۔ کب پر سب چوتھائی غلام جو مضارب کا ملک ہوگا ہے وہ

مضارب سے خارج ہو جائے گا۔ اور باقی مضارب پر رہے گا۔ مضارب کا حصہ مضارب سے اس لئے خارج ہوا کہ وہ مضمون سے اور مال مضارب الیٰت ہے۔ ورنہ دونوں میں منکات ہے لہذا مضارب کا حصہ خارج ہو جائے گا۔ پھر اس المال کا حقیقی ہزار ہوگا۔ کیونکہ ایک ہزار مال نے لاکھ دے دیے تھے جس سے مضارب نے ٹیکڑا خریدا تھا۔ لہذا ہزار مال کے دے دیے تو کل اس المال کا حقیقی ہزار ہوا۔ لیکن اگر مضارب اس غلام کو بطور مرہمت فروخت کرے، چاہے تو وہ مرہمت دو ہزار کی پر کرے یہ نہ کہے کہ مجھے اور حقیقی ہزار میں بڑا ہے۔ کیونکہ غلام دو ہزار ہی میں خریدا ہے۔

قوله وان اشترى البیع مضارب نے رب المال سے ایک ہزار میں ایک غلام خریدا جو رب المال نے پانچ سو میں خریدا تھا تو اگر مضارب نے ایک ہزار میں خریدا ہے لیکن وہ مرہمت صرف پانچ سو پر کرے۔ کیونکہ مالک کا مضارب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے جیسے اپنے ہاتھ فروخت کر دیا کیونکہ مضارب اس کا مکمل ہے اس لئے انکی بیع کا اشتہار نہ ہوگا۔

قوله مع البیع نصف منفعت کے مضارب نے مضارب کے ایک ہزار درہمنوں سے ایسا غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہے اور غلام نے کسی قسم کو خط و کتابت نہ کیا تو وہ بقرہ بیک ہوگا یعنی ایک چوتھائی مضارب پر اور تین چوتھائیاں رب المال پر کیونکہ رب المال ایک ہزار تھا۔ اور غلام فی البیت دو ہزار کا ہے تو نصف قطع یعنی پانچ سو درہم مضارب کے حصہ سے اور بڑھ کر ہزار رب المال کے تو نصف بھی اتنی حساب سے واجب ہوگا۔ اب غلام تین دن رب المال کی خدمت کرے گا اور ایک دن مضارب کی۔ کیونکہ وہ مضارب سے خارج ہو چکا۔ مضارب کا حصہ تو اس لئے خارج ہو گیا کہ وہ مضمون ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ اور رب المال کا حصہ اس لئے خارج ہوا کہ حکم خاص: انقسام اندام انقسام وید کو متضمن ہے اور خدمت کی وجہ سے مضارب کی شے ہو جاتی ہے۔

محمد بن غفران

اس پر قبضہ کیا لہذا زید دونوں میں سے جس سے چاہے چھان لے لے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ میں کہوں (محمود) کے جسمین سے بغیر کسی ملک امن کے ہاتھ سے قبضہ کیا ہے۔

اس واسطے کہ سورع لاول صرف دو ہیئت حوالہ کرنے سے ضامن نہیں ہوتا۔ جب تک کہ وہ اس سے جدات ہو تو قبل از وفات نہ سورع کی طرف سے تعدی ہے نہ سورع المورع کی طرف سے ہاں جب وہ جد ہو جائے گا تب انکی طرف سے تعدی پائی جائے گی کیونکہ اس نے حفظ مہترم کو ترک کر دیا تو مالک اس سے ترک مفظ کے سبب سے ضمان کے لگا۔ بخلاف سورع المورع کے کہ اس کی جانب سے کوئی سوجب ضمان نہیں پایا گیا لہذا دودھ من نہ ہوگا۔

قوله معہ الف البیغ ایک شخص کے پاس ہزار درہم ہیں اس پر وہ آدمیوں نے دھڑکی بکرا دی ہر ایک نے لکھا کہ یہ ہزار درہم میرے ہیں میں نے اس کے پاس دو ہیئت رکھے ہیں تو ان دونوں کیلئے اس شخص سے قسم لی جائے گی کیونکہ دونوں کے دونوں میں صداقت کا احتمال ہے۔ سو اگر وہ قسم کھالے تب ان کے لئے کچھ نہ ہوگا کیونکہ بہت نہیں پائی گئی۔ اور اگر وہ دونوں کیلئے قسم کھائے تو وہ ہزار درہم دونوں کے قرار پائیں گے اور اس پر ایک ہزار درہم لازم واجب ہوئے جو دونوں آدمیوں کے درمیان انصاف و عدل ہوئے کیونکہ اس کا قسم نہ تھا نہ دونوں آدمیوں کا قرار ہوا لہذا دونوں کیلئے ایک ایک ہزار درہم لازم ہوئے اور اس نے کسی ایک کیلئے قسم کھائی تو وہ ہزار درہم اس دھڑکی کے ضمیر میں گئے۔ جس کیلئے اس سے قسم کھائی ہے۔ لوجود الحجة فی صفہ دون النضر۔

قوله ولو هلك الخ امر صادر ہے مستعیر کی زبان میں کہ بغیر شائع ہو جائے تو اس پر ایمان لازم نہ ہوگا امام مالک ثوری اور ابراہیم اسی کے قول میں اور یہی حضرت علی ابن مسعود حسن خلیفہ شعی عمر بن عبدالحزب (در معروضہ آیت مروی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ اگر وہ استدلال معقول سے ثابت ہوئی تو ضامن نہ ہوگا ورنہ ضامن ہوگا اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ تبارک و تعالیٰ نے ایک عاریت نامہ سے مطلقاً کہہ دیا تھا کہ یہ تو قابل بیعت نہ ہے۔ امام شافعی واضح فرماتے ہیں اور یہی قول حضرت ابن عباس ابو ہریرہؓ عطا اور ائمتہ کاتبین کی دلیل یہ حدیث ہے "لا اصابہ الخ من تمسک ولا من من خافک"

وقال عليه السلام "على انبذ ما اخذت حتى توبه" یہی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر کا قول ہے "العاریۃ مستزلۃ" اور دینۃ لاضمان فیہا "لا ینقض" اور نہ ہی علی سے مروی ہے "نہیں علمی صاحب العاریۃ ضمان"۔ لیکن مذکورہ بالا دونوں حدیثیں وہاں کا مقتضی و بموجب دیکھیں ہے۔ اس میں کوئی کلام نہیں تھا۔ آج تک میں نے کئی حدیثیں آیت کے تحت دیکھی ہیں۔ اور واجب ہو جو وہ آخر فارجمع الی المطولات۔

قوله ولو جو الخ عاریت کی چیز کا اجارہ نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ چارہ مولیٰ نہ دے گی بناچار۔ دوسرے امور سے اور اس اپنے اہل و عیال کو عین میں نہیں دیتی صاحب دیبانی نے اس میں اس کی کوئی تائید نہیں کی۔ لیکن یہاں تک کہ امام مالک کی عبارت کے بغیر دوسرے کو کب تک اس سے قطع نہ ہو۔

وما نك امر لا یملكه باء و امر و کیل مستعیر و موحر
رکو باء لبا غیہما و مصدوب و موئین ایضاً و قاض و مو
و مصدوب و مستضع و مزروع اذ لم یکن من عدد المذربلر
وما للمساقی ان یسقی غیرہ و ان اذن المولیٰ لا یس یسکو

قوله و یعبر الخ جو چیزیں اختلاف متحمل ہیں مختلف نہ ہوں ان کی چیزیں مستعیر دوسرے کو عاریت پر دے سکتا ہے۔ امام شافعی نے کہا کہ اس کی عبارت نہیں کرنا کہ ان کے نزدیک مذکور میں مضاف کی بابت ہوتی ہے۔ اور جس شخص کے لئے کوئی چیز مضاف کی گئی ہو اس کو دوسرے کے لئے مضاف کرنے کا حق نہیں۔ ہر ایک عاریت میں مضاف کی تمامیت ہوتی ہے۔ نیز امام شافعی نے شروع میں بیان کر رکھا ہے تو جب میرے مستعیر کو عاریت کے خارج کا مالک بنا دیا دوسرے کو کہہ سکتا ہے۔

فائدہ: عبارت اس میں اختلاف ہے کہ مستعیر دوسرے کو عاریت دے سکتا ہے یا نہیں۔ ایک جماعت کے نزدیک جس میں امام کوئی بھی چیز اس کی عاریت نہیں دے سکتا۔ امام شافعی نے اسی کو واضح کیا ہے لیکن مضاف عراقی پولیٹ ایکٹر محمد بن الفضل اور برہان اللہ وغیرہم کے نزدیک اس کی بھی عاریت ہے۔ نیز یہ دوسرا نیز ہے کہ اس پر کوئی ہے۔

قوله فلو قید ما الخ عاریت کی چار چیزیں ہیں مطلقہ جس میں مدت اور انتفاع دونوں مذکور نہ ہوں اس کا یہ حکم ہے کہ مستعیر جس طرح چاہے اور جب تک چاہے مذکورہ ماضی کر سکتا ہے (۱) متعینہ جس میں مدت مذکور ہو اور انتفاع مخصوص اس کا حکم یہ ہے کہ وقت معین سے تجاوز کرنا جائز نہیں (۲) جس میں مدت مذکور ہو اور انتفاع غیر مذکور اس کا حکم یہ ہے کہ انتفاع یہ ہے کہ مستعیر عین سے تجاوز کرنا جائز نہیں۔

قوله و عاریۃ الخ دراجع دو تائید اور کئی اور ذیلی اور مدعی اور بابت پر ویا قرض کے حکم میں ہے کہ کوک عاریہ میں مضاف کے تمامیت ہوتی ہے۔ اور انشاء مذکورہ سے انتفاع بلا حرج کہ میں نہیں سکتا۔ اس لئے ان انشاء میں عاریت معنی قرض ہوگی مگر یہ اس وقت سے جب عاریہ مطلقہ ہو۔ اور اگر اس کی جہت معین کر دی تو مشکوک کہ میں دوسرا اس لئے لے رہا ہوں تاکہ وہ اس کی رائے یا ضرورتوں کو مجھے ملے تب تو کہ معاملات کرنے لگیں تو اس صورت میں عاریت قرض کے حکم میں نہ ہوگی۔

وَالزَّوْءُ الزَّوْجَةُ فَلَوْ زَهَبَ لَمْ تَكُنْهَا زَجَعٌ وَبِالْعَكْسِ لَا وَالْقَائِلُ الْقَرَابَةُ
اور زاء سے مرد و زوجیت ہے یہی اگر ہیرا پھر اس سے نکاح کر لیا تو زوج کر سکتا ہے نہ کہ اس کے گھس میں اور کاف۔ مرد و قرابت ہے
فَلَوْ زَهَبَ لِيَدِي وَحَمٍ مَغْرُومٌ مِنْهُ لَا يَزْجَعُ فِيهَا وَالْهَاءُ الْهَلَاكُ فَلَوْ إِذْنَاهُ ضِدْقٌ وَأَنْتَ يَصْبَحُ الزَّوْجُوعُ
یہی اگر ہیرا اپنے ذی رحمہ کو زوج کر سکتا ہوں۔ ہا سے مرد و ہلاکت ہے یہی اگر ہوی کرے ہلاکت کا تو صدق کیا جاسکتا ہے اور جمع آئیں کہ
فَضْرَاجَتُهُمَا أَوْ سَكَمُ الْخَالِكِ فَإِنْ ثَلَبَتْ الْمَوْهُوبَةُ وَاسْتَحَقَّتْهَا مُسْتَحَقٌّ وَحَصْنُ الْمَوْهُوبِ لَهُ
رضاعہ کی یا حاکم کے غم سے ہے یہی اگر ہلاک ہوگئی موی ہوگی پھر اس کا مستحق کل آیا اور اس نے مویہ لے سے تادیب لیا
لَمْ يَزْجَعُ غَسِي الْوَاهِبِ بِمَا ضَمِنَ وَالْهَيْئَةُ بِشَرْطِ الْعَوَضِ هَبْ إِيذَاهُ فَيَسْخَرُكَ الْقَائِلُ فِي الْعَوَضِ وَتَنْظِلُ
تو وہ واپس ہے یا ان میں سے لے سکتا اور ہر عوض کی شرط پر ہوتا ہے ابتداء و کشرطہ کا قصد کرنا و ذی عوض پر اور اصل ہو جائیگا شرع سے
بِالْمَشْرِوعِ يَتَّبِعُ الْإِضَاءَةَ قَبْرُودَ بِالْعُيْبِ وَبِحَارِ الزَّوْجَةِ وَتَوْخُذُ بِالْمُشْغَفَةِ
اور بیج ہوتا ہے آخر کار میں واپس کیا جاسکتا ہے واپس اور غیار روئے کے سبب سے اور لیا جاسکتا ہے حق شفعہ سے۔

تشریح لفظ: فوله والزواء الخ ذات معرلات بہ واپس و مویہ کے درمیان حلقہ زوجیت کا ہوتا ہے۔ تو اگر کسی نے
احتمال صورت کو کوئی چیز ہیرا پھر اس سے نکاح کر لیا تو زوج کر سکتا ہے۔ کیونکہ بہ کے وقت زوجیت نہیں تھی اور اگر اپنی بیوی کو کوئی
چیز ہیرا پھر اس کو کچھ کر دیا تو زوج کر سکتا۔ قاف سے مرد و قرابت عریت ہے۔ یعنی لہی قرابت جس سے نکاح حرام
ہو جائے تو اگر بچہ کسی ذی رحمہ کو کوئی چیز ہیرا تو اس میں رجوع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "جب ہیرا
ذی رحمہ غم کے لئے ہو تو اس میں رجوع نہ کرے" ہا سے مراد شفیق مویہ۔ ہاں کے مصالح و مصلحا ہوا ہے کہ ہلاک
ہو جانے کی صورت میں بھی واپس رجوع نہیں کر سکتا۔ درہاکت مویہ کے سلسلہ میں مویہ کا قول مستبر ہوگا۔ یعنی اگر وہ یہ دعویٰ
کرے کہ وہ ضائع ہوگئی تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

فوله والهيئة بشرط العوض الخ ہمارے ائمہ کا کہنے کے نزدیک ابتداء و عقد کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور ایسا کے اعتبار سے بیچ
ہوتا ہے تو بہ ہونے کے لحاظ سے نصیب پر قصد کرنا شرط ہوگا۔ ہوا اگر مویہ متحمل اقسیمہ شفیق ہو اور شارع بہتو عوض بائیں ہوگا بیچ
ہونے کے لحاظ سے ہیرا مویہ سے اور خیاریہ کی بناء پر واپس کیا جائے گا۔ اس میں بیچ کے لئے حق شفعہ بھی ثابت ہوگا امام
ذکر ہوئے ائمہ کے نزدیک ابتداء و اعتبار سے بیچ ہے۔ کیونکہ ہیرا میں بیچ کے معنی ہوتے ہیں یعنی تسلیم یا عوض۔ اور مویہ میں
معانی ہی کا اعتبار ہوتا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں دونوں جہتیں ہیں۔ لفظ کے اعتبار سے بہ ہے اور معنی کے اعتبار سے بیچ تو
حق الامکان دونوں جہتوں پر عمل کیا جائے گا۔

فَصْلٌ: وَمَنْ زَهَبَ أَنْتَ إِلَّا حَمَلَهَا أَوْ عَلَى أَنْ يَزْجَعَهَا غَلْبَةً أَوْ يَغْتَفِقَهَا أَوْ يَسْخَرُ لَهَا أَوْ يَكُونُ أَعْلَى أَنْ يَزْجَعَهَا غَلْبَةً
(فصل) جس نے ہیرا اپنی ہاں سے لے لیا اس کا کامل ہاں شرط ہے کہ وہ اس کو دیکھ کر یا اس کا نام یاد کر لیا یا اس کا شرط ہے کہ وہ اس کو دیکھ کر یا اس کا
فَضْلًا بِنَهَا أَوْ يَغْرَضُهُ شَيْئًا مِنْهَا صَحْبُ الْهَيْئَةِ وَتَنْظِلُ الْإِسْتِغْنَاءَ وَالشُّوْكَ وَمَنْ قَالَ لَيْسَ يُزْجَعُ إِذَا جَاءَ غَدًا
اس کا کہہ کر حد یا عوض دیکھ اس کے کچھ حد کا تو بیچ ہوگا ہیرا بائیں ہوگا اشتہار اور شرط جس نے کہا اپنے مفروض سے کہ جب کل ہو تو وہ فرض

كتاب الاجارة

ہی بیع منقوعہ مغلوۃ ناجیر مفلوۃ وما ضیع ثلثا ضیع اجرة
 وہ بیچا ہے معلوم اور سے عوض میں اور جس چیز کا نہیں ہو: بیچ سے اس کا اجرت ہوتا نہیں بیچ سے۔

تشریح الحفظ: قولہ کتاب الملح حمیک ایمان بالعرض (پید) کے احکام سے فراغت کے بعد تمنا کے متعلق منافع بالعرض (اموال) کے احکام بیان کر رہے ہیں اور ان کو اس لئے مقدم کیا ہے کہ اس میں تمنا کے ایمان ہوتی ہے اور ثانی میں تمنا کے متعلق منافع اور ایمان منافع پر مقدم ہوتی ہیں نیز ان میں عرض نہیں ہوتا اور ثانی میں عرض ہوتا ہے اور عدم وجود پر مقدم ہے۔

فرقہ ہی الخ ایجادِ حقارت کا نام ہے۔ ان مزدوروں کو کہتے ہیں جس کا اشتقاق مکمل خبر پر ہو، یعنی اُس کے ذریعہ دعائے یقانی ہے اور کہا جاتا ہے "اعظم اللہ اجرک" (تمہاری شہادت کے اجر کا مکمل میں اجر زیادہ یا کم) کا مصدر ہے۔ یعنی اجر ہونا۔ لیکن اس کا استعمال اکثر ایجادِ مصدر کے معنی میں ہوتا ہے۔ اور اسمِ فاعل ان معنی میں نہیں آتا۔ (کذا فی الرضی) بعض اہل لغت کے نزدیک یہ جارِ فعال کے وزن پر مضارع سے ہے۔ ان کے نزدیک آجروءِ مکمل کے وزن پر ہے۔ نہ کہ فعل کے وزن پر تو اسمِ فاعل حواجر آئے گا مگر صاحبِ اساتس نے اس کی تخلیق کی ہے اور کہا ہے کہ اسمِ فاعل حوَجَر سے نہ کہ حواجر بابت صاحبِ کشف نے مقدمۃ الارباب میں تجرہ انداز کو بابِ افعال اور مضارع دونوں سے لیا ہے۔ ایجاد کی اصطلاحی تشریف یہ ہے "ہی یبع مضعفی معلومۃ مایسور معلوم" یعنی منفعیت معلومہ کو جو معلوم کے بدلے میں فروخت کرنا ایجاد کہلائے ہے۔ خواہ عرض مال ہو یا غیر مالی۔ غیر مالی جیسے منافع مثلاً مکان کی رہائش کو رکوب واپ کے عرض فروخت کرنا نیز خوش وین جو جیسے کھنہ و مزدور اور بدولی مستحق دین یا عینا جیسے دواب و اثاث وغیرہ جس بہت عمارت اور اثاث اس سے حاضر ہو جائے۔ کیونکہ ان میں عرض کے ساتھ منافع کی مستحاط ہوتی ہے نہ کہ ان کی تکمیل۔

فائدہ: نازد کے قریب اس عبادہ کا جائز معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں تہذیبیہ مضمت ہوتی ہے۔ جو بوقت مقدمہ موجود نہیں ہوتی بلکہ اس کا وجود بعد میں ہوتا ہے اور اتنا سدا موجود ہونے والی شئی کی طرف تہذیب کی اصلاح کیلئے نہیں ہے لیکن قرآن وحدیث اس کی صحت کے شہید ہیں۔ قال تعالیٰ "علیٰ ان تاجرنہی ثعلبی حجج فان لوزھن لکم فلوھن اھروھن" لوزھت لا تھدھت علیہ اجزاً" مستور اکرم رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ "مزدور کو اس کی مزدوری پر پسند شک ہونے سے پہلے دینا نیز آپ کا ارشاد ہے کہ "جب تم میں سے کوئی کسی کو مزدوری پر لے تو چاہے کہ اس کو اس کی مزدوری بتادے ان کے علاوہ اور بہت سی صحیح احادیث صحیحین وغیرہ میں مذکور ہیں۔ جس سے عبادہ کی صحت اور اس کا جائز معلوم ہوتا ہے۔

[illegible][illegible][illegible]

وَالْمَنْفَعَةُ تَعْلَمُ بَيَانُ الْمَنْفَعَةِ كَالْمَنْفَعَةِ وَالْزَّاعِمَةُ تَصْبَحُ عَلَى مَنْفَعَةٍ مَعْلُومَةٍ أَيْ مَعْلُومَةٍ مَخَالِفَةٍ وَلَمْ تَزِدْ
 اور حق معلوم ہو جاتا ہے مدت بات کر دینے سے مجھے رہائش اور کاشت پس کج ہے مدت مطلوبہ پر جو مگر مدت ہو اور فائدہ نہ کجائی
 فی الاوقاف علی ثلث سنین أو بالسنینۃ کالاستیعاب علی صلیب القلوب وجناحہ او بالامتنان
 مدت اوقاف میں تین سال سے یا اعلیٰ کی تصدیق کر دینے سے جیسے امرت پر لینا کپڑے کی نکال کر اس کی سلائی کے لئے یا شادہ کر دینے سے
 کالاستیعاب علی ثلث سنین أو بالسنینۃ لا تَنْفَعُكَ بِالْمَنْفَعَةِ بَلْ بِالْمَنْفَعَةِ أَوْ بِشَرِّهَا
 جیسے امرت پر لینا اس نیکو کاٹاں تک پہنچانے کیلئے اور امرت ملک میں ہوئی عمر عقد سے کچھ بیشکی دینے یا بیشکی دینے کی شرما کر دینے
 أو بالامتنان أو بالامتنان بِنْتِ فَوْزٍ غَضِبَ مِنْهُ نَقَطُ الْاَمْوَالِ
 یا پھر طبع حاصل کرنے پر قادر ہو جانے سے وہی کریم سے چھ چھین لی گئی تو امرت مائدہ ہو جائیگی۔

تشریح الفقہ: فَوَیْهِ وَالْمَنْفَعَةُ الِیع مَحْت، جادہ کے لئے ضروری اور منفعت دونوں کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ مزدوری کے معلوم
 ہونے میں کوئی فرق نہیں البتہ منفعت کے معلوم ہونے میں قدرے فرق ہے اس لئے اس کو بیان کرتا ہے۔ سو منفعت معلوم ہو جانے
 کے بعد طریقے میں اول یہ کہ مدت بیان کر دی جائے کہ بیان مدت سے عقد اور منفعت کا معلوم ہو جائے ایک نازی بات ہے۔ بشرطیکہ
 منفعت متعارف نہ ہو مثلاً اجارہ دہ میں بیان کر دینے کی مدت تک رہائش کی لئے ہے اور زمین کے اجارہ میں یہ بیان کر دینا کوئی مدت
 تک کاشت کے لئے ہے تو مدت کم ہو یا زیادہ ہوگی مجھ کی جائے اجارہ صحیح ہو جائیگا۔ لیکن اوقاف میں اجارہ طویلہ یعنی تین سال سے
 زائد تک پھر پھر جس تک مدت چار یا ایک سال کی نہ کر بیٹھے۔ ہو المختار للفقہی کہ فی الفقہ ہدایہ۔

فَوَیْهِ او بالسنینۃ الیع دوم یہ کہ اس میں گواہوں کو بیان کر دینے کے لئے اور مطلوب ہے۔ جیسے کپڑے کی رنگائی اور نہائی یا
 زرگری یا جوئی سوار کی یا بارہاری وغیرہ کہ اس سے بھی منفعت معلوم ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں طریقیہ نہ ہو کہ اس سے
 میں مزدورت پیش نہ آئے۔ مثلاً رنگائی میں کپڑے کو دلوں میں کے رنگ کو بیان کر دینا کہ سرخ مطلوب ہے یا زرد۔ ان میں ساری میں
 دوخت کی قسم ہے نہ کہ دینا علی هذا القیاس۔ سو یہ کہ اس کی طرف اشارہ کر دینے سے یہ چیز فلاں جگہ لے جائیگی۔ یہ کیونکہ جب ایسے
 نے اس چیز کو دیکھا اور جگہ بھی گئی یا تو منفعت معلوم ہوئی کہ اہل عقد درست ہو جائیگا۔

فَوَیْهِ وَالْاِجْرَةُ الیع ہر مدت یہاں نفس عقد کے اریحہ امرت کا امتحان نہیں ہوتا (دوم شافعی کے یہاں ہو جاتا ہے) کیونکہ
 حکم مقدور و خدمت کے بعد ظاہر ہوتا ہے اور اجارہ میں ہر وقت عقد منفعت موجود نہیں ہوتی تو نفس عقد سے امتحان امرت ہونے کے کوئی
 معنی ہی نہیں اس لئے جرت اسرا خریدا کچھ متید ہوگی اور وہ چند امور میں سے کوئی ایک ہے۔ (۱) مستاجر الاخذہ امرت مثلاً یہ ہے
 اب امرت واجب ہو جاتی ہے۔ (۲) اس معنی کہ مستاجر وہاں نہیں لے سکا۔ (۳) امرت پیشگی لینے کی شرما دلوں سے بھی جرت کا
 امتحان ہو جاتا ہے کیونکہ نفس عقد نے ثبوت ملک کا امتحان تحقق مساوات کیلئے تو وہ جب اس نے پیشگی دینے یا بیشکی دینے کی
 شرما مندر کر لیا تو مساوات جو اس کا حق تھا اس کو اس نے خود ہی باطل کر دیا۔ (۳) مستیغنا معقولہ یعنی مستاجر پوری منفعت حاصل
 کر چکے اس صورت میں جرت کا امتحان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اجارہ عقد حاضر ہے کہ ان دونوں میں مساوات تحقق ہو چکی تو
 امرت واجب ہو جائیگی۔ (۴) مستاجر پوری منفعت حاصل کرنے پر قادر ہو جائے کیونکہ کسی شے پر جس میں اس شے کے قائم
 مقام ہوتا ہے تو کوئی یا مستاجر نے پورا نفس حاصل کر لیا۔ پھر اگر مستاجر کے پاس سے دو چیز فسخ کر لی گئی تو امرت مائدہ
 ہو جائیگی۔ کیونکہ ممکن نہ کہ وقت ہو گیا۔

وَلِرَبِّ الدَّامِ وَالْأَزْوَاجِ طَلَبُ الْآخِرِ كُلُّ يَوْمٍ وَلِلْعَمَلِ كُلِّ مَرْحَلَةٍ وَالْقَصَارُ وَالْخِطَابُ بَعْدَ الْفَرَاحِ عَنْ عَمَلِهِ
 کہ اور زمین والے کے لئے اجرت طلب کرنے کا حق ہے ہر دن اور ارض والے کے لئے ہر منزل پر اور جو بھی اور زمین کے لئے کس سے نادر
 وَلِلْعَمَلِ بَعْدَ الْفَرَاحِ طَلَبُ الْآخِرِ مِنْ التَّوْبَةِ فَإِنْ أَخْرَجَتْهُ فَاحْتَرَفَ لَهُ الْآخِرُ وَلَا حَسَانَ
 بولنے کے بعد اور زمین پر کیلئے توبہ سے دینی مال کے بعد جس اگر اور دینی مال کے بعد وہ چلی توبہ اس کے لئے اجرت ہوگی اور جس نے توبہ
 وَلِلطَّبَاحِ بَعْدَ الْغُرُفِ وَالسَّانِ عَدَ الْآفَاقَةِ وَمَنْ لِعَمَلِهِ أَقْرَبُ هِيَ الْغَنَمُ كَالطَّبَاحِ وَالْقَصَارِ
 اور دینی کیلئے سالن کے بعد اور نشست سے کیلئے انہیں کوئی کرنے کے بعد جس کے کل کا اثر ہو جس میں ہے اگر یا اور جو
 بِخَبْنِهَا لِلْآخِرِ إِنْ خَسِرَ فَضَاعَ فَلَا حَسَانَ وَلَا آخِرَ وَمَنْ لَا أَقْرَبُ لِعَمَلِهِ
 اور وہ کہ مگر ان کو اور دینی لینے کے لئے جس اگر اس نے دینی اور ضائع ہوئی تو اس نے ہو گا اور اجرت کی توبہ اور جس کے کل کا اثر ہو
 كَالْحَسَنِ وَالْفَلَاحِ لَا يَخْتَسِرُ وَلَا آخِرَ وَلَا يَسْتَعْمِلُ غَيْرَهُ إِنْ يَضْرِبُ غَنَمَهُ بِغَنَمِهِ زِلَ اَطْلَقَ
 جیسے اس کے والا نہ بھی والا وہ نہیں رہے کہ اور دینی کے دینے اور دوسرے کے نہ کر اسے اور شرط ہو اس کے خود اسے کی اور دوسرے مطلق ہو
 لَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ غَيْرَهُ وَإِنْ اسْتَأْجَرَ لِنَجِيٍّ بَيْنَهُ وَغَاثَ يَنْفَعُهُمْ فَجَاءَ بَيْنَهُ نَجِيٌّ فَلَهُ الْخَرَفُ
 تو خود دینی رہے تاکہ دوسرے کو نہ کر جو نہ پر لپالانے کے لئے اپنے گھر والوں کو اور خاص سے نفس مر گئے اور وہ باقیوں کو لئے آئے تو اجرت
 بِحَسَابِهِ وَلَا آخِرَ نَحَابِ الْكُتَابِ لِلْخُجُوبِ أَوْ لِحَابِلِ الْعُقُومِ إِنْ رَفَعَهُ بَلْغَوَاتِ
 اسی صاب ہے اور اجرت نہیں رہے جو اب ادا کرنے والے یا نہ ادا کیے جانے والے کے لئے اگر لایا یا اور اس کو مکتوب الیہ کی موت کی وجہ سے

احکام جاریہ کی تفصیل

توضیح المصنف: حال ساریان امر طہ منزل قصار جو بی خیار دینی خیار دین پر اعلان اور پھر غرت برتن میں سالن نکاحا البان فشت
 سالہا مہاں اگر پڑنا نہ تھا۔

تشریح المصنف: قوله ولرب الدوام الخ اگر عدا جاہ میں تخیل و تخریک نیت ہو تو مگر ہر روز مکان اور زمین کا کرار طلب
 کر سکتا ہے اسی طرح لکھ والا ہر سطر پر طلب اجرت کا حق دار ہے کیونکہ ہر روز کی رہائش اور ہر منزل کی مسافت کے لئے کرار داخل مقصود
 ہے اور مسافر جتنی مسافت حاصل کر چکا نام صاحب لڑنا اس کے فائل کے لئے تھا کہ اقتصادت و دنیا سفر سے بیشتر مطالبہ کا حق نہیں۔
 امام ذہبی کے فائل پر لیکن جو بی دینی زمین پر چڑھتی فشت سارا اجرت کا مطالبہ اس وقت کریں گے جب وہ عمل سے فارغ
 جائیں یعنی جو بی کھڑا ہوئے دینی نہ چکے ہیں پڑھو سے روٹی اور ہورہی ایک سے سالن نکاحا میں مکمل تھے فشت سارا انہیں
 کو دینی کر چکے ہیں کہ فائل مغان اسور کے بعد ہی چور ہوتا ہے۔ سالن کے نزدیک فشت سارا کیلئے بہتر جہاں چڑھ سکا بھی
 ضروری ہے نام صاحب کے نزدیک یہ فعل لازم ہے۔

قوله ومن لعمله الخ جس اجرت کے کام کا اثر زمین میں ہو مگر وہ جیسے دینی و غیر دینا البتہ ضروری وصول کرنے کیلئے
 شکی کو روک سکتا ہے۔ کیونکہ مقرر طہ دوم صف ہے جو کپڑے میں قائم ہے تو اگر مستیجا بدل کے لئے روکے کا حق اور ہوجا اب اگر
 روکنے کے بعد وہ شکی ہلاک ہو جائے تو نام صاحب کے نزدیک مگر ہر ہلاک نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی طرف سے کوئی حد کی نہیں پائی

توضیح لفظ: قلع اکھاڑنے پر تہہ پیست (ایک قسم کا چارہ ہے) پھر رک بھیجتی ایک جائے ملتی رہا اس مصلحت ہلاک ہو جائے اور انا اپنے پیچھے دوسرے کو سوار کرنا، کچا گام بھجنا سرخ زین کا کاف پالان، ہندو سراسر اتر زین رکھنا۔

تشریح لفظ: قولہ والموطیۃ الفح ایک قسم کا نرم چارہ جس کو کاف زین میں پیست کہتے ہیں یہ ایک دفعہ کا پورا یا دو یا بہت دنوں تک دینا ہے کیونکہ اس کی جڑیں زمین میں عرصہ تک رہتی ہیں سو اس کا حکم درخت کا سا ہے۔ یعنی مستحرج کے لئے اس کو اکھاڑ کر خالی زمین یا ملک کے خزانے کرنا لازم ہے اس واسطے کہ جب رطب کی کوئی انتہا نہ ہوگی اور درخت کے خشک ہوگی تو دستا چارہ کے بعد اس کو اکھاڑنا ضروری ہے۔ بخلاف بھیجنے کے کد اگر مدت چارہ ختم ہو جائے اور بھیجنے کرنے کا وقت نہ آئے تو مستحرج کو بھیجنے کا لئے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ کھینچنے کے وقت تک سہلت دینا ہی لازم زمین والے کو اجرت مل دلائی جائیگی۔

قولہ وان مسی الفح ایک شخص نے کوئی چارہ کرائے پر لیا اور اس پر جو بوجھ لادے گا اس کی فروغ اور مقدار بیان کر دی مثلاً یہ کہ دو من گیہوں لادو گا، تو وہ اس پر گئے ہوں جیسی اور کوئی چیز مثلاً دو من جو لادو گا ہے اسی طرح جو اس سے بگلی ہو جیسے گل و غیرہ دو من جو لادو گا ہے لیکن جو چیز گئے ہوں۔ مثلاً یہ ان فصاں رو دو من گیہوں لادو گا جیسے لادو گا اور نہ کہ غیرہ کیونکہ موز اس سے اداسی نہیں ہے۔

قولہ وہ مضروب الفح اگر مستحرج نہ لے یا گام بھجنے سے روہی ہلاک ہو گئی تو لہام صاحب کے نزدیک مستحرج پر کل قیمت کا دینا آئے گا۔ ماسخین اور ان کے خلاف فرماتے ہیں کہ اگر اس نے کسی بارہ کی یا اس طرح گام بھجی جو مستحرج کے خلاف ہے تو تاہن لازم ہو گا کہ شغل روہی میں ہے کہ لای پر فتویٰ ہے لہذا قیاد بیان میں قصہ کے خولے سے متحول ہے کہ اس صاحب نے بھی لای کی طرف رجوع کر لیا۔

أَهَارَهُ أَوْ خَسِرَ قَيْمَهَا أَوْ بَوَّزَ عَظْمَهَا بَوَّزَاعَةً أَوْ رَضِيَ لُحْوَى لَا تُكَاوِزُهُ الشُّكَّى بِاللُّحْطَى
 بِأَنَّهَا كَيْدَانٍ كَمَرٍ كَمَا هِيَ بَيْنَ كَادٍ وَكَارٍ بِحَقِّهِ وَأَنَّ هَذَا مِنْ دَرَجَاتِ رِجْسٍ كَيْفَ كَانَ جِبَابُ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ
 وَإِنَّ الشَّجَرَةَ لَخَسِلٌ طَعْمٌ بَيْنَهُمَا فَلَا أَخْرَفَهُ كُحْرَاهُ بِنَاخِرِ لُحْوَاهُ مِنْ الشُّكَّاهِ فَإِنَّ الشَّجَرَةَ إِذَا
 كُرِجَتْ بِبَاشٍ شُكَّاهُ لَهَا أَفْهَمُ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ
 وَلَمْ يَدْخُلْ أَنَّهُ بَوَّزَ عَظْمَهَا أَوْ أَفْهَمُ بَوَّزَاعَةً فَزَوَّاعُهَا وَمَعْنَى الْأَجَلِ قُلَّةُ الْمُسْتَعْمِلِ وَإِنَّ الشَّجَرَةَ
 وَهِيَ بَيْنَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ
 جَنَارًا إِلَى مَنَافَةِ وَلَمْ يَسْمَعْ مَا يَنْجَعِلُ فَيَحْمِلُ مَا يَنْجَعِلُ النَّاسُ فَتَفْقَهُ لَمْ يَلْغُصْ
 مَا كَوَّنَا كَيْدَ كَيْدٍ وَهِيَ بَيْنَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ
 وَإِنَّ مَنَافَةَ قُلَّةُ الْمُسْتَعْمِلِ فَإِنَّ الشَّجَرَةَ لَخَسِلٌ طَعْمٌ بَيْنَهُمَا فَلَا أَخْرَفَهُ كُحْرَاهُ بِنَاخِرِ لُحْوَاهُ مِنْ الشُّكَّاهِ
 وَهِيَ بَيْنَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ وَبَاشٍ كَيْفَ كَانَ بَاشٍ

اجارۃ فاسد کے باقی احکام

توضیح المذہب: خر دایہ مسودہ پوشاک حلیت میں نہ ہونی مندرجہ است بیچ بٹا کر بیل جوتے سستی پانی سے منی وہ بارہ مل جوتے
 نہی نکھوئے سرسری کھا، اس کے الفلک ہلاک ہو جائے تو عام بھڑک کر کریں۔

تشریح کاغذ: قولہ وضع الفلک دو بار پانے والی صورت (۱) کو اگر معلوم کیا تو اجرت پر لینا جائے۔ بیچ حق تعالیٰ کا امر ہے: فَوَضَعَ
 لَكُمْ فَلَاحَ وَفَلَاحَ وَفَلَاحَ" نیز عہد کی نبی میں یہ بیچ پر ہونی قرار دیا آپ نے اس پر کوئی غیر نہیں فرمائی۔ اس طرح اگر کسی کی
 خوراک پوشاک کے عوض اجرت پر لینا بھی جائز ہے۔ صاحبین اور امام شافعی کے یہاں یہ تراویح سے مختلف ہے قیاس بھی بیکر ہے کیونکہ
 اجرت مجبوری ہے۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہ جو اجرت موجب عازمت نہیں کیونکہ بیچ کی عبت اشغلت کی وجہ سے اگر وہ خود
 پوشاک میں کشاکش کی عام عادت ہے پھر مستاجر کو اسے قائم کر دینی کہنے سے نہیں روک سکتا کیونکہ وہ اس کا حق ہے۔ اس لیے اگر
 شریفی کرنے سے منع کر سکتا ہے کیونکہ یہ منازرہ حق ہے۔ اب اگر حال ہو جائے یہ وہ دو ہائے قریب اور وہاں کے کہ کیونکہ
 مرید اور حال اجرت کا دورہ دیکھ کے گئے گھر ہوتا ہے۔

قولہ و فلو دفع الیہ زید نے کسی کو کپڑے اپنے کے لئے سوت دیو کر کہا کہ مزدوری میں آدھا کپڑا الے لینا۔ یا کسی کو تیل کی ایک ٹمبوس
 مقدار دینا نے کیسے اجرت پر لیا اور اسی ظلم سے ایک فقیر مزدوری ملے ہوئی تو اس میں دس سو روپے میں۔ یہ وہ فاسد ہے۔ کیونکہ یہاں اجرت
 وہ شئی ہے جو بیچ کے مال سے بیع ہوئی اور بیع سے شراعتی ممانعت ہے۔ فاسد نہیں عن عیب الفحل وعن فحیر الطحان اگر
 طریق اگر کسی نان پر کلوڑ پڑ لیا تاکہ وہ آٹک نہ آئیہ و ہم نے بعض میں سے فاسد کی روٹی بنائے تو امام صاحب کے نزدیک یہ
 بھی فاسد ہے۔ صاحبین کے نزدیک بھی ہے۔ کیونکہ معنوی علیہ عرف میں۔ ہمارے ذکر وقت پر اسے فاسد نہیں۔ امام صاحب یہ فرماتے

(۱) لایہ بخار لیس ملر ص ۶۰ (۲) لایہ المصنف فی بیعہ من کسب الاجارۃ فاسدہ ۱۱۲ (۳) لایہ المصنف کان لہ عیال
 مایحتمل و د حیل علیہ حیث لعل ذلک فاسدہ صحت؟

فرقہ و الطاع لہجہ مشترک ہے۔ چنانچہ، مسلمان ہو آکر وہ جیسا کہ وہی مالک ہو جائے تو انام صاحب امام زفر حسین بن زید کے نزدیک وہ مسلمان نہ ہوگا۔ صاحبین اور امام مالک کے نزدیک اور ایک قول میں امام شافعی کے نزدیک خاص میں ہوگا اور الایہ کہ شافعی بھی ایسے سب سے مالک ہو جس سے بچاؤ ممکن نہ ہو جیسا کہ اس کا اپنی موت مر جائیگا۔ مالک جانا تو غیر وہی ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی صاحبہ (رضی اللہ عنہ) اور (زور در گریز) سے ضمان لیتے تھے (یعنی) امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگرچہ مشترک کے پاس بھی امانت ہے کیونکہ وہ حکومت چرکی امانت سے قبضہ حاصل نہ کرے۔ اور امانت میں ضمان نہیں ہوتا۔ ویریدہ، مدارۃ الدار قطبی، الاضمان عینی حرقین۔

قوله وما تلف الخ جو چیز اخیر مشرک کے مکمل شدہ کلمہ ہوئے وہ اس کا ضامن ہوگا جیسے جونی کے کھوتے سے کچڑا بھٹ جائے یا سردی کے جھٹلے یا جس رسی سے بوج بندھا ہوا تھا اس کے ٹوٹنے سے مال نہ بچ ہو جائے یا لڑاکہ کے بچ کا کھدو کھینچنے سے شخصی ذوب جائے اور مال خرق ہو جائے تو ان سب صورتوں میں اخیر مشرک ضامن ہوگا۔ اہم زعفران نام شافعی کے نزدیک ضامن نہ ہوگا کیونکہ اس کا مکمل مالک کی مطلق اجازت سے واقع ہوا ہے پس حسیب و سلیم نہ روکو نہ مل ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قدرت الہیہ کی مصلحت و احسن سے خیرت للعقد داخل ہے۔ ورنہ عمل صالح سے نہ کی غرض مفید فائدہ اس کا مکمل عمل صالح کیسے تھا مفید ہوگا۔

قولہ فال انکسب الخ اگر تاروا میں حورو سے ملے گا تو کیا تو حورو عساکر ہوگا۔ اب مالک کا اختیار ہے چاہے حورو سے اس قیمت کا مال لے کر قیمت ملے گا اقصائے کی کیا گنجی اور حورو کی نذر سے اور چاہے وہاں کی قیمت لے جہاں ملے گا تو اسے ہر جتنا دستہ حورو نے ملے یا ہے اس کے حسب ہے اس کو حورو ہی دے۔ نفس ضامن تو ان لئے ہے کہ حورو راجح مشترک ہے جس سے عمل سے مال ضائع نہ اسے اور اختیار ہائے ملے ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ مضامین تاروا میں تو نا بجا رہا جو اقصائے نفس واحد ہے اس لحاظ سے تعدی ایجابی صحاح صحیح ہوئی۔ دوسرے یہ کہ تاروا نا بوجہ غلط مالک کی اجازت سے عمل میں آیا ہے پس ایجاب تعدی نہیں ہوئی۔ لکھنؤ سے کے بعد ہوئی فیصلہ فی الدی المومنین شاہ۔

[illegible]

عمر حلیہ قنبرا۔ لکھنؤ۔

باب الاجرة على احد الشرطين

باب کسی ایک شرط پر اجازت ملے کر نیکے بیان میں

وصف نزدیک الامر بترديد العمل في القرب ناعنا وزعدنا في الاكل
 حج ب امرت کی تردید عمل کی تردید سے کھڑے ہو کر کھانے کے لئے سے امر نامہ کے اعتبار سے اہل میں
 وفی اللہ لکھان والیبت والدائیة منسافة وحملہ

ادارہ رکانا میں نور گھر میں ادارہ سواروں میں مسافت اور پوچھ کے اعتبار سے۔

تشریح لفظ: بقولہ و مع الخ جعل الخ لہ کی تفسیر یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال کو خیرات کی صورت میں دے گا تو اسے اللہ تعالیٰ سے ملے گا۔

الماء من ذلك الماء على شرط واحد ثم في ثم الماء : جارية على

وَالْعَلَمُ وَهُوَ جَعَلَ الْقُلُوبَ عَلَى الْغَضَىٰ فَيُؤَخِّجُهُ إِلَّا يَنْتَهِضُ صُرُورٌ وَهَيْدٌ لَمْ يَسْتَجِبْ بِهِ كُفْرٌ اسْتَأْجَرَ وَجْهًا
 ودر ہر سے اور وہ ہے جہاں ہے علقہ کا پارہ کی قیاس سے کرنا زمانہ بدست کرنے کے ساتھ جس کا کام کسی علقہ سے جسے جرت پر لاکھ کر
 لِيَقْلَعَ جِزْمَةً فَسَكَنَ الْوَجْعُ أَوْ لِيَطْلُبَ لَهُ طَعَامٌ الْوَلِيمَةُ فَاصْتَلَفَتْ مِنْهُ نُوْ خَانَوَاتٍ يَنْشَجِرُ لِيَهْ قَالَتُنِي
 اِنِّي اِلَّا هَذَا كَلَامِي كَيْ لَمْ يَحْزَنْ رُفْقًا يَوْمًا يَوْمًا كَمَا كَانَ كَيْ لَمْ يَحْزَنْ رُفْقًا يَوْمًا كَمَا كَانَ كَيْ لَمْ يَحْزَنْ رُفْقًا يَوْمًا كَمَا كَانَ
 اَوْ الْجَوَّةُ وَلَوْ مَدَّ ذَنْبُ بَعِيَانٍ اَوْ بَيْتَانٍ اَوْ بِالْهَوَا وَلَا مَالٌ لَّكَ سَوَاءٌ
 یا کہ یہ وہی بحر اس پر قمر ہو یا عام میں یا اس کے بیان یا قمر سے اور اس کے پاس مانی نہیں سونے کان سے
 اَوْ اسْتَأْجَرَ دَفْعًا لِلْمُسْغَرِ قَبْدًا لَهُ مِنْهُ لَا لِلْمُسْكَرِ
 یا کہ یہ لیا جانور سحر کیلئے بحر اس کو باز سر ضرورت قیاسی نہ کہ کر لیا پر ایسے والے کہ

توضیح اللغۃ: فقید میں، رہنے میں، جگہ میں، خیرات اور حاکمیت، کان، امکا کی راہ پر دیتے والے۔

تشریح الفقہ: قولہ جاب الطبع فتح علقہ موت علقہ سے بعد ہی ہوتا ہے۔ اسلئے اب اسکو بیان کر رہا ہے۔ اجارہ چند امور سے لے کر
 ہوتا ہے (۱) کوئی ایسا عیب ہو جائے جس سے صفت فوت ہو جائے نہ کہ عیب یہ ایسا ہے جسے قلعہ سے پہنچنے کی قوت ہو جائے
 کہ فتح فتح ہو جاتی ہے جسے گھر کا دروازہ ہو جائے، چنی چنی یا زمین زراعت کے پانی کا بند ہو جائے۔ (۲) اسد الشافعی کا مرمان جبکہ
 انہوں نے اجارہ اپنے لے کر لیا ہو اور سحر مرمان سے تو اجارہ اسلئے فتح ہوگا کہ مرمان کے بعد قیاسی اسد ورنہ کی ہوگی۔ اب اگر مستاجر
 اس سے قطع حاصل کرتا ہے تو تک غیر سے مشق ہو، لازم آیا۔ اور یہ جو نہیں۔ اور اگر مستاجر مرمان سے تو اسلئے فتح ہوگا کہ اس صورت
 میں ملک غیر سے اجرت کی اسلئے لازم آتی ہے کہ یہ بھی جائز نہیں۔ اس اگر اجارہ غیر کیلئے ہو مشاویں کے متعلق پہلے یہ تھا پوس نے
 تشریح کیے کہ قمار یا عائد متون وقف تھا و اسد الشافعی کی موت سے اجارہ فتح نہ ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں ملک غیر سے مشق ہو جائے
 اجرت اور اگر لازم نہیں آتا۔ (۳) اگر وہ مرمان مستاجر کے لئے خیار شرط یا خیار رد ہے تو وہ سب سے اجارہ نہیں کر سکتے ہیں۔ امام
 شافعی کے یہاں فقہ اجارہ میں خیار شرط کا ہونا لازم نہیں۔ کیونکہ اگر اجارہ رد ہے تو اسلئے اجارہ رد ہے۔ امام کہتے ہیں کہ اجارہ فقہ علقہ علقہ ہے جسکے
 نے ملک میں قبضہ کا ہونا ضروری نہیں تو فتح کی طرح اس میں بھی خیار شرط صحیح ہوگا۔ نیز حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جو شخص میں دیکھی چیز
 خریدے تو دیکھنے کے بعد اسکو بیعہ ہے۔“ اور وہ دوسری مثال کا نام ہے۔ تو اس میں بھی خیار رد ثابت ہوگا۔

قوله وبالعلم العلم (۴) علقہ کا اس طرح علقہ ہو جائے کہ وہ اجارہ کو باقی رکھے تو اسکا ایسا نقصان لازم آئے جس پر علقہ جو وہ
 سے لازم نہیں تھا اسکا ایک شخص نے فائدہ اٹھانے کیلئے کسی کو اجرت پر لیا اور فائدہ اٹھانے سے پہلے وہ علقہ سے اجارہ تو اجارہ فتح
 نہ ہو چکا۔ کیونکہ وہ رہا قیاسی میں صحیح سالہ و انت کو علقہ نہ ہوتا ہے۔ جو مستاجر پر علقہ اجارہ کی وجہ سے لازم نہیں تھا۔
 قوله لا للمسکری العلم اگر جانور کا کیا دینے والے کو کوئی ضرورت مائع سحر قیاسی، لگی تو وہ اجارہ نہیں توڑ سکتا۔ کیونکہ وہ لیا کر سکتا
 ہے کہ خود اپنے گھر رہے۔ اور جانور یہ تھو کی اور مردور یا اپنے غلام کو بھیج دے۔

مؤلف نے نقل کی

قوله حکمک البیع مکاتب نے یا کسی عہدہ ذون نے اپنے آقا کی اجازت سے ایک عورت کیساتھ نکاح کر لیا جو اپنے آپ کو آزاد کر گئی تھی اور اس سے نکاح مانگی ہوئی بعد میں وہ عورت کسی کی ملکوت نکل تو کھلا اور بھی اس عورت کے مالک کی مطلوبہ دوا مانگی اور نکاح کے نزدیک مکاتب یہ عہدہ ذون ہوا۔ دیکھتے ہیں کہ کس کے لئے سکھ نام پھر کے نزدیک لے لے سکتا ہے کیونکہ مکاتب یا عہدہ ذون غریب غرور ہے تو اس کی اولاد قیمت کیساتھ آزاد ہوا۔ مانگی۔ شخصین یہ فرماتے ہیں کہ وہاں اور فقیہوں کے درمیان ہوئی ہے۔ یعنی باپ بھی ملکوت ہے اور ماں بھی ملکوت ہے تو آزاد بھی ملکوت ہوگی۔

قوله وان وطئ البع مکاتب عہدہ ذون نے ایک بھری خریدی اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ جب مجھ نے خریدی ہے تو میری ہی ہے اس سے محبت کر لی پھر باندی کسی اور کی نکل۔ یہاں دیکھو بطریق شرافہ سے خرید کر اس سے دینی کر لی۔ پھر وہ خداوند کیجئے سے مالک کو واپس کر دی تھی تو دونوں صورتوں میں عتق فی اللہ واجب ہوگا۔ آزادی تک مؤخر نہ ہوگا۔ اور اگر باندی کیساتھ نکاح کر کے دینی نہ ہو تو عتق آزادی کے بعد عتق ہوگا۔ اور غرض یہ ہے کہ شرکاء صورت میں دینی سونے کے حق میں ظاہر ہو چکا۔ اس واسطے کہ تجارت اور تو بیع تجارت یعنی ضمانت وغیرہ سب تحت اللہ داخل ہیں۔ اور عتق بھی تو بیع تجارت میں ہے۔ یہ لہذا عتق فی اللہ واجب ہوگا بخلاف نکاح کے کہ نکاح کی صورت میں دینی سونے کے حق میں ظاہر نہیں ہوا۔ کیونکہ نکاح از قبیل اسباب نہیں ہے تو نہایت نکاح کو شامل نہ ہوگی لہذا عتق آزادی کے بعد عتق ہوگا۔

موصیف غلو کر رہی

فَصْلٌ وَلَدَتْ مُكَاتِبَةٌ مِنْ سَيِّدَةٍهَا فَوَصَّيْتُهَا عَلَى بَيْعِهَا أَوْ عَحْزَتِ وَهِيَ أُمُّ وَلَدِمَ وَإِنْ كَتَبَتْ أُمُّ وَلَدِمَ (اصل) مکاتب باندی نے بچہ پیدا کیا تو بچہ بچہ وہ اپنی کرامت پر ہے اور چاہے خود کو جو کر کے بھی اسے عتق کرے۔ اگر مکاتب کی باندی ام ولد کو اَوْ مَذْبُوهَ صَخِ وَعَقَبَتْ مُجَانًا بِعَوْنِهِ وَسَمِعَى الْمُذَبِّرَ لِي لَقْنِي قَبْلَهُ أَوْ كُنِيَ الْبَدَلُ بِمَوْلَاهُ فَفِيْرًا یا اپنے ہمہ برکتوں میں ہے اور آزاد ہو جائیگی عتق آقا کے مرنے سے اور سعادت کرے گا کہ بچہ بچہ کے وقت میں یا قبل اجل تہت میں آقا کے مرنے وَإِنْ ذُبِرَ مُكَاتِبَةٌ صَخِ فَإِنْ عَحْزَتْ بَعِيْ مُذَبِّرًا وَالْأُ مَضَى لِي لَقْنِي قَبْلَهُ أَوْ كُنِيَ الْبَدَلُ سے اقامہ ہوگا اگر یہ کہ اپنے صاحب کو بیع کرے یا اگر اس نے خود کو بچہ کر دیا تو ہمہ برکتوں میں سعادت کرے گا کہ بچہ بچہ کی کرامت کے اگلی میں بِعَوْنِهِ مُعَسِّرًا وَإِنْ أَعْتَقَ مُكَاتِبَةٌ عَتَقَ وَمَنْقَطُ الْبَدَلِ وَإِنْ كَتَبَتْهُ عَلَى الْفِ مَوْجِلُ فَصَالِحَةٌ عَلَى بَعْضِ خَالٍ آقا کے عتق مرنے سے اگر آزاد رہا یا اپنے صاحب کو آزاد ہو جائیگا اور بدلہ ساتھ ہو چکا اگر مکاتب کا خالہ ایک بڑا عتق ہے پھر اس سے بیع کر لی صَخِ ذَاتِ مَرْيُوسٍ كَاتِبٌ عَقَبَتْهُ عَلَى الْفَقِيْرِ إِلَى سَنَةِ وَفِيْنَهُ الْفَقِ غریب یا بیک سو پر تو یہ بھی صحیح ہے ایک یا دو کر یا میں نے مکاتب کا خالہ بچہ غلام کو آزاد کر دیا یا ایک سال کی مدت تک اور اس کی قیمت یک ہزار ہے وَلَمْ تَعْلَمْ فَلَوْزَةُ أَدَى ثَلَاثِي الْبَدَلِ خَالًا وَالْبَعِي إِلَى أَجَلِهِ أَوْ رُدُّ رَقِيْعًا وَإِنْ كَتَبَتْهُ عَلَى الْفَقِ اور چار ہزار عتق مرنے سے اگر آزاد رہا یا اپنے صاحب کو آزاد ہو جائیگا اور بدلہ ساتھ ہو چکا اگر مکاتب کا خالہ ایک بڑا عتق ہے بَلَى سَنَةِ وَفِيْنَهُ الْفَقِيْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ وَأَدَى ثَلَاثِي الْفِيْمَةِ خَالًا أَوْ رُدُّ رَقِيْعًا ایک سال تک اور اس کی قیمت دو ہزار ہے اور دو ہزار عتق مرنے سے اگر آزاد رہا یا اپنے صاحب کو آزاد کر دیا یا ایک سال کی مدت تک اور اس کی قیمت یک ہزار ہے اور دو ہزار عتق مرنے سے اگر آزاد رہا یا اپنے صاحب کو آزاد ہو جائیگا اور بدلہ ساتھ ہو چکا اگر مکاتب کا خالہ ایک بڑا عتق ہے

بہرہ اور ام ولد وغیرہ کی کتابت کا بیان

تشریح الفقہ: قولہ ولدت طلع آقا نے اپنی باندی کو کتاب کیا اور اس سے بچہ ہوا تو باندی کو اختیار ہے چاہے عقد کتابت پر اپنی رہے اور بہل کتابت اور کر کے فی الحال آزاد ہو جائے اور بچہ چاہے آپ کا عاجز مرے ام ولد رہے۔ اور آقا کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے کیونکہ اس وقت جن سے حق حریت حاصل ہو گیا۔ آپ کتابت کی بہت سے اور ایسے ام ولد ہونے کی بہت سے ہیں اس کو دونوں کا اختیار ہے۔

قولہ وان کتاب الخ اگر آقا نے اپنی ام ولد یا بہرہ کو کتاب کر دیا تو کتابت صحیح ہے کیونکہ یہ وہی آقا کی موت کے بعد آزاد ہونے والے ہیں امام اس سے پہلے آزاد ہونے کی بھی اختیار ہے۔ پھر کتابت و تدبیر میں کوئی منافات بھی نہیں بلکہ کتابت صحیح ہے۔ اب اگر بدل کتابت اور کرنے سے پہلے آقا کا انتقال ہو جائے تو ام ولد مفت آزاد ہو جائے گی۔ بلکہ اس کی آزادی آقا کی موت کے ساتھ قطعی ہو چکی تھی۔ اور بہرہ کو اپنی آقا کی موت کے بعد (فیکر اس نے بہرہ کے علاوہ اور کوئی مال نہ چھوڑا ہو) اختیار ہو گا چاہے اپنی قیمت کے دواغت میں سعیت کرے چاہے کل بدل میں۔ یا اختیار امام صاحب کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک ان میں سے جو کم: اس میں سعیت کرے یا ایک امام ہر کے نزدیک قیمت کے دوگٹ بدل کتابت کے دوگٹ میں سے جو کمتر ہو اس میں سعیت کرے گا تو یہاں دو چیزوں میں اختلاف ہوا۔ ایک یہ کہ اس کے لئے اختیار ہے یا نہیں دوسرے یہ کہ جس میں وہ سعیت کرے یا اس کی سعیت کیا ہے؟ تو امام ابو یوسف مقدمہ میں تو امام صاحب کی ساتھ ہیں اور فقہی اختیار میں امام کے ساتھ۔ سو اختیار دوسرے اختیار میں جو اختلاف ہے یہ دراصل امتناعی کے تحت ہی ہونے والے ہونے پر منحصر ہے۔ امام صاحب کے نزدیک امتناعی تحرری ہے اور نہ برہد ایک گٹ کی آزادی کا مستحق ہو چکا۔ تو دواغت و قیمت رہے۔ اور اعتراض فی حریت کی دو چیزیں ہیں یعنی بدو جہد فی حریت و بعد کتابت حریت منوطہ ہذا میں کو قیمت کے دو گٹ اور بدل کتابت کے دو گٹ میں اختیار ہو گا جس میں چاہے سعیت کرے اور صاحبین کے نزدیک امتناعی میں قبول نہیں ہوتی تو بعض حصہ آزاد ہو جائے سے کل آزاد ہو جائیگا۔ اور اس پر بدل کتابت اور قیمت میں سے کوئی ایک واجب ہے اور یہ لازم ہے کہ وہ اصل ان کو ترجیح دینا چاہتے تھے۔ یہ معنی ہے۔ وہاں اختلاف مقدمہ اور مولد مجہد کہتے ہیں کہ آقا نے بدل کتابت کو چھوٹی ذات کے متبادل میں رکھا ہے۔ اور تدبیر کی وجہ سے غلام کا ایک گٹ آزاد ہو چکا تو ایسا بدل کا ایک گٹ مضاف ہو گا۔ پس وہ اپنی قیمت کے دو گٹ سے کمتر میں سعیت کرے گا۔ لیکن یہ فرماتے ہیں کہ جب بدل کتابت بظاہر گٹ کے متبادل میں ہے لیکن حقیقتہً دو گٹ کے متبادل میں ہے۔ لان الظاهر عند لایطو البین بمقابله ماہم متحقق حریت۔

قولہ وان یمکن علی النعم طلع آقا نے رکاب سے بدل کتابت کے دو ہزار روپے بقا ظہر اے ہمارے بعض میں یا نہیں نہ پہنچا کر لی تو یہ قسم نہ لی کہ اسے ہمارے نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ اس کا غرض نہیں ملا۔ ازم آج ہے مالانگہ است نہ کہہ کر یہ وہ مالانگہ است جانتے۔ اور جب یہ ہے کہ اگر فی عقد مالانگہ است لیکن غلام کے جس میں وہ مال بھی ہے غلام میں ہے یا نہیں مہنی کو وہ مدت کے بغیر بدل کتابت اور کرنے پر قادر نہیں۔ اور بدل کتابت بھی صرف من اجل مال ہے جس میں کو جو ہو۔ لیکن اس سے وہ اس کی کتابت صحیح ہوتی۔ نہ بدل کتابت کی ضمانت صحیح نہیں جس کی کتابت اس کے مال سے اولوں پر ہونے اور وہ مالانگہ است۔

قولہ بعد من مرض طلع ایک بیمار نے اپنے غلام کو جس کی قیمت ایک ہزار تھی دو ہزار کے عوض ایک سال کی عیادت تک کتابت یا نہ دوسرے کیا۔ اس نام کے علاوہ اور ان میں بھی نہیں چھوڑا اور اس کے ارادے عیادت منظور نہیں کرتے بدل کتابت فی الحال لینا چاہتے ہیں تو شخص کے نزدیک غلام کو بدل کتابت (وہ اور دوسرے) کے دو گٹ فی الحال اور اسے اور باقی گٹ اپنی عیادت تک اور اگر تار ہے اور یہ نہ

کر کے تو عقد کتابت فسخ کر کے غلام ہو جائے۔ غلام محمد کے نزدیک اپنی قیمت (ایک ہزار) کی دوگت فی المثل اور اسے اور باقی یہود تک اور اگر غلام ہے تو یہ فرما سکتے ہیں کہ جب آقا کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اس مقدار میں کو بیچ دے تو اس کی قیمت سے زیادہ ہے۔ یعنی ایک ہزار تو وہ اس مقدار کو نہ خر کرنے کا بھی حقدار ہے لہذا غلام فی الحال اس کی قیمت کے دوگت کی ادائیگی لازم ہوگی۔ چنانچہ آیت میں کہ یہ سب بدلہ ہے۔ ہزار درہم ہیں اور درشتا حق بدلہ کیساتھ وابستہ ہے تو بدلہ کیساتھ بھی وابستہ ہوگا اور تا جملہ (مہلت دینا) یعنی اسقاط ہے تو تا جملہ کا اعتبار صحیح بدلہ سے ہوگا اور اگر غلام کی قیمت دو ہزار درہم ہیں اور آقا ایک ہزار کے عوض صاحب کرے باقی مسئلہ علی حادہ ہو تو اس صورت میں باقی تین سو ثلاثہ اپنی قیمت کے دوگت فی المثل اور اسے یا غلامی اختیار کرے یا ان الصبر چھینا

الغدير والناخير فاعتبر الثالث فیهما

حُرٌّ كَتَابٌ عَنْ غَلِيْبٍ بِالْفِءِ وَأَذَى عَقْدٌ لَقَدْ قَبِلَ الْغَلِيْبُ فَكَيْفَ مَنَعَتْ وَأَنَّ كَتَابَ الْخَاضِرِ وَالْغَلِيْبِ
 آزاد نے کتابت کر لیا غلام کو ایک ہزار درہم کی اور اس کی کر دے تو وہ آزاد ہو گیا اور اگر غلام کو اس کرے تو صاحب ہوگا اگر صاحب نے یا نہ ضرور آزاد کیا
 وَقَبِلَ الْخَاضِرُ صَحْ وَأَيْلَهُمَا أَذَى غَنَقًا وَلَا يُزَجِّعُ عَلَى ضَاحِيَةٍ
 اور نہ ضرر ہے قبول کر لیا تو کئی ہے اب ان میں سے جو کوئی آزاد کرے تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ اور کوئی دوسرے پر رجوع نہیں کرے گا
 وَلَا يُؤْخَذُ الْغَلِيْبُ بِشَيْءٍ وَقَبُولُهُ لَقَوْ وَأَنَّ مَنَعَتْ الْأَمْنَةَ عَنْ نَفْسِهَا
 اور نہ اخذ نہ ہوگا غائب سے کسی چیز کا اور غائب کا قبول کرنا ضرر ہے اگر عقد کتابت کرے ہندی وغیرہ
 وَغَنَ يَنْسِيَنَّ ضَعِيفَتَيْنِ لَهَا صَحْ وَأَذَى لَمْ يُزَجِّعْ
 اور اپنے دو چھوٹے بچوں کی طرف سے تو بیچ ہے اب جو کوئی آزاد کرے دوسرے پر رجوع نہیں کرے گا۔

تشریح الفقہ: قرونہ حر کتاب البیع ایک آزاد شخص نے غلام کے ساتھ کیا۔ کہتا ہے کہ اس نے غلام کو ایک ہزار کے عوض میں کتاب کر دے آقا نے اس کے کہنے کے مطابق کتاب کر لیا۔ اور اس شخص نے غیب ہزار درہم ادا کر دیے تو غلام آزاد ہو جائے گا۔ کیونکہ آزادی ایک ہزار کی ادائیگی پر حاصل تھی اور وہ پائی گئی تو آزادی داغ ہو جائے گی۔ اور اگر غلام کو اس مقدار کا خیر پہنچا اور اس نے قبول کر لیا تو وہ صاحب ہو جائے گا کیونکہ کتابت اس کی اجازت پر مشروط تھی۔ اور غلام کا قبول کر لینا اجازت میں ہے لہذا وہ صاحب ہو جائے گا۔

قولہ وان کتاب المحاضر البیع ایک شخص کے دو غلام ہیں جن میں سے ایک موجود ہے دوسرا غائب ہے جو غلام موجود ہے اس نے آقا سے کہا کہ مجھ کو اور فلاں غائب غلام کو ایک ہزار پر کتاب کر دے۔ آقا نے اسے کتابت کر دیا اور موجود غلام نے قبول کر لیا تو غائب کی کتابت صحیح ہے۔ کیونکہ موجود غلام نے عقد کتابت کو کوئی اپنی طرف منسوب کر کے خود کو مکمل بنالیا ہے۔ اور غائب کو اپنا مانجھتا ہے۔ اور اس طرح کی کتابت مشروع ہے۔ ہر ایک دھول کی کتابت صحیح ہے جب ان میں سے جو کوئی بصر کتابت اور اسے کا آقا کو لینے پڑے گا۔ اور وہ وہی آزاد ہو جائے گا۔ پھر غائب حاضر میں۔ سے کوئی ایک دوسرے پر رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ اگر موجود غلام ادا کرتا ہے تو اس نے اپنے ذمہ سے سیکھ دیکھی اصل کی ہے۔ کیونکہ اصل نہ تہ وہی ہے اور اگر غائب ادا کرتا ہے تو وہ ادائیگی میں مشرک ہے۔

وَأَنَّ ذُبُرَ الثَّانِي وَلَمْ يَخْلُفَا فَعَجَزَتْ بَغْلُ الْكَلْبِزِ وَهِيَ أُمُّ وَلَدِ الْبَلَّوْلِ وَصَبْنِ الْبَشْرِيكِ
 ہمارے کہہ کر کیا باندی کا شریک ثانی نے اور اس سے وہی نہیں کی پھر وہ عاجز ہو گئی تھی جس نے اس کی اور باندی اول کی اس باندی ہوگی اور وہ اس سے ہونے شریک
 بَصْفَ قَبِيضَتِهَا وَيُصَفِّ غُفْرَتَا زَالُوْلُ الْبَلَّوْلِ وَأَنَّ كَحْبَتَهَا فَخَزَوْنَهَا أَخْلَفْنَا مُوَيِّسَا
 کیلئے باندی کی نصف قیمت اور اس کی نصف عمر کا ہر ایک اول کا ہر ایک اور اگر وہ اس نے کتاب کیا پھر ایک نے آؤ اور کر دیا اللہ ہونے کی حالت میں
 فَعَجَزَتْ حُصَيْنِ الْبَشْرِيكِ يَصِفُ لِيَمِينِهَا وَزَجَعَ يَدِ خَلْفَهَا غَبْلُ لَهْمَا ذُبُرُ أَخْلَفْنَا
 پھر وہ عاجز ہو گئی تو اس میں ہر ایک شریک کیلئے باندی کی نصف قیمت کا ہر ایک نصف باندی سے لے لے گا تمام ہے دیکھا ایک نے اور کیا
 ثُمَّ خَزَوْنَهَا الْأَخْرُ مُوَيِّسَا لِلْمُعْتَبِرِ أَنْ يَضْمَنَ الْمُعْتَبِقِ يَصِفُ قَبِيضَتِهَا
 پھر دوسرے نے آؤ کر دیا اللہ ہونے کی حالت میں تو ہر جتان لے سکا ہے معنی سے غلام کی نصف قیمت کا
 وَأَنَّ خَزَوْنَهَا أَخْلَفْنَا ثُمَّ ذُبُرُ الْأَخْرُ لَا يَضْمَنُ الْمُعْتَبِقِ
 اور اگر ایک نے آؤ کر دیا پھر دوسرے نے اور کیا تو معنی سے جتان نہیں لے سکا۔

تشریح لفظ : قولہ وان ذبیر الخ اور اگر ایک شریک نے وہی نہیں کی اور باندی کہہ کر دیا پھر باندی بدل کر ثابت سے عاجز ہو گئی تو
 تعبیر باطل ہو جائے گی۔ کیونکہ باندی کے غرض سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہی نہیں کی اور شریک ثانی کے حصہ کا اسی وقت سے مالک ہو گیا تھا
 جب اس نے وہی کی تھی تو شریک ثانی کا ہر کرنا فیر کی ملک میں ہوا تھا لہذا کہ تو یہ اپنی ملک میں ہوتی ہے۔ جس باندی اول کی ہم والد
 ہوگی۔ اور وہ شریک ثانی کیلئے باندی کی نصف قیمت اور نصف عمر کا خاص ہوگا۔ نصف قیمت کا جتان تو اس لئے ہے کہ وہ بذریعہ شتیا اور
 نصف باندی کا مالک ہوا ہے اور نصف عمر اس لئے ہے کہ اس نے شریک باندی سے وہی کی ہے۔

قولہ وان کتبھا الخ اور اگر وہوں شریکوں نے باندی کو کتاب کیا۔ پھر کسی ایک نے اس کا آزاد کر دیا اور آزاد کنندہ مالک ہے۔
 پھر باندی کتابت سے عاجز ہو گئی تو تمام صاحب کے نزدیک حق قابل تجزی ہے۔ تو نصف حصہ کو آزاد کرنا صحیح ہے۔ اور اس کی وجہ سے باندی
 کے عاجز ہونے سے دوسرے کے حصہ میں کوئی نقص نہیں آیا۔ لیکن جب وہ عاجز ہو گئی تو اس کے حصہ میں نقص ظاہر ہو گیا اور کسی
 صورت میں شریک ثانی کے لئے میں اختیار ہیں جبکہ وہ مالک ہو۔ ایک یہ کہ اپنے حصہ کو آزاد کرے۔ دوم یہ کہ ملک سے رعایت
 کر لے۔ سوم یہ کہ حق سے بھلاں لے لے اور اس نے تاوان لیا اختیار کیا ہے۔ تو حق تاوان لیکر باندی سے وصول کر لے گا۔

قولہ عبد الہما الخ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک تھا ان میں سے ایک نے اپنا حصہ بر کر دیا۔ اس کے بعد دوسرے نے اپنا
 حصہ آزاد کر دیا اور آزاد کنندہ مالک ہے تو ہر کرنے والے کو میں اختیار ہیں چاہے تو آزاد کنندہ سے ہر کی نصف قیمت کا تاوان لے
 کیونکہ حق کے آزاد کرنے سے اس کا حصہ فاسد ہو گیا۔ اور چاہے تو اپنا حصہ آزاد کرے اور چاہے غلام سے رعایت کر لے۔ اگر شریکین
 میں سے ایک نے پہلے آزاد کیا پھر دوسرے نے نہ ہر کر لیا تو اسے ہر کر صرف دو چیزوں کا اختیار ہوگا چاہے اپنا حصہ آزاد کرے چاہے غلام
 سے رعایت کر لے۔ حق سے تاوان نہیں لے سکا۔

محمد حنیف خاں صاحب

باب موت المکاتب وعجزه و موت المولی

باب مکاتب کی موت اور اسکے عجز اور آقا کی موت کے بیان میں

مَكَاتِبٌ عَجَزَ عَنْ نَجْمٍ وَهُوَ خَالٌ مُنْبِصِلٌ لَمْ يَغْضُوفُ الْعَالِمِينَ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالْأُغْضُوفُ وَطَسِيفَا
 مَکاتب عجز ہو کر قسط سے اور اس کو مان لے والا ہے تو اس کو مہاجر یہ ظہیرائے حاکم تھے وہ ایک روز عازر قرار ہے اور نہ کتب کج کرے
 اَوْ سِلْفُهُ يَرْضَاهُ وَغَاذَ أَحْكَامُ الرِّقِّ وَغَدَى بَيْدُهُ لِسَيْدِهِ زَانٌ مَاتَ وَلَهُ خَالٌ
 اس کا آقا اس کی رضا مندی سے کج کرے نہ بولت آجیکے غلامی کے دن کا نام اور اس کے پاس بودہ آقا کا سوکا کر وہ مر گیا اور اس کا چوہاں ہے
 لَمْ تَنْفَسُحْ وَنَوَافِئُ كَيْفَانِهِ مِنْ غَالِيهِ وَخُكَيْمٌ يَعْصِيهِ لِيْلِ الْجِبْرِ حَيَوِيَّةٍ وَانْ تَرَكْ وَلَدًا فُلِي بَحْثَانِي
 کتب ثابت نہ ہوئی بلکہ اور کیا جتنی کتابت اس سے ملے سے وہ علم کیا جائیگا اس کی آزادی کا آفرین سے میں اس لئے بچہ چھوڑا جیلاں کثرت میں
 لَاؤْفَاءُ سَمِعِي كَتَابِهِ عَلَيَّ نَحْوِيهِ فَإِذَا أَذَى خُكَيْمٌ يَعْصِيهِ وَغَدَى بَيْدُهُ قَبْلُ مَوْتِهِ
 یہ اور اور دواں ہنجر تھوڑے کشتی کے باب کی طرح سطور کی اداسگی میں جب وہ ذکر کرتے علم کیا جائیگا کہ آزادی کا اور اس کے آپ
 کی آزادی کا باب کی موت سے ہے۔

تشریح لفظ۔ قولہ مکاتب الخ ایک شخص نے اپنے غلام کو بلا قسط بدل کتابت اور کرنے پر۔ کاتب گرد یا غلام کسی قسط کی ادائیگی
 سے عجز ہو گیا تو گراں کو کہیں سے مال لے کر اس پر تو حاکم اس کے عجز کا فیصلہ نہ کرے بلکہ جس دن کی مہلت دے۔ مگر جن دن کے
 بعد بھی وہ قسط نہ دے تو اس کے عجز کا حکم کر دے۔ اور کہل سننے کی امید نہ ہو تو کسی وقت عجز کا حکم کرے کتابت شیخ کر دے۔ یہ تفصیل
 طرفین کے نزدیک ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ جب تک اس پر وہ شخص نہ پڑھتا کہ میں۔ اس وقت تک عجز کا حکم نہ کرے امام احمد
 ابن ابی حنیفہ ان میں عینا حسن بن عیسیٰ بھی اس کے قائل ہیں۔ دلیل حضرت علی کا قوس سے کہ جب کاتب پر وہ قسط چڑھے جائیں تو وہ غلامی
 کی طرف آ جائیگا۔ طرفین یہ فرماتے ہیں کہ سبب شیخی مکتب کا عازر ہونا تحقق ہو چکا اس لئے کہ جب وہ ایک قسط سے عازر ہے تو وہ
 شعور کی ادائیگی سے کہیں زیادہ عازر ہوگا۔ بخلاف وہ جن دن سے کتابت قبول ہوتی ہے۔

قولہ وان مَاتَ الخ اگر مکتب اداسگی بدل کتابت سے قبل اتنا ترک چھوڑ کر مر جائے جس سے بعد کتابت اور اس کے کتب تو ہمارے
 یہاں عقد کتابت صحیح نہ ہوگا جس کے ترکہ میں سے بدل کتابت اور اس کے ترکہ میں اس کی آزادی کا حکم کر دیا جائے گا اور ترکہ
 جو مال باقی رہ جائے وہ اس کے وارثوں کو ملے گا حضرت عطاء اللہ بن حسن بصری حسن بن حنفیہ محمد ابن سیرین حنفی اشعری عمرو بن دینار
 ثوری راویوں سب کا یہی قول ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ عقد کتابت شیخ ہو جائیگا۔ اور مکتب غلامی کجالات میں پایا سے جائیگا اور اس کا
 ترکہ آقا کو ملے گا۔ دلیل حضرت زید بن ثابت کا قوس ہے العکاتب عبدہ عاقبی علیہ السلام لا یورث ولا یورث " اس کو کہتی تھیں
 روایت کیا ہے کہ ان عزاؤں اور حضرت عائشہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور یہی ایک روایت حضرت عمر سے بھی ہے۔ ہمارے دلیل حضرت
 علی اور حضرت بن مسعود کا قول ہے جس کو سبیل اور عبد الرحمن بن زرارہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح: یہ مکتبی اس انگریز کا سر جائے اور صوبہ اور سوالی اب سر کی دلا میں پھنسا کر میں سوالی تم نہیں کسا اس کی ولایت کو ملتی چاہیے کیونکہ وہ غلامی کی حالت میں مر رہے۔ اور سوالی اب نہیں کہ لاء کو ملتی چاہیے کیونکہ وہ آزاد ہو کر مر رہے۔ اور بقاضی اس بچہ کی ولایت کو ملتی چاہیے کیونکہ وہ تو اس سے دیکھتا ہے کہ عاجز ۱۸۰۰ء میں ہو جائیگا۔ کیونکہ مولیٰ امر کو لاہور لائے اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا باپ (یعنی مکاتب) لڑکے کی ولایت اپنے مولیٰ کو پہنچانے کی قابلیت نہیں رکھتا اور یہ قابلیت نہ رکھنا آزاد نہ ہونے کے سبب سے ہوتا ہے۔ اور آزاد نہ ہونا بدل کی بات سے عاجز ہونے کے بغیر نہیں، وگرنہ اس لئے قاضی کے اس حکم سے اس کا عاجز ہونا ثابت ہو جائے گا۔

قولہ و اما ادی الخ اگر مکاتب نہ ہو اور صدقہ الخیرہ کا مال نہ ہو بدل کی بات میں وہ اور پھر بقایا بدل کی بات کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے تو آقا کے لئے بدل مل جائے ہو کیونکہ مکاتب بدل کی جتنی مکاتب لے وہ بدل بطور صدقہ لایا تھا اور آقا نے غلام آزاد کرنے کے عوض میں لیا ہے۔ حضرت بریلوی کے مکتوب کے اندر لکھا ہوا تھا کہ صدقہ ولادت ہدیہ الخ میں ہی طرک اشارہ ہے۔

قولہ وان جسی الخ غلام سے کوئی حمایت کی آقا کو اس کی ضرورت نہیں تھی اس لئے مکاتب کر دیا پھر مکاتب اور زر کی بات سے عاجز ہو گیا تو آقا کو اختیار ہے چاہے غلام اس شخص سے ہوئے نہ کرے۔ بعض کا اس پر فتوہ کر دیا۔ ہمارا چاہا ہے کہ قصور کا جبران دینے کی طرح اگر مکاتب نے کوئی حمایت کی ہو اور بھی موجب حمایت کا حکم نہیں کی کیا تھا کہ وہ بدل کی بات سے وہ ۲۲ ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر اس پر تادم دینے کا حکم ہو تو وہ پھر دوسرا مکاتب کی ادائیگی سے عاجز ہو جائے تو اب وہ وہن اس کے ذمہ رہیں ہوگا۔ اور اس مسئلہ میں اس کو فروخت کر دیا جائے گا لا اختلاف الحق من الرقیۃ الی نفسه بالقضاء۔

کتاب اللواء

یہ وہ کتاب ہے جس کی تفسیر کے بعد کتاب اللواء لکھا ہے۔ اس واسطے کہ لواء اور مال ملک واپ کے آثار میں سے ہے۔ اور کتاب الحق کے بعد اس لئے نہیں لایا تاکہ وہ جملہ نواہی حق کے بعد واقع ہو فان الکتابۃ من التواعد والاملاء ان سے ہے یعنی قرب و نزاد و ملاء۔ ولی الشی الشی۔ ایک شخص اور دوسری شخص کے ساتھ بلا فعل متعین ہوگی یا ملاء سے ہے جو لواء سے ہے نہ علت ہے یعنی نصرت و محبت اصطلاح شرع میں لواء اس شراکت کہتے ہیں جو آزاد کر دہ غلام سے یا عقد ملاء کی وجہ سے حاصل ہوا دل کو لاء و ملاء اور لاء و ملاء کہتے ہیں اور دوسری قسم کو لاء ملاء کہتے ہیں جس کا بیان آئندہ فصل میں آئے گا۔

لَوَاءُ لِمَنْ اَخْتَقَ وَلَوْ بِسَنِيْبٍ وَبَكَنْبِیْ وَاسْبِلِلَادٍ وَمِلْكٍ قَرِیْبٍ وَخُطُوْطِ السَّابِیَةِ لَعُوْا وَلَوْ اَخْتَقَ واما اس کے لئے ہے آزاد کرے کہہ۔ یا مکاتب یا مالہ کرنے یا قریب کے مالک ہونے کے بعد لواء سے ہوا لواء ملنے کی شرط نہ ہے اگر آزادانہ خاجلاً مِنْ رَزَاجِهَا الْفَرُّ لَا يَنْتَقِلُ وَلَاءُ الْاَخْصِيْ عَنْ مَوْلَايِ الْاَمَّ بَدَأُ فَاِنْ وَلَدَتْ بَعْدَ حَبْلُهَا دوسری جو ملے چاہیے شہر سے کہہ کہ کسی کا غلام ہے تو فصل تصدیق پھر کی لاء اس کے آزاد نہ ہونے کی شرط ہے اور اپنی آزادی کے بعد لا تَكْتَرُ مِنْ سَبْعَةِ اَشْهُبٍ فَوَلَا زَوْجَ لَعُوْلَى الْاَمَّ لَئِنْ عَقَلَ الْعَبْدُ جَوْ وَلَاءَ اَبْنِهِ اِلَى مَوْلَايِهِ مجاہد سے زیادہ میں اب بھی بچہ کی ولایت اس کے آزاد نہ ہونے کے لئے ہوگی اور اگر آزاد ہو یا غلام تو صحیح لے گا وہ اپنے بچہ کی ولایت اپنے آزاد نہ ہونے کے

ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنا نسب پر باور کیا ہے، وانفوی لا یعارضہ الضعیف۔

قوله والعصی الخ باپ دہش میں آزاد کرنا، ذوقی کا عزم پر مقدم ہونا، ہے اور مصعبات نسبیہ سے مؤخر ہونا ہے۔ پس اگر کسی نے عمام آزاد کیا اور عمام خال ہو بھی وغیرہ مجوز کر مگر کسی قوم کی میراث آزاد کنندہ کو ملے گی نہ کہ اس کی خال ہو بھی وغیرہ کو۔ اور اس نے آزاد کیا ہی کوئی اور مصعب جو آزاد میراث لائے اور جو کسی کو ملے گی نہ کہ حق کو۔ ذوقی لازم ہے کہ حق کے مقدم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب آپس میں سے تادم فرما کر آزاد کیا تو حضرت عقیل نے اس سے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر وہ مر جائے، اور کسی مصعب چھوڑے تو اس کا مال تجھے ملے گا۔ نیز حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ آپ میراث مولیٰ حاکم کو دے دیتے تھے نہ کہ وہی لازم ہو۔

فصل: أسلم رجل غلی بد رجلی زواله غلی أن یؤتہ ونفقن عنہ أو غلی بد غیرہ (اصل) اسلام لایا کوئی کسی کے ہاتھ پر اور اس سے مولا کی کہ وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے تادم بھی دیا گیا کسی اور کے ہاتھ پر اسلام لایا زوالہ ضیع وغفلہ علی مولاہ وإیلہ لہ ابن لم یکن لہ وارث زھو اجز ذوقی الا خدام اور اس سے مولا کی کہ صحیح بنادان اس کے مولیٰ ہوگا اور میراث بھی اس کے سے ہوگی اس کا کوئی وارث نہ ہو اور ذوقی ارحام کے بعد ہے ولکہ أن یبقیل عنہ إلی غیرہ بضعض من الآخر فانم یبقیل عنہ اور ذوقی مولیٰ سے اور جس طرف منتقل ہو سکے اس کی موجودگی میں جب تک کہ اس نے تادم نہ دیا ہو اس کی طرف سے ولکن للعتق أن یؤانی أحدًا ولقوائت بمرآة قولک نہ یبعھا بیہ آزاد کیا یا کسی سے مولا نہیں کر سکتا اگر مولا کی عورت نے بھر بی جا تو یہ عقد میں ملے کے باطل ہوگا۔

ولاء والواقہ بیان

تشریح لفظ: قوله فخص الخ ولا مولاہ کول مقدم کی بعد ازاں ہے اس واسطے کہ لام عمال ولا مولا سے قوی تر ہے۔ کیونکہ اس کا ثبوت بالا جماع ہے بخلاف ولا مولا کے کہ اس میں اشکال اختلاف ہے۔ نیز زمانہ عقائد ثبوت کے بعد اس کی کیا ہوئی۔ بخلاف ولا مولات کے کہ وہ باطل ہے۔

قوله واسلم الخ ایک شخص اس کے ہاتھ پر اسلام لایا اور اس سے مولا کی کہ میرے مرنے کے بعد وہ میرے کس مالی کار وارث ہوگا اور اگر مجھ سے کچھ حصہ ہو جائے تو اس کی طرف سے وصیت اور ترک کیا کسی اور کے ہاتھ پر اسلام لایا اور دوسرے مسلم سے بھی مولا کی تو تمہارے پاس یہ عقد صحیح ہے۔ اس صورت میں اس کو مسلم کے مرنے کے بعد وہ شخص اس کا وارث ہوگا۔ اگر اس کا

۱۔ البیہ بلا محض لان یاء من کل عرب ینکون ولا ولعوا لی اہم تعلقاً ۱۲

۲۔ لکن فی الہادیہ: بهذا لفظ ورد الحدیث: "اعرجہ" یعنی عن حق وان سحرک وورد من لایس: موقوفاً علیہم) ومن ای ضیعہ عن احمد بن عمرو: من قتله غیر من رامن سیرت وامن المیت وھذا والنحوی یفصل (ردۃ) ۱۲

۳۔ احمد سے عن عائشہ: یخول عن ابن عمر "مسلم عن ابی ہریرہ" ۲۰

۴۔ ابن حبان "طہ" حاکم "تہذیب" طہالی عن ابن عمر "طہ" عن عدی عن ابن ولعی "ابن عدی عن ابی ہریرہ" ۱

۵۔ مقدمہ مولا کا بیان آگے آئے ہیں۔

۶۔ لفظ: "داوس عبد الرزاق عن الحسن" ۱۶

۷۔ میراث ان میراث

قرآن و سنہی فعل غیورہ الخ اور اگر قتل نفس یا قطع عضو کی تہدید سے کسی مسلمان کو قتل کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس کو قتل کرنے کی رخصت نہیں اگر قتل کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ مسلمان کو کسی حالت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں۔ بایں ہر اثر اس سے قتل کرنا الا تو طر فہن سے نزدیک قصاص صرف مکروہ پر ہوگا۔ امام زفر کے نزدیک مکروہ پر ہوگا۔ کیونکہ قتل کا یہ جودہی سے ہوا ہے حقیقت بھی اور حسا بھی۔ نیز شریعت نے اس قتل کے حکم کو بھی ہی پر یہ قرار رکھا ہے۔ چنانچہ وہ گنہگار ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک قصاص مذکورہ پر ہوگا اور نہ مکروہ پر۔ کیونکہ حد کن وجہ مکروہ کی جانب مضاف ہے یا نہیں معنی کہ وہ مباشرت میں ہے اور نہ وجہ مکروہ کی جانب کیونکہ وہ حاملہ باعث قتل ہے تو جہتیں میں شبہ ممکن رہتا گیا لہذا ان میں سے کسی پر قصص نہ ہوگا بلکہ ان کے مال سے دیت دی جائے گی۔ اگر خلاف کے نزدیک وہ قتل سے قتل میں آیا جائے گا مکروہ سے اس لئے کہ وہ حاملہ مباشرت ہے اور مکروہ سے اس لئے کہ وہ حاملہ باعث ہے ولہذا من انصرکہ حاصل فیخص ولا یخص الغنائ لا لہ الا لہ کا شیعہ۔

قرآن و علی احتیاطی الخ اگر یہی کو طلاق دے یا الحام آزاد کرنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے طلاق دیدی یا الحام آزاد کر دیا تو اس سے نزدیک یہ امر واقع ہو جائے گا کہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے جس کی تفصیل کتاب طلاق میں گزری تھی ہے اب امتناع کی صورت میں مکروہ سے سلام کی قیمت نیچا کیونکہ اختلاف ہی کی طرف منسوب ہے۔ اور یہ ضامن چونکہ مطلق اختلاف ہے لہذا نصف قیمت کا ہمارا ہونہ دار اور طلاق کی صورت میں میری کا نصف ملے گا اگر اس نے بڑی سے شائستگی ہو۔ کیونکہ شوہر پر جو میرا واجب تھا وہ تحمل مشروط تھا بایں معنی کہ شاید فرقت صورت کی جانب سے واقع ہو جائے لیکن جب طلاق واقع ہو گئی تو میرا وہ کو ہو گیا جس اختلاف مال میرا کی جانب منسوب ہوگا اور میرا اس سے نصف میرا لے گا حقدار ہوگا لیکن اگر وہی کر دے تو مکروہ سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ اب میرا وہی کی وجہ سے نہ ہو رہا ہے۔

کتاب الحجر

هُوَ نَعْيٌ عَنِ النَّصْرِفِ فَوَلًا لَا فَعْلًا بِصَغِيرٍ زَوْفٍ وَخَنُونٍ فَلَا يَصْبَحُ فَتُصْرَفُ صَبِيٍّ وَغُلْبٍ

وہ دانا ہے قولی تصرف سے نہ کہ فعلی تصرف سے کم سنی یا تالی یہ دو لفظ ہیں کے باعث جس کی نہیں ہے اور غلام کا تصرف

بِلا اَذْنٍ وَبِلَى وَنَسَبٍ وَلَا تَصْرَفُ الْمُتَعَلِّقُونَ الْمُتَعَلِّقُونَ بِخَالٍ وَغَنٍّ عَقْدَ بَنَاهُمْ وَهُوَ يَنْقَلِبُ

ولی اور فاعل کی اجازت کے بغیر اور نہ بھونکوں مغبوب کا تصرف کسی صاحب میں اور جو ان میں سے عقد کرے اور عقیدہ وہ اس کو بگھاتا ہو

يُجَبِّئُهُ أَتَوَلَّوْهُ أَوْ يَفْضَحُهُ وَإِنْ ائْتَفَقُوا شَيْئًا ضَمِنُوا

تو ولی اس کو بانی رکھے یا فتح کرے اور اگر یہ ٹکٹ کریں کوئی چیز تو ضمان ہوں گے۔

تشریح الفقہ: قولہ کتاب الحج کتاب الاکراد کے بعد کتاب الحجر آ رہا ہے۔ اس واسطے کہ دونوں میں سلب اختیار ہوتا ہے مگر اگر اوپر حجر سے کسی نے یہ کیا کہ اگر آدمی سلب اختیار اس سے ہوتا ہے جس کے لئے اختیار بیع اور کال ہولہذا کرنا حق تقدیم ہے۔

قولہ هو منع الحج حجر (بالشک) لفظ مطلق روئے اور منع کرنے کو کہتے ہیں اسی سے حجر (بالکسر) منحل کو کہتے ہیں کیونکہ عقلی انسان کو افعال فیہ کے ارتکاب سے روکتی ہے۔ اصطلاح میں حجر اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو تصرف قولی سے روک دیا جائے نہ کہ تصرف فعلی سے تصرفات قولی نہ زبان سے متعلق ہوتے ہیں جیسے بیع و شراء اور ہب و غیرہ تصرفات فعلی جو افعال جو ادراج ہوتے ہیں جیسے قتل و اطلاق مال وغیرہ تو حجر جس صرف تصرف قولی ہوتا نہیں اور چنانچہ اگرچہ کسی کا مال تلف کرے گا تو ضمان واجب ہوگا۔

قولہ بعد الحج اسباب حجر میں ہیں لکن صغر عن ادم رقیۃ و ملکیت یعنی باندی یا غلام ہونا سوم خون دو جوای۔ بچہ قص احضار ہوتا ہے۔ اور بھونکوں صغر عن عقل یا غنہ اور نقصان کو کہیں بچکانے اس لئے حرمت میں ان کے تصرفات قولیہ غیر مستمر ہیں اور ملک کو حائل ہوتا ہے لیکن اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے آقا کا ہوتا ہے تو اس کے حق کی رعایت کے پیش نظر اس کا تصرف بھی غیر مستمر ہے سوائے معتق نے حجر کے صرف تین اسباب ذکر کئے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر یہ غلام اور دوانے کے علاوہ اور کوئی مجبور نہیں ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ عقلی ماہرین بزرگوں کو باطل جیسے سکھانہ اور طریقہ جاہل بزرگوں کو معتز اور ملک و داپلانہ ہوا اور چانور راہ پر جانے والا جو مفلس ہو یہ سب بھی مجبور و تصرف ہیں۔ جواب یہاں حصر اسباب حجر کے شرعی معنی کے اعتبار سے مقصود ہے اور عقلی ماہرین تعلیب جاہل اور مکاری مفلس پر بشرعی معنی صادق نہیں آتے لہذا صغر عن کور سے ان کا خارج ہو جائے صغر عن (جانس)

قولہ محال الحج بھونکوں محتلوپ یعنی وہ دوانے جو کسی اہل بیت میں نہ آتا ہو اس کا تصرف کسی حالت میں صحیح نہیں بیان ہوگا کہ اگر کوئی اس کا تصرف جائز رکھتے تب بھی صحیح نہیں کیا کہ وہ جو ان کی بدست تصرفات کا فی نہیں ہے۔ اور اگر وہ کسی دوانے کا ہوا ہو تو اس کی دوشہ ہوا اس کا غلام عقلی تیز کا سا ہے۔

تنبیہ: نہایت اور قایہ البرین میں ہے کہ جو شخص گائے ہوشیہ اور گائے دوانے ہو وہ ظلمی میٹر کی مانند ہے۔ اور زبانی میں ہے کہ وہ ناقص کی مانند ہے عقلی عیسیٰ نے دونوں قولوں میں تطبیق دینے ہوئے کہا کہ اگر ہوشیاری کا وقت میں ہو تو وہ عقائد کی حالت میں کوئی

فَصَلَّ فِي حُلَّةِ الْبَلَوُغِ: يَلْبُوُغُ الْعَلَامُ بِالْإِحْتِلَامِ وَالْإِحْتِبَالِ وَالْإِنْزَالِ وَإِلَّا فَتَحْتَى بِحَمَلٍ ثَمَانٍ عَشَرَ سَنَةً وَالْجَارِيَةُ
(اصل مدت ہر عرصہ ۱۸۔ کیا بالغ ہوا احتلام اور عذر کے لئے اور انزال سے ہوتا ہے اگر کینہ ہو تو جب اغارہ سال پر سے ہوجائیں اور لڑکی کا بالغ ہونا
بالخصيص وَالْإِحْتِلَامُ وَالْعِتْبَالُ وَإِلَّا فَتَحْتَى نِيَمَ سِتْعَ عَشَرَ سَنَةً وَيُقْتَضَى بِالْبَلَوُغِ فِيهِمَا بِخَمْسٍ عَشَرَ سَنَةً
نَحْوِ احْتِلَامٍ وَحَالِهِمْ سَنَةً هَكَذَا سَنَةً جَبَّ حَرْهَ سَالٍ يَوْمَ ۷۔ ہوجائیں اور فتویٰ دیا جاتا ہے دونوں کے بلوغ ہائیدہ سال کی عمر میں
وَأَذْنَى الْمَلُوقَةِ لِي خَلْفِهِ بِنَتْنَا عَشْرَةَ سَنَةً وَابْنِي خَقْلَهَا نَسْعَ سَبِينِ فَإِنْ زَالَهَا وَقَلَّ
اور کتر مدت لڑکے کے حق میں ہمد سال ہیں اور لڑکی کے حق میں نو سال ہیں اگر وہ قریب ابھورے ہو گئے
بَلَعْنَا مَصْلَقًا وَأَخْكَامَهَا أَحْكَامُ الْبَالِغِينَ۔

اور بولے کہ ہم بالغ ہو کر فتویٰ کی تصریح کیا گئی اور ان کے احکام بالغوں جیسے ہوں گے۔

تشریح الفقہ۔ قولہ فصل الخ مفرق چونکہ اسباب خبر میں سے ایک جب ہے جس کی ایک نہایت ہے تو اس کی انتہائیاں کرنا بھی
مفرور کی ہے۔ اس فصل میں ای کو بیان کر دیا ہے۔

قولہ بلوغ العلام الخ بلوغ سفیر اور فتویٰ میں سے کسی ایک سے ہوتا ہے (۱) احتلام یعنی خواب میں مجبوت کرنا اور منی کا خارج
ہونا (۲) احتبال یعنی کتر مدت کے بعد نہ ہونے کی حالت اور اس کو حاملہ کرنا (۳) انزال۔ ان چیزوں میں فصل و انزال ہے۔ کیونکہ احتلام بلا انزال غیر
معتبر ہے۔ نیز عورت بلا انزال حاملہ نہیں ہوتی تو انزال فصل معروف اور احتبال و احتلام اس کی علامات ہیں۔ بلوغ سفیر بھی نہیں اور میں
سے ایک ہوتا ہے۔ (۱) جنس (۲) احتلام (۳) فصل یعنی حاملہ ہو جانا اگر ان میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر عمر کا لحاظ ہو گا۔ یعنی
جب لڑکا اٹھارہ سال کا اور لڑکی سترہ سال کی ہو جائے تو بالغ ہونے کا حکم لگادیا جائیگا۔ دلیل یہ آیت ہے۔ وَلَا تَقْرَبُوا أُمَّهَاتِ الْبَنِينَ
الْأَبْنَاءِ هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْاَشْفَهَ اس میں شہد سے مراد بعض کے نزدیک ہائیس سال کی عمر ہے اور بعض کے نزدیک تیس سال
کی اور بعض کے نزدیک پچیس سال کی۔ حضرت ابن عباس سے غارہ سال کی عمر منقول ہے۔ امام صاحب نے ای کو لیا ہے کیونکہ نقل
اور قول ہے۔ پس احتیاط ای میں ہے۔ البتہ لڑکی چونکہ جند بالغ ہو جاتی ہے اس لئے اس کے حق میں ایک سال کم کر دیا گیا۔

قولہ ومعنی الخ در صورت عدم وجود علامات بلوغ صاحبین اور اکثر ثلاث کے نزدیک لڑکے اور لڑکی دونوں کے بلوغ کی مدت پندرہ
سال ہے۔ یہ ایک روایت امام صاحب سے بھی ہے اور ای پر فتویٰ ہے۔ جبر فتویٰ عادت غالب ہے کہ اکثر اوقات فتویٰ مدت میں علامات
بلوغ ظاہر ہو جاتی ہیں۔

قولہ وَأَذْنَى الْعِدَّةِ الخ لڑکے کے حق میں کتر مدت جس میں وہ بالغ ہو سکتا ہے۔ یہ ہمد سال ہیں اور لڑکی کے حق میں نو سال
ہیں اور فتویٰ مدت میں بلوغ کا دعویٰ کریں تو ان کا قول مسوع ہو گا اور ان کے احکام بالغوں کے احکام ہوں گے۔ شرح مجمع میں ہے کہ فقہاء کا
اس پر اتفاق ہے کہ اگر پانچ سال یا اس سے کم کی لڑکی خون دینے پر وہ جنس نہیں ہے اور نو سال یا اس سے زیادہ کی لڑکی خون دیکھے تو جنس
ہے۔ اور چھ سات آٹھ سال میں انساب ہے۔ کافی میں بعض حضرات سے منقول ہے کہ کتر مدت میں ہمد سال ہے۔ (مطلعا)

وَيُحِطُّ مِنَ الْفَسْلِ بَغْيِبٍ وَذِيْنَهُ مُصَلِّقٌ بِزُقْيِهِ يَنْتَاعُ بِهِ ابْنُ لُحْمٍ يَقْفُهُ مَسْنِفَةٌ
جواسے ملامت اور دھم اگر ملے گی عیب کی وجہ سے اس کا قرض جس کی ذات سے متعلق ہوگا کہ اس کے خوش میں چھوڑ دیا جائے گا کہ اس سے اس کی طرف
وَقَسَمَ نَسْنَةً بِالْحَضَرِ وَمَا نَقِيْ طَوْلَبٍ بِهِ بَعْدَ حَتْبِهِ وَبَسْجُورٍ بِخَبْرِهِ
اس کا آقا اور عہد میں کیا جائے اس کا حق حاصل کے مطابق اور باقی کا مطالبہ اس کی قادی کے بعد ہوگا اور وہ رک جاتا ہے اس کے رکنے سے
إِنْ غَلِمَ بِهِ أَكْثَرُ نَقْلِ مُؤَلِّهِ وَبَسُوبِ سَيْدِهِ وَجُنُوبِهِ زَلْعُوفُهُ مُرْقُذًا وَبَالِاقِي
اگر جان لیں اکثر بازار والے خود آقا کے مر جانے وچاوت ہو جانے مرے ہوکر دارالحرب چلے جانے سے مہنگام کے بھاگ جانے سے

ماذون کے احکام کی تفصیل

تشریح الفقہ: قولہ وینبذ الخ تصرف کی اجازت جس طرح نطق مرتع سے ثابت ہوتی ہے اسی طرح اذات حال سے بھی ثابت
ہو جاتی ہے مثلاً آقا نے اپنے غلام کو خرچہ و فروخت کرنے دیکھا اور خاموش رہا تو یہ اس کی طرف سے اجازت ہے غلام ماذون فی اختیار
ہو جائیگا تا کہ مال بچا ہو یا کسی بھی کا۔ صحیح کی ہو یا بیق فاسد (ہاں یہ حدیث دینی، قطعی، شرعیہ) البتہ اگر غلام اور امام زفر کے
یہاں سکوت مذکور سے اجازت ثابت نہیں ہوگی۔

قولہ فان اذن الخ اگر آقا نے غلام کو عام اجازت دی لیکن کسی معین چیز و کسی خاص تجارت کے ساتھ متفقہ نہیں کیا مثلاً پولی کجا کہ میں
نے تجھے تجارت کی اجازت دی تو خاص ہر قسم کی تجارت کا مجاز ہوگا۔ یعنی اس کے لئے خریدنا و فروخت کرنا وکیل یا کارکن لینا دینا رکھنا
اجرت پر لینا مضاربت کرنا دین یا غصب اور بیعت کا قرا کر کہ غرض تمام تصرفات جائز ہیں کیونکہ اذن مطلق ہے جو چند انواع تجارت
بلا لازم تجارت کو شامل ہے۔ نیز ہمارے نزدیک وہ خود تجارت پر بھی دے سکتے ہیں کیونکہ اگر وہ بھی اذن قبل تجارت ہے۔ اگر غلام کے
نزدیک اس کی اجازت نہیں ہے اور اگر آقا نے کسی خاص نوع کی تجارت کی اجازت دی تب بھی وہ اسے نزدیک وہ مجمع انواع تجارت کا
مجاز ہوگا۔ امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک صرف اسی نوع میں ماذون ہوگا جس کی اجازت دی ہے کیونکہ ان کے یہاں اذن اذات
وکیل ہے تو جس چیز کے ساتھ آقا نے خاص کیا ہے اسی کے ساتھ خاص ہوگا۔ اہل سے یہاں اذن ملک جبر و استعاضہ حق ہے جس کی تحقیق
شرع میں ضروری ہے البتہ اذات کسی خاص نوع کے ساتھ خصوص نہ ہوگی۔

قولہ وینبذ متعلق الخ عبد ماذون جو پدرین تجارت کے سبب سے واجب ہو اور جیسے بیع و شرا اور اجارہ و استاجارہ وغیرہ ایسے سبب
سے واجب ہو اور جو تجارت کے معنی میں ہے جیسے ربح و بیعت کا و دین اور اس غصب اور مالیت کا تاہم جن کا ماذون انکار کر چکا ہو یا جو وہ میر
جواز تحقیق کے بعد فریض ہوئی یا بعد کے ساتھ اہل کرنے سے واجب ہو اور ہر ایمان میں عبد ماذون کی اذات سے متعلق ہوگا اور اس کو ایسے
وین کے سلسلے میں فروخت کر دیا جائیگا تا کہ قرض خولہ کا نقصان نہ ہو اور اس کا حق قرض خود ہوں کے اور میں حصہ رسد تقسیم کر دیا جائیگا۔ ان
آمر آقا نے اس کا بیان اور کیا ہو تو فروخت نہیں کیا جائے گا۔

قولہ وینبذ متعلق الخ اگر آقا نے عبد ماذون کو کس تجارت پر قرا دے یا تو تمام گھروں میں جائے گا۔ بشرطیکہ اس کو اور اکثر بازار و دھول کو
اس کا علم ہو گیا ہو کہ عبد ماذون کے ساتھ معاملہ کنندگان کا ضرر لازم نہ ہے البتہ نقاش کے نزدیک بازار و دھول کو مسموم ہو یا ضروری نہیں اہم
یہ کہتے ہیں کہ اگر علم حاصل کے بغیر عبد ماذون کو گھور قرا دیا جائے تو وہ حجر کے بعد جو تصرف کرے گا اس کے دین کی ادائیگی آزاوی کے بعد
لازم ہوگی۔ گویا معاملہ کنندگان کا حق تو غیر ہو جائے گا جس میں ان کا نقصان ہے۔

لہذا وہ بیعت الیغ اگر عہدہ ذول کما تک سر جے بارادنی بختوں ہو جائے یہ سر نہ ہو کردار الحرب چلا جائے تب بھی عہدہ ذولن مجھ
ہو جائے گا خواہ نظام کو ان امور کا علم ہو گیا ہو یا نہ ہو یہ ہے کہ ان غیر لازم تصریف سے جو اس کی افلا کا بھی دوسری تھمیر کا جو ہر تھمیر کا
یہیں طرح اور تھمیر ملکیت ان کا ہونا ضروری ہے اسی طرح نظام بھی اس کا ہونا ضروری ہوگا اور مورد ذکرہ سے لیت ان مورد میں کوئی ایسا
قلام مجھ رہ جائے گا۔

لو کہ وہ بالا باقی الیغ اگر عہدہ ذولن مہاٹ جائے تو بھٹ جائیگی وجہ سے بھی وہ مجھ ہو جائے گا خواہ بازار والوں کو اس کا علم ہو یا نہ ہو
امام غیر اور امر خلافت کے نزدیک مجھ نہ ہوگا کیونکہ باقی شدہ ان کے انائی نہیں تو بقاء ان کے بھی معنی نہ ہوگا یہ یہ ہے کہ سخت
ان ملک مولیٰ اور اس کی رائے کے اعتبار سے ہوتی ہے اور نظام کے ہاں گئے سے ملک مولیٰ اور اس کی رائے میں کوئی تفریق نہیں یا بقاء امر کہ
یہاں سے مجھ نہ ہوگا یہ یہ کہتے ہیں کہ غلط کیا ہوگا کہ جانا اللہ جری ہے کہ نہ کہ قہا ہے سرکش اور فرمان غلام کے تصریفات سے عادت
راشئ نہیں ہوتے واللہ اعلم بالصواب واللہ لا الہ۔

وَالْأَنْحِلَابُ لَا يَنْفَذِيرُ وَضِعْنِ بَيْنَا بَقِيعَتُنَا لِلْفَرْعَاءِ زَيْنَ قَرٍ بَعْدَ خَبْرِهِ بِنَا
اور پانی کو اس طرح پالنے سے کہ وہ بر گئے سے اور خاص ہوگا ان کی وجہ سے ان کی قیمت کا فرق ہوں گے اگر امر کر لیا جائے یہ اور اس مال کا
فِي يَدِهِ صُحٌّ وَلَمْ يَمْلِكْ سَبْدُهُ مَا فِي يَدِهِ لَوْ أَخَاطَ زَيْنٌ بَعَالِيهِ وَزَفِينِهِ
جو اس سے پاس ہے تو صحیح ہے اور اگر نہ ہوگا اس کا آقا اس مال کا جو اس کے پاس ہے یہ جو وہ اس کا قرض میں کے مال اور اس کی ذات میں ہے
فَيَنْطَلُ تَحْرِيرُهُ شُعْبًا مِنْ كَسْبِهِ زَيْنٌ لَمْ يُحِطْ صُحٌّ وَلَمْ يَصْحَ بِنَعْمَةٍ مِنْ سَبْدِهِ إِلَّا بِجَنَلِ الْفَقِيصَةِ
ہوگا آقا اس غلام کو آزاد کرنا جو یہ ذولن کی مالی سے ہو اور اگر وہ مال میں ہو تو صحیح ہے اور بھی نہیں بچتا عہدہ ذولن کا یہ آقا کے ہاتھ کر ش قیمت
وَزَيْنٌ بَاعَ سَبْدَهُ مِنْهُ بِعَالِي قَبْلَتِهِ أَوْ أَقَلَّ صُحٌّ وَنَطَلُ الشُّعْرِ لَوْ سَلِمَ قَبْلَ قَبْضِهِ
کہ یہ تھا اور اگر یہ آقا نے عہدہ ذولن کے ہاتھ میں قیمت یا اس سے کم قیمت صحیح ہے اور باطل ہو جائے گا اس اگر وہ فردی میں قدر ہے یہ ہتھ پان اور کہ
وَالْهَ خَسَنُ النَّبِيْعِ بِالْفَتَنِ وَصَحِّ الْغَنَاءِ وَضَمْرُ قَبْلَتِهِ بِالْعَرْمَانِ وَطَوَّلَتْ مَائَتِي نَعْدَ جَنَفِهِ
اس کا صحیح کوئی کی جہ سے ہے عہدہ ذولن کو آزاد کرنا عہدہ ذولن ہوگا اس کی قیمت کا فرق ہوں گے اور سبیل ہوگا باقی قرض کی آزادی کے بعد
فَإِنْ بَاغَا سَبْدَهُ وَغِيْبَهُ الْمُشْتَرَى ضَمْنُ الْقَرْمَانِ النَّائِعِ قَبْلَتِهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ مَعِيْبَ
اگر یہ یا عہدہ ذولن کو اس سے آقا نے اور مشتری نے یہ کہ وہ تب کرنا ہے اس کے فرق ہوگا باقی سے اس کی قیمت پر اگر وہ دینی کر دیا میر کی جہ سے
وَجِيعَ بَقِيعَتِهِ وَغِيْبُ الْقَرْمَانِ فِي الْعِلَادِ أَوْ مُشْتَرِيهِ لَوْ أَجَارُوا النَّبِيْعَ وَاعْتَدُوا الشُّعْنَ فَإِنْ بَاعَ سَبْدَهُ
تو ان کے لے لیا گیا اس کی قیمت اور فرق ہوں گا ان غلام سے متعلق رہے یا مشتری سے لے لیا جائے تو یہ زمین اس کے لے لیا اگر یہ اس کے
وَاعْلَمَ بِاللُّغَمَانِ رَدُّ النَّبِيْعِ لِأَنْ غَابَ النَّائِعُ فَالْمُشْتَرَى لَيْسَ بِمُخَصَّمٍ لَهُمْ وَمَنْ قَدِمَ مَضْرُ
آقا نے قرض یا کر تو فرق ہوں گے اس سے لے لیا کر دینے کا اور اگر وہ تب ہو گیا تو مشتری دینی نہ رہے گا تو مشتریوں کا ایک خدمت میں

وَقَالَ أَنَا غَنِيٌّ زَيْدٌ فَاشْتَرَى وَبَاعَ لِرُمَّةٍ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ التَّجَارَةِ وَلَا تَبَاعُ خَلْفِي بِخَضِرٍ مَبْدُوءٍ
 آکر بولا کہ میں نہ بچا غلام ہوں مگر اس نے خرید و فروخت کی تو لازم ہوا چنانچہ اس پر ہر چیز تجارت کی مگر چھانچا جائیگا یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے
 فَإِنْ خَضِرَ وَافَقَ بِأَخِيهِ بَيْعٌ وَلَا لَا وَإِنْ أَفْزَنَ لِلصَّبِيِّ وَالْمَغْضُوبِ
 اگر وہ آکر اقرار کرے مہلت دینے کا تو چھوڑا جائیگا ورنہ نہیں اگر مہلت دینی چاہے یا کم مطلقے کو
 الْمُدَّيْنِ يَتَجَلَّى التَّبَيُّعُ وَالشُّرَاءُ وَبَيْتُهُ فَهُوَ بَيْنَ الشُّرَاءِ وَالْبَيْعِ عَمَّا لَعَنَهُ الْقَضَاؤُنِ
 جو خرید و فروخت کو سمجھو اس کے دلانے تو وہ خرید و فروخت میں محدود ازون کا سامنے۔

تشریح لفظ: قولہ والا مبیلا دایع ایک باندی یا زونہ تھی آقا سے اس نے وہی کی اور اس سے بچا ہوا آقا نے بچکا دعویٰ کیا تو باعدی
 اسکی اس جلد ہو گئی۔ اب وہ اعتقاد کیجیے۔ مگر انصاف پر جائے گی کہ وہ لڑائی نہ ہو رہی تھی اس کے نزدیک مجبور ہو گیا۔ کیونکہ اعتقاد
 اعتقاد ازون کے معنی نہیں۔ کیونکہ آقا علی ام ولد کو خودت کی اجازت دے سکتے ہیں تو یہ و بطریق اولیٰ منافی نہ ہوگی کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ام
 ولد عاقلہ پر وہ میں رہتی ہے۔ اور خرید و فروخت کے معاملے میں مالک اس کے لکھے اور لوگوں کے ساتھ اختلاف نہ کرنے سے راضی نہیں ہوتا تو یہ
 اس کے گھر ہونے کی دلیل ہے۔ پس اگر اعتقاد اس کے بعد ازون تجارت کی تصریح کہ نہ تو تجارت نہ ہوگا کیونکہ صراحت دلائل سے قوی
 تر ہے۔ اور اگر آقا نے مالک یا باندی کو دے کر دیا تو حدیث سے تجارت نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ کہہ دیا میں دیکھنے کی عادت نہیں ہے۔

قولہ وضمن بھا طبع ایک باندی یا زونہ ہے۔ اور اس پر اس کی قیمت کے برابر لوگوں کا دین ہے مالک نے اس کو ام ولد یا دے
 کر دیا۔ تو مالک اس کی قیمت کا ادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ قرض خواہوں کا حق باندی کی ذات سے متعلق ہو چکا۔ اور وہ اس کو فروخت کر کر حاصل
 کر سکتے تھے۔ اور جب مالک نے ام ولد یا دے کر دیا تو اعتقاد حق محض ہو گیا۔ کیونکہ ام ولد اور یہ بچہ کی بیع درست نہیں پس مالک نے
 اعتقاد اور حدیث کے ذریعے اس کا کل حق تلف کر دیا لہذا قیمت کا ناشائستہ ہوگا۔ لیکن اگر دین قیمت سے زیادہ ہو تو اس کا مطالبہ زانی کے
 بعد ہوگا۔ وحده الاضة الغلظة لا يضمن شيئا۔

قولہ وان الوالي عبد ازون نے محمد ہو چکے بعد اقرار کیا کہ میرے پاس جو بچہ ہے۔ یہ بچا اس کی امانت ہے یا مضبوط ہے یا
 دینا ہے تو مالک صاحب کے نزدیک اسے اقرار یا ضمانت ہے۔ پس وہ اپنے مقبوض مال سے دین وغیرہ دلا کر چکا۔ صاحبین کے نزدیک اور
 اگر غلط ہے نزدیک اقرار یا ضمانت۔ متفقہا تو اس میں کمی ہے۔ کیونکہ اقرار یا ضمانت ہونا تجارت کی اجازت کی وجہ سے تھا اور وہ جبر کی وجہ سے
 زائل ہو چکی۔ نیز وہی کمالی پر جو غلام کا قبضہ تھا وہی جبر کی وجہ سے زائل ہو چکا کیونکہ محمد کا قبضہ معتبر نہیں ہوتا۔ پس اقرار یا ضمانت نہ ہوگا۔ جب
 اقرار یا ضمانت یہ ہے کہ محنت اقرار یا ضمانت حقیقت قبضہ پر ہے۔ اور اس کا قبضہ ہر صورت ہائی ہے۔ لہذا یہ بھی اقرار یا ضمانت ہے۔

قولہ ولم يملك الف عبد ازون کے ذریعہ لوگوں کا اقرار نہیں ہے کہ وہ اس کے مال اور اس کی ذمت کو چھوڑے۔ تو کسی صورت میں جو
 مال دیکھتے ہیں وہ آقا کا مال نہیں ہوتا۔ پس اگر عبد ازون کی کمالی میں کوئی لڑکا ہو یا آقا کو کوئی لڑکا نہ ہو۔ تو آقا کا مال نہ ہوگا۔ یہ ایک آقا
 اپنے عاقلہ غلام کی کمالی کا مالک بطریق خلافت اس وقت ہوتا ہے۔ جب وہ اس غلام کی ضرورت سے غارغ ہو اور جس مال کو دین محیط ہے
 وہ اسکی حاجت میں مشغول ہے۔ تو آقا اس مال میں غلبہ نہ ہوگا۔ صاحبین اور اندر غلطی کے نزدیک آقا حاکم ازون کے مال کا مالک ہوتا
 ہے۔ تو اسکا اقرار کرنے سے غلام نہ کہراؤ نہ ہو جائے گا۔ اور آقا ہر اسکی قیمت لازم ہوگی۔ اور اگر وہ مالدار ہو اور غلام دست ہو تو ازون کے
 قرضہ مال از غلام سے تادان لے سکتے ہیں وہ کہراؤ کا سے۔ لے لے گا۔ اور اگر عبد ازون کا دین اس کے مال اور اسکی ذات کو چھوڑے ہو تو آقا کا

کتاب الغضب

هو: **اِنَّ الْيَدَ الْمُحْقِقَةَ بِاَيِّدِ السُّلْطَانَةِ فَلَا تَتَّخِذُكُمْ رَحِمُ الشَّيْءِ غَضَبٌ لَا تَعْلَمُونَ عَلَى اَنْتَ سَاطِ**
 وہ زان کر رہے ہیں۔ بعد از معاقدہ ہمارے کے ساتھ اس خدمت پر اور ساری پر ہوجو لانا غضب ہے نہ کہ غریب پر بیجا
 ونجبت رذ غیبہ فی حکان غضب ذو مینہ ان خلک وھو مینہ ورن انصرم المثل
 اور اس پر ہے۔ عید میں کسی کو وہیں کرنا غضب کی جگہ میں یاں کسی، اور وہاں کہ جتنی ہوا، جتنی ہوا اگر اس کسی چر کا ساتھ ہو جائے
 فقیئہ یوم الخسوفه واما لا مینہ فقیئہ یوم غضب

تو خسوف کے دن کی قیمت واجب ہے اور جس کا مثل نہیں ہے اس کی قیمت واجب ہے غضب کے دن کی۔

تشریح الفقہ۔ قولہ کتاب الخ جس طرح تھا تعریف عید، اور ان میں سے ہوتا ہے اسی طرح نقد تعریف ماصب بھی ان سے ہوتا
 ہے فرق یہ ہے کہ نقد تعریف ماصب دن ناسی سے ہوتا ہے اور نقد تعریف عید دن ان ناسی سے ہوتا ہے ماصب کے ماصب ماصب کے
 بعد کتاب الغضب آیا ہے۔ یہ ایک کجا ہے۔ کے بعد وہ دوسرے کے مال میں شرعی اجازت سے تعریف کرتا ہے اور ماصب بلا اجازت
 شرعی تو ان دونوں میں مزاجت غالب ہے مگر مصلحت نے کتاب دونوں کو مقدم کیا ہے اور کتاب الغضب کو آخر میں لے کر اہل شرع سے
 اور ان کی غیر مشورہ۔

قولہ هو الزاۃ الخ غضب اخذت میں کسی چیز کو زبردستی لے لینا ہے خواہ وہ چیز مال ہو یا غیر مال یا بغل غضب زوجۃ فلان
 وخبر فلان اصطلاح شرع میں غضب کی تعریف یہ ہے کہ "هو الزاۃ الید المحققة بالید البیططۃ" غضب حق دار کا بغیر
 دور کرنا اور ناسی نقد نہ لینا ہے۔ مصلحت نے یہی ذکر کیا ہے مگر یہ تعریف نہیں بالکل صرف حقیقت غضب کی طرف اشارہ ہے پوری
 تعریف یہ ہے "هو الزاۃ الید المحققة او تفصیر فعل داتیات الید البیططۃ فی مال منقہ و محرم قابل للقل بلاذن من
 له الاذن عنی سبل المجاہرۃ الخ" غضب محقق نقد ہے واحد فعل، بطریق نقد یعنی داران کی اجازت کے بغیر اکل یا یا تمس کرنا
 ہے ناسی نقد نہ لینے کے ساتھ ایسے یعنی اور مختصر سال میں جو مشکل آیا یا سکا ہو تعریف میں نقد ازالہ عام ہے حیثہ ہوا یا تمس۔ خلاصہ
 مثال جیسے سورج کا قتل و قتل اور عیت کا انکار کر دیا کہ انکار سے پہلے سورج کا بغیر ہوتا ہے اور جب سورج نے وہ عیت کا انکار کر دیا تو مالک
 کا بغیر حکم دار اکل ہوا یا غضب میں چونکہ مال کا اقتدار ہے اس لئے زائد غضب مضمون نہ ہونے کی وجہ سے ان میں ازادہ نہیں
 ہوتا (وہیائی) اور تفصیل کی قید سے تعریف میں شمولیت آگئی یعنی اگر کوئی شخص سارا یا جزا یا سورج سے مال چھین لے تو یہ مال کے
 بغیر مال کا نہیں ہے۔ مگر غضب کے وقت وہ مال مالک کے بغیر میں ہے ہی نہیں لیکن تعریف مذکور سے جو ہے بقدر صورت بھی غضب میں
 مال ہے بغیر کی قید سے دوسرے کے مال پر شوقنا خارج ہو گیا ہوا الا بالقوۃ فیہ لکن لا یفعل فی العید مال کی قید سے
 مردار اور ازادہ شخص خارج ہو گیا۔ کہ میں میں غضب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہ مال نہیں تقویٰ کی قید سے مسلمان کی شراب کھل گئی کہ نہ یہ
 مسلمان کے حق میں ہے اور مسلمان المستحق نہیں ہے مگر یہ مال کا غیر مال خارج ہو گیا کیونکہ اس کا مال محترم نہیں قابل مطلق سے
 غیر مستحق چیزیں زمین وغیرہ اکل گئی۔ کہ ان میں چھیننے کے نزدیک غضب ثابت نہیں ہوتا۔ بلا ان میں سے لایاں کے زائد وہ عیت اور
 عاریت سے اجازت ہے۔ کیونکہ ان میں کوئی مال نہیں بل تقویٰ سے محقق بغیر مال کا ہے۔ لیکن چونکہ مال کی اجازت سے ہوتا ہے اس
 سے غضب میں داخل نہیں ہے یہ ایک کجا بھی شامل ہے اس لئے کہ مال مالک کو کسی کا ملک نہیں ہوتا لیکن احادیث میں لازم

وَأَنفُذْنِي وَوَسِّعْ وَضْعَكَ بِلَا خَلٍّ ابْتِغَاءً قَبْلَ إِذَا الضَّمَامِ بَشِي وَطَيْحٍ وَضَعِي وَزُرْعٍ وَاقْتِحَادٍ سَبَبٍ
 ۱۰۰۔ اوجب میں تعریف کر کے فتح و مسرت لکھا اور ایک جہاز سے وہاں ملک القبا امارتوں سے مختار ہونے کا نئے نئے کوار بنانے
 اَوْ اِبْنَاءُ بَعِيْرِ الْمُضَرِّيْنَ وَبَسَاءُ عَلٰی سَخِيْبَةٍ وَلَوْ ذَنْبِجَ شَاةٌ اَوْ عَرَقٌ لَّوْمًا فَاحْشًا
 سب سے بڑی کے ساتھ ساتھ دیگر کچھ بھی بنا۔ زمانہ کی گولگی و لذت بنانے سے کہ خاصہ نے کوئی ذبح کر ڈالا۔ کچھ اہمیت پر ہر ڈالا
 حَسْبُ الْفَيْضَةِ وَنَسَبَةُ النَّمُصُوتِ اِلَيْهِ اَوْ حَسْبُ النَّمُصَانِ وَهِيَ النَّمُورُ الْبَسِيْرُ حُصْنُ تَقْضَانَةِ وَلَوْ غَرَسَ
 تو ایک قیمت وہاں کے لئے۔ اسی حُصْنِ بَسِیْر میں گویا سے باقیہ کا کہان سے لے کر غور و تحقیق میں خانانہ قصص کا ایک سرچشمہ کے
 اَوْ سَبِيْ اَوْ هِيَ اَوْ هِيَ الْغَبِيْرُ قُبْنًا وَرُوثٌ وَاِنْ تَقْضَبُ الْاَزْهَرُ بِالْقَلْبِ حَسْبُ لَه
 باہر سے بنائی اس میں دیکھیں تو کھانڈ کر دیکھیں ایک سردی یا نکل اور درختوں سے جوئی ہونے میں کہ دیکھنے سے تو سامنے بیگانہ ایک خاصہ کے لئے
 الْبَسَاءُ وَالْمُغْرَسُ غَفْلُوْا عَالِيْكُمْ لَوْ اِنْ حَسْبُ اَوْ لَسْتُ السَّوْبِقُ بِمُسْمِيْ حَسْبُ الْفَيْضَةِ ثَرْبٍ اَنْفِصُ وَبَسِلُ السَّوْبِقِ
 انگریزوں کی حدت اور راستہ کی قیمت کا کرکیر اور ایک لکھا ستھیں بھی دیکھ تو ایک خان کے لئے خاصہ سے مفید پڑے۔ دیکھنے سے تو کی قیمت کا
 وَاحْفَظْنَا وَغَرَمَ مَا يَازِذُ النَّصِيْعِ وَالشَّمْعِ
 یا پڑا اور ستر خود لے لے کر جو رنگ اور بھی سے بہت زیادہ بولی ہے اور خاصہ کو دیکھ لے

تقریباً اقلیدہ و الغصب النبیع نہیں کے نزدیک غصب کا تحقق صرف اشیا منقولہ میں ہوتا ہے لیکن اگر زمین کے کسی کی زمین پر
 قبضہ کر لیا اور وہ اس کے پاس کسی آفت یا زلزلہ سے ہلاک ہو گئی مثلاً سیلاب کے سب سے ڈوب گئی تو زید پر رضائے نہ ہوگا امام محمد کے نزدیک
 چونکہ غصب کا تحقق غیر منقولہ میں بھی ہوتا ہے اس لئے کہ زمین کے یہاں غنایں ہو سکتی ہیں اور زراعت کرنا بھی ممکن فرماتے ہیں امام ابو یوسف کا
 بھی یہاں پہلا قول ہے۔ جو یہ ہے کہ جب زید نے دوسرے کی زمین پر زراعت کر لیا تو احوال کا کہ قبضہ زائل ہو گیا کیونکہ بحالت واحدہ
 ایک قار و قیلول کا شیوع و احوال ہے۔ جس ازالہ و اختصار و اشیاء پر پہلے پڑ گیا تھا انسان کا کائنات حدیث میں ہے کہ "جو شخص کسی
 قریب لاشہ بھری زمین غصب کرے گا حق تعالیٰ قبر میں سے وہ اس کی زمین میں ساری زمین کا ملحق بائیکاٹ کر دے گا" صحیحین میں فرماتے ہیں کہ
 غصب کے لئے یہ یہ فقہاء روایات یا مسئلہ کے سر جو ساتھ میں مقصود میں خاصہ کا تعریف بھی ضروری ہے اور یہ چیز زمین میں
 متصور نہیں کیونکہ ازالہ یہ ملک کی صورت میں ہے اس کو زمین سے اٹھایا جائے اور خارج ہے نہ لانا تعریف فی المثل ہے نہ کہ تصرف
 فی المصنوع نہ ہی حدیث مذکور جو اس میں زمین پر غلبہ کا اطلاق ہوا ہے جیسے حدیث میں باع حوالہ میں فتح کر کے لئے مطلق
 ہوا گیا ہے والا نرم حق ایچ فی آخر کراچی میں زمین کے قول کی تعریف ہے لیکن یہی طرح کرنا لازمی طور پر وغیرہ میں ہے کہ باب
 جفت میں کوئی امام محمد کے قول پر ہے۔

قولہ وان امتلأ النبیع اگر غصب نے مقصود ہے۔ یہ کوئی مفاد حاصل کی مثلاً مقصود غلام تھا خاصہ۔ نے اس کو خرید لیا
 دے یا اور استعمال کی وجہ سے اس میں نقص آگے تو قصداً کا اطلاق اسے اور غنایں کے حدود جو کچھ غرضانی رہے اس کو غیرت کر دے اس
 طرح زمین مقصود یا روایت میں کوئی تعریف مثلاً اطلاق کو بیچ ۱۰۰ اور اس میں نفع حاصل نہ لانا مفاد غیرت کر دے (وجب کہ مقصود
 اور بیعت ایک ہی ہو) ۱۰۰ شدہ ہے سے متعین ہو جائے ہو یعنی اگر تمام اسباب یا دیگر طریق کے نزدیک ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اھدق

کا ضمن و ایسا کر دیا اور پھر اسے اپنی غفلت پر قرار دے گا۔ لہذا نہ یہ کہ وہاں اہل اعتقاد حبث بدعی الیہ اذادہ۔
 قولہ وانما مع الغضب الیہ ایک شخص نے کوئی چیز مثلاً غلام غصب کر لیا اور اس کو بیع کیا اور اس کے بعد مالک نے اس کا بیع کر لیا
 تو یہ غصب کی بیعت نہ ہو جائے گی۔ اور اگر غاصب نے اس کو آزاد کر دیا یا مالک نے اس کو بیع کر لیا تو صحیح عقد نہ ہوگا۔ وہ فرق یہ ہے کہ غاصب
 نے غصب کیا ہی نہیں ہے اور مالک کا بیع غاصب کے لئے کافی ہوئی ہے۔ غلام صحیح کھیلنے کافی نہیں ہوتا۔

قولہ وما غصب الیہ ایک شخص نے کسی کی باندی غصب کی اور اس کے بچہ پیدا ہوا تو ولادت کی وجہ سے اس کی قیمت میں جو
 نقصان کے کمال کا ہوا ان غاصب پر دیا گیا مگر یہ نقصان اس کے بچہ سے پہلے اس کی قیمت میں نقصان کے برابر ہوا اور اگر بچہ
 قیمت میں اس کے برابر نہ ہوا تو بچہ نقصان ہوا جائے گا اور باندی کے مالک کو یہی ہونے لگی۔ اور غاصب پر یہ کہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر بچہ کی
 قیمت انہیں روپیہ ہو تو چالیس میں سے کچھ بیع کر دینے جائز ہیں اور غاصب پر پندرہ کا ضمان لازم آئے گا۔ لیکن قیمت سے بچہ
 نقصان اس وقت ہوتا ہے جب بچہ زندہ پیدا ہوا اور نہ مرد (یعنی بچہ) نے نقصان کو پورا نہیں کیا۔

قولہ ولو دسی الفع غاصب نے غصب کیا۔ یعنی اس شخص کی مملکت میں داخل کیا۔ باندی، مالک کے پاس آکر
 ولادت کے لیے سب سے پاک ہوگی تو اس غاصب کے لئے ایک غاصب پر دیا گیا اس قیمت کا ضمان ہوگا جو غلام ہونے کے لئے دیا گیا۔ اس
 واسطے کہ سب نے غصب کی باندی غصب کی تھی اس وقت اس میں تکلیف ہونے کا کوئی سبب نہیں تھا۔ اور جب اس نے دلچسپی لی اس وقت
 اس میں سب تکلیف شفیق نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس کی تکلیف نہ ہوئی۔ صاحبین اور ائمہ نے اس کے لئے ایک قیمت کا ضمان نہ دیا۔ بلکہ نقصان اس کے
 ضمان ہوگا۔ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ سب تکلیف ولادت ہے۔ جس کا وجہ مالک کے یہاں ہوتا ہے۔ جس غاصب کی طرف سے باندی کی
 باندی کی تھی ہوئی۔ صرف اتنی بات ہے کہ غاصب نے اس کو غصب کر لیا یا لہذا غاصب کا ضمان ہوگا۔ اور اگر غاصب نے غلام غصب کر کے اس کو خود
 کر کے حل کر لیا۔ اس وقت میں دیکھ کر کیا اور ۱۰۰۰۰ اس کی وجہ سے اس کی ذمہ داری نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کو ولادت سے ضمانت غصب نہیں ہے۔
 محمد بن عمر بن کثیر۔

ولا یضمن العترة ونافع الغصب وغیر المسلمین أو غیرہ بالاختلاف وضمنوا نوا کان المذنب
 در ضمانت نہ ہوگا اگر ولادت کا غاصب چیز کے ذائق کا مسلمان کی شراب اور اس کے غریب و فقیر سے اور اگر شراب اور غیر ذائق ہو۔
 وان غصب من مسلم غصباً فخلل أو جلد مینہ فذبیح للفتا بک اخلط
 تو غاصب ہو کر غصب کی مسلمان کی شراب اور اس کو مکرر یا بار بار کی کمال غصب کی اور اس کو بابت دیدی تو مالک ان روپیوں کو مال
 وراثہ سزا دے بالذناغ وان اثلثتھا ضرر الخلل قطع ومن کسر بقرقا
 اور اگر وہ بخت سے بے رحم ہو کر اس کو کھائے اور غاصب نے اس کو کھانے کے لئے صرف مکرر یا بار بار کی کمال غصب کی اور اس کو بابت دیدی تو مالک ان روپیوں کو مال
 ان اراق سکر أو شفا ضیض وضح بیع حلیہ الاشباہ
 اگر اسے بھروسہ کی شراب یا شفا غراب تو غاصب ہوگا اور کچھ ہے ان چیزوں کی بیعت
 ومن غصب ثم ولید أو مدیونہ فضا لضرر یقینہ المذنب لا انه ولید
 جس نے غصب کیا اور ولید یا مدیونہ اور وہ مرعوب تو غاصب ہوگا۔ یہ کہ قیمت کا نہ کہ اس کی قیمت کا۔

اور طلب گزار نہ ہو تو پھر اس کے لئے جو حق معیشری شریک ہو اگر وہ بھی طلب نہ کرے تو پھر چار ملاحق کے لئے یعنی اس پر وہی کیلئے جو مشغوعہ مکان سے متصل ہو مثلاً ایک مکان اور دیگر مکان میں مشترک تھا ایک شریک نے اس کو غیر کے ہاتھ فروخت کیا تو حق شفعہ اور اشراک شریک مکان کیلئے ہوگا اگر وہ نہ تو اس کا حق شفعہ قائم ہو جائے گا اور اگر اس مکان کے حقوق میں بھی کچھ لوگ شریک ہوں مثلاً اس مکان میں کسی وقت ہزارہ ہوا تھا اور سب نے اپنا حصہ طبعہ کر لیا تو اگر راست میں یا شرب میں سب کی شرکت پائی ہے اور جس معیشری شریک نے حق شفعہ چھوڑ دیا تو حق شفعہ شریک حق بیع کیلئے ہوگا اگر وہ بھی چھوڑ دے تو حق شفعہ پر وہی کو حاصل ہوگا اصل شریک میں شریک شفعہ اور پر وہی سب کو حق شفعہ حاصل ہے مگر ترتیب مذکورہ امام ابو حنیفہ شریک معیشری اس میں بین علم خود مفسرین طحاوی اور ابن ابی شیبہ سب کا یہی مذہب ہے اور شرعی اور جہر شافعی میں ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ اور یہی معتبر ہے۔ نفس ثبوت حق شفعہ پر دلالت کرے اور انی احادیث ہم پہلے ذکر کر چکے۔ ترتیب مذکور کی دلیل یہ حدیث ہے "عن الشعی فی قال رسول اللہ ﷺ الشفیع الاولیٰ من اللہ العار والحق من العصب" اس میں غلط فہم شریک میں شریک ملاحق دونوں کو شامل ہے اس حدیث کو ہشام بن سفیر نے حضرت معمر سے روایت کیا ہے اور ابن معین نے ہشام بن سفیر کی توثیق کی ہے حضرت ابو حاتم رواتے ہیں کہ ان کی حدیث میں کوئی مضاف نہیں ہے۔ لیکن یہ حدیث مرسل صحیح ہے اور مرسل حدیث ان کو اہل علم کے نزدیک حجت ہے۔ نیز حضرت شریک سے مروی ہے "قال الغلیط الحق من الشفیع والتقی العار والجار من موافق" حضرت ابراہیم ثمالی سے مروی ہے قال الشریک الحق بالشفیع قال لم یکن شریک قال العار والغلط الحق من الشفیع الحق من موافق"۔

حدیث مرسل صحیح آثار مذکورہ دلیل مقبول ہے کہ تینوں فقہاء میں یہ ہم ترتیب ہے۔ اور مختلفہ تین بھی ممکن ہے کیونکہ سب حق شفعہ اتصال ملک ہے خود اتصال شرکت کے سبب سے ہو یا یہ تنگی کی وجہ سے ہو نیز شفعہ کی حکمت یہ ہے کہ اگر وہی کسی شخص کی مسابغی سے تکلیف نہ پائے اور یہ حکمت تینوں فقہوں کو شامل ہے۔ البتہ میں ملک میں شرکت سب سے قوی سبب ہے لہذا وہ سب سے مقدم ہے۔ مخرج کے حقوق میں اتصال اور اشراک تو ہی ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کی شرکت ہے۔ اس کے بعد اطلاق جوار کے اتصال سے جو حق شفعہ ہے وہ دوم و سب پر ہوگا۔

فولہ کالشراب المیع شریک حق بیع کیلئے شفعہ قوی ہے لیکن اس وقت جب طرفین خاص یا شرب خاص ہو شرب خاص وہ ہے جس میں کشتیاں وغیرہ نہیں چلتیں بلکہ وہ مخصوص زمینوں میں پانی دینے کیلئے ہیں۔ لیکن جو لوگوں کی آراضی اس غیر سے شرب ہوتی ہیں وہ اس شرب میں شریک ہیں اور جس نہر میں کشتیاں وغیرہ چلتی ہوں وہ شرب عام ہے اور جس لوگوں کی کشتیاں اس سے شرب ہوتی ہیں ان کی شرکت شرکت عام ہے۔ ان میں سے کسی کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ خاص و عام شرب کی یہ تعریف طرفین کے نزدیک ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک شرب خاص وہ غیر ہے جس سے بہت سے بہت دو شین باغات پہنچے جاتے ہوں اور اگر چار یا اس سے زیادہ پہنچے جاتے ہوں تو وہ شرب عام ہے۔

فولہ لہذا المیع شریک وجہ شفعہ جوار ملاحق جوار میں یعنی وہ پر وہی ہے جو مشغور مکان سے متصل ہو جس کی حقیقت اور پرگزرجی سارہ نماز اور اذان اور اذان کے نزدیک جوار کی وجہ سے حق شفعہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے شفعہ ہر اس زمین میں فرمایا ہے جو تقسیم نہ کی گئی ہو۔ اور جب مدینہ کی ہوئی اور راستہ چھوڑ دیے گئے تو شفعہ نہیں ہے۔ "بہنزل شفعہ خلاف قیاس ہے کیونکہ جس غیر کے لئے پانی کی رضا مندی کے بغیر ملکیت حاصل کرنا ہوتا ہے اور خلاف قیاس چیز اپنے سود و تک و اذی ہے۔ اور شرعی مورد غیر متعلق جاکہ اس سے جراحہ تقسیم نہ ہوئی اور لہذا جوار کو اس پر قیاس نہیں کر سکتے۔ لہذا دلیل اور متعدد احادیث ہیں جن میں شفعہ جوار کی طرف اشارہ ہی نہیں بلکہ سر راست ہے مثلاً العار والحق بسفہ وغیرہ ہا امام شافعی وغیرہ کا مسئلہ اسوالت تو اس میں علی الاطلاق شفعہ جوار کی نفی نہیں بلکہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہزاروں کے بعد اس کیلئے شیعہ شرکت نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اس میں شیعہ کی نفی وجود امرین کے بعد ہے ایک صرف حق و باطل کا تقابلی مسئلہ ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ صرف طریق سے پہلے شیعہ ہے۔ اور یہ نفی حضرت جبریل علیہ السلام کے بعد ہے۔ "بشعۃ یسطرہ ان کان غائباً انما کان طریقہما واحداً" کے باطل مطابق ہیں۔ اور اس روایت میں "اعمال الشیعۃ" ہے اس میں بعد ان نفی تصدیق بلکہ مطلب یہ ہے کہ اہل شیعہ ہی میں نصرت ہے کہ شیعی کو اکثریت میں حاصل ہو چکر شریک مٹا ہے۔ ہر شریک جو اسے جیسے اخصرت۔ چھٹے کی نسبت فرمایا گیا "اعمالہ منہ" (آپ صرف ڈرانے والے ہیں) حالانکہ آپ مومنوں کو بتا رہے تھے۔ دسے والے بھی ہیں۔ ہر شیعہ ہمارے ساتھ ہے تمام اہل بیت اپنی صراحت اور گوہر پر رقی ہیں اور کوئی ایک دوسرے کے خلاف نہیں رہتی۔ ہر شیعہ کو خلاف قیاس کہنا بھی سبب حق ہے۔ اس واسطے کہ غیر متصور ہو کہ اس میں شیعہ کے حق سے شیعی کو اپنے کا علم اسلئے ہے کہ وہ اپنی خود پر حملی ہوئی ہوئے سے ضرور نہ ہو جو متعلق قیاس کے ہیں مطابق ہے اور یہ چیز جو کہ صورت میں آگئی، وجہ ہے کہ وہ جب پڑوسی سے ملک حاصل ہوگئی کہ جو کہ ضرور ہو رہے تھے۔ اب وہ ضروری دوسری صورت میں ایک یہ کہ جس طرح مشتری نے وہ مکان خریدے اب اسی طرح پڑوسی کا مکان بھی خریدے اور یہ کہ پڑوسی کو حق حاصل ہو کہ وہ خریدے ہوئے ہندو کو لے لے لیکن چند پڑوسی اصل ہے اور مشتری نے دینا اور شریعت نے اصل کو خریدی ہے لہذا اصل ہی کو اس کا حق خرید ہوا جائے گا۔ اگر مشتری پڑوسی کا مکان خریدے گا تو وہ خود ہندو کے حق میں یہ خرید ضرور ہوگا کہ وہ اپنے دانا کی جائیداد کو جانے سکونت سے نکال دیا جو اس طرح سے اسے شریعت نے اس کو اختیار دیا ہے کہ وہ فروخت شدہ مکان کو حق شیعہ کی واسطے لے لے تاکہ وہ پڑوسی کے ضرر سے محفوظ رہے۔

قولہ وواضع الحدود اللہ دیوار پر کزیاں رکھتے والا یا مکان کی دیوار پر کزیاں رکھتے ہیں شریعت ہونے والا شریعت کا شیعی نہیں ہوتا بلکہ شیعی جو ہوتا ہے کیونکہ شیعہ شرکت کو غیر متعلق میں ہوتا ہے اور کزیاں متعلق ہیں اور کزیاں رکھتے سے مکان میں شریعت نہیں ہو جاتا اس لئے اس کو شیعہ شرکت حاصل نہ ہوگا جس کو کوئی شخص مکان میں راستے کا شریک ہو اور دوسرے شخص کی کزیاں اس کی دیوار پر ہوں تو شریعت ماہم مقدم ہوگا۔

غلی غفد الزؤس بالنیع ونسجیو بالاشیاد ونفلیک بالانحد بالانجی او فضاء الفاضی
شیعوں کی نفی کے موافق یہ ہونے پر اور مستحکم ہو چکا ہے کہ وہ قائم کر لینے سے اور علی ملک میں آج بھی ہے رضائے یا قضاء فیض سے

تشریح الفلک: قولہ علی غفد الزؤس بالنیع ونسجیو بالاشیاد ونفلیک بالانحد بالانجی او فضاء الفاضی
اور میان شیعہ شمار افراد کے موافق ہوگا اور اخذ فی اہلک کا اعتبار نہ ہوگا۔ امام شافعی کے یہاں مقدار اہلک کے طوائف سے ہوگا، ایک مکان میں آدمیوں میں اس طرح مشترک ہے کہ ایک کا نصف ہے دوسرے کا تہائی غیرے کا پچاسوا اور صاحب نصف نے اپنا حصہ فروخت کیا تو امام شافعی کے نزدیک مبیعہ جس میں اختلاف کا حکم ہوگا بقدر اہلک یعنی دو تہائی ٹکٹ والے کو ملے گا اور ایک سوا والے کو اور اگر صاحب سوا نے اپنے حصہ فروخت کیا تو اس کا حکم ہوگا یعنی تین نصف والے کو ملے گا۔ اور دو ٹکٹ والے کو اور اگر صاحب ٹکٹ نے اپنا حصہ فروخت کیا تو اس کا حکم ہوگا۔ یعنی تین نصف والے کو ملے گا۔ اور ایک سوا والے کو۔ اور یہاں دونوں شریکوں میں برابر نصف نصف کا حکم ہوگا۔ ملک کی نفی کی نفی کا اعتبار نہ ہوگا۔ امام شافعی پر فرماتے ہیں کہ شیعہ کا قائم یہ ہوتا ہے کہ عدلیت کے لئے اندھنوں میں لہذا حق شیعہ ملکیت کی مقدار کے لئے ہونا ہوگا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جب شیعہ ملکیت کا معنی کے ساتھ متعلق ۲۰ ہے تو یہ عمل ملکیت متعلق ہونا پڑتا تو

مستحقین شفعہ خواہ سبب شرعی یا سبب شرکت حق۔ سبب حق جو اس سبب ایک ہی جہت سے شفعہ کے مستحق ہیں تو شفعاتی شفعہ میں سبب ہونا چاہیے۔

قولہ **دالیع** اجمع یا نہ واجب سے متعلق ہے مطلب یہ ہے کہ شفعہ کا ثبوت عقد بیع کے بعد ہوتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کا ثبوت بیع کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ حق شفعہ کا سبب عقد بیع نہیں بلکہ انتقال ملک ہے۔ وہاں یہ سوال کہ عقد بیع سے پہلے سبب شفعہ یعنی انتقال رہنے کے باوجود حق شفعہ کس میں حاصل ہوا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جو سبب حق شفعہ کا سبب تھا انتقال ملک ہی ہے لیکن اس حق کے لینے کا سبب عقد بیع ہے اس کی تعلیم نما اور ذکر کا دفعہ ہے کہ اس کا وجوب تو امر ربی عز اسمہ سے ہے لیکن وجوب ادا کا سبب وقت ادا ہونا ہوتا ہے۔ عقد بیع کے بعد حق شفعہ حاصل ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وجوب شفعہ اس وقت ہوتا ہے کہ سبب مالک اپنی ملک سے بے رغبت ہو جائے اور اس میں جو ملے سے دفعہ دفعہ درجہ آؤ اور اگر اندیشہ ہو کہ کسی کے بعض پر ظاہر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کسی نے شفعہ کو خواہی یا فعل یعنی فروخت کرے یا غرضی کی دلیل ہو اس لئے ہر ہی دفعہ کرے شفعہ حق شفعہ میں ہر گاہ۔

قولہ **وہو** اجمع ثبوت تو بیع کے بعد ہی ہوتا ہے۔ ہر اس میں معتقد اور استحکام اس وقت ہوتا ہے جب بیع کی خبر ملے یا یا غیر اس شخص میں بخیر یا بکفر طاب شفعہ پر مولوں کو کولو بائ کے تم لوگ واہو کہ میں نے اس مکان میں شفعہ طلب کیا ہے۔ اگر اس شخص میں شفعہ طلب نہ کیا تو شفعہ باطل ہو جائے گا کیونکہ سبب بیع کی خبر ہونے سے اس کو بائ کے کہے بشی تا ہر دو کو تو اس کو کورانی رغبت کا اظہار کر دیا جائے۔ وہ یہ رغبت طلب شفعہ پر کولو بائ لینے سے ظاہر ہوتی۔ نیز کولو بائ اس لئے بھی ضروری ہے کہ کسی وقت اس کو نہ کسی سے یہاں طلب شفعہ نہ کرنے کی ضرورت ہوگی اور اس کے ثبوت میں شہادت کی ضرورت پیش آئے گی۔

باب طلب الشفعة والخصومة فيها

باب شفعہ طلب کرنے اور اس میں خصوصیت کر تیکے بیان میں

فان غلب الشفع بآئع انشہد فی مخصبہ علی الطالب ثم علی الیاع لم فی بدہ او علی المفسونی
 اور اگر سبب شفعہ کر تو رنگی کا تو کولو کرے۔ اسی شخص میں طلب شفعہ پر ہر بائ پر اس کے بعد میں ہر یا مشتری پر
 او عبد البطار ثم لا نسقط بالتجیر فان طلت عند القاضي سال المدعی علیہ
 یا میں نے یہاں اس کے بعد ساتھ نہ ہوا شفعہ جائز ہے جس اگر سبب کرے تاہی کے پاس تو سوال کرے تاہی مایہ
 فان اقر بملک ما یشفع بہ او نکل او نوزن الشفع
 اور اگر اس نے زمین کی ملک کا جس کے باعث وہ شفعہ چاہتا ہے یا انکار کرے یا شفعہ میں قائم کرے
 سالہ عن المشاء فان اقر بہ او نکل او نوزن الشفع فسی بہا
 تو دیکھ کر یہ نے متعلق اور وہ آزاد کرے یا انکار کرے یا شفعہ میں قائم کرے تو کسی اس کا حکم کرے۔

تشریح الفتا: قولہ **باب** اجمع ثبوت شفعہ کے سبب یہ وہ وقت ہے اس لئے یہاں اس کی کیفیت اور تصریح بیان کر رہا ہے۔ وہ سبب شفعہ میں شفعہ لینے میں جس کو طلب کرنا ہے۔ اس سے پہلے کہ ظاہر ہو تو اپنا شفعہ عدت کرے اس کو طلب وہاں کہتے ہیں۔ وہاں یہ کہ طلب سبب کے بعد بائ پر ہوتا ہے۔ اس میں اس کے بعد میں ہر یا مشتری پر تو کولو بائ کرے یا نہیں ہے۔ پس کولو بائ کرے۔ اس

قوله وان اتعاف منها الخ مشتری نے اول مکان کا کچھ حصہ (مثلاً دو سال حصہ) ایک مہینہ میں (مثلاً پانچ سو روپیہ) کو خرید لیا اس کے بعد باقی مکان خرید یا تو بڑی کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ میں ہو گا اور باقی مکان مشتری کا ہو گا کیونکہ مشتری خرید اول سے بائع کا شریک ہو گیا اور شریک حق شفعہ میں مساویہ پر قدم ہوتا ہے۔

قوله وان ابتاعها بنعم الخ ایک مکان کی قیمت سو روپیہ ہے۔ مشتری نے اس کو پڑا دو روپیہ میں خرید لیا تو پھر مہینہ کے عوض میں بائع کو اس کی رضا مندی کیساتھ کپڑے کا ایک تھان دیا یا تو شفعہ اگر چاہے تو بڑے کے عوض میں لینا پڑے گا نہ کہ اس تھان کے عوض میں کیونکہ مکان کا عوض وہی پڑا دو روپیہ میں ہو گا بڑے کے عوض میں تھان دینا دوسرا عقد ہے۔

قوله ولا يكره الخ ایسا تدبیر کرنا جس سے شفعہ منقطع نہ ہو گئے سکے دو قسم ہو رہے ایک جملہ استعاضہ شفعہ اور ایک جملہ دفع ثبوت شفعہ سو ثبوت شفعہ کے بعد اس کو ساتھ کرنے کیلئے چند کتاب میں کے نزدیک مکر وہ ہے۔ مثلاً مشتری نے ایک مکان خرید کر شفعہ سے کہا کہ تو یہ مکان مجھ سے خرید لے اور یہ اس لئے کہا ہے۔ اگر خرید کا ارادہ کرے گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ خرید پر اتمام کرنا شفعہ سے اعراض کی دلیل ہے۔ تو یہ جملہ استعاضہ والا تدبیر مکر وہ ہے۔ دوسری صورت میں یعنی یہاں جملہ کرنا جس سے شفعہ ثابت نہ ہو تو امام محمد کے نزدیک یہ بھی مکر وہ ہے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکر وہ نہیں اور باب شفعہ میں فتویٰ امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ سراجہ میں ہے کہ جملہ کا جواز اس وقت ہے جب مساویہ کو اس کی ضرورت نہ ہو۔ وامت حسنہ معنی الانصاف شرع و کتاب میں ہے کہ شفعہ کی ضرورت دفع ضرر جوہر کیلئے ہے۔ جو اگر مشتری ایسا شخص ہو کہ اس سے بڑیوں کو ضرر ہوگا استعاضہ شفعہ کا جملہ کرنا حلال نہیں۔ اور اگر مشتری نیک مرد ہو تو شفعہ صحت ہو جس کی ہر مانگی جائیداد ہو تو ملکہ حلال ہے۔ جمع زکوٰۃ کے جملہ کی صورت یہ ہے کہ جس مال میں زکوٰۃ واجب ہو دو سال گزرنے سے پہلے چھوٹے فراڈ کو بڑے بڑے یا سال گزرنے سے پہلے اسی مقدار خرید کر لے جس سے پورا انصاب باقی نہ رہے۔ امام محمد کے نزدیک یہ جملہ مکر وہ ہے۔ امام ابو یوسف کے نزدیک مکر وہ نہیں۔ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے۔ شرح وقایہ میں ہے کہ یہ جملہ نہایت شفعہ ہے کیونکہ اس میں بخل اختیار کرنا اور فقیروں کا زکوٰۃ قطع کرنا ہے اور وعدہ مانع حق میں داخل ہوتا ہے۔

قوله وَاخذ حط البعض الخ صورت سنا یہ ہے کہ چند لوگوں نے ایک زمین خریدی اور فروخت کرنے والا ایک ہے تو خریدہ لوگوں کے شمار کے موافق اخذ شفعہ ہو گا اور شفعہ کے لئے جائز ہو گا کہ کسی ایک خریدار کا حصہ لے اور باقی چھوڑ دے۔ اور اگر فروخت کرنے والے چند لوگ ہوں اور خریدار ایک ہو تو اخذ شفعہ متعذر نہ ہو گا بلکہ شفعہ یا تو پوری زمین لے گا یا پوری کو چھوڑ دیا۔ یہ فرق یہ ہے کہ اس صورت میں خریدار پر عقد کی تفریق لازم آئی ہے۔ بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ اس میں شفعہ ایک مشتری کے خاص مقام ہے۔

قوله وان اشترى الخ ایک شخص نے غیر مقوم مکان کا نصف حصہ خرید یا پھر بائع سے تقسیم کر لیا تو شفعہ دو بار دیکھ کر اے کا مقدار نہیں بلکہ مشتری سے حصہ لے گا جو اس کو تقسیم ہے حاصل ہوا ہے۔ خواہ تقسیم بطریق رضا ہو یا بظریعہ شفعہ۔ نیز حصہ شفعہ کی جانب میں پڑا ہوا یا نہ پڑا ہوا البتہ امام صاحب سے ایک روایت ہے کہ شفعہ اسی حصہ کا جو اس کی جانب میں پڑا ہے اگر پہلی صورت مذکوریت اسح ہے۔

کتاب القسمة

جی جُغُغْ نَصِیْب شَائِعِ فِی مَغْنِی
وہ لکھا کرتا ہے اس حصہ کو جو شائع ہو مبین چیز میں

تشریح الفقہ: ہر ایک کتاب الفی قسمت اور شفعہ دونوں حصہ شائع کے ساتھ میں سے ہیں۔ کیونکہ شفعہ کو قوی ترین مہربان شریعت ہے۔ اور شریعت میں سے ہر ایک یا تو بلا عداوت دوسرے سے جدا ہوتا ہے تو وہ اپنا حصہ فروخت کر ڈالتا ہے جس کے سبب سے شفعہ واجب ہوتا ہے یا اپنی ملک باقی رکھتے ہوئے دوسرے سے جدا ہوتا ہے تو وہ فروخت کے بغیر اپنا حصہ لیتا ہے تو تقسیم کی ضرورت واقع ہوتی ہے۔ اس مناسبت سے شفعہ کے بعد قسمت کے مسائل ذکر کر رہا ہے جو فہم القسمة لان بقاء ماکان علی ماکان اصل۔

قولہ فی القسمة (پھر لکھتا ہے) اصل میں تقسیم کرنے اور باقی رکھنے کے لیے اس طرح تقسیم ہے۔ عام ہے۔ جیسے وہ فقہ اسے اور اس وقت اس کا نام ہے۔ لہذا میں تقسیم کرنے اور باقی رکھنے کے لیے اس طرح تقسیم ہے۔ اس طرح شریعت میں قسمت ایک شخص کے حصہ شائع ہوا ایک شخص کے حصہ کو تقسیم کرنے کے لیے لکھتے ہیں مثلاً ایک مکان میں شریکوں میں شریک ہے تو ہر شخص کا حصہ ملے۔ مگر اس مکان کے ہر جزو میں شائع ہے اور جب ہر جزو تقسیم اس کے لئے کر دئے گئے تو ہر شخص کا حصہ اس مکان کے خاص خاص جزو میں ملے گا جیسا کہ تقسیم میں ملے گا۔

وَتَشْتَجِلُ عَلَى الْإِفْرَاقِ وَالْمُبَادَلَةِ وَهَذَا الظَّاهِرُ فِي الْمَجْلِيِّ فَيَأْخُذُ خِطَّةَ خَالٍ غَنِيَّةٍ ضَاحِيَةٍ
اور مشتعل ہوتی ہے حصہ کے ہمارے ہر جزو پر اور مبادلہ اور افراق اب ہوتا ہے جس جزو میں میں لے سکتا ہے اپنا حصہ دوسرے کی اہم جو ہوگی میں

وَهُيْ فِي غَيْرِهِ فَلَا يَأْخُذُ وَيُخَيَّرُ فِي مُتَجِدِّ الْجَنَسِ عَبْدٌ طَلَبَ أَخِي الشُّرَكَاءَ لِأَخِي غَيْرِهِ
اور مبادلہ غالب ہوتا ہے غیر جس میں میں نہیں لے سکتا اور جو کیا جائے گا جس میں ایک شریک کی طلب ہے نہ کہ غیر حصہ جس میں

وَتَذَابُ نَصْبٍ فَلَيْسَ رِزْقُهُ مِنْ بَيْتِ الْمَنَالِ لِيُخَيَّرَ بِلَا أَخِي وَالْأَخِي نَصْبٌ فَلَيْسَ يَخَيَّرُ بِلَا أَخِي بَعْدَ الْوُزْنِ
مستحب ہے قسم ضروری جس کا وزن حدیث الہیال سے ہوتا کہ وہ ہمیں کرے بلا اہمیت اور نہ ضروری یا نہ کام ہے قسم کی اہمیت پر شریکوں کی ہمار

وَيَجِبُ أَنْ يَكُونَ عَدْلًا أَيْضًا غَالِمًا بِالْقِسْمَةِ وَلَا يَخْتَلِفُ فَلَيْسَ وَجَدَ وَلَا يَشْرِكُ الْقِسْمَ
کے سرائق اور ضروری ہے کام کا عادل انت دہرا اور علم تقسیم سے واقف ہونا اور مبین ضوابط ہونے ایک ہی کام اور شریک نہ ہونے یا میں قسمت

وَلَا يُلْقِي الْقِسْمَ انْتِقَارَ بَيْنِ الْوُزْنِ بِالْوُزْنِ خَشْيَ يَزْهَوُوا عَلَى التَّوَاتُ وَغَدَدِ الْوُزْنِ
کرنے والے اور تقسیم نہ کھائے زمین دوسرے کے درمیان صرف ان کے اقرار سے یہاں تک کہ وہ ثبوت میں کریں سمت پر اور دوسری طرف

وَيُلْقِي فِي الْمُتَقَوَّلِ وَالْعَقْلِ الْمُتَقَرَّرِ وَذَعْوَى الْمَلِكِ
اور تقسیم کیا جائے مال متقول اور خرچہ کردہ زمین اور ملک مطلق کے دوسرے میں

وَلَوْ بَزَعْنَا أَنَّ الْعَقْلَ فِي أَيْدِيهِمَا لَمْ يُلْقِي خَشْيَ يَزْهَوْنَا أَنَّهُ لَهْمَا
اگر دو شریک دوسری کریں کہ زمین ہمارے تصرف میں ہے تو تقسیم نہ کھائے یہاں تک کہ وہ ثابت کر دیں کہ زمین ان کی ملک ہے۔

احکام تقسیم کی تفصیل

تشریح لفظ: قولہ ولشمل الخ غلط قسم علی الاطلاق (یعنی ملکی اور قیمتی دونوں میں) معنی افراد اور معنی مبادلہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ کیونکہ شرطین میں سے ہر ایک جو حصہ لیتا ہے اس کے برابر اس سے ہرگز نہ حصہ لین کو شائبہ ہوتا ہے۔ اس بات میں سے ایک معصفت تو وہی شریک کا ہے تو اس کا حصہ لے کر افراد ہوا یعنی اس نے اپنی حق کا حصہ پالیا اور دوسرے نصف اس کے شریک کا ہے اس کو لینا اس حصہ کا غرض ہوا جو اس کے حصہ میں سے شریک علی کے حصہ میں ہے تو یہ مبادلہ ہو نہیں سکتا (مکمل معنی ان افراد وہی متغایب) میں معنی افراد غالب ہوئے ہیں اور غیر ملکی (یعنی قیمتی) کا تقاضا ہوتا ہے اور اسباب وغیرہ میں معنی مبادلہ غالب آدیتے ہیں قیمتی ہے یہ ایک ملکی شائبہ کے اہل میں افراد میں تفاوت نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ یہ وہاں اور جو جس سے جو ایک شریک لیتا ہے وہ ظاہر و باطن ہر اعتبار سے اس کے ملکی ہوتا ہے جو دوسرے شریک لیتا ہے بخلاف غیر ملکی شائبہ کے کہ ان کے افراد میں تفاوت ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک کا حصہ سوز و پیک ہوتی ہے تو دوسری درود کی ایک گھڑ پالنے کے سوز دے گا دوتا ہے تو دوسرا ہر لگا کر کسی بیاباں کسی کے ایک حصہ کو میں حق فرما دینا ممکن نہیں۔

قولہ لیا عند الخ شکیات میں معنی افراد کے شکیات پر مشتمل ہے یعنی ہر ایک ہر ایک کی شکیات میں معنی افراد غالب ہوتے ہیں۔ اور غیر شکیات میں معنی مبادلہ تو شکیات میں ایک شریک لینا حصہ دوسرے شریک کی عدم موجودگی میں لے سکتا ہے۔ کیونکہ شکیات کے افراد میں کوئی تفاوت نہیں ہوتا بخلاف غیر شکیات (شائبہ و افتاد اور سوال وغیرہ) کے کہ ان میں شائبہ حصہ دوسرے کی عدم موجودگی میں نہیں لے سکتا کیونکہ افراد متفاوت ہوتے ہیں۔

قولہ و یجوز الخ ایک دم کا ذرا ہے۔ وہم یہ ہوتا ہے کہ بقول ثانیر شکیات میں معنی مبادلہ غالب ہوتے ہیں جسکے باوجود متحدہ ایکس غیر ملکی شائبہ قسمت پر جبر کیا جاتا ہے حالانکہ مبادلہ میں جبر نہیں ہوتا پھر انکی کیا وجہ لایا یہ ہے کہ قسمت پر جبر کا ہونا معنی افراد کے اعتبار سے ہے کہ اس میں شفقت کی تخیل ہے۔ اور متحدہ ایکس میں خاصہ متغایب ہوتے ہیں اس لئے اس پر جبر ہوتا ہے۔ تاکہ ضرر دور ہو جائے۔ کیونکہ طالب قسمت یہی چاہتا ہے کہ ہر افتاد میرے حصہ کے ساتھ مخصوص ہو جائے اور میری ملک میں دوسرے کا تصرف نہ رہے۔

قولہ ولا یقسم العقار الخ کیونکہ لوگوں نے ایک زمین کے متعلق جوئی کیا کہ ہم کو زمین کی طرف سے دعاوت میں ملی ہے۔ اور انہوں نے اس زمین کو تقسیم کرنا چاہا تو امام صاحب کے نزدیک سر اس کے متعلق دعویٰ پر زمین تقسیم نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ وہاں کے ذریعہ ثابت نہ کر دیک کہ زمین کا انتقال ہو چکا ہے اور ہم تنہا آدمی اس کے وارث ہیں صحابہ میں ہر ام شائق کے نزدیک وارث کے اعتراف و اقرار کے بعد زمین تقسیم کر دی جائے گی امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ یہ دعویٰ متقول کی وراثت کا یا اس کے ملک مطلق کا یا اس کی خریداری کا دعویٰ کرے تو چھان سمجھان صورتوں میں بالافتاق گواہوں کے ذریعہ جو یہ تحقیق کی ضرورت نہیں ہاں طریق غیر متقول کے دعویٰ میں بھی اس کی ضرورت نہیں۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ تقسیم کرنا افتاد علیٰ حیثیت ہے اور افراد رجعت کا حصہ ہے۔ یعنی اس کی حیثیت متفرک ملک ہو ہے۔ غیر مفرک کے حق میں بحث نہیں لایا لایا ہونا ضروری ہے تاکہ انکا افرامیت کے خلاف حجت ہو سکے۔ نیز زمین بذاتہ محفوظ ہے اس لئے اس کی تقسیم کی ضرورت نہیں بخلاف متقول کے کہ وہ مفرق ملک میں ہوتی ہے تو اس کو تقسیم کرنے میں اس کی نزاحت ہے۔ اور متحدہ کو اس کا قیام ہو چکا ہے۔ پھر قبضہ دیکھ ملک سے ہر افراد کو ایک صدقہ۔ اور دوسرا کوئی معاوضہ موجود نہیں اس لئے ہر متقول کو تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ جب تک کہ وہینہ سے ثابت نہ کریں۔

محرر خیر و توفیق

۱۔ زہاوی حسن حصص الخصاص میں حدیث انہا یسا بقیہ فی الممازعة فافہ و زوق خلاصی ۲ (۲) عبد الامام و عبد حمید علی قدر الانصاف ۳ قال ابی راجعہ و اصعب الخ لکھی ۱۲ جامع الامم ۴ (۳) ابی یحییٰ الخصاصی من الاشر کہ کلا یقتصر علی ان الاجر یغیر و یغیر و ملک ذلک لانت ۱۵ اشر کر ابی انکلو و عند عدم اشر کا پناہوں پہا حشیہ غلوت فہر صر الاجر یسبب ذلک ۱۴ (۲) علی ۱۶ (۲) علی عیارہ الخ ص ۱۷ و عند و دویہ اللغوی و کلام علی ص ۱۷ صری الملک المطلق و علی هذا لا یجوز الخ ص ۱۲ نکملہ و اجاب عن هذا بعض المحققین بعد لست اصلہ ۱۶ حاشیہ

وَلَوْ سَازَعْتَ عَلَى الْمَوْتِ وَعَدَدَ الثَّوْنَةِ وَالنَّارِ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَمْلِكْ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 أَزِيدُ شَرِيكَ كَمَا تَكُونُ مَوْتٌ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 قَسَمَ بَطْلَانُنَا وَنَجَبَ وَكَيْلٌ أَوْ وَصِيٌّ يَفْقِضُ نَفْسِيهِ وَلَوْ تَخَالَفُوا فُسْتَقِيمُ وَغَابَ اخْلَافُهُمْ
 تَوَقَّسْ كَرَاهِيَةَ أَيْ غَلَبَ بِهَذَا مَقْرُورٌ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 أَوْ كَانَ الْبَغْضُ فِي يَدِ الْوَلَدِ الْغَائِبِ أَوْ الْمَطْفُلِ أَوْ خَضِرٍ وَلَوْ تَجِدُ لَمْ يَفْقِمْ وَفَقِمْ يَطْلُبُ احْبَبَهُمْ
 بِأَرْحَمِ وَأَدْنَى غَائِبَ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 لَوْ يَنْتَفِعُ كُلُّ بَنَفْسِيهِ وَإِنْ تَضُرُّهُ الْكُلُّ لَمْ يَفْقِمْ إِلَّا بِرَحْمَتِهِمْ وَإِنْ تَنْفَعُ الْبَغْضُ وَتَضُرُّ الْبَغْضُ
 وَكَرْهُهُ لَمْ يَكُنْ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 لَقَبْلَهُ خَطُّهُ لَيْسَ يَطْلُبُ ذِي الْكَنْبِ لَقَبْلَهُ وَيَقْسِمُ الْغَرَضُ مِنْ جَنْبِ وَاجِدِ
 مِنْ دَهْرٍ كَمْ بَوْنُ فِي وَجْهِهِ تَوَقَّسْ كَرَاهِيَةَ أَيْ غَلَبَ بِهَذَا مَقْرُورٌ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ
 وَلَا يَفْقِمْ الْجَنْبَانِ وَالْحَوَازِئِ وَالزُّوْقِينَ وَالْأَخْصَامَ وَالْهَبْرَ وَالزُّوْحَى إِلَّا بِرَحْمَتِهِمْ
 تَوَقَّسْ كَرَاهِيَةَ أَيْ غَلَبَ بِهَذَا مَقْرُورٌ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 ذَوْرٌ مُشْرَكَةٌ أَوْ ذَارٌ وَضِيعَةٌ أَوْ ذَارٌ وَخَالُوتٌ لَيْسَ تَكُلُّ غَلِيظَةً
 بِهَذَا شَرِيكَ دُكَّانٍ هِيَ بِإِذَا دُكَّانٍ أَوْ زَيْنٍ هِيَ بِإِذَا دُكَّانٍ أَوْ زَيْنٍ هِيَ بِإِذَا دُكَّانٍ
 تَوَقَّسْ كَرَاهِيَةَ أَيْ غَلَبَ بِهَذَا مَقْرُورٌ بِجَانِبِ دُخَانٍ بِرَأْسِ رُوحٍ كَيْفَ تَكُونُ لَكَ مِنْهَا شَيْءٌ
 زَيْنٌ حَالَتُ دُكَّانٍ

تشریح لفظ: قولہ ولو نہ ہوا حال و شرکیں نے موت کی موت پر اور روش کی تعداد کو گوتا نہ کئے اور زین نامی وہ کے قبضہ میں ہے۔ اور زین میں بھی صغیر حاضر ہے۔ ایک وارث کبیر غائب ہے اور وارث حاضرین نے تقسیم طلب کی تو ان کے درمیان میں تقسیم کر دینا چاہی۔ اور وارث غائب بھی سفر کے لئے ایک وکیل یا وصی مقرر کر دیا جائیگا جو ان کے حصہ پر قبضہ کرے گا۔ اگر کسی حق تلفی نہ ہو مگر یہاں بھی امام مادیہ کے نزدیک اس میراث پر شہادت ضروری ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ زین ان کے باپ کی جانب سے آئی میراث ہے۔ صاحبان کے نزدیک ضروری نہیں۔

قولہ ولو نہ ہوا حال و شرکا غریبوں یعنی انکی شرکت بطریق میراث نہ ہو بلکہ بذریعہ خرید ہو اور ان میں سے آپ شریک غائب ہو یا (میراث میراث ہی کی ہو جو اور ذکر ہوئی) اگر زین وارث صغیر یا دھرت غائب کے قبضہ میں ہو یا اور زین میں سے صرف ایک وارث حاضر ہو تو ان تین صورتوں میں تقسیم نہ ہوگی۔ پہلی صورت میں تو اس لئے نہ ہوگی کہ جو ملک بذریعہ خرید ثابت ہوئی ہے وہ ملک یہ دے ہے۔ یہی شریک حاضر غائب کی جانب سے حصہ نہیں ہو سکتا۔ دوسری صورت میں تقسیم اس لئے نہ ہوگی کہ اس صورت میں تقاضی لغائب سے اور تقاضی لغائب جائز نہیں۔ تیسری صورت میں تقسیم اسلئے نہ ہوگی کہ شخص اس کا تمام اور کا حصہ نہیں دے سکتا۔ تو تمام اور تمام بھی نہیں دے سکتا اور یہاں صرف ایک ہی وارث حاضر ہے۔

فَلَمْ يَشْهَدُوا إِلَّا وَهُمْ خَرَجَ ثَابِتًا فَلَمْ يَلْقَ الْثَانِي وَلَا يَدْخُلْ فِي الْقِسْمَةِ الْمَذْرُوبَةِ إِلَّا بِرِضَاهُمْ
 اِس کے لئے پہلا حصہ ہوگا اور جس کا نام دوسری بار لفظ اس کے لئے دوسرا حصہ ہوگا اور دوسری بار کرے تقسیم میں ہر ایک شرکاء کی رضا سے
 فَإِنْ قَسَمَ وَلَا عِدَّتْهُمْ فَمَنْ لَمْ يَطْرُقْ فِي بَيْتِكَ الْأَخْرَجَ لَمْ يُشْطَرِطْ فِي الْقِسْمَةِ
 اگر مکان تقسیم ہو اور کسی کے پاس سے نہ آئے جائے کہ دوسرے کی ملک میں رہا حالانکہ بہت قسم میں طرح نہیں مبرا تھا
 حُرِّفَ عَنْهُ أَنْ يَمُوتَ وَلَا فَيْسَتْ الْقِسْمَةُ
 قرآن و روایات اور ہے اگر یہ قسم نہ ہو اور تقسیم تو روایات ہیں

طریق تقسیم و کیفیت قسمت کا بیان

تشریح الفقہ قولہ وصور الخ یہاں سے تقسیم کا طریقہ بیان کر رہا ہے۔ تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ سب مکان یا زمین وغیرہ کو تقسیم کرنا
 چاہے تو قائم ایک کاغذ پر اس کا نقشہ بنائے اور سہاں قیمت پر ہر ایک تقسیم کرے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ سب سے بڑے کو چھوٹے اور چھوٹے کو
 بڑے پر جاری کرے۔ مثلاً اگر اسی سہاں میں دو تو تقسیم بطریق انصاف کرے اور دوسری دو تو بطریق اسداس۔ نیز اگر اس کی پانچ
 کرے تو ہر ایک سہاں کی مقدار کو پانچ سے معلوم ہوتی ہے۔ اور اگر کسی شریک کے حصہ میں ثلث واقع ہو تو اس کی قیمت لگے۔ اور
 قیمت دوسرے شریک کو دے۔ اور ہر شریک کے حصہ کو اس کی بچک لگوان کے کھاتے کے ساتھ جدا کر دے۔ تاکہ کسی کا حصہ دوسرے
 کے حصہ سے متعلق نہ رہے۔ پھر ہر ایک کے حصہ کو بعد وضو رات اولیٰ ثانی ثالث رابع خاص کے ساتھ دو سو کر کے ڈالیاں بنا کر قرعہ
 اندازی کرے۔ اور جس کو ملی پر جس کا نام نکلے وہ اس کو دے۔ جو بڑہ میں ہے کو قرعہ اندازی ضروری نہیں صرف تسلی کیلئے ہے تاکہ کسی کی
 جائیداد کا دھم نہ ہو۔

قولہ وَلَا يَدْخُلُ الخ زمین اور مکان کی تقسیم میں جس کی رضا کے بغیر وہ نام داخل نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک مکان چھوٹے بھائیوں میں
 مشترک ہے۔ اور ایک جانب عمارت زیادہ ہے۔ شرکا نے تقسیم کا ارادہ کیا اب ایک شریک چاہتا ہے کہ عمارت کے عوض میں درم پیوے۔
 اسرا شریک چاہتا ہے کہ اس کے عوض میں زمین دے تو سب عمارت سے رتبہ نہیں آئے گا جس کے بعد زمین ہی والی جائے گی۔
 البتہ کہ زمین کا عوض صحیح نہ ہو۔ جو یہ ہے کہ قسمت حق تلف میں سے ہے اور شرکا کی شرکت مکان میں ہے نہ کہ درام میں البتہ درام
 تقسیم میں داخل نہ ہوں گے۔

قولہ فَإِنْ قَسَمَ الخ ایک شریک مکان کی تقسیم ہوئی اور ایک شریک کا مالہ ان کو دے لیا اور عمارت دوسرے کی ملک میں واقع ہوئی
 حالانکہ تقسیم سے عمارت مشترک ہو اور شرکاء طریق کی شرط نہیں تھی تو اس کا بدلہ ان کو دے دینا اس طرف سے چنا کہ دوسری
 طرف بچاؤ میں سے شریک پر ممکن اور اس کا شرکاء ختم ہو جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پہلی تقسیم ختم کر کے دوبارہ تقسیم کر جائے گی۔ تاکہ کسی
 قسم کا جھگڑا نہ پڑے۔

يُسْفَلُ لَأَعْلُو وَبَسْفَلُ مُخْرَجُ وَعَلُو مُخْرَجُ فَرَوْهُ كُلُّ غَلْبَةِ وَاقْسَمَ بِالْقِسْمَةِ وَالْقِسْمُ شَهَادَةُ الْقَائِلِينَ
 نیچے والے کان پر بالا نہ ہو اور ایک طرف نیچے والا ہے اور ایک طرف بالا نہ ہے جو ہر ایک کی مسجد و قیمت کا تقسیم ہوئی اور کوئی دلیل ہوگی

ان اختلفوا ولم اذعن اختلفه ان من نصيبه شيئا في يد عاصبه وقد اقر بالاشهاد
 واما سون کی اگر شرکا کا تقاضا کرے گا ایک ٹریک، چلی کرے گا دوسرا دوسرے کے قبضے میں ہے، مانگے گا اگر شرکا کا تقاضا کرے گا
 لم يصدق الا بيته وان قل استوفيت واحلث بفضة طلق خطبه بعلبه
 تو اس کی تصدیق نہ ہوگی اگر بیٹے کے ساتھ نہ کرے گا کہ کسی پرانے چٹا کرتے چٹا دیا یا تو محمد بن کی چٹا میں سے تو اس کی خبر کے
 وان لم يقر بالاشهاد واذعن ان ذا خطه ولم ينسئ اني واخذبه شريكه حالفا
 ساتھ اور اگر چٹا لینے کا فراموش کیا اور چٹا لے کر یہ میرا حصہ ہے نہ مجھے نہیں دیا اگر شرک کے ان کی تخریب کی تو راقی نے کہا میں نے
 ولصحت الفسنة ولو ظهر غيب فاجش في الفسنة نفس ولو استخفى بعض شائع من خطه رجع بفسطه
 اور شہد تو ہی جائز اگرچہ یہ سب سامعین سمجھیں تو تو دیکھ جائے گی اگر خدا رکھ آئے اس کے کچھ حصہ کا تو عوام نے ماری ہے، صاحب
 في حظ شريكه ولا قطع الفسنة ولو ظهر في الشريعة ذيل ذلت
 ٹریک کے حصہ میں اور نہ تو ہی جائے گا کہ اگر ظاہر ہو تو تو دیکھ میں ذلت تو وہ کر دی جائے گی نہیں۔

دوسرے مکاتلوں کی تقسیم کا بیان

تشریح کنند - قولہ مدخل البيع ہے پھر کرایہ مکان دو آدموں میں شریک ہے اور ایک نیچے والا اور دوسرا شریک ہے اور اگر وہ ایک اور مکان میں شریک ہے اور نیچے والا کسی اور کا ہے تو اس امر سے کہ ایک ایسے شریک کے مکاتلوں کی تقسیم شدہ حصہ و
 قیمت کا کر کے جائے گی۔ شہدین کے لئے ایک تقسیم پائش سے ہوگی۔ کیونکہ تقسیم میں اصل بیان ہے۔ یہ شریک کی شرکت خود اس سے نہ کہ
 قیمت میں۔ پھر امام صاحب کے نزدیک نیچے والے مکان کے ایک کڑے مقابلہ میں اوپر والے مکان کے دو کڑے ہیں۔ امام ابو یوسف
 کے نزدیک ایک کڑے مقابلہ میں ایک ہی کڑہوگا لیکن قوی اور مجھ کے قول یہ ہے۔ کیونکہ نیچے والے مکان میں کواں کھودنا جائز اور
 اصطبل بنانا وغیرہ سود کی صلاحیت ہوتی ہے اور اوپر والے میں نہیں ہوتی پس دونوں مکان منزلہ دوسلوں کے ہوئے۔ اس لئے شرکاء کے
 حصوں میں برابری قیمت میں کے اعتبار سے ہو سکتی ہے۔

قولہ مدخل البيع تقسیم ہونے کے بعد کسی شریک نے کہہ کہ مجھے میرا چڑھتی وصول نہیں ہوا اور دو کاموں نے کوئی دہی کو دیا
 چڑھتی دوسروں کو چٹا تو شہدین کے نزدیک ان کی کوئی مقبوض ہوگی۔ گواہوں نے اجرت کی تقسیم کی تو انہم کو دیا اگرچہ شہد کے نزدیک ان
 کی کوئی مقبوض نہ ہوگی۔ امام ابو یوسف بھی لا اذنی کے قائل تھے۔ کیونکہ ان کی یہ گواہی خواہنے عمل پر ہے جس میں ہمت کا نشان ہے۔
 امام صاحب یہ مانتے ہیں کہ ان گواہوں کی تقسیم کرنا ہے۔ اور گواہی مستفیضہ حق پر ہے اور دوسرے قائل ہیں۔

قولہ لم يصدق البيع کسی شریک نے کہا کہ تقسیم میں غلطی ہوئی ہے اور میرا کچھ حصہ دوسرے حصہ کے قبضہ میں ہے۔ مانگے دو
 پہنچا جائے وصول کر لینے کا افراد کر چکا تھا تو بیٹے کے بغیر اس کی تصدیق نہ ہوگی۔ عاقلہ و تمامیت قسمت کے بعد اس کے لئے کوئی گواہی ہے فلا
 تصدق عاقلہ۔

قولہ وان لم يقر بالاشهاد الخ اور اگر حصہ دار اپنا حصہ لینے کا اقرار کرنے سے پہلے یہ کہے کہ میرا حصہ فلاں جگہ تک ہے اور
 وہاں تک میرے حصہ دار نے مجھے نہیں دیا اور اس حصہ دار اس کی تکلیف کرے تو اس صورت میں یہ دونوں قسم کہ میں نے اس قسمت

روز، نوں میں ہوگی تو آمدنی میں کمی پڑے گی کا احتمال ہے، بخلاف خدمت عبد کے کہ اس میں تسامع و اتّباع ہے۔ (۲) میں امام صاحب کے نزدیک چونکہ جو مزار ہمایا قیراے ضرورت ہے۔ اور اجرت میں منگی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تقسیم ہو سکتی ہے، مگر زمین کے نزدیک امکان مساوات کیجیے۔ یہ ہے (۳) میں بالاعتاق (۴) میں بالاختلاف ہی طرح (۵) میں بالاعتاق (۶) میں بالاختلاف اور (۷) (۸) میں بالاعتاق۔ چونکہ محل و دور دورہ کا تقسیم یہ جاستا ہے۔

موصوفہ فواید تفسیری

کتاب المزارعة

هَبْنِي عَقْدًا عَلَى الْمَزَارِعِ بِتَقْصِصِ الْخَبَرِ وَ تَصْحِیحِ بَشْرَطِ جِلْجِلَةِ الْأَرْضِ لِلزَّرْعَةِ وَ خُصْبَةِ التُّغَابِيْنِ وَ بَيَانِ الْمُسْتَعْمِلِ
 ۱۱ عقد ہے کہ کاشت پر یکم پیداوار کے عوض اور یہ کاشت ہے بشرطیکہ قابل ہر زمین کاشت کے ہر اہل ہوں۔ مگر ان ہر بیان خود مدت و زب و التبدل و جنسہ و خط و الاغور و التخلیۃ بین الارض و التعلیق و التفرقة فی المزارع و ان تكون الارض
 دور دورہ والا اور کاشت کی جنس و دور دورے کا حصہ ہو، مثلاً دو زمین ہر مال کے درمیان اور شربت ہو پیداوار میں اور یہ کہ دو زمین اور چ ایک کا
 و التبدل لودرجہ و التفرقة و التعلیق و الاغور و التخلیۃ بین الارض لواحده و التفرقة للاحمر و ان يكون العمل من واحد و التفرقة للاحمر
 اور تیل در کاشت دوسرے کا یا ہر زمین ایک کی اور باقی دوسرے کا یا ہر کام ایک کا اور باقی دوسرے کا

تشریح الفقہ: قولہ کتاب الخیر کھیت میں جو زمین وغیرہ پیداوار ہے۔ وہ کاشتکار در زمین والے کے درمیان تقسیم کرتے ہیں ان کے لئے کتاب القسم کے بعد کتاب المزارع لارہا ہے۔ مزارع لغتاً زراعت سے مشتق ہے۔ یعنی بونا۔ اس کو ذخیرہ اور زمین کہتے ہیں۔ اہل عرب اس کو قرآن پر لے لیں۔ اصطلاح شرع میں مزارع اس عقد کو کہتے ہیں جو پیداوار والے والے مزارع کی تہاں بیج و قاتی وغیرہ سے مستفید ہوں۔ اور امام صاحب کے یہاں عقد مزارعت قسم ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے تاکید سے منع فرمایا ہے۔ اور ذخیرہ مزارعت ہی کو کہتے ہیں۔ صاحبین کے نزدیک جو زمین اور اسی پر قوی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خیر کا کھیتان و داس کے لوگوں کو بطریق معلما اور ان کی زمین بطور مزارعت رعایت فرمائی تھی۔ اس پر صحابہ و تابعین کا عمل۔ باجواز تک سمساروں میں جاری ہے اور ایسی صورت میں خیر واحد اور قریب حرکت ہو جاتا ہے۔

قولہ بشرط الخیر مگر زمین کے یہاں محنت مزارعت کہنے کو شرط میں ہیں (۱) زمین کاشت کے لئے مل ہو۔ ضروریہ زمین نہ ہو کیونکہ اس سے مزارعت کا مستفید حاصل نہیں ہوتا (۲) مائدین (۳) ایک زمین و مزارع میں اسیت ہو۔ یعنی آزاد و قابل بالغ ہوں (۴) مزارعت کی لکھی نہ کہ کا یا کرنا جو کاشتکاروں میں معروف ہو مثلاً ایک سرائی یا دو سرائی (۵) کہ جب رقم کا نہ ہو ہوتا۔ اس واسطے کہ اگر زمین، ملک زمین کی طرف سے نہ ہو قابل مزدور وغیرہ۔ اور اگر مزارع کی طرف سے ہو تو زمین کرایہ پر نہیں لیا اور دونوں کے اہم بھی مختلف ہیں جو باوجود صاحب غنم معتبر، غنیہ، بھول ہوگا۔ (۶) جس غنم کو مٹی میں لیا جو غار وغیرہ بیان کرنا (۷) جس کی طرف سے کاشت نہیں ہے اس کا حصہ بیان کرنا۔ کیونکہ حصہ مال یا زمین کی اجرت ہے۔ پھر قوی کا زمین ہو ضروریہ ہے (۸) زمین اور مال کے درمیان تکیہ کرنا۔ اور صاحب زمین کا مال دونوں کا عمل مشروط ہو تو مستحب ہے ہوگا۔ (۹) پیداوار اس دونوں کا شریک ہو جائے کہ ایک کیلئے غلہ شریک کر لیا یا تو مستحب ہے۔ (۱۰) ذخیرہ زمین میں جو غنم سے کسی ایک کا مال یا زمین اور چ ایک کا ہو اور تیل اور تیل دوسرے کا ہو زمین ایک کی ہو اور باقی (۱۱) تیل تیل (۱۲) دوسرے کا ہو۔ تیل ایک کا ہو اور باقی دوسرے کا ہو۔

کتاب المساقاۃ

جی مُعَاذَةُ دَفْعِ الْاِجْتِهَادِ إِلَى مَنْ يَفْعَلُ فِيهَا عَلَى أَنَّ الظُّمَرِ بَيْنَهُمَا وَهِيَ كَالْمُزَاوَعَةِ وَتَصِحُّ بِوَاسِطَةِ
 ۱۰ اہم فقہ ہے درخت دے کاں کو جو اہل کی پرورش کرے اس شرط پر کہ پھل، پتوں میں مشترک ہوں گے اور حرارت کی طرح یہ
 وَالشَّجَرِ وَالْكُوزِ وَالرُّطَابِ وَالْمُزُولِ الْاِجْتِهَادِ فَإِنَّ دَفْعَ نَحْلٍ فِيهِ فَرْقَةٌ مُمَاقَاةٌ وَالْمُزُولُ يُؤْتِي
 گجور میں سودا اور دھرت میں گجور میں دھرت میں گجور کی جڑوں میں اگر دیا گجور کا درخت جس میں پھل ہے ساقاۃ پر اور پھل پڑے
 بِالْفَضْلِ صَحَّتْ وَإِنْ اِنْتَهَتْ لَا كَالْمُزَاوَعَةِ وَإِذَا فَسَدَتْ فَلِلْمُعْجِلِ أَخْزَرُ مِنْهُ
 واسطے میں پھل سے تو صحیح ہے اور اگر ان کا باوجود باوجود اس میں کسی جیسے حرارت اور ساقاۃ کا سد ہو تو مال کے لئے اس کے کام کے مطابق
 وَصَحْلٌ بِالْمُزُولِ وَ تَفْصِيحٌ وَ تَفْصِيحٌ بِالْمُعْجِلِ كَالْمُزَاوَعَةِ
 حروری ہر کی یہ فقہ باہل ہو جاتا ہے کسی ایک کے مرنے سے اور صحیح ہو جائے غدر کی وجہ سے حرارت کی طرح
 بَانَ يَكُونُ الْفَاعِلُ سَادِقًا فَوَ مَرِيضًا لَا يَقْبَلُ عَلَى الْفَعْلِ
 جیسے مالی کا چر ہوتا انا ہوتا ہوتا کہ کام کرنے کے کار نہ ہو۔

تشریح الفقہ: قولہ کتاب الخ حرارت و مساقاۃ میں ثابت یہ ہے کہ دروازے میں مساقاۃ کے شرعی مقدم ہیں۔ فرق صرف اتنا
 ہے کہ حرارت میں حیوانی وغیرہ کے ذریعہ حرکت کی خبر دینا ہوتی ہے اور ساقاۃ میں انسان کی اصطلاح وغیرہ ہوتی ہے۔ ہر ترتیب
 کا حق تو یہ تھا کہ مساقاۃ کو حرارت سے پیشتر لایا کیونکہ فقہاء کی کئی اختلاف مساقاۃ نے جو ان کا مال ہے۔ مخالف حرارت کے کہ اس
 کے جواز میں بہت سے فقہاء کلام ہے اس وجہ سے مسلمانوں نے اپنی فقہ میں مساقاۃ کو مقدم کیا ہے۔ مگر کثرت وقوع کثرت مسائل
 حرارت کی وجہ سے اس کے انکام کی مسرت کی زیادہ امتیاز ہے۔ اس نے مساقاۃ کو مقدم کر دیا۔

قولہ ہی الخ زبلی یعنی مسکین ضروریہ میں سے وہ مساقاۃ ذاتی ہے یعنی پیشکار، میرا بے کرنا، لیکن نہایت
 وغیرہ مظلوم سے ہوتا ہے کہ مساقاۃ کے لغوی اور شرعی معنی میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ اول یہ مساقاۃ کو معاہدہ کہتے ہیں۔ پس
 مساقاۃ اس کو کہیں گے کہ کوئی شخص اپنا باغ دوسرے کو اس لئے دے کہ وہ اس میں اپنی پرورش ان کی اصلاح اور باغ کی دیکھ بھال کرتا
 رہے اور مال میں جو پھل لگیں وہ مال میں مشترک ہوں۔

قولہ وہی كَالْمُزَاوَعَةِ الخ حکم اور اختلاف کے اعتبار سے مساقاۃ حرارت کی طرح ہے۔ کہ نام صاحب کے نزدیک جائز
 نہیں صاحبین کے نزدیک جائز ہے یہ صورت مساقاۃ کی شرطیں بھی ایسی ہیں جو حرارت کی ہیں۔ فرق صرف چار چیزوں میں ہے (۱) اگر
 متعاقدین میں سے کوئی اس سے باز رہے تو اس کو مساقاۃ پر مجبور کیا جائیگا۔ بخلاف حرارت کے کہ اس میں اگر صاحب حکم نکال کرے
 تو اس پر جبر نہیں۔ (۲) اگر مساقاۃ کی مدت گزر جائے اور پھل خام ہوں تو مزروع کی طرح مال بھی پھل بنتے ہوئے تک باغ کی خبر گیری
 کرتا رہے گا۔ لیکن یہاں مذکور میں کہ اگر یہ ہوگا کہ مال کے ضل کی اجرت بخلاف حرارت کے کہ اس میں یہ دونوں چیزیں واجب ہیں
 (۳) اگر باغ میں کسی کا اشتقاق ثابت ہو جائے تو مال اپنی اجرت ضل لے گا اور حرارت کی صورت میں یہ بھیجی کی قیمت لے گا
 (۴) مساقاۃ میں مدت کا بیان ہوتا شرط نہیں اور حرارت میں شرط ہے۔

قوله وتصح البيع كجوز انكسور في كل رطب او تمر ينسج في جروا من عقد مساقات صحيحة. انما بشرائى کے قول جدید پر مساقات انكسور اور كجوز کے ساتھ خاص ہے کیونکہ خلاف قیاس ہونے کے باوجود جو اس مساقات حدیث تیسری کی وجہ سے ہے۔ اور حدیث تیسری میں انكسور کا تذکرہ ہے۔ ہمارا دلیل یہ ہے کہ حدیث "ان النبی ﷺ علیل علیل علیل مشہور مایع مخرج من لہو الورد ع" مطلق ہے۔ لہذا اپنے اطلاق پر ہے۔

قوله فان دفع البيع ایک شخص نے کجوز کا باغ۔ انا کے پردیا جس میں کجوز پھل گئے ہوئے تھے جو عامل کی محنت سے لہو برائے والے ہیں تو مساقات بھی بجا اور اگر پھل پک چکے ہوں اور ان کی برہوتی ختم ہو چکی ہو تو مساقات بھی نہیں۔ جب یہ ہے کہ عامل اپنے پھل کی وجہ سے مستحق ہوتا ہے اور جب پھل پک چکا ہے اس کے پھل کو کوئی قتل نہیں رہا۔ پس اگر پکچے کے بعد بھی مساقات کا جائز رکھا جائے تو عامل کا جائز مستحق ہونا لازم آئے گا ولعمریہ اللہ الشریع۔

قوله وتصح البيع حرارعت کی طرح عقد مساقات بھی مفرد کی وجہ سے صحیح ہو جاتا ہے کیونکہ یہ اجارہ کے معنی میں ہے جو مفرد کی وجہ سے صحیح ہو جاتا ہے۔ لہذا صحیح ہے عامل کا اجارہ ہو جانا یا نہ ہونا چاہے وہ مال ہو یا غیر۔

قوله والجلجل النع امام صاحب کے یہاں گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے حضرت ابن عباسؓ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ یہی امام مالک فرماتے ہیں صاحبین امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک حلال ہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے: **أَخْشَرْتُ لَكُمْ خَيْرَ النَّاسِ وَأَخْشَرُهُمْ** سے مراد فرمایا اور گھوڑوں کی باجڑی دینی امام صاحب کا استدلال حضرت قتادہ کی حدیث سے ہے جو اور نہ روایت ہو سکتی۔
تفسیر امام صاحب کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے۔ جس کو صاحب محیط نے بھی اور صاحب خلاصہ و صاحب دلائل نے اس کا حکم ہے لیکن امام صاحب در نے بقول انظر الاسماء وادعین گراہت تحریری کو راجع کیا ہے۔ سواہب برہان میں ہے کہ: **الرَّادِي** جس کے یہ تو در صورت گراہت تحریری امام صاحب اور صاحبین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں رہتا۔ کیونکہ صاحبین گوشت کے قائل ہیں کہ ان کے یہاں بھی مکروہ و تحریمی ہے اور کفار یا مجوسی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اپنی اسوت سے نہیں وہاں پہلا قسمت سے حلت کی طرف رجوع کرنا تھا اور اسی پر ترویج ہے۔ کذا فی العمدة۔

وَذَبْحٌ غَالِيًا يُؤْكَلُ يَنْظُرُهُ لَنَعْمَةٍ وَجِلْدُهُ إِلَّا الْإِدْمَى وَالْجِزْبُ وَلَا يُؤْكَلُ فَالْيَتَّى إِلَّا الشَّمَكُ
ہر ذبح کر لینا یا کھانا یا کھانے کے گوشت اور چلے کو سوائے آدی اور دھڑ کے اور نہ کھایا جائے دریاں یا جالند یا بھلی کے غیر طایفہ زحلی بلا ذکوة کا الجوزاد **وَلَوْ ذَبْحٌ شَاءَ وَفُتِحَتْ أَوْ خُزِجَ اللَّحْمُ خُلٌّ وَلَا**
جو نہ تیرا ہو پالی پر اور حلال ہے یا ذبح نہ ہی کی طرح گروہ کی کبریٰ اور اس نے حرکت کی باخون نکلا تو حلال ہے ورنہ نہیں
إِنَّ لَهُمْ يَنْفَرُ خَبِثَتُهُ وَإِنْ غُلِمَ خُلٌّ وَإِنْ لَمْ يَنْفَرُ خُلٌّ وَلَمْ يَخْرُجَ اللَّحْمُ
اگر نہ معلوم ہو اس کی زندگی اور اگر معلوم ہو تو حلال ہے گو حرکت نہ کرے اور نہ خون نکلے۔
توضیح المصنف: جسک بھلی طائفہ مرد بھلی جو پانی کی سطح پر جائے اجزاؤندی۔

تشریح الفقہ: قوله وذبح النع جو جائزہ غیر ماکول اللحم میں ان کو ذبح کر لینے سے ان کا گوشت ہر چیز پاک ہو جاتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کلاچڑ یا چڑ یا دیگر وحش و سبیل چیزوں میں رہا ہے تو وہ چیز پاک نہ ہوگی۔ امام شافعی کے یہاں ذبح کرنے سے گوشت اور چڑ پاک نہیں ہوتا۔ اور یہ فرماتے ہیں کہ ذبح کا اثر اوجہ لحم میں داخل ہے اور طہارت طہارت جلد میں باقی ہے اور باقی اصل کے بغیر نہیں ہوتا۔ جس جب ذبح کرنے سے ان کے گوشت کی مباحث ثابت نہیں ہوتی تو گوشت اور چڑے کی طہارت بھی ثابت نہ ہوگی۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ جس طرح ریافت دینے سے وطہارت ختم نہ آئی ہو جاتی ہیں اسی طرح ذبح کرنے سے بھی زائل ہو جاتی ہیں۔ لہذا ریافت کی طرح ذبح کرنے سے بھی یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

قوله ولا يؤكل ماضی النع دریاں یا جانور جن کا جاسبا مرنا جینا پانی میں ہو وہ سب حرام ہیں سوائے ماضی کے کہ وہ حلال ہے۔ امام مالک اور ایک جماعت کے نزدیک دریاں یا جانور میں الاطلاق حلال ہیں۔ امام شافعی سے بھی الاطلاق ہی مروی ہے۔ بعض حضرات نے دریا کی خیر اور کئے اور انسان کا اشتہ کیا ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ آیت **أَحَلَّ لَكُمْ صَيْدَ الْبَحْرِ** اور حدیث **"هُوَ الْمَطْهُورُ عَادَ وَالْحَلَّ مَوْجِدًا"** مطلق ہے جس میں کسی مخصوص جانور کی تعین نہیں۔ اٹاری دلیل یہ آیت ہے **"وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَالُ"** ماضی کے جانور جو جانور کو کھانے سے سیر مکروہ جاتی ہیں اور ان سے کھانی ہیں۔ نیز بہت سے دریاں یا جانور کی ممانعت حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عثمان قرظی کی حدیث میں ہے کہ ایک عروب نے دو ایش ڈالنے کے لئے میندک کے متعلق آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے میندک اس سے منع فرمادیا **إِنَّ الْخَالَ لَمَنْعُ لِي حَوْلِهِ فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى نَجْوَاهُ** اکل المصنف ع **"رَبِّي آيَتٌ لَكُمْ مَوْجِدًا"** ماضی کے جانور جو کھانے سے میندک کی طرح مکروہ ہے اور حدیث ماضی پر مکمل ہے۔

کتاب الاضحہ

فَجِبْتَ عَلَيَّ عَزْرُ مُسْلِمٍ مُقْبِلٍ مُؤَسَّرٍ عَنْ مُنْهَلٍ لَا عَنْ بَطْنٍ
 اَجِبْ بِهٖ اَزْدٌ سَلَمٌ قَبِيْرٌ نَاهِلٌ بِهٖ يَمِيْ طَرَفٌ يَمِيْ اَنْ يَمِيْ اَنْ يَمِيْ اَنْ يَمِيْ
 ضَاةٌ اَوْ سَبْعٌ فَلَمَّا فُجِّرَ قَوْمُ الشُّعْرَى اَلَى اَجْرِ اَبِيْهِ
 اِيْكَ بَكْرِيْ فِيْ اَوَّلِ الْاَمَّةِ كَمَا سَأَلْتَنِيْ حَتَّى بَرَزْتُ عَنْ مَدِيْنَةِ مَكَّةَ فِيْ اَخْرِ نَهْجٍ

تشریح فقہاء : قولہ کہ کتاب البیع کتاب الہدایہ کے جدا کتاب الامخیہ لہذا ہے۔ کہ نکاح و بیع عام ہے اور اخیر خاص اور خاص عام کے بعد ہی ہوتا ہے۔ والی امر کو ان اشخاص بعدا العام سے مراد ہے کہ خاص کا وجود اس کے بعد ہوتا ہے نہ قطعاً ملط ہے۔ کہ کہہ تحقیق کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ عام کا وجود خاص ہی کے ممکن میں نہ ہوتا ہے۔ اور اگر یہ مراد ہو کہ عام کا عقل تعقل عام کے بعد ہوتا ہے تو یہ گلی ٹالہ ہے۔ نہ کہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب عام خاص کے لئے ذاتی و ذریعہ خاص متغیلاً یا نہ ہو۔ اور یہی بات نہیں۔ جو بامور وضعیہ اور امور اعتباریہ میں اس چیز کو نفی کے مفہوم میں داخل مانا لیا جائے وہاں شکی کے لئے ذاتی ہی ہوتی ہے اور جو امور اس شکی کے مفہوم میں داخل ہیں ان سے سہرا تو اس شکی کا تصور تصور بالکلیہ ہوتا ہے۔ اور یہ چیز یہاں موجود ہے۔ کیونکہ محلی ذریعہ اخیر میں داخل ہیں لہذا بھی اور شرعاً بھی کسی نفس اخیر عقل محلی ذریعہ پر موقوف ہے۔ فیہم التفریب۔

قولہ والا صحیحہ بالغ اخیر انمول کے وزن پر ہے اصل میں انکو یہ تھا۔ واذا اور یا جمع ہونے اور نہ سابق بسکون ہے اس لئے واو کو نہ کر کے یا کا دیا میں ائمہ ہو گیا اور نہ کوئی نہ کی مراد سے کہ سرود یا کیا۔ لفظ اخیر میں جنول ائمہ اسمی چار تیس ہیں اخیر شیخ ملاصب صاحب نے حاشیہ میں چار دہا کر رکھی ہیں۔ ضمیمہ (۱) علی حیا کی کہ یہ وہاں لایا گیا ہے اور بعد ازاں کا رط و داری خزانہ کے کہ ہے کہ انکی مذکورہ نوٹ دونوں طرح آتا ہے۔ اخیر لغت میں بکری یا اس کے شیش جانور کہتے ہیں جو یا میں جنول یا جنول میں ذرا کہیں ہوئے یہ چونکہ وقت محلی جنول میں چڑھتا ہے۔ لہذا اس کو ضمیمہ کہتے ہیں۔ گویا یہ از قبیل تسمیہ جنسی معلوم وقفہ ہے اصطلاح شرع میں اخیر اس خصوص جانور کہتے ہیں جو بہ نسبت قربت ایک خاص وقت میں ذرا کہیں ہوئے۔ حیوان خصوص سے مراد گائے اسکل بھیڑ بکری یا اونٹ ہے۔ اور وقت خاص سے مراد ایسا گزرتی ہے۔

قولہ فجب البیع لہذا صحیفہ کا سر محمد زکریا میں بن زیاد اور ایک روایت میں لہذا ابو یوسف نے نزدیک قربانی واجب ہے۔ دوسری روایت میں سنت نہ کہ وہ ہے کہ کام چھوٹی سے سنت ہوتا تھا میں کا قول آیا ہے۔ یہی امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے۔ ضمیمہ کی دلیل چند روایتیں ہیں۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ذی الجوارح کا جائیداد دیکھے اور قربانی کا ارادہ کرے تو وہ اپنے ہاں و مال میں روکے رکھے یعنی نہ کھائے۔ جب استدلال یہ ہے کہ اس میں قربانی کا ارادہ پر عمل سے یا تحقیق یا نہ ارادہ واجب کے معانی ہے (۲) آپ کا ارشاد ہے کہ میں نے مجھ پر عرض میں لہذا تمہارا لئے لٹس ہیں۔ (۳) قربانی صلوٰۃ میں (۴) آپ کا ارشاد ہے کہ قربانی کرو کیونکہ یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (۵) حضرت ابو بکر و عمر و ایک ایک سال ۱۰۰ سال قربانی نہیں کرتے تھے۔ اگر واجب دینی تو قربان نہ کرتے۔ جب کہ دلیل بھی چند روایت ہیں۔ (۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص کشاکش پائے اور قربانی نہ کرے اس کی نیہ فو کے قریب بھی نہ آئے۔ (۲) کاہر ہے کہ اس قسم کی وغیرہ ترک واجب پڑی ہوتی ہے۔ (۳) حضرت ابو بکر بن زیاد نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس چند ہے۔ آپ نے فرمایا اکی کوئی ترک لے اور تیرے بعد کسی کی طرف سے چند مکانی نہ دے گا

کتاب الکراہیۃ

الْمُكْرُوهُ إِلَى الْحَرَامِ أَقْرَبُ وَلَمْ يَرْصُدْ مُحَمَّدٌ أَنْ تَكُلْ مُكْرُوهُ حَرَامٌ.
عروہ حجہ حرام کے قریب ہے اور تعزیراتی ہے اور ہم نے کہا کہ یہ حرام ہے۔

تشریح و تفسیر۔ قولہ کتاب الطح کتاب الطحیہ کے بعد کتاب الکراہیۃ لازم ہے۔ مناسبت ظاہر ہے اس لئے کلمات میں سے ہر ایک کی کوئی اصل ضرر یا فلاح نہیں جس میں کراہت وارد نہ ہو چنانچہ ایسا سفری دلوں میں تو پالی کرنا حرام ہے نہ شرب خمر اور بیس اس طرح اس چیز میں تصرف کرنا مثلاً اس کی اولیٰ کا مال کا دھواں دہانا یا کسی عورت کو دھواں دہانا وغیرہ اور مکروہ میں بھی حل کتاب الطح ص ۱۰۱ پر ہے۔ کتب حرامیہ میں اس کا تلف غنایات کے ساتھ معقول کیا گیا ہے۔ ہم نے جو نسخہ میں درج کیا ہے وہ اپنی مختصر میں کتاب الکراہیۃ کے ساتھ معقول کیا ہے۔ صنف نے اپنی ہی چیزوں کو ہے۔ اور وہ جگہ نے اصل میں تصحیح کیا ہے۔ یہ جو نسخہ ہم نے تصحیح کیا ہے۔ بہت سے علماء نے اس کی تصحیح کی ہے۔ چنانچہ کافی مسودہ معقول و غیرہ معقول و غیرہ میں بھی مذکور ہے۔ اور ہم نے اس کے اپنے قرآن میں اسی کو اٹھایا دیا ہے۔ چونکہ یہ بیاض وغیرہ میں بھی مذکور ہے ونگل و حیدر۔

قولہ لَمْ يَرْصُدْ لَمْ يَرْصُدْ ہے مبالغہ کرنا کہ انسان کرنا کو اچھا ہے۔ اور اس میں معنی ناپسند کرنا تو یہ محبت و رضا کا ضد ہے۔ قابلِ تعدلی "عسی ان تکو هوا شئ" و هو غیر فکرم و عسی ان تعبدوا شئنا و هو ضولکم" میں مکروہ و خلاف مندوب و خلاف محبوب کو کہیں گے۔ منظور جو یہ کہتے ہیں کہ کراہت وارد کی ضد ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ حق تعالیٰ کے معاصی کو پسند فرماتے ہیں۔ حالانکہ یہ معاصی بھی اگر وہ شیت الہی سے ہوتے ہیں۔ کراہت کے کثرت معنی کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قولہ لَمْ يَرْصُدْ لَمْ يَرْصُدْ ہے یہ معقول کر لیا ہے۔ چنانچہ لَمْ يَرْصُدْ لَمْ يَرْصُدْ ہے۔ (۱) جس کا ثبوت اور اہمیت مطلب دلوں قطعی اور یقینی میں جیسے آیت قرآنیہ اور احادیث متواترہ و صحیحہ میں کسی طرح تاویل کا احتمال نہ ہو۔ یہ اصل مفید یقین ہوتی ہے اور اس سے قرآن و فقہانی اور حرام ثابت ہوتا ہے۔ (۲) جس کا ثبوت قطعی ہوا اور اہمیت قطعی ہے وہ آیات و احادیث جن میں تاویل کا احتمال ہو یہ مفید ظن ہوتی ہے۔ اور اس سے قرآن و فقہانی ثابت ہوتا ہے۔ (۳) جس کا ثبوت اور اہمیت دلوں قطعی ہوں۔ جیسے اخبار احادیث و اہمیت قطعی۔ یہ مفید احتیاج ہوتی ہے۔ نیز یہ حکم کا حرام دے جو بدلیل قطعی یعنی معقول ہو جیسے شرب خمر اور مکروہ و غیرہ جو یہ اصل قطعی معقول اور جیسے ہونا کہ لکھا اور قطعی حکم لکھا۔ اب اگر مکروہ و غیرہ کہ اس کی ایک قسم مانے جس میں حلال نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۴) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۵) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۶) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۷) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۸) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۹) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔ (۱۰) جس کا ثبوت قطعی ہے لیکن مکروہ و غیرہ کہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں کہتے۔ کیونکہ اس کی حالت پر دلیل قطعی نہیں۔ چنانچہ یہ کہتا ہوں کہ کراہت و حرام میں تاویل نہ ہو۔

مؤلف لغز و گلن۔

کتاب الحیات الموت

ہی اَوْضَ تَعْدُرُ زُرْعَهَا لِتَقْطَعَ الْمَاءَ عَنْهُ اَوْ لِيُغْلِبَهُ عَلَيْهِ غَيْرُ مَقْلُوقَةٍ تَعْبُدُ مِنَ الْمَغَامِرِ وَمِنْ الْخَنَاءِ
اور زمین پر کاشت ہو پانی کے نہ ہونے یا اس کے غلبہ کی وجہ سے۔ اور اس کی ملکوت اور آبادی سے اور جو زمین کی زمین کو زندہ کر کے
پاؤں الاہم فلکک وان خمر لا ولا یخوز الحیات مافرب عن الغامر
اس کی اجازت سے تو وہ اس کا مالک ہو پنا اور اگر پھر اس کی بیٹہ نہ ہو تو مالک نہ ہوگا۔ اور اگر زمین کو زندہ کر کے چرب و آبادی سے۔
تشریح گفت: قوله کتاب الخ ان کتاب میں بھی بہت سے احکام مکرر و مہر بہت سے غیر مکرر ہیں اس میں بہت سے کتاب اگرچہ
کے بعد لیا ہے۔

قوله الموت الخ موت کفر انست میں اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی مالک نہ ہو فی المصحح الموت بالفتح
ملا روح فید الموت ایضا الاوص التي لامالک نیا من الا لعین عہ "انہ حیات سے ہے۔ اس کی اس میں حیات نامیہ
حیات حارہ جس سے حیات نامیہ حارہ سے نشو و نما حاصل ہو۔ یہاں نامیہ حارہ سے حیات نامیہ حارہ کی موت کا بیان جس
سے وہ قابل کاشت ہو جائے مضاف میں اس موت کو غیر ملکوت زمین سے جو آبادی سے اور جو پانی کے غلبہ سے قطع ہو جانے
کی وجہ سے اس میں کاشت کرنا اور ہمارا ہر کے یہاں ارض موت دینے کے لئے بل کر یہاں مضاف ہوا معتبر ہے خواہ زمین بستی سے اور ہوا
قریب سے اور غائب سے کہی ہو بلکہ یہاں کی ظاہر و باہر میں کفر کی موت نامیہ حارہ سے ہے کہ اس کی موت ہے۔
قوله ومن احياء الخ جو شخص مرد زمین کو حیات کی اجازت سے قتل کر دے اس کے لئے تو اس صاحب کے نزدیک وہ اس کا مالک ہو
جائے گا۔ صاحبین کے نزدیک سم حاکم کے بغیر کسی مالک نہ جاتا ہے۔ نہ غائب کا بھی کسی کو ہے۔ اور یہ فرماتے ہیں کہ موت "من احياء
ارضا عینہ فہی لہ" میں اذن و عدم اذن کی کوئی تفریق نہیں۔ امام صاحب کی ویلایہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لیس للعرء الاما طابت بہ
فیس لعدہ اور اگر کسی نے ایسی زمین میں صرف قہر و غیرہ کی بیٹہ نہ ہو تو اس سے وہ اس کا مالک نہ ہوگا۔

ومن حفر بئرًا ہی نواب فلک خربتمہ از یعون ذراعا من کل خاب وخربتم الغیب غنسل جانہ بن کل
جو شخص کنواں کھودے اور ان زمین میں اس کیلئے اس کا حرم ہے چاہے گز یا باغ سے اور ہنر کا حرم پانچ سو گز ہے ہر طرف سے
فمن حفر بئرًا ہی خربتمہ منیع جہہ وللغاف خربتم بقدر ما یصلحہ وذا غدن عند الفرات
جو کنواں کھودے اس کے حرم میں اس کو آدھ کا چایا کرے۔ یہ جہاں کے صاحب ہو جس زمین سے بہت ہے فرات
والہ لخصم غرڈۃ الیہ فہو نوات وان اخصل لا ولا حویلہ للنتہر
اور اگر جانے کا اہل نہ ہو تو وہ موت ہے اور اگر اس کے آنے کا احتمال ہو تو موت نہیں۔ اور اگر کچھ حرم نہیں۔

اور اگر کسی نے اس میں کھودے اور ان زمین میں اس کیلئے اس کا حرم ہے چاہے گز یا باغ سے اور ہنر کا حرم پانچ سو گز ہے ہر طرف سے
فمن حفر بئرًا ہی خربتمہ منیع جہہ وللغاف خربتم بقدر ما یصلحہ وذا غدن عند الفرات
جو کنواں کھودے اس کے حرم میں اس کو آدھ کا چایا کرے۔ یہ جہاں کے صاحب ہو جس زمین سے بہت ہے فرات
والہ لخصم غرڈۃ الیہ فہو نوات وان اخصل لا ولا حویلہ للنتہر
اور اگر جانے کا اہل نہ ہو تو وہ موت ہے اور اگر اس کے آنے کا احتمال ہو تو موت نہیں۔ اور اگر کچھ حرم نہیں۔

كتاب الاشرية

تشریح لکھتے : مولہ کتب الخ : شراب اور شراب دونوں لفظ معنی برود شیشیت سے ایک ہی درخت کی دادرش ہیں۔ نہ کہ ایک شراب
کی جمع ہے۔ اور شراب و شراب دونوں معنی اصل اور درونہ اصلی میں متحرک ہیں اس لئے شراب کے بعد کتاب الشراب لارہا ہے۔ شراب
قلت عرب تنسأ کہ کسی سیال چیز کو کہتے ہیں جو لی جا سکے تمام ہو یا عاقل جیسے پانی اس شریت وغیرہ اصطلاح شراب میں شہید و حرام
شراب ہے جو شراب کے اور مست و پیش کردہ چیز کو اس کتاب میں شرابوں کے احکام مذکور ہیں۔ جیسے کتاب اللہ دوسرے احکام حدود در
کتاب اللہ میں احکام جو مذکور ہیں اس لحاظ سے کہ کتاب الشراب کے ترجمہ موسوم کر دیا گیا۔ وفق التلویح لہی وائل القسم
الطبی ان اضافۃ المحلل و المحرمة لی الاعیان کحرمة المیتۃ والخمر و الا لمہات و فہو دلک مجاز عند کثیر من
المحققین من باب اضافۃ اسم المحلل علی الحال او ہو معنی علی حذف للمضاف ای حرم اکل المیتۃ و شراب
الخمر و مکاح الامہات۔

[illegible]

اَلشَّرَابُ مَا يَسْكُرُ اَلْمُحْرَمُ مِنْهَا اَزْمَعَةُ اَلْخَمْرِ وَهِيَ اَلَّتِي مِنْ مَاءِ الْعُيْبِ اِذَا غَلَا وَاشْتَدَّ وَقَدْفَ بِالْمُرْتَدِّ
 شَرَابٌ وَهُوَ جَوْشَنُ لَاسِ اِسْمُ اَنْ مَسَّ يَدِ اَوْ اَمْسَكَ اَوْ رَدَّ كَوْرًا كَوْرًا يَدِي يَدِي جَبَّ جَبَّ مَرَّةً اَوْ كَافًا مَرَّةً اَوْ مَرَّةً اَوْ مَرَّةً
 وَحَرَمٌ فَحِلُّهَا وَتَحْيِيَّتُهَا وَالْفَلَاءَةُ وَهِيَ اَلْفَيْصَرُ اِنْ حَلَبَ حَتَّى ذَهَبَ اَقْلُ مِنْ لَلَّهِ
 قَوْلُ كَا نَحْنُ اَوْ اَبَتْ مَا حَرَامٌ يَوْمَ عِلَافٍ اَوْ رَوْشَةُ اَكْمَرٍ يَوْمَ جَبَّ كَالْيَابِ اَوْ اَكْمَرٍ يَوْمَ جَبَّ كَالْيَابِ اَوْ اَكْمَرٍ يَوْمَ جَبَّ كَالْيَابِ

خرا مشرا بون کا بیان

۷۷۷: فی بکسرفون وشمید یا تختانیہ کجانی، از رنم، شمس کو ہندو، پہلی جھاگ اور مٹھینا کہتے ہیں۔

الرابع الحسکی و ابو کامل قالنا ناصحاً من زيد قالنا ايوب عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ قل مسكوا
خمر او تنسوا حدیث صحیح ہے اور ضمن فیہ المسلمہ دوسری حدیث "الخصمر من هاجن الشجر نهي" کا جواب یہ ہے کہ اس سے اطلاع غیر
مرا نہیں بلکہ بیان تحکم تصدو ہے جو منصب رسالت کے ذاتی ہے۔ کیونکہ آپ بیان احکام کیلئے تشریف لائے تھے نہ کہ بیان سنت کیلئے۔ تو
مطلب یہ ہوا کہ جو شراب بقدر کثرت سے ہو حرام ہے اور جو درشت خمر سے ہو نہ بھی حرام ہے۔ اس کی تائید حضرت عائشہ رضی
رہوت سے ہوتی ہے۔ کہ آپ سے نبی کے حلقے اور یا نہت کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے خمر اس کے حرام کی وجہ سے حرام
نہ کیا بلکہ اس کے انجام کی وجہ سے حرام کیا ہے۔ تو جس شراب کا انجام خمر کے شر ہو یعنی مسکر ہو اور خمر کی طرح حرام ہے "مضمون ہوا کہ خمر تو
انگوری شراب ہی کا نام ہے لیکن جو شراب مسکر ہو اس کا خمر خمر کی طرح ہے یعنی سب مسکرات خمر کے قسم میں داخل ہیں۔

قولہ وقد افق خمر کی تشریف زور امام صاحب کے نزدیک ہے صاحبین اور امامہ خلافت کے نزدیک جو کہ لانا شراب نہیں بلکہ جوش
کھانے اور کڑھی ہوجانے سے ہی خمر کیا جائیگا۔ کوجھاٹ نہ لائے امام ابو نعیم کبیر نے ہی لکھا ہے کہ خمر کو دیکھنا ظاہر ہے۔ جیسا کہ شرابیوں
میں صاحب سے متحول ہے کہ کوکبندت مطلب قوت مسکر و شند لاشرب سے حاصل ہوجاتی ہے۔ اور یہی صفت ایضاً عداوت اور بالکلی سے
نافی کرنے میں مؤثر ہے تو جھاٹ لاد و صف زائد ہوگا امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ غلیان (جوش لانا) تو شند اوکی ابتدا ہے۔ اور خمر جو
خمر یعنی شدت سے مانڈنے میں اس میں کامل شدت سے مراد ہے تو ابتدا جوش کی حالت میں اس کو خمر نہ کہیں گے۔ بلکہ وہ جھاگ ڈالنے
تھیں کہ تب خمر ہوگی۔ کیونکہ نگہ سے صلی کا امتیاز اسی سے ہوتا ہے نہ خمر سے نہ جوش کی احکام حلق ہے جیسے انجاء و عکسیر سخیل عزمت
صحیح وغیرہ وہ سب قسمی ہیں اس لئے احکام خمر کا درکل بشیڈ اور ہوگا۔

قولہ دوم میں جب کوئی حکم کسی نص سے ثابت ہو تو اس کیلئے علت تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ خود وہ نص ہی اس حکم کیلئے
علت ہوتی ہے اس اگر وہی حکم کسی فرعی مسئلہ میں قیاس سے ثابت کیا جائے تو فرغ کیلئے حدت کا ہونا ضروری ہے مگر اگر خمر پر قیاس کر کے
تاوی کا حکم نکالا جائے تو علت مسکوئہ ہے جس میں فرجہ کے لئے خمر میں علت مسکر لکان جائے گی۔ اسی ذات خمر وہ نص کی وجہ سے حرام
ہے۔ یعنی اس کی حرمت کے لئے علت مسکوئہ ضرورت نہیں جب یہ بات ذہن نشین ہوگی تو یہ سمجھ کر خمر کی حرمت علت مسکوئہ سے نہیں
ہے۔ بلکہ نص کی وجہ سے ہے کہ اس میں شافہ موجود ہے۔ پس جس طرح تشریف مقداد میں شراب چتا حرام ہے ہاں طرح شراب کا ایک قطرہ بھی
حرام ہے کہ شند نہ ہو۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ قفس مقداد خمر نہیں کیونکہ وہ مسکر نہیں یہ محض نفس پرستی اور شیعیان کا جھکا ہے۔

قولہ واللعلاء الخ اثر یہ خمر میں سے اور مرئی حرام شراب طلاء ہے۔ جس کو بلات (بادہ) کہتے ہیں۔ (ہدایہ) اور وہ یہ ہے کہ انور
کر کے کو آٹا پکایا جائے کہ دہاتی سے آم مل جائے۔ اور مسکر ہو جائے تمام اذرائ کے یہاں یہ صواب ہے۔ بعض معتزلہ بھی یہی کہتے ہیں۔
کیونکہ طلاء ایک پاکیزہ شربت ہے خمر نہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ طلاء کثرت و اور سرد پیدا کرنے والی دھن شراب ہے اس لئے قاضی اور قاض
لوگ اس کو خوب چہتے ہیں تو اس کا پینا بھی حرام ہوگا۔ تاکہ لیساکہ سند باب ہو۔

فائدہ: خلائی دوسری تفسیر یہ ہے کہ انگور کے زس کو اتر پکایا جائے کہ دہاتی مل جائے اور مسکر ہو جائے۔ بعض حضرات نے
کہا ہے کہ طلاء در حقیقت یہی ہے صاحب ہیضہ و قیرہ نے ہی لکھا ہے۔ یہ حرام نہیں کیونکہ صواب سے اس کا پینا عبادت ہے (شرعیات)۔

- ۱۔ نفع کو کہتے ہیں جو خمر میں استہیجہ کیا جائے۔ شدت میں چونکہ علت قوام میں طلاء
- ۲۔ مسکر ہونے کا بیان اور ان کا خمر میں نہ ہونا۔ الحدیث بخاری میں فی سرہ الحدیث
- ۳۔ جزی ۲۱۷
- ۴۔ جھانچہ کے شراب ہونے اور نہت میں وہی طلاء ہے جس میں مذکور ہوگا۔

پہنچا جائے۔ یہ شخص نے ایک طائر کے نوکازرے کو کرپوش سے بھانٹ لے آئے بشرطیکہ وہ اطرب کی حیثیت سے نہ ہو بلکہ حصول تحریر کے لئے ہو۔ اسکی مقدار پانچ انچ سے ایک فوٹ تک ہو سکتا ہو۔ اسکا منہ اور بال بالائی کے نزدیک ہر صورت حرام ہے کہ وہ بڑا یا دو۔ لیکن اختلاف شدت میں ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ مگر یہ ہیں کہ اگر کسی نے۔

فوله والخلط البیض (۲) غلیظ یعنی چھوٹا۔ اور مٹی کو جدا جدا ٹکڑے والوں کا پانی لہ۔ سے پکا یا جائے۔ اور چودہ جوش تک نہ اچھڑا جائے یہ بھی حلال ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم مٹی کو چھوڑ دے اور مٹی جو مس ہو چھوڑ دے ہر قسم میں رکھے اور اس پر پانی ڈالے تھے تو جو کھلی انصاف کر رکھتے تھے وہ کوڑے پانچ انچ کے وقت خوش فرماتے تھے اور جو شام کو بخور رکھتے تھے اس کو آپ علی الصبح انوش فرماتے تھے نیز حضرت ابن زیاد سے روایت ہے۔ میں نے ان عمر کے یہوں الفاظ میں تو آپ نے مجھے ایک شربت پلایا قریب تھا کہ میں اپنے کھانہ سوچی سوں اور سے روز میں اسی سے روایت ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے جو کھانا کھانا اور غلبہ انکو دے سوا۔ کوئی چیز نہیں پانی سواں آنحضرت پھینکے تو چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ وہ دھو چھوڑ دے مگر کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جواب میں ہاں میں غلیظین سے کئی اور چیزیں وہ حالت قیام پر کھلی ہیں۔ تاکہ انھوں نے انھیں نہ دیکھیں اور ان پر پانی نہ پھینکیں۔ اور ہر حالت خوش حالی پر کھانا ہے۔ چاہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے۔ حلال الفاظ ان پر نہ کہہ کے۔ میں نے ان کو کھانا کھانا اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کا نام دیا ہے۔ جواب میں کھانا ہے کہ یہ یہ ہر قسم میں کھانا ہے اور شام میں کھانا ہے کہ یہ ہے کہ کھانا یہ محمد بن زیاد سے جو شرب کے شوق سے ہے۔ اس نے حضرت ابو بکر سے روایت کی ہے اور۔ پانچ سو روایت کے معصوموں میں سے ہے۔

فوله وید لصل البیض (۳) شہد الخیر انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک شہد الخیر انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک طائر کے نوکازرے کو کرپوش سے بھانٹ لے آئے بشرطیکہ وہ اطرب کی حیثیت سے نہ ہو بلکہ حصول تحریر کے لئے ہو۔ اسکی مقدار پانچ انچ سے ایک فوٹ تک ہو سکتا ہو۔ اسکا منہ اور بال بالائی کے نزدیک ہر صورت حرام ہے کہ وہ بڑا یا دو۔ لیکن اختلاف شدت میں ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ مگر یہ ہیں کہ اگر کسی نے۔

والمثلث العنبی

چندام شدت طبعی

مثالت طبعی کا تحقیقی بیان

فوله والخلط البیض (۲) شہد الخیر انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک شہد الخیر انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک طائر کے نوکازرے کو کرپوش سے بھانٹ لے آئے بشرطیکہ وہ اطرب کی حیثیت سے نہ ہو بلکہ حصول تحریر کے لئے ہو۔ اسکی مقدار پانچ انچ سے ایک فوٹ تک ہو سکتا ہو۔ اسکا منہ اور بال بالائی کے نزدیک ہر صورت حرام ہے کہ وہ بڑا یا دو۔ لیکن اختلاف شدت میں ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔ مگر یہ ہیں کہ اگر کسی نے۔

قوله و علی الخ ہمارے یہاں خمر کا سرکہ حلال ہے خولہ: است خود سرکہ بن گئی ہو یا اس میں کوئی چیز ڈالنے سے سرکہ ہو گئی ہے امرہ
لٹاؤں کے یہاں خمر کا سرکہ حلال نہیں اور اگر وہ صوب کے ذریعہ بنو یا تنکہ وغیرہ ڈالنے سے ہوگا تو خمر میں کوئی چیز ڈال کر سرکہ بنایا گیا تو اسام و شافی
کے یہاں وہ سرکہ حلال نہیں ورنہ اگر وہ صوب وغیرہ کی گرمی سے بن جائے تو اس میں وہ قول ہیں ایسے یہ کہ حلال ہے وہ دم یہ کہ حلال نہیں اسام ہا ملک
اور اسام احمد فرماتے ہیں: یہ کہ اگر حضرت ﷺ سے سوال کیا گیا: خمر کا سرکہ حلال ہے یا نہیں؟ تو فرمایا: نہیں نیز حضرت ابو طلحہ نے عرض کیا یا رسول
اللہ! میں نے اپنی پردہ نشی کے تیسوں کے لیے خمر خریدی تھی اور اب میں اس کی حرمت مائل ہو گئی۔ تو کیا میں اس کو سرکہ بناؤں؟ فرمایا: نہیں بلکہ اس کو
بہاؤں۔ اگر سرکہ بنا دیا جائے تو آپ ہمارے کا حکم نہ فرماتے بالخصوص جبکہ وہ قبول کا مال تھا۔ جو کہ یہ کہ یہ حکم ظہور شدہ تھا کہ تم کہہ رہے تھے
شراب کے متعلق تشدد ہی اختیار کیا گیا تھا۔ وہ انکے آپ نے انھوں کو کھڑا دینے کا حکم فرمایا۔ اور ان کے بازوؤں میں آپ نے بدست خود
شراب کے گئے نیز بے پردہ ڈالے۔ حلال کہ صرف خمر و کافری تھا۔ حضرت عمر نے تو ایک شراب فروش کا گھری جلا لیا تھا۔ بہر کیف یہ سب
بہر حق تشدد والی تھیں بعد میں منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ حضرت چاندی کی روایت میں ہے کہ آپ نے تیسوں کو گناہی خمر کے عوض میں مال صلا کیا۔

کتاب الفید

هُوَ الاضطراب ونجس بالكلب المعلم والفهد والبارى وسائر الحيوانات المعلمة ولا بد من التعليم وإذا
 دُعا كُتب عليه اور عال ہے قوم پانڈ کہتے اور کہتے اسے بچے اور بڑب شادی جاتوں سے اور ضروری ہے غلبہ اور یہ کہا اچھوڑنے سے ہے
 يتركه الاكل فلا تأ في الكلب إذا دُعوتُه في الدرع ومن التسمية عنه الاضلال ومن الجرح
 تخرار كنه من شئ اور جانے پر دامن آجوتے ہے۔ اور اس اور اسم اشک کہ چھوڑنے وقت اور دھماکا یا کسی جگہ میں اس آکر کھانے لگے
 في أي موضع تخار لأن أكل منه البرى أكل وإن أكل أو القيد لا وإن أقرضه حيث دُعا
 اس سے باز تو غار کھایا جا سکتا ہے اور اگر کھانے لگے کتنا یا پینا تو نہیں اگر شہری عذر کو اندر اپنے قریب کو دُعا کرے
 تشرح الفتى: قوله كذب شرافه اثريه من بين اور ميدي العدم من اور شرافه بطور کی مساجت کا ہے۔ اور جس طرح
 اثريه باعث من اور نشان دہی میں ای طرح عذر فرزند اور اساطہ ہوتا ہے ای طرح کتاب الاثريہ کے بعد کتاب البصيرہ لایا ہے۔

(فائدہ) - شکار کرنا حلال بھی ہے اور حرام بھی۔ مگر شکار کنندہ حرمِ مقدسہ حرام ہے اور بحرِ مقدسہ حلال سے خالی نہیں ہے۔ حرام میں نہ کا
غیر حرم میں ہول حرام ہے اور حلال میں جانور پر چندہ و شریوں کیساتھ (۱) شکاری یا مسلمان یا کفار (۲) کتے یا کچھوچھو (۳) اس کے چھوڑ
ت میں غیر مسلم یا غیر مسلم کی کاشتیریک نہ ہو (۴) تسمیر کی عمارت نہ کرنا (۵) چھوڑنے اور شکار رکھنے کے درمیان دوسرے کام میں
مشغول نہ ہونا (۶) شکاری یا نور کا طبل یا نوازنا (۷) چھوڑنے سے غریبہ پر چلا جانا (۸) غیر مسلم کا شکار نہ ہونا (۹) شکار کو تم کا کر قتل
کرنا (۱۰) شکار کو نہ کھانا (۱۱) شکاری خوش نہ ہونا اور نہ ہونے لگنے سے نہ ہونا (۱۲) شکار نہ کرنا (۱۳) شکار کے علاوہ دینی جانور نہ
ہونا (۱۴) کھانے پر ہونا یا اپنے خوراک کو کھانے پر جانور ہونا (۱۵) شکار کرنے سے شکار کا سوا (۱۶) شکار کرنے سے پہلے (۱۷)

فولہ ہوا احتیاطاً واقع میدانِ صمد سے، جتنی احتیاط و معنی تلاش کرنا۔ جسے انتظام نگاہیں پکڑاں پکڑاں اور کچلے انگلیوں پر محسوس ہوا جاتا ہے۔

جیسے صمد ایڈریسی صمد جو دستمال نے طعزازی سے نقل کیا ہے کہ "صمد ہر شخص کو خوش حال اور خوش گوار بنانے کی خاطر ہر چیز کے بغیر ہر چیز کو دیکھتا ہے"

وَأَنْ زَمِيَ مُنْذُهَا فَلَمْ يَنْجُهِ فَرَمَاهُ الْخَوْرَ لَفْتَلَهُ فَهُوَ لِلنَّاسِ وَخَلَّ وَأَنْ أَتَيْتَهُ فَلَاؤُلَ وَخَوْرُ
 اگر تیرا دھار کے اور دست نہ ہو اگر دوسرے نے تیرا کرل کر دیا تو دھار دوسرے کا ہو گا اور طہال ہو گا اور اگر سب کر چکا تھا تو اول کا ہو گا
 وَضَمِنَ النَّاسِي لِلْأُولَى قِيْعَةً خَوْرٌ مَا نَقَصَتْ خَوْرِيْعَتُهُ
 در حرام ہو گا اور طہال دیکھ جانی اول کو اس کی قیمت کا سوائے جس کے جو کم کر دی ہے اس کے رقم نے
 وَخَلَّ اضْطِجَابُ مَا يُؤْكَلُ لَحْنَةً وَمَا لَا يُوْكَلُ
 طہال ہے دھار کرنا اس کا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور جس کا نہیں کھایا جاتا۔

تفصیل احکام صیہ

قوله وان رفع سجد الخ۔ ایک شخص نے عشاء پر تیرا دھار دیا اور وہ اس کو اٹھائے ہوئے غائب ہو گیا عشاء کی اس کو تلاش کر رہا نہیں
 تک کہ اس نے اس کو پایا مگر اس وقت وہ مردہ ہو چکا تھا تو اس کا کھانا طہال ہے کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت یونسؑ سے فرمایا تھا کہ جب
 تو نے تیرا دھار عشاء تجھ سے ختم ہون تک غائب رہا پھر تو نے اس کو پایا تو اس کو کھا جب تک کہ وہ زندہ نہ ہو گیا ہو اور اگر وہ تلاش کرنے
 سے بیٹھ رہا تو طہال نہ ہو گا کیونکہ ممکن ہے عشاء کی موت تیرے نہ ہونے کی ہو مگر اگر سب سے ہوئی ہو جیسا کہ روایت میں وارد ہے لعل هو
 ام الارض فقلته۔

قوله وان رمى صيدا الخ۔ ایک شخص نے عشاء کے تیرا دھار پانی میں گر کر مر گیا تو وہ حرام ہے کیونکہ "حضور ﷺ نے حضرت عدی
 بن حاتم سے فرمایا تھا کہ اگر تیرا تیرا پانی میں واقع ہو تو اس کو نہ کھا کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کو تیرے تیرے مہار ہے یا پانی نے" اسی طرح اگر
 چھت یا پھر پر کرنے کے بعد زمین پر گرا تب بھی حرام ہے کیونکہ وہ متروک ہے جس کی حرمت میں کتاب سے طہالت ہے ہاں اگر وہ ابندہ
 ہی زمین پر گرا تو طہال ہے کیونکہ زمین پر گرنے سے تو اس کو ممکن ہی نہیں۔

قوله وما قتلہ المجرم الخ۔ جس عشاء کو مجرم نے اپنے عرض کی جانب سے قتل کیا ہو یا غیلے سے قتل کیا ہو تو وہ حرام ہے کیونکہ
 وہ جو جہور کر مٹی کی وجہ سے مرے نہ کہ غم اور دھاندلہ چیز سے، لہذا وہ ضحاکان میں ہے کہ ظلیل، بقر، معراض، لا مٹی وغیرہ سے عشاء طہال
 نہیں ہوتا گو وہ زخمی ہو گیا ہو کیونکہ یہ چیزیں عشاء کو چرخی چھاؤنی نہیں بلکہ اس کے معصا کو قوتی ہیں ہاں اگر اس کو تیری، سندھان، دودھ، کدو
 کر کے، روزہ، زخمی ہو گیا ہو طہال ہے۔

قوله لقطع عضو الخ۔ ایک شخص نے تیرا دھار عشاء کوئی عضو قطع کر دیا اور دھار گیا تو عشاء کو کھانے جائے مضمون کھانے جائے جبکہ وہ
 عضو ایسا ہو کہ اس کے بعد زندگی متصور ہو مگر تمام شافعی کے نزدیک دونوں کھانے جاسکتے ہیں مگر یہ فراموش نہ کی کہ یہ عضو ذکا و اضطرابی سے
 جدا کیا گیا ہے تو ایسا ہو گیا جسے ذکا و اضطرابی سے جانور کا سر جدا کر دیا جائے کہ سر اور جانور دونوں کا کھانا طہال ہے، دھاری و بلیں حضور ﷺ کا
 ارشاد ہے "ما قطع من المہمة وھی حیة فہو میت" یعنی جو یا یہ کا عضو کا گیا اور شافعی کے روزہ، ہے تو وہ عضو مردہ ہے، وجہ استدلال
 یہ ہے کہ حدیث میں لفظ میت مطلق ہے تو یہ زندہ و قتل و قتل و قتل کی طرف واضح ہو گا اور ظاہر ہے کہ جس وقت اس سے عضو قطع ہوا ہے اس
 وقت وہ حیۃ بھی زندہ ہے کیونکہ اس میں حیات موجود ہے اور حکماً بھی زندہ ہے کیونکہ اس رقم کے بعد اس کا سلامتہ رہتا ہے۔

قوله وان قطع ثلاث الخ۔ اور اگر تیرا دھار نے عشاء کو تین تہائی قطع کر دیا مگر اس کا اکثر بدن و عذی اور دم کبیرا تھو رہا یعنی ایک تہائی

کے اپنا حق وصول کر لے گا۔ اور ظاہر ہے کہ شکی مسائل بھی ایک میں اور ذات ہے۔ جس کی فروختی ممکن ہے تو شکی شارع قابل حکم رہیں ہوگی۔ لہذا مستحب ہوگا۔ جو دے یہاں رہن کا حکم یہ ہے کہ اس سے مرہن کو یہ استفادہ حق حاصل ہو جاتا ہے اور شکی شارع میں یہ استفادہ کا ثبوت تصور نہیں۔ اس لئے کہ یہ ثبوت ممکن نہیں ہوتا ہے۔ اور شکی شارع غیر مضمن ہے۔ پس یہ استفادہ کا ثبوت غیر مرہنوں میں ہوگا جس میں قلم رہن ثبوت ہو جاتا ہے اسلئے رہن شارع کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً رہن، شارع کو بعض نے باطل کہا ہے اور بعض نے قاسد نہیں سمجھا یہ ہے کہ باطل نہیں قاسد ہے قبضہ کر لینے سے مرہن پر اس کا حلال لازم ہوگا۔ جب یہ ہے کہ عقد رہن کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ مال ہو اور اس کے مقابلہ میں بھی مضمون مال ہو اگر یہ شرط پائی جائے تو رہن صحیح مستفاد ہوگا۔ اور اگر شرط مستفاد ہونا رہن قاسد مستفاد ہوگا۔ اور جہاں رہن کی مال نہ ہو مثلاً آذرہ ہو یا غیر ہو یا اس کے مفاد میں مال مضمون نہ ہو تو رہن بالکل مستفاد ہوگا کی کا نام رہن باطل ہے۔ لہذا یہ لامانع الخ امانت، عاریت، مال مضارب، اور امانت، مال شریک کے بدلہ میں رہن رکھنا جائز نہیں۔ اس دشتیہ کہ رہن کا موجب مرہن کے لئے یہ استفادہ کا حاصل ہونا ہے۔ پس رہن کا قبضہ لازم الضمان ہوگا۔ تو ضمان ثابت کا ہونا ضروری ہے تاکہ قبضہ مضمون وضع ہو اور اس سے رہن کا مستفادہ دلو سکے اور امانت کے قبضہ میں ضمان نہیں ہوتا لہذا اس کے بدلہ میں رہن رکھنا صحیح نہیں۔

وَالَّذِيكَ وَالْبَيْعِ وَالْمُضَارَبِ بَيْنِي وَلَوْ فَوْضُوًا وَبِزَانِي مَالِي السَّلَمِ
اور نہ رہن بالذکر اور نہ رہن بوضوئ حق اور صحیح ہے دین کے عوض میں کو وہ موجود ہو اور سلم کے ماس المال کے عوض میں
وَفِي الصُّوْبِ وَالْمُضَامِ فِيهِ لَانْ هَلْكَ ضَارَ مُتَوَلِيًا
اور حق صرف میں قیمت کے عوض میں اور سلم فیہ کی قیمت کے بدلے میں سو اگر مرہن ہلاک ہو جائے تو مرہن اپنا حق لئے چکا
وَاللَّابِ اَنْ يُّوْفَى بِلَيْفِي غَلِيَةً غَلًا لِبَطْلِهِ وَضْعُ زَهْنِ التَّخْذِيْنِ وَالْمُكْبَلِ وَالْعَوَزُونِ
باب اپنے ذمہ کے اخراج میں اپنے بچہ کے غلام کو رہن رکھ سکے ہے اور صحیح ہے رہن رکھنا جائز ہے سوائے اور نکلی اور دفنی چیزوں کو۔

تشریح فقہیہ: قولہ والذکر الخ رہن بالذکر کی صورت یہ ہے کہ کسی نے کوئی چیز فروخت کر کے شمن لئے یا اب مشتری کو یہ اندیشہ ہے کہ ممکن ہے بیع بائع کے علاوہ کسی اور کی نگاہ میں لے لے اس لئے اس نے شمن سے استفادہ ممکن کے بدلے میں بائع سے کوئی چیز رہن رکھالی تو یہ باطل ہے اگر مشتری کے پاس سے مرہن ضائع ہو جائے تو ضمان نہ ہو گا اور اگر حاصل ہو جائے تو وہ بائع ہو۔ جب یہ ہے کہ بہن استفادہ حق کیسے ہوتا ہے اور وجہ سے پہلے استفادہ ہوتا نہیں۔ اور وجہ کی اضافت آئندہ زمانہ کی طرف جائز نہیں اس لئے رہن بالذکر جائز ہوگا۔

قولہ والبیع الخ بائع نے مشتری کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی اور بیع بائع کے پاس رہی اب بائع نے مشتری کے پاس بیع کے بدلہ میں کوئی چیز رہن رکھی تو یہ رہن باطل ہے اس واسطے کہ رہن دین کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ اور بیع بائع کے پاس دین نہیں بلکہ اگر بیع تک ہوگی تو مشتری کے ذمہ سے شمن ساقط ہو گا اور بائع کا حق ہے جس میں ضمان نہیں۔

قولہ واما الضمان الخ ہمارے یہاں علم کے دوسرے المال شمن صرف اور سلم فیہ کے بدلہ میں رہن رکھنا صحیح ہے۔ امام ذہبی اور ائمہ علماء کے یہاں صحیح نہیں۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ رہن کا حکم استفادہ حق ہے اور ان چیزوں کے بدلے میں رہن رکھنا صحیح نہیں استفادہ ہے ہم یہ

وَمَاتَ زَاهِنَةً وَالْقَبْلَ لِي أَلِيهِمَا فَوَهْنٌ كُلُّ عَلِيٍّ مَا وَهِنًا كَانَ لِي فِيهِ كُلُّ وَاحِدٍ نَفْسُهُ رَهْنًا بِخَفِئَةٍ
اور اگر مر جائے اس کا راکن اور غلام دونوں مرتبوں کے قبضہ میں دو راکن میں سے ہر ایک حسب ساقی بینہ قائم کرے غلام رکن ہوگا دونوں کے
پاس آدھا آدھا دونوں کے حق کے عوض میں۔

تشریح عقد: قولہ ومن باع الخ ایک شخص سے غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اس کے حق کے عوض میں کوئی معین چیز رہن
رکھے گا تو قیس کی رو سے یہ بیع جائز نہیں کیونکہ یہ عقد دو عقد ہے دو معنوں سے ہے پہلا عقد جائز ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرط عقد کے
مناصب ہے کیونکہ عقد کالک کی طرح عقد رہن بھی اسے احتیاجی ہوتا ہے۔ اب اگر وہ مشتری یا چیز رکن نہ رکھے تو اہم زفر کے نزدیک
اس کو باطل و عدم پر مبنی کر دیا جائے گا کیونکہ جب عقد حق میں رکن کی شرط لگا لی جائے تو وہ جملہ حقوق بیع کے ایک حق اور جائز ہے اس لئے اس
کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔ ہمارے نزدیک مشتری کو اپنے اوپر دوسری چیزیں نہیں کیا جاسکتا اس واسطے کہ رکن راکن کی طرف سے عقد صحیح ہوتا
ہے اور ضمانت میں جبر نہیں ہوتا اس عدم دلا کی صورت میں بائ کو بیع کا اعتبار ہوگا۔ کیونکہ وہ شرط مذکور کے ساتھ راضی ہوا تھا تو مذکورہ
شرط پائے جانے کی صورت میں اس کی راضی تمام نہیں ہوتی لہذا اس کو بیع کا اعتبار ہوگا۔ بایں کہ مشتری جس عقد دیدے یا مرنے والا شرط کی
قیمت رکن رکھدے اس کی صورت میں بیع کا اعتبار ہوگا کیونکہ عقد یعنی استغناء کا حق حاصل ہو چکا۔

قولہ وان قال نذایع الخ ایک شخص نے جس دے پہ میں بغیر خرید اور بیع سے کہا کہ جب تک میں تمھارے اس کا رکن دوں اس وقت
تک اس کو اپنے پاس رکھوں گا۔ اگر وہ تمام زفر کو مال و بیع اور اسے ملاش کے نزدیک وہ کچھ رکن نہ ہوگا بلکہ ولایت ہوگا کیونکہ عقد "اسک"
میں رکن ہوا یہ بیع ہے اور ایداع کا نتیجہ ہے کہ رکن میں ضمان اور بیع نہیں ہوتا تو ایداع پر محمول کیا جائے گا ہمارے نزدیک
صورت مذکورہ میں کچھ رکن ہوگا کیونکہ مشتری نے اسے لفظ ہوتا ہے جو مضیع رکن ہے اور اعتبار معانی کا ہوتا ہے نہ کہ الفاظ کا پھر اس نے
حقنی اصطلاح الفصحی "بہر کدیت بھی بیان کردی لہذا رکن پر محمول ہوگا۔

قولہ ولورهن عن الخ ایک شخص سے غلام اس کا رکن رکھنا چاہا ہے ان کے دین کے عوض میں کوئی چیز دونوں کے پاس رہن رکھ
دلی تو رکن کے لئے ہے اور وہ چیز تمام دونوں کے پاس مرکب ہونے کی کیونکہ رکن سے عقد واحد و جمع میں کی طرف منصف ہے پھر اس میں کوئی شیوع
نہیں ہو جو جب رکن نہیں بالذات ہے۔ جس میں تجزی نہیں اس لئے دو چیز دونوں کے پاس نہیں ہوتی۔ اب اگر وہ بیع جلاک ہو جائے تو ہر
مرکب پر اس کے دین کے حصہ کے بقدر ضمان ہوگا۔ کیونکہ استغناء تجزی ہے جو وقت ملاکت ہر رکن اپنے حصہ کا مستحق ہوگا اگر اللہ شکی
مرکب ہر ایک کے دین کے بقدر حصوں ہوگی۔ اور رکن نے ایک رکن کا دین لیا اگر وہ باوقل مرکبوں میں دوسرے کے پاس رہن ہوگی۔

قولہ وعل الخ اس کی ضمیر کا مرجع رکن ہے نہ کہ کل واحد اور ہند کی ضمیر مشتری کا مرجع رکن رکن ہے اور ضمیر حاضر کا مرجع کل واحد
ہے۔ صحت مسلمہ یہ ہے کہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر وہ دوسرے کو رکھ دیا اور ہر ایک نے یہ کہا کہ تو نے اپنے غلام
میرے پاس ایک ہزار دین رکھ دیا۔ اور اس پر دونوں نے بینہ قائم کر دیا تو دونوں بیعے ساتھ اتفاقاً ہوا ہو گئے۔ اس واسطے کہ یہاں نہ تو
دونوں کے لئے غلام کا فیصلہ ہو سکا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کے پاس کل غلام کا آن واحد میں رکن ہونا محال ہے اور نہ کسی ایک کیلئے
کل غلام کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ایک بینہ دوسرے کے مقابلہ میں اولویت حاصل نہیں اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ نصف رکن قرار دے
جائے۔ کیونکہ اس صورت میں شیوع لازم آتا ہے اور یہ بھی نہیں کیا جاسکتا کہ ان دونوں نے ایک ساتھ رکن رکھا ہوگا کیونکہ شارع نے مجہول
ہے اس لئے دونوں بیعے ساتھ ہوں گے کیونکہ عمل کی کوئی صورت ممکن نہیں پھر اگر رکن اشتغال ہو جائے اور تمام ان کے قبضہ میں ہوا پھر
دونوں مذکورہ بالا دعویٰ کریں تو اہم ابو یوسف کے نزدیک جس طرح رکن کی زندگی کی حالت میں شیوع کی وجہ سے رکن کا فیصلہ نہ ہوا

تشریح الفقہ: قولہ باب الخ راہن اور مرہون کے احکام بیان کرنے کے بعد ان کے نائب کے احکام بیان کر رہا ہے۔ کیونکہ نائب کا حکم حکم اصل کے بعد ہی ہوتا ہے۔ یہاں عدل سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس مرہون رکھنے پر راہن اور مرہون دونوں راہنی ہو گئے صاحب ناپ اور صاحب متایہ تیسروں نے ایک قیادہ لکھ دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ مدت آنے پر مرہون کی بیخ سے مٹا دیا ہو گئے ہوں۔ مگر یہ قیادہ لکھ دیا نہیں کیونکہ نائب ہے۔ یعنی عام طور سے لوگوں میں یہی دستور جاری ہے۔ جو عن هذا قال الحاكم الشافعي في الكفا في المس للعدل بيع الرهن عالم بسلط عليه لانه مأمور بالاحتفاظ بالحب۔

قولہ واما العدل الخ راہن اور مرہون نے شکی مرہون کی معتد شخص کے پاس رکھ دی تو ہمارے نزدیک راہن گج ہے۔ اب راہن یا مرہون مرہون شکی راہن معتد شخص سے نہیں لے سکتا کیونکہ مرہون کے ماحمودوں کے حق متعلق ہیں۔ اور احکام حفظ و امانت میں ہے۔ اور مرہون کا حق متفقہ دین میں ہے۔ تو ایک دوسرے کے جہاں حق کا مال نہ ہوگا۔ امام زفر اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک مرہون ہی متعلق نہیں کیونکہ شخص معتد کا قبضہ گویا مالک ہی کا قبضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مصلحتاً ایک وقت امتحان مالک پر رہن کر تا ہے تو قبضہ معدوم ہوا لہذا راہن گج نہ ہوگا۔ ہم کہتے ہیں کہ حفاظت کے حق میں تو معتد کا قبضہ مالک ہی کا قبضہ ہوتا ہے۔ لیکن بابت کے حق میں اس کا قبضہ مرہون کا قبضہ ہوتا ہے۔ فلو لم يمتز له الشخصين تحفظاً لما قصدناه من المرهن۔

قولہ وان ياعده العدل الخ راہن اور مرہون نے شکی مرہون کی معتد شخص کے پاس رکھ دی تھی۔ شخص معتد نے وقتی فروخت کر کے اس کا ضمن مرہون کو دیا اس کے بعد وہ شکی مرہون کی پوری کھل آئی۔ تو اب دوسرے میں یا تو شکی مرہون ہلاک ہوئی ہوگی یا ہلاک نہیں ہوئی ہوگی موجود ہوگی۔ سو اگر بیع (یعنی شکی مرہون) مشتری کے پاس سے ہلاک ہوگی تو تو مالک (مستحق) کو اختیار ہے چاہے وہ راہن سے نشان لے کر کہے وہ اس کے حق میں غاصب ہے کہ اس نے مالک کی اجازت کے بغیر پر یا مال راہن رکھ دیا۔ اور چاہے شخص معتد سے ضمان لے کر کہے کہ اس نے فروخت کر لی اور حکیم حق کے ذریعے نقد کی ہے (ان دونوں صورتوں میں بیع نافذ ہوئی) پھر شخص معتد کو بھی اختیار ہے۔ چاہے وہ راہن سے بیع مرہون کی قیمت لے لے کر کہے وہ اس کی طرف سے وکیل ہے۔ اور چاہے مرہون سے اس کا ضمن لے لے کر کہے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ مرہون نے ضمن باقی نہ کیا ہے۔ اور اگر بیع مشتری کے پاس ہو جو وہ تو مالک (مستحق) اس کو مشتری سے لے کر کہے کہ اس نے اپنا مال مصلحتاً موجود پر یا لیا۔ اور مشتری اس کا ضمن شخص معتد سے لے لے کر کہے کہ شخص معتد ہی مصلحتاً تو حقوق نقد ہی سے متعلق ہوں گے۔ اب شخص معتد کو اختیار ہے چاہے راہن سے اس کی قیمت لے لے کر کہے کہ شخص معتد کو اس ذمہ داری میں راہن ہی نے ڈالا ہے تو اس سے نہایت بھی وہی دے گا۔ اور چاہے مرہون سے لے لے اس واسطے کہ جب امتحان کی وجہ سے بیع نافذ ہو گئی تو ضمن باطل ہو گیا۔ حالانکہ اس نے اس پر ضمن جان کر قبضہ کیا تھا۔ اور جب ضمن باطل ہوا تو مرہون پر انتقال ضمن ضروری ہو گیا۔

مترجم: غلام محمد

وَأَن يَسْأَلَ لِقَائَهُ فَيَقُولُ ضَحِّ وَلَوْ غَيْرَ لَمَّا أَوْ جَسًا أَوْ بَلَدًا فَيَخْلَقُ مِنْهُنَّ الْمُتَشَبِّهِينَ
 وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ
 أَوْ الْمُتَرَفِّعِينَ وَأَن يُزَكِّيَهُمْ وَأُتَىٰ وَهَٰذَا جَنَّةُ الْمُتَرَفِّعِينَ ضَارٌّ مُّسْتَوْفٍ وَزَجَبٌ مَّثَلُهُ لِلتَّجَمُّعِ
 بِأَرْحَمٍ ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ
 عَلَى الْمُتَشَبِّهِينَ وَلَوْ بِفَتْحِكَ التَّجَمُّعِ لَانْتَبِغَ الْمُتَرَفِّعُونَ إِنِّي فَطَنُ دَنَّةَ
 مَعِيرٍ ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ
 وَجَنَّةُ الرَّاهِبِينَ وَالْمُتَرَفِّعِينَ عَلَى الرَّاهِبِينَ مَضْمُونَةٌ وَجَنَّةُ غُلِيظَةٍ وَغُلِيظَةُ نَالِيهَا هَلَاكٌ
 وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ وَكَرَاهِيَةً لِّكُلِّ مَعْصِيَةٍ تُعْبَدُ إِلَّا عِبَادَتِي ۚ

تشریح فقہ : قولہ وَأَن يَسْأَلَ لِقَائَهُ ایک شخص نے کوئی چیز مانگی کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 چاہے اور اس طرح چاہے کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 یا مرنے کی یا خاص شہر کی قید کا یا غلامی کا یا کس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 شہر میں رہیں یا کس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 ہے۔ مَعِير کی تفسیر یہ ہے کہ اس نے میری کھجور کے خلاف کیا اور مرنے کی ہے کہ اس نے پرانی چیز پر۔ تک کی اجازت کے بغیر
 جتنے کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 قیمت دین کے برابر ہو اور کم ہو یا باقی رہا اس سے لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 دینا ملا کر نہ کا اور اس سے وصول کرنا کیونکہ یہاں میری خبر نہیں ہے کہ وہ اپنی ملک شئی بیخود کرنے کیلئے بغیر ہے۔ خلاف افہام
 کے کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا

قوله وَجَنَّةُ الرَّاهِبِينَ الیہ : اس میں مرنے کا اور مرنے کا : اس کا کوئی مضبوط کر دے تو اس میں پریشان وادب ہوگا کیونکہ
 مرنے کا کوئی کلمہ لازم ہے۔ اس میں کی ملک ماییت سے متعلق ہے۔ ہذا اہل حق میں ملک ہو جتنی طرح لایا جائے گا اسی طرح اگر مرنے
 مرنے پر کوئی نہایت کرے تو اس پر بھی لازم ہوگا۔ کیونکہ اس نے میری ملک کھنڈ کیا ہے۔ اب اس نے میری قدر نہایت کی ہے
 اسی قدر میں اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 وادب نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ نہایت ہو جب قضا میں نہ ہو اور جب قضا میں نہ ہو تو اس کی نہایت سے کوئی چیز

وَأَن رَّحِمَ عِقْدًا يُسَاوِي أَلْفًا نَّالِبًا فَوَجَلًا فَيُخْضِقُ فَيُخْضِقُ إِلَى مَائَةٍ فَتُفْلَقُ زَجَلٌ وَغَيْرُهَا مَائَةٍ زَجَلٌ الْأَخْلَ
 اور اس میں کہا جاتا ہے کہ کلام میں ہادی کے لئے اس میں اس کی قیمت ہو دینے والی ہر اس کی سے لے کر کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا
 فَالْمُتَرَفِّعِينَ يَجْعَلُ الْجَنَّةَ قَضَاءً مِنْ خُفٍّ وَلَا يَزْجِعُ عَلَى الرَّاهِبِينَ بَشْيَ وَلَوْ بَالَعَهُ بِمَائَةٍ بِأَفْوَه
 تو مرنے کی قید کر لیا کہ اس میں اس کی قیمت ہو دینے والی ہر اس کی سے لے کر کہ وہ اس کے لئے عاریت پر لے لیا تو یہ صحیح ہے۔ اب دو جتنا

باب ما یوجب القصاص و ما لا یوجب باب موجب قصاص و غیر موجب قصاص امور کے بیان میں

یَجِبُ الْقِصَاصُ بِقَتْلِ مُكْتَلٍ مُنْخَفُونَ الْقِصَمُ عَلَى الْقَاتِلِ غَنَاتُ
واجب ہوئے قصاص پر ایسے شخص کو قصداً مار ڈالنے سے جو ہمیشہ کے لئے محفوظ الدم ہے۔
تشریح الفقہ: قولہ یجب الذبح اقسام قتل کے بیان سے فروقت کے بعد موجب قصاص وغیرہ موجب قصاص قتل کی تفصیل ذکر کر رہا
ہے جس کا قصداً قتل یہ ہے کہ قصاص ہر داغی محفوظ الدم کو عمدتاً قتل کر دینے کا ہے۔ واجب ہوتا ہے۔ واجب سے مراد اشد استغناء ہے۔ جس سے یہ
احتراس وارد نہیں ہو سکا کہ قصاص معاف کر دیا جائے اسلوب سے اور مردوب ہو گا وجوب کے معنی یہ ہے۔ بھٹوانہ دم کی قید سے مہل الدم
نکل گیا ہے ذلی شخص ہر جلی کا فرد اور پھر بھٹوانہ دم کا مطلب یہ ہے کہ وہ بطریق مکمل محفوظ الدم ہو۔ تو اگر کوئی شخص دار الحرب میں اسلام
لے آئے اور ہجرت سے قبل کوئی قاتل کر دے تو قاتل سے قصاص نہیں لیا جائیگا کیونکہ مقتول کو اسلام کی وجہ سے محفوظ الدم ہو گیا تھا جس میں
کمال حصہ نہیں ہے۔ سوال اگر قاتل کوئی ایسا شخص مرزا قاتل کر دے جو مختل کے لحاظ سے اہل بیت ہو جس میں کوارث نہ ہو تو قاتل کے قاتل
پر قصاص واجب ہے۔ حالانکہ قاتل محفوظ الدم نہیں ہے۔ جواب محفوظ الدم سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے قاتل کے لحاظ سے محفوظ الدم ہو اور
قاتل داول ہو لایا۔ مختل کے لحاظ سے غیر معصوم الدم ہے لیکن اہل بیت کے اعتبار سے وہ معصوم الدم ہے۔ لہذا قاتل مول کے بدلے میں
جسمی قاتل کو مارا جائے گا۔ تاہم قید سے مستثنیٰ قاتل کیا کہ اس کا خون باقی رہے اور اسلام محفوظ ہے نہ کہ ہمیشہ کیلئے۔ سوال اگر کوئی
مسلمان اپنے مسلمان فرزند کو عمدتاً قتل کر دے تو باپ پر قصاص واجب نہیں۔ حالانکہ قرینہ میں بھی وہ داخل ہے۔ جواب باپ پر قصاص کا
واجب نہ ہونا عوارض میں سے ہے جنی حاصل میں تو یہاں بھی قصاص واجب تھا مگر ایذا جو قصاص کے قتل جائے کا شریعہ اس کی وجہ سے
قصاص مہل بمال ہو گیا۔ اسی طرح عید ذبح کو عمدتاً قتل کرنے میں اصل کے اعتبار سے قصاص واجب ہے لیکن مرحلات قص دفع کی وجہ
سے قصاص مہل بمال ہو گیا۔

وَيُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ وَلَا يُقْتَلَانِ بِالْمُسْتَأْمِنِ وَالْمُسْتَأْمِنُ بِالْمَرْءِ
اور مارا جائیگا آزاد آزاد اور غلام غلام کے عوض میں اور مسلمان ذلی کے عوض میں اور نہیں مارا۔ جائیں گے مسلمان کے عوض میں اور مرد و عورت کے عوض میں
وَالْكَافِرُ بِالْكَافِرِ وَالْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ وَالْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ وَالْمُسْلِمُ بِالْمُسْلِمِ
اور باغ باغ کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں اور باغ باغ کے عوض میں اور باغ باغ کے عوض میں اور باغ باغ کے عوض میں
وَلَا يُقْتَلُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ بِالْمَرْءِ وَالْمَرْءُ بِالْمَرْءِ
اور نہیں مارا جائیگا باپ باپ کے عوض میں اور ماں ماں والی ماں ذلی قاتل باپ کے بچے اور ماں کے بچے عظام سے
وَبِمِثْلِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ وَبِعَيْنِهِ
مکاتب اپنے بچے کے عظام اور اپنے عظام کے عوض میں جس کے بچہ کا مالک ہے اگر اس سے قصاص کا اپنے باپ پر ساقہ ہو جائیگا۔

باقی احکامِ قصاص

تشریح لفظ: قولہ وان شہور المجنون الخ دیکھئے پانچویں جگہ نے کسی پر تصدیق دینا اور مشہور علیہ نے اس کا بار ڈالا یا کسی جانور سے حملہ کیا اور اس نے جانور کو مار ڈالا تو ظالمین کے نزدیک مار دینا اس کے مال میں دیت واجب ہوگی اور جانور کی قیمت کا تاواض دینا ہوگا امام مالک امام شافعی اور اکثر اہل علم کے نزدیک ان سب صورتوں میں کچھ واجب نہیں امام ابو حنیفہ سے ایک روایت ہے کہ صرف جانور کی قیمت کا تاواض ہوگا یہ حضرات کہتے ہیں کہ مارنے والے نے دفع شر کے واسطے مارا ہے اس لئے کچھ واجب نہ ہوگا۔ ظالمین یہ فرماتے ہیں کہ صغیر و بچہ جانور کا فعل حرمت کی مانند تصدیف نہیں تو بھارت ثابت نہ ہوگی پس اختیار صحیح نہ ہونے کے سبب سے ان کے قول کی عصمت معتد نہ ہوگی بلکہ عیب ہے کہ اگر بچہ جانور صغیر کی قتل کر دے تو قصاص نہیں ہوتا اس طرح اگر جانور کسی کا قصاص کر دے تو اس پر بھون نہیں ہوتا پھر جب مال کا خون معصوم ہو تو قصاص واجب ہونا چاہئے۔ مگر دفن کرنے خون مہار کر دیا اس لئے قصاص نہ ہوگا دیت ہوگی۔

قولہ ومن دخل الخ کسی کے گھر میں رات کے وقت کوئی انہی آیا اور اس نے گھر میں سے چوری کا مال لے لیا۔ صاحبِ خاندان نے اس کا چھپا کیا اور اس کو مار ڈالا تو اس پر کچھ نہیں نہ دیت کیونکہ حدیث میں ہے کہ "ایک شخص نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص میرے پاس آئے اور میرا مال لے لیا تو چاہے (تو میں کیا کر دوں) آپ نے فرمایا اس کو قصاص کر دے اس نے کہا: اگر وہ تیرا ہے؟ فرمایا: حاکم سے عداوت کیا اس نے کہا: اگر حاکم مجھ سے عداوت ہو؟ فرمایا: آس پاس کے مسلمانوں سے عداوت چاہ۔ اس نے کہا: اگر میرے پاس کوئی نہ ہو؟ فرمایا: اپنے مال کے لئے محتاط کر یہیں تک کہ تیرا مال بچائے یا شہداء میں سے ہو جائے۔"

(۱) لا حکای دلیہ بالحدوث نہوا ۱۳۱ (۲) لان الشاہد لما یحضر بعد الاضراب عدا معصوماً وان دفع شره لذلک فلیہ بعد ذلک الحد قتل شخصاً معصوماً فیجب علیہ القصاص ۱۴۰ حد۔ اسلامی "ابن القریب" ابن القریب فی معجم الصحاح، ابن تیمیہ المصری (فی غروب التحدیث عن ابن القریب من المختار فی "بطاریق" فی تارخہ الموسط) مسلم عن ابن جریر و بالفاظ ۱۲۰

وَأَنْ يَفْطَحَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَطَحَ بِمَنْبَرِهِ وَنَضَفَ الذِّبْنَةَ فَلَمَّا خَضِرَ وَاجِدٌ
 ۱۰ یقیناً اس کے لئے آدھوں کے دہانے کا تھکا کہ دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 وَقَطَعَ بِهِ فَلَا تَخْرُ عَلَيْهِ نَضَفَ الذِّبْنَةَ وَأَنْ أَفْرَ غُلْدٌ بِغُلْدٍ عَمْدٌ بِقَضٍ ۱۰ وَأَنْ رَمَى وَجِلًا غُلْدًا
 اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 فَسَدَ الشَّهْمُ بِنَدَ الْخَوْرِ بِقَضٍ نَدَاثُونَ وَالثَّانِي الذِّبْنَةُ
 ۱۰ یہ ہے کہ اگر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا

تشریح مفقود۔ قولہ وبقطع الخ اگر کسی ایک شخص کو چوری جرم سے متعلق کرکے یا اور ہر ایک نے ہر ایک کا کیا تو اس کے بدلے میں
 پوری ضمانت کو قتل کر دے گا اور اگر اس کا ایک اہل علم صاحب کتاب کی قتل ہے اس کے لئے اور پوری وغیرہ فرماتے ہیں کہ پوری کو قتل نہیں کیا
 جائے گا کہ سب پر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 جائے گا کہ سب پر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 ۱۰ یہ ہے کہ اگر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا

قولہ ولا يضطع الخ آدھوں نے ایک شخص کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 کہتے ہیں کہ اگر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 ۱۰ یہ ہے کہ اگر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا

لِغَضٍّ: وَمَنْ فَطَحَ يَدَ رَجُلٍ ثُمَّ قَتَلَهُ أَحَدًا بِالْأَمْرِ يَدُ الْغُلْدِ أَوْ غُلْدَانِ أَوْ مَخْبِئِينَ يَنْخَلُّ بَيْنَهُمَا بَرَّةٌ
 (تفہیم) کسی نے ایک کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا
 أَوْ لَا إِلَّا فِي غُلْدَانِ ثُمَّ يَنْخَلُّ بَيْنَهُمَا بَرَّةٌ فَجَبَّ ذَنْبُهُ وَاجِدٌ كُنْ صِرْتُهُ وَابْنُ سَوِيحٍ
 تشریح ہوگی کہ اگر دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا اور دہانے میں سے اس کا تھکا کا تھکا

یہاں خلافت کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا فعل قائم کرنے میں قہر قائم مقام ہے مگر یہ حقیقی خلافت مراد نہیں بلکہ مجازی حقیقی مقابلہ وراثت مراد ہے۔ (۳) وارث میں بچہ کے وارث بطریق وارثت ہوں اس میں ایک وارث باقی وارثوں کی طرف سے قائم اور خصوصیت میں ان کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اور جس چیز کے وارث بطریق وارثت نہ ہوں ان میں ایک وارث باقی وارثوں کی طرف سے قائم نہیں ہوتا بلکہ اگر فیلیہ وارث سے مترکک الی میں سے کسی چیز کا دعویٰ کریں اور کہہ دے کہ اسے سب وارثوں کا حق ثابت ہو جائے گا یا باقی وارثوں کو تنہا یہ دعویٰ کی ضرورت نہیں۔ جب یہ اصولی علوم اور محکمے تو اب مسئلہ مجبور مسئلہ یہ ہے کہ دو بھائی ہیں ایک حاضر دوسرا غائب ہوئی تہا جو اس وقت تک نبوت میں اپنے باپ کے نقلی عمر پر سید قائم کیا اور علم سے قصہ میں لینا چاہا تو عمر پر ہے کہ جب تک غائب ہوئی تہا جو اس وقت تک حاکم بالاعتدال تھا نہیں لے سکتا۔ امام صاحب کے نزدیک تو اس لئے کہ ان کے یہاں وارث کہیں نبوت قصاص بطریق خلافت ہے۔ پس ایک وارث باقی وارثوں کا قہر قائم نہیں۔ دوسرا وارث جس نے قہر ایک وارث کے غائب ہو جانے کے خلاف کرنے کا قتال ہے۔ مجبور غائب ہو جانے پر قہر قائم صاحب کے نزدیک مینہ کا اعلان ضروری ہے۔ صاحبوں کے نزدیک ضروری نہیں جو دوسرے نے اپنی یا ان کے گناہ کا ایک ملک و شہر بطریق وراثت سے وارث امام صاحب کے نزدیک بطریق خلافت۔

قونہ ولو خطا الخ وارث کرنا اور با مسئلہ میں خطا کرنا دو کوئی ہو تو با علاقہ انما و جینہ کی ضرورت نہیں۔ کہ ایک نقلی خطا وارثین کا غائب ہونا اس میں ثبوت ملک بطریق وارثت ہوتا ہے تو ایک وارث باقی وارثوں کا قائم مقام ہو گیا۔ اور اگر قاضی وارث غائب کے موقف کر دینے پر گواہ لے لے تو قصاص میں ساقط ہو جائے گا۔ اور وارث حاضر جو معصوم ہے گا۔ کیونکہ دوسرے موجود وارث حاضر کا حق قصاص سے ساقط ہو گیا اور قصاص منقلب پس ہو گیا اور یہ باقیات لغو غائب ممکن نہیں بلکہ وارث حاضر وارث غائب کی طرف سے قائم معصوم اور جب اس پر عظم ہو گیا تو قصہ غائب نہ ہو گیا۔

قونہ و کذا لو قتل الخ اگر وہ بالکل کا کلام عمد یا خطا نقلی دوا اور مالوں میں سے ایک حاضر ہو اور دوسرے غائب تو اس کا بھی نقلی عظم ہے کہ اگر مالک حاضر مینہ قائم کرے تو با اہل مالک غائب مقبول ہو گا۔ اور اگر قتال مالک غائب کے معاف کر دینے پر گواہ لے لے تو مالک حاضر قائم معصوم ہے گا اور قصاص ساقط ہو جائے گا۔

قونہ وان شہد الخ ایک مقول کے تحت وارث ہیں ان میں سے دو نے تیسرے کے متعلق گواہی دی کہ اس نے اپنا حق قصاص معاف کر دیا تو ان کی گواہی ملے گی اور یہ گواہی کی طرف سے قصاص میں ہو گا کہتا۔ دوسرے گواہی سے اپنے لئے قطع کی اور ان کا ہے جیسا۔ باقی معنی کہ قصاص کا منقلب یہاں ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ تو ان کا کلام صرف انہیں کے حق میں معصوم ہو گا۔ پھر مرقا میں وارثوں کی تصدیق کرے دوسرے وارث غائب کرے تو دیت ان میں سے دینے کے درمیان بطریق اعلاط ہوگی کہ انہوں ان وارثوں کی تصدیق کرنا دیت کے وارثات کا اثر اگر ہے تو اس کا اثر اس میں ہے کہ وہ دوسرے دینے کے متعلق گواہی دی ہے اور مشہور علیہ اس کا منکر ہے تو اس میں اس کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر اس نے ان کی تکذیب کی اور تیسرے وارث نے بھی تکذیب کی تو ان دونوں وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ کیونکہ انہوں نے گواہی سے گواہی سے قصاص کے سلطان کا اثر اگر کیا یا تیسرے وارث تمام اہل دیت پائے گا۔

قونہ وان اقصم الخ دو گواہوں سے نقلی گواہی اور وارثین یا غائبین یا تو کمال میں ختم کیا مثلاً ایک سے کہا شامل میں نقل کیے دوسرے نے کہا کہ بقصدہ میں نقل کی ہے ایک نے کوئی کو نقل قرار با دوسرے نے کہا کہ میں ایک نے کہا افسی سے ماہ اور دوسرے نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تصدیق سے لیا ہے تو ان سب صورتوں میں شہادت باطل ہے۔ اس واسطے کہ نقل دوسرے نہیں ہو سکتا۔ پس نقل وفد اگر نقل شدہ یا اہل اس ہوئے۔ دوسرے ایک نقل پر صرف ایک گواہی۔

قونہ وان افرط الخ دو گواہوں میں سے ایک نے اقرار کیا کہ نقل کی ہے۔ دوسری مقول کہہ دے کہ یہ دونوں نے منکر کیا ہے تو دوسری مقول کر سکتا ہے اور اگر دوسری گواہی کہ اس نے نقل کیا ہے اور دوسرے گواہی کہ اس نے نقل کیا ہے دوسرے کا ہے

وَلَا تَكْفُرْ فِيهِ وَلَا حَرْفَانِ وَالْمَعْقُوفَةُ كَالْفُطْيِ

اور کسی میں نہ کفارو ہے نہ ایمان سے غرض اور تاکھ کا محم ہے کا سب سے۔

زخموں کی دیت کے احکام

تشریح لفظ 'لَوْلَهُ' لیس الشجاج الخ شجاج جمع شجہ لفظ وہ زخم ہے جو چھرو اور سر پر ہوا اور جو زخم اس کے علاوہ باقی بدن میں ہو اس کو براحت کہتے ہیں۔ اس میں دیت نہیں صرف حکومت عدل ہے شجاج سب استقر اداں ہے۔ (۱) عارضہ جس میں کھل چل ہوئے جس کو باندی میں کھر دینے کہتے ہیں (۲) عارضہ جس میں آنکھ کا مادہ خون نمودار ہو جائے پھر کچھ نہیں (۳) عارضہ جس میں خون بہہ جائے (۴) عارضہ جس میں کھل کٹ ہوئے (۵) مثلاً جس میں گوشت کٹ ہوئے (۶) محاق جس میں زخم اس بار یک جہلی تک پہنچ جائے جو گوشت اور سر کی ہڈی کے درمیان ہے (۷) موی جس میں ہڈی کھل جائے (۸) کاسرہ جو ہڈی توڑ دے (۹) مصلہ جو ہڈی کو تنگی جگہ سے سر کا دے (۱۰) آہ جو اس کھان تک پہنچ جائے جس کے اندر درخ پہنچاں میں سے سات میں دیت کا تیسواں حصہ یعنی پانچ اونٹ یا پچھو سو سو (شرطیکہ خروج بصلع نہ ہو یعنی اس کے سر کے بال چوڑی کیا ہو سے نہ چھڑ گئے ہوں) اور آٹھ میں دسواں حصہ ہے یعنی دس اونٹ اور نو میں دسواں اور پڑھواں حصہ یعنی چار اونٹ ہوں میں تہائی دیت ہے بعد ایات میں کہی حکم دار ہے۔

قولہ او الجافقہ الخ زلفی میں ہے کہ جافقہ زخم ہے جو سر دیت میں دسواں حصہ کہ زخم ہے جو پینٹ پانچہ یا پینٹ کی طرف سے پینٹ کے اندر تک یا گردن کی طرف سے اس کو تک پہنچ جائے جہاں تک پانی جانے سے روز ولوت جو تا سہ اس میں تہائی دیت ہے۔ قولہ فلن نفذت الخ اگر جانکہ یعنی پینٹ کا زخم پینٹ کی طرف سے پینٹ نکلا ہو پھر دسواں حصہ تو دیت کی اور تہائیوں واجب ہیں کیونکہ اس کو جاننے ہو گئے ایک پینٹ کی جانب سے دسواں حصہ کی جانب سے حضرت ابو بکر صدیق نے ای کا فیصلہ فرمایا تھا۔

قولہ والاخصاص الخ سات میں تو بلا تہائی اخصاص سے اور آٹھ نو میں اس بلا تہائی اخصاص نہیں ۲۰۳، ۲۰۴، ۵۷۶ میں بھی امام صاحب سے عدم اخصاص کی روایت ہے لیکن امام محمد نے اصل میں ذکر کیا ہے اور کسی غایر لکھتے ہیں کہ ان میں قصاص ہے خاصاً آیت والجرم قصص بھی ای کا سر یہ ہے ورنہ یحییٰ ابن الکمال بخنی روایتی وغیرہ میں ہے کہ یہی صحیح ہے۔

قولہ ان لم يعلم صحبہ الخ اگر کوئی پچھ کی آٹھ پچھوڑ دے یا اس کی زبان یا اس کا عضو داخل کات دے اور پچھ کے دیکھنے سے آٹھ کا حال اور بونے سے زبان کا اور ہٹے سے ذکر کا حال معلوم نہ ہو کہ پچھ کے یہ اعضا صحیح تھے یا نہیں؟ تو ایک عادل کا فیصلہ مستحب ہوگا کیونکہ ان اعضا سے مقصود منفعت ہے اور جب ان کی بابت یہ معلوم نہیں کہ یہ قابل منفعت ہیں یا نہیں تو شک کی وجہ سے دیت نہ ہوگی (پایہ) اور اگر ان کی موت کا حال معلوم ہو تو پچھ کا حال مثل رخ کے اعضا کے ہوگا جن کا بیان ہو پھر گذر چکا ہے۔

قولہ شج رجلا الخ ایک شخص نے کسی کے زخم موی کو دیا اس کے عارضہ سے اس کی مشکل بڑھ گئی اور اس کے بال جاتے رہے تو موی کی دیت اس کی پوری دیت میں آئے گی۔ چنانچہ کیونکہ زوال مشکل کی وجہ سے تمام اعضا کی منفعت باطل ہو جاتی ہے تو کو پچھوڑ دیا ہو مردہ ہو گیا اور اگر اس کی سماعت یا بصارت یا کوئی جالی رقی تو موی کی دیت پوری دیت میں داخل نہ ہوگی کیونکہ ان کی منفعت میسر و معسرہ ہے تو یہ اعضا جنہ کے زخم ہوئے ہیں اس لئے موی کی دیت میسر و معسرہ اور سماعت کی دیت میسر و معسرہ واجب ہوگی۔

قولہ ران فلع الخ ایک شخص نے کسی کا دانت اکھڑ دیا اس کی جگہ دوسرا جھڑ آیا تو امام صاحب کے نزدیک دانت کی دیت ساقط ہو جائے گی۔ صاحبین کے نزدیک نہ تو کسی کی جگہ نہایت تو موجب دیت دینا ہو چکا رہا دوسرے دانت کا جہاں آنا مسودہ حق تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت جدید ہے امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ یہاں معنی چنانچہ زائل ہو گئی کیونکہ وجوب دیت فساد و بے کچھ ہے تھا اور جب دوسرا دانت چمڑا تو نعمت فاسد نہ ہو جس شے کی منفعت فوت ہوئی اور نہ نہایت فتم ہوئی۔

قولہ ولا فود الخ جب تک خروج زخم سے چھاندا ہو جائے کہ وقت تک زخم کا تھماں نہیں نیا جائے گا امام شافعی کے یہاں بی انور لیا جائے گا اس لئے۔ جب موجب تھماں تعلق ہو چکا تو پھر کاخیر کس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ زخمی کے چکا ہونے سے پہلے آپ نے تھماں لینے سے منع فرمایا ہے نیز یہ بھی احتمال ہے کہ شاید زخم چمڑ جائے اور بخروج مر جائے تو اس صورت میں وہ عاقل کو جان سے بہرہ نالازم ہوگا

قولہ وکلی عمد سقط الخ ہر وہ شخص جو جس میں کسی پد کی وجہ سے تھماں ہو جائے مثلاً باپ اپنے بیٹے کو کھنکھڑے یا اس آدھی ایک آدھی کو کھنکھڑے کر دینا میں سے ایک اس کا باپ ہو تو اس میں دیت قائل کے ہاں میں ہوتی ہے جو تین سال میں ہوا کی جائے گی۔ اور صورت صلیباً اگر نہ کرنے کے سبب سے واجب ہو وہ بھی قائل ہی کے ہاں میں ہوتی ہے اور فی الفور ہوا ہوتی ہے کیونکہ جو مال عقد کی وجہ سے واجب ہوا اس میں اصل یعنی ہے کہ وہ فی الفور ہوا اور ہر قدر ہوا اور اصل اس سلسلہ میں یہ حدیث ہے "لا یغفل العاقل عمداً ولا عبداً ولا صلحاً ولا اعتراً الا بوجہ" (۱)

قولہ و عمد العسی الخ اگر کوئی نابالغ بچہ یا عورت کسی کو عمدہ قتل کرے تو ان کا عمدہ بھی خطائیں شمار ہوگا۔ اور تھماں واجب نہ ہوگا۔ بلکہ ان کے کہنے پر دیت واجب ہوگی اور یہ میراث سے بھی محروم نہ ہوں گے کیونکہ میراث سے محروم ہونا ایک حق ہے اور یہ دونوں قائل مشورت نہیں۔

موصوفہ لغز نگری

اور شاذ ہے کہ مردہ پچیس غریب یعنی خدام یا باندی یا لہجہ ور ہم ہیں۔

قولہ وہی نصف النسخ ہزار سے یہاں غزوہ کی مقدار مرد کی دیت کا بیسواں حصہ ہے اگر جنسین مذکر ہوں اور عورت کی دیت کا سواں حصہ ہے اگر مؤنث ہو مرد کی دیت کے دس ہزار درہم ہیں تو اس کا بیسواں حصہ پانچ سو درہم ہوئے اور عورت کی دیت پانچ ہزار درہم ہیں تو اس کا بیسواں حصہ پانچ سو درہم ہوئے امام مالک اور امام شافعی کے یہاں چھ سو درہم ہیں۔ سرحدیث مذکور ان پر بحث ہے مگر ہمارے یہاں غزوہ قحط کے عائد پر ہوتا ہے امام مالک کے یہاں قحط کے مال پر ہوتا ہے اور مدی دیکھ لیں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے غزوہ قحط کے مال پر قحط قرار دیا ہے نہ ہمارے یہاں غزوہ ایک سال کے اندر دھوئیں کیا جائے گا امام شافعی کے یہاں تین سال میں دھوئیں ہوگا مگر مدی عن محمد بن الحسن انه قال بلغنا ان رسول الله ﷺ جعله على الدلالة في سنة

قولہ فلیقظ الخ اگر پہلے مال سرگئی پھر اسے مردہ پچہ کر لیں تو صرف مال کی دیت واجب ہوتی امام شافعی کے یہاں غزوہ بھی واجب ہوگا کیونکہ ظاہر یہی ہے کہ وہ ضرب کی وجہ سے مر رہا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ظاہر اس کا مرنا موت جنین کا سبب ہے کیونکہ جنین کا سانس لینے والی حالت میں ہے ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جنین مردہ ضرب سے مر رہا ہو تو شک کی وجہ سے ان واجب نہ ہوگا۔

قولہ ولی جنسین الاصلہ الخ اگر یہ مدی کا جنسین نہ کر ہو تو اس کی قیمت کا بیسواں حصہ واجب ہوگا اگر وہ زندہ ہو اور اگر مؤنث ہو تو اس کی قیمت کا سواں حصہ واجب ہوگا امام شافعی کے یہاں اس کی مال کی قیمت کا سواں حصہ واجب ہوگا کیونکہ جنین میں جہ مال کا جز ہے اور اجز کے خونی مقدار میں اصل ہی کو پیش نظر رکھا جاتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہاں معدن واجب نفس جنین کا بدل ہے لہذا اس کا اندازہ اس کی ذات سے ہوگا۔

قولہ فان حرد الخ کسی نے جلد باندی سے پیٹ پر مارا اس کے بعد مالک نے جنسین کو قحط قرار دیا پھر باندی نے زندہ پچہ کر لیا اور وہ مردہ تو مالک جیسے زندہ پچہ کی قیمت واجب ہوگی نہ کہ اس کی دیت کیونکہ اس کی موت ضرب ساقی کے زریعہ ہوئی ہے اور ضرب کا قحط اس کی رقیق کی حالت میں ہوا ہے اور اعتبار قحط سے ضرب کے وقت ہی کا ہوتا ہے اگر قحط کے نزدیک جنسین کی دیت واجب ہوگی نہ کہ قیمت یہ قول ہمارے بعض مشائخ سے بھی مروی ہے جیسا کہ فقہ الاسلام بزدلی نے طعن چاہا معصوم میں نقل کیا ہے۔

قولہ ولا تھار الخ ہمارے یہاں نقل جنسین میں کفارہ واجب نہیں امام شافعی کے یہاں واجب ہے مدی یہ فرماتے ہیں کہ جنسین میں جہ نفس ہے لہذا احتیاطاً ہی میں ہے کہ کفارہ واجب کیا جائے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کفارہ میں ایک قسم کی مقبوت ہے جس کا ثبوت شرعاً نفس کامل میں ہے لیکن یہ غیر مکمل مقبوت ہے نہ ہوگا۔

ایک نے قصاص معاف کر دیا تو مالک قتل خطائے وارثوں کو چھوڑی، میت کا لحد ہیہ دیکھ کر قتلِ عمدہ کے وارث نے معاف نہیں کیا، اس کو نصف دیت کا فدیہ ہیہ دیکھ، اور اگر خدا مرینا چاہے تو قتلِ خطائے دو وارثوں کو غلام دے اور بطریقِ عدل تین تہا دہانت دے وجہ یہ ہے کہ خطائے وارثوں کا قتل اپوری نہ میت یعنی وہی ہزار وارث میں سے کسی وارث کے وارثوں کا حق قصاص میں ہے اور جب ہم نے ایک وارث نے معاف کر دیا تو دوسرے وارث کا قصاص مل ہو گیا یعنی باقی ہزار وارث میں سے اگر ایک فدیہ دینا اختیار کرے تو دوسری ہزار خطائے کے وارثوں کو اسے پورے ہزار وارث کے ایک وارث کو جس نے معاف نہیں کیا اور اگر مالک غلام مرینا چاہے تو کسی کی دو تہائیاں خطائے وارثوں کو دے اور ایک تہائی وارث کے وارث کو یہ تفصیل امام صاحبؒ کے یہاں ہے۔ صاحبِ مثنیٰ کے یہاں بطریقِ مزاہمت چار حصے ہوں گے جس میں تین چوتھائیاں خطائے وارثوں کو ملیں گی، اور ایک چوتھائی وارث کو۔

قولہ عبدہما فضل الخ واور میں کے آپ مشترک نظام نے ان سے قرابت و رابطہ ملاؤ اور ایک مالک نے قصاص معاف کر دیا تو نام صادقہ کے نزدیک نقل قصاص باطل ہو جائیگا کیونکہ قصاص بوجہ غلو مقطب ہمال ہو گیا اور نظام یہ مستوجب دین نہیں ہے و اما جہنم یہ فرماتے ہیں کہ جس مالک نے قصاص معاف کیا ہے وہ ناجائز و ہذا معصومہ۔ مالک کو بے نیچہ تھائی دیتے دیکھ اس کا فائدہ یہ دے بعض حضرات نے وہ مہر کہا ماسما صاحب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

فضل : قُلْ عَدَّ حَسَابًا نَجِبٌ قِيَمَتُهُ وَتَقْصُرُ عَشْرَةٌ لَوْ كَانَتْ عَشْرَةُ آلَافٍ أَوْ أَكْثَرُ وَفِي الْآيَةِ (محل) کل کیا یا علامہ نے تو واجب ہوئی اس کی قیمت اور کم سے جائیں گے اس کو رویم اگر قیمت اس بزار یا اس سے زیادہ اور یا ہادی اس عَشْرَةُ مِنْ عَشْرَةِ آلَافٍ وَفِي الْمَغْضُوبِ نَجِبٌ قِيَمَتُهُ مَابَلَقْتُ وَمَا قَدَّرَ مِنْ دِيَةِ النَّحْرِ قُلْتُ اس کم کئے جائیں گے یا بی بی جو اس پر واجب ہوئی اس کی قیمت بھی کل ہو اور مقدار مقرر ہے آڑا کی دیت سے وہی مقرر ہوگی مِنْ قِيَمَتِهِ غَنَى يَدِهِ بَعْضُ قِيَمَتِهِ قُطِيعَ يَدٍ غَنِيَةٌ فَحَرَوَةٌ سَيِّدَةٌ فَكُنْتُ مِنْهُ وَمَا وَارَتْهُ غَيْرُهُ علامہ کی قیمت۔۔۔ پس اس۔۔۔ ہاتھ میں اس کے آج کی قیمت ہے علامہ کا ہاتھ کوٹ دو کیا۔۔۔ مالک نے اس کو آڑا کر دیا پھر رویم کی اس میں کے علامہ کی لاَيَقْتَصِرُ وَالْأَقْصَرُ مِنْهُ فَإِنَّ أَحَدَهُمَا خُرٌّ فَشَيْئًا قَبِيْرٌ فِي أَحَدِهِمَا فَأَرَضَهُمَا وارث میرا تعاض نہیں ہو جائے گا تم میں سے ایک آزاد ہے اور حق میرے لئے ہے میرا میں سے ایک میرا ہے۔۔۔ دینی کو یوں کہ تو میں کا مالان تَلَسُّمُهُ فَفَاءَ غَنَى غَنِيٌ دَفَعَ سَيِّدُهُ عَبْدُهُ وَاحِدٌ قِيَمَتُهُ أَوْ نَفْسُهُ وَلَا يَأْخُذُ النَّقْصَانُ مالک کہیں ہو گا کسی بے نامہ کی ہاتھیں پھوڑ دینی مالک میں کی دوا۔۔۔ کر دے یا علامہ رویم کی قیمت لینے والی کر کہ علامہ نقصان نہ لے۔۔۔ جَنَى مَدْرُوْرٌ أَوْ لَمْ يُولَدْ ضَمِنَ السَّيِّدُ لَأَقْلَ مِنْ الْقِيَمَةِ وَمَنْ الْأَرْضُ فَإِنَّ دَفْعَ الْقِيَمَةِ بِقَعْدِ فَجَنَى آخَرِي چند رویم۔۔۔ یا علامہ نے تو ضامن ہو گا مالان کمتر کی قیمت اور مالان۔۔۔ میں اگر کسی اس قیمت کا بھی حکم۔۔۔ رویم نے پھر یہاں سَارَكَ النَّاسِي الْأَوَّلَ وَتَوَّ بِغَيْرِ قَضَاءٍ اتَّعَ السَّيِّدُ أَوْ وَلِيُّ الْجَنَابَةِ۔۔۔ تیرا غریب رویم دوسرا نیل کا اور اگر تاملی۔۔۔ حکم کے بغیر ہی تو چھوڑے دوسرا مالک کا یا میرے نفسا والے کا۔۔۔

موجب نقل عبد کے احکام کی تفصیل

تشریح الفقہ: قولہ فصل الخ غیر بر ملک کی حیثیت کے احکام سے فراغت کے بعد خود ملک پر حیثیت کے بیان کرنا ہے کیونکہ باطل و جرم و حصول پر مقدم ہوتا ہے تو ترتیب ذکر میں بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔

قولہ فصل عبد الخ اگر کوئی غلام یا باندی خطا گئی ہو جائے تو اس کی قیمت واجب ہوگی اب اگر غلام کی قیمت آزاد مرد کی دیت یعنی دس ہزار درہم کے برابر ہو اور باندی کی قیمت آزاد مرد کی دیت یعنی پانچ ہزار درہم کے برابر ہو تو ملک کے زید کا اعطاطا ظاہر کریں گے تو ہر ایک کی دیت سے دس دس درہم کم کر دیئے جائیں گے یہ حکم طر فین کے نزدیک ہے امام حنفی، حنفی اور ثوری اسی کے قائل ہیں یہی ایک روایت امام احمد سے ہے امام ابو یوسف کا بھی پہلا قول یہی ہے آخری قول یہ ہے کہ اس کی قیمت واجب ہوگی۔ حنفی بھی ہو۔ کیونکہ ضمان مالیت کا بدلہ ہے حضرت عمر و حضرت علی سے بھی یہی مروی ہے، اندر غلام، لڑکی، لڑکھن، ابن، فلسب، جبر، عید، امیر، نہ ہری اسحاق، بکول، حسن، ایاس بن سعاد یہ بھی اسی کے قائل ہیں، امام صاحب کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود کا قول ہے "لا یباع بقیعة العبد دية الحر ویقتض منه عشرة قدر اھم، نیز دیت کا وجوب آدمیت کے مقابلہ میں ہے، اور ملک میں مالیت و آدمیت دونوں پر لیکن آدمیت کا رتبہ اعلیٰ ہے لہذا اس کا اعتبار ہوگا۔

قولہ وما یخص الخ جو مقدار اعضاء ترک دیت سے مقرر ہے وہی ملک کی قیمت سے مقرر ہے تو ملک کے ہاتھ میں اس کی نصف قیمت ہوگی۔ لیکن اکثر کتب فقہیہ چارہ غلام، منگی، الحرین، اختیار، الولایۃ، منگی، نجی و غیرہ میں ہے کہ بائع درہم کم پانچ ہزار ہوگی اس سے زیادہ نہ ہوگی۔

قولہ فقہاء حنفی الخ ایک شخص نے غلام کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اسے مالک کو اختیار ہے چاہے وہ غلام آٹھ پھوڑ دیوے کو دے اور اس سے چوٹی قیمت لے لے اور چاہے اسی غلام کو بچہ پاس رکھے اس صورت میں وہ اس سے بظاہر نقصان قیمت نہیں لے سکتا ماسمین کے بیان لے سکتا ہے امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس سے غلام کی قیمت کا ضمان بھی لے اور غلام کا اندر حاضر ہونے پاس رکھے صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ حیثیت کے سلسلہ میں غلام ان کے درجہ میں ہوتا ہے تو جیسے دیگر املاک میں مالک کو دونوں چیزوں کا اختیار ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی ہوگا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ غلام کی ذات میں کو مالیت کا اعتبار ہے مگر آدمیت کو تو وہاں نہیں کیا جا سکتا اب آدمیت کے احکام میں سے تو یہ ہے کہ ضمان جز و ضمانت اور جز و قائم ہر دو پر منقسم نہ ہو بلکہ جز و ضمانت کو سے متجانہ نہ ہو اور اس کے ضمانت میں ملک نہ ہو اور احکام مالیت سے یہ ہے کہ ضمان جز و ضمانت اور جز و قائم ہر دو پر منقسم ہو اور ضمانت ملک ہو تو دونوں حیثیتوں پر عمل کیا جائیگا اور یہی اسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ نقصان نہ لے۔

قولہ: جسی مطہر الخ اگر وہ بر غلام یا باندی کوئی حیثیت نہ رہے تو قیمت اور دیت میں سے جو کم ہو مالک اس کا تاویل دے امام شافعی کے یہاں وہ بر غلام مجروح کے درجہ میں ہوتا ہے اس لئے اس کے یہاں اس کی حیثیت اسی کی گردن سے متعلق ہوگی اور مالک کو اختیار ہوگا چاہے حیثیت کے بدلے میں غلام دے دے اور چاہے اس کا فدیہ دے اب اگر وہ غلام دیا اختیار کرے ہے تو حیثیت کے عوض میں غلام کو فروخت کر دیا جائیگا اور اگر فدیہ دیا اختیار کرنا ہے تو امام شافعی کے و قول ہیں ایک یہ کہ حیثیت کے تار ان کی جو بھی مقدار ہو اسی کا

(۱) لا یدخل العصب بکنون یا یدخل العصب لا یدخل لا یدخل (۲) مجمع (۳) لا یدخل من لا یحق لان العصبی کل وقت الحرح للعصب السد وان کل وقت الموت فذلک الوتر وحده نوع السد ۱۴ طحاوی مع نیر (۴) لان العصب غیر عزل فی العین والشفة تعادل فی قبلہما لکن فی حق الشفة ۱۴ ولفی

تا وہن در کمال امام احمد سے بھی ایک روایت یہ ہے کہ: والہ بناریت اور قیامت کے دن سے جو کہ ہوا وہی امام احمد سے دوسری روایت یہی ہے امام مالک فرماتے ہیں کہ ہر کوئی جناریت کے سلسلہ میں فراغت نہیں کیا جو سکا ظلم کنی علیہ اس سے بخود جناریت خدمت لیتا رہے گا جب روایت سے نہ چلے تو امام بکر اپنے مالک کے پاس آجایا اور حسب سابق ہر روز بیگاہ کی دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ بن جریس کا رشتہ ہے "جہادہ المعبود علی مولاہ" امام بھی انھی احسن اور کمزور سے بھی روایت ہے پھر مالک نے قیمت قاضی کے قسم سے دی اس کے بعد ہر ایم والد نے دوسری جناریت کی تو آخر پھر وہ اپنے مالک کا قتل ہوئی اور اس قتل اول کے وارث کا شریک ہونا کو نکندہ برکی کل جناریت میں صرف ایک ہی قیمت واجب ہوئی۔ ہر دو آقا نے چکھو اور مالک نے چکھل جناریت کے وارثوں کو قیمت بلا انھیں قاضی کی ہر تو قتل ان کا وارث چاہے سچے جسے کہہ جائی قیمت لینے کیلئے مالک کا پیچھا کرے اور قتل اول کے وارث سے اتفاق و اجازت لے لے اور چاہے وارث اول کا پیچھا کرے لیکن اس سے نصف قیمت لے لے یہ تفصیل امام احمد حسب کے یہاں ہے صاحبین کے یہاں بلا قاضی (قضا) قیمت دینے میں مالک پر کچھ واجب نہیں۔

باب غصب العبد والمذبر والصبی والجنایة فی ذلک

باب غلام اور مرد پر اور بچے کے غصب کرنے اور اس اثنا میں اس سے تصور واقع ہونے کے بیان میں

قَطَعَ يَدَ عَبْدِهِ فَغَصَبَهُ وَجَلَّ وَفَاتَ مِنْهُ خَيْرٌ لِّبَنَتِهِ اَلْقَطْعَ وَاِنْ قَطَعَ يَدَهُ لِي يَبْدُ الْغَاصِبُ
 کسی سے غلام کا ہاتھ کاٹ لیا تو غصب کر لیا اور مرد کیا تو غاصب غاصن ہو گا یا جو کئے غلام کی قیمت کا اور اگر ہاتھ کاٹا اس کا غاصب کے
 فَمَاتَ مِنْهُ بَرِيٌّ غَضِبَ مَنْخُورٌ بِثَلَاثَةِ لَمَعَاتٍ لِي يَبْدُو ضَمِنَ مَذْبُورٌ خَفِيَ عَنْهُ غَاصِبُهُ
 یہاں مرد مر گیا تو مذبر ہی ہو گا غصب کیا مذبر نے اپنے جیسے کو اور مرد مر گیا اس کے پاس تو غاصن ہو گا مرد نے غاصب کی اس بات سے غاصب کے
 ثُمَّ عَنْهُ سَيِّدُهُ ضَمِنَ قَبْلَتَهُ لَهَا وَزَجَعَ بِغَضَبِهِ عَلَى الْغَاصِبِ وَدَفَعَ اِلَى الْاَوَّلِ
 یہیں مرد اسے مالک کے بیان تو مذبر مر گیا اس کی قیمت کا ورنہ کہیں اور لپٹے گا اس کی آدمی قیمت غاصب سے اور دیے گا مالک کو
 ثُمَّ زَجَعَ بِهِ عَلَى الْغَاصِبِ وَغَضِبَهُ لَا يُرْجِعُ بِهِ قَابِلًا وَالْقَبْلُ كَالْمَذْبُورِ خَيْرٌ اَنْ اَلْمَوْلى يَدْفَعُ الْعَبْدَ هَذَا
 پھر آدمی ہی اور لے لے گا غاصب سے اور اس کے غصے میں بھی لے گا اس سے اور اور مثلا منگل مرد سے ہے پھر؟ مذکر مالک دے لے کر پکا غلام بدل
 وَفَعَلَ الْقَبْلَةُ مَذْبُورٌ خَفِيَ عَنْهُ غَاصِبُهُ فَجَنَى عَلَى سَيِّدِهِ لِبَنَتِهِ
 اور اس قیمت دے لے جائیت کی اپنے غاصب کے پاس اس نے دہن کر دیا اور پھر غصب کر لیا اس نے پھر جنایت کی تو مالک یا اس کی قیمت
 لَهَا وَزَجَعَ بِغَضَبِهِ عَلَى الْغَاصِبِ وَدَفَعَ بِغَضَبِهَا اِلَى الْاَوَّلِ وَزَجَعَ بِذَلِكَ النُّصْفَ عَلَى الْغَاصِبِ
 واجب مرگ اؤن کیلئے اور لیے گا اس کی قیمت غاصب سے اور دیے آدمی قیمت اول کو اور یہ آدمی بھی لے لے گا غاصب سے
 غَضِبَ ضَبًّا خَرًّا لَمَاتَ لِي يَبْدُو فَفَاعَةً اَوْ يَحْضَى لَمْ يَضْمَنْ وَزَجَعَ مَاتَ بِضَافَةِ اَوْ نَهَضَ خَوْبَةً
 غصب کیا اور آدمی اور مرد مر گیا اس کے یہاں اچانک یا بذر سے تو غاصن نہ ہو گا اور اگر مرد مر گیا بھی کرے یا اسے کے دسے سے
 فَبَدَنَتْهُ عَلَى عَاقِلَةِ الْغَاصِبِ كَضَبِي اَوْ دَعِ غِلْظًا فَفَعَلَتْ اِنْ اَوْ دَعِ طَعَامًا فَفَعَلَتْ ثُمَّ يَضْمَنْ
 تو اس کو دیت غاصب کے عاقلانہ ہو گی اس کی طرح جس کو تیرا کیا کوئی غلام اور اس سے مرگ لے کر یا اور اگر کھا پیر نہ لیا یا اور کھا یا تو غاصب اس کا
 تَشْرِكُ الْفَقْرَ قَوْلُهُ: قَطَعَ يَدَ عَبْدِهِ الْبَيْعُ كَيْسَ لِي غَلام کا ہاتھ کاٹ ڈھو اور اس کو کسی نے غصب کر لیا اور دوسریت دے کر کیجے سے مر گیا تو
 غاصب نوٹ سے غلام کا اٹھان دیا ہو گا اگر غلام غاصب کے قدر میں دھو دے گا یا نہ دے گا کوئی اس کا ہاتھ کاٹ لے پھر غلام سرایت
 دے کر کیجے سے مر گیا تو غصب ہوا اس سے بری الذمہ ہو گا بیہ طریق یہ کہ کچھ کی طرح غصب بھی ملک کا سبب ہو جائے تو جنایت ہو سرایت
 کے درمیان غصب کا ماحول ہو جائے تاخیر سرایت ہو اور نوٹ غلام کو یا غاصب سے پس کسی آفت ملے کیجے سے بلا کہ اوالہذہ اؤن سے
 غلام کی قیمت لے لے گا ورنہ سرایت میں کا کچھ سرایت پہنچا کر لیا اسے غصب بری الذمہ ہو گا

(۱) لَمَاتَ ذَكَرَ صَدَقَةُ السَّيِّدِ ذَكَرَ فِي مَعَالِيقِ جَنَابِهَا سَاعَ غَضَبِهِ لَانِ الْمَعْرُوفَةَ لِلِ الْمَرْكَبِ ۱۰ شَبْلَى

(۲) لَانِ الْمَسْجُورِ عَلَيْهِ بِرَأْسِهِ بِالْعِلْمِ وَهَذَا مِنْ غِلْظَةِ ۱۰ زَبَلَى

فہم نہ ملے جسی الخ ایک شخص نے مدبرہ میں غصب کیا اس نے غاصب کے پاس رہتے ہوئے کسی کو قرض کیا یہ غاصب نے مدبرہ اس کے پاس روایا۔ دیالام نے مالک کے یہاں بھی کسی کو قرض کر دیا تو مالک اپنی قیمت کا نواسہ روغن مستحلوں کے درختوں و نصف الصنف دے کر غاصب سے مدبرہ کی نصف قیمت بخر دینے سے اس کے وارث کو دے دیا۔ کیونکہ اس کا قرض پوری قیمت میں تھا اس کو صرف ایک چوبیس ایک آدمی متحمل ہوا تھا اس وقت ایک کوئی سزا مسمومہ نہیں تھی جو بولی ہے وہ متحمل نہ تھی کی سزا موت ہے۔ پہلی ہے اور جب تک کے ہاتھ میں قرض کا بدلہ نہیں ملتا تو غاصب مدبرہ مٹاؤ اس کو دے دیتا اور لے لے گا کہ اگر کا قرض پورا ہو جائے اب مالک غاصب سے نصف قیمت لے کر دینا کیونکہ مالک کو یہاں ہے اب غاصب تو غاصب ہی کے پاس متعلق ہوا تھا۔

قوله بعكسه الخ قسم کی صورت یہ ہے کہ مدبرہ سے پہلے اپنے مالک کے یہاں کسی کو قرض کیا اس کے بعد غاصب کے یہاں قرض کیا اس صورت میں مالک غاصب سے دوہرا نصف قیمت اس سے نہیں لے سکتا کہ پہلی ضمانت خود اس کے پاس واقع ہوئی ہے نہ کہ غاصب کے پاس۔

قوله علی سیدہ قیمت الخ صورت مسکوتہ یہ کہ مدبرہ نے کمر کا مدبرہ غصب کیا اس نے مدبرہ کے پاس رہتے ہوئے چھ ماہ کی بھر عمر و مدبرہ بیکر کو واپس کر کے دو بارہ چھ ماہ اس مرتبہ اس نے خود پر ضمانت کی تو بھر مدبرہ کی قیمت و اسب ہوئی جو مدبرہ کی ضمانت (زیر غرضت) کو دے گا اور وہ مدبرہ کی پوری قیمت مردہ سے وصول کرے گا کیونکہ وہاں ضمانت دہی کے یہاں وقوع میں آئی ہیں اسب جو قیمت بھر دے عمر سے دے اسے اس میں نصف قیمت دلی ضمانت اس میں زیادہ کرے گا۔ کیونکہ کل قیمت کا تحقق ہے (علی حاشیہ مدبرہ) اور جو نصف قیمت اس نے زیادہ کر دی ہے وہ بھر مردہ سے وصول کرے گا۔ کیونکہ اس نصف کا مستحق بھی اسی سب سے ہے جو غاصب کے یہاں واقع ہوا تھا بھر جمع بہ علیہ۔

قوله غصب حبیب الخ ایک چھوٹا سا آزاد بچہ جو اپنا حال بیان نہیں کر سکتا کسی نے غصب کر لیا (یعنی اس نے کوئی دلی ضمانت کے بغیر کسی کے پاس رکھا) اور وہ چاہے یہ بخار سے سب مر گیا تو غاصب ضمانت نہ ہوگا۔ کیونکہ غصب دلی ضمانت اور غلط کام ہے مگر ضمانت کے بغیر اور وہ بیکر کر لے یا سب کے اسے کی مرہ سے مر گیا تو غاصب کے عاقلہ پر پوری ضمانت واجب ہوگی۔ مگر ضمانت کیا اس کی مد سے وہاں صورتوں میں ضمانت نہیں ہوا چاہے یہ جیسا کہ مدبرہ اور اس کے علاوہ ماسے میں کیونکہ آزاد کے حق میں غصب متعلق ہی نہیں ہوتا۔ جب ضمانت یہ ہے کہ یہاں ضمانت غصب کیجئے سے نہیں ہوگا اسلاف کی جہت سے کیونکہ بچہ کو ایسی بھی تک لے جاتا جہاں مدبرہ سے مدبرہ بھر لے جو ضرور ہے ہوں و خلاف بالغوب ہے۔

مردہ غصب غصب

وَأَنَّ وَجَدَ فِي دَارِ الْمَسْكَنِ فَعَلَيْهِ الْفَضْلَةُ وَالذُّبَّةُ عَلَى عَالِيهِ

اگر پادری کسی کے مکان میں تو اس پر قسمت ہوگی اور نبی اس کے عائد پر ہوگا۔

تشریح الفقہ: قولہ وان لم یتم الخ الخ غلبہ پچاس آدمی یا کسی نادر پوری نہ ہو تو ان سے ستر قسم بچائے گی تاکہ پچاس قسمیں پوری ہو جائیں کیونکہ حضرت عمرؓ نے جب قسامت کا فیصلہ کیا تو پچاس قسمیں ہوئیں آپ نے انہیں میں سے ایک شخص سے ستر قسم لی یہاں تک کہ پچاس پوری ہوئیں انسانی شہادت حضرت شریح سے اور غیر ملزم اشیاء نے حضرت ابراہیمؑ سے بھی یہی روایت کیا ہے کہ ان حضرات نے پچاس کا ستر دائرے کیلئے کر قسم لی ہے۔

قولہ ولا ذبۃ فی میت الخ رحمۃ میں کوئی امر مردہ پایا گیا جس کی ناک یا مقام براہ راست سے خون جاری ہو تو اس میں نہ قسمت ہے نہ رویت کے تحت ممکن ہے وہ لکیر یا بوسہ یا سواری سے کچھ سے مراد ہو اس اگر خون آنکھوں یا کانوں سے جاری ہو تو وہ منکون سمجھا جائے گا نہ کہ ان نگہوں سے عادت یا ضرب شدہ یا خون جاری نہیں ہوتا۔

قولہ موت دابة الخ اگر کوئی متول راہ کا انسان کے درمیان طے قسمت اور رویت اس گاؤں پر ہوگی جس سے اوڑھو اور قریب ہو کھتا ہو بعد ہوگی اس طرح کا قصہ چٹائی یا قادی آپ نے دونوں گاؤں کی پچائش کر لی پچائش سے مردہ ایک گاؤں سے ایک ہاٹ قسمت قریب اٹھا تو آپ چٹائی نے اسی گاؤں وغیرہ پر قسمت کا فیصلہ فرمایا اور اگر دونوں گاؤں برابر فاصلہ پر ہوں تو دونوں پر لازم ہوگی ثم فیہ اندابۃ تعاقی فان الحکم كذلك اذا وجدوا رجلاً بینہما (در مطحطاوی معنی)۔

قولہ وان وجد الخ اگر متول کسی کے گھر میں سے تو مردہ لے کر مت اس کے عائد پر رویت ہوگی کیونکہ وہ گھر اس کے قبضہ میں ہے یہیں مالک اگر گاؤں غلبہ سے کسی قسمت ہے۔ جیسے اصل حد کہ کل شہر سے اور اہل شہر اقل محلہ کے ساتھ قسمت میں نہیں ہوتے تو اہل محلہ جس مالک مکان کے ساتھ نہ ہوں گے۔

وَجَبَى عَلَى أَهْلِ الْجُفْلَةِ ذُونُ الْمُسْكَنِ وَالْمُسْتَوْرِيْنَ فَإِنْ لَمْ يَبْقَ وَاجِدَ مِنْهُمْ فَعَلَى الْمُشْتَرِكِينَ وَإِنْ وَجَدَ فِي ذَارِ

اور رویت زمینداروں پر ہے نہ کہ باشندوں اور خریداروں پر اگر ان میں کوئی باقی نہ ہو تو خریداروں پر ہے اگر پانچ یا گیارہ ایسے مکان میں

مشترون علی التفاوت فہی علی الزُّوْسِ وَإِنْ بَيْعَ وَلَمْ يَنْقُضْ فَعَلَى غَالِبَةِ الْبَائِعِ

جو مشترک ہے متبادل طریقہ پر تو قسمت عداد کے مطابق ہوگی اگر مکان بچہ یا کم اور قبضہ نہیں کیا گیا تو بالغ کے عائد پر ہوگی

وَفِي الْحَيَارِ عَلَى ذِي الْبَيْدِ وَلَا يَغْفُلُ غَالِفُهُ خَتْمُ بَشَهِدِ الشَّهَادَةِ إِنَّهُ لِبِذِي الْبَيْدِ وَفِي الْفُلْكِ عَلَى مَنْ فِيهَا

اور سورت ذیہر کا ختم پر رویت حد میں کے مالک یہاں تک کہ گواہی دیں کہ وہ تاجس کا ہے اگر متول شخص میں ہو تو اس پر ہوگی جو مشترک میں

مِنَ الرُّثَابِ وَالْمُتَلَجِّينَ وَفِي مَسْجِدٍ مَخْلَبٌ عَلَى أَهْلِهَا وَفِي الْخَامِيعِ وَالشَّارِعِ لَا قَسَمَةَ وَالذُّبَّةُ عَلَى بَيْتِ

یعنی سورت عدا اگر محلہ کی مسجد میں ہو تو اہل محلہ پر ہوگی اگر جانت مسجد یا شارع عام میں ہو تو قسمت نہیں اور رویت بیت الدار پر ہوگی

یہ بات ہے تو قیصر ہی کا اعتبار ہو گا نہ کہ ملک کا۔

قولہ و بطل الخ ایک محلہ میں کوئی مقتول پایا گیا اور ولی مقتول نے غیر محلہ کے ایک عین شخص کا ہم لایا کہ ہم میں سے ظلمات شخص نے مارا ہے تو اس صاحب کے نزدیک یہ گواہی یا غلط ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی یہ حکم ایک متعلق علیٰ عامی ہوگی بجا اور وہ یہ کہ جو شخص کسی حادثہ میں قصم ہوا اور پھر قصم ہونے سے فکر جائے تو اس کی گواہی مقبول نہیں ہوتی نیز جس شخص کو قصم ہونا عارض ہو پھر عریضیت ختم ہو جائے اور وہ اس حادثہ میں گواہی دی تو اس کی گواہی مقبول ہوتی ہے۔ لیکن پوچھیں نظر مسئلہ میں صاحبین یہ فرماتے ہیں کہ اگر ولی مقتول اہل محلہ پر قتل کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ قصم ہو سکتے تھے لیکن غیر محلہ پر دعویٰ ہونے کی وجہ سے وہ اس عریضیت سے نکل گئے لہذا ان کی گواہی مقبول ہوگی جیسے دیکھ پاؤ گے کہ اگر اس کو قصور مت کرنے سے پہلے معزول کر دیا جائے اور وہ اسے حادثہ کی مابیت گواہی دے تو اس کی گواہی مقبول ہوتی ہے اس صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس حادثہ میں اہل محلہ قصم ہو چکے ہیں کیونکہ مقتول انہیں میں پایا گیا ہے اور جو شخص کسی حادثہ میں قصم ہو چکا اس کی گواہی مقبول نہیں ہوتی۔ مکالمہ کئی اضافی مجلس المحکم ثم غزلہ لشہید۔

محمد زینب فقیر گنگوہی۔ قاضی امرا اطمینان بند

یہاں اس سے مراد وہ نخل ہے جو شبنم معتدل سے نکلے ہو۔ محال بات کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص کے وہ غلام ہیں جن میں سے ایک کی قیمت تیس درہم ہے اور دوسرے کی ساٹھ اسی اسی نے وصیت کی کہ چنانچہ غلام نے یہ کہہ کر وہیں درہم میں فروخت کر دیا جائے اور دوسرے غلام عمرہ کے ہاتھ میں لے کر داران دو غلاموں کے خاوند اس کا کوئی مال ہے نہیں تو یہ کہ حق میں جس درہم کی وصیت ہوئی اور عمرہ کے حق میں چالیس کی۔ اس لئے کہ یہ غلام تیس درہم کا ہے اور اس نے وہیں میں فروخت کرنے کی وصیت کی تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ وہ اس کو تیس درہم دلا کر پاتا ہے تو ثلث مال دو درہم سو فی صد کے درمیان تین تہاؤ دو گنا اور پہلا غلام نے یہ کہہ کر وہیں درہم میں فروخت کر دیا جائے گا اور اس درہم اس کے لئے وصیت نہیں کی اور دوسرے غلام عمرہ کے ہاتھ چالیس درہم میں فروخت ہو گا اور یہ میں درہم اس کیسے وصیت نہیں کی۔ تو یہ اور عمرہ نے تہائی سے بھترہ وصیت کر اگر چہ ٹکٹ وصیت۔ سزا دہ ہو گیا

قولہ والی علیہ الخ معایت کی صورت یہ ہے کہ موسیٰ نے وہ غلام آزاد کئے جن میں سے ایک کی قیمت تیس درہم ہے اور دوسرے کی ساٹھ اور ان دو غلاموں کے خاوند اس کا کوئی مال نہیں تو اول کیلئے ٹکٹ مال کی وصیت ہوئی اور دوسرے کیلئے دس ٹکٹ کی تو وصیت کر سہا م تین تہاؤ ہوں گے ایک ہم اول کا اور دوسم ثانی کے تو ان میں ٹکٹ مال بھی اتنی طرح مقسم ہو گا جس کی اول غلام کا ٹکٹ آزاد ہو گا جو اس درہم ہے اب وہ جس میں معایت کرے گا اور ثانی غلام کا ٹکٹ آزاد ہو گا جو جس درہم ہے اب وہ چالیس میں معایت کرے گا تو ہر ایک موسیٰ نے بھترہ وصیت غرب کی اگر چہ ٹکٹ پر نہ ہے۔

قولہ والد رفعہ الخ سہلہ الخ درہم سہلہ سے مراد وہ درہم ہیں جن میں ٹکٹ یا نصف کی یا اس کے خاوند کی اور چھڑ کی قیمت نہ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے یہ کہہ کر وہیں درہم کی وصیت کی اور عمرہ کیلئے سہلہ درہم کی اور اس کا کل مال نوے درہم ہے تو وصیت تہائی مال سے جاری ہوئی اور یہ دیکھ کر کو اس کی وصیت کے موافق نہ کر کے تہائی میں سے دیا جائے گا۔

قولہ وبتصیب الخ ایک شخص نے یہ کہہ کر وہیں کی اور یوں کہا "اوصبت لہ بتصیب ایسی" میں نے اس کے لئے اپنے بیٹے کے حصہ کی وصیت کی تو یہ غیر مال کی وصیت ہونے کی وجہ سے باطل ہے کیونکہ بیٹے کا حصہ وہ ہے جو مرث کے بعد ملے گا یا ان کے ہوں گے" اوصبت لہ بتصیب ایسی" تو یہ صحیح ہے۔ کیونکہ مثل غنی مذہبی ہوتا ہے اب اگر اس کے دو بیٹے ہوں تو موسیٰ لے کر تہائی مال ملے گا۔ بایں معنی کہ اس نے تو یا موسیٰ نہ کو یہ ہرگز نہ قرار دیا ہے۔

قولہ وبتصیب الخ ایک شخص نے ہر درہم کی وصیت کی اور اس کا مال کچھ تو گولہ پر دیا ہے اور کچھ نہیں ہے تو اگر ہر درہم میں کی تہائی سے لے کر ہوا تو اس کو دس دینار دے گا یعنی اس کا ستر و کہ مال تین ہر زلفہ ہے تو اسے نقد میں سے ایک ہر درہم موسیٰ لے کر دے دیے جائیں گے اور اگر نقد ستر و کہ میں سے ہر درہم نکلیں تو نقد کی تہائی پر دے دیا جائے گی مثلاً نقد ستر و کہ تین درہم ہیں تو ایک ستر و درہم موسیٰ لے کر دے دیے جائیں گے اور چنانچہ حاصل ہوتا ہے کہ اس کی تہائی اس کو ملتی رہے گی یہاں تک کہ اس کا ایک ہر زلفہ کتنی پیمانہ ہو جائے۔

قولہ وبتصیب الخ ایک شخص نے کسی کیلئے ٹکٹ مال کی وصیت کی حالانکہ اس کے پاس کچھ بھی نہیں تو موسیٰ اس کا مال کا ٹکٹ باجہ جرم میں کی موت کے وقت سوچو، جو خاوند اس نے وہ مال وصیت کے بعد کرایا دیا وصیت سے پہلے۔ جس پر ہے کہ وصیت عہد خلاف سے جو۔ الموت کی طرف متبادل ہوتا ہے اور اس کا حکم موت کے بعد ہی ثابت ہوتا ہے تو موت ہی کے وقت مال کا موجود ہونا نہ ہوگا۔

باب العتق فی المرض باب مرض الموت میں آزاد کرنے کے بیان میں

تَحْرِيرُهُ فِي مَرَضٍ مُؤْتِمِرٍ وَمُتَعَدِّئَةٍ وَهَتَهُ وَجِبَتْ وَلَمْ يَنْسَخْ اِلَّا اَحْبَطَ فَلَا حَاجَةَ
مریض کا آزاد کرنے میں اور کم قیمت پر بیچنا اور یہ کہ وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت ذمہ کا عام اگر عبادت ہوگی اگر عبادت کی
فَحَرِّزَ لَهَا اَخْلَى وَبَعَثَ سَتَرًا وَاِنْ اَوْصَى بِأَنْ يَغْنَى عَنْهُ بِهَذَا الطَّاعَةِ عِنْدَ
بحر آزاد کیا تو عبادت مقدم ہے اور اس کے برعکس ہوتا رہے ہیں وصیت کی کھٹکھٹا دیا جائے میری طرف سے اس سو روپیوں میں غلام
فَهَلْكَ مِنْهَا دَرَهْمٌ لَمْ تَقْضَ بِجَلَاءِ اَلْخَبَرِ بِهِ وَبَعَثَ عِنْدَهُ لَمَامَةً فَجَعَلِي
میں صابغ سرگیاں میں سے ایک درہم تو پختہ نہ ہوگی بخلاف وصیت کے جس کی اپنے غلام کی آزاد کیا کہ بحر مرگیا اور غلام نے نہ جیت کی
وَدَفَعَ بَطْلًا وَاِنْ قَدِمَ لَا زَيْلَ لَزَيْدٍ وَفَرَكَ عِنْدَ فَادَعَى زَيْدٌ
جس کے بدلے میں دو دیہ یا کیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر نہ دیا گیا تو نہیں وصیت کی تہائی کی زید کیسے اور پھر ایک غلام نہیں دیہ یا زید نے
عِنْدَهُ فِي صَحْبِهِ وَالْوَارِثُ فِي مَوْضِعِهِ فَلَا يَنْفُذُ لِوَارِثٍ وَلَا شَيْءٌ لَزَيْدٍ اِذَا اَنْ يَفْضَلَ مِنْ قَلْبِهِ شَيْءٌ
ان کی آزادی کا وصیت میں مورث نے اپنے مرض میں تو قول وراثت کا مستحق ہوگا اور زید کیسے بھرتہ ہوگا ان کی کوئی جائے تہائی میں سے
اَوْ يَتَزَوَّجَ عَلَيْهِ ذَعْوَانُ وَكُلُو اِدْعَى رَحْلًا ذُنَا وَالْمُتَّعُ عِنْدًا وَصَدَقَ لِمَا الْوَارِثُ سَعَى
یاد دینے کا نام دے گا۔ بے دہی پر اگر گرجی کیا کہ جس نے قرض کا اور غلام نے آزادی کا اور غلام نے گرجی کی وراثت نے تو وصیت کرے
فِي قِيَمَةِ وَتَدْلُعُ اِلَى الْفَرِيغِ وَيُحَقِّقُ اَللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ مَتَّ الْفَرَارِضُ وَاِنْ اَخُوْهَا تَحْلِيْغُ وَالْوَارِثُ
ان کی قیمت میں اور وہ بچا ہے قرض فوج کا حق اللہ کی وصیت میں مقدم کے جائیں گے تراشیں تو اس نے ہر طرف کر کے ہوں پھر بچہ رات
وَالْكَفَّارَاتِ وَاِنْ تَسْلُفَتْ لِيِ الْقُوَّةُ يَدِيْ بِهَا يَدًا بِهِ وَيُحْبِطُ الْاِسْلَامُ اَسْخَلُوا عَنْهُ زَجَلًا
اور عبادت اگر عتق فوت میں رہے تو وصیت ہوگی اس سے جس نے اس نے اہتمام کی ہے کہ ملاہ کی وصیت میں بچہ کر میں ان کی طرف سے
مِنْ بَلَدِهِ يَنْخَبِغُ رَاكِبًا رَاثًا فَمِنْ حَبْثٍ يَنْتَلِفُ وَمِنْ خُرُوجٍ مِنْ بَلَدِهِ خَائِفًا فَكَانَ فِي الطُّبُوْنِ
کسی کو اس کے شہر سے جہاز کرے ہمارے ہر گز نہ دہاں سے جہاں سے تفریح کوئی جاسکے گا اپنے شہر سے ہوا حج اور مرگیا راد میں اور وصیت کی
وَاَوْصَى بِأَنْ يُخْبَرَ عَنْهُ يَنْخَبِغُ مِنْ بَلَدِهِ وَالْمَخْلُجُ عَنْ غَيْرِهِ مَقْلَةٌ
کہ میری طرف سے بچہ کر لیا جائے حج کر لیا جائے اس کے شہر سے دوسرے کی طرف سے بچہ کرنے وہ بھی اسی کے مثل ہے۔
تَشْرِيْهُ فَقَدْ قَوْلُهُ بَابُ مَرَضِ الْمَوْتِ فِي غَلَامٍ اَوْ ذَكَرَ مَا يَصِيْتُ فِي كَعْمٍ مِثْلٍ هِيَ۔ اِسْمٌ لِمَنْ كُوْنِي كِتَابِ الْاَسْمَاءِ مِثْلُ اَكْر
کر دیا ہے۔ اور مرض وصیت کے بعد اس لئے لازم ہے کہ صریح اصل ہے اور صریح کی تہائی مستثنیٰ عن اہمیان ہے بعض شرع نے
ہو اہمیان کی مرض کو اہمیان وصیت میں سے قرار دیا ہے یہ مستثنیٰ کیا کہ اتفاق سفارہ وصیت ہے۔

قوله تعویذہ الخ اگر کوئی شخص عرض ملکوت میں غلام آزاد کرے یا عبادت کرے یا کوئی چیز یہ کہتے تو یہ خود حقیقت میں وصیت نہیں ہیں کیونکہ وصیت تو ایسا ہے بعد ملکوت کو کہتے ہیں۔ اور یہ خود فی الحال مجز ہوتے ہیں مگر عرض ملکوت میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کا حکم وصیت کا سا ہے کہ ان کا اعتبار مکمل سے ہوگا۔ اور حق کی صورت میں کہ اگر کوئی کثیر لفظ سے اجازت ہو جائے تو غلام اپنی انگلیوں میں سمایا نہ کرے گا کیونکہ حق حق حشر کی وجہ سے تمام اجازت کے بعد موقوف ہو گیا۔

قوله فان صاحب الخ مریض نے پہلے عبادت کی یعنی دوسرے غلام کو ایک سو میں فروخت کر دیا پھر ایک سو کے غلام کو آزاد کر دیا اور تہیٰ مال میں دونوں تصرفوں کی گنجائش نہیں تو شد مال عبادت میں صرف ہوگا اور اگر اس کا کس ہوتا مکمل مال دونوں میں نصف ہوگا۔ پس آزاد کر دہ غلام کا نصف بلاشبہ آزاد ہوگا۔ اور نصف قیمت میں سمایا نہ کرے گا اور صاحب عبادت اور غلام ہی اس درہم دیکر خرید لے گا۔ صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں حق مقدم ہوگا۔

قوله وان اوصی الخ مریض نے وصیت کی کہ دوسرے غلام خرید کر میری طرف سے آزاد کیا جائے۔ پھر پھر دوسرے مضاف ہو گئے تو وصیت نافذ نہ ہوگی۔ کیونکہ تفاوت قیمت بعد سے قربت متفاوت ہو جاتی ہے۔ بخلاف وصیت حج کے کہ اس کی وصیت باطل نہ ہوگی۔ صاحبین کے یہاں دونوں صورتوں میں وصیت باطل نہیں ہوتی۔

قوله وخص عہد الخ مریض نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد غلام غلام کو آزاد کر دیا عرض مریض کا غلام نے کوئی عبادت کی جس کے بدلہ میں دہریہ یا کیا تو وصیت باطل ہوگی۔ کیونکہ کوئی عبادت کا حق مومن اور مومنہ کے حق پر مقدم ہے لیکن اگر کوئی نے غلام کا دہریہ دیدیا تو وصیت باطل نہ ہوگی اور دہریہ کا بدلہ بعد عہد کے خالق مال سے ہوگا کیونکہ نہیں نے اس کا خود ہی اقرار کیا ہے۔ لہذا وہ ستر شخص ہے۔

قوله و بطلہ لربید الخ ایک شخص نے زید کیلئے تہیٰ مال کی وصیت کی پھر اس نے ایک غلام مجتہد انص کے متعلق مومنہ لہ زید کا عہد وارث میں دونوں کا قریب ہے کہ مرنے والے نے اس کا آزاد کر دیا تھا لیکن آزاد کی حالت میں آزاد کرنا تھا۔ (کہ حق مال سے بخل نہ ہو) تو عدت کا قائل معتبر ہوگا کیونکہ عدل اختلاف ہے پھر عدت کے بعد اس نے زید کو کھنہ لگا دیا کہ مکمل مال سے بکھری جائے تو غلام عدل کے مسئلہ مکمل مال و دوسرے بعد غلام کی قیمت اسی ہو چکا ہے لہذا کوئی دوسرے شخص کے یا پھر زید بیٹے سے اپنا حق ثابت کرے کہ حق عبادت محنت ہوا ہے۔

قوله و فو اوصی الخ ایک شخص نے بیٹے پر کوئی خاص کا دعویٰ کیا اور اس کے غلام نے آزادی کا دعویٰ کیا اور وصیت کا مال ہوائے غلام کے اور کوئی نہیں لایا ضرورت سے دونوں کی تصدیق کر دی تو غلام اپنی قیمت میں سمایا نہ کرے گا اور وہ قیمت فرض خود کو دے دی جائے گی صاحبین کے یہاں غلام آزاد ہو جائے گا اور سمایا نہ بھی واجب نہ ہوگی اور یہ فرماتے ہیں کہ یہاں دین اور حق دونوں وارث کی تصدیق سے ایک ہی غلام میں ظاہر ہوئے ہیں تو گویا وہ دونوں ایک ساتھ واقع ہوئے اور حق محنت موجب سمایا نہ نہیں ہوتا۔ امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اقرار دین اقرار حق سے قوی تر ہے اور ادنیٰ کی وجہ سے قوی مدفع نہیں ہوتا۔ تو یہاں اصل حق ہی باطل ہو جانا چاہیے۔ مگر حق چنگ و درے کے بعد محض نکاح نہیں ہوتا بلکہ یہاں سمایا نہ واجب کر کے معنی منتقص ہوگا۔

قوله ومن عرج الخ ایک شخص حج کے لئے نکلا اور وہاں وصیت کر کے مر گیا کہ میری طرف سے حج کر لیا جائے تو امام صاحب دفر کے نزدیک اس کے شہر سے حج کر لیا جائے گا صاحبین اور امام شافعی و امام کے نزدیک وہاں سے حج کر لیا جائے گا حال تک وہ وہاں سے حج تھا کیونکہ بیعت حج اس کا سفر قربت و قریب ہو چکا اور اتنی مقدار قطع مسافت اس کے ذمے سے ساتھ ہو چکی لقولہ تعالیٰ "ومن یخرج من بیتہ مهاجر الی اللہ وز سولہ ثم یلو کہ یموت فقد وقع اجرہ علی اللہ" امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ اس کا مکمل موت ہو جانے سے باطل ہو گیا دینی آیت سواہ دکام آخرت یعنی اجماع و ثواب سے متعلق ہے۔

باب الوصیۃ للأقارب وغیر ہم باب رشتہ داروں کے لئے وصیت کرنے کے بیان میں

جِزَّتُهُ مَلَاصِفُوهُ وَأَصْحَابُهُ كُلُّ ذِي رَحِمٍ مَعْرُومٍ مِنْ إِزْرَائِهِ وَأَعْقَلُهُ زَوْجٌ كُلُّ ذَاتٍ بِرَحِمٍ مَعْرُومٍ مِنْهُ
 کسی کے چڑھی وہ ہیں جو اس کے گھر سے متصل ہوں اور یہاں وہ ہیں جو ان کی بیوی کے رشتہ دار غریب ہوں اور وہاں وہ ہیں جو ان کی عورتوں کے گھر پر ہوں
 وَأَقْلَهُ زَوْجَتُهُ وَاللَّهُ أَفْهَى تَبِيْعٍ وَجَنَّتُهُ أَهْلُ بَيْتِ أَبِيهِ وَإِنْ أَوْحَشَى لَأَقَارِبِهِ أَوْ لَبَنَوِي قَرَابَتِهِ
 اور اہل اس کی بیوی ہے اور آل اس کے گھر والے ہیں اور میں اس کے باپ کے گھر والے ہیں مگر وصیت کی اپنے رشتہ داروں یا قرابت والوں
 أَوْ لِأَرْحَامِهِ أَوْ لِأَنْسَابِهِ فَهِيَ لِلْأَقْرَبِ فَلِلْأَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مَعْرُومٍ مِنْهُ وَلَا يَدْخُلُ الْوَلَدَانِ
 یا ذوی الارحام یا خاندان والوں کے لئے تو وصیت بہرہ فہی اس کے ذی رحم غریب میں سے اور داخل نہ ہوں دو چچا اور دو ماسوں
 وَالْوَلَدُ وَالْوَارِثُ وَتَكُونُ لِلْأَخَيْنِ نَصَابَةً فَإِنْ كَانَ لَهُ عَمَّانٌ وَخَالَانِ فَهِيَ لِعَمِّهِ
 باپ اور لڑکا اور نہ بیوی وصیت نہ کے لئے اور زیادہ کے لئے ہیں اگر انوں دو چچا اور دو ماسوں تو وصیت چچا کوں کیسے ہوگی اور اگر
 وَلَوْ عَمٌّ وَخَالَانِ لَهُ النِّصْفُ وَلَهُمَا النِّصْفُ زَلَوْ عَمٌّ وَعَمَّةٌ امْتَوَا
 ایک چچا اور دو ماسوں تو چچا کیلئے نصف ہوگا اور دو ماسوں کیلئے نصف ہوگا اور اگر ایک چچا اور ایک چچا کیلئے نصف ہوگا اور دو ماسوں کے
 وَلَوْلَدٍ فَلَا يَنْفَرُ لِلدَّخْرِ وَالْأُنْثَى عَلَى الْمَوْتِ وَالْوَلَدُ فَلَا يَنْفَرُ لِلدَّخْرِ مِثْلَ حَقِّ الْأُنْثَى
 خاں کی اولاد کیلئے وصیت میں مرد عورت کیلئے برابر ہوگا اور خاں کے ورثہ کے لئے وصیت ہو تو مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا

تشریح فقہ: قولہ باب الخ اس باب میں مخصوص نوگوں کیلئے وصیت کے احکام ہیں اور احباب سابقہ میں احکام وصیت علی بیہ اعم
 ہیں والعصوص بطلو العموم۔

قولہ جبرائیل الخ ایک شخص نے اپنے پرہیزوں کے لئے وصیت کی تو امام صاحب اور امام زفر کے نزدیک اس وصیت میں دو لوگ
 داخل ہوں گے جو اس کے گھر سے متصل ہوں صاحبین کے نزدیک دو سب لوگ داخل ہوں گے جو ان کے محلہ میں رہتے ہوں اور سب
 میں نماز پڑھتے ہوں۔ امام صاحب کا قول قیاس پر مبنی ہے اور صاحبین کا قول فقہی پر اتھماں ہے امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ہر گھرانہ
 سے ہے اور ہر عورت کے حقیقی مقلیٰ ماصطف کے ہیں یہی وجہ ہے کہ شفعہ کا استحقاق بھی جو اس سے ہوتا ہے وہاں اتھماں یہ ہے عرف میں ماہن
 سب کو جبرین ہی کہا جاتا ہے۔ حدیث "لا صلوة لعلم المسجد الا بعد المسجد" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ امام شافعی کے
 یہاں پڑھیں چالیس گھر تک ہوتا ہے۔ (ہر طرف سے)

(۱) لان الجنس النسب والنسب لولاء، لا لامهات ۱۴ (۲) تھیں لعلہب ای حلیفہ بعد اجمالہ حیث اجمل العرب لان طہوہ
 سورۃ النحل وھم لعلہبما درجۃ مع ان ھم مقدم لہن لان العرب الاھوی مقدم علی العرب الا حلف ۱۴ کشف (۳) وقال بیہم
 لولاء (۴) لا صلوة لعلہبما ۱۴ (۵) لان اسمہ لہ بشما، النکل ۱۴

قوله واصهاره الخ اگر کوئی شخص اپنی اسہار کیلئے وصیت کرے تو اس میں دو لوگ داخل ہوں گے جو انکی بیوی کے خرابہ میں جیسے بیوی کے باپ دلہے کے چچا ماموں بھتیجے وغیرہ میں کی یہ تعبیر امام محمد کی ہے۔ برہان وغیرہ میں اس پر یقین ظاہر کیا ہے اور شریعہ میں اس کی کوئی تائید رکھا ہے۔ علامہ ابن رازی فرماتے ہیں کہ لغت کے سلسلہ میں امام محمد کا قول ثبت ہے۔ چنانچہ ابو سعید نے ”غریب الحديث“ میں آپ کے قول سے جا بجا استشہاد کیا ہے۔ صحاح میں ہے ”الاصهار اهل بيت المرأة“ الخ لاسلام بزوری نے شرح زیادات میں کہا ہے کہ مراد اطلاق کچھ نہیں پر بھی ہوتا ہے۔ (یہی دلیل قولہم)۔

لکلی ای بنت اذا ما شرععت نفلتہ اصهار اذا عدد الصهر
فالولہم خلز فانہم امرؤ وفانہم فیروز عور ہم ایفر

لیکن غالب استعمال وہی ہے جو امام محمد نے ذکر کیا ہے کل حاتم بن عوفی

ولو كنت صهر الامن مروان فونت . دکانی الی المعروف والظن الرحب
ولكنی صهر لاقل محمد . وخال بنی العباس والخال کالاب
(سمی نفع صهرًا وکان اخلا حواء
العباس)

روایت میں ہے کہ حضرت جویریہ بنت حارث حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں واقع ہوئیں انہوں نے انکو کاتب بردیا یادہ بدل کر لیتے آئے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے ان سے مقدمہ نکاح کرنا جب اصحاب نے یہ سنا تو حضرت جویریہ کی برادری کے جو لوگ اصحاب کے حصہ میں آئے تھے انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ آپ کے اکرام کی خاطر آزاد کر دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہ کے اصحاب ہیں۔

تعبیر۔ اس موقع پر صاحب جہان نے جویریہ کے بجائے ”صفیہ“ ذکر کیا ہے یہ صحیح نہیں صحیح جویریہ ہے جس کی تصریح کتب حدیث میں موجود ہے۔

قوله وانه زوجة الخ لعل سے مراد امام صاحب کے نزدیک انسان کی بیوی ہوتی ہے اور صاحب کی کے یہاں ملک کے علاوہ ”وانونی باہلکم اجمعین“ میں بیوی کی تخصیص نہیں تعلیم ہے۔ خوب یہ ہے کہ پہلی آیت میں استثناء اور دوسری آیت میں ”مجمعین عدم“ کا قرینہ موجود ہے۔ امام صاحب کی دلیل یہ آیت ”فلما قضی حوسی الاجل وسار باہلہ آس من جانب الطور مارا قتل لاهلہ لعلکوا“ ہوا استدلال یہ ہے کہ اس وقت حضرت موسیٰ کے ساتھ بیوی کے علاوہ دیگر اقرباء کا ہونا منقول نہیں۔ پس لعل سے مراد بیوی ہے۔ سوال اس سے استدلال بھی نہیں کیونکہ ”اسئلوا“ میں خطاب بصورت جمع ہے۔ معصوم ہوا کہ صرف بیوی مراد نہیں جواب خطاب بصورت جمع براے عقیم ہے۔ کیونکہ ہم پہلے بتا چکے کہ آپ کے ساتھ دیگر اقرباء کا ہونا منقول نہیں۔

وَحَاجَةُ الصَّغَارِ وَالْأَهْوَاجِ لَهُمْ وَزُودٌ وَبَيْعُهُ غَيْرُ قَضَاءٍ فَهِيَ وَتَقْيِيدُهُ وَصِيَّةٌ مُعْتَبَرَةٌ وَحَقُّ غَنِيِّ غَنِيٍّ
کس اور کی ضرورت ان کے لئے بہت کم کرنے میں امانت دہیں کرنے فرض پکائے میں وصیت جاری کرنے میں غلام و آزاد کرنے
وَالْمُضَوِّقَةُ فِي حَقِّ حَقِّ الْمَمْنُونِ زَوْجِيٍّ الْمَوْصِيٍّ وَصِيٍّ التَّوَكُّفِيٍّ

اور میت کے حقوق میں جہاد ہی کرنے کے علاوہ میں کسی کہ وہی دھوکے میں وہی جہاد

تشریح المفسر: قولہ ہلل الیغ کسی نے دوسرے کے غلام کو یا کفر یا فاسق کو اپنا کسی کر لیا تو فاسق ان کو اپنا کر ان کی جگہ دوسرے میں مقرر
کر دے کیونکہ یہ وصیت باطل ہے۔ جیسا کہ کتاب سے منہوم ہوتا ہے۔ قدوری کی عبارت۔ وخرجم الفاسق من الموصی سے معلوم
ہوتا ہے کہ وصیت صحیح ہے۔ لہذا الاخراج الیہا کون بعد از ختم۔

قولہ صغار اطفال کی کے دوسرے صغیر اس میں اور وہ اپنے غلام کو کسی کر لے تو یہ امام صاحب کے نزدیک درست ہے۔ صاحبین کے
زادیک درست نہیں۔ متفقہ قیاس بھی یہی ہے۔ کیونکہ ریت منافی ولایت ہے۔ جب امتثال یہ ہے کہ اس کے غلام کو جو شفقت و ہمدردی
ہے وہ کسی اور کو نہیں ہو سکتی۔

قولہ وطل الخ اگر کوئی دوا دیوں کو کسی کرے تو طرفین کے نزدیک ان میں سے ایک کو دوسرے کے موجود ہونے بغیر تعریف
کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ تعریف جس وقت کے ساتھ ہوں اس کی رعایت ضروری ہے۔ اور یہاں تعریف شرط و تعارف کے ساتھ شرط ہے کہ
موسیٰ دو کے فضل سے راضی ہے نہ کہ ایک فضل سے البتہ فخر و تعظیم وغیرہ اور جو صاحب کتاب نے ذکر کیے ہیں ان میں دونوں کا اجتماع
ضروری ہے کیونکہ ان میں دونوں کا اکٹلا ہونا مشکل بھی ہے۔ اور دونوں سے ایک حالت میں صحیح طور پر پورے بھی نہیں ہو سکتے۔ امام
ابو یوسف کے نزدیک ہر کام میں ان میں سے کسی ایک کا فضل ایسا ہی ہے جیسے دونوں نے کیا ہو۔

قولہ ووصی الوصی الیغ زید نے عمرو کو کسی کیا۔ عمرو نے مرثدہ کو کسی کر دیا تو زید اور عمرو دونوں کا وہی ہو گا۔ امام شافعی
فرماتے ہیں کہ وصیت اول کے بعد کہ کسی نہ ہو گا کیونکہ میت نے اس کو تصرف کی تو ایسی کی ہے نہ کہ ایسا کی نام ہے کیونکہ ہر کسی اس
ولایت کی وجہ سے تصرف کرتا ہے جو اس کی طرف منتقل ہو کر آتی ہے۔ اور ولایت منتقل میں غیر کو اپنا قائم مقام کر سکتا ہے۔ جیسے باب نکاح میں
ولایت جب باپ کی طرف سے دادا کی طرف منتقل ہوئی ہے تو باپ کی طرح دادا کیلئے بھی جائز ہے کہ وہ خود نکاح کر لے یا کسی سے کر دے۔

وَنَصَحَ بِنَفْسِهِ عَنِ الْوَزْنَةِ مَعَ الْمَوْصِي لَهُ وَلَوْ عَجَسَ لَا لِقَا نَسَمِ الْوَزْنَةِ وَأَخَذَ نَصَبَ الْمَوْصِي لَهُ
جی ہے وہی کا تسلیم کرنا اور نہ کی طرف سے موسیٰ کو کیا تو اس کا کس کچ نہیں ہی اگر تسلیم کر لیا اور اس سے اور لے یا موسیٰ کو کا حصہ

لِفَضْلٍ رَجَعَ بِبَلَّتِ مَاتِيٍّ وَإِنْ أَوْصَى التَّيْتُ بِمَخِيَّةٍ لَفَنَسَمِ الْوَزْنَةِ فَهَلْكَ حَالِي يَدِهِ
اور وہ صاحب ہو گیا تو لے لے بھی کی تہائی اگر وصیت کی میت نے حج کی اور وہی نے مال تسلیم کر دیا اور وہ کو بھر مناع ہو گیا وہ جو موسیٰ کے پاس ہی

أَوْ خَلَعَ إِلَى مَنْ يَخْلَعُ عَنْهُ لِفَضْلٍ فِي يَدِهِ خُجَّ عَنِ التَّيْتِ بِبَلَّتِ مَاتِيٍّ وَصَحَ بِنَفْسِهِ الْفَاضِي
یادہ یا موسیٰ نے حج لے لے بھی کی تہائی اگر وصیت کی میت نے حج کی اور وہی نے مال تسلیم کر دیا اور وہ کو بھر مناع ہو گیا وہ جو موسیٰ کے پاس ہی

وَأَخَذَ خَطَّ الْمَوْصِي لَهُ إِنْ غَابَ وَبَيَّعَ الْمَوْصِي عَذَا مِنْ التَّرَكُّةِ بِبَلَّتِ الْفَرَاغِ وَهَسَبَ الْمَوْصِي إِنْ نَاحَ غَيْلًا
اور موسیٰ کو کا حصہ یا اس کو دینا اگر وہ غائب ہوئی ہے وہی کا چھٹا کر کے غلام کو فرض خواہوں کی قیمت میں خاص ہو گا وہی اگر چاہا اس نے

شہادت دینی کا بیان

تشریح لفظ شہادۃ: قولہ شہد الوصی الخ دو معنی میں لکھا گیا ہے کہ میت نے وصی کو بھی دینی شہادت دی ہے تو یہ گواہی گواہ ہے۔
کیونکہ وہ اپنے لئے بدکار ثابت ہو رہے ہیں۔ جس میں ان کا نفع ہے تو وہ متہم ہو سکتے ہیں اسی طرح اگر میت کے اپنے گواہ دیں کہ
وہ میرے باپ سے ظالم کو دینی گواہ ہے تو یہ بھی گواہ ہے کیونکہ وہ بھی متہم کہ جس کی حفاظت کیلئے گواہ بن چاہتے ہیں جس میں انکار ہے۔ مگر
یہ اس وقت ہے جب دو شخص مکر وصایت ہو جس کے متعلق وہ اصل ہو۔ نے کی گواہی دے رہے ہیں اور اگر وہ کسی دوسرے کا گواہی کریں تو
وہ دوسرے مسلمانوں میں شہادت مقبول نہ ہوتی۔

قولہ ولو شہدوا علی طرح ای طرح اگر وہ کسی وصیت صغیر کے لئے کی گواہی دیں (خواہ وہ غیر کو وہ مال میراث سے مراد ہو یا بدو غیر و
سے بکریاں دے کثیر کیسے میت کے مال کی گواہی دیں تو یہ بھی لائق ہے۔ کیونکہ وہ بھی وصیت میں اپنے لئے وصایت تصرف اور دوسری صورت
میں وصایت حفظ کے دینی ہیں جس میں وہ متہم ہو سکتے ہیں۔

قولہ ولو شہدوا علی الخ دو معنی میں لکھا گیا ہے کہ میت نے وصی کو بھی دینی شہادت دی ہے تو یہ گواہی گواہ ہے۔
کیونکہ وہ اپنے لئے بدکار ثابت ہو رہے ہیں۔ جس میں ان کا نفع ہے تو وہ متہم ہو سکتے ہیں اسی طرح اگر میت کے اپنے گواہ دیں کہ
وہ میرے باپ سے ظالم کو دینی گواہ ہے تو یہ بھی گواہ ہے کیونکہ وہ بھی متہم کہ جس کی حفاظت کیلئے گواہ بن چاہتے ہیں جس میں انکار ہے۔ مگر
یہ اس وقت ہے جب دو شخص مکر وصایت ہو جس کے متعلق وہ اصل ہو۔ نے کی گواہی دے رہے ہیں اور اگر وہ کسی دوسرے کا گواہی کریں تو
وہ دوسرے مسلمانوں میں شہادت مقبول نہ ہوتی۔

انفلق بڑاق غیرہ کفر لؤضبطہ واولا لا قتل بعض النخاع عذو ہی کونک انخیع تو ان میں شری
نکل کر کسی کا ٹھوک تو عمار سے اگر کسی کا محبوب ہو رہا نہیں ہار جائے کھلی جانیں کا کھڑے ہے کئے کے نہ جانے میں تو میری صورت ہوئی
فقال شدم فم یغلبہ النخاع ثو یشتن ران من گردانیوی ففالت گردانیدم وفان یذیر فم یغلبہ
اس۔ نہ کہ نہ گئی تو نخاع منہ نہ ہو کر نہ خود کو میری بیوی بنا کر موت کے کہا بنا کر دے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح منہ پر کیا
آخر خوش رہا بہر میں ازدائی وائل ففان دائرہ لا یغلبہ ففعلها ذو جہا غی الذخول علیہا وهو یسکن فیہا
تو نے اپنی دلی سرب پیچے کے کوئی کر دی اس نے با آردی تو ان کے نہ ہو کر موت کا نہ ہو کر غلبا سا آئے۔ ہے ران کا نکاح نہ جاتا ہے اس کے ساتھ
فی یتینہا نشور و لؤ یسکن فی بیت الغضب فانکست بہ لا فالت لا اسکن مع انک
میں نے گھر میں غلامی لے اور اگر چہ وہ غضب کے دہان میں بھاگ رہا ہے تو کچھ تاہر نہیں ہوئی ہے کہ با میں نہیں رہتی میری بھائی کے ساتھ
واریہ یتینہا علی جلدہا لیس لہ ذلک فالت مرا علقان وہ ففان رادو میر و گردو میر لہ دادو رادو کر و رادو بار ہنوی
ہر طبقہ مکان چاہتی ہوں تو اس کو میری نہیں دے دے کہتا مجھے فالت سے شہر سے کہی ہوئی پائی ہوئی کچھ ایک کھا ہوا تو بیت مسلم کی جائے گی
و لؤ قتل وہ است او کر و ست یقع لوی اولو و لؤ فالت دادہ افتر او کر و افتر لا یقع و ان لوی
اور اگر کھائے گی ہے یا نہیں ہے تو علقان ہو جی کل بیت کے پان کرے اگر کھا کہ ای ہوئی ہے یا نہیں ہوئی فرض کر تو واقع نہ ہوئی کہ بیت کے لے
وی مرا شایہ تا قریب او بہر مر لا یقع الا بالیثہ حیلہ زان کن افوا بالیثہ حیلہ خوش کن لا
وہ مجھے نہیں ہے جے قیامت کہ تا میر عمر تو واقع نہ ہو کر میریت سے تو عمر میں کا حیلہ کر پے اقرار ہے میں طاہر کا وہ حیلہ کر نہیں
کا میں ترا شہید مرا از بک بار دار ان کلکھا منقط المھر واولا لا قال یغلبہ بنا فالتکی
میں نے مر تجھے نکلا مجھ سے ہاتھ اٹھا لے اگر اس نے خلاف دیوئی تو میرا خط ہو جائے وہ نہ کہی لکھا اپنے حکام سے ہے برے ملک
و لافہ انا غلبک لا یغلبی بر من سؤئہ ست کہ اس ہمار ظنم افوا بالیثہین باطہ تعالیٰ
یا باندی سے میں تمہارا قدم ہوں تو اقرار نہ ہوں گے مجھ پر قسم ہے یہ کام نہ کرو گے اقرار ہے اللہ کی قسم کا
و ان قال بر من سؤئہ ست مطلقا لرمہ ذلک فانی قال فالت ذلک کذبہ لا یغلبہ
اور اگر کہ مجھ پر قسم ہے طلاق کی تو دارم و حق اس پر یہ میں کر رہا ہے کہ جس نے جہت کہی ہے تو نصیر ہی نہیں کیا ملک
تشریح لفظ۔ قوله انطلق اعز تر فانی رادو اس کی کھانک نکل جے سے تو مر و غم و روزہ دار کا محبوب و جب اس پر عمار ہو گیا وہاں ہو گیا
اور اگر وہ اس کا محبوب نہ ہوتا تو وہاں وہاں جب یہ ہے کہ محبوب کے ٹھوک سے طبیعت کفر سے نہیں ہوتی تو یہ ایسا ہو گیا جیسے وہی وغیرہ
مطلوب چیز۔ بخلاف غیر محبوب کے کہ اس کے ٹھوک سے نفرت ہوتی ہے۔

قوله نوذن من شدي ليع كسي نے عورت سے کہا: تو زن من شدي (تو میری بیوی ہو گئی؟) عورت نے کہا: شدم تو جب تک وہ فحش قول کرے گا کہے نکاح نہ ہوگا۔ کیونکہ عورت کا قول "شدم" کی وجہ سے نکاح کا قول "تو زن من شدي" بطور استعجاب ہے۔ لہذا یہ جو جند المقبول لا یقبل۔

قوله دختر خودی را الميع کسی نے دوسرے سے کہا: دختر خودی را بہ سر کن اور دلہا نہ لے؟ یعنی تو نے اپنی بڑی میری بیٹی کے اوق کی؟ اس نے کہا: واشتم یعنی تردی۔ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ نکاح نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ کلام استعجاب قبول پر مشتمل نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وہ اس کی جگہ "قبول کردم" کہے تب بھی نکاح نہ ہوگا، لیکن مجمع الانہر میں ہے کہ لا یقبل مطلقاً بل مکروہ دم "اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح بشرط حقین مشفق ہوگا۔ نہ گا۔

قوله منعها زوجہا الفاعل امر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس آنے سے منع کیا حالانکہ شوہر اس کے پاس ہی رہتا ہے۔ تو یہ تا فرامی میں داخل ہے۔ شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب نہ ہوگا کیونکہ اس کا خود خورد و کنا ہے جبے اور اگر شوہر غصب کے مکان میں رہتا ہو اور عورت اس کے پاس آنے سے رکے تو یہ تا فرامی نہیں ہے۔ کیونکہ غصب کے مکان میں رہنا حرام ہے لہذا شوہر پر نان و نفقہ واجب ہوگا۔

قوله بیوی الميع عورت نے شوہر سے کہا حلاق دو یعنی حلاق دیدہ نے اس نے جواب میں کہا: دارہ کیر کردہ کیر کردہ باد کردہ و ذلو اس کی نیت کا قصد ہوگا۔ اگر اس نے ان الفاظ سے طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع ہوگی اور نہیں۔ لانہما من الکلمات عہم۔

قوله حبلہ وان کن الميع شوہر نے بیوی سے کہا: حبلہ زناں کن یعنی عورتوں کا حبلہ کرتو۔ لیکن طلاق کا قرار ہے۔ کیونکہ لفظ مذکور فارسی زبان و دواں کے یہاں طلاق سے نکاح ہے بخلاف حبلہ خویش کن کے کہ یہ طلاق سے نکاح نہیں ہے۔ لہذا یہ طلاقوں کا اقرار نہ ہوگا۔

قوله کن مین فر الميع عورت نے شوہر سے کہا: کن مین ترا عیدم مرا از جنگ باز دہم میں نے تجھ کو میرا بخشا مجھ سے ہاتھ اٹھا لے اور شوہر نے اس کی مجلس میں طلاق دیدی تو میرا ساتھ ہو جائے گا۔ اور نہ نہیں۔ کیونکہ اس نے میر کو طلاق کا کوئی کلمہ نہیں لایا ہے۔ اور حسب غلطی نہیں لایا تو میرا ساتھ نہ ہوگا۔

قوله قال لعبدہ الميع مالک نے غلام سے کہا: اسے میرے مالک یا بائیک سے کہا: میں میرا نظام ہوں تو یہ آزاد ہو گئے۔ کیونکہ یہ لفظ حق کے لئے نہ سرج ہے نہ نکاح کسی نے کہا مجھ پر قسم ہے یہ کام نہ کرو گا تو یہ یمن کا اقرار ہے اگر اس نے وہ کام کر لیا تو کفارہ یمن واجب ہوگا۔ اور اگر "برس سو کند ست بطلاق" کہا پھر وہ کام کر لیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں:

وَلَوْ لَانِ مَرَأَتُكَ غَائِبَةً اسے کہ اس کا گھم فہو الخواتم بالیمنی بالطلاق قال یلتصع بها بازوہ لفتل البایع بازوہم اگر کہا مجھے قسم ہے کہ اگر یہ کام نہ کر دے گا تو یہ اقرار ہے طلاق کی قسم کا کہا پانچ سے قیمت پھر دے۔ پانچ سے کہا پھر یہاں یکنون فلتصع البایع ان فلتصع کذا ما مضت یسخران فخرج منها وزجیع وفعل لا یخضت باع اثانا تو یہ پانچ کو کچھ کہتا ہو۔ ان کو ایسا جب تک کہ میں خدا میں ہوں پھر یہاں سے چلا گیا اور وہاں آکر کہا تو حالت نہ ہوگا کہ میری فروخت کی لا یفعل یخضعها فی البیع والفتار المتعارف فیہ لا یخضع من بعد ہی اللہ مالک یترجمہ المذہبی بخلاف آدمی نہ ہوگا ان کا پانچ میں بھگڑے وان دشمن نہ ٹپے گی۔ بعض کے بقول سے جب تک کہ چہ قائم نہ کرے دی ایک زمین ہے

لا ہی ولاية القاضي لايصح قضاءه فيه اذا قضى القاضى في حادثة بسنة
او ثلاثي مرات في نفس بے توہین نہیں اس کا فیصلہ اس میں جب فیصلہ کیا قاضی نے ہی مقدمہ میں دینے سے پہلے
ثم قال دخلت عن قضائي او مدعي غير ذلك او وقعت في مجلس الشهود او فصلت حكمي
پھر کیا کہ میں نے درج کر کے اپنے فیصلہ سے باہر کی بات عرض کی ہے اس میں نہیں ایسا میں نے ایسا فیصلہ نہیں کیا
ويخودلك لا يعتبر والقضاء ماض ان كان بعد دعوى صحيحة وشهادة مستغنية
وہ بھی اور کہ قرائن کا اعتبار نہ ہو اور فیصلہ نافذ ہے کا اثر یہ بھی حجت اور قیاس خیر نہ ہوتی ہے بعد
تشریح الفتاویٰ۔ قولہ مر اسو گند حامد الحج فقہی نے کہا اسو گند حامد است او گند گری تم ہے۔ تو یہ نہیں طلاق کا اقرار
ہوتا۔ یہ تمام بھی کہ ماہر علم ہے اور عرف میں نافذ ہے یا خود بخود بخیر سے ناپا کر کے ہیں۔
قولہ غفر لاهي ولاية الحج جز من قضائي في ذات من دعا ان كسني كالحرمي في نفس طعن من
ہے کہ گند گری نہیں۔ لیکن صاحب تحریر نے کہا ہے کہ یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے صاحب کمر کے قول پر اس سے مدعی یا کہ ہذا یہ
اور غلام میں نہ ہو کہ کس قول پر ہے کہ قاضی کا حکم کہ وہیں بھی ہے۔ یہ پختہ شدہ اس قاضی کی حکومت میں نہ ہو۔
قولہ سنة الفی قضاہ میں کی بھی عرف اس لئے کہ یہ کہ اس کے بعد ہے۔ اور وقت ہی مجلس الشهود ہونے کے بعد
اقرار ہی جب سے وہ بھی کی غلط ہے۔ (اعطاف رقم)

حيات فؤاد ثم صالى وجلالا عن شي فالقو نه وخم برونه ويسمغون كلامه
جہاں اور لوگوں کو پھر مل کر ایک شخص سے کسی چیز میں سے اقرار الی اور وقت اس کو کہہ دے ہیں اور اس کا کلام میں سے ہیں
وهو لا يرهم جارت شهد ذلهم وان سمغوا كلامه ولم يرونه لا باع عفا
اور اس میں کہ یہ مباحثوں کی صورت ہے اور اس میں کہ صرف کلام میں ان کو بچا نہیں اور پھر میں نے عدل
وبعض الثاوب حاسر بغام السبع ثم ادی لا تسمع وھت مہرھا لزوجھا فسانت فطلت وولنت
اسی رائے دینی ہے کہ اس میں کوئی شخص کا جہاں سے ملے ہوئی ہے تو وہ اس کا پورا پورا ایسا ہے تو پھر جہاں اس کے اس کے لئے ہے
مشرھا من والقر کتاب الھة فی مواض سونھا وقل فی الصلحة فذللول لہ الفر سنین او غیرہ ثم قال
مرحومہ علیہ السلام کہ یہ اس سے مراد ہے بلکہ میں سے کیا کہ اس میں ہی اس کا قول ہے جو کہ اس کا حق نہیں دیا پھر وہ
كس كاذنا فسمافرزت خلف المقرنة ماكن كاذبا فبما افرو ولست مضطل فبما اذعبنه عليه الافرا
کہ اس قرائن میں جو بات قرائن سے ظہور پاتی ہے کہ اس قرائن میں اس کا حق نہیں دیا پھر وہ اس کا حق نہیں دیا پھر وہ اس کا حق نہیں دیا

فی الضحراء لیتصیبه بہ جملار و خشن و شعی غلبہ فجاء فی الیوم الثانی ووجد الجحاز منجرواً حائلاً لم یؤکل
 رکھی گاڑی جنگل میں گرہ کے غار کے لئے ہوئی ہے۔ ہم وہ بیڑی پھر آدھ سے دن اور پانچ گھنٹہ کی مراد تو نہ گھایا جائے۔

تشریح الفقہ: فرقہ ومن صادر الخ جس شخص پر بادشہ نے ڈنڈ ڈالا ہو وہ یہ نہ کہہو کہ اپنا مال فروخت کر کے اور اور وہ شخص اپنا مال
 بیچ کر تاراں اور اگر اس کو بیچ درست ہوگی کہ نہ وہ دیکھ سکتا ہے بلکہ اس نے اپنے اختیار سے فروخت کیا ہے اور اسے زیادہ یہ کہہ سکتا
 ہے کہ اس کو مال فروخت کرنے کی ضرورت پیش آئی اور صرف اتنی بات سے اگر اور ثابت نہیں ہوتا جیسے کوئی مدعیان فرض کی وجہ سے مجبور
 ہو جائے اور وہ اپنا مال فروخت کرے کہ اس کی بیچ درست ہے نہیں اگر بادشہ نے مال بیچنے کیلئے کہا ہو اس صورت میں نظر درست نہ
 ہوگی۔ کیونکہ بیچ بروقتی سے ہوئی ہے۔

قولہ ولو محات الخ ایک عورت کے ذریعہ کا کچھ فرض ہے اس سے اسے میر میں وہ فرض شوہر پر اتار دیا شوہر کو یہ کر دیا تو یہ
 پروردگار سے نہ ہوگا۔ کیونکہ اس سے قبل لائق وابستہ ہو چکا ہے۔

مکرمہ من الشاة الخیا والخصیبة والفقہ والمثانة والمراوة واللہ المسفرخ والذکر ونحاح الصلب
 مکرمہ ہیں بکری وغیرہ کی یہ چیزیں شرمگاہ، کھڑے غدد، بھگتا پتا بیدی خون آنہ کامل ریزہ کی بیڑی کا گودا
 لبقاصی ان یفرض من الغائب والطفل والفقہ صبی خضعتہ طایفة یحیث نورای انسان طمہ مخنونا
 اختیار ہے یا کسی کو فرض دینے کا عیب اور بچے کے مال کا اور بچے سے اس کے مال کی بیڑی کی پاری اتنی ملتی ہوئی ہے کہ کوئی ایسے تو خون خیل کرے
 ولا یقطع جلد ذکرہ الا یثبید ترک کتبہ انسلم وقال اهل البصیرة
 اور اس کی کمال نہیں کافی جاگتی مگر شدید تکلیف کہہ تو تو کوئی بھڑایا جائے جیسے وہ بڑھا ہو مسلمان ہو اور بڑھ کر لوگوں نے کہا
 لا یطبق الجنان زوفته سنع بین والنسافقة والفروس والابن والازجل والریمی جالیرة وسوم
 یہ فتنہ کی حالت نہیں بلکہ فتنہ کا وقت سالوں سال ہے یا ہم سبقت کرنا گھڑے لوہے پاؤں اور تیر اندازی سے باز ہے اور حرام ہے
 شرط الحمل من العجائین لاین اخذ العجائین ولا یضلی علی نسر الانبیاء والتمیكة الا بطریق الصبح
 مال کی شرط جائزین سے نہ کہ ایک جانب سے درود نہ جیسے غیر انبیاء اور غیر عالم پر مگر بعض
 والاعطاء باسم البکر رب والہجر خانی لا یخوز ولا یانس بلس نقلانس ونفث نلس الشراہ
 کسی کو دیکھ دینا خورد اور مہرگان کے نام سے جائز نہیں کوئی متادہ نہیں گڑھ وادوئی پینے میں مستحب ہے سیاہ پیرا پینا
 وازسأل ذنب البعامة بین کفیفہ الی وسط الظہور وللشائب الغایم ان یثقل علی الشیخ الجاہل
 اور لکھا امامہ کا غلام دونوں مثالوں کے درمیان پشت کے درمیان تکہ جوان عالم کے لئے آگے بڑھا جوڑے ہال سے باز ہے

وَلِيَحْفَظَ الْفُرْأَىٰ اِنَّ يَخْبِيَهُمْ فِىْ ذٰلِكَ لَآيَاتٌ لِّمَنْ يَعْقِلُ
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا اَمْرًا مِّنْهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا سَمْعًا وَّ بَصَرًا وَّ اَنْفُسًا كَآفَّةً ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْاَمْرُ الَّذِىْ يَتَّبِعُوْهُ الْاَكْثَرُ مِنْهُمْ ۚ

تشریح الفقہ قولہ کہ الخ بھیڑ بکری وغیرہ کے ذکر وہ ذیل احصاء مکروہ ہیں فریح تخصیہ بعد و ضمانت پڑ جائی خون کا زار پڑھکی بڑی ۵
 گواہ خون رواں تو مطلقاً حرام ہے ہر آتی کرو کہ راستہ تزیہ اور بعض کے نزدیک راستہ قرچی ہے۔ کیا نکدہ اس میں حضرت عیسیٰ سے
 روایت موجود ہے وقد نظمہا بعضہم لغان

ذکر والا نبيان مشافہ کذاک دم ہم الامراض والغدد

اس میں چہ چیزیں مذکور ہیں مگر ذکر سے مراد یہ ثابت گاہ ہے نہ کی ہو یا بدن کی۔
 قولہ صبی الخ ایک فرقے کی سپاری اس طرح نمود رہے کہ انظر ان کو حق تعالیٰ خیال کرتا ہے اور کہوں کا سنے میں تکلیف شرعی ہوتی
 ہے تو اسکو کس حالت پر مجبور دیا جائے کیونکہ حق تعالیٰ کا مقصد انکشاف کشف ہے۔ اور وہ خود ہی نمودار ہے نہ کاشے کی ضرورت نہیں۔
 قولہ ووفد الخ حق تعالیٰ کے وقت میں امام صاحب نے کسوت کیا ہے اور صاحبین سے بھی کوئی روایت نہیں ہے اس لئے اس میں
 مشارحہ اختلاف ہے بعض نے سات بریں بعض نے دس بریں بعض نے بارہ اور بعض نے پلوں سے پہلے تک کا زمانہ مانا ہے۔

وَمِنْ كَانَتْ فَرْقَةُ مَعْنً لَمْ يَكُنْ ذَمٌّ شَهْمٌ وَتَحْلُفُ مِنْ ذُلُولِهِ وَالْإِنْخَوَاتُ لَابٍ وَأَمَّ كِتَابَاتُ الْمُضَلَّبِ عِنْدَ عَدَمِهِنَّ
ہیں اور جو اس سے اوپر ہوں میں سے جو صاحب فرض نہیں اور ساقط ہوگی اس کے علاوہ عقیق نہیں یعنی کسی کے مثل میں ان کے نہ ہونے کے وقت

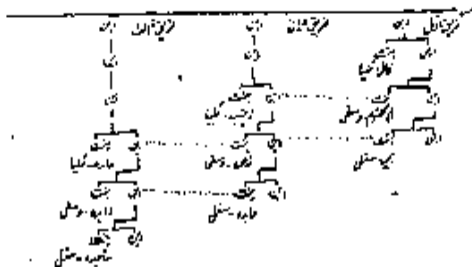
بہن کی میراث کا بیان

تشریح فقہہ: قوله وللبنت الخ (۷) یعنی اس کی تین حاتیں ہیں (۱) صرف ایک بہن ہو اور کوئی بیٹا نہ ہو تو اس کو نصف ترکہ ملے گا
قوله فعالمی وان مكنت واحدة فلها النصف "اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو باقی نصف بھی اسی کو مل جاتا ہے (۲) دو یا دو سے زائد بیٹیاں
ہوں تو ترکہ کی دہائیائیں بیس کی (سو) اگر بیٹیوں کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہو تو اس صورت میں بہن کا کوئی حصہ مقرر نہیں رہتا بلکہ وہ اپنے
بھائی کے ساتھ ملکر حصہ بانٹیں گی۔ تو جس قدر رہنے کو ملے گا اس کا نصف ہر بیٹی کو ملے گا ایک بہن ہو یا دو چار ہوں۔
قوله وولد الابن الخ یعنی پوتے کا شریعہ کے ساتھ اگر بیٹا سو بیٹے نہ ہو بیٹے کے ہوتے ہوئے اس کو کچھ نہیں ملتا۔ اور اگر نہ ہونے کے
ساتھ بیٹا ہو تو بیٹی کو آدھا ترکہ دے کر جو باقی رہے پوتے کو ملے گا۔ کیونکہ دو حصہ ہے۔

پوتی کی میراث کا بیان

قوله وللاخوات الخ (۸) پوتیاں۔ انکی چھ حاتیں ہیں جن میں سے تین قدر ہی ہیں جو بیٹیوں کی اور پوتہ کو ہوں یعنی ایک کو نصف
اور دو یا دو سے زیادہ کو دہائی اور پوتوں کیساتھ اگر کچھ بھائی ہو تو حصہ اور تین حاتیں پوتوں کے ساتھ خاص ہیں (۱) اگر ایک بیٹی ہو تو
پوتوں کو چھٹا حصہ ملے گا نہ کہ دہائیائیں کامل ہو جائیں۔ اس واسطے کہ پوتی بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دہائیائیں جو بیٹیوں کا حق ہے وہ ان کو
اس طرح ملے گا کہ آدھا بیٹی کو دیں گے۔ اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ روٹی مل کر دہائی مل کر دہائی ہو جائے (۲) دو یا دو سے زیادہ بیٹیوں کے ساتھ
پوتیاں خرم ہوتی ہیں لیکن اگر اس صورت میں پوتوں کے ساتھ یا ان سے نیچے کوئی لڑکا برقوقہ اپنے ساتھ والیوں اور نواسر والیوں کو زوی
الفرض بیٹیوں کے علاوہ حصہ نہ دیتا ہے اور مرد کو فوت کے حصہ سے داخل جاتا ہے۔ اور جو اس سے نیچے ہوں انکو کچھ نہیں ملتا (۳) اگر
میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتوں کو کچھ نہیں ملتا۔

قوله الابان يَكُونُ الخ اس کو سمجھنے کیلئے یوں فرض کرو کہ ایک شخص نے اپنا ایک بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے نے ایک ایک بیٹا اور ایک
بیٹی چھوڑی پھر اس کے بیٹے نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور میت نے ایک دوسرا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے اور پوتے اسی طرح بیٹا بیٹی
چھوڑی اور میت نے ایک تیسرا بیٹا چھوڑا پھر اس کے بیٹے اور پوتے نے اسی طرح بیٹا بیٹی چھوڑی مثال یہ ہے



اخیا فی (ماں شریک) بھائی بہن کی میراث کا بیان

قولہ و لکھو محمد الف (۱۱-۱۲) کو اپنی کسی میں شریک نہ بنائی اور بسن کا ان کا حال یہ ہے کہ اگر ایک جوتو بیٹھا محض صلا ہے اور نہ بارود ہو تو تھائی ان میں مرد و عورت کا حصہ برابر ہے۔ یہ نہیں کہ مرد کو عورت کے حصے سے دو ٹاپ ملے اور بھائی بیگن جنسی ہوں یا علانی یا خفیائی سب میت کے سینے پر ہے (اھ) نیز یہ لکھوا دو کے ہوتے ہوئے اسی طرح میت کے باپ و دادا کے ہوتے ہوئے محرم ہوتے ہیں اور جنسی اپنی اور پوتی صرف اپنی بیوی یا بسن کو محرم کرتی ہے جنسی اور علانی کو محرم نہیں کرتی۔ یہاں تک بارود و ذی القروض کے کام ختم ہو جائے۔

فائدہ: فراموش مقررہ جو چھ صنف ذریعہ اشکین، ثلثین ٹکٹ سودہ ان میں سے مختلف چھ اصناف کا فرض ہے (۱) شور۔ جبکہ بولی کا پیرا یعنی پتا پانی کی حد (۲) قلعی پانی (۳) پانی کا جبکہ قلعی پانی نہ ہو (۴) قلعی پانی (۵) سو تلی، لیکن جبکہ قلعی پانی نہ ہو ذریعہ دو اصناف کا حصہ ہے (۱) شور۔ جبکہ ولدہ یا ولدہ الامین ہو (۲) بیوی جبکہ ولدہ یا ولدہ الامین نہ ہو اور اشکین صرف ایک صنف کا حصہ ہے یعنی بیوی کا جبکہ ولدہ یا ولدہ الامین ہو اور ثلثین چار اصناف کا فرض ہے (۱) دیادو سے زیادہ یعنی خشیوں کا (۲) دیادو سے زیادہ چوتیس کا جبکہ قلعی پانی نہ ہو (۳) دیادو سے زیادہ یعنی بیویوں کا (۴) دیادو سے زیادہ سو تلی بیویوں کا جبکہ قلعی پانی نہ ہو اور ٹکٹ دو صنف کا حصہ ہے (۱) امیں کا جبکہ میت کا ولدہ الامین نہ ہو ورنہ نہ کہانی ہوں نہ اشکین (۲) داری الاوانت ہوں یا زیادہ مرد بولی یا عورت ہوں یا عورت مات امیں صنف کا حصہ ہے (۱) باپ کا جبکہ میت کا ولدہ الامین ہو (۲) اطرح چہ گنج کا جبکہ میت کا باپ نہ ہو (۳) امیں کا جبکہ میت کا ولدہ یا ولدہ الامین نہ ہو یا دیادو یا دیادو بیشک ہوں (۴) جد و صمیم کا (۵) پوتی کا حقیقی یعنی کسی گھر کو رہائی پورا کر کے کسی (۶) سو تلی، لیکن کا حقیقی، لیکن کسی گھر (۷) داری الاوانت کا جبکہ ایک ہو مرد ہو یا عورت (۸) حالت الاوطار)

تھا۔ نیز حضرت علیؑ نے بھی صحابہ کرام اور جمل کے مقتولین میں یہی کیا تھا۔ حضرت علیؑ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپؑ دوسرے کے وارث آہل حق تھے۔

ذوی الارحام کی میراث کا بیان

قوله وهو وصم الخ قول سابق "وصم" پر منطوق ہونے کی وجہ سے صرف وہ ہے یہاں سے ذوی الارحام کی میراث کا بیان ہے اگر صحابہ کرام حضرت علیؑ حضرت عمرؓ عبداللہ بن مسعودؓ ابوہریرہؓ معاذ بن جبلؓ روایت میں جہاں سے روایت مشہورہ تو ریث ذوی الارحام کے قائل ہیں اگر احناف اور امام احمدؒ بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابتؓ اور حضرت کنن عباسؓ (بروایت شاذہ) ان کی تو ریث کے قائل نہیں۔ وارث نہ ہونے کی صورت میں صرف مال ریث اہل مال میں تقسیم کر دیا جائے گا امام شافعیؒ اور امام مالکؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ حق توہی لے آیت مودریث میں صرف ذوی الفروض اور عصمت کا حصہ بیان کیا ہے۔ جواب یہ ہے کہ آیت "و اولو الارحام بعضہم اولیٰ بعض" کی تفسیر اولیٰ بصورت بعض عن غیرہ کی گئی ہے۔

قوله وهو قریب الخ منسوب میں ہے کہ رحمہ روزہ عمل محرم کے پیٹ کا دوسرا حصہ ہے جہاں بچہ رہتا ہے۔ پھر ان لوگوں کو ذوی الارحام کہنے کے جوہر سے پیدا ہوں اور ان سے رشتہ داری ہو غلامہ لفظا کی فرماتے ہیں کہ ذوی الارحام غلامہ رشتہ داروں کو بھی کہتے ہیں خواہ ان سے کسی قسم کی رشتہ داری ہو اصطلاح میں ذرا رحم ہر رشتہ دار سے جو ذوی الفروض سے ہو اور نہ حسب ہوا میں چار قسم کے لوگ ہیں (۱) جو میت کی طرف منسوب ہوں جیسے نواریاں پوتیل (۲) جن کی طرف میت منسوب ہو جیسے اجدادہ سہ جہات فاسدہ (۳) جو میت کے والدین میں سے کسی ایک کی طرف منسوب ہوں جیسے بہنوں کی نولاد اہل عیال کی بیٹیاں اخیان کی بیٹیاں کے بیٹے (۴) جو میت کے اولاد یا یا دوی یا نانی کی طرف منسوب ہوں جیسے پھر بھائی یا ذیلی بچاؤ ہوں غلامہ آخر کسی سے سب لوگ ذوی الارحام میں داخل ہیں۔

و لا یورث من ذمٰی منہم و غصبہ یورث اخیذ الزوٰجین بقلم الوڈ علیہما و توٰرہوہم اور وارث نہیں ہوتا کسی صاحب فرض اور غصب کے ساتھ سوائے شوہر کی لینا کے ساتھ کے ان کی روٹ ہونے کی بنا پر اور ان کی ترتیب کتوٰرہوہم الغصبہ و التزوٰجین بقرب القرۃ فم یکنون الاصل و اولاد و عند اختلاف جہۃ القرۃ صداقہ کی ترتیب کے محل ہے اور تزویج زوجہ کے قرب سے ہے پھر اصل کے وارث دے سے پھر جہت قرابت کے اختلاف کے وقت بلقرۃ الاب صنف قرۃ الام و ان اتفق الاصلون فالقسنۃ علی الاہل ان باب کی قرابت والے کے لئے دنا ہے مادی کی قرابت والے سے اور اگر اصول ایک سے ہوں تو عظیم شہ کے لحاظ سے ہوگی

و لا فالقسنۃ منہم و الوصف من نطنی اختلاف.

روزہ عدوان سے ہوگا اور وصف اس طعن سے جس میں اختلاف ہوئے۔

تشریح لفظہ۔ قوله ولا یورث الخ ذمہ کسی صاحب فرض اور غصب کے ساتھ وارث نہیں ہوتا بخیر شوہر اور بیوی کے کہ اگر ان کے ساتھ ہو تو باوجودیکہ یہ دونوں صاحب فرض ہیں مگر ان کے ساتھ وارث ہوتا ہے۔ یہ یہ ہے کہ شوہر اور بیوی کو یہاں مال دیا ہو انکی دیا جاتا۔ مختلف اور فرض والوں کے لگنا کے حصے سے کچھ لیا پتا ہے تو وہ انکی حسب حصص داہرہ سے دیا جاتا ہے۔

قوله و توٰرہوہم الخ ذوی الارحام کی ترتیب ترتیب عصمت کے شش ہے تو جزمیت بیٹوں پوتیلوں کی اولاد مقدم ہوگی دیگر قسم

جائے گا صورت یہ ہے۔

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$
 اور اگر میت نے بیوی اور ایک لڑکی اور ایک چچی پھوپھو اور زوجہ کو ایک لڑکی کی بہت سے جس طے گا اور لڑکی نصف لے لی تو یہاں نصف اور
 جس طرح ہرے جن میں پھوپھو مدد رکھائیے بیٹے اس کا خرچ آٹھ ہوگا صورت یہ ہے۔

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$

اور عملی قسم میں سے صرف نصف دوسری قسم کے ایک دو یا تینوں میں تو موقوف ہو تو مسئلہ چھ سے دو کا اور خرچ چھ کا ہے۔
 قولہ والہ عشر فیع اگر عملی قسم سے راجع اور دوسری قسم کے کائنات وراثت و اسدس یا تینوں کے ساتھ موقوف ہو تو خرچ بارہ کا عدد ہوگا
 مثلاً بیوی اور ماں اور ایک چچی پھوپھو اور زوجہ کا حصہ دہلی ہے اور ان کا ثلث تو راجع کے ساتھ موقوف ہو تو مسئلہ چھ سے دو کا اور بارہ اس کا
 خرچ جائے گا۔ صورت یہ ہے۔

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$

اور اگر عملی قسم سے شریعت دوسری قسم کے عملی فرض کیساتھ موقوف ہو تو خرچ چھ میں کا عدد ہوگا مثلاً میت نے بیوی اور لڑکیوں اور ایک چچی
 پھوپھو اور زوجہ کا حصہ جس ہے اور لڑکیوں کا ثلثان تو مسئلہ چھ میں سے دو کا۔ صورت یہ ہے۔

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$

وَتَكُونُ بِرِثَاةٍ قِسْمَتَهُ إِلَى عَشْرَةٍ وَثُلَاثًا نَسْرَ إِلَى سَبْعَةِ خَصْرٍ وَثُلَاثًا وَنِصْفَهُ وَجَسْرٌ إِلَى سَبْعَةٍ وَعَشْرِينَ
 اور جس ہوتے ہے ثلث میں ان میں عملی فرض کرتے ہیں تک طاق اور نصف اور بارہ حرق تک بغیر حق حاق اور پویشیں ساتھ تک

عول کا بیان

تشریح لغتہ: قولہ وتكون الخ تعول عول سے ہے اور عول امت میں جو زوجہ نفع و زبانت مختلف مطلق میں استعمال ہوتا ہے اس اصطلاح
 میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب حصوں کے خرچ کا عدد کم ہے اور یہ زیادہ ہو جائیں تو خرچ میں کچھ اضافہ کر دیا جاتا ہے تاکہ سب
 حصے والوں کو ان کے سہا سہتی ہو جائیں۔ اس اضافہ کا نام عول ہے۔

فائدہ: مجموعہ خواتین سات ہیں ۳۲۱۸۸۹۱۱۳۲۴ حقیقت میں یہ کل نو تھے چھ تو فرضیہ امتداد کی حالت میں اور جن امتداد کی
 حالت میں کہ پندرہ سات اور ثلث ان کا خرچ ایک ہی ہے اس لئے ایک عدد ہو گیا نیز نصف اور سب کی خدشات میں ایک خرچ ایک ہی ہے یعنی جو
 اس کے ایک اور کم ہوئے۔ جس سے سات دو گئے ان میں سے ۳۲۴۳۳۳۳ کا کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسئلہ حقیقی اور صورتی لگتی ہیں، اپنے خرچ کے
 برابر دہلی ہیں اور ۳۲۴۳۳۳۳ کا کوئی خرچ کم ہوتا ہے اور حق دار زیادہ اس لئے ان میں عول کی ضرورت ہوتی ہے۔ (توحید جلد ۱۷)
 قولہ فلیس الخ یہ کہ عول دس تک ہوتا ہے طاق بھی یعنی سات اور لڑکی طرف اور ثلث بھی یعنی آٹھ اور دس کی طرف۔ اس کی
 مثالیں یہ ہیں۔ (مثالیں ہیں)

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$

مثلاً اگر میت نے بیوی اور ایک لڑکی اور ایک چچی پھوپھو اور زوجہ کو ایک لڑکی کی بہت سے جس طے گا اور لڑکی نصف لے لی تو یہاں نصف اور
 جس طرح ہرے جن میں پھوپھو مدد رکھائیے بیٹے اس کا خرچ آٹھ ہوگا صورت یہ ہے۔

$$\frac{\text{مستند}}{\text{مستند}} = \frac{\text{مستند}}{\text{مستند}}$$

قولہ وقت عشران یا دوا گول ستر تک ہوتا ہے مگر صرف حاق یعنی ۱۳۱۵ کے اہل سنت و طرف ان کو نہیں سمجھتے۔

مسعودی ۲۰۰	سنہ ۱۵۰۰	مذہب ۱۵۰۰
۲۰۰	۱۵۰۰	۱۵۰۰

قولہ واربعہ وعلیہوں ان چوبیس کا گول صرف عہد کی طرف ہوتا ہے جیسے کہ مذہب میں ہے مثالی مثال ہے

سنہ ۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰
۲۰۰	۲۰۰	۲۰۰

حضرت عبد اللہ بن مسعود چوبیس کا گول انہیں تک کرتے ہیں مثالی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ ایک جانب نہیں ہوتا اور حضرت عہد بن مسعود کے نزدیک مذہب کعبہ تھان ۲۰۰ ہے اس لئے وہ پورے چوبیس کے جوئے آٹھواں حصہ دیا یا دوا گول پورے چوبیس کی بحث کا مصل یہ نکالنا کہ پورے گول چار حصہ ہوتا ہے ہاں وہ کہیں ہوتا ہے اور چوبیس کا صرف ایک حصہ ہے۔

فائدہ: مسئلہ تفریق کے تیسریہ حضرت علی کوئی مسجد میں نہیں پڑھا دے گئے تھے کہ وہ نے اسی وقت یہ مسئلہ دریافت کیا کیا آپ نے فوراً جواب دیا جس سے مالک اور مالکین نے منہ نہ کھلے۔ (تو یہ جذبہ)

وإن إنكسر خط فربو ضرب ولفق الغلظ في الغلظية إن والحق
أر نوٹ جاتے کسی فرق کا حصہ تو ضرب دیجے کل ولفق ماضی تو اصل مسئلہ میں کہ فوافق ہو۔

کسر پوری کرنے کی ترکیب

تشریح الفتحہ۔ قولہ وإن انکسر الخ یہاں سے مسائل صحیح کا آغاز ہے دو عددوں میں جو اسیوں میں سے کوئی ایک ہو اگر کسی ہے معانی
الداخل تو افق تائین۔ تقاضی دو عددوں کے برابر ہونے کو کہتے ہیں جیسے چار چار یا دس دس۔ داخل اس کو کہتے ہیں کہ دو عددوں میں سے
باعد و بچونے پر پورا تقسیم ہوجے کہ کسر باقی نہ ہو۔ پاکہ ان میں بچونے کے بعد کو نکالتے جا کر تو دوا دوا یاں سے زیادہ ہیں بڑا عدد دوا
ہو جائے۔ مثلاً چوبیس اور پانچ میں داخل ہے کہ چوبیس پانچ پر پورا تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی بچ کر گولنے سے بچیں کا عدد پانچ حصہ میں ہوا
ہو جاتا ہے تو افق اس کو کہتے ہیں کہ دو عددوں میں افق یا رطل کہلاتا ہے دو ایک رطل کو ضرب کر دیتا ہے۔ اگر تو افق میں موا فی ہو
تو ایک کی مثال کو ضرب کرتے ہیں۔ وعلیٰ هذا القیاس۔ جہاں اس کو کہتے ہیں کہ ایک حصہ کے خالص کوئی تیسرا عدد وہی ان دونوں عددوں
میں سے جیسے ۱۵۰ دس ہے۔ ان دونوں کو معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر عدد کو چھ لے کر تقسیم کریں اگر کوئی تقسیم ہو جائے ہے
داخل سے اور باقی رہے تو باقی پر پورے کو تقسیم کریں اسی طرح کرتے ہیں اگر کسی تقسیم میں کچھ نہ رہے تو دیکھیں کہ اس کا مقسمہ
مالک سے اگر دوا دواں دونوں عددوں میں تو افق مطلق ہو گا اور نہیں ہو تو افق بالکلف و علیٰ هذا القیاس اور اگر باقی تقسیم
میں یاہر کسی تقسیم میں ایک عدد دوا رہے تو دونوں میں تائین دوا (میں تقسیم)۔

قولہ حفظ فربو الخ اگر دوا کے برعکس ہے اس میں پورے کسر تقسیم ہو جائے تب تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک
نے دوا دواں دواں چوبیس۔ تو دوا دواں کو چھ لے کر ایک ایک لے گا۔ جو ان پر ہوا کسر تقسیم ہوجاے اسے اسی طرح دوا دواں کو دوا

تہائی یعنی چارویس گے اور چار بھی ان پر بلا کر تقسیم ہو جاتا ہے تو ضرب کی ضرورت نہیں صورت یہ ہے۔

لیکن اگر برابر تقسیم ہو تو ضرب کی ضرورت ہوتی، ہم دیکھیں گے کہ کس کی ایک فریق پر ہے یا نہ پر اگر ایک ہی فریق پر ہو تو اس فریق کے سہام اور دوسری میں نسبت کو دیکھیں گے اگر توافقی کی نسبت ہو تو توافقی دوس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ میں مول ہو تو مول میں ضرب دیں گے مثلاً میت نے والدین اور بی بی لڑکیاں چھوڑی تو ماں باپ کو دس دس دے گا لڑکیوں کو اور تہائی میں مسئلہ چھ سے ہوا کیونکہ سدی اور عثمان جمع ہے اب مل باپ پرتے ایک ایک برابر تقسیم ہے لیکن بی بی لڑکیوں پر چار قسم نہیں ہوتے تو اس کا وقف نکالیں گے سو عدد دس یعنی دس اور دس سہام یعنی چار میں توافقی باصاف ہے۔ کیونکہ دو چار کو دس برابر دس کو پانچ مرتبہ تقسیم ہوا ہے پس توافقی دس یعنی پانچ کا اصل مسئلہ یعنی جس میں ضرب دیں گے جس سے تم حاصل ہو گئے۔ پھر توافقی دس (پانچ) کو سہام سے ضرب دیں گے تقسیم کر دیں گے پس والدین کو پانچ پانچ دیں گے اور بی بی لڑکیوں کو مجموعہ میں سو عدد دس اور دس صورت یہ ہے۔

$$\begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array} \quad \begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array}$$

مول کی مثال یہ ہے:

$$\begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array} \quad \begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array}$$

وَالَّذِي قَالَهُمْ فِي الْقَرْيَةِ الْمَنْعُجِ وَأَنَّ تَعْدَةَ الْكُسْرِ وَتَعْدَةُ حُرْبٍ وَاحِدَةٌ فَإِنْ نَقَضَ فَلَا حُزْنَ

اور نہ کہ عدد دس کو اصل مسئلہ میں جس میں حاصل ضرب توافقی ہو گا اور اگر کسی بدلے ہو کر ناقض ہو تو ضرب بجائیں ایک کو اسی گنتہ اہل ہو تو بے حد ہو

وَأَنَّ تَوَافُقَ قَالُوا فِي الْقَرْيَةِ الْمَنْعُجِ ثُمَّ وَتَمَّ نَمُ الْمَنْعُجِ فِي الْقَرْيَةِ وَتَوَافُقَ.

اور توافقی ہو تو توافقی ہو گا اور عدد دس کو عدد دس میں ضرب کرتے یا کسی نے پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں مول ہو تو مول میں ضرب دیں گے

تشریح الفقہ قولہ والا لعقدہ الخ کسر کو ایک ہی فریق پر دو تین عدد دس اور سہام میں توافقی نہ ہو جائیں ہو تو جس فریق کے سہام میں کسر ہے اس کے کل عدد دس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر اصل مسئلہ میں مول ہو تو مول میں ضرب دیں گے مثلاً میت نے والدین اور پانچ لڑکیاں چھوڑی تو والدین کو چھ پانچ یعنی ایک ایک اور پانچ لڑکیوں کو دس دس یعنی چار ملے اور لڑکیوں والے فریق کے سہام میں کسر ہے اور عدد سہام چار کا عدد دس (پانچ) میں بتائیں ہے تو عدد دس یعنی پانچ کا اصل مسئلہ یعنی چھ سے ضرب دیں گے۔ صورت یہ ہے

$$\begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array} \quad \begin{array}{r} \text{مسئلہ تصدیر} \\ \hline \text{اب} \quad 1 \\ \text{ب} \quad 1 \\ \hline \text{توافقی} \quad 2 \end{array}$$

قولہ وان تعدد الكسر النكاح كروا اس سے زیادہ فریقوں پر کسر ہو تو جس جس فریق پر کسر ہو تو ان کے عدد سہام اور عدد دس میں مثل سابق نسبت کا لحاظ کریں گے اگر ان میں قائل ہو تو عدد اس مسئلہ میں سے کسی ایک کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے مسئلہ صحیح ہو جائیگا مثلاً میت نے چار لڑکیاں تین جدات اور تین چچا چھوڑے تو یہی سدی اور عثمان جمع ہونے کی وجہ سے اصل مسئلہ چھ سے ہوا

میں میں ان کے سپاہ (چار) میں تو افقی با نصف ہے جس نصف روئیں (تین) کو جو نصف روئیں ہے پھر کھنڈ رکھا اور جدات کے سپاہ اور روئیں میں اس طرح دو کا اسی طرح حمل سے سپاہ روئیں میں تین تاجین سپاہی لئے ہر ایک کے کل روئیں (تین) کو محفوظ رکھا اس کے بعد ان تمام اعداد محفوظ میں نسبت تلاش کی تو نتائج یہ تھے تو ان میں سے کسی ایک (تین) کو حاصل مسئلہ میں ضرب دینے سے اعداد حاصل ہو گئے اور اسی اعداد سے وہ مسئلہ کو حل کیا جائے گا۔ صورت یہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۰
جہات ۳
۱۰۰
۱۰۰

قولہ وان فلما حل الخ اور اگر بعض اعداد کا بعض میں داخل اور سب سے بڑے عدد کو حاصل مسئلہ میں ضرب دیں گے مسئلہ صحیح ہو جائے گا مثلاً میت نے چار روئیاں تین جدات اور دو اور مجموعہ ۱۰۰ کو جدات کے داخلی تین وار میں اور جدات میں کسی کی ایک روئیں کے جمع ہونے کی وجہ سے حمل مسئلہ بارہ سے دو اربع (تین) کو جدات کے ہونے اور سوئیں (دو) جدات کے ہونے اور باقی بطریق معلوم بتایا کہ ہوا۔ اب یہاں روئیں میں تو داخلی نسبت ہے کیونکہ ۱۰۰ میں ۱۰۰۰ سے یا چھٹا سے تقسیم ہونا ہے تو سب سے بڑے عدد (بارہ) کو حاصل مسئلہ (بارہ) سے ضرب دینے کے جس سے ۱۰۰ حاصل ہوں گے۔ لیکن اسی بارہ کو جدات کے داخلی (تین) سے ضرب دیں گے تو چاروں جدات کو مجموعہ ۳۰۰ اور فی کس ۱۰۰ ملیں گے اور تین جدات کے داخلی سوئیں (دو) کو بارہ سے ضرب دیں گے تو تین جدات کو مجموعہ ۱۲۰ اور فی کس ۴۰ ملیں گے اور بارہ اتمام کے تحت ۳۰۰ بتا (سات) کو بارہ سے ضرب دیں گے تو بارہ اسی کو مجموعہ ۸۰۰ اور فی کس سات ملیں گے۔ صورت یہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱
جہات ۳
۱۰۱
۱۰۱

قولہ وان فوائد الخ اگر بعض اعداد کو بعض چیز نحو تو افقی کی نسبت اور کسی ایک عدد کے داخلی کو دوسرے کے تمام سے ضرب دیا جائے گا پھر حاصل ضرب کو دوسرے عدد کے داخلی سے ضرب دیا جائے گا۔ بطریق حاصل ضرب کو دوسرے کے ساتھ تو افقی ہو۔ اور نہ حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے گا مسئلہ میت نے چار جدات اعداد کو کیا چارہ وہاں اور چہ چہ مجموعہ کے اصل مسئلہ چوبیس سے ہوا چارہ جہات کو تین (تین) ملے جن کے سپاہ روئیں میں تاجین سپاہی لئے ہم نے جمع عدد روئیں (چار) کو محفوظ رکھا اور اعداد روئیں کو وہ تہائی (سود) ملے جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور روئیں سپاہ میں تو افقی با نصف ہے لہذا اعداد روئیں (نو) کو محفوظ رکھا اور پندرہ جدات کے لئے سوئیں (چار) میں اور روئیں سپاہ میں تاجین سپاہی لئے اربعہ جمع روئیں (پندرہ) کو محفوظ کیا اور چار اتمام کے نتیجہ کی (ایک) بتا۔ ان کے روئیں اور سپاہ میں بھی تاجین سپاہی لئے اربعہ جمع عدد روئیں (پندرہ) کو محفوظ کیا اب کل عدد روئیں محفوظ ۶۱۵۰۰ ہوئے۔ اور ہم نے ان میں نسبت تلاش کی ۶۰۰ میں تو افقی با نصف تلاش لئے چار کے نصف دو کو چوبیس ضرب دیا تو حمل ضرب پندرہ ہوئے اور اب بارہ اور نو میں تو افقی با نصف کی نسبت ہوئی تو بارہ کے ٹکٹ چار کو نو سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۳۶ ہوئے اب ۳۶ اور ۱۵۰ میں بھی تو افقی بالٹکٹ ہوئی ۱۱۱ لئے چھتیس کے ٹکٹ بارہ کو پندرہ سے ضرب دیا تو حاصل ضرب ۱۸۰ ہوئے پھر اس مجموعہ کو اصل مسئلہ ۲۳ سے ضرب دیا ۲۳۲۰ ہو گیا ۱۸۰ کو ہر ایک حصہ میں ضرب دینے سے چارہ جدات کو مجموعہ ۷۲۰ اور فرد افراد ۱۱۱۳۵ اور اعداد روئیں کو مجموعہ ۳۸۸۰ اور فرد افراد ایک سو ساٹھ اور پندرہ جدات کو مجموعہ سات سوئیں اور سو لاکھ کو مجموعہ ایک سو لاکھ افراد افراد سوئیں کے۔ صورت یہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۲
جہات ۳
۱۰۲
۱۰۲

عبارت ہوں گا۔ یہ مسئلہ میں صرف ایک شخص کے لوگ نہ ہوں بلکہ دو یا اس سے زیادہ شخص ہوں اور کن لایہ و مایہ نہ ہو۔ سو یہ کہانیہ۔
جنس کے لوگ ہوں اور کن سے ساتھ کن لایہ و مایہ بھی ہو۔ چہاں یہ کہ ایک شخص کے لوگ نہ ہوں بلکہ دو یا اس سے زیادہ شخص ہوں اور کن
کے ساتھ کن لایہ و مایہ ہو۔

کلی جنس تشریح یہ ہے کہ اگر مسئلہ میں صرف ایک ہی جنس کے لوگ ہوں اور کن لایہ و مایہ نہ ہو تو اس صورت میں مسئلہ ان کے مرد
رواس کے مطابق ہوگا ملامت نے دوازیں پھڑکی تو اصل مسئلہ میں سے ہونا چاہئے کیونکہ جنس کا جنس نہیں ہے لیکن اگر کن سے
کیونچاے تو ایک پوتا ہے جو پھر اپنی پراری کیا جائیگا اس لئے مسئلہ ابتدائی ہو سے کر کے نصف نصف کر دیا جائیگا۔ محمد ضیف غفرلہ کلمہ

وَالْأَقْبَرُ سَبَاہِیْمٌ فَمِنْ اَنْثٰی فَوَسْطَانِ وَثَلْبَةُ ثَوَلْتُ وَثَلْسُ وَثَلْبَةُ لَوْ بَصْفٌ وَثَلْسُ
وہ ان کے سہام کے مطابق ہو جائیں گے وہ سے ہوگا اور دو سہام ہوں اور کن سے اگر تہائی اور چھٹا ہو اور چار سے اگر آدھا اور چھٹا ہو
وَخُمْسُ ثَوَلْتُ وَثَلْسُ اَوْ بَصْفٌ وَثَلْسَانِ اَوْ ثَلْسُ وَثَلْتُ وَلَوْ نَحْ اَوَّلُ مِنْ لَا یُرَدُّ غَلْبُہ
اور چار سے اگر دو تہائی اور چھٹا یا آدھا اور دو چھٹے یا آدھا اور تہائی ہو اور اگر دو سہاموں کے ساتھ وہ جنس پر رو نہیں ہوتا
اَعْطَ فَرْصَہُ مِنْ اَقْلٍ مَخْرُجَہُ ثُمَّ اَلْجِسْمُ الْبَاقِیَ عَلٰی مَنْ یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَثَلْبُ نَسَابٍ وَانْ لَمْ یَسْتَفِیْمِ
تو دے سے اس کا فرض اقل خارج سے پھر تقسیم کر دے باقی کن لایہ و مایہ پر جسے شوہر اور جنس بیویوں اور اگر چہ نہ ہے
فَانْ وَاَنْیَ رُوْسُہُمْ فَاصْرَبْ رُفْقٌ رُوْسُہُمْ فِی مَخْرُجٍ مَنْ لَا یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَثَلْبُ نَسَابٍ وَالْأَقْبَرُ فَاصْرَبْ
تو پھر ان کے رواس میں ذاتی ہو تو ضرب دے وہی داس کو کن لایہ و مایہ کے فرض میں جیسے شوہر اور چھ بیویاں دو ضرب دے
کُلُّ رُوْسُہُمْ فِی مَخْرُجٍ فَرْصُہُ مِنْ لَا یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَخُمْسُ نَسَابٍ
کل داس کو کن لایہ و مایہ کے فرض میں جیسے شوہر اور چھ بیویاں۔

تشریح فقہ قولہ والاولیٰ اور کن کا بیان ہے کہ اگر مسئلہ میں صرف مرد و مایہ ہوں اور جنس واحد کے نہ ہوں دو یا اس سے زیادہ کے
ہوں تو مسلمان کے سہام ہے ہوگا جس کا مسئلہ میں دو سہام ہوں تو مسئلہ سے ہوگا جیسے مسئلہ ۱۱۱
اور اگر انصاف اور مسلمان ہوں تو چار سے ہوگا
جیسے مسئلہ ۱۱۲ اور اگر ثلثان دس دس نصف دس نصف و ثلث جمع ہوں تو چار سے ہوگا
جیسے مسئلہ ۱۱۳ اور اگر چھ بیویاں ہوں تو چھ سے ہوگا
قولہ ولو مع الاولیٰ تشریح یہ کہ اگر مسئلہ میں ایک جنس کے لوگ ہوں اور کن لایہ و مایہ نہ ہو تو اس صورت میں مسئلہ ان کے مرد
رواس کے مطابق ہوگا ملامت نے دوازیں پھڑکی تو اصل مسئلہ میں سے ہونا چاہئے کیونکہ جنس کا جنس نہیں ہے لیکن اگر کن سے
کیونچاے تو ایک پوتا ہے جو پھر اپنی پراری کیا جائیگا اس لئے مسئلہ ابتدائی ہو سے کر کے نصف نصف کر دیا جائیگا۔ محمد ضیف غفرلہ کلمہ
اور اگر تہائی اور چھٹا یا آدھا اور دو چھٹے یا آدھا اور تہائی ہو اور اگر دو سہاموں کے ساتھ وہ جنس پر رو نہیں ہوتا
اَعْطَ فَرْصَہُ مِنْ اَقْلٍ مَخْرُجَہُ ثُمَّ اَلْجِسْمُ الْبَاقِیَ عَلٰی مَنْ یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَثَلْبُ نَسَابٍ وَانْ لَمْ یَسْتَفِیْمِ
تو دے سے اس کا فرض اقل خارج سے پھر تقسیم کر دے باقی کن لایہ و مایہ پر جسے شوہر اور جنس بیویوں اور اگر چہ نہ ہے
فَانْ وَاَنْیَ رُوْسُہُمْ فَاصْرَبْ رُفْقٌ رُوْسُہُمْ فِی مَخْرُجٍ مَنْ لَا یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَثَلْبُ نَسَابٍ وَالْأَقْبَرُ فَاصْرَبْ
تو پھر ان کے رواس میں ذاتی ہو تو ضرب دے وہی داس کو کن لایہ و مایہ کے فرض میں جیسے شوہر اور چھ بیویاں دو ضرب دے
کُلُّ رُوْسُہُمْ فِی مَخْرُجٍ فَرْصُہُ مِنْ لَا یُرَدُّ غَلْبُہُ مَخْرُوجٌ وَخُمْسُ نَسَابٍ
کل داس کو کن لایہ و مایہ کے فرض میں جیسے شوہر اور چھ بیویاں۔

خارج منیٰ منیٰ ایک دینے کے بعد جن کے بچے ہو جائیں یہ قسم نہیں ہو سکتے اور جن کو دن میں چارین سے اس کے کئی بار دوسرا (۱۵) کو اصل مسئلہ یعنی چار سے ضرب دیں گے وہ اصل ضرب سے ہوا تو راجح ہوگا اور اگر کسی کو چھوڑا (۱۵) اور فی نفس میں چار ملے گا۔ صورت یہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۰
درج
ہفت

ولو مع الفلانی من لایؤذ علیہ فلیس من مخرج فرض من لایؤذ علیہ غنی مسئلہ من یؤذ غلیہ اور اگر ہو جائے کہ ساتواں لایؤذ فی تقسیم اس پر ہوتی ہے چنانچہ لایؤذ فی نفس۔ خروج۔ میں پردہ کے مسئلہ پر نکروا غلیہ و ازنیع حذاب و ست احواب لایؤذ وان لم یستقیم فاصرت سہد من یؤذ علیہ جیسے ہوئی اور چار جہات اور چار خیالی ہیں اور اگر چار نہ ہوتے تو ضرب ایک میں پردہ کے جہات کو فی مخرج فرض من لایؤذ علیہ نکروا و ازنیع حذاب و ست حجاب و ست حجاب من یؤذ علیہ ضرب سہد میں لایؤذ علیہ من الیوم علی کے فرض کے خروج میں جیسے چار ہیں اور نو بیانیہ اور چار جہات پر ضرب دے گی۔ پردہ کے جہات کو فی مسئلہ من یؤذ غلیہ و سہد من یؤذ علیہ فیما بھی من مخرج من لایؤذ علیہ وان لم یستقیم فصارت کما فی من یؤذ علیہ مسئلہ میں پردہ کے جہات کو اس میں ہو جائی۔ چنانچہ اگر چار بیانیہ کے خروج۔ جہات اگر کسرا و فی مخرج فرض کر کے

آخر فقہ۔ قولہ ولو مع الفلانی الخ۔ چوتھی قسم کا بیان ہے کہ اگر مسئلہ میں ایک شخص کے لوگ نہ ہوں اور ان کیساتھ کو لایؤذ علیہ بھی ہو تو اس صورت میں اس میں کو جو کو لایؤذ علیہ فرض کے خروج سے باقی رہا ہے اس کو کن پردہ کے مسئلہ سے تقسیم کر دے۔ غلامیت نے زہد پر جہات اور چار احوال پر چار جہات اور چار خیالیوں کا فرض خارج اس کا فرض (۶) سے ایک بجے کے بعد جن کے چار اب ہم نے من لایؤذ علیہ کو عدد فرض کر کے کن لایؤذ علیہ یعنی چار ہیں اور سب ایک بیانیہ مسئلہ علیہ کیا جو جنس کی چار بیانیہ چھٹے سے فی نفس چار بیانیہ میں ایک اور سب ایک نفس میں ان کے لئے فرض اور سب ایک بیانیہ مسئلہ علیہ کیا جو جنس کی چار بیانیہ چھٹے سے فی نفس چار بیانیہ میں اور ان کے سہا (۱) میں چارین کی نسبت ان کے ایک کو دے۔ سے ضرب دی اور اصل ضرب یعنی چارہ کو اصل مسئلہ میں چار سے ضرب دی تو کل حاصل ضرب ۱۵ ہونے والی سے سب کو تقسیم کر دیا تو ایک بیانیہ کو چار اور چار اور چار اور چار کو چار دے اور فی نفس میں چار ہیں اور چار ایک بیانیہ کو چار چار میں دو فی نفس میں چار کے صورت یہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۱
درج
نہ

قولہ وان لم یستقیم الخ۔ اور اگر من لایؤذ علیہ کے فرض کا خروج کن پردہ کے مسئلہ پر مستقیم نہ ہو تو من لایؤذ علیہ کے نتیجہ میں ساتواں لایؤذ علیہ کے فرض کے خروج سے ضرب دیا جس کے اصل ضرب فریقین کے فرض کا خروج ہوگا۔ چنانچہ لایؤذ علیہ کے جہات کو من لایؤذ علیہ کے مسئلہ میں ضرب دیا اور ان کے سہا کو کن لایؤذ علیہ کے خروج سے چھوڑے گا۔ سے ضرب دے۔

وإن مات المفضل قبل نفسه فمضج مسئلة الميت الأول وأعطى ميهام كل وارث ثم مضج
 آخر ميهام أول مضج۔ یہ پہلے تو صحیح کر میتِ اول کے مسئلہ کو اور دسے ہر وارث کا حصہ پر صحیح کر
 مسئلة الميت الثاني فاضطرر من مضج الأول ومن المضج الثاني ثمة الخواص
 میتِ ثانی کا مسئلہ نہیں لکھا کہ صحیح ال کے مانی علیہ میں اور صحیح مانی میں تین جائزوں کا
 فإن استفاد مانی بدو من المضج الأول على المضج الثاني فلا ضرب وضحا من مضج الميت الأول
 پس اگر مستقیم ہو صحیح کو ان کا مانی علیہ صحیح مانی پر تو ضرب کی ضرورت نہیں بلکہ صحیح ہو جائیگا دوسرے مسئلے سے میتِ اول کی جتنی سے
 وإن لم ينقسم فإن كان بينهما موافقة فاضرب وإن المضج الثاني في كل المضج الأول
 اور اگر مستقیم نہ ہو تو اگر ان میں موافقت ہو تو ضرب دے صحیح مانی کے دین کو صحیحِ اول کے کل میں
 وإن كان بينهما مباينة فاضرب كل المضج الثاني في المضج الأول فالمنبع مخرج المستلزم
 اور اگر ان میں مباہنت ہو تو ضرب دے کل صحیح مانی کو صحیحِ اول میں یاں حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج مبرا
 واضرب ميهام وزنة الميت الأول في المضج الثاني أو في
 اور ضرب دے میتِ اول کے حصہ کے ساتھ کو صحیح مانی میں یا اس کے دین میں
 وميهام وزنة الميت الثاني في مضج الميت الأول أو في
 اور میتِ ثانی کے حصہ کے ساتھ کو میتِ اول کے مضج میں یا اس کے دین میں

مناخه

تخریج الفقه قولہ وإن مات المفضل قبل نفسه مناخہ کے احکام بیان کر رہا ہے مناخہ شیخ سے ہے بمعنی نقل و جوب۔ یہاں اس
 سے مراد یہ ہے کہ خود میتِ اول کا ترکہ دین پر مستقیم ہو جائے کہ نہ وارث مرچے اور اس کے حصہ کا یا پھر بیٹوں کی طرف منتقل ہو جائے
 وہی صورت میں پہلے میتِ اول کے مسئلہ کی صحیح کیا جاتی اور مراد وارث کے ساتھ دیدے جا سکیں گے بھر میتِ ثانی کے مسئلہ کی صحیح کیا جائے گی
 اور دونوں صحیحوں کے مانی علیہ میں تو ذکر کریں گے کہ ان میں موافقت ہے یا تو اختلافی یا متین یا صحیحِ اول کا مانی علیہ صحیح مانی پر مستقیم ہو جائے
 لکھے وارثوں پر یا اگر مقسوم ہو جائے تب تو ضرب وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں لکھی اور اگر مستقیم ہو اور میتِ ثانی کے حصہ میں اور اس کے
 مسئلہ میں موافقت نہ ہو تو تین ہوتو صحیح مانی کو صحیحِ اول میں ضرب دیں گے دس جو حاصل ضرب ہر دو دونوں مسئلوں کا مخرج مبرا
 کے بعد میتِ اول کے حصہ کو مسترد دے میں ضرب دیں گے یعنی بقدر مباہنت صحیح مانی میں اور بقدر موافقت صحیح مانی کے دین میں ضرب دیں
 گے اس طریق پر ہر وارث کا حصہ مسئلہ مذکور سے نکال آئے گا ایسی ایک جامع مثال جس میں احوال ثلاثہ یعنی اختلاف مت اور موافقت اور متین
 تین ہوں یہ ہے کہ ایک میتِ اول اور بیٹی اور مال چھوڑ کر مرنے پھر زینت فقیرہ کو ہے جسے ایک زوجہ اور والدین چھوڑ کر مر گئے پھر بیٹی دو
 بیٹی اور ایک بیٹی اور اس پر دو چھوڑ کر مرنے میتِ اول کی صاحبہ ہے پھر وہ بعد از والدین اور دو بیٹیاں چھوڑ کر مر گئی تو اس میں میتِ ثانی
 اختلاف مت کی مثال ہے۔ اور میتِ ثالث تو ان کی وراثت رابع تین کی۔ اب ہم نے پہلے میتِ اول کا مسئلہ صحیح کیا اور ہر وارث کو اس کے

مہاسو بے پھر طانی مسئلہ کی تصحیح کی اور میت چلی اور اس کی تصحیح میں غور کیا تو مسئلہ اولیٰ کی تصحیح نصف دینے اور سدس کے اعتبار کی وجہ سے بارہ سے ہوئی اور فرض کرنا پڑا مہاسو طوکند زوج کے تین سو کم اور میت کے چار اور مل کے دو ہوئے۔ یہ کم باقی رہا اس کو تین سو رہاں پر ان سے مہاسو کے مطابق رو کر گئے تو اصل رو کی ضرورت پڑی مہاسو مسئلہ میں من بر علیہ کی دو حصوں کے ساتھ من لایر علیہ جمع ہو یعنی میت اور ام کیساتھ زوج و زوج کا حصہ اصل بخارج یعنی مہاسو دیا اور من لایر علیہ کا مسئلہ بھی چار چار سے اپنے کے اندر جمع سے قطع نظر کریں تو مسئلہ چھ سے ہے۔ نصف یعنی تین میت کا فرض ہے اور سدس یعنی ایک ام کا ہے تو من بر علیہ کا مسئلہ چار سو اور زوج کو دینے کے بعد تین باقی ہے وہ من بر علیہ کے مسئلہ پر مستقیم نہیں تو من لایر علیہ کے فرض کے فرض میں من بر علیہ کے مسئلہ کو بھی چار سو ضرب دینے کی ضرورت پڑی اور من لایر علیہ کے فرض کا فرض بھی چار ہے تو چار کو چار میں ضرب دینے سے ۱۶ حاصل ہوئے۔ اب زوج کا حصہ چار میں سے ایک تھا جب اس کو مسئلہ من بر علیہ یعنی چار میں ضرب دیا تو چار ہی ہوئے اور من بر علیہ کا حصہ خراج فرض کی پائی میں ضرب دیا تو ماں کا حصہ چار میں سے ایک تھا جب اس کو اس کو اس میں ضرب دیا تو جو خراج سے باقی بچتا تھا من ہی حاصل ہوئے اور منی کا حصہ تین تھا جب اس کو تین میں ضرب دیا تو حاصل ہوئے پس اس تقسیم سے زوج کو چار سو حاصل ہوئے اور من کو تین اور منی کو نو، پھر ہم نے میت طانی کے مسئلہ کی تصحیح کی یعنی زوج کی تو اس کی تصحیح چار سو سے پائی، چونکہ اس کی زوجہ کار مل ہے اور اس کی ماں کا حصہ باقی مل کا تھا پائی ہے اور اس کے باپ کا حصہ دوا تھا پائی ہیں اس کے بعد ہم نے زوج کے ملانی الیہ سهام میں غور کیا تو چار سو چار سو پائے جو اس کے دوش پر چار سو مستقیم ہیں ان میں سے ایک سو چار سو کا حصہ دوا تھا باقی یعنی ایک سو چار سو دوا تھا یعنی دو سو چار سو کے تو اس تصحیح میں ضرب کی ضرورت نہیں پڑی اور پہلا مسئلہ اور دوا مسئلہ سولہ سے صحیح ہو گیا۔ چار سو مسئلہ کی صورت یہ ہے۔ (نایہ الاطوار خمد رب)

مشانی مناسبت

میت	میت اول	میت دوم	میت سوم
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰

میت اول	میت دوم	میت سوم
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰

میت اول	میت دوم	میت سوم
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰

میت اول	میت دوم	میت سوم
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰

میت اول	میت دوم	میت سوم
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰
۱۰	۱۰	۱۰

ويعرف خط كل فریق من التصحيح بظروب مختلف من اصل المتصلة فيما صرحه
 المصنف، واما ما في فریق تصحيح من ان ضرب بـ ۵۰ یا ۱۰۰ کے لئے جو بعض مسئلے میں فریق میں ضرب دیا ہے وہ
 فی اصل المتصلة وخط كل فرد بسنة سهام كل فریق من اصل المتصلة الى عدد رؤسهم مقروضا
 واصل سالہ میں ۵۰ یا ۱۰۰ سالہ نسبت قائم نہ ہے اسلئے اس سے ہر فریق کے حصہ کی جگہ وہ اس کے ساتھ
 نہ تعطی سفل سفل النسبة من المتضروب بكل فرد
 ہر فرد کے لئے اس نسبت سے بقدر تضارب یہ ہر فرد کے

تصحیح میں سے ہر فریق کے حصہ کی شناخت کا طریقہ

تشریح الحکمہ - قولہ و يعرف الخ - یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تصحیح میں سے ہر فریق کا کتنا حصہ ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جو فریق
 کو اصل مسئلہ سے لا کر اس عدد میں ضرب دیں جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے، پھر اس ضرب سے جو حاصل ہو اس میں
 فریق کا حصہ دیا جائے۔

مسئلہ نمبر ۵۰۳	مردانہ	عورتانہ	بالات	کل
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۳۰۰
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۳۰۰

اس میں زوہد و جدت و فہم و تحقیق اور میں اب فریق میں اور دو برابر ۲۰۰ سے ضرب دینے سے جو حاصل ہوا ہے یعنی
 ۵۰۰۰ تصحیح میں ۵۰۰ کے حصہ کو ضرب دیں گے جو مضروب ہے ۱۰۰ اور جو حصہ میں ۱۰۰ تصحیح میں ۱۰۰ کے حصہ کو ضرب دیں گے جو مضروب ہے ۱۰۰
 تصحیح میں ۱۰۰ کے حصہ کو ضرب دیں گے جو مضروب ہے ۱۰۰ اور جو حصہ میں ۱۰۰ تصحیح میں ۱۰۰ کے حصہ کو ضرب دیں گے جو مضروب ہے ۱۰۰
 (۱۰۰) سے ضرب دیں گے جس کو مضروب کہتے ہیں یعنی ۱۰۰۔

لہذا یہ صورت ہے ۱۰۰ سے ۱۰۰ تصحیح میں ۱۰۰ کے حصہ کو ضرب دیں گے جو مضروب کہتے ہیں یعنی ۱۰۰ کل روایات کا حصہ ہے۔

تصحیح سے ہر فریق کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ

قولہ و يعرف كل فرد الخ - یہ معلوم کرنا چاہیے کہ تصحیح میں سے ہر فریق کے ہر فرد کا کتنا حصہ ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ جو فریق
 سے فریق کو اصل مسئلہ سے لا کر اس عدد میں ضرب دیں جس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا گیا ہے، پھر اس ضرب سے جو حاصل ہو اس میں
 فریق کا حصہ دیا جائے۔
 ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت کے لئے ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت ہے جو ہر فرد میں ۱۰۰ (۱۰۰) سالہ مردوں کی نسبت ہے
 ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت کے لئے ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت ہے جو ہر فرد میں ۱۰۰ (۱۰۰) سالہ مردوں کی نسبت ہے
 ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت کے لئے ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت ہے جو ہر فرد میں ۱۰۰ (۱۰۰) سالہ مردوں کی نسبت ہے
 ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت کے لئے ۱۰۰ سالہ مردوں کی نسبت ہے جو ہر فرد میں ۱۰۰ (۱۰۰) سالہ مردوں کی نسبت ہے

